براے

۸۰۲

مرکز علوم اسلامیہ دار العلوم دیوبند

کا

ماہوار رسالہ

دار العلوم

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ

مہتمم دار العلوم دیوبند

مرتبہ

عبد الوحید غازیپوری

[illegible]

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۸۷۷	۱۰۱۶۲	شیخ چھیدا محمد بخش صاحب کرتپور بجنور	للعہ	زکوٰۃ
۸۷۸	۱۰۱۶۳	عبدالرزاق صاحب شیخ مومن سنسارپور کہری بجنور	عـہ	عطاء
۸۷۹	۱۰۱۶۴	حکیم حافظ حفیظ اللہ صاحب بنارس	عـہ	زکوٰۃ
۸۸۰	۱۰۱۶۵	محمد اسمٰعیل صاحب کلاتھ مرچنٹ "	عـہ	"
۸۸۱	۱۰۱۶۸	مولانا محمد حسین صاحب ذریعہ مولوی محمد حسن صاحب جھنگ	۱؎	عطاء، بہی خواہ
۸۸۲	۱۰۱۷۰	نذیر احمد خاں صاحب جوڈیشنل فیسر سیہور بھوپال	ھ	"
۸۸۳	۱۰۱۷۱	حکیم مقصود علی خاں صاحب افضل گنج حیدرآباد دکن	عـہ	قرض طلبہ
۸۸۴	۱۰۱۷۲	ملک عبدالرحمٰن صاحب سینیر ڈاکٹر فرنگ لاہور	صـہ	وظیفہ متفرقات
۸۸۵	۱۰۱۷۴	رشید الرحمٰن صاحب ریونیو آفیسر بجنور	۱؎ ۱۳	رسالہ
۸۸۶	۱۰۱۷۵	سردار محمد صاحب گورنمنٹ کالج لاہور	دعـہ	قرض طلبہ
۸۸	۱۰۱۷۶	مستری امام بخش صاحب گھیانہ	عـہ	عطاء بہی خواہ
۸۸	۱۰۱۸۳	شیخ گل محمد صاحب وکیل "	عـہ	" "
۸۸	۱۰۱۸۴	رویل ٹریڈنگ کمپنی نمبر ۵۶ بمبئی ۳	صـہ	عطاء
۸ ۹	۱۰۱۸۵	اشتیاق علی صاحب نیس جدید فتح گڈھ	عـہ	قرض طلبہ
۹	۱۰۱۸۶	شیخ مشتاق احمد وحبیب احمد صاحب معرفت حافظ محمد یوسف صاحب ستھارپور	ـیـہ	زکوٰۃ
۸ ۹	۱۰۱۸۸	محمد اسحاق صاحب عمرپور نواکھالی	صر	قرض طلبہ
۸۹۰	۱۰۱۸۹	کریم الدین بدرالدین صاحبان کھاتولی مظفرنگر	کہ	"
۸۹۱	۱۰۱۹۰	عبدالرزاق صاحب تیس ہزاری دہلی	ھ	"
۸۹	۱۰۱۹۱	فاضل طبیب محمد عبداللہ صاحب امرتسر	۱؎	زکوٰۃ
۸۹	۱۰۱۹۲	مولوی محمد چراغ صاحب صدر مدرس گوجرانوالہ	۱۲ؔ	"
۸۹	۱۰۱۹۳	مولانا محمد جلیل صاحب " "	ـہ	قرض طلبہ
۸۹	۱۰۱۹۴	منشی محمد حنیف صاحب نیندڑو بجنور	ھ	زکوٰۃ
۸۹	۱۰۱۹۵	امام الدین صاحب کانسٹبل کراچی	للعہ	"
۹۰۰	۱۰۱۹۶	منشی سخاوت حسین صاحب سہنپور بجنور	۱؎	"
۹۰	۱۰۱۹۷	شیخ شمس الدین صاحب راج شاہی بنگال	۱؎	قرض طلبہ
۹۰	۱۰۱۹۸	ظہور الحسن صاحب محکمہ بندوبست مین پوری	ـیـہ	زکوٰۃ
۹۰	۱۰۱۹۹	حکیم عبدالحی صاحب نیلا گنبد لاہور	عـہ	"
۹۰	۱۰۲۰۰	شیخ عبدالکریم صاحب سیشن جج پنشنر راجکوٹ	ما ر	تعمیر دارالطلبہ
۹۰	۱۰۲۰۱	میاں عنایت صاحب گھیانہ	ـہ	عطاء، بہی خواہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۹۰۶	۱۰۲۰۶	شیخ محمد اکرم صاحب گھیانہ	عہ	عطاء و بہی خواہ
۹۰۷	۱۰۲۱۳	مہتر پیر بخش صاحب محلہ سیوان والا "	ـہ	" "
۹۰۸	۱۰۲۱۹	شیخ میاں امیرالدین صاحب "	ـہ	" "
۹۰۹	۱۰۲۲۳	منظور احمد صاحب قانونگو "	۱۲ ۳	" "
۹۱۰	۱۰۲۲۴	ملک اللہ دتہ صاحب گارڈ جھنگ "	۱۴ ر	" "
۹۱۱	۱۰۲۳۵	محمد بخش و اللہ بخش صاحبان " "	ـہ	" "
۹۱۲	۱۰۲۳۶	ماسٹر محمد حسین صاحب " "	ـہ	" "
۹۱۳	۱۰۲۳۷	حاجی میاں سلطان در یام صاحب " "	۱۲ ر	" "
۹۱۴	۱۰۲۳۸	میاں اللہ دین صاحب " "	عہ	زکوٰۃ
۹۱۵	۱۰۲۲۰	میاں اللہ بخش صاحب " "	عہ	عطاء "
۹۱۶	۱۰۲۲۱	ماسٹر مولانا اللہ دتا صاحب " "	۸ ر	" "
۹۱۷	۱۰۲۲۳	مولانا حافظ احمد شاہ صاحب سرگودہا	۱؎	" "
۹۱۸	۱۰۲۲۴	میاں محمد حسین صاحب محلہ ہنڈی گھیانہ	۷ ر	" "
۹۱۹	۱۰۲۲۵	شیخ محمد حسین صاحب بڈھے والا "	ـہ	" "
۹۲۰	۱۰۲۲۸	حاجی محمد حسین صاحب کلرک "	عہ	" "
۹۲۱	۱۰۲۲۹	شیخ چراغ علی صاحب منیجر "	۱؎	" "
۹۲۲	۱۰۲۵۲	شیخ اللہ دیا صاحب تاجر سوت "	۴ ر	" "
۹۲۳	۱۰۲۵۳	ڈاکٹر محمد حسین صاحب سکنہ لاہور مقیم "	ھ	" "
۹۲۴	۱۰۲۵۵	میاں شیخ خدا بخش صاحب سوداگر "	۱؎	" "
۹۲۵	۱۰۲۶۱	حاجی محمد دین صاحب ذریعہ حاجی فضل دین صاحب دہلی	ما ر	زکوٰۃ "
۹۲۶	۱۰۲۶۲	حاجی رحیم الدین متانا الدین صاحبان بلیماران "	عـہ	" "
۹۲۷	۱۰۲۶۳	شیخ نصیر الدین صاحب " "	عـہ	" "
۹۲۸	۱۰۲۶۴	معرفت " منجانب الدعا القدیر "	عـہ	" "
۹۲۹	۱۰۲۶۵	شیخ محمد ابراہیم صاحب سگر ٹ والے "	صر	" "
۹۳۰	۱۰۲۶۶	حاجی محمد ابراہیم صاحب فتحپوری ذریعہ محمد اسمٰعیل صاحب	سے	" "
۹۳۱	۱۰۲۶۷	حاجی شمس الحق صاحب تاجر "	سـہ	" "
۹۳۲	۱۰۲۶۸	شیخ محمد احمد صاحب ذریعہ قاری محمد عثمان صاحب "	۱؎	" "
۹۳۳	۱۰۲۶۹	شیخ محمد اسحاق صاحب عطار "	۴	" "
۹۳۴	۱۰۲۷۰	شیخ عبدالخالق صاحب ولد شیخ محمد حفیظ صاحب "	ماعہ	" "

سالنامہ

دارالعلوم

دیوبند

سالانہ چندہ دو روپے

ممالک بیرون ہند سے باضافہ محصولڈاک فی پرچہ

نصب العین

۱) تعلیمات اسلام کو سہل اور دلنشین پیرایہ میں پیش کرکے مسلمانوں میں صحیح مذہبی ذہنیت پیدا کرانا۔

۲) اسلام کے قدیم وجدید مخالفوں کے حملوں کی بطریق احسن مدافعت کرنا۔

۳) دقیق علمی مسائل کے متعلق علمائے دیوبند کے محققانہ مقالات پیش کرنا۔

۴) حالات دارالعلوم سے معاونین ومتوسلین دارالعلوم کو باخبر رکھنا۔

فہرست مضامین

جلد (۲) | بابت ماہ محرم وصفر ۱۳۶۱ھ | شمارہ (۱)

(۱) براہ کرم خط وکتابت اور ترسیل زر کے ساتھ اپنے پتہ کی چٹ کا نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔

(۲) ہر ماہ کا رسالہ آیندہ ماہ کے پہلے ہفتہ میں شائع ہو جایا کرے گا اور دوسرے ہفتہ تک رسالہ آپ کے پاس نہ پہونچے تو دوبارہ طلب فرما سکتے ہیں۔

(۳) چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں، وی پی طلب کرنے میں جانبین کا نقصان ہے۔

(۴) دارالعلوم کے اصلاحی وتبلیغی مضامین کو دوسروں تک پہونچانے کی سعی فرما کر دوگونہ اجر حاصل کریں۔

ناظم ومرتب رسالہ دارالعلوم دیوبند۔

(باہتمام عبدالوحید صاحب فاروقی طابع وناشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں طبع ہو کر دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوا۔)

رشحات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ "دارالعلوم" کا اجراء ایسے پر آشوب زمانہ میں ہوا جب نہ صرف ملک کی اقتصادی پریشان حالی ترقی پذیر افلاس اور ضروریات زندگی کی عدیم گرانی کیوجہ سے بلکہ اس سے بھی زیادہ کاغذ کی قیمت میں ہوشربا اضافہ ہوجانے اور پھر اس پر بھی کاغذ کے کمیاب بلکہ نایاب ہونیکی وجہ سے وہ صحائف و جرائد بھی جو سالہا سال سے اپنی منبر دینی مضبوط بنانے میں مصروف تھے یا تو بالکل بند ہوگئے یا انھیں اپنا صوری معیار اتنا پست کرلینا پڑا کہ اب ان کا بیک نظر پہچاننا بھی دشوار ہوگیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں اور انھیں یہ اطمینان نصیب نہیں ہوا کہ وہ اس زبون حالی میں بھی اپنی زندگی کو باقی رکھ سکیں گے یا نہیں۔ ایسے نازک حالات میں کسی نئے رسالہ کے جاری ہوکر قائم رہنے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ آپکا "دارالعلوم" انھیں حالات میں منصۂ وجود پر آیا۔ اور پہلے دن اس نے جس حیثیت میں اپنا تعارف کرایا تھا آخیر تک کسی ادنیٰ نقص اور تغیر کے بغیر اُسے باقی بھی رکھا۔ اسی کے ساتھ اس کی اشاعت کا تسلسل بھی اس طرح قائم رہا کہ عام دستور کے مطابق کسی ایک نمبر کے لئے بھی اُسے اپنے قارئین سے عدم اشاعت کا عذر نہیں کرنا پڑا تو بے ساختہ ہماری زبان سے نکل جاتا ہے کہ

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

حق یہ ہے کہ "دارالعلوم" کا اس طرح برابر شائع ہوتے رہنا اور کامیابی کے ساتھ ایک صعب و دشوار سال سے گذر کر دوسرے صعب تر سال میں قدم رکھدینا اللہ تعالیٰ کے فضل اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوا ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ جس اللہ نے پچھلی منزل کی مشکلات راہ کو اپنے فضل سے ہمارے لئے آسان کردیا تھا وہی اس دوسری منزل کے راستہ سے بھی موانع کو دور فرما کر ہمیں خدمت دین کا موقع بخشیگا۔ اور ہم "دارالعلوم" کے معیار کو پست کرنے کی بجائے بلند کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں گے۔

تفصیل اشیاء	اسمائے گرامی عطا کنندگان	نمبر رسید	نمبر شمار
میزان الحکمت - کتاب التحلیل - اعتبار - احکام الوقف - مراۃ الجنان - نزہتہ الخواطر -	منجانب دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن	۳۵۹	۲
رسائل تسعہ - اربعین - مباحث شرقیہ اول - ازمنہ وامکنہ - فضیلت العلم - فصوص الحکم - دیوان المتنبی	" "		
زیتون الکبیر - اثبات المفارقات - تعلیقات - تحصیل السعادۃ - سیاسیات المدنیہ - رسائل ابن	" "		
تنقیح المناظر - تذکرۃ السابع - کتاب الفلاحت - الغایق - فہرست تیرہ - امالی ابن الشجری -	" "		
مقامات الدکنیہ - تحفہ نظامیہ - المنحۃ السراء - مقالہ زمیریہ - مقالہ تاریخیہ - مناظرات - التعلیق	" "		
اصلاح - انباط المیاہ - تاریخ کبیر جلد ۴ قسم اول - کتاب الکنیٰ بخاری -	" "		
کتاب روح القرات فی العشرۃ المتواترات - ایک جلد	جناب حاجی حافظ محمد اسمٰعیل صاحب لیماراں دہلی	۳۶۰	۳
التعلیق الصبیح علی مشکوٰۃ المصابیح - چہار جلد -	جناب حاجی محمد سعید صاحب دقیکاندہلہ مظفرنگر	۳۶۱	۴
گندم ایک من پختہ | ۱۱ | ۳ جلد | ۳۶۸ | شیخ احسان الحق صاحب وغیرہ باشندگان رامپور گندم کار	امام مسجد موضع سری کلاں ضلع سہارنپور	۳۶۲	۵
" " میزان آمدنی دوامی و اوقات ...	جناب عبد اللہ صاحب رامپور "	۳۶۳	۶
پندرہ سیر " " " " بہی خواہان ...	امام مسجد موضع امرپور " "	۳۶۴	۷
۲۰ سیر " " " " نمونی ...	" " " شیرپور "	۳۶۵	۸
۲۰ سیر " " " " بلارسیدات ...	جناب قاضی احتشام الدین صاحب " "	۳۶۶	۹
۲ من پختہ " میزان کل ...	" مولوی حکیم طیب صاحب " "	۳۶۷	۱۰

نوٹ :- تمام حسابی اندراجات حتی الوسع پوری صحت کے ساتھ کئے جاتے ہیں پھر بھی اگر کوئی غلطی رہ جائے تو اس سے ہمیں مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں اگر آپ نے اسی ماہ میں دارالعلوم کی کوئی امداد فرمائی ہے اور آپ کا نام اس فہرست میں نہیں ہے تو آئندہ ماہ کے پرچہ کو ملاحظہ فرمائیں :-

ہمیں اپنی کمزوریوں اور ناتوانیوں کا روز اول بھی اعتراف تھا اور آج بھی ہے، ہم نے اس وقت بھی اپنے قادر و توانا خدا سے طاقت اور اہلیت کی التجا کی تھی اور آج بھی اسی سے قوت و توفیق طلب کرتے ہیں۔ یختص برحمتہ من یشآء واللہ ذو الفضل العظیم۔

گزشتہ سال جن جلیل القدر علماء نے ہماری قلمی اعانت فرمائی اور صفحات "دارالعلوم" کو اس قابل بنایا کہ وہ لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن سکیں ان میں خصوصیت کے ساتھ حسب ذیل حضرات ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔

حضرت مولانا محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی صدر شعبۂ دینیات جامعۂ عثمانیہ و رکن مجلس اعلیٰ دارالعلوم دیوبند۔ جناب مولانا سید محمد یوسف بنوری (فاضل دیوبند) استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل۔ جناب مولانا محمد ادریس کاندھلوی مدرس تفسیر دارالعلوم دیوبند اور جناب مولانا محمد صغیر حسین (فاضل دیوبند) پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر دے اور ان کے علم کو اپنے بندوں کے لئے اس سے بھی زیادہ نافع بنائے۔ امید ہے دوسرے صحیح العقیدہ ارباب علم بھی ہمیں اپنے مقالات کی اشاعت کا موقع دیکر شکر گذار بنائیں گے

"دارالعلوم" کے متعلق بعض دوستوں کو یہ شکایت ہے کہ اس میں بہت سی وہ خصوصیات موجود نہیں ہیں جو ملک کے چند مخصوص علمی رسالوں میں ہیں۔ یعنی اس میں مضامین کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کی آمدنی کی فہرست اور دارالعلوم کے دوسرے کوائف بھی ہوتے ہیں۔ دارالعلوم کا حجم ان مخصوص علمی رسالوں کے مقابلہ میں کم ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے خیال میں یہ شکایات بعض دوستوں کو اس وجہ سے پیدا ہورہی ہیں کہ انہیں اپنے ماہنامہ کا صحیح نصب العین سمجھنے میں مغالطہ ہوا ہے۔ اور وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ "دارالعلوم" کا نصب العین بھی بعینہ وہی ہے جو ان بعض رسالوں کا ہے جنھیں آجکل خالص علمی رسالہ کہتے ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے قدرتی طور پر ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ماہنامہ "دارالعلوم" میں بھی وہ تمام خصوصیات جمع ہوں جو ان رسالوں میں ہیں بلکہ وہ ان سے بھی کچھ بالاتر ہو۔

بلاشبہ یہ خواہشیں بہت مستحسن ہیں اور ہم دل سے ان کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ عرض کر دینا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ انھوں نے ماہنامہ دارالعلوم کی صحیح حیثیت کو نہیں سمجھا ہے۔ ہم نے "دارالعلوم" کے پہلے ہی شمارہ میں اس کی حیثیت کو واضح کر دیا تھا کہ وہ اسلام کی صحیح تعلیمات کو پیش کرنے کے ساتھ ہی ساتھ دارالعلوم دیوبند کے ضروری حالات اسکی اہم خدمات، اس کے فضلاء، منتسبین اور بہی خواہوں کی

اسلام اور بحث ونظر کی آزادی

(از جناب مولانا صغر حسین صاحب پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ)

قرآن پاک نے عموماً عالم طبیعیات کی طرف نظر وفکر کرنے کی توجہ دلا کر اور خصوصاً اہل فہم و تفقہ کو نظام معاملات اور فروع عبادات کے بارے میں استنباط احکام کی اجازت دیکر ادبی ترقیات کی کلید مسلمانوں کے ہاتھوں میں دیدی۔

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت۔ والی الجبال کیف نصبت۔ والی الارض کیف سطحت (سورۃ الغاشیہ)

کیا وہ اونٹوں کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کیسے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور آسمان کی طرف کہ کیسا بلند کیا گیا ہے۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ کیسے کھڑے کئے گئے ہیں اور زمین کی طرف کہ کیسے بچھائی گئی ہے۔

واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم (النساء رکوع ۱۱)

اور جب انکے پاس کوئی خبر امن کی یا ڈر کی پہنچتی ہے تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اسکو حوالہ کر دیتے رسول اور ان میں سمجھدار لوگوں کے تو مصلحت معلوم کر لیتے جو مصلحت کی بات نکالتے ہیں۔

یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاٰخر (النساء رکوع ۸)

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے اہل علم ہیں انکی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف ہو تو اسکو اللہ یعنی قرآن اور رسول یعنی حدیث کیطرف رجوع کر کے فیصلہ کر لیا کرو اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

چنانچہ نظر وفکر کے حق آزادی نے مسلمانوں کو موقع دیا کہ خود بدولت رسالت پناہ کی حیات ہی میں فروع عبادات و نظام اجتماع کے متعلق رائے زنی اور قیاس آرائی کا جوہر دکھائیں۔ اور خود صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے تصویب رائے کی سند حاصل کریں۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظۃ فادرک بعضھم العصر فی الطریق فقال بعضھم لا نصلی حتی ناتیھا وقال بعضھم بل نصلی لم یرد منا ذلک فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعنف واحدا منھم۔ (رواہ البخاری فی باب غزوۃ الخندق)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے موقع میں فرمایا کہ بنی قریظہ سے پہلے کوئی عصر نہ پڑھے۔ مگر راستہ ہی میں عصر کا وقت ہوگیا تو بعضوں نے کہا کہ حکم صریح ہے مطابق ہم وہیں جاکر پڑھیں گے اور بعضوں نے وقت پر نماز پڑھنے کے حکم کے ماتحت یہ خیال کیا کہ حضور کی مراد نماز سے منع کرنا نہیں بلکہ جلد پہنچنا ہے اس لئے نماز پڑھلی۔ حضورؐ سے جب اس کا تذکرہ کیا گیا تو کسی کو سرزنش نہ فرمائی۔

جنگ احد کے موقع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر ضعیف العمر صحابہ کی رائے تھی کہ مدینہ ہی میں رہکر مدافعت کیجائے مگر نوجوانوں نے اپنی آزادانہ رائے پیش کر کے اسکی ناموافقت ظاہر کی۔ چنانچہ کثرت رائے یہی ٹھہری کہ مدینہ سے باہر نکلکر مقابلہ کرنا چاہئے۔ آخر سرور عالم صلعم

دینی سرگرمیوں کی تفصیلات نیز ماہ بماہ ارباب خیر کی امدادوں کی تفصیلات بھی شائع کرتا رہے گا۔ اسی کے ساتھ ہمنے بالکل صفائی کے ساتھ یہ بھی عرض کر دیا تھا کہ اہل نظر "دارالعلوم" کو علمی جرائد کی صف میں جگہ دیں یا نہ دیں ہمیں اس سے سروکار نہیں ہم "دارالعلوم" کے لئے معیاری ہونے کی سند حاصل کرنے سے زیادہ اس کے افادہ کو عام کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہی اس کے اجراء کی غرض و غایت ہے۔

ان واضح اعلانات کی موجودگی میں "دارالعلوم" کے مخلص ہمدرد خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ ان کی یہ شکایت درست ہے یا نہیں کہ یا تو "دارالعلوم" کو صرف دفتری رسالہ بنا دیا جائے اور مضامین کے حصہ کو اس سے بالکل خارج کر دیا جائے۔ یا اس میں صرف مضامین ہی رکھے جائیں تاکہ وہ "معیاری" رسالہ بن سکے۔

جو کچھ سطور فوق میں عرض کیا گیا اس کا حاصل یہ ہے کہ "دارالعلوم" کی حیثیت نہ تو محض اصطلاحی علمی رسالہ کی ہے اور نہ محض دفتری رسالہ کی۔ بلکہ اس کا مقصد علمی خدمت بھی ہے اور دارالعلوم کے حالات کی اشاعت بھی لیکن بڑی ناانصافی ہوگی اگر دارالعلوم کی حیثیت کی وضاحت کیساتھ ساتھ ہم اپنی بعض کمزوریوں کا بھی اعتراف نہ کریں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ گذشتہ سال جتنے نمبر شائع ہوئے ان کے صفحات کا زیادہ حصہ حالات و حسابات دارالعلوم کی نذر کرنا پڑا۔ اور کم حصہ مضامین کے لئے دیا جا سکا۔ جس کا ہمیں بھی حقیقی احساس ہے۔ حسابی صفحات کی زیادتی اور مضامین کی کمی سے جو شکایت ہمدردان دارالعلوم کو پیدا ہوئی وہ بالکل بجا ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس سال یہ شکایت نہ پیدا ہوسکے۔ واللہ الموفق والمعین۔

اس واقعی کوتاہی کی وجہ سے ہم اب تک بعض اہل علم کی قلمی اعانت حاصل کرنے میں بھی ناکامیاب رہے ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تو اس سال یہ کمی بھی پوری ہو جائے گی۔

ہمیں افسوس ہے کہ ہم دارالعلوم کے فتاوی اور بہت زیادہ عام فہم مضامین بھی شائع نہیں کر سکے جن دوستوں کو فتاوی اور سہل مضامین کے شائع نہ ہونیکا شکوہ ہے امید ہے کہ آئندہ انھیں بھی شکایت کا موقع نہ ملے گا۔

ہم نے ابتداءً کوشش کی تھی کہ دارالعلوم کے خصوصی معاونین کی خدمت میں رسالہ بلاقیمت حاضر ہوتا رہے۔ چنانچہ سنہ ۱۳۶۰ھ میں اس تجویز پر عمل بھی کیا گیا۔ لیکن اب کاغذ کی گرانی نے ہمارے حوصلے پست کر دیئے ہیں اور ہم سردست اس سلسلہ کو بند کر دینے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ہمیں دارالعلوم کے مخلص ہمدردوں سے توقع ہے کہ وہ دارالعلوم کی خالصۃً للہ جو امداد فرماتے ہیں اُسے خالص اللہ ہی کے لئے رکھیں گے اور موجودہ نازک حالات میں اپنے رسالہ کا زر چندہ علیحدہ ارسال فرما دینگے تاکہ یہ تعلق بھی بدستور قائم رہ سکے اور آپ کے تعاون سے ماہنامہ کے معیار کو بھی بلند کیا جا سکے۔

اراکین مدرسہ عربیہ "قاسم العلوم" فقیر والی ریاست بھاولپور نے خواہش ظاہر فرمائی تھی کہ ان کے مدرسہ کا

مع صحابہ کرامؓ مدینہ سے باہر احد کی پہاڑی کے دامن میں پہنچے۔ وہیں کفار مکہ بھی خیمہ زن ہو چکے تھے۔ اسی مقام میں جنگ ہوئی اور مسلمان باوجود قلت تعداد کے کامیاب ہو چکے تھے کہ ایک گھاٹی کے متعینہ دستے کچھ افراد دستے کے سردار اور سپہ سالار اعظم کی خلاف ورزی کر کے فتح کو شکست سے بدل دینے کے باعث ہوئے۔ اس فتح و شکست کے قصہ کو قرآن نے بھی بیان کیا ہے۔

ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہ حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما ارٰکم ما تحبون۔

(سورہ آل عمران رکوع ۱۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جب کہ تم ان کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور باہم نزاع کیا اور حکم کی بجا آوری میں اختلاف کیا اور اس کے بعد کہ تم کو وہ چیز دکھا دی تھی جو تم کو محبوب تھی (یعنی فتح) تم نے نافرمانی کی۔

غرض مسلمانوں نے محسوسات و معقولات مختلفہ و دیگر علوم و فنون میں خوب خوب جدت آرائیاں کر کے بڑے بڑے ائمہ مذاہب اور ماہرین فنون پیدا کئے۔ اور بہت سے علوم و فنون کی بنیاد ڈالی اور مختلف شاخیں کھڑی کر دیں۔ اور قدیم بہت سے علوم میں چار چاند لگا دیئے لیکن بعد خلفاء دنیا اور نام کے وارثان انبیاء نے اپنی اغراض فاسدہ کی خاطر حریت فکر و رائے کا جنازہ نکال دیا۔ اگر ایک نے اپنی سطوت و جبروت سے آزادی رائے کو کچل ڈالا تو دوسرے نے مذہب کے نام پر ایک بیدار قوم کو تھپک تھپک کر سلا دیا۔ مسلمان اسی غفلت و جمود کی نیند سو رہے تھے کہ مغرب کے ہوشیار و بیدار انسانوں نے آنکھیں کھولیں اور سائنس کی محیر العقول ایجادات اور سحر آفریں مصنوعات سے اب ان کے قلوب پر چھایا ہوا ہے اور مسلمان اندھا دھند مغرب کی تقلید کی رو میں بہے جا رہے ہیں اور یہ تقلید صرف لباس و وضع میں ہی نہیں بلکہ یورپ سے جو الحاد و کفر کا طوفان اٹھتا ہے وہ دنیائے اسلام کی بربادی کا نیا سامان مہیا کرتا ہے گویا ہم مسلمان ایسے گنوار اور غیر متمدن و بے اصول ہیں کہ نہ تو ہمارے پاس کبھی کوئی مادی اصول صنعت و ثروت کا تھا اور نہ ادبی اصول مذہب و معاشرت و لسان کا جس کی حفاظت یا واپسی لانے کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہو۔ اور زیادہ مصیبت تو یہ ہے کہ ہم ان کے وضع و لباس۔ زبان و مذہب کی تو اندھی تقلید کرتے ہیں مگر ان کی محنت و جانفشانی۔ تدبیر و حکومت رانی، سائنس کی جدید ترقیات، صنعت و حرفت جدید آلات کے سلسلہ میں تقلید نہیں کرتے۔ اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ ایک طرف علمبرداران مذہب کے ایک گروہ نے مضحکہ خیز مراسم اور خلاف عقل اصوات و حرکات کو حقیقت و معرفت کے نام سے جاری کر کے حقیقت اسلام کو لہو و لعب کا تماشا گاہ بنا رکھا ہے۔ اور تنگ نظر مولویوں نے بہتیرے غیر ضروری و خارج از اسلام امور کو ضروریات دین قرار دے کر اسلام کے دائرہ کو تنگ کر دیا ہے اور دوسری طرف یورپ زدہ نفس پرستوں اور حریت رائے کے مدعیوں نے اپنی حکمت و فلسفہ دانی اور وسعت علم و نکتہ فہمی کے جہل مرکب کے بوتوں سے حقیقی ضروریات دین کو ٹھکرانا شروع کر دیا جس کے باعث جدید و قدیم تعلیم یافتوں کے درمیان ایسی وسیع خلیج حائل ہو گئی جس کا پاٹنا ناممکن نظر آتا ہے پھر اصلاح امت اسلامیہ کی کیا صورت ہو۔ بلکہ مغربی آزادی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے مہلک اثر سے امت مسلمہ کی روز افزوں تباہی کا جو منظر سامنے ہے اس سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ خدا نخواستہ عنقریب مسلمانوں کی دینی و تمدنی حیات کی کشتی الحاد و کفر اور تمدن و معاشرت مغربی کے بھنور میں پڑ کر غرق ہو جائے۔ ان تباہیوں سے نجات کی صورت صرف اس قرآن اسلام پر ہے جس پر نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو چلا کر دنیوی زندگی کو ایسے اعلیٰ تمدنی مقام پر پہونچا دیا کہ اس دور کے متمدن قوموں کا تصور بھی وہاں تک نہ پہنچا تھا اور آج بھی قرآنی تعلیم کے ماتحت جو حریت و دینیت اور تمدن و معاشرت و حکومت معتدلانہ حاصل ہو سکتی ہے وہ ہرگز محض انسانی دماغوں کے پیدا کردہ قواعد کے ماتحت نہیں ہو سکتی۔

باضابطہ الحاق مرکز علوم دارالعلوم دیوبند سے کرلیا جائے۔ دارالعلوم نے مخصوص شرائط کے ساتھ اس الحاق کو منظور کرلیا ہے۔ اور الحاق کی باضابطہ کارروائی عمل میں آچکی ہے۔ دارالعلوم کے وسیع حلقۂ اثر میں یہ ایک جدید اضافہ ہے۔ حق تعالیٰ اس تعلق کو دارالعلوم اور قاسم العلوم دونوں کے لئے موجب خیر و برکت بنائے اور انھیں اپنے دین مبین کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ وما ذٰلک علی اللہ بعزیز۔

ایک ضروری تصحیح

شوال المکرم سنہ ۱۳۹۶ھ کے رسالہ شمارہ (۶) کے صفحہ (۴۰) نمبر شمار ۲۴۷ پر مقام کا نام "کلیانہ" پڑھا جائے۔

ذی قعدہ سنہ ۱۳۹۶ھ کے رسالہ شمارہ (۷) کے صفحہ (۳۲) پر چندہ دوامی اوقاف کی صحیح میزان الب صالح ہے قارئین کرام درست فرمالیں۔

اسی طرح اس شمارہ کے صفحہ (۴۷) پر کل میزان بجائے ۵-۱۲-۱۹۲۰ء ۔۔۔ کے ۹-۱۲-۱۹۱۸ء کرلی جائے۔

(مرتب)

اعلان

رسالہ "دارالعلوم" ماہ بماہ چونکہ ان ضروریات کو پورا کرتا رہا ہے جن کے لئے دارالعلوم سے رُوداد سالانہ طبع ہوکر ہمدردان دارالعلوم کی خدمت میں ارسال کی جاتی تھی۔ نیز سالانہ کارگزاریوں کی مفصل رپورٹ اس سالنامہ میں آرہی ہے جس سے دارالعلوم کے نظم ونسق اور سالانہ حوادث کی مفصل روداد سامنے آجائے گی۔ ساتھ ہی دارالعلوم کے تمام حسابی گوشوارے، فہرست اسماء ممبران شوریٰ، فہرست ملازمین دارالعلوم وغیرہ سب ہی کچھ اس سالنامہ میں ترتیب وار شائع ہورہے ہیں۔ اس لئے روداد سالانہ مستقلاً شائع نہیں کیجائیگی۔ اس سالنامہ کو روداد ہی کی نظر سے ملاحظہ فرمایا جائے۔

کاغذ کی گرانی اور محض گرانی ہی نہیں بلکہ اس کی نایابی نے طباعت اور اشاعت کا مسئلہ اتنا دشوار بنا دیا ہے کہ اس پرچہ کو حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ کاغذ بھی انھیں چیزوں میں داخل ہے جن پر اس وقت حکومت کا براہ راست کنٹرول ہے اور حکومت کی طرف سے اس کا نرخ بھی متعین ہے۔ لیکن تجربے نے یہ ثابت کر دیا ہے جن اشیاء پر حکومت نے کنٹرول کر لیا وہ دیکھتے ہی دیکھتے بازار سے غائب ہو گئیں اور ان کا حاصل کرنا پبلک کے لئے ناممکن ہو گیا۔ چنانچہ یہی حال کاغذ کا بھی ہے۔ بڑے سے بڑے کاغذ کے مارکیٹ میں چلے جائیے دوکانیں خالی نظر آئیں گی اور آپ کو سرکاری نرخ کا کاغذ کسی ایک دوکان پر بھی دستیاب نہ ہو سکے گا۔ اور اگر بالواسطہ آپ کچھ کاغذ حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں تو آپ کو نہ یہ دیکھنے کا حق ہوگا کہ جس وزن کے رم کی آپ سے قیمت وصول کی جا رہی ہے رم حقیقۃً اتنا وزنی ہے بھی یا نہیں۔ نہ آپ اس کی تحقیق کر سکیں گے کہ کاغذ اس نمونے کے مطابق ہے جو کاغذی کے خفیہ ایجنٹ نے آپ کو دکھایا تھا یا اس سے مختلف ہے۔ پھر ایک رم کی قیمت اتنی ادا کیجئے جتنی قیمت میں اب سے پہلے دس بارہ رم مل جاتے تھے۔ اور لطف یہ ہے کہ منھ مانگی قیمت ادا کرکے اس کی رسید طلب نہ کیجئے ورنہ آپ کو اس کاغذ سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے جس کے ملنے کی کچھ امید ہو گئی ہے۔

ان مصائب و مشکلات سے گذرنے کے بعد کہیں کسی کتاب یا رسالے کے طبع ہونے کی نوبت آ سکتی ہے۔ ایسے حالات میں اگر کوئی ماہنامہ رسالہ بروقت شائع نہ ہو سکے تو یہ حیرت انگیز نہ ہوگا۔ البتہ حیرت اس پر ہونی چاہئے کہ تاخیر سے سہی لیکن ایسی مشکلات میں کوئی رسالہ نکل کیسے رہا ہے۔

آپ کا "دارالعلوم" بھی اسی ماحول سے تعلق رکھتا ہے اس لئے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ ان مشکلات و مصائب سے دوچار نہ ہو۔ "دارالعلوم" کے تمام ہمدردوں کو ان مشکلات کے پیش نظر اپنے رسالہ کے ساتھ ہمیشہ سے زیادہ ہمدردی فرمانی چاہئے اور کاغذ کی قیمت بارہ گنا زائد ہو جانے کی وجہ سے جو غیر معمولی بار "دارالعلوم" پر آپڑا ہے اسے ہلکا کرنے کی امکانی کوشش کرنی چاہئے تاکہ وہ استقلال کے ساتھ ان مشکلات کا مقابلہ کر سکے۔

بعض دشواریوں کی وجہ سے ذی الحجہ اور محرم کے نمبر بروقت شائع نہ ہو سکے اس لئے ان دونوں نمبروں کو یکساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ ہمدردان "دارالعلوم" ہماری معذوریوں کو نظر انداز نہ فرمائیں گے۔

(ناظم ماہنامہ دارالعلوم)

تفسیر سورۂ فیل

(۳)

(از فخر الاماثل حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند)

علاوہ ازیں اگر ارسال طیور کی غرض وغایت قریش کی تائید و نصرت لیجائے تو اسکی صورت حسب توجیہ مذکورہ صاحب یہ اطلاعیابی قریش ہی ہوسکتی ہے تاکہ وہ دشمن کی آمد سے باخبر ہوکر اپنے بچاؤ یا ہجوم کا سامان کرلیں لیکن غور کرو تو یہ اطلاعیابی قریش اس ارسال طیور کی غرض وغایت بھی قرار ہی نہیں پاسکتی کیونکہ کسی فعل کی غرض وغایت اسی فعل کا ثمرہ اور عادۃً اس کا خاصہ لازمہ ہوتی ہے جو عموماً اس پر بطور طبعی اثر کے مرتب ہوتی ہے محض امر اتفاقی نہیں ہوتی مثلاً سفر کی غایت منزل ہے جو اس سفر کے اختتام پر خود آتی ہے یعنی منزل کا آنا کسی دوسرے کا فعل نہیں ہوتا بلکہ مسافر ہی کے فعل سفر کا ثمرہ اور نیز اختیاری نتیجہ ہوتا ہے جو بلا ارادہ خود مرتب ہو جاتا ہے یا مثلاً خورد و نوش کی غرض وغایت سیری ہے کہ خورد و نوش پر عادۃً مرتب ہوتی ہے اور عادۃً اس کا لازمہ ہوتی ہے یا مثلاً علاج کی غرض وغایت صحت ہے جو خود مریض ہی کی دوا نوشی اور معالجہ کا ایک اثر ہے کسی دوسرے کا کوئی جدید فعل نہیں غرض سلسلۂ اسباب و مسببات میں ہر غرض اپنے ہی متعلقہ سبب یا فعل کا اثر اور اس کا عادی ثمرہ ہوتی ہے جو بطور عادی لزوم کے اس پر مرتب ہوتی ہے۔

لیکن یہاں یہ صورت ہی نہیں ہے۔ یہ اطلاعیابی قریش ارسال طیور کا کوئی عادی ثمرہ یا خاصۂ لازمہ ہی نہیں کہ طیور پر عادۃً مرتب ہو کیونکہ ارسال طیور اور اطلاعیابی قریش میں نہ کوئی عقلی تلازم ہے نہ عادی یعنی پرندوں کی طبع عالم اسباب میں اس لئے وضع ہی نہیں کی گئی کہ اس سے لوگ دشمنوں کے خطرہ یا کسی نفع سے باخبر ہوا کریں اور ان خبر رسانی کے حق میں کوئی طبعی سبب نہیں جس کا یہ ثمرہ کہلائے اور اگر غیر طبعی سبب یعنی بطور خرق عادۃ۔ خرق عادۃ کو یہ بزرگ صاحب یہاں پسند نہیں فرماتے۔ پھر یہ ارسال طیور فعل خداوندی ہے اور اطلاع خود قریش کا اپنا فعل ہے یہ نہیں کہ خود فعل ارسال پر مرتب شدہ کوئی اثر ہے بلکہ محض ایک امر اتفاقی ہے مثلاً پرندے آئے اور اُدھر کسی کی نظر پڑ گئی پس ان دونوں باتوں کا جمع ہو جانا محض امور اتفاقیہ میں سے ہے کہ امور اتفاقیہ دوسرے اتفاقات کے لئے سلسلۂ اسباب میں کبھی غرض وغایت قرار نہیں پاسکتے جبکہ الگ الگ دو فاعلوں کے فعل ہوں اس لئے یہ اطلاعیابی فعل ارسال کی غرض ہو اس موقع پر منشاء قریش کی ہی ایک متعینہ صورت تھی تو اس کے صاف معنی یہی ہیں کہ ا

باعث قریش یعنی ان کی خبر رسانی یا باخبری نہیں ہو سکتی اور جبکہ اس خبر رسانی اور باخبری پر ہی قریش کا پتھراؤ موقوف ہے وہ پتھراؤ بھی محض فرضی ہو کر رہ گیا اس لئے لامحالہ یہی کہنا پڑیگا کہ ارسال طیور کی غرض و غایت براہ راست اور بلا واسطہ قریش تباہی ابرہہ ہے جو ان طیور کے ذریعہ سے عمل میں آئی پس اس طرح یہ ارسل علیھم کا جملہ قطع نظر اپنے سیاق و سباق کے خود اپنی حیثیت ترکیبی کے لحاظ سے بھی تائید قریش کا آئینہ دار نہ بنا بلکہ صرف تخریب اصحاب فیل کا بیان کنندہ ثابت ہوا اس لئے وہ گدھ چیلوں کی کہانی اور ان کے ذریعہ قریش کو خبر رسانی اور اس باخبری سے میدان سنگ باری میں قریش کی جولانی سب کی سب خاص اس جملہ سے بھی فرضی اور بے حقیقت ثابت ہوئی جس کا ثمرہ پھر وہی نکل آیا کہ ترمیہم میں رمی کا فاعل قریش نہیں بلکہ طیراً ابابیل ہیں اور یہ صیغہ واحد حاضر کا نہیں بلکہ جمع مؤنث غائب کا ہے جسکا فاعل طیور ہیں بہرحال عربیت کے لحاظ سے غایت و مغیا میں عادی تلازم کا قاعدہ ادھر نحوی حیثیت سے ارسل علیھم میں کلمہ علیٰ کا استعمال پھر بلاغت کے لحاظ سے سیاق و سباق کلام نظم غرض سورۃ کے مجموعی مضامین اور خصوص ارسل علیھم کا جملہ سب اسی کو مستلزم ہیں کہ ان پرندوں کے آنے کی غرض و غایت محض تخریب اصحاب فیل تھی جس میں کسی کی نفع رسانی یا نفع رسی کا اصلاً دخل نہ تھا۔ اب ارسل علیھم کے بعد ترمیھم کو لیجئے جس کے مفہوم پر یہ پرویزی قلعہ تعمیر کیا گیا ہے تو اس سے بھی صرف وہی اصحاب فیل کی ہی تباہی ثابت ہو رہی ہے جس میں قریش کے کسی فعل یا ان کی نفع رسانی کا اصلا دخل نہیں ہے۔ کیونکہ ترمیہم مفعول تو ھم جمع غائب کی ضمیر ہے جس میں پرویز صاحب کو بھی کلام نہیں کہ وہ اصحاب فیل کی طرف راجع ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ان پر پتھراؤ ہوا۔ ظاہر ہے کہ یہ سراسر انھی کی تباہی اور مضرت ہوئی نہ کہ قریش کی نفع رسانی۔ اور یاری و مددگاری۔

رہا یہ کہ ترمی کا فاعل قریش ہوں جنھوں نے ابرہہ پر پتھراؤ کیا ہے اور یہی قریش کی موافقت کا پہلو ہو۔ (جیسا کہ پرویز صاحب کا دعویٰ ہے) تو اول تو سابقہ کلام میں کتنی ہی وجوہات سے اس پہلو کی واضح تردید ہو چکی ہے اور ثابت ہو چکا ہے کہ ترمیہم کے علاوہ اس سورۃ کا کوئی ایک بھی جملہ اس پہلو کو برداشت نہیں کرتا لیکن اگر خاص ترمیھم بحجارۃ من سجیل ہی کے جملہ اور اس کی حیثیت ترکیبیہ پر بھی غور کر لیا جائے تو اس پہلو کے مہمل بے معنی اور فرضی سمجھنے کے لئے یہ تنہا جملہ بھی اپنی ذات سے کافی ہے۔ کیونکہ پرویز صاحب کے نزدیک قریش نے جو ترمیہم کا فاعل ہیں پہاڑوں پر چڑھ کر اپنے پتھراؤ سے ابرہہ کا بھرکس نکالا۔ پرویز صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ یہ پتھراؤ پہاڑ کے انھیں پتھروں سے ہوا جیسے عموماً پہاڑیوں سب ہی پر ہوتے ہیں۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ انھیں یہ تصور قائم کرتے وقت ایک دفعہ ترمیھم بحجارۃ مستقلاً بشرط پڑھ لینی چاہئے تھی۔

انھوں نے اس پر غور نہ کیا کہ پتھراؤ کی آیت میں محض حجارۃ ہی کا لفظ نہیں آیا بلکہ اس کے ساتھ سجیل کا کلمہ بھی رکھا ہوا ہے جس کو پرویز صاحب نے اپنے ترجمہ میں کسی مصلحت سے نظر انداز کر دیا ہے۔

سجیل لغت عرب میں طین متحجر یعنی اس پکائی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں جس میں پک جانے کے سبب کھنکھناہٹ پیدا ہو جائے اور وہ سخت ہو کر پتھر سی لگے ظاہر ہے کہ پہاڑیاں پتھریوں اور سنگریزوں کا مخزن تو ضرور ہو سکتی تھیں لیکن ان پکائے ہوئے گلّوں کا خزانہ کبھی نہیں ہو سکتیں جب تک کہ کوئی شخص ان کے پکانے کی دوسری کے لئے تیار نہ ہو لیکن کسی کو کیا مصیبت پڑی تھی کہ وہ پہاڑیوں پر پہنچکر مٹی کے یہ غلّے بناتا یا بناکر وہاں چھوڑ جاتا اور وہ بھی اس لئے کہ کسی زمانہ میں قریش ان سے پتھراؤ کر سکیں۔ یا خود قریش ہی کو کیا مصیبت تھی کہ وہ عام بکھری ہوئی پتھریوں کو چھوڑ کر ان خاص قسم کی کنکریوں کو تلاش کر کرکے ابرہہ پر پتھراؤ کرتے اور اگر وہ ایسا کرتے بھی تو ان بنائی ہوئی کنکریوں یا غلّوں سے آخر ہاتھیوں اور ہاتھی نشینوں کا بھرکس نکل بھی کیسے جاتا؟

اس لئے عقل کسی طرح یاد نہیں کرتی کہ یہ بنے ہوئے غلّے خود قریش لائے ہوں یا انھیں ہٹورتے پھرتے ہوں اور ادھر یہ نص قرآن واضح ہے کہ پتھراؤ انھیں خاص قسم کی کنکریوں سے ہوا ہے جو قریش کو پہاڑیوں پر کبھی نہیں مل سکتی تھیں تو اس کا صاف نتیجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ یہ پتھراؤ بھی قریش نے نہیں کیا کہ وہ اس خاص پتھراؤ کا سامان ہی نہیں رکھتے تھے۔ پس اب اس کے سوا دوسری صورت نہیں رہتی کہ پتھراؤ کا خاص سامان جو کوئی ساتھ لایا ہو اسی نے پتھراؤ بھی کیا ہو۔ اور وہ قریش تو یوں نہ تھے کہ انھیں مٹی کی ان کنکریوں کے بنانے کی عقلاً کوئی بھی ضرورت یا مصلحت داعی نہیں ہو سکتی تھی اور ابرہہ یوں نہیں ہو سکتا کہ اسے اپنی موت کا سامان خود لانے کی کیا مصیبت تھی تو پھر پرندوں کے سوا تیسری طاقت اور کون رہجاتی ہے جو پتھراؤ کا فریضہ انجام دے اس کا صاف مطلب یہی نکلتا ہے کہ یہ پرندے ہی اپنی ساتھ یہ کنکریاں لائے اور انھوں نے ہی اصحاب فیل پر ان سے پتھراؤ کیا۔

بالکل اسی طرح جس طرح کہ آج کی ہوائی فوجیں اسلحہ جنگ اور بم کے گولے ہوائی مراکب میں اپنے ہی مستقر سے ساتھ لاتی ہیں اور میدان جنگ پر پہونچکر دشمن پر بمباری کرتی ہیں خود میدان جنگ سے یہ سامان ٹٹولتی نہیں پھرتیں نہ بناکر وہاں پہلے بکھیر جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ خدائی ہوائی فوج بھی ایک جابر و قاہر قوت کو شکست دینے کے لئے اپنی ہی قدرتی مستقر سے اپنی چونچوں اور پنجوں میں اپنا سامان جنگ لیکر چلی اور مقام مقررہ پر پہنچ اس نے بحکم الٰہی گولہ باری شروع کردی۔ رہا یہ کہ اس میں تکوینی مصلحت کیا تھی کہ پہاڑوں کے مضبوط قسم کے چھوڑ کر یہ پتھراؤ ان بنی ہوئی کنکریوں سے کرلیا جائے۔ سو میں عرض کروں گا کہ جس طرح پرندوں سے ہاتھیوں

کرانا ایک امر عجیب اور خارق عادت تھا جس سے خدا کی بے پناہ قدرت وطاقت اور حکمت نمایاں ہوتی ہے اسی طرح پتھروں کی بجائے مٹی کی گولیوں سے ان فیلوں اور فیل بکروں کے پرخچے اڑا دیئے جانا اور بھی زیادہ امر عجیب اور خارق عادت تھا تاکہ نمایاں ہو جائے کہ خدا اپنے کاموں میں مخلوق کی طرح عادی وسائل کا محتاج نہیں وہ قوی سے قوی چیز کو ضعیف سے ضعیف وسائل سے تباہ کرا سکتا ہے۔

بہرحال خدائے حکیم و دانا نے سجیل کا لفظ اپنے کلام میں اسی لئے رکھا تھا کہ کل کو کوئی بوالہوس اس خرق عادۃ ارہاص کو مٹانے کے لئے کہیں پتھراؤ کی نسبت کسی انسانی جماعت کیطرف کرکے اسے عادی اسباب کے ساتھ جوڑنے کے خبط میں مبتلا نہ ہو۔ اس لئے اس نے اس سورۃ کے ذریعہ اعلان فرمایا۔ کہ یہ پرندے اپنے ضعیف پر و بال کے ساتھ پتھر نہیں بلکہ مٹی کی اور وہ بھی چھوٹی چھوٹی کنکریاں اپنے ساتھ لائے اور مادی قوتوں کے ان مخزنوں کا آن کی آن میں بھرکس نکال گئے اور اس طرح زمینی کید کا جال آسمان کے پرندوں نے توڑ کر رکھ دیا۔

پس سجیل کے لفظ سے صاف کھل گیا کہ قریش کے پہاڑیوں پر چڑھنے اور پتھراؤ کرنے کا یہ افسانہ محض دلفریب تخیل اور ایک فرصت میں بیٹھکر گھڑا ہوا قصہ ہے جسے نہ قرآن کی نقل صحیح برداشت کرتی ہے نہ انسانوں کی عقل سلیم۔

بلکہ اگر ایک فرضی احتمال کے طور پر تھوڑی دیر کے لئے یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ یہ پتھر پہاڑیوں ہی کے تھے مخصوص طرز کی کنکریاں نہ تھیں تب بھی پتھراؤ کی یہ نسبت قریش کی طرف لغو اور بناوٹی ہی بات ثابت ہوتی ہے کیونکہ ایک انسان عادۃً اپنی ذاتی قوۃ سے چھٹانک دو چھٹانک پاؤ دو پاؤ یا زیادہ سے زیادہ سیر آدھ سیر کے ہی پتھر اٹھا کر پورے زور سے پھینک سکتا ہے من دو من کا پتھر لڑھکا تو سکتا ہے مگر اٹھا کر پھینک نہیں سکتا۔

ادھر نص قرآن ترمیہم سے یہ واضح ہے کہ یہ پتھر جن سے پتھراؤ کیا گیا ہے لڑھکائے یا گرائے نہیں گئے بلکہ پھینکے گئے ہیں کیونکہ رمی کے معنی ہی پھینکنے کے ہیں گرانے اور لڑھکانے کے نہیں ہیں اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ چھوٹی موٹی کنکریاں یا سنگریزے ہی قریش اٹھا کر پھینکتے رہے ہوں گے نہ کہ من دو من کی چٹانیں تو کیا کسی موٹی سے موٹی عقل میں یہ بات آسکتی ہے کہ ہاتھیوں کا جرار لشکر ان پاؤ دو پاؤ یا سیر آدھ سیر کی پتھریوں سے اور وہ بھی بضرب انسانی جو کہ خرق عادۃ بھی نہ ہو اس طرح تباہ ہو جائے کہ اس کا بھرکس تک نکل جائے اور اسے کسی طرح موت سے پناہ نہ ملے؟

اگر اسے خرق عادۃ کہیں تو اول تو پرویز صاحب یہاں خرق عادۃ مانتے ہی نہیں اور مانیں بھی تو قریش مشرکین مکہ کونسے اہل اللہ تھے کہ ان کے ہاتھوں پر ایسی کھلی کراموں کا ظہور ہوتا؟ پھر بیت اللہ کی حفاظت ان کا نہیں کہ اسی کی کرامت کہدی جائے؟ اس لئے یہ خرق عادۃ بھی قرار نہیں پا سکتا پس جبکہ پہاڑی کی کنکریوں سے یہ پتھراؤ کا افسانہ نہ عادۃ بن سکتا ہے نہ خرق عادۃ تو کیسے تسلیم کرلیا جائے کہ یہ قریش کا فعل تھا اور

غرض ان کی دست و بازو کی طاقت سے ہاتھیوں کا یہ بے پناہ لشکر سب ختم ہو گیا۔

پھر اس سے بھی زیادہ حیرتناک بات یہ ہے کہ ابرہہ کی یہ ہاتھی نشین مگر حد سے زیادہ احمق اور پاگل فوج اول تو گدھوں اور چیلوں کے سروں پر منڈلاتے چلے آنے سے ہی نہیں سمجھی تھی کہ اسے موت کی طرف ہنکایا جا رہا ہے اور وہ عنقریب مردار شیں بنکر لاش خوروں کی غذا بننے والی ہے۔ حالانکہ بقول پرویز صاحب اس وقت کا عام دستور تھا کہ گدھ اور چیلیں ایسے اجتماعات پر جمع ہی اس وقت ہوتے تھے جبکہ انھیں اپنی فراست سے جماعت کے مردار بننے کا یقین ہو جاتا تھا لیکن میدان جنگ میں اس فوج کی دانائی پر دانائی اور فراست پر فراست اور بھی قابل داد ہے کہ پہاڑوں کے نیچے چپ چاپ کھڑی ہوئی پتھر پر پتھر کھاتی رہی اور اس حد تک پٹتی رہی کہ بھرکس نکل والیا لیکن نہ اسے میدان سے ہٹنے کی سوجھی نہ بھاگ جانے کو راستہ ملا نہ وہ راستہ ہی یاد رہا جس سے آئی تھی بھلا ہاتھی بیچارے کہ پہاڑیوں پر چڑھ جانے اور قریش کا مقابلہ کرلے یا پہاڑیوں کی گھاٹیوں اور دروں میں آڑ لینے کی تو کیا سوجھتی؟

درحالیکہ پرویز صاحب کے قول کے مطابق اسے تو چھپنے اور آڑ لینے کی پہلے سے پوری مشق بھی تھی وہ تو اپنی مستقر ہی سے چھپتی چھپاتی اور بچتی بچاتی آ رہی تھی تو اسے یہاں چھپ جانا یا جان چرا لینا کیا مشکل تھا؟ مگر یہ فوج کچھ دانائی ضرورت سے زیادہ رکھتی ہوئی تھی کہ جیسے گھر سے پورے راستہ وادیوں میں بلا ضرورت چھپتے ہوئے آنا اس کی دانائی کا ایک بڑا نشان تھا ویسے ہی ان پہاڑی دامنوں میں مار کھانے کی خاطر نہ چھپنا بھی عقلمندی ہی کا ایک بڑا نشان تھا اور یا پھر سب سے بڑی عقلمندی اس واقعہ نگار کی ہے جس نے اس واقعہ کی یہ عجیب و غریب تفصیلات بیٹھکر تصنیف کیں۔

بہرحال سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ ہاتھی جو اپنے فولادی سروں پر لوہے کے انکسوں کی مار کو بھی نہیں مانتے قریش کی ان پتھریوں کے سامنے کیوں اس طرح سر تسلیم خم کر کے کھڑے ہو گئے کہ اپنا بھرکس ہی نکلوا کر رہے؟

اور پھر ان ہاتھیوں سے بھی زیادہ طاقتور وہ قریش تھے کہ ہاتھیوں کے بھرکس نکلنے تک جو عادۃً ایک طویل مدت میں نکل سکتا تھا اس پتھراؤ میں اپنے فولادی دست و بازو ہلاتے رہے جنھوں نے تھکنے یا سست ہونے کا نام تک نہیں لیا جب تک کہ ہاتھیوں کو پتھریوں سے ختم نہ کر لیا۔

اگر انصاف سے کام لیا جائے تو ہمارے نزدیک یہ افسانہ نہ تو ابرہہ کی حماقت کا مرقع ہے نہ قریش کی عقلمندی کا بلکہ صرف پرویز صاحب کے تخیل کی بلند پروازیوں کا ایک نمونہ ہے اور بس یہ الگ بات ہے کہ انھیں ان تم ایجادیوں کی مشق قرآن اور خدا کے کلام پر نہ کرنی چاہیے تھی خیال آفرینیوں کے لئے بہتیرے میدان خالی پڑے تھے جن میں طبع آزمائی کی جا سکتی تھی۔ قرآن کے نوک پلک کترنے سے عقلمندیوں میں کچھ اضافہ نہیں ہوتا بلکہ عقلمندوں کی گنتی

اور عام مخلوق کی ہنسائی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

بہرحال قریش کے پتھراؤ کا یہ بعد از تخیل کلمۂ سجیل اور کلمۂ ترمیہم دونوں سے مردود ٹھہرتا ہے کیونکہ مٹی کی بنی ہوئی کنکریوں سے تو قریش کا پتھراؤ عقلاً قابل تسلیم نہیں ٹھہرتا اور ہاتھیوں کے مناسب وزنی پتھراؤ تھا اور ٹھاک پھینکتے رہنے کا قصہ عادۃً قابل تسلیم نہیں ٹھہرتا اس لئے عقلاً وعادۃً دونوں طرح یہ افسانہ مردود ہوکر واضح ہوجاتا ہے کہ اس پتھراؤ کا فاعل قریش نہیں بلکہ طیرا ابابیل تھے جو خرق عادۃ کے طور پر یہ کنکریاں اپنی چونچوں اور پنجوں میں لائے اور پتھراؤ کے ذریعہ ابرہہ کا بھرکس نکال گئے اور یہ کہ ترمیہم واحد حاضر کا صیغہ نہیں جس پر دیری عمارت کھڑی تھی بلکہ مؤنث غائب کا صیغہ ہے جو تمام مفسرین کی تحقیقات کا مبنیٰ ہے الحاصل جملۂ ترمیہم کا مفاد بھی وہی تخریب اصحاب الفیل ثابت ہوا جس میں قریش کے کسی عمل یا ان کی نفع رسانی کا کوئی ادنیٰ دخل نہیں اس لئے کلمۂ ارسل علیھم اور ترمیھم، خواہ سیاق وسباق سے ملا کر نظر کرو یا الگ الگ مستقلاً دیکھو بہر دو صورت ارسال طیور کا واضح اور واحد مقصد یہی تباہی ابرہہ نکلتا ہے جو قریش کے توسط سے پاک ہے نہ انہیں قریش کا کوئی ادنیٰ ذکر ہے نہ ان کی نفع رسانی کا التزام کیا گیا ہے۔ ہاں اگر ابرہہ کی تباہی سے انہیں قدرتاً نفع پہونچ گیا ہو تو اس سے انکار نہیں مگر یہاں اس سے بحث نہیں۔ یہاں بحث ایک شے کے التزام میں ہے جو کسی کارروائی کا ارادی مقصد ٹھہرا کر اس کی غایت وغرض بنایا گیا ہو۔ اور جب ارسال طیور کا مقصد قریش کی منفعت نہ رہی جس کی صورت وہی خبر رسانی تھی تو آگے باخبر ہوکر ان کے پہاڑیوں پر چڑھنے اور پتھراؤ کرنے کے افسانے پھر بے معنی اور مہمل ہوگئے اور وہی طیور کے پتھراؤ کی حقیقت باقی رہی جس سے نمایاں ہوگیا کہ ترمیہم کا فاعل پرندے ہیں اور وہ جمع غائب کا صیغہ ہے نہ کہ واحد حاضر کا جس کا فاعل قریش ہوں۔ اندریں صورت پتھراؤ کا قصہ قریش کی طرف منسوب کرنا، حقیقت باصحاب الفیل کی بارکی فی تضلیل کی فارکی علیہم کے علیٰ کی طیرا کی صفت ابابیل کی ترمیہم بحجارۃ کی صفت سجیل کی اور اور پورے شرعی اور عقلی ذوق کے کتنے ہی تقاضوں کی کھلی تکذیب کرنا ہے جس کی ہمت اگر کوئی کرسکتا ہے تو وہ شاید پرویز صاحب ہی ہوسکتے ہیں۔ عیاذاً باللہ۔

پھر یکے ان حروف اور کلمات ہی کی تکذیب کیا اگر پرویز صاحب کی اس توجیہ کو برقرار رکھا جائے کہ پتھراؤ قریش کا فعل تھا پرندوں کا نہ تھا تو میں کہتا ہوں کہ پوری سورۃ ہی کے مجموعی بیان کی تکذیب لازم آتی ہے بلکہ پوری سورۃ کا بیان ناتمام مضمون خبط اور درمیانی مضامین کے حصے بے ربط اور بے جوڑ ہوجاتے ہیں جس سے سورۃ کی شوکت بیانی اور اعجاز کلامی سب ختم ہوجاتی ہے۔

کیونکہ اس سورۃ میں ہر اگلا جملہ پچھلے کی تفصیل اور اس سے پیدا شدہ سوال کا تشفی بخش جواب ہے مثلاً جب کہا گیا کہ لوگو تمہیں کچھ پتہ بھی ہے کہ تمہارے پروردگار نے اصحاب فیل کے ساتھ کیا کیا؟

(اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ) تو قدرتاً سوال پیدا ہوا کہ ہاں کیا کیا؟ تو جواب ملا کہ اللہ نے ان کی تدبیر باطل کر دی (اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ) اس اجمال پر پھر سوال پیدا ہو کہ کس طرح؟ تو جواب ملا کہ اللہ نے پیر پرندوں کی فوج در فوج ٹکڑیاں مسلط کر دیں (وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ) اس پر سوال پیدا ہوا کہ اچھا ان پرندوں نے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اب اگر مفسرین کی مشہور تفسیر لی جائے تو اس سوال کا سیدھا سا جواب یہ ہوگا کہ ان پرندوں نے ان پر پتھراؤ کیا (تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ) اور انہیں کھائے ہوئے بھس کی طرح بنا دیا (فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ) لیکن پرویز صاحب کی نئی تفسیر کی رو سے جبکہ یہ پرندے پتھراؤ کے لیے آئے ہی نہ تھے تو قرآن اس سوال کے جواب میں کیا بول سکے وہ اکدم خاموش ہو گیا۔ حالانکہ جب قرآن نے فعل الٰہی کا ثمرہ تضلیل کید بیان کیا اور تضلیل کید کی صورت ارسال طیور ظاہر کی تو اس ارسال طیور اور آمد طیور کا بھی تو کوئی نتیجہ اُسے بیان کرنا چاہئے تھا کہ آخر پرندوں نے آ کر کیا کیا؟ جنھیں بڑی شد ومد سے بھیجا گیا تھا اور جن کے لئے ابتداء سورۃ سے بہت اہم عنوانات سے تمہید باندھی گئی تھیں۔ مگر پرویزی توجیہ کی رو سے ان پرندوں نے کچھ کیا ہوتا تو قرآن بتلاتا وہ تو سوائے اسکے کہ ارسال الٰہی سے آ کر لاش خوری کی دھن میں اصحاب فیل کے سروں پر منڈلانے لگے اور کوئی بھی فعل ان سے سرزد نہیں ہوا۔ اور ہوتا بھی کیسے جبکہ وہ اصحاب فیل کو مارنے تو آئے ہی نہ تھے بلکہ مرے ہوؤں کو کھانے آئے تھے تو ان کے عمل کا میدان تو ابرھہ کے تباہ ہو جانے کے بعد لاشوں ہی کا میدان ہو سکتا تھا اس لئے وہ اس کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے کہ اصحاب فیل کی موت کے انتظار میں امیدوارانہ منڈلاتے رہیں۔

پس جبکہ نہ جملہ ارسل علیہم سے ہی ان پرندوں کی کوئی کارگذاری مفہوم ہوئی جو ابرھہ کی تعذیب کا ذریعہ بنتی اور نہ ترمیہم کے کلمے ہی جس میں تباہی ابرھہ کا ذکر چھیڑا گیا ہے۔ ان پرندوں کی کسی کارروائی کا ذکر ہے تو سورت میں ارسال طیور کی کوئی غرض وغایت ہی معلوم نہ ہوئی اور پرندوں کا کوئی فعل بھی نہ نکلا جس سے اصحاب فیل تباہ ہوتے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ قرآن پرندوں کے فعل اور ان کے ارسال کی غرض وغایت کے بارہ میں ساکت محض بلکہ معطل ہو کر رہ گیا اور سورۃ کا وہ پرشوکت بیان جو سائلوں کی تشفی کرتا آ رہا تھا یہاں پہونچکر منقطع ناتمام اور غیر شفا بخش رہ گیا۔

قرآن کی خوش قسمتی کہیے یا مسلمانوں کی بدقسمتی کہ پرویز صاحب موجود تھے انھیں لاج تھی کہ اونہی کی توجیہ سے قرآن پر یہ انقطاع مضمون اور سکوت عجز کا الزام آیا ہے اس لئے انھوں نے بروقت قرآن کی مدد کی اور ارسال طیور کی غرض وغایت نیز طیور کی کارگذاری کی بابت آپنے نہایت حسن سلیقہ کے ساتھ ارسل علیہم طیرا ابابیل کے آگے ایک آیت کا اضافہ فرما یا گو اردو ہی میں سہی جسکا عربی میں ترجمہ ہے لِتَقَعُوْا عَلٰى جِيَفِهِمْ

یعنی خدا نے اصحاب فیل پر پرندے مسلط کئے تاکہ تم اے قریش ان کی آمد سے باخبر ہو سکو۔

اس پرویزی اضافہ سے خدا خدا کر کے پرندوں کے ارسال کی غرض و غایت معلوم ہوئی۔ مگر اس بیان میں چونکہ یہ اشکال تھا کہ پرندے مسلط تو ہوں اصحاب فیل پر اور خبر رسانی کریں قریش کو آخر اس کی صورت کیا ہو سکتی ہے؟ اس سوال کے جواب میں قرآن پھر بدستور ساکت رہا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو پرویز صاحب ہی نے بہتر جسارت گوارا فرما کر قرآن میں ایک مضمون کا بطور تتمہ اور اضافہ فرمایا۔ کہ

"یہ طیر ابابیل لاش خور پرندے تھے۔ ارباب فراست میں سے تھے۔ بڑے دور بین تھے چنانچہ لڑنے مرنے والی فوجوں پر بامید لاش خوری ان کے مرنے سے پہلے ہی آ دھمکا کرتے تھے اور جمع ہو جایا کرتے تھے ابرہہ کے سر پر بھی اسی امید میں منڈلانے لگے جو وادیوں میں چھپتا چھپاتا آرہا تھا ان کی اڑان دیکھکر قریش ابرہہ کی آمد سے باخبر ہو گئے"

پرویز صاحب کے اس تفصیلی اضافہ سے پرندوں کی خبر رسانی کی کیفیت معلوم ہوئی اور واضح ہوا کہ یہ پرندے ابرہہ کے قاتل نہ تھے بلکہ قریش کے مخبر تھے یعنی اصحاب فیل پر مسلط کئے جانے کے عنوان سے تو یہ مفہوم ہو رہا تھا کہ قرآن کے نزدیک یہ پرندے (خدائی ایرفورس) خدائی ہوائی فوج کا ایک دستہ تھا جو ابرہہ پر فوج کشی کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ پرویز صاحب نے بتلایا کہ صحیح یہ ہے کہ یہ پرندے سی۔ آئی۔ ڈی کے چپراسی تھے جن کی اصلی غرض تو کھانا کمانا تھا ہاں حسن اتفاق سے مخبری کا کام بھی ان سے نکل آیا۔

پرویز صاحب کے اس اضافہ سے مضمون سابق کا اختتام تو پرندوں کی خبر رسانی پر آ کر ہو گیا مگر اس سے ایک دوسری مشکل یہ پیدا ہو گئی کہ اس ارسال طیور کے بے ربط ذکر سے جن کے کسی فعل کو تباہی ابرہہ میں دخل نہیں رکھا (ان سے کوئی فعل ہی سرزد نہیں ہوا) تباہی ابرہہ کا وہ قصہ جو بہترین ترتیب و نظم کے ساتھ اول سورۃ سے شروع ہو کر چلا آ رہا تھا درمیان میں کٹ کر رہ گیا کیونکہ تمہیدیں تو اٹھائی جا رہی تھیں اصحاب فیل کی تباہی کی اور نتیجہ نکل آیا قریش کی خبر رسانی اور انتفاع کا تمہیدوں کی رفتار سے اندازہ ہوتا تھا کہ شاید یہ پرندے ابرہہ کے حق میں عذاب لیکر آئے ہیں جیسا کہ کلمۂ علیٰ سے واضح ہوتا تھا مگر اچانک نکل آئے رحمت واسعہ جو قریش کے حق میں نازل ہوئی۔ گویا چلے تھے ملٹری کی ہوائی فوج بن کر اور رہ گئے سی۔ آئی۔ ڈی کے چپراسی ہو کر۔ پس ان پرندوں کی مخبری کے قصہ نے تباہی ابرہہ کے قصہ کو کاٹ کر ادھر ہی چھوڑ دیا اور بیچ میں قریش کا افسانہ چھیڑ دیا اس لئے ترمیم سے اس تباہی ابرہہ کی داستان پھر از سر نو شروع ہوئی جس کا مضمون سابق سے کوئی ربط نہ رہا کیونکہ مضمون سابق کا اختتام پرندوں کی اڑان پر ہوا تھا جو قریش کی باخبری کے لئے ارسال کئے گئے تھے اور مضمون لاحق کا آغاز پتھراؤ کے ذکر سے ہوا ہے جو اصحاب فیل پر کیا گیا ہے۔ پس کہاں خبر رسانی قریش اور کہاں سنگباری ابرہہ

غرض تمام افعال کا فاعل ذات حق ہے۔ فعل الٰہی، جعل الٰہی، ارسال الٰہی اور آخرش نتیجۂ جعل الٰہی سب خدا ہی کے افعال ہیں جس سے واضح ہے کہ ابرہہ کی بربادی کا ذات حق کو حد درجہ اہتمام تھا کہ اس کی تباہی کو بذات خود اپنے افعال کے تکفل فرمایا اور ساری تخریبی کارروائی خود ہی کی تضلیل کید یعنی ابرہہ کی تدبیر کو بیکار بھی خود ہی کیا، پھر پرندے بھی خود مسلط کئے اس کو کھائے ہوئے بھس کی طرح بھی خود ہی کیا غرض ابرہہ کی بربادی کا کوئی کام بھی کسی دوسرے فعل پر نہیں چھوڑا۔ ظاہر ہے کہ اگر ان تمام افعال باری کے درمیان قریش کے فعل سے ابرہہ کی تباہی مان لی جائے تو افعال میں تشتت بھی پیدا ہو جاتا ہے اور یکساں افعال باری کے سلسلہ میں فعل عباد آکر مخل بھی ہو جاتا ہے حالانکہ تشتت انتشار یا تشتت افعال یا فاصلہ اجنبی بلیغ کلام کے حق میں عیب شمار کئے گئے ہیں نیز یہ خرابی بھی رونما ہوتی ہے کہ کریں ایک کام کو براہ راست حق تعالیٰ اور پھر وہ اسے اپنی ہی کارروائی بتلائیں وہی قدرتی نوامیس سے تضلیل کید کریں وہی پرندوں کی تخریبی پولیس مسلط کردیں وہی انہیں کھائے ہوئے بھس کی طرح بنائیں یعنی مقدمہ اور نتیجہ سب خدا ہی کا فعل ہو مگر اس ساری کارروائی کو نتیجہ کے وقت لے اڑیں قریش اور اللہ کی ساری کارروائی نام زد ان کے ہو جائے یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ کھیتی کے لئے زمین میں دانہ ایک شخص ڈالے پھر پانی بھی وہی دے تربیت بھی وہی کرے حفاظت کے فرائض بھی وہی انجام دے مگر جب کھیتی پھل لائے تو دعویدار بنکر کوئی دوسرا کھڑا ہو جائے کہ یہ سب ثمرہ میرا ہے اور میں ہی اس کا مالک ہوں۔ سو جسطرح ایک قابل جج کی عدالت سے اس مدعی کو نکال باہر کیا جائیگا ایسے ہی عقل سلیم اور ذوق صحیح کی عدالت سے قریش کو مدعی پتھراؤ بنا کر کھڑا کرنے والے بزرگ بھی اسی سلوک کے مستحق ہو سکتے ہیں جسکا مستحق یہ فرضی مزارع ہوا تھا۔ لیکن اگر اس پتھراؤ کا فاعل پرندے تسلیم کئے جائیں جیسا کہ واقعہ ہے تو پھر یہ پراگندگی افعال اور تفاوت نسبت کی خرابیاں پیدا نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ پتھراؤ گو لفظاً ہر پرندوں کا فعل ہے۔ مگر بحقیقت یہ پرندوں کا فعل خدا ہی کے فعل کا تتمہ بلکہ فعل خداوندی ہی شمار کیا جاوے گا کیونکہ اس صورت میں پرندوں کا یہ پتھراؤ خود ان کے کسی ادراک و شعور کا نتیجہ تو ہو نہیں سکتا کہ نہ تو وہ ابرہہ کے کفر و اسلام یا دوستی و دشمنی کا احساس کر کے پتھراؤ کر سکتے تھے اور نہ یہ پتھراؤ ان کی حیوانی طبیعت کا ثمرہ ہو سکتا تھا ان کی حیوانی جبلّت تو انسانوں سے وحشت کھا کر بھاگنے کی تھی نہ کہ چہار طرف سے گھیر کر تنظیم کے ساتھ ان پر سنگ باری کرنے کی اور ظاہر ہے کہ خلاف جبلّت و عادۃ یعنی خرق عادۃ کے طور پر جو فعل کسی سے سرزد ہو وہی فعل خداوندی کہلاتا ہے۔ چنانچہ خوارق و معجزات کو باوجود انسانوں کے ہاتھ پر ظاہر ہونے کے فعل خداوندی اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کی خلقی جبلّت و طاقت اور مستمر عادۃ کے خلاف بلا مداخلت طبیعت ان سے سرزد ہوتے ہیں اس لئے ان طیور کا یہ پتھراؤ بلاشبہ فعل خداوندی ہوگا گو پرندوں سے سرزد ہوں پس اس اصول پر ترمیہم کا فاعل جبکہ طیراً ابابیل مان لئے جائیں تو افعال خداوندی کا وہ مرتب سلسلہ جو

کیف فعل ربك سے چلا تھا بلا تخلل اور بلا انحاث فعل غیر کے قائم رہیگا اور آخر تک کوئی ایک فعل بھی عباد کا درمیان میں نہیں آسکیگا جو انتشار کلام کا سبب یا حسن نظام کے منافی ہو۔

بخلاف اس کے کہ ترمیہم کا فاعل اگر قریش ہوں تو یہ پتھراؤ فعل خداوندی قرار نہیں پا سکتا تھا کیونکہ قریش کا پتھراؤ اسباب ظاہری کے ماتحت انکا ارادی اور طبعی فعل ہوسکتا ہے جو ان کی عادۃ وطاقت سے باہر نہیں ہوسکتا۔ پھر اسے انتقامی جذبات سے بھی پُر ہونا چاہئے اس لئے نہ وہ خرق عادۃ بن سکتا ہے اور نہ پرویز صاحب ہی اسے خرق عادۃ ماننے کے لئے تیار ہیں اور اس لئے وہ فعل خداوندی بھی نہیں کہا جاسکتا جس سے وہی افعال باری کے درمیان فعل عباد کا تخلل ہو کر تشتت افعال اور تشتت نسبت کا عیب کلام میں پیدا ہو جاتا ہے یعنی ممنوع افعال کے درمیان ایک اجنبی اور غیر متعلق فعل کا فاصلہ بھی آجاتا ہے اور تمام افعال الٰہیہ کی ایک خارق عادۃ اور محیر العقول طاقت کی کارروائی بشری صنعت کی طرف منسوب ہو کر بیچ میں پھیکی پڑ جاتی ہے جس سے کلام الٰہی اور شان الٰہی بری ہیں۔ بہر حال ترمیہم کو واحد حاضر کا صیغہ مان کر اگر پتھراؤ کی نسبت قریش کی طرف کردی جائے تو علاوہ قواعد نحو کی متعدد خلاف ورزیوں کے عربیت کے ذوق پر سورہ میں تفصیل بعد الاجمال کی مسلسل ترتیب بھی بگڑ جاتی ہے درمیانی انتزاعی سوالات کے جوابات کا تسلسل بھی منقطع ہو جاتا ہے افعال خداوندی کا مرتب سلسلہ بھی درمیان سے کٹ جاتا ہے ایک مضمون کے دو ٹکڑے بھی ہو جاتے ہیں اور وہ دونوں ناتمام اور ادھورے بھی ثابت ہوتے ہیں پھر باہم بے جوڑ بھی بن جاتے ہیں جو خدا کے کلام کو ایک ایسا بے ربط اور بے معنی کلام بنا دیتے ہیں کہ تمام بشری کلاموں کو بھی اس سے عار آنے لگتا ہے۔ عیاذ باللہ۔

اگر پرویز صاحب کو ان امور سے کوئی عار نہیں آتا تو نہ سہی مذاق سلیم اور فہم مستقیم تو اس بناوٹی تفسیر کو جو ہم رنگ تحریف ہے کبھی قبول نہیں کرسکتا۔

بہر حال یہ کافی روشنی میں آگیا کہ ترمیہم مضمون و معنی کے لحاظ سے مذکر حاضر کا صیغہ نہیں ہوسکتا اور اگر پرویز صاحب کا یہ اختراعی دعویٰ تسلیم کرلیا جائے کہ ترمیہم مذکر حاضر کا صیغہ ہے جس کا فاعل قریش ہیں اور پتھراؤ کی نسبت ان کی طرف کی جائے تو نہ صرف تاریخ و تفسیر سلف ہی کا متعلقہ نظام بگڑ جاتا ہے بلکہ خود نظم قرآن میں بھی ایسی ایسی خرابیاں رونما ہو جاتی ہیں جو کلام ربانی ہی نہیں کسی شائستہ بشری کلام کے لئے بھی زیبا نہیں ہوسکتیں۔ اور نہ صرف نازیبا بلکہ ان کے ہوتے ہوئے اس سورۃ کا نظم اس کا موضوع بحث اور اس کا محط فائدہ سب ہی کچھ انتشار قصہ کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔

اب اس کے بعد اگر ترمیہم کو لفظی حیثیت سے دیکھئے اور فنون عربیۃ و بلاغۃ کی رو سے اس کے واحد یا جمع ہونے پر غور کیجئے تب بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ اسے صرف مؤنث غائب ہی کا صیغہ ہونا چاہئے نہ کہ واحد حاضر کا

ورنہ واحد حاضر ماننے میں فنی حیثیت سے بھی ویسی ہی خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں جن سے کلام کا حسن اور شیوۂ بلاغت پامال ہوکر رہ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ کلام میں کلام خداوندی ہونے کی شان باقی رہے۔ کیونکہ واحد حاضر ماننے کی صورت میں پہلا سوال تو وہی ہوگا جو ڈاکٹر احمد اللہ خان صاحب نے کیا تھا کہ اس واحد کے صیغہ میں جماعت قریش کیسے شامل ہوتی ہے جس کا داخل ہونا اس لئے ضروری ہے کہ تیرا ذکو آپ کسی ایک کی طرف نہیں بلکہ پوری جماعت قریش یا اہل مکہ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

اس کے جواب میں پرویز صاحب نے ارشاد فرمایا کہ "بلاشبہ یہ صیغہ تو واحد کا ہے مگر اس کا مفہوم جمع کا ہے" اس میں یہ عرض کروں گا کہ دو فنی میں اتحاد مفہوم کا دعویٰ تو بجائے خود ہے۔ حذاق ائمہ لغت اور رموز شناسان بلاغت کے نزدیک تو ایسے دو لفظوں میں ترادف کا دعویٰ بھی مشکل ہے۔ ان کے نزدیک ہر ہر لفظ اور ہر ایک صیغہ اپنی وضع کے لحاظ سے اپنا جداگانہ مفہوم رکھتا ہے جس کو لی نہ کوئی معنوی خصوصیت ایسی ہوتی ہے جو اسکے دوسرے مرادف میں نہیں ہوتی اس لئے ان کے اصول پر دو لفظ متقارب المعنی تو ہوسکتے ہیں لیکن مترادف المعنی نہیں بن سکتے چہ جائیکہ دو صیغے واحد و جمع کے متحد المفہوم بن جائیں جنکی لفظی وضع اور معنوی حیثیت میں زمین و آسمان کا فرق بلکہ تضاد کی نسبت ہے۔

پرویز صاحب نے ترقی اور الم تر کا فاعل ایک بنا کر الم تر کو جمع کا ہم مفہوم ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم سے کئی الم تر کی نظیریں پیش کی ہیں جن کے نزدیک جمع کا مفہوم لیا جانا ناگزیر ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اتنی ذکر ہو مگر دعویٰ بھی غلط اور لغت عرب کی تکذیب ہے۔

زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ واحد و جمع میں باوجود تغایر مفہوم کے ایک سے دوسرے کے معنی مراد لے جاسکتے ہیں لیکن میں عرض کروں گا کہ ان کی پیش کردہ مثالوں کے الم تر میں واحد سے جمع کے معنی مراد لئے جانے بھی ضروری نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہاں واحد سے واحد ہی کے معنی مراد ہوں اور ان تمام الم تر کے صیغوں کا فاعل واحد مخاطب ہو۔ یہ جداگانہ بات ہے کہ وہ واحد مخاطب کوئی معین فرد نہ ہو بلکہ جماعت کا ہر وہ فرد ہو جو اس تخاطب کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس صورت میں ان صیغہائے الم تر کے مخاطب دنیا کے تمام انسان ہوسکتے ہیں مگر نوبت بنوبت اور علی سبیل البدلیت یعنی ہر ہر واحد غیر معین طریق پر ایک ہی ایک ہوکر الم تر کا مخاطب بنتا رہیگا اور مخاطب بنجانے کے بعد گویا اس کے فاعل ہونے کی تعیین ہوتی رہے گی جس کا علم بھی تعیین سے پہلے کسیکو ہونا ضروری نہیں ہے۔ اندریں صورت اس قسم کے عبرت آموز صیغہائے الم تر کے مخاطب تو یقیناً بہت سے ہوں گے مگر ہونگے ایک ہی ایک ہوکر مجموعی حیثیت سے نہیں کہ جس سے اس صیغہ کو معنی جمع کہہ دیا جائے ورنہ پھر اس صیغہ کا واحد لانا ہی عبث ہوجائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام الم تر کے صیغے مفہوم کے

لحاظ سے تو جمع تھے ہی نہیں۔ اب مراد کے لحاظ سے بھی انکا جمع ہونا ضروری نہ ہوا بلکہ واحد ہی رہے اور جبکہ پرویز صاحب کے اس قیاس تمثیلی میں مقیس علیہ کے کسی الم تر کا بھی مفہوماً یا مراداً جمع ہونا ضروری نہ نکلا تو پھر سورۂ فیل کے الم تر میں یہ جمع کے معنی کہاں سے آجائیں گے؟ جو محض ان صیغوں پر قیاس کرکے مانے گئے تھے۔ کیونکہ جو چیز مقیس علیہ میں نہیں ہوتی وہ مقیس میں بھی نہیں آسکتی۔

رہا یہ کہ ان پیش کردہ مثالوں میں بقول پرویز صاحب کے الم تر کے واحد سے جمع مراد لئے جانے کی مجبوری یہ ہے کہ آگے انہی الم تر کے وحدانی مخاطبوں کو یذھبکم اور سخر لکم وغیرہ میں بصیغہ جمع خطاب کیا گیا ہے اگر الم تر کا فاعل جمع نہ لیا جائے تو سابق ولاحق میں خطاب کی یکسانی باقی نہ رہے گی تو میں عرض کروں گا کہ یکسانی قائم رکھا جانا ہی یہاں کب ضروری ہے۔ بلکہ شاید یہ زیادہ قرین بلاغت ہو کہ الم تر اپنی وحدۃ پر رہے اور سخر لکم وغیرہ اپنی جمعیۃ پر۔ کیونکہ الم تر سے تو خطاب عبرت مقصود ہے اور اس کے لئے اجتماعی حیثیت ضروری نہیں۔ اور سخر لکم سے بیان تسخیر عالم مقصود ہے جو تنہا تنہا ایک ایک انسان کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ نوع کے لئے ہے اور پھر اس میں بھی تسخیر کے بہت سے افراد وہ ہیں جو انسانوں کی اجتماعی حیثیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس صورت میں آخر اس میں کیا حرج ہے کہ عبرت دلانے کے لئے تو الم تر میں سبکو الگ الگ پکارا گیا اے زید اے عمرو اے فلاں اے فلاں اور تسخیر مجموعی دکھلانے کے لئے سخر لکم وغیرہ میں سبکو ملا کر خطاب کر دیا گیا جن میں یہ زید عمر بکر بھی داخل ہوگئے۔ اور خلاصۂ مضمون یہ ہوگیا کہ اے زید اور اے عمرو وغیرہ اپنی جماعتی حیثیت پر غور کرو کہ تم سب کے لئے ہم نے جہانوں کو مسخر کر دیا ہے۔ پس کیا مجبوری ہے کہ سخر لکم کی جمعیۃ کی وجہ سے الم تر کی وحدۃ کو کھو دیا جائے جیسا کہ الم تر کی وحدۃ کی مجبوری سے سخر لکم کی جمعیۃ کو فنا نہیں کیا گیا اس میں دونوں کلمے اپنی اپنی وضع کا مفاد پیش کرتے رہیں گے جیسے اصول کا قاعدہ ہے کہ "المطلق یجری علی اطلاقہ والمقید علی تقییدہ" اور اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ سخر لکم وغیرہ کی مجبوری سے وہاں الم تر کے صیغوں سے جمع ہی کے معنے مراد لئے جانے ضروری ہیں تو سورۂ فیل کے الم تر کے بعد کونسا ایسا جمع مخاطب کا کلمہ ہے جس کی مجبوری سے الم تر کو بھی جمع بنایا جانا ضروری ہے؟ اور جب نہیں تو اس الم تر کا ان پیش کردہ صیغہائے الم تر پر قیاس کرنا کیا قیاس مع الفارق نہ ہوگا؟ اس لئے استدلال کی بنا ہی منہدم ہوگئی اور پرویز صاحب کا قیاس تمثیلی باطل ہوگیا۔ پس واحد وجمع میں اتحاد مفہوم یا ترادف معنوی تو سرے ہی سے نہ تھا البتہ مراداً دونوں کا مصداق ایک ہو سکتا تھا سو یہاں وہ بھی ضروری نہ نکلا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ یہاں الم تر ہر حیثیت سے واحد ہی کا صیغہ ہے اور اس کا مفہوم ومعنی بھی واحد ہی کا ہے نہ کہ جمع کا۔

اور جبکہ پرویز صاحب کا یہ دعویٰ کہ الم تر کا فاعل جماعت قریش ہے ان کی بیان کردہ قیاس تمثیل کی بنا

نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کا یہ دعویٰ بلا دلیل رہ گیا۔

اس کے بعد اگر ذرا اور آگے بڑھو تو اَلَم تَرَ سے جمع مراد لینے کا یہ دعویٰ محض بلا دلیل ہی نہیں بلکہ خلافِ دلیل بھی ہے۔ کیونکہ یہ بدیہی بات ہے کہ واحد وحدۃ کے لئے وضع کیا گیا ہے جمع کے لئے نہیں۔ اس لئے واحد کو جمع کے لئے استعمال کیا جانا یقیناً اس کی اصل وضع کے خلاف استعمال ہوگا۔ اس کو فنِ عربیۃ میں مجاز کہتے ہیں۔ اور یہ فن کا مسلّم مسئلہ ہے کہ کسی کلمہ کو خلاف وضع استعمال کرنا یعنی حقیقت چھوڑ کر مجاز پر آنا بلا کسی قرینۂ صارفہ کے جائز نہیں کیونکہ کسی کلمہ کا حقیقت پر ہونا یعنی اپنے موضوع لہ میں استعمال ہونا تو کسی دلیل کا محتاج نہیں کہ وضع واضع خود ہی اس کی مستقل دلیل ہے لیکن خلاف وضع استعمال ہونا یعنی مجاز میں آجانا یقیناً ایسی دلیل کا محتاج ہے جو اس خلاف وضع کام کی انجام دہی کی مجبوریوں پر دلالت کرے اور جتلائے کہ اس جگہ یا تو معنی حقیقی بن ہی نہیں سکتے تھے یا بن کر بہت سی خرابیوں کا موجب ہوتے تھے وغیرہ وغیرہ

پس پرویز صاحب نے جبکہ اَلَم تَرَ واحد کو جمع بنا کر اس صیغہ کو اس کی اصل وضع کے خلاف استعمال کیا تو یقیناً اصل دلیل (یعنی وضع واضع) کی خلاف ورزی کی لیکن اگر اس پر وہ کوئی مجبور کن قرینہ اور حجۃ پیش کر دیتے جس سے واضح ہوتا کہ انہیں ترک حقیقت اور اختیار مجاز کی کیا مجبوری پیش آئی تو یہ خلاف ورزی حدِ جواز میں آجاتی۔ مگر جبکہ ایسا نہیں کیا تو وجہ جواز کے سامنے آئے بغیر محض خلاف ورزیٔ اصل حجۃ ہی باقی رہی جس کا انھیں کوئی حق نہیں۔ اس لئے اَلَم تَرَ کو جمع کے معنی میں لینا خلافِ دلیل بھی نکلا۔

خلاصہ یہ کہ پرویز صاحب کا اَلَم تَرَ سے صیغۂ واحد کو مفہوماً جمع کہنا تو سرے سے غلط تھا کہ واحد جمع میں اتحادِ مفہوم ہو ہی نہیں سکتا پھر اس سے جمع مراد لینا بے دلیل بھی نکلا کہ ان کا قیاس تمثیلی ایک درمیانی احتمال آجانے اور مقیس و مقیس علیہ میں کسی علۃ جامعہ نہ ہونے کے سبب غلط تھا اور اوپر سے خلاف دلیل بھی نکل آیا کہ خلاف ورزیٔ حقیقت بلا وجہ دلیل اصل کا معارضہ ہے۔ اس لئے اَلَم تَرَ سے جمع کے معنے مراد لئے جانے کی کوئی بھی صورت نہ رہی کہ جس سے قریش یا اہل مکہ کو خطاب کیا جا سکے۔

اچھا اگر پرویز صاحب نے ان تمام بدیہیات اور مدلل نظریات کا مقابلہ ٹھان کر اَلَم تَرَ واحد کو جمع کے معنی میں لیا ہی تھا تو پھر یہ معلوم ہو سکا کہ انھوں نے اس جمع کے افراد میں تخصیص کس دلیل سے کی؟ یعنی اَلَم تَرَ کے مخاطب اس جمع کے تحت میں فقط قریش یا اہل مکہ ہی کیوں بنائے گئے؟ اور اس جمع کا عموم و شمول کیوں باطل ہو گیا؟ قاعدہ کی رو سے اس جمع کے افراد یا تو دنیا کے سارے انسان ہوتے جبکہ اَلَم تَرَ کی وضع میں مسلم و کافر کا کوئی فرق نہیں یا کافر ہی ہوتے تو پھر دنیا کے سارے کافر ہوتے کیونکہ اَلَم تَرَ میں قریش کی کوئی تصریح نہیں اور یا پھر اسی اصول پر سارے مسلمان ہوتے لیکن قرآن میں کسی دلیلِ تخصیص کے نہ ہوتے ہوئے بھی جس کے سوا پرویز صاحب

نزدیک کوئی چیز حجت ہی نہیں ہے آخر یہ تخصیص کہاں سے آگئی کہ الم تر کا مخاطب یا فاعل صرف قریش اور اہل مکہ بن گئے۔ اگر کوئی اہل حق تخصیص کے ساتھ الم تر کا مخاطب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہدے تو پرویز صاحب کے نزدیک دلیل تخصیص ہونیکی وجہ سے ناجائز اور وہ خود تھوڑی سی نام نہاد تعمیم کے بعد فوراً ہی آگے چلکر تخصیص کی حدبندیاں قائم کردیں تو بے دلیل بھی جائز نہ جس دلیل سے ان کے نزدیک الم تر میں رسول کی تخصیص ناجائز تھی اسی دلیل سے اس میں قریش یا اہل مکہ کی تخصیص کیوں ناجائز نہیں ہوسکتی؟ اندریں صورت الم تر میں رسول کی تخصیص تو پرویز صاحب کے نزدیک ناجائز اور قریش یا اہل مکہ کی تخصیص ان کے فریق مقابل کے نزدیک ناجائز۔ اگر واقعی پرویز صاحب یہ چاہتے ہیں کہ الم تر میں تعمیم کرکے اس کے فاعل بہت سے بنا سکیں اور ان کا فریق مقابل یہ چاہتا ہے کہ اس واحد کے صیغہ کا فاعل بھی واحد ہی رہے تو ان دونوں متضاد باتوں کے جمع ہوجانے کی صورت صرف وہی ہے جو ہم نے پرویز صاحب کے قیاس تمثیلی کو رد کرتے ہوئے بطور احتمال بیان کی تھی۔ کہ الم تر کا فاعل ایک ہی ہو مگر ہو غیر معین یعنی بطور بدلیت اور نوبت بنوبت ہر وہ شخص اس کا مخاطب ہوتا رہے جو اس خطاب عبرت کو سننے اور عبرت پکڑنے کی صلاحیت پیدا کرے۔ مگر ہو ایک ہی ایک بنکر نہ جمع ہوکر۔ اس صورت میں الم تر اپنی لغوی وضع کے مطابق واحد ہی کا صیغہ رہا اور واحد ہی اس کا فاعل بھی رہا لیکن فاعل کی تخصیص کسی نام یا طبقہ سے نہ ہوئی بلکہ اس کا فاعل زید و عمر کے بجائے مخاطب ہوا۔ اور معنی یہ ہوگئے کہ الم تر ایہا المخاطب (اے مخاطب کیا تجھے پتہ نہیں؟) اس صورت میں نہ تو الم تر اپنے مفہوم یا مراد کے لحاظ سے جمع بنتا ہے اور نہ محض کسی ایک فاعل پر مقصور ہوکر واحد منفرد ہوجاتا ہے بلکہ ایسا واحد بن جاتا ہے کہ جمع نہ ہوتے ہوئے بھی اس کے عموم سے کام جمع ہی کا نکل آتا ہے ہاں یہ عموم قریش یا اہل مکہ تک بھی محدود نہیں رہتا۔ بلکہ ہر عبرت پذیر انسان کے لئے عام ہوجاتا ہے۔ اس میں چونکہ ایک حد تک پرویز صاحب کا کام بھی نکل گیا کہ یہ الم تر محض وحدۃ منفردہ میں محصور نہ رہا۔ اس لئے گویا یہ صورت ان کی بھی مسلمہ ہوئی یا ہوسکتی ہے زائد سے زائد یہ ہوگا تاکہ الم تر کے مخاطب اول جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے جن سے اس تخاطب کا آغاز ہوا ہے پھر آپ کی زبان مبارک سے سننے والے ہوں گے اور پھر ان سامعین کی زبان سے بعد کے سننے والے بنیں گے اور پھر ثم و ثم۔ ہمارے زمانہ تک کے تمام عبرت پذیر انسان یکے بعد دیگرے مخاطب بنتے چلے جائیں گے۔ مگر ایک ہی ایک ہوکر اور برسبیل بدلیت تو الم تر میں کسی فرد یا طبقہ کی تخصیص نہیں ہوگی کہ بے دلیل تخصیص کے مطالبہ یا انتظار کی نوبت آئے۔

اور جب یہ صورت ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس الم تر کے مخاطبوں میں کسی زمان یا مکان کی تخصیص بھی نہیں ہوسکتی ورنہ پھر سارے انسان نوبت بہ نوبت اس صیغہ کے فاعل نہ بن سکیں گے۔ کہ سارے انسان

مختلف زمانوں میں ہوئے ہیں تو پھیلے ہوئے ہیں اور جب وہ سب مخاطب ہیں تو گویا نزول آیت کے بعد کا ہر زمانہ مخاطب ہے۔ اس لئے اس تخاطب میں زمانہ حائل نہیں ہوسکتا۔ ہاں یہ ضروری نہ ہوگا کہ یہ سارے مخاطب ہر زمانہ میں پائے جائیں اور متصلاً بلا انقطاع ہی اَلَم تَرَ کے فاعل بنیں بلکہ جب بھی کوئی عبرت پذیری کیلئے تیار ہو جائے وہی مخاطب بن سکے گا۔ اس سے اَلَم تَرَ کے ان کثیر مخاطبوں کی نوعیت مشخص ہوگئی ہے کہ وہ مختلف زمانوں میں پھیلے ہوئے ہیں، اجتماعاً نہیں بلکہ انفراداً ہیں۔ پھر کسی ایک زمانہ کے نہیں بلکہ ہر زمانہ کے ہیں اور پھر ان کے تخاطب میں کوئی زمانی اتصال کی شرط نہیں بلکہ حسب عبرت پذیری یہ تخاطب وقتاً فوقتاً ہر زمانہ میں ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔

اس مقدمہ کے بعد مضمون نگار صاحب کے اس دعویٰ پر غور کیجئے کہ جو "فاعل اَلَم تَرَ کا ہے وہی تَرمِی کا بھی ہے یعنی جیسے اَلَم تَرَ میں خطاب ہے انھوں نے ہی تَرمِی کا فاعل بن کر ابرہہ پر پتھراؤ بھی کیا ہے"۔ اس دعویٰ کی رو سے ظاہر ہے کہ جو چار نوعیتیں اَلَم تَرَ کے فاعل کی ابھی مشخص ہوئیں وہی چاروں تَرمِی کے فاعل کی بھی ہوں گی کہ دونوں کا فاعل حسب تصریح مضمون نگار ایک ہی ہے تو ترجمہ کے معنی یہ ہوں گے کہ "اے دنیا کے ہر ہر فرد تو نے ابرہہ پر تنہا تنہا ہر ہر زمانہ میں بلا کسی شرط تسلسل و اتصال کے پتھراؤ کیا"۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ گویا یہ پتھراؤ کسی ایک ہی وقت میں ہو کر ختم نہیں ہوگیا بلکہ وقوع واقعہ کے دن سے تا اینندم ہوتا رہا اور قیامت تک ہوتا رہے گا یعنی جو شخص بھی وادی محسر میں کسی وقت بھی چلا جائے گا خواہ حج کرنے جائے یا سیاحت کے طور پر پہونچے تو اسے اصحاب فیل وہیں کھڑے ہوئے ملیں گے اور وہ پتھراؤ کرے گا ان کا بھرکس نکل آئے گا۔ گویا بطور ریچھ و امثال اصحاب فیل وہاں روزانہ تازہ بتازہ ہو کر کھڑے ہوتے ہیں اور اپنا بھرکس نکلوانے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔ بس فرق اتنا ہے کہ اب گدھ چیلوں کی خبر رسانی کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ زمانہ میں شرربار آلات ایجاد ہوچکے ہیں اس لئے گدھ چیلوں کے قبائل نے بھی اپنا قدیم رسم و رواج بدل دیا اور پیشہ چھوڑ دیا ہے۔ یہ پتھراؤ کیا ہوا اچھا خاصا مداری کا تماشا ہوگیا کہ ہر وقت اس کا پلاٹ اسی صورت و ہیئت کے ساتھ موجود اور دیکھنے سننے والوں کے لئے ہمہ وقت سامان طرب حاضر۔ معاذ اللہ۔

اس سے صاف واضح ہے کہ سورۂ فیل کا اَلَم تَرَ جیسے جمع کے معنی میں نہیں آسکتا ایسے ہی اس اَلَم تَرَ اور تَرمِی کا فاعل بھی ایک نہیں ہوسکتا۔ آخر کوئی وجہ کوئی قرینہ یا کوئی عقلی احتمال تو اس وحدۃ فاعل کا داعی ہونا چاہئے تھا؟ محض وحدۃ بحری کا یہ ذوق و شوق تو کافی نہیں ہوسکتا کہ واحد و جمع میں بھی وحدۃ مفہوم مان لی جائے اور اَلَم تَرَ اور تَرمِی میں بھی وہی وحدۃ فاعل تسلیم کیجائے اور محض اس لئے کہ ہمارا جی اسی طرح چاہتا ہے۔ بہرحال واضح ہوگیا کہ ترمیہم کو واحد حاضر کا صیغہ ماننا معنوی حیثیت سے ممکن ہے نہ لفظی اعتبار سے

ممکن ہے اور جب یہ ناممکن ہے تو قریش اس کا فاعل بنکر ابرہہ پر پتھراؤ بھی نہیں کر سکتے۔ اور جب قریش کا پتھراؤ باطل ہوا تو گدھ چیلوں کی خبر رسانی الخبیس کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ اور جب یہ پرندے خفیہ پولیس نہ رہے تو پھر لامحالہ میدانی سپاہی ہی ہو سکتے ہیں اور قریش کی جگہ خود لیکر یہی ترمی کا فاعل بنکر خود ہی پتھراؤ کے متکفل ہونگے۔ اور اس صورت میں ترمی وہی مؤنث غائب کا صیغہ ہو جاتا ہے جو امت کے عام سلف اور خلف کا اجماعی دعویٰ ہے۔ جس سے صرف ایک پرویز صاحب یا ان کا کوئی ہمنوا شاذ رہجاتا ہے۔

ان تفصیلات کے بعد کیا مجھے پرویز صاحب اجازت دیں گے کہ میں ادنیٰ سے التماس میں انھیں اسطرح مخاطب کروں کہ (سورۂ فیل کے) اس (پرویزی) مفہوم کی علت یہ ہے کہ اس سورۂ مقدسہ کے ایک لفظ ترمیہم کا غلط مفہوم سامنے آگیا جس پر غلط (خود ساختہ) روایات کی عمارت قائم ہوگئی اور وہی روایات (پرویزی مذاق کے حلقوں میں) رواج پذیر ہو گئیں۔ ایک لفظ کے مفہوم کی درستگی سے جسکو ہم نے ابھی واضح کر دیا ہے، سارا مطلب واضح ہو جاتا ہے بشرطیکہ پرویز صاحب دماغ کو خیالات و اوہام سے فارغ کرکے خالص اتباع حق کے جذبہ سے غور و فکر کریں۔ اور اتباع نفس ہی سے کنارہ کش ہوں۔ ان الذین یلحدون فی آیاتنا لا یخفون علینا افمن یلقیٰ فی النار خیر امن یاتی آمنا یوم القیمۃ اعملوا ما شئتم انہ بما تعملون بصیر۔ ان الذین کفروا بالذکر لما جاءھم وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید

محدود رکھوں۔ پہلی بات تو یہی ہے۔ کہ حضرت والا کی فطرت کے ایک خاص پہلو پر اس سے روشنی پڑتی ہے، یعنی آپ کی زندگی کے دوسرے واقعات میں کا کچھ ذکر میں نے بھی کیا ہے، یہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی عام چیزوں کے متعلق آپ کی گرفت میں چنداں سختی نہ تھی، اس لئے جو مل گیا پہن لیا جو سامنے آگیا کھا لیا، جہاں سونے کو جگہ مل گئی، سو رہے، شاہجہاں پور کے عظیم الشان میلہ میں تشریف لے جاتے ہیں، شہر نیازمندوں اور معتقدوں سے بھرا ہوا ہے، لیکن میلہ کی رپورٹ میں ہے کہ ریل سے آپ کے ساتھ علماء کی ایک جماعت اتری ہر ایک نے کسی نہ کسی رئیس کی کوٹھی کی راہ لی لیکن حضرت والا نے چاہا کہ میری وجہ سے رات کے وقت لوگوں کو کیوں تکلیف ہو۔

اور بجائے رئیسانہ بنگلوں کے شاگردوں کو ساتھ لئے کسی معمولی سرائے میں فروکش ہو گئے، رپوٹر کے الفاظ یہ ہیں

"غرض مولوی صاحب (حضرت والا) سب ساتھیوں (علماء) کو چھوڑ کر مولوی محمود حسن (سیدنا حضرت شیخ الہندؒ) کو اپنے ہمراہ لیکر چپکے سے شہر ہو لئے، قصہ مختصر رات کو ایک سرائے میں آرام فرمایا"

مگر سرائے کا مسافر واقع میں سرا کا مسافر کب تھا جو چپکے سے اسکو وہاں آرام کا موقع ملتا آدھی سے زیادہ رات گذر چکی تھی کہ بعض لوگوں تک یہ خبر کسی نہ کسی نے پہنچا ہی دی اسی وقت ہانپتے کانپتے یہ بیچارے سرا پہنچے۔

"دو بجے رات کے سرائے میں جاکر مولوی صاحب کو جا گھیرا پس از اصرار تمام مولوی صاحب ان کے مکان پر تشریف لے لئے" ص۲۱

اور حضرت والا کی زندگی کا یہ کوئی نادر واقعہ نہیں ہے، رات کو تو آپ نے یہ کیا صبح کو میلہ کا مقام جس کا نام چاندا پور تھا، اور شہر شاہجہانپور سے پانچ چھ میل دور تھا، اور علماء کے لئے تو سواریوں کا نظم تھا، لیکن جس نے دنیا کے کسی قاعدہ کو سختی کے ساتھ نہ پکڑنے کا پکا ارادہ کر لیا تھا قبل اس کے کہ لوگ سواری لیکر حاضر ہوں، صبح کی نماز کے بعد ہی اندھیرے منہ اپنے اس شاگرد کو ساتھ لئے پیادہ پا چاندا پور روانہ ہو گئے، لوگوں نے نماز کے بعد ڈھونڈھا ہوگا مگر اسلام کا آفتاب تو چاندا پور کے افق پر چمک رہا تھا، رپورٹر کے الفاظ یہ ہیں۔

"بالجملہ مولوی صاحب (حضرت والا) صبح کو نماز پڑھ کر پیادہ پا ہی چاندا پور میں جا چکے تھے" ص۲

خلاصہ یہ ہے کہ تقریباً پوری زندگی یوں ہی طلائی رنگ میں حضرت نے گذار دی جس کے واقعات کی تفصیل کا فرض اصل سیرت نگار کے ذمہ عائد ہوتا ہے۔ بطور مثال کے میں نے ان چند معمولی مشہور باتوں کا ذکر کیا۔

لیکن واقعہ میں جس شخص کو زندگی کے ان عام واقعات میں اتنا نرم پایا گیا تھا وہ ہر معاملہ میں نرم تھا، یقیناً زندگی کے تقریباً وہ اکثر شعبے جن میں دنیا والے عموماً سخت ہیں، اس میں خدا نے انکو نرم بنا کر پیدا کیا تھا،

اور اس حد تک نرم کہ دنیا والوں کو ممکن ہے ان کے متعلق ایسے آدمی ہونے کا مغالطہ ہو سکتا تھا، جسے عموماً لاابالی وارستہ مزاج وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

مگر لاابالیت کا یہ سارا قصہ اگر سچ پوچھئے تو ان ہی معاملات تک محدود تھا، ورنہ ایک یہی دیانند جی کے مقابلہ کا معاملہ ہے، دیکھتے ہو! یہاں آپ کی پکڑ اور گرفت کی سختی کی کوئی انتہا ہے، عام مجمع میں نہ ہی خاص میں، بازار سے گھروں میں نہ ہی اپنے گھروں میں، دن کو نہ ہی رات کو، چھاؤنی کے حدود میں نہ ہی عیدگاہ کے میدان میں تقریراً نہ ہی تحریراً، تحریر بھی اگر تم سے نہ پڑھی جائے، تمہاری طرف سے میں ہی پڑھ دوں گا، کوئی شق کوئی پہلو ایسا باقی چھوڑا گیا ہے جہاں پہونچنا یا جہاں تک پہونچ نا ممکن تھا، وہاں پہونچنے یا پہونچانے سے دریغ کیا گیا ہو! وان ذلک من عزم الامور۔

وہی جو تمہارے کپڑوں لتوں، کھانے پینے، رہنے سہنے میں اتنا آزاد مزاج واقع ہوا تھا کہ بھرے مجمعوں میں میلے کپڑوں کے ساتھ ہم چشموں اور ہمسروں کے درمیان چلے جانے سے اس کے دل پر کوئی خطرہ بھی نہ گذرتا تھا، آج اس کی گرفت کا تماشا کتنی قوت سے کیا جا رہا ہے!

بس کی بات یہی ہے، کہ جن معاملات میں ان کو نرم سمجھا جاتا تھا، ان میں بھی وہ دراصل سخت ہی تھے، جب یہی طے ہو چکا تھا کہ جن مقصدوں تک پہونچنے کے لئے ایک سودا کے ساتھ ساتھ ہزار غم پالنے پڑیں گے، ان کی حد تک تو انھوں نے غم کے ان اڈوں ہی کے اڑا دینے کا عزم کر لیا تھا، اور آخر وقت تک اس عزم میں غیر متزلزل رہے گویا علمی اصطلاح میں یوں سمجھو کہ ان میں "لابشرط شئ" کے مقام ہی کا عزم تھا، لیکن جن امور کی تکمیل "بشرط شئ" کے مقام کی مقتضی تھی، وہاں اس "شے" کے کسی پہلو سے لاپروائی برتنا قطعاً روا نہ رکھتے تھے، جیسا کہ دیانند جی کے معاملہ میں کسی پہلو کو سر تشنہ رہنے پر راضی نہ ہوئے۔

اور اسی سے میں سمجھتا ہوں کہ وہ سراسر عزم، اور صرف ارادہ تھے، یہ جو لوگوں کو اپنے رکھ رکھاؤ میں خاص خاص پابندیوں کا پابند دیکھا جاتا ہے اور انھیں داد دی جاتی ہے کہ وضع کے وہ بڑے پکے ہیں، شیروانی کے بغیر گھر سے باہر قدم نہیں رکھ سکتے، پلنگ اور گدے کے بغیر سو نہیں سکتے، یہ نہیں کر سکتے وہ نہیں کر سکتے ہو سکتا ہے کہ وہ بھی ارادہ کے پکے ہوں، لیکن اس ارادہ کی پختگی کا مقابلہ کیا وہ ارادہ کر سکتا ہے، جس میں ان تمام پابندیوں کے ٹھکرانے کا عزم بالجزم کر لیا گیا ہو، لیکن غلطی سے لوگ ایسوں کو غیر پابند قرار دیتے ہیں، اور سچ تو یہ ہے کہ جن چیزوں کو تمہارا نفس چاہتا ہے اگر ان کے مہیا کرنے کے آپ پابند ہیں تو جدھر ہوا کا رخ ہی اسی طرف چل رہے ہیں، "گاڑی کو جس طرف انجن لئے جا رہا ہے، آپ نے بھی اگر گاڑی کو اسی طرف ڈھکیل دیا، تو یہ آپکا کمال ہے یا انجن کا لیکن ہوا جس طرف بہ رہی تھی، اور انجن جس سمت گاڑی کو لئے جا رہا تھا اگر چند انچ بھی

اس کی مخالف سمت چلنے یا چلانے میں کامیاب ہوئے تو یہی اصل آپ کی کامیابی ہے اور قوت ارادی کا سچا ثبوت یہی ہے تعجب ہوتا ہے کہ لوگ دیکھتے ہیں اور نہیں دیکھتے ہیں سنتے ہیں اور نہیں سنتے ہیں ہندوستان کی ہر تاریخ کا وہ حصہ جو غدر کے بعد لکھا گیا، اس میں ذکر کیا جاتا ہے التزاماً و حتماً ذکر کیا جاتا ہے بڑے زور شور اور بلند آہنگی کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، کہ چند جھونپڑیوں کو مسلم یونیورسٹی کی راہ پر لگانے والا بڑا آدمی تھا، اتنا بڑا آدمی کہ اگر مادر گیتی نہیں تو مادر ہند (بھارت ماتا) گذشتہ صدی میں ایسا بچہ نہ جن سکی، حالانکہ میرے خیال میں بجائے راہ کے لگنے کے اسی زمانہ میں ان جھونپڑیوں کا یونیورسٹی کا نہ بن جانا محل حیرت ہے؟ یقیناً یہ گاڑی اسی لائن پر چھوڑی گئی تھی، جس پر زمانہ کا رخ حکومت وقت کی اسکیم سے، اسے بڑھانے کے لئے تیار رکھا تھا اسی کا وقت تھا، اسی کا زمانہ تھا، اسی کی مانگ تھی، اسی کا مطالبہ امراء بھی اسی کے لئے تھے اور غرباء بھی، چھوٹے بھی اسی کے لئے اور بڑے بھی، بڑی بڑی ریاستوں کا خزانہ کھلا ہوا تھا، خطابوں اور سرفرازیوں کی ساری پونجی اسی میں پوشیدہ تھی۔

لیکن اندھا بنانے والوں نے لوگوں کو کتنا اندھا بنایا کہ جب ٹھیک آندھی کی پوری مخالف سمت انجن جو اس گاڑی کو اپنی پوری قوت سے آخری قوت سے کھینچ کر لے جانا چاہتا تھا، اللہ کے ایک اور بندے نے انار کے ایک درخت کے نیچے سے کش مکش شروع کی، بہرحال اسی مخالف سمت پر گاڑی جت گئی، ارادہ کے زور عزم کی پختگی کا کیسا عجیب و غریب حیرت انگیز نظارہ تھا، کہ سب کے سامنے دن کی روشنی میں آخر اس کی مخالفانہ کش مکش کامیاب ہوئی۔ اور آج شجر انار کے نیچے والی زمین بڑھ کر خدا ہی جانتا ہے کہ ان جیسی کتنی زمینوں کی شکل اختیار کر چکی ہے، اور خیر یہ تو خشت و گل کے مجموعہ کا نظارہ ہے، اس پون صدی کے قلیل زمانہ میں علم کی تقسیم جس وسیع پیمانہ پر، صرف ہند ہی نہیں بلکہ بیرون ہند میں بھی جو ہوئی۔ بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہے کہ اتنے وسیع پیمانہ پر ان ہی علوم کی تقسیم اس وقت بھی نہ ہوئی، جب اس ملک میں ان ہی کی تقسیم کا موسم تھا، ان ہی کے مطابق ہوا تھی، اور ساری قوتیں اسی تقسیم سے وابستہ ہو گئی تھیں۔

لیکن تاریخی دیانت کا ڈنکا بجانے والو! شرم کہاں ہے، جواب تک تمہاری انگوٹھیاں پہونچا کر دونوں کو تمہاری گریبانوں میں نہیں ڈالتی، ہزاروں کتابیں لکھی گئیں، سیکڑوں ریڈر تیار ہوئیں، تحقیقات و ریسرچ کے دریا بہا دیئے گئے، لیکن اللہ کے بندو! تمہیں سب کچھ نظر آیا، لیکن اس سلسلہ میں جس واقعہ سے آنکھ چوک گئی، وہ یہی واقعہ تھا۔ ے کس نہ پڑا وہی پر کبوتر ؛ جس میں نامہ بند صبا تھا دلبر کا

میں کہاں بہک گیا، اور بہکا جا رہا ہوں، ذکر حضرت والا کی ارادی قوت اور عزم کی پختگی کا تھا، دیا نندی معرکہ میں اس کا ظہور چونکہ آنکھوں کے سامنے ہوا تھا، اس لئے اس پر تنبیہ ضروری معلوم ہوئی تاکہ

تھانانے کر دیہ بند کا "مدرسہ عربی" آج جو دارالعلوم کے نام سے سربلند ہے اس کی تہ میں کس کا عام کام کررہا تھا۔
حضرت والا کی عام زندگی پر طحی نظر رکھنے والوں کو جو مغالطہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ وارستہ مزاج فطرت کے تھے اس مغالطہ کا ازالہ ہو جائے۔ ان ہی کے متعلق بلکہ اس نوعیت کے عام بزرگوں کے متعلق جو ایک عام غلط فہمی اب اچھے اچھوں میں پھیلتی جارہی ہے ہو سکتا ہے کہ حضرت والا کی زندگی کا یہ نمونہ ان کے لئے موجب بصیرت ہو۔
دوسری بات اس دیا نندی قصہ میں مجھے جو نظر آئی ہے، وہ یہ ہے کہ ایک ایسے عہد اور زمانہ میں جب مولویت کے دائرہ میں "وجود رابطی" اور "مثناۃ بالتکریر" جیسے مباحث کو اہمیت اور کیسی اہمیت دی جارہی تھی وہ مولوی مولوی ہی نہیں قرار پاسکتا تھا، جس کے پاس ان مسائل اور ان کے مماثل مسائل کے متعلق خاص نکات کا ذخیرہ نہ ہو، زیادہ سے زیادہ دین کے مسائل کا کچھ چرچا اگر شروع بھی ہوا تھا، تو ان کا زیادہ تر تعلق اسلام کے فروعی مباحث سے تھا کچھ غیر مقلدیت کی تحریک سے آمین، رفع الیدین، قرأۃ فاتحہ وغیرہ کی بحثوں میں گرمی پیدا ہوگئی تھی، کہیں کہیں کچھ عیسائیت کے خلاف بھی کام ہوتا تھا، ضرورت مسلمانوں میں ایسے چند نفوس بھی پیدا کر دیئے تھے، جو اس فتنہ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے، بعض لوگ ایسے بھی پیدا ہوگئے تھے جنکی نظر اس زیغ پر پڑ چکی تھی، جو مغربی تمدن کی بدولت باہر ہی کو نہیں بلکہ مسلمانوں کے اندر کو بھی بدل رہا "نیچریت" کے نام سے یہ "زیغ" موسوم تھا، اور مخلصین کا ایک طبقہ ان کے خطرناک نتائج پر تنبیہ ہو چکا تھا۔
لیکن ان سارے قصوں میں "ہندو مسلمان" کا مسئلہ خصوصاً مذہبی لحاظ سے کسی طرح درخور اعتنا نہ تھا، عالم مسلمانوں نے ایک لمحہ کے لئے اس سوال کو اپنے سامنے لانے کی تکلیف گوارا نہ کی کہ کبھی ان بت پرستوں، گائے بکری پوجنے والوں کی طرف سے بھی مسلمانوں پر نہیں اسلام پر حملہ ہوگا؟ جب تک اسلامی حکومت کا چراغ جلتا رہا، واقعہ یہ ہے کہ اس سوال کی کچھ حیثیت بھی قریب قریب ہی تھی، لیکن اس چراغ کے گل ہونے کے ساتھ ہی اگرچہ کہیں کہیں سے کچھ آوازیں اٹھنے لگیں، مگر جہانتک میں غور کرتا ہوں عام علماء اسلام نے ادھر کبھی توجہ نہیں کی، خدا جانے کس صدی میں "سمنیہ" نام ایک ہندوستانی مکتب خیال کا یہ نظریہ مدرسوں میں کس طرح پہونچ گیا تھا کہ وہ وحی و نبوت کے منکر ہیں، اس کے سوا مجھے یاد نہیں پڑتا کہ اسلامی علماء کی دینی کتابوں میں ہندوؤں کے خیالات و آراء کا ذکر کیا گیا ہو۔
ظاہر ہے کہ حضرت والا بھی علماء کی اسی جماعت کے ایک فرد تھے، اور عام مذاق کے مطابق اس زمانہ

جو علمی دل چسپیاں تھیں ان میں گو اس حد تک جس حد تک آپ نے فطرتاً حصہ لے سکتے تھے، حصہ لیا، قرأۃ خلف الامام پر کتاب لکھی، تراویح کی بحث کو چکایا اور بھی کام کرتے رہے۔

لیکن جو مسئلہ اس زمانہ میں سب سے نیچے دبا ہوا تھا، مگر بعد کو سارے فتنوں کے دب دبا جانے کے بعد آخری سوال اس ملک کا صرف یہی ایک مسئلہ بننے والا تھا، سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ عام علماء کے دستور کے خلاف حضرت والا کی نگاہ دور رس نے اس کی اہمیت کا اندازہ کیسے کر لیا تھا آج تو شائد اس میں کچھ اعجوبہ نہ ہو، کہ ایک مسلمان عالم کسی پنڈت سے بر سر بازار مناظرہ کا چیلنج دے رہا ہے، لیکن جن دنوں کی یہ بات ہے، اس وقت کے لحاظ سے یقیناً یہ عجیب بات تھی۔ آج بھی کوئی اگر تصور کرے کہ شاہ عبدالعزیز یا شاہ اسحاق رحمۃ اللہ علیہما حتیٰ کہ حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے چار ابرو کا صفایا کئے ہوئے ننگ دھڑنگ اپنی دھوتی میں کسا ہوا کوئی پنڈت ان کے سامنے کھڑا ہے اور علم کے دعویٰ کیساتھ کھڑا ہے، اور مذکورہ بالا حضرات بھی اپنے جبہ و دستار عصا و تسبیح کے ساتھ اس کے مقابلہ میں علمی سوال و جواب کے لئے ڈٹے ہوئے ہیں، اب بھی یقیناً اس کے تصور سے تعجب کی مسکراہٹ اضطراراً پیدا ہوتی ہے۔

مگر آپ پڑھ چکے اور سب جانتے ہیں کہ ان ہی علماء کے جانشینوں اور ہم عصروں میں جن کا مقام صرف علم ہی میں نہیں عرفان میں بھی، گفتار ہی میں نہیں رفتار میں بھی، نمایاں اور بہت نمایاں تھا، آخر ایسی کونسی مجبوری پیش آئی کہ اس کو ؎ گرچہ بدنامی ست نزد عاقلاں ⁂ مانمی خواہیم ننگ و نام را

کہتے ہوئے اس میدان میں بے تاب ہو کر کود پڑا، اور کتنی بے تابی؟ پنڈت جی کا تعاقب جس شان سے فرمایا گیا ہے، خیال کیا جا سکتا ہے کہ اس بے تابی نے آپ کو کس حد تک نیچے اترنے پر مجبور کیا تھا۔

ایک طرف وہ حال تھا اور تھا کیا؟ میرا خیال تو ہے کہ حضرت جس وقت دیانند جی کے مقابلہ میں آستینیں چڑھا کر اترے ہیں، اگرچہ اس پر تقریباً تریسٹھ سال گذر چکے، گویا نصف صدی سے زیادہ زمانہ گذرا، اور اس عرصہ میں دنیا کہاں سے کہاں پہنچی لیکن میں نہیں جانتا کہ علماء اسلام کے ثقات اکابر میں اب بھی دیانند جیسے لوگوں کا ذکر کم از کم تصانیف کی حد تک جائز قرار دیا گیا ہو، انتہا یہ ہے کہ ایسے مصنفین اسلام جن کی کتابیں نیم مذہبی کتابیں سمجھی جاتی ہیں مثلاً مولوی شبلی[1] وغیرہ ان کی کتابوں میں بھی ارار دنحل وغیرہ کے ذکر کے سلسلے میں ابھی تک دیانند جی کو اس قابل نہیں سمجھا گیا ہے کہ اوروں کے ساتھ ان کا بھی ذکر کیا جائے۔ مولوی شبلی صاحب نے زیادہ دن نہیں ہوئے کلام میں مشہور کتاب "الکلام" لکھی تھی اور قدیم

[1] مولوی شبلی مرحوم کی کتابوں کو نیم مذہبی کتابیں اس لئے قرار دیتا ہوں کہ گو الفاروق سیرۃ النعمان وغیرہ کتابیں انھوں نے مورخ کی حیثیت سے لکھی لیکن بالغرض الفاروق شیعوں کا رد ہے سیرۃ النعمان غیر مقلدوں کا تو کہ "المامون" سے ان مغرب زدہ نا دانوں کی منہ اصلاح ہو سکتی ہے جو شاہی شان و شوکت حکومت کے طمطراق ہی کو کسی مذہب کی صداقت کی دلیل سمجھتے ہیں ۱۲

خیالات سے زیادہ جدید اعتراضوں ہی پر ان کا زور صرف ہوا ہے، لیکن جہاں تک میں خیال کرتا ہوں یاد پڑتا ہے درست ... کسی ایک جگہ بھی دیانند کے ذکر پر وہ راضی نہیں ہوئے ہیں، حالانکہ مادہ و روح وغیرہ کے مباحث میں ضمنی طور پر دیانند جی کے شکوک بھی ان کے پیش نظر معلوم ہوتے ہیں، لیکن اسی لئے کہ سرا دیا کسی علمی کتاب میں دیانند جی کا نام اس زمانہ تک لینا چونکہ علمی ثقاہت کے خلاف قرار دیا جاتا تھا میرا خیال ہے کہ قصداً ان کے ذکر سے اعراض کیا گیا ہے۔ زیادہ سے زیادہ بازاری مناظرہ کرنیوالے ... کا یہ کام تھا کہ پنڈت جی جیسے لوگوں کا پیچھا کریں، ظاہر ہے کہ حضرت والا دیانند جی کے ... باتوں سے واقف تھے اور وہ واقف نہ ہوتے تو کون ہوتا مگر ساری باتوں سے قطع نظر ... کے بعد وہ میدان میں ٹھیک بازار میں برسر مجمع عام ان سے پنجہ آزمائی کے لئے تیار ہو گئے۔

یہی سوال ہوتا ہے کہ حضرت کا یہ طرز عمل کیا کوئی اتفاقی فعل تھا؟ یا اس کے پیچھے کوئی غیر معمولی اہم ضرورت پوشیدہ تھے، لوگ کچھ ہی خیال کریں، لیکن میرا خیال تو ثانی الذکر پہلو کی طرف مائل ہے، تفصیل کا موقع نہیں ہے لیکن اتنا تو پھر بھی کہہ سکتا ہوں کہ اس قسم کے عمل کے پیچھے عموماً دو ہی قوتیں کام کرتی ہیں، عقل مصلحت اندیش، یا عشق مصلحت سوز، عموماً یہ دونوں باتیں کسی ایک شخصیت میں مساوی حصہ کے ساتھ کم جمع ہوتی ہیں، لیکن مصیبت اس بیچارے کی ہوتی ہے جو ان دونوں بیماریوں میں ایک ہی وقت میں ایک ہی مقدار اور درجہ کے حساب سے مبتلا کر دیا گیا ہو، واقعہ کا علم تو خدا ہی کو ہے لیکن جہاں تک درخت کی شناخت پھلوں سے کی جا سکتی ہے میں کہہ سکتا ہوں کہ حضرت والا کی ذات اقدس دونوں کی جامع تھی جس وقت دیانند جی بازار میں آئے تھے اس وقت ہر شخص کا کام یہ نہیں تھا کہ ان کی بازاری تقریروں کے شعلوں میں آئندہ ہندوستان کے امن و امان کے سارے سرمایہ کو جلتا ہوا آج دیکھ لیتا، زیادہ سے زیادہ علماء کے عام طبقہ نے یہی خیال کیا کہ ایک شخصی سیلاب ہے آیا ہے نکل جائیگا، لیکن جس کی نگاہ "آج" سے زیادہ کل کے واقعات پر پڑ رہی تھی، وہ دیکھ رہا تھا کہ سارا قصہ وقتی نگاہوں کا ختم ہو جائے لیکن اس ملک میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے جو آخری خونین خطرہ باقی رہ جائے گا وہ ان ہی تقریروں سے پیدا ہوگا جسکی ابتدا آج دیانند جی نے فرمائی ہے۔

مسلمان اس ملک میں انگریزوں کی طرح نہ اپنا کوئی مستقل "ہوم" (وطن) قائم کرکے رہتے تھے، اور نہ انھوں نے التزاماً ہر آبادی میں اپنے کو یہاں کے مقامی باشندوں سے الگ تھلگ کرکے سول لائن میں آباد کیا تھا، بلکہ غائت سادگی میں جس کا سینگ جہاں سمایا وہیں رہ پڑا، نہ اس نے شہر کو دیکھا نہ دیہات کو، نہ اس کو دیکھا کہ ان کی اکثریت کہاں ہے اور اقلیت کہاں، جہاں جگہ ملی سہولت میسر آئی اسی کو وطن بنا کر بال بچوں سمیت

اتر پڑا اور ہمیشہ کے لئے وہیں کا ہو کر رہ گیا، اور اس میں کوئی شبہ نہیں، قطعاً شبہ نہیں کہ دیانندی تحریک سے پہلے گو ہندو مسلمانوں میں سیاسی لڑائیاں بھی ہوتی رہیں، مرہٹہ تحریک بھی اٹھی اور سکھوں کی تحریک بھی لیکن جہاں سے اٹھتی تھی، جہاں تک تاریخ کی شہادت ہے ان ہی مقاموں تک محدود رہتی تھی اور ملک کے دوسرے علاقوں تک اس کا زہر نہیں پھیلتا تھا، بلکہ عموماً دیکھا جاتا تھا کہ مرہٹوں کی برگی اگر لوٹنے پر آئی تو اس میں مسلمانوں کے ساتھ ہندو بھی لوٹے جاتے تھے، گاؤں میں نیہ بان جو بنتے تھے ان سے مسلمانوں کی بھی حفاظت ہوتی تھی اور ہندوؤں کی بھی، بلکہ غدر کہئے، یا جنگ آزادی اس میں بھی ہندوستانی اور غیر ہندوستانی یا ولایتی ہی کا سوال ہر اس شخص کے سامنے تھا جو اس میں شریک تھا، اور غدر کو تو جانے دیجئے خود حضرت والا کے ساتھ ابھی چند سال پہلے میلہ "خداشناسی" میں جو صورت پیش آئی، وہ خود اس کی دلیل ہے، اس سے ابھی بحث نہیں کہ خود یہ "میلہ" کن مقاصد کو پیش نظر رکھ کر قائم کیا گیا تھا، یہ بات کہ چاندا پور کا کبیر پنتھی رئیس یعنی منشی بہاری لال بانی میلہ واقعی مذاہب کا کوئی بڑا محقق یا بذات خود کوئی عالی دماغ مفکر تھا، اور اسی بنیاد پر اس وقت کے تمام مذہبی نمائندوں کو مدعو کر کے وہ کسی صحیح نتیجہ تک پہونچنا چاہتا تھا، اس کا اندازہ محض اس واقعہ سے ہو سکتا ہے جس کا ذکر اس میلہ کے رپورٹر صاحب نے اس طرح کیا ہے کہ سب سے پہلے جلسہ میں منشی پیارے لال ان اٹھے، لیکن اٹھ کر جو فرمایا وہ رپورٹر صاحب کی روایت کی بنیاد پر یہ تھا کہ۔

"میاں کبیر نے پھول میں جنم لیا، اور ان کے پنتھ میں سوتے جاگتے سانسا چلتا رہتا۔"

ظاہر ہے کہ اپنے مذہب کی تائید و نصرت میں جو پھول سے کبیر میاں کو نکالے، اور سوتے جاگتے سانسا چلتا رہنے کو اپنے مذہب کی صداقت کی دلیل قرار دے اس کے متعلق بجز اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ

"مذہب معلوم و نصرت مذہب معلوم"

جس کام کے لئے یعنی اپنے پنتھ کی صداقت پیش کرنے کے لئے جس بیچارے نے ہزاروں صرف کئے تھے لیکن رپورٹر صاحب ہی کا بیان ہے کہ

"سب کو کھانا اور خیمے وغیرہ ان ہی (پیارے لال) کی طرف سے ملے تھے۔"

سمجھا جا سکتا ہے کہ اتنے بڑے ہندگیر میلے کا قیام و طعام کے ساتھ انتظام چند روپوں سے ممکن تھا؟ میں یہی تو سوال ہے کہ یہ میلہ منشی جی نے خود لگایا تھا، یا میلہ لگانے کا کسی طرف سے حکم دیا گیا تھا، بہر حال اس میلہ کے پیچھے کسی کا بھی ہاتھ ہو، سر دست مجھے یہاں اس سے بحث نہیں بلکہ کہنا یہ ہے کہ اس میلہ کو بوجود دیکہ ہندو، مسلمان، عیسائی تین حصوں میں بانٹ کر پیش کیا گیا تھا، اگرچہ عیسائی لفظ اس وقت کا صحیح نہیں تھا؛ کیونکہ عیسائیوں کی تعداد اس وقت تک ملک میں بہت تھوڑی تھی اتنی تھوڑی کہ قابل

نمائندہ تھی۔ اور اس لئے میرے خیال میں بجائے عیسائی کے ہندو مسلمان یورپین ان تین پارٹیوں کی یہ میلہ نمائندگی کرتا تھا۔ میلہ کے رپورٹر صاحب نے بھی یہی لکھا ہے کہ منشی پیارے لال کے ساتھ دعوت کی چٹھی تقسیم کرنے والوں میں پہلا نام

"پادری نولس صاحب انگلستانی"

کا تھا، اور گو چند دیسی بازاری عیسائی مناظرہ کرنے والے بھی اس جلسہ میں شریک تھے، لیکن عیسائیت کا پھریرا ان پادری نولس صاحب انگلستانی ہی کے ہاتھ میں تھا اور اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ہندو مسلمان کے سوا تیسری پارٹی صحیح معنوں میں عیسائیوں کی نہیں بلکہ یورپ والوں کی تھی۔

بہرکیف مجھے کہنا یہ ہے کہ ابتدا تو میلہ کی ان تین پارٹیوں کی نمائندگی سے ہوئی، لیکن اسوقت عام ہندوستانیوں کی جو ذہنیت تھی، اس نے زیادہ تر اس تثلیث کو باقی نہ رکھا اور تھوڑی ہی دیر کے بعد میلہ کی حالت یہ ہو گئی کہ ایک طرف ہندو اور مسلمان دونوں تھے اور دوسری طرف یورپینوں کی صف میلہ کی رپورٹ میں ہے کہ جب حضرت والا تقریر سے فارغ ہو کر بیٹھے تو

"مولوی محمد قاسم صاحب کے گرد ایک ہجوم تھا، ہندو مسلمان سب گھیرے کھڑے تھے۔"

اور کیا یہ گھیرنا صرف تماشے کا گھیرنا تھا، آگے کے الفاظ سنئے، لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں کی جو کیفیت تھی سو تھی مگر ہندو بھی بہت خوش تھے آپس میں کہتے تھے کہ نیلی لنگی والے مولوی نے پادریوں کو خوب مات دی۔" ص۱۲

نیلی لنگی والے مولوی کی مات دینے سے اگر مسلمانوں کو خوشی تھی تو ان کے خوش ہونے کی بات ہی تھی، لیکن انگلستانی پادری کی مات سے ہندوؤں بیچاروں کی خوشی، دیکھنے کی یہی چیز ہے۔

۱۲۹۳ھ برسی صدیاں نہیں گذری ہیں، کل ایک نسل کی مدت ہے، اگر دوسرے قرن میں آج اسی ملک کا کیا حال ہے، اور تثلیث کو توڑ کر دو جماعتوں میں تقسیم ہو جانا یعنی ہندوستانی وغیر ہندوستانی اس کا قصہ میلہ ہی تک محدود نہ رہا۔ اسی رپورٹ میں ہے کہ

"سب اہل اسلام جب روانہ ہوئے تو میلہ کے ہندو وغیرہ مناظران اہل اسلام کی طرف اشارہ کرکے بتلاتے تھے کہ یہ ہیں (یعنی حضرت مولانا محمد قاسم یہ ہیں)۔"

بات اسی پر ختم نہیں ہوئی جس وقت دوسروں کے ساتھ گاڑیوں کی قطار میں حضرت والا کی بھی گاڑی جا رہی تھی (غالباً واپسی میں لوگوں نے سوار ہوتے پر مجبور کیا) تو اس وقت ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ خود رپورٹر صاحب کے الفاظ میں اس کا سننا غالباً زیادہ اثر انداز ہوسکتا ہے کہتے ہیں۔

گاڑیوں کی قطار سے بیس قدم پر ایک جوگی جارہا تھا' پاؤں میں کھڑاؤں سر پر لمبے لمبے بال، برہنہ سر، ہاتھ دست پناہ دو چار معتقد اس کے ساتھ 'مولوی قاسم صاحب کی طرف اشارہ کرکے اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا "یہ مولبی ہے" (یعنی یہ مولوی ہے) اتفاقاً مولوی محمد قاسم صاحب کی نظر ادھر کو پلٹی تو اس نے سلام کیا' مولوی محمد قاسم صاحب نے التفات سے ہاتھ اٹھاکر جواب دیا' اس نے جو دیکھا کہ مولوی صاحب التفات سے جواب دیتا ہے تو وہاں سے دوڑا' اور گاڑی کا ڈنڈا پکڑ کر گاڑیبان سے کہا "تھام لے" اس نے اوروں کو آواز دیکر کہا تھم جاؤ' القصہ گاڑیاں تھم گئیں جوگی صاحب بولے "تم نے بڑا کام کیا" مولوی محمد قاسم صاحب نے کہا کہ میں نے کیا کیا پرمیشر نے کیا' اس نے کہا سچ کہتے ہو' پھر جوگی مذکور نے ہاتھ اٹھاکر چار انگشت سے اشارہ کرکے کہا "جب تم نے بولی ماری تو ہم نے دیکھا کہ اس کا یعنی پادری کا اتنا سریر (بدن) سوکھ گیا تھا یا یوں کہا کہ گھٹ گیا تھا' مولوی محمد قاسم صاحب نے فرمایا کہ تم کہاں تھے خیمہ کے باہر؟ جوگی نے کہا کہ ہم بھی خیمہ کے اندر تھے پھر مولوی صاحب ممدوح نے فرمایا آپ کا نام کیا ہے اس نے کہا جانکی داس مولوی صاحب موصوف نے فرمایا آپ نے بڑی مہربانی کی جو آپ آئے اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے بیٹا بیٹی ہیں یہ کہا اور سلام کرکے چلدیا۔"

میرے خیال میں میلہ خداشاسی کا یہ حصہ اس وقت جس وقت یہ لکھا گیا تھا محض ایک معمولی واقعہ کی حیثیت سے لکھا گیا تھا' لیکن اسکی ہر ہر سطر ان گذرے ہوئے دنوں کی دردناک داستان ہے' جن کو کھو کر خدا ہی جانتا ہے اب یہ ملک کس انجام کو پہونچتا ہے' فتح ہوئی تھی مسلمانوں کی' اور "تم نے بڑا کام کیا" کا اعتراف کر رہا تھا ہندوں کا ایک پیشوا۔ ادھر ایک ہندو جوگی کے یہ جذبات ہیں' دوسری طرف اسلام کے ایک برگزیدہ ثقہ عالم کو مخاطب کی خاطر کا اتنا پاس ہے کہ اپنے "اللہ" کو بغیر کسی جھجک اور محابا کے "پرمیشر" قرار دینے میں کوئی تنگی محسوس نہیں فرمائی گئی' مسلمانوں کا عالم ہندو پیشوا کی توجہ کا شکریہ ادا کرتا ہے اور ہندو پیشوا اپنے معتقدوں کے جمگھٹ میں کھلے بندوں اعلان کرتا ہے کہ

"ہم تو تمہارے بیٹا بیٹی ہیں"

بظاہر جوگی کا یہ فقرہ کچھ مضحک سا ہے' ایک ہی شخص بیٹا بیٹی دونوں کیسے ہوسکتا ہے' لیکن وہ "ہم" کہہ

رہا تھا "میں" نہیں بولا تھا، اس کی مراد اپنی قوم سے تھی وہ اپنی قوم کے ذکور و اناث کا اسلامی عالم سے فرزندی کا رشتہ سمجھتا تھا، نہ صرف ایک اپنا بلکہ اس ملک کے سارے باشندوں کا ایسی برگزیدہ ہستیوں کو وہ اپنا "باپ" سمجھتا تھا، یہ فقرہ اس نے جس بے تکلفی اور آمد کے رنگ میں کہا ہے مجھے تو رسمی اور رواجی تصنع و تکلف سے بالکل پاک معلوم ہوتا ہے، اس نے صرف کہا نہیں تھا بلکہ آپ لوگوں کو کیسے باور کراؤں، کہ وہ اور اس کی قوم کے اکثر افراد کا یہی قلبی احساس تھا اور اسی لئے میں ان چند سطروں کو ہندوستانی تاریخ کے ان بکھرے ہوئے اوراق مختلفہ سے قیمتی قرار دیتا ہوں، جن کے ہر ہر لفظ میں قصداً ایساز ہر بھر اگیا کہ باہمی یہ احساس مردہ ہو کر لاش کی صورت میں ہمارے سامنے پڑا ہوا ہے، اسی لئے یہ ایک اہم تاریخی ریکارڈ ہے پڑھنے چاہئیں اور ملک کی موجودہ حالت پر خون کے آنسو رونا چاہئے، اور یہاں تک تو صرف باپ اور بیٹا ہونے کے تعلقات کا اعلان کیا گیا ہے، اس سے بھی آگے بڑھ کر اسی رپورٹ کا وہ حصہ ہے جس میں بریلی کے رمضان خاں کی یہ شہادت درج کی گئی ہے کہ

"کھتریوں کے کچھ آدمی شاہجہاں پور سے آئے ہیں (یعنی بریلی آئے ہیں) کیفیت مباحثہ کی اس طور سے بیان کرتے ہیں"

آگے حضرت والا کی وضع قطع وغیرہ کا ذکر کرنے کے بعد رمضان خانصاحب نے آخر میں بیان کیا کہ یہ کھتری سب کچھ کہنے کے بعد آخر میں حضرت والا کے متعلق بولے کہ

"کوئی اوتار ہوں تو ہوں" ص۲۴

سر پیٹنے والے اس فقرہ کو پڑھ کر آج اگر اپنے سر پیٹ لیں، تو آخر بتایا جائے کہ وہ کیا کریں۔ ایک مسلمان عالم جس نے شاہجہاں پور کے میلہ میں اسلام کے سوا دنیا کے تمام ادیان مروجہ کو باطل قرار دیا تھا سب سے زیادہ زور جس کی تقریر میں شرک ہی کے رد پر دیا گیا تھا، اتنا زور اور اتنی قوت کہ انگلستانی پادری نولس بے قرار ہو کر چیخ اٹھا

"واقعی مسلمانوں میں توحید بہت عجیب شے ہے"

لیکن اس توحید کے منادی کے ساتھ موحدوں کا طبقہ نہیں، مشرکوں کا طبقہ

"اوتار ہوں تو ہوں"

کا عقیدہ قائم کرنا چاہتا تھا، اوتار کا لفظ ہندو ادبیات میں انسانیت کی جس بلندی تعبیر سے جو اس سے واقف ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہندوؤں کا یہ گروہ حضرت والا کو کیا قرار دینا چاہتا تھا۔

سنہ ۱۲۹۲ھ تک ہندو اور مسلمانوں کے ان ہی تعلقات کا تجربہ صرف شاہجہانپور ہی میں نہیں

بلکہ تقریباً ہر اس مقام میں کیا جا سکتا تھا، جہاں موحدوں کی جماعت ان ہی مشرکوں کے ساتھ آباد تھی اور ہر خوف سے بے خطر ہو کر آباد تھی، لیکن اسی کے دو ڈھائی سال بعد ۱۲۹۵ھ میں جس واقعہ کا تماشا رڑکی میں کیا جا رہا ہے ؟ کیا واقعی وہ کوئی صرف تماشا تھا ؟ تفصیل کا تو موقع نہیں ہے، لیکن اتنا تو اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ جس زمانہ میں ایک ہی ملک ایک ہی سرزمین کے باشندوں میں سے ایک طبقہ کو للکارا جاتا تھا کہ آگے بڑھو، بڑھتے چلے جاؤ، اتنا آگے بڑھ جاؤ کہ پیچھے کی کسی چیز سے تمہارا تعلق باقی نہ رہے، اور اسی کی اجمالی تعبیر ترقی کے سامعہ نواز افسونی لفظ سے کی جاتی تھی، اور دوسری طرف اسی ملک کی ایک اور بھیر ہانکی، پیچھے ہٹو، ہٹتے چلے جاؤ، تا اینکہ اس عہد میں پہونچ جاؤ، جو ارید ورت کا پراچین عہد ہے۔ "نیشنلیٹی" یا "قومیت" کا لفظ اسی کا معبر تھا۔

جس راہ سے یہ دو متناقض معکوس نظریے اس ملک کے دو طبقوں میں جاری و ساری کئے جا رہے تھے ان کے آئندہ نتائج تک ممکن ہے کہ سب کی نگاہیں نہ پہونچ سکتی ہوں لیکن جن چین روح کو ایک طرف اگر ہم اس حال میں پا رہے تھے، کہ جنہیں آگے بڑھایا جا رہا تھا ان کی کمر تھامے پکار رہا تھا کہ پچھلوں کی چیزوں کو چھوڑ کر آگے بڑھنے والو ! کچھ نہیں تو ان کا متروکہ ایمان و عمل صالح کے ذخیرہ کو تو ساتھ لئے جاؤ، ورنہ آئندہ اپنی طاقت[1] کو تم کہاں ڈھونڈھو گے ؟ جبکہ "عقل دور اندیش" اس پکار پر اس کو مجبور کر رہی تھی، دیکھتے ہو اس کے "عشق مصلحت سوز" نے صرف پکار کر کہدینے، اور فرض سے سبکدوش ہو جانے پر کیا اس کو مطمئن ہونے دیا کچھ نہیں تھا اس کے پاس کچھ نہیں تھا، لیکن صرف اس لئے کہ آج آگے بڑھنے کے نشہ میں مست ہو کر سب کچھ چھوڑنے والے اگر "کل" اپنے مورثوں کے "ایمان" اور ان کے "عمل صالح" کو تلاش کریں گے، اور جو صورت حال ہے اس کی تلاش پر بہرحال وہ مجبور ہو کر رہیں گے، تو ان تک بزرگوں کے اس ترکہ کو پہونچانے والے تو موجود رہیں، بے سر و سامانی کے اس حال میں وہ کود پڑا اور جس طرح اس سے جو کچھ بن پڑا اس کا سامان کر کے رہا "عقل مصلحت کوش" اور "عشق مصلحت سوز" ان ہی دونوں کے مجموعی مطالبہ کا وہ جواب ہے جو آپ کے اور ہمارے سامنے دارالعلوم دیوبند کی صورت میں کھڑا ہوا ہے، جو آج تقریباً پون صدی سے اس ذخیرہ بہرحال بہرہ دے رہا ہے، جسکی تلاش اس ملک کے مسلمانوں کو اگر آج نہیں تو کل ضرور ہو گی، بشرطیکہ مسلمان ہو کر اس ملک میں رہنے کا ارادہ ہو، جن پر آگے بڑھنے کا جادو کیا گیا تھا، ان کے سامنے آئندہ پیش آنے والے نتائج تک انکی نگاہ پیش آنے سے پہلے اگر پہونچ گئی تھی، تو پھر جن کو "غیبی چابکوں" سے مار مار کر پیچھے کی طرف

---

[1] مطلب یہ ہے کہ ایمانی قوت اور عمل صالح کی طاقت کو کھو بیٹھنے کے بعد ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا اس ملک میں غیر مسلموں سے مقابلہ مادی قوت کا مادی قوت سے مقابلہ بن کر رہ جاتا ہے، اور مادی قوت میں ہمیشہ فیصلہ "بعدد و عدۃ" یعنی ساز و سامان دل و دولت، اور عددی قوت کی کمی و زیادتی پر مبنی ہوتا ہے، جس میں مسلمانوں کے لئے شکست کے سوا کوئی دوسری راہ نہیں ہے ۔

ہٹایا جا رہا تھا اڑتے اور پیچھے ہٹتے ہوئے وہ جہاں تک پہونچنے والے تھے، اگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسکی عقابی نگاہوں نے اس منزل کو بھی دیکھ لیا تھا تو کیا یہ فقط میرا حسن ظن ہی حسن ظن ہے؟ ممکن ہے کہ لوگوں کو مجھ سے اتفاق نہ ہو لیکن بڑے سے بڑے محرکات بھی جسے گھر سے باہر نکلنے پر آمادہ نہ کر سکے تھے آج اسی کو رڑکی کی گلیوں میں اپنے جبہ و دستار قبح و مصلی والے ہم چشموں، ہم پیشوں کے سامنے،

آوارۂ و مجنونے رسوا سرِ بازارے

کی حالت میں جو ہم پارہے ہیں، اس کی کیا توجیہ ہو سکتی ہے۔ اگر یہ نہ سمجھا جائے کہ جس طرح آگے بڑھ جانے والوں کی ایک طرف اگر وہ کمر تھامے چلا رہا تھا، تو ٹھیک اسی طرح وہ پیچھے کی طرف بھاگنے جانیوالوں کو بھی وہ روکنا چاہتا تھا، ان نتائج سے روکنا چاہتا، جن پر بالآخر ایڑیوں پر ان کی یہ واپسی ان کو پہونچانیوالی تھی "آج" کے آئینہ میں "کل" کے نقوش کا اسکی عقل مطالبہ کرتی تھی، یہ تو اس کا علم تھا، اور "آج" کے لعمال سے کل جو نتائج پیدا ہونے والے ہیں ان کے سامنے سینہ سپر ہوجانے کے لئے اس کا "عشق" آمادہ کرتا تھا، اسی نے اس کے علم میں بلا کی دوربینی تھی لیکن اس کا "عمل" عزت و وقار، رسم و رواج کے تمام قیود سے آزاد تھا، اور یہی انجام ہوتا ہے ہر اس ہستی کا جسکی فطرت کے قوام میں "عقل" کے ساتھ "عشق" کو بھی گھول دیا گیا ہو۔

کاش! "پراچین آریہ ورت" کی دعوت دینے والے پنڈت جی "خلوت ذکر" اور "حلقہ درس" کو چھوڑ کر بازار میں پھرنے والے اور مجمع عام میں تقریر ہی نہیں بلکہ مناظرہ تک پر آمادہ ہونے والے اس مخلص نفس کو پہچان لیتے یعنی تو اپنی شکرم پر بیٹھ کر یہ جا وہ جا" کا نظارہ پیش کرتے ہوئے آج ملک کو اس حال میں مبتلا کر کے نہ مرتے، جس میں آہ! کہ وہ سسکیاں لے رہا ہے۔

۱۸۷۶ء میں یا تو وہ حال تھا کہ شرک کی تردید سننے کے بعد بھی "انگلستانی" کے مقابلہ میں ہر "ہندستانی" ایک تھا، جیسے مسلمان موحدوں کی ہوئی تھی، لیکن خوش بت پرست مشرک ہندو تھے، اور ۱۹۳۶ء میں اسی ملک کا یہ حال ہے کہ آریہ ورت کے قدیم عہد کے خواب دیکھنے والوں پر اب وہ الفاظ بھی بار ہیں، جو مسلمان بولتے ہیں، وہ مردف بھچوبن کران کو لیتے ہیں، جن کو قرآنی حروف سے کامل نہیں گو نہ مناسبت ہے۔ "دورہ" کے اس حملہ سے نہ وہ بچا ہوا ہے، جو ان میں سب سے زیادہ نیک نیت اور فراخ سینہ کہا جاتا ہے اور نہ وہ محفوظ ہے جو ان میں "بدنیت" اور تنگ دل خیال کیا جاتا ہے، آج ملک کے ان حالات کی توجیہ جن اسباب و مؤثرات کے تحت کی جائے، بات بنانے کا میدان یقیناً فراخ ہے لیکن جاننے والے جانتے ہیں کہ بائیس کروڑ انسانوں کو بجائے انسانوں کے بارود کی میگزینوں کی شکل میں

بدلنے کا کام ان ہی واقعات سے شروع ہوا جن میں سے ایک واقعہ وہ بھی تھا جس کا تماشا رڑکی میں کرایا گیا تھا، اور لوگ کچھ ہی کہیں لیکن میرے نزدیک تو "ستیارتھ پرکاش" میں جو چنگاریاں کل بھری گئی تھیں "آج" کی آگ ان ہی سے پیدا ہوئی ہے، خواہ وہ ڈھاکہ کی آگ ہو، یا احمد آباد کی، کانپور کی ہو، یا حیدرآباد کی، بمبئی کی ہو یا بہار کی، پنجاب کی ہو یا سندھ کی،

شاید اس کے بعد رڑکی کی عجیب وغریب "بےچینیوں" کی کوئی توجیہ نگاہوں کے سامنے آسکتی ہے؟ "دفی ذلك لعبرة"۔

عدیم الفرصتی

(از جناب اطہر قاضی مبارکپوری)

اس بزم اضطراب میں کسکو قرار ہے
آشفتہ سر ہر ایک ہے تنہا میں نہیں
دم بھر سکوں نصیب نہیں مہر و ماہ کو
تارے ہیں اشکبار، ہے سکتہ میں آسماں
ادنیٰ سا امتیاز ہے دونوں میں بیقرار
ہر دو حیات و موت ہیں سرگرم اضطراب
ہر ہر نگارہ برق کو آسودگی ہے یاں
فرصت کسے تغیر پیہم کی زد سے یاں
اک آن بھی سکون یہاں پر محال ہے
کس کام کے یہ رات کے لمحات پرسکوں

صحرا ہے کوئی دردمیں کوئی غبار ہے
کہنے کو کوئی لیل ہے، کوئی نہار ہے
وہ دن کو بیقرار، یہ شب اشکبار ہے
شب ست غریق درد، فضا سوگوار ہے
ظلمت کے دل میں داغ، ضیا دل فگار ہے
کوئی سر مزار، کوئی در مزار ہے
ہر داغدہ گیسو واسطے اک داغدار ہے
"وسعت بقدر ظرف" ہر اک بیقرار ہے
دنیا ہی ایک مرکز ناپائدار ہے
اطہر! نہ خود ہی چین، نہ انکو قرار ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رائیۃ الحمد والثناء والمناجاۃ والدعاء

از حضرت مولانا حافظ محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدرس دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لک الحمد والتقدیس والمجد کلہ	۱	تبارکت یا رب السموات والثری

تیرے ہی لئے ہے تمام تعریف اور تنزیہہ اور بزرگی تمام کی تمام۔ بڑی ہی بابرکت ہو تیری ذات اے آسمان و زمین کے پروردگار

لک الکبریاء والخلق والامر کلہ	۲	تعالیت ما اولاک بالحمد اجدرا

تیرے ہی لئے ہیں تمام بزرگیں اور تیرے ہی لئے ہے پیدا کرنا اور حکم کرنا۔ بلند ہو تو۔ اور کیا ہی حمد وثنا کے لائق ہے۔

لک الفضل والنعماء والشکر کلہ	۳	فنعماک جلت ان تعد وتحصرا

تیری ہی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں تمام فضل اور احسان اور تیرے ہی لئے سب شکر اسلئے کہ تیری نعمتیں شمار اور احاطہ سے بالا اور برتر ہیں

لک العز والسلطان والملک کلہ	۴	تفردت بالتکوین یا من تجبرا

تیرے ہی لئے ہے عزت اور غلبہ اور تمام سلطنت تنہا تیری ہی ذات سے تمام کائنات کی تکوین اور تخلیق ظہور میں آئی

لک المثل الاعلیٰ لک العز کلہ	۵	توحدت بالاعظام یا من تکبرا

تیرے ہی لئے مثل اعلیٰ ہے تیرے ہی لئے ہیں تمام عزتیں تو ہی عظمت اور جلال کے ساتھ منفرد اور یکتا ہے

تعالیت عن اوہامنا وعقولنا	۶	فسبحانک اللہم اکبر اکبرا

تو ہماری عقول اور اوہام سے بالا اور برتر ہے سبحان اللہ کیا ہی بڑی ذات ہے۔

یسبحک الاملاک والرعد خیفۃ	۷	وحش الفلا والطیر حمدا مکررا

تمام فرشتے اور رعد اور برق تیری ہی تسبیح پڑھتے ہیں اور تجھ سے خائف ہیں اور تمام چرند اور پرند تیری ہی تسبیح کا گیت گاتے ہیں

ومن ذا الذی یحصی ثناء ومدحۃ	۸	وان بالغ المثنی واکثر اکثرا

کون ہے جو تیری ایک ہی حمد اور ثنا کا کچھ حق ادا کر سکے اگرچہ ثنا خواں کتنا ہی مبالغہ کرے مگر تیری ذات تو مبالغہ سے کہیں بالا اور برتر ہے تیری توصیف میں مبالغہ ممکن ہی نہیں

فانت کما اثنیت فوق ثنائنا	۹	سموت عن الافکار یا مالک الوری

پس تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا کی ہماری تعریف سے بلند ہو اور اے پروردگار تو خیالات سے اونچا ہے۔

ولو انّ ما فی الکون من کل کائن ۱۰ لسانٌ یدیم الحمد کان مقصّرا

اگر کائنات کا ہر ذرہ زبان بن جائے اور ہمیشہ تیری ہی حمد و ثنا میں مشغول ہے تب بھی تیری حمد و ثناء کا حق ادا کرنے میں قاصر رہیگا

لقد سافرت فیک العقول و ابعدت ۱۱ فما رجعت الّا الضنا والتحیّرا

تحقیق تجھ میں عقلوں نے بہت پرواز کی اور دور تک پہنچ گئیں لیکن سوائے پریشانی اور تھکن کے کچھ نفع نہ اٹھایا

وقد رجعت حسرٰی تبوء بذلّہا ۱۲ تنادی بانّ اللہ لن یتصوّرا

وہ عقلیں عاجز اور درماندہ ہو کر ذلت کے ساتھ واپس ہوئیں اور یہ آواز لگا رہی تھیں کہ اللہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا

بذا تالک الوادی تہیم المدارک ۱۳ وذا تالک الوادی یسمّی محسّرا

اس وادی میں عقلیں سرگرداں اور پریشان پھرتی ہیں۔ اسی لئے اس وادی کو وادی محسّر کہتے ہیں

رضیت بک اللّٰہم ربًّا و مالکًا ۱۴ وبالمصطفٰی الہادی رسولًا مبشّرا

راضی ہوں میں اے اللہ تو تیرے پروردگار اور مالک ہونے پر اور راضی ہوں نبی کریمؐ سے رسول مبشر ہونے پر

وبالملّۃ البیضاء دینًا و شرعۃً ۱۵ عسٰی اَردن یوم القیامۃ کوثرا

اور راضی ہوں ملت بیضاء کے دین اور شریعۃ ہونے پر امید کرتا ہوں کہ قیامت کے روز حوض کوثر پر وارد ہوں

وبالمسلمین اخوۃً و مرافقًا ۱۶ وبالکافرین بغضۃً و تنفّرا

اور راضی ہوں مسلمانوں کے بھائی اور ساتھی ہونے پر اور راضی ہوں کافروں سے بغض و نفرت پر

تغمّدنی یا مولائی بالرحمۃ التی ۱۷ احاطت جمیع الکون برًّا و بحرًا

ڈھانپ لے مجھ کو اے پروردگار اس رحمت سے کہ جس نے ارض و سما اور بر و بحر کا احاطہ کر رکھا ہے

وکن لی رؤفًا ساترًا ما جنیتہٗ ۱۸ اری فضلک اللّٰہم اوسع ساترا

اے اللہ مجھ پر مہربان ہو جا اور میری پردہ پوشی فرما، تیرے فضل سے بڑھ کر کوئی پردہ پوشی کا ذریعہ نظر نہیں آتا

ویا رحمۃ الرحمٰن جودی و امطری ۱۹ علی العاجز المسکین افقر افقرا

اے رحمۃ خداوندی اس عاجز مسکین پر برس جو سب سے زیادہ تیرا محتاج ہے

واولادہٖ والوالدین واہلہ ۲۰ ومن قد اخذت العلم عنہ ومن قرا

اور اس کی اولاد اور والدین اور اہل و عیال پر۔ اور اس پر جس سے میں نے علم حاصل کیا اور جس نے مجھ سے علم پڑھا

وہب لی علمًا من لدنک ورحمۃً ۲۱ فاعرف معروفًا و انکر منکرا

اور خاص اپنے پاس سے علم اور رحمت عطا فرما۔ تاکہ اچھی چیز کو اچھا سمجھوں اور بری چیز کو برا۔ آمین

وایقظن یا مولای من رقدة الهوی ۲۲ وانشطن للذکری بالحب سکرا

اور جگانے مجکو اے میرے مولیٰ خواہش کی نیند کو اور اپنے ذکر سے مست بنائے اور اپنی محبت میں مخمور کر دے ۔ آمین

وبالذکر والطاعات عمر جوارحی ۲۳ وبالعلم والایقان قلبی نورا

اور اپنے ذکر اور طاعت سے مرے اعضا کو آباد فرما اور علم و یقین سے میرے قلب کو روشن فرما (آمین)

والهمن رشدی وارض عنی وارضنی ۲۴ وزک فؤادی عن سواک وطهرا

اور مجکو رشد و ہدایت کا الہام فرما اور مجھ کو راضی ہو اور مجکو اپنے سے راضی فرما اور ماسوا سے میرے قلب کو اچھی طرح پاک کر دے ۔

ولست ابالی حین اهدی واهتدی ۲۵ وان کنت عند الناس اشعث اغبرا

اے پروردگار اگر تیری جانب سے مجکو ہدایت نصیب ہو جائے تو مجھ پروا نہیں کہ لوگوں کے نزدیک میلا کچیلا غیر مہذب اور غیر متمدن کہلاؤں

واسألک اللهم عفوک والرضا ۲۶ واوبا وتوبا لایغادر مفجرا

اور سوال کرتا ہوں تجھ سے اے اللہ تیری معافی اور رضا کا اور ایسی توبہ کا جو کسی گناہ کو باقی نہ چھوڑے

واسألک اللهم خوفک والرجا ۲۷ واسألک اللهم حبک اوفرا

اور سوال کرتا ہوں تجھ سے خوف کا اور امید کا اور سوال کرتا ہوں اے خدا تیری کامل محبت کا ۔

واسألک اللهم تعجیل رحمة ۲۸ فمن جوهر التعجیل عبدک خمرا

اور سوال کرتا ہوں اے خدا تیری رحمت عاجلہ کا کیونکہ تیرے بندہ کا خمیر ہی عجلت سے تیار کیا گیا ہے

واسألک اللهم حسن استقامة ۲۹ اذا بلغ القلب المتیم حنجرا

اور سوال کرتا ہوں اے اللہ حسن استقامت کا جبکہ یہ قلب حیران حلقوم تک پہنچ جائے ۔

الهی امتنی بالمدینة مسلما ۳۰ طروبا اخا وجد بحبک مسکرا

اے اللہ موت عطا فرما مدینہ میں اس حال میں کہ تیری خوشی میں جھوم رہا ہوں اور تیری محبت میں مخمور ہوں

ولله قبر بالمدینة یحفر ۳۱ ضریح یباری قصر کسری وقیصرا

اور اللہ اکبر وہ کیا قبر ہے کہ جو مدینہ میں کھودی جائے وہ قبر کیا ہے قیصر اور کسریٰ کے قصر سے اس کا مقابلہ ہے

ووالله خیر الموت موت بطیبة ۳۲ علی الملة البیضا اذا کان احمرا

اور خدا کی قسم بہترین موت مدینہ منورہ کی موت ہے کہ جو دین اسلام پر ہو اور سرخ (شہادت کی موت) ہو ۔

وفی النفس حاجات وانت علیم بها ۳۳ علی کل شیٔ قادر انت لا مرا

اے پروردگار میرے دل میں اور بہت سی حاجتیں ہیں اور تو ان کو خوب جانتا ہے اور بلاشبہ تو ہر شے پر قادر ہے

	وَعِلْمُكَ حَسْبِي عَنْ سُؤَالِي فَكُنْ إِذًا	۳۴	كَفِيلًا بِحَاجَاتِي كَرِيمًا مُيَسِّرًا	
اور تیرا علم کافی ہے میرے سوال سے بس لے پروردگار تو میری حاجتوں کا کفیل ہو جا اور مجھ پر کرم فرما اور مشکلات کو آسان کر				
دیا رب	وَوَاللّٰهِ مَا أَعْرَضْتُ عَنْ ذِكْرِ حَاجَتِي	۳۵	وَلٰكِنَّنِي أَحْبَبْتُ أَنْ أَتَسَتَّرَا	
اور خدا کی قسم اپنی حاجت کے ذکر کرنے سے اعراض اور روگردانی نہیں کی لیکن میں نے مخلوق سے پردہ پوشی کی وجہ سے اجمال کیا				
	وَصَلِّ عَلٰى خَيْرِ الْبَرَايَا شَفِيعِنَا	۳۶	صَلَاةً تُسَامِي الطَّيِّبَ الْمِسْكَ أَذْفَرَا	
اور صلوٰۃ وسلام نازل فرما ہمارے نبی شافع پر جو بہتر ہیں تمام خلائق سے۔ ایسا صلوٰۃ وسلام جو مشک سے زیادہ معطر ہو				
	وَسَلِّمْ وَبَارِكْ دَائِمًا وَمُسَلْسَلًا	۳۷	مَدَى الدَّهْرِ مَا لَبَّى مُلَبٍّ وَكَبَّرَا	
اور سلام اور برکتیں نازل فرما تا رہ ہمیشہ اور مسلسل جبتک کہ تلبیہ کہنے والا تلبیہ کہے۔ اور تکبیر پڑھنے والا تکبیر پڑھے۔				
	وَأَزْوَاجِهِ وَالْآلِ أَهْلِ طَهَارَةٍ	۳۸	وَأَصْحَابِهِ الْغُرِّ الْأَطَايِبِ عُنْصُرَا	
اور ان کے ازواج اور اولاد طاہرین پر اور تمام اصحاب طیبین پر (آمین)				

فقہ حدیث کی نظر میں

اور

مذہب "ظاہریہ" پر ایک نظر!

(از جناب مولانا سید محمد یوسف بنوری (فاضل دیوبند) استاذ حدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)

عقل اور اس کا منصب

عقل وادراک حق جل ذکرہ کا وہ ربانی عطیہ ہے جو علمی وعملی کمالات اور فطری وکسبی ملکات کے لئے بنیاد ہے بلکہ علمی وروحانی منازل طے کرنے کے لئے سرچشمہ ہے نظام عالم کی اصلاح کے لئے جو نوامیس الہیہ آئے ہیں ان کا بڑی حد تک اسی پر مدار ہے، تہذیب نفوس وتزکیہ اخلاق کا بھی یہی دار ومدار ہے۔ انسان کے روحانی کمالات کا انتہائی عروج جسے ہم نبوت یا رسالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ جن نفوس قدسیہ کو نصیب ہوا ہے اس کے لئے سب سے پہلے عقل وادراک کے انتہائی کمال کی ضرورت ہے۔ تشریعی قوانین اور تکلیفی احکام جس کے ذریعہ سے انسان ابدی نعیم کا مستحق ہوتا ہے، عقل وادراک اس کے لئے سنگ بنیاد اول ہے۔ غرض اس نعمت عظمیٰ کی عظمت سے کوئی عاقل انکار نہیں کرسکتا ہے۔ کائنات عالم کی مادی وروحانی حیرت انگیز ترقیات سب اس کے کمال کی دلیل ہیں "آفتاب آمد دلیل آفتاب" لیکن ہر چیز کے لئے خالق برحق اور قادر مطلق نے ایک حد مقرر کردی ہے اس قانون قدرت کے مطابق عقل وادراک کے لئے بھی ایک منصب منتخب کردیا گیا ہے۔ اس کی حدود متعین ہوگئی ہیں۔ دیکھئے یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ انسان کے حواس اسی حد تک اپنا وظیفہ منصبی بجالا سکتے ہیں جس حد تک خالق حواس نے انہیں صلاحیت رکھی ہے "حاسہ بصر" ایک محدود دائرہ میں ابصار ورویت کا وظیفہ ادا کرسکتا ہے آپ اگر چاہیں کہ آنکھ ایک ٹھوس پتھر کے اندر کی کائنات کا مشاہدہ کرسکے تو یہ ناممکن ہے۔ آپ اگر چاہیں کہ چند میل کے فاصلے سے کسی چیز کو دیکھنا چاہئے تو یہ مشکل ہے، اسیطرح سمع وغیرہ حواس کا بھی یہی حال ہے۔ "معجزات" وخوارق عادات کی بحث کو جانے دیجئے وہ ایک مخصوص قانون قدرت کا مخفی نظام ہے مقصود تو عام قانون قدرت ہے نظام عالم کی عام فطرت کو بتلانا منظور ہے، اسی طرح عقل کا بھی اپنا منصب ہے اس منصب کی حدود کے اندر اندر وہ اپنا وظیفہ پورا کرسکتی ہے اگر اس میں ذرا بھی غلو وافراط سے کام لیا گیا تو یہ اس کا ناجائز استعمال ہوگا۔ جس میں اس کی ناکامی وخسران یقینی ہے۔ اسیطرح اگر اسمیں تفریط کیجئے اور اپنی حدود میں اسکے اختیارات کو مسدود کردیا جائے تو یہ تعطل اسکے حق میں ظلم ہوگا، تعدی ہوگی کفران نعمت ہوگا، باطنیہ وتناسخیہ وحرانیہ وغیرہ کے صابئہ کو جانے دیجئے ایران کے مجوس ومزدکیہ کا ذکر چھوڑیئے

ہوگیا ہے، ارض شام وفلسطین کے یہود کے ذکر چھوڑ دیئے۔

یہ تو یہود ونسطوریہ و ملکانیہ وغیرہ نصاریٰ کی داستان پرانی ہو چکی ہے، عہد اسلام سے پہلے کے افسانے بہت طویل ہیں خود عہد اسلام کی کیفیت دیکھیئے، خیر الامم کی حالت دیکھیئے کہ منصب عقل کی تفریط وافراط شیطانی وساوس کا جال کتنا پھیل گیا "ملل ونحل" کی کتابوں میں "فرقوں" کے نام گنتے گنتے خود عقل دنگ رہ جاتی ہے، امام ابو الحسین الملطی المتوفی ۳۷۷ھ کی کتاب "رد الاھواء والبدع"، امام ابو منصور عبد القاہر بغدادی المتوفی ۴۲۹ھ کی تالیف "الفرق بین الفرق"، امام ابو المظفر اسفرائینی المتوفی ۴۷۱ھ کی کتاب "التبصیر فی الدین وتمییز الفرقۃ الناجیۃ من الہالکین"، امام ابو محمد ابن حزم ظاہری المتوفی ۴۵۶ھ کی کتاب "الفصل فی الملل والنحل"، امام عبد الکریم شہرستانی المتوفی ۵۴۸ھ کی "کتاب الملل والنحل"، یہ سب نادر روزگار تالیفات اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں، اسلام کے عہد عروج ہی کو دیکھیئے کہ بعض مدعیان عقل نے عقل کے دائرہ کو وسیع کر کے حق تعالیٰ کی ذات وصفات جل ذکرہ میں عقل کو دخل دیا جس کا نتیجہ دنیا نے جہمیہ اور معطلہ کی شکل میں دیکھ لیا بعض نے دائرہ اتنا تنگ کر دیا کہ عقل کو بیکار بنا کر حق تعالیٰ شانہ کی ذات وصفات کو بھی مخلوق کے مشابہ بتلا دیا جس کا نتیجہ دنیا میں مشبہہ مجسمہ اور حشویہ کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ خیر یہ تو عقائد و اصول دین کی بحث تھی جس کا تعلق ہمارے موضوع بحث سے نہیں۔

فروع دین میں عقل کا درجہ
یا
شرعی نظام میں "فقہ" کا مرتبہ

اسلام کے شرعی نظام میں جو مسائل اور فروعی احکام صاف و صریح طور پر "کتاب وسنت" میں موجود نہیں ہیں یا صحابہ وتابعین کے عہد میں "اجماع امت" انکے لئے دلیل راہ نہ بن سکی کتاب وسنت" میں غور کرنے سے صحابہ وفقہاء امت نے جن احکام کو سمجھا ہے، کتاب وسنت کی روشنی میں جن غامض ودقیق مسائل کا انکشاف واستنباط کیا ہے، نئے نئے حوادث عالم میں عقل وادراک نے کتاب وسنت و اجماع سے جن مسائل کا ایک مکمل نظام مرتب کیا ہے، طویل وعمیق تفکیر واجتہاد سے جو ایک نیا خاکہ امت کے سامنے پیش کیا ہے اس کا نام "فقہ" یا قیاس ہے عقل وادراک کا یہ منصب اہل حق کو ہمیشہ تسلیم رہا ہے۔ فقہاء امت وصحابہ وتابعین سے لیکر آخر تک انکا یہی دستور العمل رہا کہ جو احکام دین کتاب وسنت میں بیان ہو چکے تھے وہاں سے لئے اور جو وہاں نہ ملے ان میں اجماع امت سے استفادہ کیا۔ اور بدرجہ مجبوری انہی سرچشموں سے سیرابی کی شاہراہیں نکالیں، یہ خیال کہ "قیاس وفقہ" بیکار چیز ہے یا "تفقہ واستنباط" غیر ضروری امر ہے اس ترقی کے زمانہ میں ایک مضحکہ انگیز خیال ہے، بلکہ مجنون کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ عصر حاضرہ میں مادی وسائل کی حیرت انگیز ترقی نے نئے نئے مسائل پیدا کر دیئے ہیں، ریڈیو، لاؤڈ اسپیکر، ٹیلیگراف، وائرلیس وغیرہ نے رویت ہلال

وغیرہ کے لئے خبر رسانی کے نئے ذرائع زیر بحث کر دیئے۔

علم المعیشت والاقتصاد کی تدوین نے عقود و معاملات کے بارے میں نئے عقدے ظاہر کر دیئے ہیں۔ اشتراکیت و فسطائیت کی لعنتوں نے اسلامی نظام کے اجزا میں روڑے اٹکا دیئے ہیں، خالص اسلامی نظام کے فقدان نے ان مشکلات کو اور بڑھا دیا ہے جن کے حل کرنے کے لئے فقہاء امت کے وہ علمی ذخائر جو ہزاروں مجلدات کی شکل میں سامنے موجود ہیں ناکافی تصور کئے جاتے ہیں۔ کیا ایسی حالت میں یہ کہنا کہ استنباط جدید یا تفقہ جو فقہاء امت کر چکے ہیں فضول ہے اور یہ کہ اس تفقہ نے اختلافات پیدا کر دیئے ہیں "تفریق کلمہ" کی ہے یہ کہنا حقائق و واقعات سے افسوسناک جہالت ہی نہیں بلکہ مجرمانہ غفلت ہے لیکن منکرین قیاس کا اب بھی ایک گروہ موجود ہے اور یہ گروہ فقہاء امت سے ہمیشہ برسر پیکار رہا ہے۔ "انکار قیاس" و "عدم تقلید" غور کرنے سے دونوں میں قدر مشترک ایک نکلتا ہے اور یہ دونوں اگر سگے بھائی نہیں تو علاتی بھائی (باپ شریک) تو ضرور ہیں، غیر مقلدین کا ایک گروہ ہندوستان میں بھی موجود ہے جس کا اصلی مرکز کسی زمانہ میں بعض بلاد عراق، بلاد شام کچھ اندلس اور کچھ یمن رہا۔

منکرین قیاس اور ظاہری مذہب پر ایک نظر

سب سے پہلے جس نے ابطال قیاس و ابطال اجماع کے لئے کمر باندھی وہ ابواسحاق ابراہیم بن سیار نام نظام لقب معتزلی متوفی تقریباً ۲۲۱ھ انکے بعد داؤد بن علی الاصبہانی المتوفی ۲۷۰ھ آئے جو داود ظاہری کے نام سے مشہور ہیں ابتداء میں امام خراسان شیخ اسحاق بن راھویہ اور امام ابو ثور سے فقہ حاصل کیا بعد میں قیاس سے منکر ہوئے واسع الاطلاع محدث ہیں لیکن اصول و فروع دونوں میں انکے ایسے تفردات بھی ہیں جو انتہائی مضحکہ انگیز ہیں، حافظ حدیث شیخ اسمٰعیل القاضی المالکی اور ابوبکر رازی الحنفی المتوفی ۳۷۰ھ شیخ ابواسحاق اسفرائینی، امام ابوالمعالی امام الحرمین شافعی قاضی ابوبکر بن عربی مالکی انکے انتہائی مخالف ہیں[1]۔

بہرحال داؤد ظاہری سے اتباع کا ایک مستقل مذہب تیار ہو گیا جس کی بنیاد ابطال قیاس و رائے پر رکھی گئی ابراہیم بن جابر بغدادی عبداللہ بن احمد المغلس ابوالحسین محمد بصری ابوالقاسم عبیداللہ کوفی ابوبکر محمد نہروانی محمد بن اسحاق کاشانی وغیرہ وغیرہ اس مذہب کے مشہور علمبردار ہیں اور آخر میں اندلس میں ابن حزم ۴۵۶ھ سب سے بڑے علمبردار ہوئے۔ گو اندلس میں اس مذہب کے لئے زمین بقی بن مخلد و ابن وضاح و قاسم بن اصبغ وغیرہ نے تیار کی تھی تاہم باقاعدہ مذہب بنانے میں ابن حزم کو بہت کچھ دخل ہے اصول فقہ میں "کتاب الاحکام" اور "النبذ" لکھی فروع دین اور اصول دین میں مشہور کتاب "المحلی" لکھی اور خوب زور و شور سے ابطال قیاس کیا سارے فقہاء امت خصوصاً مالکیہ

---

[1] التبصیر فی الدین لابی المظفر الاسفرائینی م ۴۷۱ھ انکا ترجمہ ملاحظہ ہو للشیخ محمد زاہد الکوثری۔ [2] ملاحظہ ہو النبذ لابن حزم کا مقدمہ۔

وحنیفہ کے خلاف پوارزور صرف کیا اور سچ تو یہ ہے کہ ظاہری مذہب میں اگر کچھ روح ہے تو وہ ابن حزم ہی کے طفیل سے ہے اگرچہ اصول دین میں وہ داؤد ظاہری کے مخالف ہیں بلکہ ایک حدتک خصم مقابل ہیں لیکن فروع میں انکے ہم نوا ہیں بایں ہمہ کوشش ظاہری مذہب کو وہ فروغ حاصل نہ ہوسکا جو فقہاء امت کے مذاہب اربعہ کو حاصل ہوا جس کا اصلی سبب یہ ہے کہ اجتہاد وتفقہ کی جو روح ہے۔ غامض و دقیق فروع کے لئے جس سرمایہ کی ضرورت ہے یہ مذہب اس سے خالی ہے پھر اس پر مستزاد یہ کہ ابن حزم نے فقہاء امت کی تجہیل وتحمیق کا ایسا لہجہ اختیار کیا جو ناقابل برداشت تھا، یہاں تک مشہور ہوا کہ ،، سیف الحجاج وقلم ابن حزم توأمان ،، کہ حجاج بن یوسف کی تلوار اور ابن حزم کا قلم دونوں توام ہیں نتیجہ یہ نکلا کہ ابن حزم کی کتابوں سے اور اس مذہب سے بے التفاتی اور بڑھ گئی، خیر کچھ بھی ہو لیکن اس مذہب کے مؤیدین یا مقلدین، مصر، شام، قدس، دمشق، ہند اور اب حجاز میں بکثرت پائے جاتے ہیں ابن حزم کی "محلی" کتاب الاحکام النبذ یہ سب چھپ گئی ہیں اور ان میں اس فتنہ کا کافی سامان موجود ہے

مذہب ظاہریہ کے چند مسائل

بطور نمونہ ذیل میں ہم چند مسائل "ظاہریہ" کے پیش کرتے ہیں تاکہ ناظرین یہ فیصلہ کرسکیں کہ ظاہریت پر جمود کرنا اور مدارک استنباط واجتہاد سے استغناء کرنا کس حدتک صحیح ہوسکتا ہے؟ بلکہ یہ مسلک جن قبائح کا باعث ہوگا وہ بآسانی معلوم ہوسکینگے۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابوہریرۃ رضہ کی روایت سے حدیث ہے "لایبولن أحدکم فی الماء الدائم ثم یغتسل فیہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ غیرجاری پانی میں پیشاب نہ کیا جائے خصوصاً جب اسمیں غسل کرنا بھی ہو۔ مطلب ظاہر ہے کہ غیرجاری پانی نجاست وغیرہ پڑنے سے ناپاک ہوجاتا ہے، ہاں اگر پانی جاری ہو یا کوئی بڑا حوض ہو جو جاری کے حکم میں ہو وہ اسوقت تک پاک رہیگا جب تک مزہ، بو، اور رنگ میں تغیر نہ آئے۔ اب اس حدیث کے بارے میں ظاہریہ کے مسائل ملاحظہ ہوں۔ (۱)

(۱) اگر کسی نے برتن وغیرہ میں پیشاب کرکے پانی میں ڈال دیا تو پانی پاک ہے۔

(۲) اگر پانی سے باہر پیشاب کردیا اور وہ بہکر پانی میں پہونچ گیا تو پانی پاک ہے۔

(۳) اگر ایک شخص نے پانی میں پیشاب کردیا اور دوسرا آکر اس میں وضو کرے یا غسل کرے تو جائز ہے۔

(۴) اگر کوئی شخص پانی میں پیشاب نہ کرے صرف پائخانہ پھرے تو اس سے وضو وغیرہ جائز ہے۔

ان سب کی دلیل یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمادیا کہ جو آدمی خود پیشاب کرے وہ وضو وغیرہ نہ کرے اس سے منع نہیں فرمایا کہ اگر دوسرا پیشاب کردے تب بھی اس سے وضو نہ کرے یا پیالہ وغیرہ سے ڈالدے تو نکرے نیز پیشاب سے منع فرمایا پائخانہ وغیرہ سے منع نہیں فرمایا ہے اور یہی مذہب ابن حزم کا بھی ہے۔ (۲)

(۱) ماخوذ از طرح التثریب فی شرح التقریب للشیخ زین الدین عبدالرحیم العراقی المتوفی ۸۰۶ھ مطبوعہ مصر تنبیہ ان سب صورتوں میں پانی وہی مراد ہے جو غیرجاری ہو چاہے قلیل ہو یا کثیر۔ نیز یا سوقت حکم ہے جبتک پانی کے اوصاف ثلاثہ میں تغیر نہ ہو۔ (۲) دیکھو شرح التقریب

امام قرطبی صاحب المفہم فی شرح مسلم فرماتے ہیں:۔ ومن التزم هذه الفضائح وجمد هذا الجمود فحقيق بأن لا يعد من العلماء بل ولا فى الوجود الخ یعنی جو شخص ان فضائح کا التزام کرے اور جمود اس درجہ تک پہونچ جائے تو چاہیئے کہ اسے علماء کے زمرہ میں شمار نہ کیا جائے بلکہ اس کو دنیا کے صفحہ ہستی سے معدوم قرار دیا جائے۔

بہرحال آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ ظاہریت پر جمود کرنے والے اور شرعی قیاس سے انکار کرنے والے اس قسم سے ایک انجام پر اتر آئے۔ اسی قسم کے امور کو دیکھ کر حافظ حدیث قاضی ابوبکر بن عربی اندلسی نے عارضة الاحوذی میں فرماتے ہیں کہ چاہیئے کہ "ظاہریہ" کو فرق باطلہ میں شمار کیا جائے اور کچھ قبائح بیان کرنے کے بعد ایک فصیح و بلیغ قصیدے میں دل کی بھڑاس نکالتے ہیں، چند شعر ملاحظہ ہوں۔

قالوا الظواهر أصل لا يجوز لنا — عنها العدول الى رأى ولا نظر

قلت اخسأوا فمقام الدين ليس لكم — هذى العظائم فاتخفوا من الوتر

ان الظواهر معدود مواقعها — فكيف تحصى بيان الحكم فى البشر

فالظاهرية فى بطلان قولهم — كالباطنية غير الفرق فى الصور

كلاهما هادم للدين من جهة — والمقطع العدل موقوف على النظر

هذى الصحابة تسمبترى خواطرها — ولا تخاف عليها عثرة الخطر

وتعمل الرأى مضبوطا مآخذه — وتخرج الحق محفوظا من الاثر

بينوا عن الخلق لستم منهم بدلا — ما للأنام ومعلوف من البقر

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ "ظاہریہ" کہتے ہیں کہ ظاہر احادیث ہی اصل شریعت ہے رائی و نظر کی حاجت نہیں میں کہتا ہوں جاؤ! ذلیل ہو تمہیں یہ کہنے کا حق حاصل نہیں۔ ظاہر نصوص شرعیہ تو معدود احکام میں منحصر ہیں آخر قیامت تک کے ... حوادث کا حکم کیونکر محض ظاہر سے معلوم ہوگا۔ ظاہریہ کی مثال باطنیہ جیسی ہے دونوں باطل ہیں دونوں دین کو منہدم کرتے ہیں صرف صورتوں کا فرق ہے۔ کیا یہ صحابہ کرام ہمیشہ اپنے دماغوں سے سوچ کر مسائل نہیں بیان کرتے تھے۔ جاؤ! تمہیں انسانوں سے کوئی واسطہ نہیں آدمی اور بیل دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

قرآن وحدیث میں استنباط و اجتہاد اور تفقہ و نظر کے لئے کافی ذخیرہ موجود ہے اسوقت اس موضوع پر کتاب وسنت سے دلائل پیش کرنے کا ارادہ نہیں اس بارے میں حضرت معاذ کی صرف ایک حدیث پیش کرنی ہے جو اس موضوع میں بہت صاف و صریح دلیل ہے۔ "ابن حزم" نے کتاب الاحکام" اور کتاب النبذ" میں اسکی تضعیف کی پوری کوشش کی ہے بلکہ کتاب النبذ میں تو صاف کہدیا کہ بالکل باطل حدیث ہے اور بعض ان کے

اعتراضات سے متاثر ہو کر ان کے ہم خیال بن گئے ہیں، ہم اس فرصت میں اس حدیث کی توثیق و تصحیح کے وہ وجوہ بیان کریں گے جو اکابر امت کی تحقیقات سے ہم سمجھ سکتے ہیں چونکہ مسائلہ فقہ اسلامی، دین کا اہم ترین موضوع ہے اعلیٰ توجہ کا محتاج ہے۔ واللہ الموفق۔ (حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور اسکی محدثانہ تحقیق)

مسند دارمی، سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں حضرت معاذ کی مذکورہ حدیث مختلف لفظوں سے روایت کی گئی ہے سنن ابی داؤد کی روایت ملاحظہ ہو۔

"حدثنا حفص بن عمر عن شعبة عن ابی عون عن الحارث بن عمرو ابن اخی المغیرة بن شعبة عن اناس من اهل حمص من اصحاب معاذ بن جبل: أن رسول الله صلی الله علیه وسلم لما أراد أن یبعث معاذاً الی الیمن قال: کیف تقضی اذا عرض لک قضاء؟ قال: أقضی بکتاب الله قال فان لم تجد فی کتاب الله؟ قال فبسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم، قال فان لم تجد فی سنة رسول الله (صلی الله علیه وسلم) ولا فی کتاب الله؟ قال اجتهد برأیی ولا آلو، فضرب رسول الله صلی الله علیه وسلم صدره فقال: الحمد لله الذی وفق رسول رسول الله (صلی الله علیه وسلم) لما یرضی رسول الله"[1]

حدیث شریف کا حاصل یہ ہے:۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی حاکم مقرر کرنا چاہا تو فرمانے لگے کس طرح فیصلے کیا کروگے۔ عرض کیا کہ کتاب اللہ سے حکم کرونگا اور اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو پھر رسول اللہ کی سنت سے حکم کرونگا۔ اور اگر دونوں میں نہ ملے تو (کتاب وسنت کی روشنی میں) اپنے اجتہاد و قیاس سے فیصلہ کرونگا۔

حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم معاذ کے صحیح جواب سے بہت مسرور ہوئے اور انکے سینہ پر ہاتھ پھیر کر ارشاد فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اسنے رسول اللہ کے رسول کو ایسی بات کی توفیق عطا فرمائی جس سے خدا کے رسول خوش ہوگئے۔ حدیث مذکور "استدلال بالقیاس" میں صاف و صریح حجت ہے اور عہد اسلام میں صحابہ و تابعین و فقہاء امت کا یہی نظام عمل اور دستور عمل رہا کہ کتاب و سنت میں کوئی حکم صاف نہ ملا تو انہی چشموں سے سیرابی کی نہریں جاری کیں اور مختلف جہات سے غور و خوض کے بعد انہی کی روشنی میں جو سمجھ میں آیا فیصلہ کیا، یہاں تک کہ نظام معتزلی آیا اور ابطال قیاس کیا اور انکے بعد بعض مبتدعین نے انکا اقتداء کیا جس کی تفصیل گذر گئی۔

حدیث مذکور پر اعتراضات منکرین قیاس نے حدیث مذکور پر حسب ذیل اعتراضات کئے۔

[1] باب اجتہاد الرای فی القضاء ص ۵۰۵ ج ۲ مطبوعہ کانپور طبع قدیم۔

(۱) ابوعون محمد بن عبداللہ ثقفی المتوفی ۱۱۶ھ راوی حدیث حارث بن عمرو سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔

(۲) حارث بن عمرو اس حدیث کا راوی مجہول الحال ہے امام بخاری وغیرہ محدثین فرماتے ہیں کہ اس روایت کے سوا ان کی کوئی دوسری روایت نہیں ملتی۔

(۳) حضرت معاذ سے نقل کرنے والے انکے اصحاب نامعلوم کون ہیں انکے نام مذکور نہیں۔

اعتراضات مذکورہ کا جواب

(۱) ابوعون ثقفی صحیح بخاری ومسلم کا راوی ہے امام اعمش امام ابوحنیفہ سفیان ثوری مسعر بن کدام شعبۃ بن الحجاج ابو اسحاق شیبانی وغیرہ وغیرہ اکابر امت واساطین حدیث انسے روایت کرتے ہیں غرض یہ کہ ابوعون سب ائمہ رجال کے نزدیک باتفاق ثقہ ہیں۔ بس راوی کے تفرد سے بشرطیکہ ثقہ ہو صحت حدیث میں خلل نہیں آتا بخاری ومسلم کی کتابوں میں کثرت سے ایسی احادیث موجود ہیں جن کے رواۃ روایت متفرد ہیں دوسرا کوئی متابع موجود نہیں تاہم علماء رجال کے نزدیک سب قابل استدلال اور صحیح ہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ راوی متفرد سے کوئی دوسرا راوی زیادہ ثقہ مخالف موجود نہ ہو اور یہاں کوئی دوسرا ثقہ انکے مخالف روایت کرنے والا نہیں اوثق تو درکنار۔ تو یہ تفرد محدثین امت کے اصول کے مطابق ضعف یا سقوط حدیث کی دلیل نہیں بن سکتا۔ پھر اس حدیث کو ابوعون سے جن محدثین نے روایت کیا ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

ابواسحاق شیبانی اور شعبۃ بن الحجاج شعبۃ بن الحجاج کے متعلق محدثین میں مسلم ہے کہ وہ رجال میں بہت متشدد ہیں اور جس حدیث کو وہ روایت کریں یہ اس حدیث کی توثیق کے لئے کافی ہے۔ تو اب صرف شعبہ کی روایت کرنا اس کا کفیل ہے کہ اس حدیث کے سارے رواۃ قابل احتجاج ہیں ورنہ شعبہ اسکی روایت نہ کرتے۔ پھر شعبہ سے جو محدثین اسکی روایت کرتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

یحییٰ بن سعید القطانی عبداللہ بن المبارک ابوداؤد طیالسی عثمان بن عمر العبدی علی بن الجعد محمد بن جعفر عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ وغیرہ۔ اور ابواسحاق شیبانی سے ابومعاویہ بن خازم روایت کرتے ہیں اور ان سے سعید بن منصور ابوبکر ابن ابی شیبہ۔

(۲) حارث بن عمرو بن ثقفی کبار تابعین میں سے ہیں ان کے بارے میں محدثین سے کوئی جرح مفسر موجود نہیں صرف اتنا کہتے ہیں کہ غیر معروف ہیں اور سوائے ابوعون ثقفی انسے کوئی دوسرا راوی نہیں۔ کسی تابعی کا مجہول الحال اور مستور ہونا ابن حبان اور بعض محدثین کے ہاں توثیق کے لئے کافی ہے کیونکہ جب کبار تابعین میں سے ہیں اور قرون مشہود لہا بالخیر میں ہیں اور کوئی جرح مفسر جو انکے حق میں مؤثر ہو منقول نہیں انکی عدالت وتوثیق کے لئے کافی وشافی ہے نیز حضرت مغیرہ بن شعبہ جیسے جلیل القدر صحابی کا بھتیجا ہونا اسکی تعیین

نے کے لئے کافی ہے، اگر کوئی راوی مجہول الحال اور کبار تابعین میں سے نہ بھی ہو مگر دو ثقات ان سے روایت کریں
تو یہ ان کی توثیق و تعدیل سمجھی جائے گی بلکہ حافظ ابن القیم وغیرہ بعض محدثین نے تو یہاں تک لکھدیا، روایۃ العدل
عن غیر تعدیل لہ مالم یعلم فیہ جرح "کہ ایک ثقہ کی روایت بھی انسے اسکی دلیل ہے کہ وہ راوی انکے نزدیک ثقہ ہے
اب حسب ذیل نتائج پر غور کیجئے۔

الف - حارث بن عمرو مغیرۃ بن شعبۃ کا بھتیجا ہے۔

ب - کبار تابعین میں سے ہے۔

ج - ابو عون ثقفی جیسے مسلم جلیل القدر محدث انسے روایت کرتے ہیں۔

د - ابو عون سے شعبۃ اور ابن المبارک جیسے کبار محدثین اسکو نقل کرتے ہیں۔

ہ - ابن حبان نے حارث بن عمرو مذکور کو کتاب الثقات میں ذکر کیا اور ابن حبان رجال میں متشدد
و متعنت مشہور ہیں جیسا کہ حافظ شمس الدین ذہبی وغیرہ نے تصریح کی ہے۔

پس ان امور کے پیش نظر حارث بن عمرو کی توثیق و تعدیل میں کسی منصف کو مجال کلام نہیں۔

(۳) اصحاب معاذ بن جبل کے اسمار گرامی معلوم نہ ہونا ضعف حدیث کی دلیل نہیں بن سکتے۔

قاضی ابو بکر بن العربی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں:۔

ولا احد من اصحاب معاذ مجہولاً ویجوز ان یکون فی الخبر اسقاط الاسماء عن جماعۃ ولا یدخلہ ذلک فی حیز الجہالۃ وانما یدخل فی المجہولات اذا کان واحداً فیقال حدثنی رجل او حدثنی انسان ولا یکون الرجل للرجل صاحباً حتی یکون لہ بہ اختصاص فکیف وقد زید تعریفاً بہم ان اضیفوا الی بلد، وقد خرج البخاری الذی شرط الصحۃ فی حدیث عروۃ البارقی ولم یکن ذلک الحدیث فی جملۃ المجہولات وقال مالک فی القسامۃ "اخبرنی رجال من کبراء قومہ" وفی الصحیح عن الزہری "حدثنی رجال عن ابی ہریرۃ من صلی جنازۃ فلہ قیراط" اھ

حضرت معاذ کے اصحاب تلامذہ میں سے کوئی مجہول نہیں اور یہ ہوتا ہے کہ کسی حدیث کے اسناد میں اگر کئی نام ایک جگہ میں ہوں نام حذف کر دیئے جائیں اور باوجود اسکے کہ وہ اسناد مجہول نہیں ہونگی مجہول تو اسوقت ہوگی کہ کسی جگہ ایک راوی ہو اور اسکا نام ساقط کیا جائے جیسا "حدثنی رجل" وغیرہ اور کسی تلمیذ کو صاحب اسوقت کہا جاتا ہے جب اسکو اپنے شیخ کیساتھ کوئی خصوصیت ہو پھر اپنے بھکر شہر کیطرف انکی نسبت کرنا، زید تعریف ہے صحیح بخاری شریف جنکی شرط صحت ہے حدیث عروہ بارقی میں فرماتے ہیں "سمعت الحی" یعنی ایک قبیلہ گروہ سے بیان کرتے ہیں امام مالک مؤطا میں فرماتے ہیں "اخبرنی رجال من کبراء قومہ" نیز صحیح بخاری میں ہے "حدثنی رجال عن ابی ہریرۃ"، چند آدمیوں نے مجھ سے نقل کیا ابو ہریرہ سے۔

حافظ حدیث ابو بکر خطیب بغدادی تاریخ بغداد کا مصنف کتاب "الفقیہ والمتفقہ" (غیر مطبوع)[1] میں فرماتے ہیں۔

وقول الحارث بن عمرو (عن اناس من اصحاب معاذ) یدل على شہرة الحدیث وکثرة رواتہ وقد عرف فضل معاذ وزہدہ، والظاہر من حال اصحابہ الدین والتفقہ والزہد والصلاح وقد قیل ان عبادة بن نسی رواہ عن عبد الرحمن بن غنم عن معاذ وہذا اسناد متصل ورجالہ معروفون بالثقة على ان اہل العلم قد تقبلوہ واحتجوا بہ فوقفنا بذلک على صحتہ عندہم اہ

حارث بن عمرو کا یہ کہنا کہ اصحاب معاذ کے چند اشخاص سے روایت ہے۔ یہ شہرت حدیث پر دلالت کرتی ہے اور کثرت روا ۃ پر حضرت معاذ کا زہد تو معلوم ہے اور بظاہر اصحاب معاذ کی حالت بھی تدین اتقاء، زہد و صلاح ہوگی، نیز اس حدیث کی ایک دوسری اسناد بھی ہے جو متصل ہے صحیح ہے اس کے علاوہ علماء امت نے اس کو قبول کیا یہ خود اس کی دلیل ہے کہ انکے نزدیک حدیث صحیح ہے۔

امام ابو بکر رازی کتاب الفصول فی الاصول (مخطوط) میں فرماتے ہیں۔

فان قیل هذا الحدیث رواه قوم مجہولون من اصحاب معاذ قیل لہ لا یضرہ ذلک لان اضافة ذلک الى رجال من اصحاب معاذ توجب تاکیدہ لانہم لا ینسبون الیہ بانہم من اصحابہ الا وہم ثقات مقبولو الروایة ومن جہة اخرى ان ہذا الخبر قد تلقاہ الناس بالقبول واستفاض واشتہر عندہم من غیر نکیر من احد منہم على رواتہ ولا رد لہ وایضاً فاکثر احوالہ ان یصیر مرسلاً والمرسل عندنا مقبول

اصحاب معاذ کا مجہول ہونا صحت حدیث کے لئے مضر نہیں کیونکہ حضرت معاذ کی طرف منسوب ہونا انکے ثقہ ہونے کے لئے کافی ہے ان کے اصحاب تو انہی کو کہا جائے گا جو ثقہ مقبول الروایۃ ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ امت نے اسکو قبول کر لیا ہے اور درجہ استفاضہ و شہرت کو پہونچ گئی ہے۔ اور سلف میں سے کسی سے انکار و رد منقول نہیں۔ نیز زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ حدیث مرسل ہو جائیگی اور مرسل ہمارے یہاں حجت ہے۔

انہی حقائق کی بنا پر امام حدیث قاضی ابو بکر بن العربی شرح ترمذی میں فرماتے ہیں:۔

وانا ادین بالقول بصحتہ فانہ حدیث مشہور یرویہ شعبۃ بن الحجاج رواہ عنہ جماعة من الفقہاء والائمة اہ

میرا عقیدہ تو یہی ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ یہ حدیث مشہور ہے۔ شعبہ جیسے محدث اسکو روایت کرتے ہیں اور ان سے فقہاء ائمہ پھر روایت کرتے ہیں۔

[1] ماخوذ از حواشی فضیلۃ الشیخ الکوثری

ابوبکر رازی ابوبکر بن خطیب بغدادی ابوبکر بن العربی ان سب اکابر نے توثیق حدیث کے لئے ایک بڑی وجہ بیان کی کہ فقہاء امت اور ائمہ دین نے اس کو تسلیم کرلیا، حافظ ابو عمر بن عبد البر وغیرہ محدثین نے تصریح کردی ہے کہ کسی حدیث کے صحیح ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ علماء امت اس کو تسلیم کرلیں گو اسناد میں کلام ہو جیسا کہ تدریب الراوی" وغیرہ میں مذکور ہے۔

تاریخ ابن ابی خیثمہ (مخطوط) و جامع بیان العلم میں علی بن الجعد کی روایت میں یوں ہے عن شعبة عن ابی عون قال سمعت الحارث بن عمرو ابن اخی المغیرة بن شعبة یحدث عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن معاذ بن جبل الخ لیجئے اصحاب معاذ کے مجہول ہونے میں جو کچھ شبہ تھا وہ بھی جاتا رہا اور اس روایت نے بتلا دیا کہ اصحاب معاذ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اصحاب ہیں جو اس حدیث کو معاذ بن جبل سے نقل کرتے ہیں صحابہ تو اہل سنت کے نزدیک سب عدول ہیں، ان کے اسماء گرامی معلوم نہ ہونے کسی کے نزدیک ضعف حدیث کے باعث نہیں بن سکتے اب حدیث مذکور کے صحیح و قابل حجت ہونے میں کونسا شبہ باقی رہا۔ خلاصہ بحث اب یہ نکلا کہ حدیث مذکور کی اگر ایک ہی اسناد ہو تو جب بھی صحت کیلئے کافی ہے

الف۔ کل فقہاء امت محمدیہ نے بغیر چون وچرا کے حدیث مذکور کو قبول کرلیا ہے۔

ب۔ اسناد میں کوئی مجروح راوی موجود نہیں حارث بن عمرو اگرچہ مستور الحال ہیں لیکن کبار تابعین میں سے ہیں ابو عون ثقفی جیسا محدث انسے روایت کرتے ہیں یہ ان کی توثیق کے لئے دلیل ہے۔

ج شعبة بن الحجاج جیسے متشدد محدث اس کے راوی ہیں اگر اس حدیث میں کوئی ضعف ہوتا تو شعبہ اس کی روایت ہرگز نہیں کرتے اور پھر شعبہ سے جلیل القدر ائمہ حدیث مثل عبد اللہ بن المبارک عبد الرحمن بن مہدی یحیٰی بن سعید القطان وغیرہ وغیرہ ہرگز روایت نہ کرتے، ان اساطین حدیث کی روایت کرنا اور اس پر کوئی جرح وقدح نہ کرنا یہ صحت حدیث کی دلیل ہے۔

د۔ امام ابو داؤد نے اس حدیث کی روایت کرنے کے بعد کوئی کلام نہیں کیا اور سکوت فرمایا، سب محدثین کے ہاں مسلم ہے کہ ابو داؤد کا کلام نہ کرنا اور روایت کرلینا اس کی دلیل ہے کہ ان کی نزدیک حدیث قابل احتجاج ہے اور صالح للعمل ہے۔

ھ۔ اصحاب معاذ کے نام معلوم ہونا ضعف حدیث کے باعث نہیں کیونکہ اصحاب معاذ کا زہد وتقویٰ بھی مسلم ہے اور وہ مجہول بھی نہیں ہیں اور بسا اوقات کثرت کے باعث نام ساقط کردیئے جاتے ہیں جو بجائے ضعف کے مزید قوت وشہرت کی دلیل ہے۔

و۔ اور اگر اصحاب معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے صحابہ کرام ہیں جیسا کہ جامع بیان العلم کی روایت

تنں سے تو وہ باتفاق اہل سنت عدول وثقات ہیں حدیث اب نہایت ہی قوی ہو جائیگی۔
نیز۔ اس اسناد کے علاوہ اس حدیث کی دوسری اسناد بھی موجود ہے وہ بلا شک صحیح ومتصل ہے جیسا کہ۔
خطیب بغدادی کی کتاب الفقیہ والمتفقہ میں تصریح ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر اب ہم علی رؤس الاشہاد یہ اعلان
کرتے کہ ابن حزم یا کوئی دوسرا جو بھی اس حدیث کی تضعیف یا اسقاط کے درپے ہے وہ اپنے علم وتحقیق پر بدنما
داغ لگا رہا ہے۔ ہم نے بقصد اختصار اہل علم کے لئے بعض اشارات پر اکتفا کیا ہے اور انکی تفصیل کے لئے
ایک مستقل تالیف کی ضرورت ہے۔ تاہم توقع ہے کہ یہ اشارات اہل علم حضرات کے لئے کافی ثابت ہونگے

تنبیہ:۔ ابن حزم اور انکے اتباع "رای وقیاس" کی مذمت میں کچھ روایات وآثار پیش کر کے ابطال قیاس
کے لئے راستہ صاف کیا کرتے ہیں "جامع بیان العلم" وغیرہ میں اسکا ایک کافی ذخیرہ موجود ہے اسپر مستزاد یہ کہ
عہد سلف میں سے بعض علماء نے "اصحاب الرأی" "واصحاب الحدیث" دو فرقے بنا دیئے اور متعصبین نے جب
اسپر حاشیہ آرائی شروع کی تو امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب واتباع کو اصحاب الرأی میں شمار کیا اور امام مالک
وغیرہ کو اصحاب الحدیث میں شمار کیا یہ موضوع تو مستقل مقالہ کا محتاج ہے، اس وقت صرف چند اشارے
عرض کئے جاتے ہیں، استنباط تفقہ اجتہاد کی اہمیت کے لئے قرآن کریم کی آیات بینات اور نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے گرامی ارشادات عہد خلفاء راشدین کے کارنامے فقہاء صحابہ کے قضایا وفتاوی کافی شواہد وبینات
ہیں، مکہ معظمہ ابن جریج عطاء بن ابی رباح وغیرہ مدینہ منورہ میں فقہاء سبعہ کوفہ میں علقمہ واسود سعید بن جبیر پھر
ابراہیم نخعی پھر حماد بن ابی سلیمان بصرہ میں حسن بصری ابن سیرین وغیرہ مصر میں یزید بن ابی حبیب پھر لیث بن سعد
شام میں مکحول پھر اوزاعی فقہاء بلاد میں سے ابوحنیفہ سفیان ثوری ابن ابی لیلی ربیعۃ الرأی مالک شافعی احمد بن
حنبل عبداللہ بن المبارک اسحاق بن راھویہ وغیرہ وغیرہ۔ دین کے امام امت محمدیہ کے اساطین ان سب اکابر
کی زندگی کے کل لمحات اس کی اہمیت کے براہین ودلائل ہیں۔ جن آثار میں رأی کی مذمت آئی اس سے مراد
ہوائی ونفسانی خواہشات ہیں اور اصحاب الرأی سے اہل ہوا مراد ہیں جنہوں نے اصول دین میں اپنی رائے
کو دخل دیا جسکا نتیجہ معتزلہ مرجئہ قدریہ جبریہ جہمیہ وغیرہ کی شکل میں دنیا نے دیکھ لیا چنانچہ عبداللہ بن المبارک
سے کسی نے پوچھا۔ کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ "اصحاب الرأی اعداء السنۃ" یعنی رائے والے سنت کے دشمن
ہیں۔ کیا اس سے ابوحنیفہ اور انکے امثال مراد ہیں؟ فرمایا۔

سبحان اللہ ابوحنیفۃ یجھد جھدہ ان
یکون عمل علی السنۃ فلا یفارقھا فی شئی منہ
فکیف یکون من اعادی السنۃ انما ھم

سبحان اللہ! ابوحنیفہ تو انتہائی کوشش کرتے ہیں کہ
پورا عمل سنت پر کریں اور ذرہ برابر اس سے جدا نہوں
تو وہ کیونکر دشمنان سنت سے ہوں گے۔ ان سے

اہل الھواء والخصومات الذین یترکون الکتاب والسنۃ ویتبعون اھواءھم[1]	مراد وہ اہل اہواء ہیں جو کتاب و سنت پر عمل نہیں کرتے اور اہواء کا اتباع کرتے ہیں۔

"رائی" کے یہ معنی کہ جو حوادث و واقعات کتاب اللہ و سنت میں مذکور نہیں ان میں غور و خوض کر کے ان قواعد و احکام کے مناسب مسائل و احکام کا استخراج کرنا یہ رائے سراسر محمود ہے اس میں مذمت کا کوئی پہلو نہیں دین کا کوئی امام اس رائے سے مستغنی نہیں ہو سکتا جنہوں نے اس سے استغنار کیا گذشتہ بیان میں کچھ نمونہ انکا ملاحظہ کیا ہوگا۔ امام محمد بن الحسن فرماتے ہیں۔

لا یستقیم الحدیث الا بالرأی ولا یستقیم الرأی الا بالحدیث[2]	حدیث بغیر رائی کے درست نہیں اور رائے بغیر حدیث کے درست نہیں۔

مقصد یہ ہے کہ احادیث کے لئے رائے کی ضرورت ہے کہ انکے معانی و مقاصد پر غور کیا جائے اور صحیح نتائج اخذ کئے جائیں، اور صرف رائے پر بھی عمل کرنا ٹھیک نہیں جبتک احادیث نبویہ سے اس کی تائید نہ ہو سلف میں ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا نام جو اصحاب الرائی پڑ گیا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث و روایت کا فن سب کا مشترک فن تھا تفقہ و دقت رائے میں وہ ممتاز تھے اور یہ ان کا خصوصی فن تھا اس لئے اس لقب سے پکارے گئے یہ تو انتہائی منقبت کی چیز تھی جسے یاروں نے مذمت کا لقب سمجھا گویا رائی کے معنے ٹھیک وہی تھے جس کو آج کل کے عرف میں رائے کہتے اور "اصحاب الرائی" کے معنے جیسے آجکل "ذی رائی" کہا کرتے ہیں، امام مالک فرماتے ہیں ایک دفعہ ابو حنیفہ سے ملاقات رہی اور کئی مسائل میں علمی گفتگو رہی اور کئی مجلسیں ایسی ہوئیں، "فمارأیت رجلاً افقہ منہ ولا اغوص منہ فی معنی وحجۃ"

پس میں نے ان سے زیادہ افقہ اور معانی و دلائل میں ان سے زیادہ گھسنے والا نہیں دیکھا۔ امام شافعی کا مقولہ تو مشہور ہے "یتبحر فی الفقہ فھو عیال علی ابی حنیفۃ"

جس کو فقہ میں تبحر کا ارادہ ہو تو وہ ابو حنیفہ کا محتاج ہوگا۔ امام ابو عبید بن القاسم بن سلام سے منقول ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں: من اراد الفقہ فلیلزم اصحاب ابی حنیفۃ "جسکو فقہ حاصل کرنے کا ارادہ ہو تو ابو حنیفہ کے تلامذہ کی صحبت اختیار کیسے فقہ اسلامی کی تاریخ تو ان جواہرات سے بھری پڑی ہے تفصیل مقصود نہیں غرض صرف اتنی تھی کہ اصحاب الرای و اصحاب الحدیث کی تفریق مشہو معنے سے بالکل غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے جو عرض کی گئی۔ واللہ الموفق۔

---

[1] کشف الاسرار شرح اصول البزدوی ص ۱۷ ج ۱ [2] اصول فخر الاسلام بزدوی۔

نمبر شمار	نمبر رسید پختہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰۵	۱۰۲۰۳	دوست محمد صاحب سوداگر پارچہ دریا بہاولپور	۵	زکوٰۃ
۱۰	۱۰۲۰۵	محمد عبدالحق صاحب عباسی "	عہ	تعمیر دارالطلبہ
۱۰	۱۰۲۰۶	انجینیئر مہر الٰہی بخش صاحب وزیر تعلیم کراچی	[illegible]	زکوٰۃ
۱۰	۱۰۲۰۷	قادر بخش صاحب ہیڈ ماسٹر ملتان	۸/	"
۱۰	۱۰۲۰۸	محمد حنیف صاحب آگرہ روڈ مغربی خاندیس	ہے	عطاء
۱۰	۱۰۲۰۹	حاجی محمد عمر صاحب کلرک کراچی	[illegible]	زکوٰۃ
۱	۱۰۲۱۰	نبی بخش صاحب مرسلہ " " "	لعہ	"
۱۰	۱۰۲۱۱	محمد عبدالحق صاحب " " "	عہ	"
۱۰	۱۰۲۱۳	چودھری فتح الدین صاحب ریٹائرڈ گوجرانوالہ	صما/	تعمیر دارالطلبہ
۱۰	۱۰۲۱۴	حاجی عبدالبشیر صاحب سکنہ بہیاڑی ۔ سلہٹ	عہ	عطاء
۱۰	۱۰۲۱۵	منشی طفیل احمد صاحب نوحہ بلند شہر	لعہ	"
۱۰	۱۰۲۱۶	عبدالستار صاحب " "	لعہ	"
۱۰	۱۰۲۲۱	تجمل الحسین ڈرائیور بڑگاؤں ۔ گونڈہ	۸/	عطاء خولہ
۱۰	۱۰۲۲۲	محمد اسحاق صاحب امام مسجد " "	۸/	"
۱۰	۱۰۲۲۳	محمد حفیظ اللہ صاحب گھاگرا گھاٹ بہرائچ	عہ	"
۱۰	۱۰۲۲۴	محمد ابراہیم خان صاحب ۔ رامنگر ۔ بارہ بنکی	۴/	"
۱۰	۱۰۲۲۵	ماسٹر قاسم علی صاحب " "	۱/	"
۱۰	۱۰۲۲۶	" مبارک علی صاحب ہیڈ ماسٹر "	۴/	"
۱۰	۱۰۲۲۸	منشی مقصود خان صاحب " محرر " "	عہ	"
۱۰	۱۰۲۱۸	حکیم محمد فاروق صاحب سلطانپور " "	عہ	"
۱۰	۱۰۲۲۹	ایم شمس الدین صاحب وارد حال " "	لعہ	"
۱۰۶۲	۱۰۲۳۰	قاضی عبدالحفیظ صاحب مقام رامنگر ضلع بارہ بنکی	۴/	عطاء زکوٰۃ خواہ
۱۰۶۳	۱۰۲۳۴	مولوی تاج محمد صاحب بڑاگاؤں گونڈہ	عہ	خرچ طلبہ
۱۰۶۴	۱۰۲۳۵	عبدالرحمٰن خان صاحب مقام رامنگر بارہ بنکی	۵	کتب دینی
۱۰۶۵	۱۰۲۴۴	ڈاکٹر محمد رفیق صاحب ریاست نانپارہ بہرائچ	ہہ	عطاء "
۱۰۷۶	۱۰۲۵۰ الف	عبدالقادر صاحب " "	۸/	" "
۱۰۷۷	۱۰۲۵۱	نواب الدین صاحب لاہور	[illegible]	زکوٰۃ
۱۰۷۸	۱۰۲۵۲	محمد دین صاحب اینڈ سنز امرتسر	۵	عطاء
۱۰۷۹	۱۰۲۵۳	محمد محبوب الرحمٰن صاحب لاہور	[illegible]	زکوٰۃ
۱۰۸۰	۱۰۲۵۴	مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدرس عبیدیہ نظامیہ سلہٹ	عہ	خرچ طلبہ
۱۰۸۱	۱۰۲۶۲	مستری محمد شفیع صاحب ۔ کبیالی ۔ گوجرانوالہ	لعہ	عطاء
۱۰۸۲	۱۰۲۶۵	محمد حنیف صاحب " "	لعہ	"
۱۰۸۳	۱۰۲۶۶	چودھری عطاء الٰہی صاحب " "	عہ	" "
۱۰۸۴	۱۰۲۶۷	میاں چودھری بہاول بخش صاحب حافظ آباد	عہ	" "
۱۰۸۵	۱۰۲۶۸	" حاجی عبدالرحیم صاحب چنیوٹ	ما/	زکوٰۃ
۱۰۸۶	۱۰۲۶۹	حاجی محمد حسین دوست محمد کمپنی "	ما/	"
۱۰۸۷	۱۰۲۷۰	میاں بہاول دین صاحب ۔ کبیالی گوجرانوالہ	عہ	"
۱۰۸۸	۱۰۲۷۱	عبدالقادر صاحب قریشی " "	عہ	" "
۱۰۸۹	۱۰۲۷۶	سبط عباس صاحب بہرائچ	۴/	عطاء
۱۰۹۰	۱۰۲۷۷	ایک صاحب خیر "	۲/	" "
		میزان	[illegible]	

فہرست کتب وقفی و اشیاء متفرق!

موصولہ ماہ شوال سنہ ھ

نمبر شمار	نمبر رسید پختہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	تفصیل اشیاء
۱	۳۵۸	جناب اشفاق احمد صاحب فرم مختار احمد صاحب اینڈ برادرس عالم گنج پٹنہ	لنگی پوخانہ ایک عدد ۔ پارچہ قمیص ایک عدد
۲	۳۵۹	منجانب دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد ۔ دکن	منتظم از جلد ۵ تا ۸ ۔ فہرست منتظم جلد ۲ و ۳ ایک ایک جلد

محدثین پر سلطنت کی ہواخواہی کا الزام

(از جناب ابوالمآثر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی (فاضل دیوبند) صدر مدرس مدرسہ مفتاح العلوم مئو)

"چند سال ہوئے جماعت اہل قرآن نے ایک رسالہ بعنوان "میں منکر حدیث کیوں ہوا" شائع کیا تھا۔ رسالہ پر مصنف کے نام کی بجائے "ایک حق گو کے قلم سے" لکھا گیا تھا۔ اس رسالہ میں حدیث پر نہایت شرمناک حملے کیے گئے تھے، اور محدثین پر افترا پردازیاں کی گئی تھیں، اس حد درجہ دل آزار رسالہ کا جواب بعض احباب کی فرمائش پر مولانا ابوالمآثر حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی (فاضل دیوبند) نے "نصرۃ الحدیث" کے نام سے تحریر فرمایا تھا، جو شائع ہوتے ہی ہاتھوں ہاتھ لیلیا گیا، اب اسی رسالہ "نصرۃ الحدیث" کو مولانا محمد ایوب صاحب (فاضل دیوبند) ناظم مدرسہ مفتاح العلوم اپنے مدرسہ کی جانب سے دوبارہ شائع فرمارہے ہیں۔

اس اشاعت میں فاضل مصنف نے ایک نہایت مفید اور پر از معلومات مقدمہ کا اضافہ فرمادیا ہے، ذیل کا مضمون اسی جدید مقدمہ کا ایک حصہ ہے جسے ہم مصنف علام کے شکریہ ساتھ ہدیۂ قارئین دار العلوم کر رہے ہیں اصل کتاب مطبع میں ہے، امید ہے کہ بہت جلد شائع ہو کر شائقین کے ہاتھوں تک پہنچ جائیگی۔" (مرتب)

حدیث کی بے اعتباری کی ایک وجہ "حق گو" صاحب نے یہ بھی تراشی اور گھڑی ہے کہ محدثین نے حدیثوں میں سلطنت کے جذبات و عواطف کی رعایت کی ہے"۔

محدثین کے اعلیٰ کیرکٹر ان کی نہایت بلند اخلاقی جرأت اور ان کی بے مثل صداقت و امانت پر حق گو صاحب کا یہ نہایت سخت حملہ ہے، حق گو صاحب کو اس لحاظ سے تو ہم معذور سمجھتے ہیں کہ غلام قوم کا ایک غلام فرد، اور وہ بھی حکومت کا تنخواہ دار نوکر اس اخلاقی جرأت کا تصور بھی نہیں کر سکتا، جو محدثین کا طرۂ امتیاز تھی۔

لیکن تاریخی حقائق سے چشم پوشی کرنے میں وہ کسی طرح معذور قرار نہیں دیئے جا سکتے تاریخ داں حضرات جانتے ہیں کہ محدثین میں بہت سے ایسے افراد ہیں جن کو حکومت سے ایسا سخت اختلاف تھا جسکی وجہ سے وہ حکومت کے مورد عتاب تھے۔ مثلاً

(۱) سعید ابن جبیر کو حجاج کی حکومت سے ایسا اختلاف تھا کہ اسی اختلاف کی بنا پر حجاج نے نہایت بیدردی سے ان کو قتل کروا ڈالا۔ (تذکرہ جلد ۱ صفحہ ۷۶)

(۲) یحییٰ بن کثیر کو حکومت بنی امیہ پر نکتہ چینی کرنے کی وجہ سے بڑے مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا حتیٰ کہ مار بھی کھانا پڑی۔ (تذکرہ جلد ۱ صفحہ ۱۲۱)

محدثین میں بہت سے وہ لوگ تھے جنہوں نے بڑے بڑے جابر بادشاہوں کے سامنے ان پر نکتہ چینی کی اور حق بات کہنے میں جان کی پرواہ بھی نہ کی

(۳) اس سلسلہ میں امام اوزاعی کا واقعہ سنہرے حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہے حافظ ذہبی نے مقریزی وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جب خلیفہ عباسی کا چچا عبد اللہ بن علی شام میں داخل ہوا اور بنو امیہ کو جن جن کے مردار کا تو ایک دن اس نے اس طرح دربار سجانے کا حکم دیا کہ ایک صف ایسے نوجوانوں کی آراستہ کی جائے جن کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں ہوں، دوسری صف ان کی ہو جن کے ہاتھ میں قلم ہوں، تیسری صف میں وہ سپاہی ہوں جن کے ہاتھ میں کافر کوب ہوں اور چوتھی صف میں وہ کھڑے کئے جائیں جن کے ساتھ گرز ہوں، جب حکم کے مطابق دربار سج چکا تو ایک پیادہ بھیجکر اس نے اوزاعی کو بلوایا اوزاعی بارگاہ کے دروازے پر پہونچے تو سواری سے اتار لئے گئے اور دائیں بائیں سے دو سپاہی ان کے دونوں بازو تھامکر صفوں کے بیچ میں لے چلے جب اتنے قریب پہونچ گئے جہاں سے عبد اللہ ان کی بات سن سکے تو وہاں ان کو کھڑا کر دیا۔ اس کے بعد عبد اللہ اور اوزاعی میں حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

عبد اللہ۔ تم عبد الرحمن بن عمرو اوزاعی ہو؟

اوزاعی۔ ہاں۔ خدا امیر کی اصلاح فرمائے۔

عبد اللہ۔ بنی امیہ کے قتل کے باب میں تمہارا کیا خیال ہے؟

اوزاعی۔ آپ سے اور ان سے کچھ معاہدے تھے جن کی پابندی اور عہد کا ایفا ان پر لازم تھا۔

عبد اللہ۔ اجی صاحب! اس کو چھوڑئے، فرض کیجئے کہ ہمارے انکے درمیان کوئی معاہدہ اور ہم سے ان سے کوئی عہد و پیمان نہ رہا ہو۔

اوزاعی۔ میں نے دیکھا کہ اب صاف صاف جواب کے سوا چارہ کار نہیں ہے، اور یہ بھی یقینی ہے کہ صاف جواب دینے کے بعد جان بچنا بھی ممکن نہیں ہے۔ مرنے کو کس کا دل چاہتا ہے، مگر میں نے سوچا کہ اللہ کے حضور میں ایکدن کھڑا ہونا ہے، اسلئے میں نے نڈر ہو کر کہا کہ اس صورت میں انکا قتل آپ پر حرام تھا یہ سنتے ہی وہ آگ بگولا ہو گیا گردن کی رگیں پھول گئیں اور سرخ سرخ آنکھیں نکالکر بولا

عبد اللہ۔ یہ تم نے کیسے کہا اور کیوں کہا؟

اوزاعی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا خون تین ہی صورتوں میں روا ہو سکتا ہے، شادی شدہ ہونیکے باوجود زنا کرے، یا کسی کو قتل کر دے، یا مرتد ہو جائے (اور بنو امیہ جنکو تم نے قتل کرایا ہے ان میں سے کسی جرم کے مرتکب نہ تھے)۔

عبد اللہ۔ اجی کیا دیانتہً حکومت و خلافت ہمارا (ہاشمیوں کا) ہی حق نہیں ہے۔

اوزاعی۔ وہ کیسے؟

عبداللہ۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رض (ہاشمی) کو وصی نہیں بنا گئے تھے۔

اوزاعی۔ اگر وصی بنا گئے ہوتے۔ تو حضرت علی رض صفین کے موقع پر دو شخصوں کو حکم مان کر یہ نہ کہتے کہ تم جسکو حاکم یا خلیفہ مقرر کردو مجھے قبول و منظور ہے۔

یہ سنکر عبداللہ خاموش ہوگیا، اسکے غصہ کا پارہ آخری ڈگری پر پہونچ چکا تھا، اور امام اوزاعی خیال کر رہے تھے کہ اب میرا سر میرے سامنے گرا چاہتا ہے۔ کہ اتنے میں عبداللہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اسکو دربار سے نکالو۔ اوزاعی دربار سے نکل آئے، لیکن ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ دیکھا ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا انکے پاس چلا آرہا ہے، یہ سمجھے کہ میرا سر قلم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے، اس لئے جلدی سے اپنی سواری سے اترے کہ دو رکعت نماز پڑھ لوں، اور اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ لی، ابھی نماز ہی میں تھے کہ سوار آپہونچا، جب فارغ ہوئے تو اس نے سلام کیا اور کہا کہ امیر نے یہ اشرفیاں آپکے پاس بھجوائی ہیں۔ اوزاعی فرماتے ہیں کہ میں نے ان اشرفیوں کو گھر پہونچنے سے پیشتر ہی تقسیم کر کے ختم کر دیا۔ (تذکرہ جلد ا صـ۱۸۱)

(۴) ابن ابی ذئب کی جرأت کا یہ عالم تھا کہ ابو جعفر منصور جیسے پر ہیبت و بارعب بادشاہ کے سامنے بھی وہ حق بات کہنے میں ذرا نہ دبے، اور صاف کہدیا کہ تیرے دروازہ پر کھلم کھلا ظلم کی گرم بازاری ہے۔ (تذکرہ جلد ا صـ۱۸۱)

ابو نعیم کا بیان ہے کہ جس سال خلیفہ منصور نے حج کیا ہے، اسی سال مجھکو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی تھی، یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ منصور جب مکہ معظمہ پہونچا تو اس نے ابن ابی ذئب کو بلا بھیجا، جب وہ آئے تو دارالندوہ میں انکو اپنے ساتھ بٹھا کر پوچھا کہ حسن بن زید (علوی جو منصور کیطرف سے مدینہ کے قاضی تھے، مگر منصور کسی بات پر ان سے برہم ہوگیا تھا اور قضا سے برطرف کر کے انکو جیلخانہ بھجوا دیا تھا۔) کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے۔؟

ابن ابی ذئب نے کہا وہ انصاف شعار اور عدل گستر تھے، منصور نے کہا اور میری نسبت کیا رائے ہے؟

ابن ابی ذئب نے پہلے سکوت کیا لیکن منصور نے بار بار پوچھا تو ابن ابی ذئب نے خانہ کعبہ کیطرف اشارہ کر کے صاف فرمایا، کہ اس گھر کے مالک کی قسم کہ تو بے انصاف و ناحق پرست ہے۔

منصور کے دربان ربیع نے یہ تلخ اور بے باکانہ جواب سنکر ابن ابی ذئب کی ڈاڑھی پکڑ لی مگر منصور نے اسکو ڈانٹا کہ حرامزادے چھوڑ دے۔

ابن ابی ذئب منصور کے بیٹے مہدی کے عہد حکومت میں بھی زندہ تھے، چنانچہ جسوقت مہدی نے حج کیا اور حج سے فارغ ہو کر روضہ اطہر کی زیارت کے لئے مسجد نبوی میں حاضری دی تو مسجد میں کوئی ایسا نہ تھا جو اسکو دیکھ کر تعظیما کھڑا نہ ہوگیا ہو۔ صرف ایک ابن ابی ذئب تھے جنہوں نے اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی، کسی نے کہا کہ حضرت

کھڑے ہو جائیے۔ یہ امیر المؤمنین ہیں، تو برجستہ فرمایا، انما یقوم الناس لرب العالمین۔ کہ میاں رب العالمین کے لئے لوگ کھڑے ہوا کرتے ہیں۔

مہدی یہ جواب سنکر کانپ گیا، اور اسنے ڈانٹا کہ انکو نہ چھیڑو۔ میرے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ (تذکرہ جلد ۱ ص ۱۵۱)

(۵) یزید بن حبیب مصری ایک دفعہ بیمار ہوئے تو مصر کا حاکم حوثرہ ان کی عیادت کو آیا باتوں باتوں میں اس نے یہ مسئلہ پوچھ لیا، کہ کپڑے میں مچھر یا کھٹمل کا خون لگا ہو تو اس سے نماز ہوگی یا نہیں، یزید نے یہ سنکر اسکی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا جب اٹھکر وہ جانے لگا تو یزید نے اس کی طرف دیکھکر کہا کہ روزانہ کتنی مخلوق خدا کا خون بہاتے ہو تو کچھ نہیں اور کھٹمل یا مچھر کے خون کا مسئلہ دریافت کرنے آئے ہو۔ (تذکرہ جلد ۱ ص ۱۴۳)

(۶) امام ثوری، مہدی کے دربار میں گئے تو اس سے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے سفر حج میں صرف بارہ اشرفیاں خرچ کی تھیں۔ مہدی نے سنا تو اسکو غصہ آگیا اور گرم ہو کر بولا، تم چاہتے ہو کہ میں بھی تمہاری سی حالت میں ہو جاؤں۔ سفیان نے نہایت ہی بے باکی سے کہا۔ کہ اگر میری سی حالت میں ہونا گوارا نہ ہو تو جس حالت میں تم ہو اس میں بھی نہ ہونا چاہیئے۔ (تذکرہ جلد ص ۱۶۲)

(۷) خلیفہ منصور نے حج کو چلا تو سولی دینے والوں کو حکم دیدیا کہ سفیان جہاں ملجائیں انکو دار پر چڑھا دو۔ لیکن خدا کی شان کہ مکہ پہونچنے سے پہلے ہی منصور کا انتقال ہو گیا، اور سفیان کو سولی دینے کا منصوبہ خاک میں ملگیا، (تہذیب ص ۱۱۳)

(۸) مہدی اور سفیان کی تیز تیز گفتگو اوپر آپ پڑھ چکے ہیں۔ آخر میں سفیان اور مہدی کی آپس میں کشیدگی اتنی بڑھ گئی تھی کہ سفیان کو بصرہ میں روپوش ہونا پڑا اور اسی حالت میں ان کی وفات بھی ہو گئی۔

(۹) محدثین میں کتنے حضرات ایسے ہیں جن سے بادشاہوں نے یہ خواہش کی کہ دولتکدۂ شاہی پر حاضر ہو کر شاہزادوں کو حدیث سنا جائیں لیکن انہوں نے صاف انکار کر دیا، اور نہایت بے پروائی سے انکی یہ خواہش ٹھکرا دی، بلکہ ایسا بھی ہوا ہے کہ کسی حاکم نے کسی محدث کو مسئلہ پوچھنے کیلئے بارگاہ میں بلایا تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ تم خود آ کر پوچھو۔ چنانچہ زبان بن عبد العزیز (مصر کے گورنر) کے زمانے میں انہوں نے یزید بن ابی حبیب مصری کے پاس پیادہ بھیجکر کہلایا کہ مجھکو ایک مسئلہ پوچھنا ہے، ذرا دیر کے لئے تشریف لایئے، تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ تم خود آ کر پوچھ جاؤ تمہارا میرے پاس آنا تمہارے حق میں باعث زیبائش ہے اور میرا آنا تمہارے لئے عیب و بدنمائی ہے۔ (تذکرہ جلد ۱ ص ۱۴۲)

(۱۰) مہدی جس وقت مدینہ منورہ میں حاضر ہوا تو اس نے امام مالک کے پاس دو یا تین ہزار اشرفیاں بھیجیں جب مہدی مدینہ سے رخصت ہونے لگا تو ربیع امام مالک کے پاس آیا اور کہا کہ امیر المومنین چاہتے ہیں کہ آپ بغداد تک ان کے ہمرکاب تشریف لے چلیں۔ امام مالک نے جواب دیا کہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مدینہ کے باشندوں کے لئے مدینہ ہی بہتر ہے اگر وہ سمجھیں اور اگر اشرفیوں کا خیال ہو تو وہ ابتک جیسی کی تیسی رکھی ہوئی ہیں۔ (تذکرہ جلد ص ۲۴۹)

(۱۱) مہدی کا بیٹا خلیفہ ہارون رشید خود امام مالک کے گھر پر حاضر ہوا شاہزادے بھی ساتھ تھے، امام سے درخواست کی کہ میرے لڑکوں کو اپنی کتاب موطا اپنی زبان سے سنادیجئے، امام نے صاف انکار کردیا، اور فرمایا کہ میں نے ایک مدت سے کسی کو پڑھ کر نہیں سنایا ہے۔ لوگ خود پڑھکر مجھے سناتے ہیں۔ ہارون نے کہا اچھا اور لوگوں کو ہٹا کر تخلیہ کرادیجئے تو میں خود پڑھ کر آپکو سناؤں امام نے فرمایا کہ جب کسی خاص شخص کیوجہ سے عام لوگوں کو علم سے محروم رکھا جاتا ہے تو خاص کو بھی کوئی نفع نہیں پہونچتا۔ اسکے بعد امام نے معن بن عیسیٰ کو حکم دیا کہ تم پڑھو اور بادشاہ تم شاہزادوں کے سنیں۔ (تذکرہ جلد ا صفحہ ۱۹۵)

(۱۲) ہارون رشید بغداد سے حج کے لئے روانہ ہوا تو کوفہ میں پہونچکر عبداللہ بن ادریس اور عیسیٰ بن یونس کے پاس آدمی بھیجے کہ ہمارے پاس آکر حدیثیں بیان کر جائیں، دونوں نے آنے سے انکار کردیا مجبوراً امین و مامون دونوں شاہزادے ابن ادریس کے پاس خود گئے اور ان سے حدیث بیان کرنے کی درخواست کی ابن ادریس نے قبول فرمالیا اور سو حدیثیں انکو سنائیں جب بیان کر چکے تو مامون نے عرض کیا کہ چچا! اجازت ہو تو میں اپنی یاد سے آپ کے سامنے ابھی ان حدیثوں کو دہرادوں، ابن ادریس نے اجازت دی اور مامون نے سب حدیثیں سنادیں۔ ابن ادریس کو مامون کے حافظہ پر بڑا تعجب ہوا، یہاں سے اٹھ کر دونوں شاہزادے عیسیٰ بن یونس کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے حدیث سنانے کی درخواست کی انہوں نے بھی منظور کرلیا اور حدیثیں سنائیں اس کے بعد مامون نے دس ہزار اشرفیاں (یا درہم) نذرانہ کے طور پر پیش کئے مگر ابن یونس نے قبول نہ کیا اور فرمایا کہ ایک چلو پانی تک تو تمہارا پی نہیں سکتا۔ (تذکرہ جلد ا صفحہ ۲۵۹)

(۱۳) محدثین کو بادشاہوں کے تقرب سے اتنی نفرت تھی کہ ابن ادریس کے نام ہارون الرشید کا ایک فرمان آیا، ابھی اتنا ہی پڑھا گیا تھا کہ "خدا کے بندہ ہارون کیطرف سے عبداللہ ابن ادریس کے نام" کہ ابن ادریس نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے اور ظہر کے بعد سے مغرب کے وقت تک بے ہوش رہے مغرب سے ذرا پہلے پانی کا چھینٹا دیا گیا۔ تو ہوش آیا ہوش میں آنے کے بعد فرمایا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہارون بھی مجھے جاننے لگا خدا جانے مجھ سے کونسا گناہ صادر ہوا۔ کہ اس نے میرے پاس خط لکھا۔ (تذکرہ جلد ا صفحہ ۲۶۱)

(۱۴) وکیع کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ہارون کا ارادہ ہوا کہ ابن ادریس کو قاضی مقرر کرے، مگر انہوں نے سختی سے انکار کردیا، ہارون نے ان کو بلا کر اسکے لئے ان سے گفتگو کی، تو انہوں نے کہدیا کہ میں اس کام کے لائق نہیں ہوں ہارون نے خفا ہو کر کہا کہ میں نے تمہاری صورت نہ دیکھی ہوتی تو اچھا ہوتا، ابن ادریس نے کہا کہ میری بھی یہی تمنا تھی کہ تمہاری صورت نہ دیکھتا، یہ کہا اور دربار سے اٹھکر چلے آئے۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۲۶۱ / ۱۲)

حضرات محدثین کی جرأت حق گوئی اور امراء و حکام کی شوکت و صولت سے مرعوب نہ ہونے کے واقعات کا اگر استقصا کیا جائے تو اسکے لئے ایک دفتر درکار ہے، یہ چند واقعات بر سبیل تمثیل آپکے سامنے پیش کئے گئے جو حق گویہ کے اس خیال باطل کو کہ محدثین ... حکام کے مذاق ... کو منشور کر دینے کے لئے کافی سے زیادہ ہیں

نقد و تبصرہ

معارف قرآنیہ (حصہ اول) مصنفہ مولانا اشتیاق احمد صاحب افغان۔ صفحات (۲۰۰) تقطیع ۲۰×۲۶/۱۶ کاغذ، کتابت و طباعت متوسط قیمت علاوہ محصولڈاک ایک روپیہ۔ ملنے کا پتہ:۔ دفتر جماعت المسلمین۔ بیہ ضلع مظفر گڑھ (پنجاب)

یہ کتاب جیسا کہ فاضل مصنف نے خود ظاہر کیا ہے معارف قرآنیہ کے سلسلہ میں انکی طویل محنت کے نچوڑ کا ایک نمونہ ہے۔ جس میں انکے جمع کردہ ذخیرہ کے بیشمار ردیف وار عنوانات میں سے چند کا انتخاب کرکے انہیں درج کیا گیا ہے۔ اس حصے کے اہم عنوانات میں سے چند یہ ہیں۔ امام۔ بیعت۔ بشریت انبیاء۔ توبہ۔ جہاد ختم نبوت۔ شہادت۔ شرک۔ صراط مستقیم۔ معروف ومنکر۔ مغفرۃ۔ غضب۔ یہ اور انکے علاوہ دوسرے تمام عنوانات جو اس کتاب میں ہیں سب کے متعلق آج کل کے مسلمانوں کا عام عقیدہ اور خیال واضح کرکے انکی غلطیوں کو قرآن حکیم کی تعلیمات سے واضح کیا گیا ہے اور صحیح عقیدہ کو پیش کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ اسمیں شک نہیں کہ بعض مباحث میں حدود احتیاط سے تجاوز بھی کیا گیا ہے۔ لیکن بحیثیت مجموعی اس کتاب کے مضامین مفید ہیں اور اس کا مطالعہ بہت سے غلط عقیدوں کی اصلاح کا سبب بن سکتا ہے۔ کتاب کی زبان سہل اور دلنشین اور ترتیب پسندیدہ ہے۔

خدا کی باتیں مترجمہ حضرت مولانا حافظ احمد سعید دہلوی۔ صفحات ۲۹۰ تقطیع ۲۰×۲۶/۸ کاغذ کتابت و طباعت عمدہ قیمت دو روپے (۲) ملنے کا پتہ:۔ دینی بکڈپو۔ اردو بازار۔ جامع مسجد دہلی۔

یہ مجموعہ دراصل احادیث قدسیہ کا ترجمہ ہے۔ جسے مولانائے ممدوح نے اپنے مخصوص شیریں انداز میں اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ اس کتاب میں بہت سے ضروری عنوانات مثل توحید۔ شرک و الحاد، تقدیر، ذکر الٰہی تلاوت قرآن پاک کی فضیلت، مساجد، اذان، نماز وغیرہ وغیرہ کے ماتحت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو جمع کر دیا گیا ہے۔

یہ کتاب بھی مولانائے ممدوح کی دوسری تالیفات، جنت کی کنجی اور دوزخ کا کھٹکا وغیرہ کی طرح مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہے۔ ہم مسلمانوں سے امید رکھتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو حاصل کرنے اور اسکا مطالعہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

تاریخ القرآن مصنفہ مولانا عبد الصمد صاحب صارم (فاضل دیوبند و فاضل ازہر) صفحات (۲۴۸) تقطیع ۲۰×۲۶/۸ کاغذ، کتابت و طباعت عمدہ۔ ملنے کا پتہ:۔ ندوۃ المصنفین۔ قرولباغ نئی دہلی۔ یا۔ مولانا

قاضی ظہور الحسن بر مکان مولوی فیض الدین ایڈووکیٹ۔ عابد روڈ حیدرآباد دکن۔

فاضل مصنف کی بہت سی مفید تصانیف اس سے قبل بھی شائع ہو کر حسن قبول کی سند حاصل کر چکی ہیں لیکن ان کی زیر نظر تصنیف اپنی اہمیت اور قرآن حکیم کے متعلق بہترین معلومات کے اعتبار سے تمام سابقہ تصانیف سے گوئے سبقت لیگئی ہے۔ "تاریخ القرآن" حقیقتاً قرآن مجید کی ایک مکمل اور مدلل تاریخ ہے جس میں نزول وحی، کتابت قرآن، جمع و ترتیب قرآن، علوم قرآن، تفاسیر قرآن، تواتر اور ربط آیات وغیرہ اہم مباحث کے متعلق سلیس زبان اور دلنشین پیرایہ میں افراط و تفریط سے بچکر صحیح اور مسلمہ روایات کی روشنی میں بحث کیگئی ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ "تاریخ القرآن" موجودہ دور کے رجحانات اور ضروریات کو بڑی حد تک پورا کر دیتی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ یقیناً قرآن مجید سے مناسبت اور تعلق میں اضافہ کا موجب ہوگا۔

حکومت الٰہی مولفہ مفکر اسلام علامہ ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ صفحات ۲۷۶ تقطیع ۲۲×۱۸/۲۰۰ کاغذ، کتابت و طباعت متوسط۔ قیمت معلوم نہیں، اندازاً بارہ آنہ (۱۲) ہوگی۔

ملنے کا پتہ:۔ (۱) مکتبہ سیفیہ مونگیر۔ (۲) کتب خانہ فخریہ مرادآباد۔

یہ کتاب دراصل حکومت الٰہیہ کے اس عظیم الشان نظام کی تمہید ہے جو مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رح نائب امیر شریعت بہار مرتب فرما رہے تھے، اور جس کا تقریباً مکمل مواد مرحوم جمع فرما چکے تھے لیکن اس کی ترتیب و تبویب سے قبل ہی انہیں داعی اجل کو لبیک کہنا پڑا۔

ہندوستان کے تعلیم یافتہ مسلمانوں میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو اس کو نہ جانتا ہو کہ مولانا رح کی زندگی کا واحد نصب العین "حکومت الٰہیہ" کے قیام کے سوا اور کچھ نہ تھا، چنانچہ انہوں نے اپنی پوری زندگی اسی مقصد کے حصول کی جد و جہد میں صرف فرما دی۔

مولانا سید منت اللہ رحمانی (فاضل دیوبند) ایم۔ ایل۔ اے۔ تمام صحیح العقیدہ مسلمانوں کیطرف سے ذرا نی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے مولانا مرحوم کے ان نادر جواہر پاروں کو شائع فرما کر مسلمانوں کو ان تک پہونچا دیا۔ کتاب کے شروع میں تقریباً ۸ صفحات پر حضرت مولانا ابوالقاسم حفظ الرحمن (فاضل دیوبند) کا لکھا ہوا ایک عالمانہ مقدمہ ہے، پھر وہ مباحث ہیں جنمیں مصنف علام رح نے "حکومت الٰہیہ" کے قیام کی ضرورت کو ثابت فرمایا ہے۔

کہنے کو تو یہ "حکومت الٰہیہ کے مکمل نظام" کی تمہید یا دیباچہ ہے۔ لیکن حکومت الٰہیہ کا نظام پیش کرنے سے قبل جن اہم مضامین کا پیش کر دینا ضروری تھا اس کتاب میں ان سب پر سیر حاصل بحث کیگئی ہے اور اس اعتبار سے یہ بجائے خود ایک مستقل تصنیف ہو گئی ہے، جو حسب ذیل عنوانات پر مشتمل ہے جاتی

نظام کی ضرورت۔ مالی حاجت اور اس کا تحفظ۔ تحفظ نسل، حفظ ناموس و عزت، حفظ جان۔ جماعتی نظام اور انسانی حکومت، شخصی حکومت، جمہوری حکومت، انسانی حکومت کی ناکامی کے اسباب و نتائج، قانون سازی کے لوازم، واضع قانون کا تعین اور اس کی صفات۔ واضع قانون کے کمالات کا استحضار قوانین خالق کے علم کا طریقہ۔ انسانیت کی فلاح کا ذریعہ صرف حکومت الٰہی ہے۔ اجتماعی نظام حکومت کی خصوصیات ہیں اور انکے علاوہ دوسرے قیمتی عنوانات پر اس کتاب میں بحثیں کی گئی ہیں ان کا اندازہ کچھ وہ حضرات ہی کر سکتے ہیں جنہیں علامہ مرحوم کے تبحر علمی کے مطالعہ کا موقع ملا ہو۔

حکومت الٰہی وقت کی سب سے اہم ضرورت میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ اور اس کا مطالعہ ہر مسلمان ہی کے لئے نہیں بلکہ انسانیت کے ہر خادم اور خیر خواہ کے لئے ازبس ضروری ہے۔

ہمیں امید ہے کہ مولانا منت اللہ رحمانی مکمل نظام حکومت الٰہی کو مرحوم کے جمع کئے ہوئے مواد سے مدوّن و مرتب فرما کر جلد شائع کرنے کی کوشش فرمائیں گے، تاکہ بہت سے مخلص مسلمان انتشار خیالی سے نجات حاصل کرکے اطمینان حاصل کرسکیں۔

انسان کا معاشی مسئلہ اور اسکا اسلامی حل از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ صفحات (۴۳) تقطیع ۲۲×۱۸ کاغذ، کتابت و طباعت اچھی قیمت چار آنہ (۴؍)

ملنے کا پتہ:۔ معتمد نشر و اشاعت انجمن اسلامی تاریخ و تمدن مسلم یونیورسٹی علیگڈھ۔

یہ مولانا مودودی کا وہ مقالہ ہے جو موصوف نے انجمن اسلامی تاریخ و تمدن مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے اسلامی ہفتہ کے پانچویں اجتماع میں پڑھا تھا۔ اس مقالہ میں موصوف نے معاشی مسئلہ کی اہمیت کے اسباب اور موجودہ معاشی مشکلات کی وجوہ پر اپنے خاص انداز میں کلام کرنے کے بعد اسلام کے معاشی نظریہ کو پیش کرکے اسکے مطابق فطرت ہونے کو ثابت کیا ہے، اور اخیر میں یہ بتایا ہے کہ انسان کے معاشی مسئلہ کا حل اگر کہیں ہو سکتا ہے تو صرف تعلیمات اسلام میں، لیکن اس کی کامیابی اسی وقت ممکن ہے جبکہ اسے اسلام کے پورے اعتقادی، اخلاقی اور تمدنی مجموعہ کے ساتھ ساتھ بروئے کار لایا جائے۔

معاشیات کے طالب علم کو چاہیئے کہ وہ اس مقالہ کا اور اسیکے ساتھ ملک کے مشہور و مقبول عالم حضرت مولانا حفظ الرحمٰن رکن ندوۃ المصنفین دہلی کی معرکتہ الآراء تصنیف "اسلام کا اقتصادی نظام" کا مطالعہ ضرور کرے۔

کلمۂ طیبہ از مولانا قاری محمد طاہر قاسمی۔ صفحات (۲۰) تقطیع ۲۲×۱۸ کاغذ، کتابت و طباعت عمدہ قیمت صرف تین آنہ (۳؍) ملنے کا پتہ مندرجہ بالا۔ انجمن اسلامی تاریخ و تمدن مسلم یونیورسٹی نے یہ مقالہ

مولانا موصوف سے لکھوا کر شائع کیا ہے، اس مقالہ میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کلمۂ طیبہ نظام الوہیت و رسالت کا یا بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ پوری تعلیمات اسلام کا مرکزی نقطہ ہے۔ جس کا اقرار کئے بغیر کوئی انسان دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اور جس کے اقرار پر ابدی نجات کا حصول موقوف ہے۔

ہمارے خیال میں اس مقالہ کا مطالعہ ہر انسان کے لئے اور خصوصاً ان مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ مفید ہوگا۔ جو اسلامی کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" کو اس کے اصل مقام پر قائم رکھنا اتنا زیادہ ضروری خیال نہیں کرتے جتنا ضروری کہ وہ ہے۔

تعلیم جدید۔ مصنفہ جناب محمد صدیق میمن۔ صفحات (۴۰) تقطیع $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۱۶}$ کاغذ، کتابت و طباعت متوسط قیمت تین آنہ (۳؍) ملنے کا پتہ مندرجہ بالا۔

یہ مقالہ محمد صدیق صاحب میمن نے بمبئی کی کسی مجلس میں پڑھا تھا، اس مقالہ کا ماحصل یہ ہے کہ زندگی کے مختلف دنیاوی اور عمرانی گوشوں کو ترقی دینے اور سنوارنے کے لئے جس حد تک علوم جدیدہ کا حاصل کرنا ضروری ہے انہیں بلا شبہ حاصل کرنا چاہیئے، لیکن ترقی کی اس تگ ودو میں خالق کے ساتھ مخلوق کا جو حقیقی تعلق ہے اس کا خیال رکھا جائے کہ وہ منقطع نہ ہونے پائے، اس میں کسی قسم کا اضمحلال پیدا ہو۔ انہیں اپنی ترقیات کی بنیاد خدا پرستی اور تہذیب اسلامی پر رکھنی چاہیئے۔ ہمارے خیال میں یہ مقالہ نہایت مفید ہے، خصوصاً مغربی تہذیب سے متاثر حضرات اس مقالہ کا مطالعہ ضرور فرمائیں۔

اہل دل کی دل آویز باتیں:۔ دو حصے۔ مؤلفہ ابوالمآثر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی (فاضل دیوبند) حصہ اول (۳۲) صفحات حصہ دوم (۳۲) صفحات تقطیع $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۱۶}$ کاغذ، کتابت و طباعت عمدہ قیمت فی حصہ ۲؍

ملنے کا پتہ:۔ مولانا محمد ایوب اعظمی ناظم مفتاح العلوم۔ جامع مسجد شاہی مئو ضلع اعظم گڑھ

ہر دو حصے بزرگان دین رحمہم اللہ کے نہایت سبق آموز ملفوظات اور واقعات پر مشتمل ہیں، اصلاح نفس کے لئے اس قسم کی کتابوں کا مطالعہ از بس مفید ہوگا۔ مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ انہوں نے صاف ستھری زبان میں بہت سی کار آمد باتیں جمع فرما دیں۔

ارمغان حرمین:۔ مؤلفہ مولانا محمد اصغر حسین (فاضل دیوبند) پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ صفحات ۱۰۵ تقطیع $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ کاغذ معمولی، کتابت و طباعت عمدہ قیمت صرف چار آنہ (۴؍)

مندرجہ بالا پتہ پر فاضل مؤلف سے مل سکتی ہے۔

اس رسالہ میں مولانائے ممدوح نے اپنے سفر حج کے واقعات کو سفرنامہ کی صورت میں قلمبند فرمایا ہے یہ واقعات اپنے اندر ایک خاص جاذبیت اور کشش رکھتے ہیں ہندوستان سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ ہوتے ہوئے مدینہ طیبہ

تک پہونچنے اور پھر واپس ہندوستان آنے تک کے جملہ واقعات میں تسلسل اور ترتیب کا پورا خیال رکھا گیا ہے اور ساتھ ہی مناسک حج کو بھی تفصیل سے بیان کر کے تمام ضروری دعائیں اپنے اپنے موقع پر درج کر دی گئی ہیں۔ حجاج کے لئے یہ رسالہ ایک اچھے رہنما کا کام دے گا۔

قرآنی نصاب کے چار رسالے:۔ مؤلفہ مولانا مشتاق احمد چرتھاولی۔ کاغذ، کتابت و طباعت عمدہ۔ پہلا رسالہ (تلاوت آسان) ۳۲ صفحات قیمت ایک آنہ (۱؍) دوسرا رسالہ (اردو قاعدہ) ۴۸ صفحات قیمت (۱؍) تیسرا رسالہ (نماز آسان) ۴۰ صفحات قیمت ۱؍ چوتھا رسالہ (روزہ آسان) ۳۲ صفحات قیمت ۱؍ تقطیع ان چاروں رسالوں کی ۲۲×۳۶/۱۶ ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ کتبخانہ اشاعت الادب دیوبند ضلع سہارنپور۔

مولانا مشتاق احمد صاحب چرتھاولی بچوں کے لئے نصاب تعلیم کی ترتیب کا جو خصوصی ملکہ رکھتے ہیں وہ محتاج تعارف نہیں ہے، آپ کا مرتب کیا ہوا نصاب تعلیم عربی اور فارسی زبان میں خصوصیت کے ساتھ حسن قبول حاصل کر چکا ہے، اور ہندوستان کے بہت سے مدارس میں پڑھایا جا رہا ہے۔

اب آپ نے مندرجہ بالا چار رسالوں کا ایک سٹ مرتب فرما کر شائع کیا ہے، جنکی غرض یہ ہے کہ بچے قرآن مجید پڑھنے کے زمانہ ہی میں اردو بھی بآسانی پڑھنے پر قادر ہو جائے اور نماز روزہ کے طریقے اور مسائل محفوظ ہونے کے ساتھ ہی ان میں خود بخود نماز روزہ کا شوق بھی پیدا ہو جائے۔ ان رسائل کی ترتیب نہایت دلنشین ہے اور ہمارے خیال میں یہ مسلمان بچوں کے لئے ازبس مفید ہیں، ہم مکتبوں کے اساتذہ کو مشورہ دینگے کہ وہ اس سلسلہ کو اپنے یہاں ضرور جاری فرمائیں۔

نصیحۃ المخلصین مرتبہ حضرت مولانا سید اصغر حسین دیوبندی استاد حدیث دارالعلوم دامت فیوضہم تین پیسہ کا ٹکٹ محصولڈاک کے لئے بھیجکر حسب ذیل پتہ سے **مفت** طلب کیا جا سکتا ہے:۔ شعبہ تبلیغ اسلام۔ جامعہ حسینیہ۔ راندیر ضلع سورت۔

اس مختصر رسالہ میں حضرت ممدوح نے پنجگانہ نمازوں کے بعد اور دیگر اوقات میں پڑھنے کے لئے ایسے مختصر وظائف اور دعائیں جمع فرمادی ہیں جن کا ثبوت مستند کتب حدیث سے ملتا ہے، اور جن کو معمول بنانا یقیناً موجب خیر و برکت ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف دامت برکاتہم کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مسلمانوں کو اس رسالہ سے استفادہ کی توفیق بخشے۔

نقشۂ جنگ:۔ مرتبہ جناب قمر الحسن گنگوہی۔ سائز ۱۸×۲۲ قیمت فی نقشہ مع محصولڈاک ۲؍ ملنے کا پتہ زمزم بک ایجنسی، موہن روڈ۔ لاہور۔ یہ نقشہ موجودہ جنگ کے اکثر علاقوں کو واضح کرتا ہے، اسکے ساتھ ایک نقشے کے ذریعہ دنیا کے مختلف حصوں کی گھڑیوں کا فرق بھی واضح کیا گیا ہے، نیز اور بھی بہت سی مفید معلومات نقشے میں جمع کر دی گئی ہیں، غرضکہ یہ ایک دلچسپ اور کارآمد نقشہ ہے۔ ...... (ح-و)

چندہ دوامی بہی خواہان

بذریعہ شعبۂ تنظیم و ترقی

موصولہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۱ھ

یعنی ان حضرات کے عطیات جو حلقہ بہی خواہان دارالعلوم دیوبند کے قرطاس رکنیت کی باقاعدہ خانہ پُری کر کے مستقل امداد فرماتے ہیں۔

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
	۱۱۷۹۱	مولانا عبدالحق صاحب ربانی قصبہ نصیرپور ضلع حیدرآباد سندھ	صہ	دوامی بہی خواہان	۲۳	۱۱۹۷۳	منشی عبدالحکیم صاحب خیرنگر دروازہ میرٹھ	عہ	دوامی بہی خواہان
	۱۱۷۹۲	مولانا میاں احمد صاحب ؍؍ ؍؍	۶	؍؍	۲۴	۱۱۹۷۵	شفیق الاسلام صاحب خیاط ؍؍ ؍؍	۳ر	؍؍
	۱۱۷۹۳	مولوی عبدالحق صاحب بھنڈہ ؍؍	صہ	؍؍	۲۵	۱۱۹۷۶	محمد زکریا صاحب دوکاندار ؍؍	۳ر	؍؍
	۱۱۷۹۴	فقیر محمد صادق صاحب ؍؍ ؍؍	۶	؍؍	۲۶	۱۱۹۷۷	جلال الدین صاحب بازار بزازہ ؍؍	۳ر	؍؍
	۱۱۷۹۵	مولوی محمد عالم صاحب ؍؍ ؍؍	۶	؍؍	۲۷	۱۱۹۷۸	چودھری امداد خانصاحب موضع میدپور ؍؍	۶	؍؍
	۱۱۷۹۶	حافظ محمد عمر صاحب مہتمم مدرسۃ العلوم ؍؍ ؍؍	عہ	؍؍	۲۸	۱۱۹۷۹	حافظ محمد اسمٰعیل صاحب امام مسجد ؍؍ ؍؍	۸ر	؍؍
	۱۱۷۹۷	فقیر محمد ابراہیم صاحب ؍؍ ؍؍	عہ	؍؍	۲۹	۱۱۹۸۰	منشی جمعہ بخش صاحب مدرسہ امدادیہ ؍؍	عہ	؍؍
	۱۱۷۹۸	حاجی محمد عباس صاحب ؍؍ ؍؍	عہ	؍؍	۳۰	۱۱۹۸۱	چودھری امانت علیخاں صاحب ؍؍ ؍؍	عہ	؍؍
	۱۱۷۹۹	مولوی میاں احمد صاحب مدرس ؍؍ ؍؍	عہ	؍؍	۳۱	۱۱۹۸۲	چودھری عبداللطیف صاحب ؍؍ ؍؍	۱۲ر	؍؍
	۱۱۸۰۰	مولوی سیف اللہ صاحب گل محمد والہ پوتہ ؍؍	صہ	؍؍	۳۲	۱۱۹۸۳	منشی عبدالباری صاحب پٹواری موضع لڈپور ؍؍	عہ	؍؍
	۱۱۸۰۱	محمد عمر صاحب کمٹی بھنڈہ ؍؍	عہ	؍؍	۳۳	۱۱۹۹۲	حکیم محمد حنیف صاحب سفیر دارالعلوم دیوبند	۳ر	وظیفہ زکوٰۃ
	۱۱۸۰۲	میاں عبدالرحمن صاحب ؍؍ ؍؍	عہ	؍؍	۳۴	۱۱۹۹۳	حاجی جنگ باز صاحب محلہ توپچی واڑہ میرٹھ	عہ	؍؍
	۱۱۸۰۳	پیر تاج محمد صاحب قریشی۔ کمارو شریف ؍؍	[illegible]	؍؍	۳۵	۱۱۹۹۴	حافظ عبدالمجید صاحب موٹر والے خیرنگر دروازہ ؍؍	صہ	؍؍
	۱۱۸۰۴	مولانا حکیم محمد صالح صاحب میرپور خاص ؍؍	صہ	وظیفہ زکوٰۃ	۳۶	۱۱۹۹۵	حکیم الدین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ	۸ر	؍؍
	۱۱۸۰۴	عبدالرحمن صاحب ؍؍ ؍؍	ے	؍؍			دہلی دروازہ غازی آباد		
	۱۱۸۰۴	محترمہ اہلیہ حکیم محمد صالح صاحب ؍؍	ے	؍؍	۳۷	۱۱۹۹۶	محب اللہ خانصاحب ٹین بسکٹ فیکٹری	۸ر	دوامی بہی خواہان
	۱۱۸۰۵	میاں نور محمد صاحب پوسٹ آفس ؍؍ ؍؍	۶	؍؍			خیرنگر بازار میرٹھ		
	۱۱۹۶۹	حاجی ریاض الدین صاحب ہیڈ مدرس غازی آباد	عہ	دوامی بہی خواہان	۳۸	۱۱۹۹۷	قاری محمد کامل صاحب مدرس اندرکوٹ ؍؍	عہ	؍؍
	۱۱۹۷۱	شیخ احسان علی صاحب ؍؍	عہ	؍؍	۳۹	۱۱۹۹۸	حکیم محمد صدیق صاحب سوداگر نمک محلہ نقاچیاں ؍؍	۳ر	؍؍
	۱۱۹۷۲	عبدالرشید صاحب ٹیلر ماسٹر بزازہ میرٹھ	۸ر	؍؍	۴۰	۱۱۹۹۹	بشیر احمد خانصاحب منیجر باٹا کمپنی دہلی بازار ؍؍	۳ر	؍؍
	۱۱۹۷۳	حاجی عبدالرحیم صاحب جراح	۳ر	؍؍	۴۱	۱۲۰۰۰	منشی ابرار حسین صاحب سوداگر چرم ؍؍ ؍؍	۸ر	؍؍
	۱۱۹۷۰	حاجی سراج احمد خانصاحب غازی آباد	عہ	؍؍					

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۹۹	۱۲۱۵۷	محمد عبد الرشید صاحب لیڈر مرچنٹ شہر جالندھر	عہ	دوامی
۱۰۰	۱۲۱۵۸	علی محمد صاحب مین لین ٹیلیفون جہاں پلغ 〃	۶	〃
۱۰۱	۱۲۱۵۹	صاحبزادہ محمد علی صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۲	۱۲۱۶۰	مولوی عبد الغفور صاحب مدرس موضع کلیانپوزہ	عہ	〃
۱۰۳	۱۲۱۶۱	مولانا امداد اللہ صاحب وجوہ خورد 〃	عہ	〃
۱۰۴	۱۲۱۶۲	حافظ نقی احمد صاحب موضع قائم والہ 〃	عہ	〃
۱۰۵	۱۲۱۶۳	ماسٹر نور محمد صاحب موضع دہوگری 〃	عہ	〃
۱۰۶	۱۲۱۶۴	حکیم محمد عبد الغنی صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۷	۱۲۱۶۵	حافظ قاری عبد الرحمن صاحب موضع مدلو 〃	عہ	〃
۱۰۸	۱۲۲۲۱	حاجی محمد صدیق صاحب مدرسہ صدیقیہ دہلی	عـــہ	وظیفہ ماہانہ
۱۰۹	۱۲۲۶۵	مولوی محمد ابراہیم صاحب موضع گررہ۔ غازی آباد	عہ	دوامی
۱۱۰	۱۲۲۶۶	محمد ذکر اللہ صاحب سوداگر۔ دہرمپور ضلع غازیپور	عہ	〃
۱۱۱	۱۲۲۶۹	مولانا سید عبد اللہ صاحب لوہانی سرائے بہار نپور	عہ	وظیفہ
۱۱۲	۱۲۲۶۷	حکیم برکت علی صاحب آصف محلہ کرار خاں جالندھر	عہ	دوامی
۱۱۳	۱۲۲۷۱	پٹواری عزیز احمد صاحب 〃	عہ	〃
۱۱۴	۱۲۲۹۱	عبد الغنی گوتو میاں صاحب سوداگر رنگون	عہ	〃
۱۱۵	۱۲۲۹۲	حاجی شکر علی صاحب 〃	عہ	〃
۱۱۶	۱۲۲۹۳	مستری عبد الاحد صاحب وغیرہ 〃	عـــہ	〃
۱۱۷	۱۲۲۹۴	سوداگر عبد الستار صاحب 〃	عہ	〃
۱۱۸	۱۲۲۹۵	مولانا منصور احمد صاحب کرلائی امام مسجد 〃	عـــہ	〃
۱۱۹	۱۲۲۹۶	سوداگر ابو الحسن صاحب 〃	۶	〃
۱۲۰	۱۲۲۹۷	عبد اللہ صاحب سوداگر چولیا 〃	عہ	〃
۱۲۱	۱۲۲۹۹	دیوان حاجی میر محمد موسیٰ صاحب 〃	عـــہ	〃
۱۲۲	۱۲۳۰۰	محمد شریف صاحب دوکان روٹی کا لابتی 〃	۶	〃
۱۲۳	۱۲۳۰۱	سونا میاں 〃	عـــہ	〃
۱۲۴	۱۲۳۰۲	عبد الحق صاحب 〃	عہ	〃
۱۲۵	۱۲۳۰۳	ابن بی حکیم نبی بخش صاحب اسی میڈیکل ہال 〃	عہ	〃
۱۲۶	۱۲۳۰۴	مولانا حکیم محمد زبیر صاحب شفاخانہ 〃	عہ	〃
۱۲۷	۱۲۳۰۵	عبد الحق صاحب 〃	للعہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۲۸	۱۲۳۰۶	حافظ محمود صاحب مدرسہ نور الاسلام گلی ۲۷ رنگون	عہ	دوامی
۱۲۹	۱۲۳۰۷	مولانا افتخار الحسن صاحب 〃 〃	عـــہ	〃
۱۳۰	۱۲۳۰۸	شیخ آدم صاحب مدرس 〃 〃	عہ	〃
۱۳۱	۱۲۳۰۹	شیخ محمد احمد صاحب سکنڈ مدرس 〃 〃	عہ	〃
۱۳۲	۱۲۳۱۰	سید فخر الدین صاحب 〃 〃 〃		
۱۳۳	۱۲۳۱۱	قاری عبد الوہاب صاحب 〃 〃		
۱۳۴	۱۲۳۱۲	عارف صاحب دوکان مالم صاحب 〃	۶	
۱۳۵	۱۲۳۱۳	محمد صالح صاحب کوتوال 〃	سے	〃
۱۳۶	۱۲۳۱۴	حافظ ابراہیم صاحب ہیڈ ماسٹر گلی ۲۶ 〃	ے	〃
۱۳۷	۱۲۳۱۵	ماسٹر زبیر خاں صاحب مدرس 〃 〃	عہ	〃
۱۳۸	۱۲۳۱۶	عبد العزیز صاحب گلی ۲۹ 〃	۶	〃
۱۳۹	۱۲۳۱۷	شہاب الدین صاحب گلی ۳۰ 〃	عہ	〃
۱۴۰	۱۲۳۱۸	محمد صدیق صاحب پریزیڈنٹ 〃	۶	〃
۱۴۱	۱۲۳۱۹	عبد الغفار صاحب گلی ۲۹ دوکان ڈاڈ 〃	عہ	〃
۱۴۲	۱۲۳۲۰	ہدایت علی خاں صاحب بھونگ کھائن اسٹریٹ 〃	عہ	〃
۱۴۳	۱۲۳۲۱	اکمل صاحب تجارتی کتب خانہ 〃	عہ	〃
۱۴۴	۱۲۳۲۲	مولانا محمد یٰسین صاحب فاضل دیوبند 〃	۶	〃
۱۴۵	۱۲۳۲۳	شیخ عبد الرحمن صاحب تجارتی کتب خانہ 〃	عـــہ	〃
۱۴۶	۱۲۳۲۴	مولانا ماسٹر سید بخش احمد صاحب 〃	عـــہ	〃
۱۴۷	۱۲۳۲۵	محمد یونس صاحب ہیڈ کلرک 〃	عہ	〃
۱۴۸	۱۲۳۲۶	باب الحق صاحب 〃	عہ	〃
۱۴۹	۱۲۳۲۷	عبد السلام صاحب 〃	عہ	〃
۱۵۰	۱۲۳۲۸	عبد القادر صاحب 〃	۶	〃
۱۵۱	۱۲۳۲۹	سلطان احمد صاحب 〃	عـــہ	〃
۱۵۲	۱۲۳۳۱	فیض الحسن صاحب 〃	عہ	〃
۱۵۳	۱۲۳۳۲	نظام الدین صاحب مالک ہوٹل 〃	عہ	〃
۱۵۴	۱۲۳۳۳	مستری محمد سلیمان صاحب پریزیڈنٹ 〃	عـــہ	〃
۱۵۵	۱۲۳۳۴	منشی محمد صدیق صاحب مگن لال فروٹ فرم 〃	۶	〃
۱۵۶	۱۲۳۳۵	ابراہیم کمپنی مانڈلے (برما)	عـــہ	〃

نمبر شمار	نمبر رجسٹر	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رجسٹر	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۷۲	۱۲۴۷۴	شیخ عبدالعزیز صاحب میاں سرائے سنبھل ضلع مرادآباد	عہ	دوامی	۳۰۱	۱۲۵۱۱	منشی سید عبدالکریم صاحب سیشن جج بھوپال	ے	دوامی
۲۷۳	۱۲۴۷۵	شیخ محمد خانصاحب جفت فروش سرائے ترین 〃 〃	عہ	〃	۳۰۲	۱۲۵۱۲	مولوی ظفر احمد صاحب وکیل نانوتوی 〃	عا	〃
۲۷۴	۱۲۴۷۶	ہدایت علی خانصاحب تاجر پارچہ 〃 〃	عہ	〃	۳۰۳	۱۲۵۱۳	سید عبدالحی صاحب منصف 〃	عہ	〃
۲۷۵	۱۲۴۷۷	ملا اللہ بخش صاحب سیات گر 〃 〃	عہ	〃	۳۰۴	۱۲۵۱۴	حاجی محمد ادریس صاحب سب جج 〃	عا	〃
۲۷۶	۱۲۴۷۸	عبدالغفور صاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۰۵	۱۲۵۱۵	سردار مقدس محمد خانصاحب 〃	عہ	〃
۲۷۷	۱۲۴۷۹	حافظ عبدالرحیم صاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۰۶	۱۲۵۱۶	ماسٹر خدا بخش صاحب 〃	۴ر	〃
۲۷۸	۱۲۴۸۰	شیخ محمد نور صاحب رئیس 〃 〃	للعہ	〃	۳۰۷	۱۲۵۱۸	بابو محمد افضل خانصاحب سب پوسٹ ماسٹر کچہری فیض آباد	ے	〃
۲۷۹	۱۲۴۸۱	محمد یٰسین صاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۰۸	۱۲۵۱۹	عبداللہ خانصاحب سرونج مالوہ ٹکس بھوپال	عہ	〃
۲۸۰	۱۲۴۸۲	[illegible] بخش صاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۰۹	۱۲۵۲۰	چودھری محمد خلیل الرحمن خانصاحب سیوہارہ ضلع بجنور	ے	〃
۲۸۱	۱۲۴۸۳	حافظ عبدالشکور صاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۱۰	۱۲۵۲۳	اللہ بخش صاحب ۱۵ ٹیگر اروڈ کلکتہ	عہ	〃
۲۸۲	۱۲۴۸۴	محمد دین خانصاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۱۱	۱۲۵۲۴	مولوی محمد خانصاحب ہاشمی 〃 〃	۴ر	〃
۲۸۳	۱۲۴۸۵	[illegible] داور خانصاحب 〃 〃	[illegible]	〃	۳۱۲	۱۲۵۲۵	مولوی نادر الزماں صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۸۴	۱۲۴۸۶	حاجی عبدالصمد خانصاحب 〃 〃	عا	〃	۳۱۳	۱۲۵۲۶	میاں محمد رفیق صاحب 〃 〃	ھ	〃
۲۸۵	۱۲۴۸۷	مشیت اللہ صاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۱۴	۱۲۵۲۷	قاضی محمد جلیل صاحب امام ناموکل واگیا تارسولہ	[illegible]	〃
۲۸۶	۱۲۴۸۸	عبدالغفار صاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۱۵	۱۲۵۲۸	فیروز الدین صاحب 〃	ے	〃
۲۸۷	۱۲۴۸۹	مولانا حبیب احمد صاحب رئیس 〃 〃	ے	〃	۳۱۶	۱۲۵۲۹	محمد امین صاحب 〃	عہ	〃
۲۸۸	۱۲۴۹۰	محبوب احمد صاحب 〃 〃	عا	〃	۳۱۷	۱۲۵۳۰	حاجی منور الدین صاحب 〃	[illegible]	〃
۲۸۹	۱۲۴۹۱	کفایت اللہ صاحب نئی سرائے 〃	عہ	〃	۳۱۸	۱۲۵۳۱	مولانا محمود حسن خانصاحب مدرس مدرسہ ریاض المدرسین سرونج	۸ر	〃
۲۹۰	۱۲۴۹۲	رحیم بخش صاحب 〃 〃	عہ	〃					
۲۹۱	۱۲۴۹۳	امیر بخش صاحب 〃 〃	عہ	〃					
۲۹۲	۱۲۴۹۴	ننھے خانصاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۱۹	۱۲۵۳۲	مولانا فصیح احمد صاحب نائب مدرس 〃	۸ر	〃
۲۹۳	۱۲۴۹۵	نصیر احمد صاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۲۰	۱۲۵۳۳	مولوی عبداللہ صاحب مدرس 〃	۴ر	〃
۲۹۴	۱۲۴۹۶	بشیر احمد صاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۲۱	۱۲۵۳۴	مولوی عبیداللہ صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۹۵	۱۲۴۹۷	بھولو صاحب 〃 〃	عہ	〃	۳۲۲	۱۲۵۳۵	مولوی نصیر الدین صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۹۶	۱۲۴۹۹	ملا عبدالوحید صاحب سرائے ترین 〃	عہ	〃	۳۲۳	۱۲۵۳۶	نذیر الدین صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۹۷	۱۲۵۰۱	عبدالرشید صاحب مدرس شمس الاسلام 〃	عہ	وظیفہ ذکر	۳۲۴	۱۲۵۳۸	بابو محمد شریف صاحب انسپکٹر ریلوے [illegible]	للعہ	〃
۲۹۸	۱۲۵۰۷	مرزا محمد شریف بیگ صاحب محکمہ بجلی امرتسر	ے	دوامی	۳۲۵	۱۲۵۳۹	دفعدار فضل کریم صاحب پنشنر موضع [illegible]	ے	〃
۲۹۹	۱۲۵۰۹	محمد فرقان علی صاحب کرانی گنج بازار سلہٹ	عہ	〃	۳۲۶	۱۲۵۴۰	کھسو لے خانصاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۰۰	۱۲۵۱۰	ڈاکٹر محمد حامد خانصاحب سپہ گورنمنٹ بھوپال	عا	〃	۳۲۷	۱۲۵۴۱	مسماۃ القو صاحبہ 〃 〃	عہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید تحریک	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۲۸	۱۲۵۴۲	محمد اکبر صاحب موضع غوث پور ضلع لائلپور	۲/	دوامی
۳۲۹	۱۲۵۴۳	رحمت اللہ صاحب مدرس چک ۲۶۹ ج ب 〃	عہ	〃
۳۳۰	۱۲۵۴۴	چودھری اللہ دیا صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۳۱	۱۲۵۴۵	چودھری عبد الرحیم صاحب نمبردار 〃 〃	عہ	〃
۳۳۲	۱۲۵۴۶	خورشید احمد صاحب حجام 〃 〃	۴/	〃
۳۳۳	۱۲۵۴۷	حافظ خدا بخش صاحب مدرس سرائے ترین سنبھل	عہ	〃
۳۳۴	۱۲۵۴۸	داروغہ احسان اللہ خانصاحب 〃 〃	عہ/	〃
۳۳۵	۱۲۵۴۹	منشی عبد الرزاق صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۳۶	۱۲۵۵۰	انتظام علیخانصاحب سوداگر کنگھی 〃 〃	۶	〃
۳۳۷	۱۲۵۵۱	مولانا عبد الحی صاحب مقام کنگور ضلع تہر پارکر سندھ	۶	〃
۳۳۸	۱۲۵۵۲	حافظ علی محمد صاحب مقام ڈگری چک ۱۴۲ 〃	ے	〃
۳۳۹	۱۲۵۵۳	حاجی محمد بخش صاحب 〃 چک ۱۴۰ 〃	۶	〃
۳۴۰	۱۲۵۵۴	حافظ محمد ابراہیم صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۴۱	۱۲۵۵۵	حافظ محمد یوسف صاحب 〃 〃	۶	〃
۳۴۲	۱۲۵۵۶	محمد ابراہیم صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۴۳	۱۲۵۵۷	محمد شریف صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۴۴	۱۲۵۵۸	ماسٹر محمد رمضان صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۴۵	۱۲۵۵۹	محمد انور صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۴۶	۱۲۵۶۰	حاجی علی بخش صاحب 〃 〃	صہ	〃
۳۴۷	۱۲۵۶۱	مولانا محمد الدین صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۴۸	۱۲۵۶۲	مولانا احمد الدین صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۴۹	۱۲۵۶۳	حافظ عبد الرحمٰن صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۵۰	۱۲۵۶۴	عبد المنان صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۵۱	۱۲۵۶۵	علی احمد صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۵۲	۱۲۵۶۶	حاجی میر محمد صاحب تعلقہ 〃 〃	صہ	〃
۳۵۳	۱۲۵۶۷	محمد ابراہیم صاحب 〃 〃	۶	وظیفہ طلبا
۳۵۴	۱۲۵۹۸	حافظ ولایت حسین صاحب سرائے ترین سنبھل	عہ	〃
۳۵۵	۱۲۵۹۹	ایوب علیخاں صاحب سوداگر کنگھی 〃 〃	عہ	〃
۳۵۶	۱۲۶۰۰	شیخ کلن صاحب سوداگر سینگ 〃	عہ	〃
۳۵۷	۱۲۶۰۱	سمیع اللہ صاحب میونسپل کمشنر سرائے ترین سنبھل	عہ	وظیفہ طلبا
۳۵۸	۱۲۶۰۲	اختر حسن محمد خانصاحب ضلعدار 〃 〃	عہ	〃
۳۵۹	۱۲۶۰۳	ظہور احمد صاحب میاں سرائے 〃	عہ	〃
۳۶۰	۱۲۶۰۴	مولانا عبید اللہ صاحب 〃	ے	〃
۳۶۱	۱۲۶۰۵	شیخ حسین احمد صاحب میاں سرائے 〃	عہ	〃
۳۶۲	۱۲۶۰۶	نصیر الدین صاحب محلہ کوٹلہ 〃	عہ	〃
۳۶۳	۱۲۶۰۷	مشتاق حسن صاحب چمن سرائے 〃	عہ	〃
۳۶۴	۱۲۶۰۸	نواب عبد الرحمٰن خانصاحب رئیس میاں سرائے 〃	عہ	〃
۳۶۵	۱۲۶۰۹	حکیم مشیت اللہ صاحب جراح چمن سرائے 〃	عہ	〃
۳۶۶	۱۲۶۱۰	حاجی حمید اللہ صاحب میاں سرائے 〃	عہ	〃
۳۶۷	۱۲۶۱۱	عنایت اللہ صاحب بکر چونیہ 〃 〃	۴/	〃
۳۶۸	۱۲۶۲۹	عبد الحمید صاحب نیین منزل پلول ضلع گڑگانوہ	۶	دوامی
۳۶۹	۱۲۶۴۴	منشی عزیز الدین صاحب ریاست ٹونک	عہ	〃
۳۷۰	۱۲۶۴۳	شیخ صمد الٰہی صاحب جنرل مرچنٹ صدر بازار میرٹھ	عہ	وظیفہ طلبا
۳۷۱	۱۲۶۶۰	عشرت اللہ صاحب چونیہ میاں سرائے سنبھل	۲/	〃
۳۷۲	۱۲۶۶۱	نور الحق صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۷۳	۱۲۶۶۲	محمد عاشق صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۷۴	۱۲۶۶۳	داروغہ محمد ابراہیم صاحب مرحوم ہلالی سرائے 〃	عہ	〃
۳۷۵	۱۲۶۶۴	شیخ نذیر احمد صاحب محلہ کوٹلہ 〃	عہ	〃
۳۷۶	۱۲۶۶۵	حافظ حاجی رحیم بخش صاحب میاں سرائے 〃	عہ	〃
۳۷۷	۱۲۶۶۶	مولوی حکیم صغیر احمد صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۷۸	۱۲۶۶۷	حاجی ولی محمد صاحب ہلالی سرائے 〃	۶	〃
۳۷۹	۱۲۶۶۸	نور محمد صاحب مبارک آباد کرنال	للعہ	〃
۳۸۰	۱۲۶۶۹	زوجہ نور محمد صاحب 〃 〃	صہ	〃
۳۸۱	۱۲۶۷۰	چودھری پھول محمد صاحب 〃 〃	للعہ	〃
۳۸۲	۱۲۶۷۱	صوفی محمد یوسف صاحب چوک دروازہ 〃	صہ	〃
۳۸۳	۱۲۶۷۲	نظام الدین صاحب محلہ ملکان 〃	للعہ	〃
۳۸۴	۱۲۶۷۳	راغب حسین صاحب غزنی گیٹ 〃	عہ	〃
۳۸۵	۱۲۶۷۴	چودھری نیاز احمد صاحب شمسا د باغ 〃	عہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۵۵۵	۱۳۱۸۷	ماسٹر عبدالمجید خانصاحب عربک ہائی سکول اجمیری دروازہ دہلی	۸ر	ماہانہ	۵۸۴	۱۳۲۱۹	والدہ امان اللہ خانصاحب صدر بازار دہلی	۴ر	ماہانہ
۵۵۶	۱۳۱۸۸	ماسٹر محمود مظفر صاحب 〃 〃 〃	۴ر	〃	۵۸۵	۱۳۲۲۰	عبدالستار صاحب بیری والا باغ 〃	۱ر	〃
۵۵۷	۱۳۱۸۹	ماسٹر ابوالحسن خانصاحب 〃 〃 〃	۴ر	〃	۵۸۶	۱۳۲۲۱	عتیق الرحمٰن صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۵۵۸	۱۳۱۹۰	ماسٹر محمد یوسف صاحب 〃 〃 〃	۱۲ر	〃	۵۸۷	۱۳۲۲۲	عبدالغفار صاحب 〃 〃	۱ر	〃
۵۵۹	۱۳۱۹۱	مولانا عمر الدین صاحب 〃 〃 〃	۲ر	〃	۵۸۸	۱۳۲۲۳	منشی عبدالرحمٰن صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۵۶۰	۱۳۱۹۲	حاجی کریم اللہ صاحب سرائے حافظ بنو 〃	۴ر	〃	۵۸۹	۱۳۲۲۴	عبدالرشید صاحب سیسہ والے سرائے بنو 〃	۱ر	〃
۵۶۱	۱۳۱۹۳	حاجی محمد عثمان صاحب گٹ مرچنٹ 〃 〃	۴ر	〃	۵۹۰	۱۳۲۲۵	حاجی مہر الٰہی صاحب گھڑی والے صدر بازار 〃	۲ر	〃
۵۶۲	۱۳۱۹۴	شیخ سراج الدین صاحب سوپ مرچنٹ 〃 〃	عہ	〃	۵۹۱	۱۳۲۲۶	شیخ محمد دین صاحب انبالہ والے محلہ کشن گنج 〃	صہ	〃
۵۶۳	۱۳۱۹۵	محمد ایوب صاحب کارخانہ تختی باڑہ ہندوراؤ 〃	۸ر	〃	۵۹۲	۱۳۲۲۷	علاؤالدین صاحب باڑہ ہندوراؤ 〃	۴ر	〃
۵۶۴	۱۳۱۹۶	حافظ عبدالمغنی صاحب چائے والے صدر بازار 〃	عہ	〃	۵۹۳	۱۳۲۲۸	حاجی محمد الیاس صاحب پنساری ہٹہ 〃	۴ر	〃
۵۶۵	۱۳۱۹۷	منشی عبداللہ خانصاحب فروٹ ایجنٹ سبزی منڈی	۴ر	〃	۵۹۴	۱۳۲۲۹	شیخ سراج احمد صاحب تاجر جفت بلیماران 〃	عہ	〃
۵۶۶	۱۳۱۹۸	چودھری اللہ دین صاحب 〃 〃 〃	۲ر	〃	۵۹۵	۱۳۲۳۰	عبدالرشید صاحب قصاب پورہ 〃	۲ر	〃
۵۶۷	۱۳۱۹۹	غلام احمد صاحب روٹی والے 〃 〃	۲ر	〃	۵۹۶	۱۳۲۳۱	حکیم علیم الدین صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۵۶۸	۱۳۲۰۰	داروغہ صادق حسن صاحب لال مسجد 〃 〃	۸ر	〃	۵۹۷	۱۳۲۳۲	محمد اسحاق صاحب تمباکو والے 〃 〃	۱ر	〃
۵۶۹	۱۳۲۰۱	حاجی محمد صدیق صاحب کپڑے والے 〃 〃	۱۲ر	〃	۵۹۸	۱۳۲۳۳	شیخ عبدالخالق صاحب تیلی واڑہ 〃	۴ر	〃
۵۷۰	۱۳۲۰۲	علیم الدین صاحب کوئلے والے باڑہ ہندوراؤ 〃	۴ر	〃	۵۹۹	۱۳۲۳۴	شیخ محبوب بخش صاحب سڑک بہادر گڑھ 〃	۲ر	〃
۵۷۱	۱۳۲۰۳	محفوظ الٰہی صاحب نہاری والے 〃 〃	۴ر	〃	۶۰۰	۱۳۲۳۵	حکیم محمد اسحٰق صاحب پی والے باڑہ ہندوراؤ	۱ر	〃
۵۷۲	۱۳۲۰۴	بابو عبداللطیف صاحب گلی نیب والی 〃 〃	۴ر	〃	۶۰۱	۱۳۲۳۶	آغا مرزا صاحب کارخانہ موہرہ 〃 〃	۸ر	〃
۵۷۳	۱۳۲۰۵	خان نجم الدین صاحب گھڑی ساز نئی سڑک 〃	۲ر	〃	۶۰۲	۱۳۲۳۷	ماسٹر علاؤالدین صاحب گلی مرچنٹ پریس صدر بازار 〃	۲ر	〃
۵۷۴	۱۳۲۰۶	نظام الدین صاحب کیرانہ مرچنٹ کھاری باؤلی 〃	عہ	〃	۶۰۳	۱۳۲۳۸	عبدالغنی صاحب پرچون نیم کلیور سبزی منڈی 〃	۴ر	〃
۵۷۵	۱۳۲۰۷	شمس العارفین صاحب اللہ والے امیر حافظ بنو 〃	عہ	〃	۶۰۴	۱۳۲۳۹	محمد مرزا صاحب کارخانہ مین 〃 〃	عہ	〃
۵۷۶	۱۳۲۱۱	شیخ نصیر الدین صاحب دربار کمیٹی صدر بازار 〃	۴ر	〃	۶۰۵	۱۳۲۴۰	حافظ عبدالجلیل صاحب لال کڑہ 〃	۴ر	〃
۵۷۷	۱۳۲۱۲	خلیفہ محمد ادریس صاحب کارخانہ سوپ یکرہ 〃	۸ر	〃	۶۰۶	۱۳۲۴۱	مستری ظہور الدین صاحب 〃 〃	۳ر	〃
۵۷۸	۱۳۲۱۳	حاجی مقبول الٰہی صاحب بیری والا باغ 〃	۲ر	〃	۶۰۷	۱۳۲۴۲	محمد یعقوب صاحب تیلی واڑہ 〃	۲ر	〃
۵۷۹	۱۳۲۱۴	شیخ نور احمد صاحب دوکان ریل فیتہ سرائے حافظ بنو 〃	۲ر	〃	۶۰۸	۱۳۲۴۳	حامد حسن صاحب حامد اسٹور کھاری باؤلی 〃	۲ر	〃
۵۸۰	۱۳۲۱۵	شیخ عبدالسلام صاحب سرمہ والے 〃 〃	۸ر	〃	۶۰۹	۱۳۲۴۴	حاجی محمد حفیظ صاحب گنہ کٹے والے نواب والا باغ 〃	۶ر	〃
۵۸۱	۱۳۲۱۶	شیخ عبدالجبار صاحب گلی مٹکے والی صدر بازار 〃	۲ر	〃	۶۱۰	[illegible]	منشی عبدالکریم صاحب الیاس بلڈنگ دفتر خانہ 〃	۲ر	〃
۵۸۲	۱۳۲۱۷	حافظ سلطان صاحب صابون والے 〃 〃	۴ر	〃	۶۱۱	۱۳۲۴۶	اکرام الدین صاحب بکس والے باڑہ ہندوراؤ 〃	۸ر	〃
۵۸۳	۱۳۲۱۸	حاجی رشید احمد صاحب سوداگر 〃 〃	۴ر	〃	۶۱۲	۱۳۲۴۸	احسان الٰہی صاحب کارخانہ کارڈ بورڈ 〃 〃	۱ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۱۳	۱۳۲۴۸	منشی امام الدین خاں صاحب فروش کیٹ سرزنسندی دہلی	۸ر	ماہانہ
۶۱۴	۱۳۲۴۹	عبدالقیوم صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۶۱۵	۱۳۲۵۰	محمد ابراہیم صاحب ٹرنک ہاؤس چاندنی چوک 〃	۴ر	〃
۶۱۶	۱۳۲۵۳	حافظ مولوی فیض الدین صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۶۱۷	۱۳۲۵۴	حافظ محمد عثمان صاحب رنگ والے فتحپوری 〃	لعہ	〃
۶۱۸	۱۳۲۵۵	حاجی محمد بخش صاحب بیری والا باغ 〃	۸ر	〃
۶۱۹	۱۳۲۵۶	قاری فضل الدین صاحب مدرسہ فتحپوری 〃	۲ر	〃
۶۲۰	۱۳۲۵۷	مولانا محمود صاحب مدرس مدرسہ عالیہ 〃	۳ر	〃
۶۲۱	۱۳۲۵۸	مولانا سلطان محمود صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۶۲۲	۱۳۲۵۹	مولانا محبوب الٰہی صاحب پروفیسر 〃 〃	۸ر	〃
۶۲۳	۱۳۲۶۰	مولانا قاضی سجاد حسن صاحب 〃 〃 〃	۸ر	〃
۶۲۴	۱۳۲۶۱	محمد اقبال صاحب اقبال بوٹ ہاؤس 〃	۴ر	〃
۶۲۵	۱۳۲۶۲	حافظ محمد عمر صاحب کوچہ قابل عطار 〃	۲ر	〃
۶۲۶	۱۳۲۶۳	حافظ محمد سعید صاحب انگریزی دوا فروش 〃	لعہ	〃
۶۲۷	۱۳۲۶۴	مستری محمد رمضان صاحب بیری والا باغ 〃	۶	〃
۶۲۸	۱۳۲۶۵	شیخ محمد عثمان صاحب کلاہ فروش 〃	۴ر	〃
۶۲۹	۱۳۲۶۶	بشیر احمد صاحب تاجر جفت بلیماران 〃	۸ر	〃
۶۳۰	۱۳۲۶۵	بشیر الدین صاحب گلی اونٹ والی تیلی واڑہ 〃	۸ر	〃
۶۳۱	۱۳۲۶۷	رضی الدین صاحب سرائے حافظ بنہ 〃	۲ر	〃
۶۳۲	۱۳۲۶۷	محمد سعید خاں صاحب کنگھی والے 〃 〃	۲ر	〃
۶۳۳	۱۳۲۷۸	حاجی محمد جلال صاحب کپڑے والے باڑہ ہندو راؤ	۲ر	〃
۶۳۴	۱۳۲۷۹	محمد حفیظ الٰہی صاحب نہاری والے 〃	۴ر	〃
۶۳۵	۱۳۲۸۰	محمد اسحاق صاحب قصاب پورہ 〃	۴ر	〃
۶۳۶	۱۳۲۸۱	عبدالغفور صاحب ٹرنک والے سرائے ...	لعہ	〃
۶۳۷	۱۳۲۸۲	منشی عبدالسلام صاحب نگینوی صدر بازار	۸ر	〃
۶۳۸	۱۳۲۸۳	عبدالمجید خاں صاحب تاجر نواڑ صدر بازار دہلی	۸ر	〃
۶۳۹	۱۳۲۸۴	حافظ عبدالحمید صاحب روئی والے 〃 〃	۸ر	〃
۶۴۰	۱۳۲۸۵	ظہیر الدین صاحب مسجد گھنٹہ والی قصاب پورہ 〃	۴ر	〃
۶۴۱	۱۳۲۸۶	حافظ شجاع الدین صاحب 〃 〃	۲ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۴۲	۱۳۲۸۷	حافظ پھول خاں صاحب امام مسجد قصاب پورہ دہلی	۲	ماہانہ
۶۴۳	۱۳۲۸۹	مولانا احسن الدین صاحب مدرس ... شیرکوٹ ضلع بجنور	عہ	دوامی
۶۴۴	۱۳۲۹۱	حاجی شیخ اللہ دیا صاحب محلہ ٹھیکیداراں سیالکوٹ	صہ	〃
۶۴۵	۱۳۲۹۲	شیخ محمد صدیق صاحب 〃 〃	عہ/	〃
۶۴۶	۱۳۲۹۳	شیخ بابو محمد دین صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۶۴۷	۱۳۲۹۴	شیخ جان محمد صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۶۴۸	۱۳۲۹۵	شیخ غلام محمد فٹ بال میکر 〃	صہ	〃
۶۴۹	۱۳۲۹۶	شیخ فضل الٰہی صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۶۵۰	۱۳۲۹۷	شیخ عبداللطیف صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۶۵۱	۱۳۲۹۸	شیخ مقبول الٰہی صاحب محلہ ... پورہ 〃	صہ	〃
۶۵۲	۱۳۲۹۹	شیخ محمد شریف صاحب 〃 〃	صہ	〃
۶۵۳	۱۳۳۰۰	بابو رحمت علی صاحب 〃 〃	۶	〃
۶۵۴	۱۳۳۰۱	محمد صادق صاحب فٹ بال میکر 〃 〃	لعہ	〃
۶۵۵	۱۳۳۰۲	شیخ علیم الدین صاحب محلہ ٹھیکیداراں 〃	لعہ	〃
۶۵۶	۱۳۳۰۳	شیخ محمد لطیف صاحب ملازم بجلی گھر 〃	لعہ	〃
۶۵۷	۱۳۳۰۴	رحمت اللہ صاحب بازار دروازہ 〃	لعہ	〃
۶۵۸	۱۳۳۰۷	شیخ محمد عالم صاحب متصل ڈاکخانہ چولانا 〃	لعہ	〃
۶۵۹	۱۳۳۰۸	عنایت اللہ صاحب سب انسپکٹر پولیس 〃	لعہ	〃
۶۶۰	۱۳۳۰۹	شیخ گلاب الدین صاحب تاجر سینٹ 〃	لعہ	〃
۶۶۱	۱۳۳۱۰	شیخ شوکت علی صاحب قاضی پورہ 〃	لعہ	〃
۶۶۲	۱۳۳۱۱	چراغ الدین صاحب محلہ چوڑی گراں 〃	لعہ	〃
۶۶۳	۱۳۳۱۲	محمد اسمٰعیل صاحب محلہ چاہ پٹھان 〃	صہ	〃
۶۶۴	۱۳۳۱۳	مہر دین صاحب 〃 〃	صہ	〃
۶۶۵	۱۳۳۱۴	حکیم بشیر احمد صاحب صدر بازار 〃	لعہ	〃
۶۶۶	۱۳۳۱۵	چودھری فیروز الدین صاحب محمدی دروازہ 〃	لعہ	〃
۶۶۷	۱۳۳۱۶	صوفی عبداللہ صاحب احمد پور 〃	لعہ	〃
۶۶۸	۱۳۳۱۷	میاں اکبر علی صاحب ٹھیکیدار محلہ کمہاران 〃	لعہ	〃
۶۶۹	۱۳۳۱۸	مولانا عبدالقیوم صاحب محلہ بٹہ 〃	لعہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بکنک	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۶۹	۱۳۳۱۹	ملک غلام احمد صاحب دوکاندار محلہ بابو گھر سیالکوٹ	عہ	دوامی
۶۷۰	۱۳۳۲۰	بابو عبدالرحیم صاحب لکھنوی 〃	صہ	〃
۶۷۱	۱۳۳۲۱	مولوی عبدالرحمن صاحب سفیر دارالعلوم دیوبند	۲ر	〃
۶۷۲	۱۳۳۲۲	مستری فضل الٰہی صاحب شیخ پورہ سیالکوٹ	عے	〃
۶۷۳	۱۳۳۲۳	محمد حسین صاحب متصل درگاہ 〃 〃	عہ	〃
۶۷۴	۱۳۳۲۵	مہر دین صاحب سوداگر محلہ بٹہ 〃	ے	〃
۶۷۵	۱۳۳۲۶	حکیم عبداللہ خانصاحب 〃 〃	ے	〃
۶۷۶	۱۳۳۲۷	ملک سردار علی صاحب 〃 〃	عے	〃
۶۷۷	۱۳۳۲۸	شیخ محمد عالم صاحب ریٹائرڈ تحصیلدار 〃 〃	عہ	〃
۶۷۸	۱۳۳۲۹	فضل دین صاحب بجلی گھر 〃 〃	لہ	〃
۶۷۹	۱۳۳۳۰	شیخ خدا بخش صاحب بساطی بازار 〃	عے	〃
۶۸۰	۱۳۳۳۱	سیٹھ اللہ رکھا صاحب آئرن مرچنٹ 〃	[illegible]	〃
۶۸۱	۱۳۳۳۲	مولانا محمد فضل کریم صاحب چھاونی 〃	عہ	〃
۶۸۲	۱۳۳۳۳	حکیم محمد فضل الٰہی صاحب صدیقی دواخانہ 〃	[illegible]	〃
۶۸۳	۱۳۳۳۴	ماسٹر محمد صدیق صاحب ایم۔ اے صدر بازار 〃	لہ	〃
۶۸۴	۱۳۳۳۵	ملک محمد شفیع صاحب آڑتی لکڑی محلہ بٹہ گلی سیالکوٹ	عے	〃
۶۸۵	۱۳۳۳۶	ملک سردار علی خان صاحب محلہ بٹہ گلی 〃	عے	〃
۶۸۶	۱۳۳۳۷	ملک محمد اسلم صاحب 〃 〃	لہ	〃
۶۸۷	۱۳۳۳۸	ملک اکرام اللہ صاحب 〃 〃	لہ	〃
۶۸۸	۱۳۳۳۹	ملک احسان الحق صاحب 〃 〃	لہ	〃
۶۸۹	۱۳۳۴۰	منشی محمد اسمٰعیل صاحب سائیکل ورکس 〃 〃	لہ	〃
۶۹۰	۱۳۳۴۱	چودھری گلاب خانصاحب محلہ قبرستان 〃 〃	لہ	〃
۶۹۱	۱۳۳۴۲	شیخ فضل کریم صاحب ہمدرد بوٹ ہاؤس 〃	عے	〃
۶۹۲	۱۳۳۴۳	مستری عمر دین صاحب سیانہ پورہ 〃	صہ	〃
۶۹۳	۱۳۳۴۴	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب محلہ چوک پورساں احمد پور بوٹ ہاؤس	[illegible]	〃
۶۹۴	۱۳۳۴۶	احمد اللہ صاحب چوک پوریاں 〃	لہ	〃
۶۹۵	۱۳۳۴۷	قاری حافظ رحیم بخش صاحب موضع دانیوال جالندھر	لہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بکنک	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۹۶	۱۳۳۹۸	ماسٹر رحمت علی صاحب موضع دانیوال ضلع جالندھر	عہ	دوامی
۶۹۷	۱۳۳۹۹	چودھری خان محمد صاحب موضع سنگھ پور 〃	لہ	〃
۶۹۸	۱۳۴۰۰	ماسٹر نعمت اللہ صاحب موضع بالوکی 〃	لہ	〃
۶۹۹	۱۳۴۰۹	مولوی حکیم محمد حنیف صاحب سفیر دارالعلوم	سہر	وظیفہ زکوٰۃ
۷۰۰	۱۳۴۱۰	حاجی حبیب احمد صاحب محلہ بیوپاریاں قصبہ سردھنہ ضلع میرٹھ	کہ	〃
۷۰۱	۱۳۴۱۱	حکیم محمد اکرام الحق صاحب لال کرتی 〃	صہ	〃
۷۰۲	۱۳۴۱۲	شیخ محمد عمر صاحب تاجر ٹرنک دہلی بازار شہر میرٹھ	عے	دوامی
۷۰۳	۱۳۴۱۳	حافظ نور محمد صاحب خیاط 〃 〃	بہر	〃
۷۰۴	۱۳۴۱۴	بشیر احمد خانصاحب منیجر باٹا کمپنی 〃 〃	۴ر	〃
۷۰۵	۱۳۴۱۵	چودھری نصیر الدین صاحب خیاط بزازہ 〃	۸ر	〃
۷۰۶	۱۳۴۱۶	شیخ رفیع الدین صاحب تاجر [illegible] دہلی بازار 〃	۸ر	〃
۷۰۷	۱۳۴۱۷	محب اللہ خانصاحب خیر نگر بازار 〃	۸ر	〃
۷۰۸	۱۳۴۱۸	مولوی سید محمد تقی صاحب وکٹوریہ میموریل اسکول صدر بازار میرٹھ	عہ	〃
۷۰۹	۱۳۴۱۹	حکیم سید محمد عسکری صاحب مرحوم مرسلہ مولوی سید محمد تقی صاحب صدر بازار میرٹھ	لہ	〃
۷۱۰	۱۳۴۲۰	شیخ عبداللہ صاحب سوداگر چرم 〃	لہ	〃
۷۱۱	۱۳۴۲۱	ماسٹر ابراہیم خانصاحب ہیڈ مدرس وکٹوریہ اسکول 〃	لہ	〃
۷۱۲	۱۳۴۲۲	حافظ رحیم بخش صاحب وحید الدین روڈ 〃	لہ	〃
۷۱۳	۱۳۴۲۳	بابو سراج احمد صاحب محلہ امام باڑہ 〃	بہر	〃
۷۱۴	۱۳۴۲۴	منشی نہال احمد صاحب تاجر پان قصبہ خورجہ	ے	〃
۷۱۵	۱۳۴۲۶	حکیم سید اشفاق الحسن صاحب بریلی	لہ	〃
۷۱۶	۱۳۴۲۷	ماسٹر منشی محمد علی صاحب پرائمری سکول موضع بالوکی۔ جالندھر	لہ	〃
۷۱۷	۱۳۴۲۸	میاں اسمٰعیل صاحب 〃 〃	لہ	〃
۷۱۸	۱۳۴۴۹	بابو خوشی محمد صاحب بزاز 〃 〃	لہ	〃
۷۱۹	۱۳۴۵۰	عطا محمد صاحب دکاندار موضع پرجیاں 〃	لہ	〃
۷۲۰	۱۳۴۴۸	نیاز محمد صاحب دکاندار 〃 〃	لہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید پختہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۲۱	۱۳۴۶۹	حافظ جان محمد صاحب مفتی برہان جالندھر	عہ	دوامی
۴۲۲	۱۳۴۷۰	مستری ہدایت علی صاحب " "	ــہ	"
۴۲۳	۱۳۴۷۱	ماسٹر غلام محمد صاحب " "	ــہ	"
۴۲۴	۱۳۴۷۲	بابو نثار احمد صاحب " "	ــہ	"
۴۲۵	۱۳۴۷۳	حاجی علی احمد صاحب ٹل سکول " "	ــہ	"
۴۲۶	۱۳۴۷۴	محبوب بخش صاحب سرک بہادر گڑھ دہلی	۲ر	ماہانہ
۴۲۷	۱۳۴۷۵	مستری ولی الدین صاحب سبزی منڈی "	۴ر	"
۴۲۸	۱۳۴۷۶	عبدالحمید صاحب باڑہ ہندو راؤ "	۸ر	"
۴۲۹	۱۳۴۷۷	عبدالرحیم صاحب، سبزی منڈی "	ار	"
۴۳۰	۱۳۴۷۸	عبدالعزیز صاحب " "	ار	"
۴۳۱	۱۳۴۷۹	عبدالرحیم صاحب تمباکو والے موری گیٹ "	۲ر	"
۴۳۲	۱۳۴۸۰	عنایت الدین صاحب " " "	۴ر	"
۴۳۳	۱۳۴۸۱	عابد خان صاحب صابون والے پھاٹک حبش خان "	۲ر	"
۴۳۴	۱۳۴۸۲	حبیب الرحمٰن صاحب بسکٹ والے لال کنواں	۸ر	"
۴۳۵	۱۳۴۸۳	محمد نذیر صاحب نائب کپتان مجلس احرار دہلی	۲ر	"
۴۳۶	۱۳۴۸۴	حکیم محمد حسین صاحب کیرانہ مرچنٹ "	ــہ	"
۴۳۷	۱۳۴۸۵	وصیت علی صاحب ملازم صدیقیہ دواخانہ محلہ نوگنج باڑہ ہندو راؤ "	۴ر	"
۴۳۸	۱۳۴۸۶	حافظ شہاب الدین صاحب محلہ قصاب پورہ "	۴ر	"
۴۳۹	۱۳۴۸۷	مستری محمد عمر صاحب کارخانہ جھنجھنا ہسٹک روڈ "	ــہ	"
۴۴۰	۱۳۴۸۸	منشی شفیق الرحمٰن صاحب ایچ بی سکول پنجکش "	۴ر	"
۴۴۱	۱۳۴۸۹	حکیم ناصر خلیق صاحب مدرسہ عالیہ فتحپوری "	۲ر	"
۴۴۲	۱۳۴۹۰	محمد احمد صاحب صابون والے شیش محل "	ار	"
۴۴۳	۱۳۴۹۳	مولانا شریف احمد صاحب کوچہ قابل عطار "	۴ر	"
۴۴۴	۱۳۴۹۴	کپتان ملک غلام محمد خان صاحب رئیس ضلع سرگودھا	صہ	وظیفہ
۴۴۵	۱۳۴۹۵	ملک محمد بہادر خان صاحب رئیس " "	صہ	"
۴۴۶	۱۳۵۰۰	ملک محمد نظیر خان صاحب " "	ــہ	دوامی
۴۴۷	[illegible]	[illegible] احمد صاحب کوچہ قابل عطار دہلی	۲ر	ماہانہ

نمبر شمار	نمبر رسید پختہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۴۸	۱۳۵۰۳	حافظ محمد فاضل خاں صاحب کوچہ قابل عطار دہلی	۲ر	ماہانہ
۴۴۹	۱۳۵۰۴	محمد ایوب صاحب واچ میکر نئی سڑک "	ار	"
۴۵۰	۱۳۵۰۵	عبدالحکیم صاحب کباب والے جامع مسجد "	۸ر	"
۴۵۱	۱۳۵۰۶	قاضی نور الحق صاحب کوچہ میر ہاشم خلیلی قبر "	۸ر	"
۴۵۲	۱۳۵۰۷	انوار الحسن صاحب کارل فیکٹری " " "	۲ر	"
۴۵۳	۱۳۵۰۸	ماسٹر اصغر علی صاحب کلاتھ مرچنٹ جامع مسجد "	۸ر	"
۴۵۴	۱۳۵۰۹	منشی قدیر حسین صاحب شیر فروش تیلی واڑہ "	۴ر	"
۴۵۵	۱۳۵۱۰	عبدالرشید صاحب ٹرنک ساز صدر بازار "	۴ر	"
۴۵۶	۱۳۵۱۱	حاجی صوفی زین الدین صاحب کوچہ قابل عطار "	ــہ	"
۴۵۷	۱۳۵۱۲	ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب پہاڑ گنج "	ــہ	"
۴۵۸	۱۳۵۱۳	حکیم عبدالحمید صاحب مالک ہمدرد دواخانہ "	۶	"
۴۵۹	۱۳۵۱۴	حافظ محمد الیاس صاحب لال کنواں "	۲ر	"
۴۶۰	۱۳۵۱۵	محمد مختار صاحب سوداگر " "	ار	"
۴۶۱	۱۳۵۱۶	شیخ عبدالغفور صاحب کیپ چینٹ چاندنی چوک	ــہ	"
۴۶۲	۱۳۵۱۷	حاجی کرم الٰہی صاحب تاجر جفت بلیماران "	صہ	"
۴۶۳	۱۳۵۱۸	محمد رفیق الرحمٰن صاحب " " "	۴ر	"
۴۶۴	۱۳۵۱۹	حفیظ اللہ صاحب مشین والے بیری والا باغ "	ــہ	"
۴۶۵	۱۳۵۲۰	عزیز احمد صاحب " "	۴ر	"
۴۶۶	۱۳۵۲۱	محمد فاروق صاحب لباس بلڈنگ فیض خانہ "	۸ر	"
۴۶۷	۱۳۵۲۲	حبیب الرحمٰن صاحب بنگش "	۱۳ر	ع
۴۶۸	۱۳۵۲۳	زوجہ حبیب الرحمٰن خان صاحب "	۴ر	"
۴۶۹	۱۳۵۲۴	فیاض مرزا صاحب روشن آرا روڈ سبزی منڈی "	۸ر	"
۴۷۰	۱۳۵۲۵	ابو عبد اللطیف صاحب باڑہ ہندو راؤ "	۲ر	"
۴۷۱	۱۳۵۲۶	محمد سعید صاحب بیری والا باغ "	۴ر	"
۴۷۲	۱۳۵۲۷	چودھری محمد بخش صاحب انسپکٹر انکم ٹیکس فیض روڈ قرول باغ "	۶	
۴۷۳	۱۳۵۲۸	عبداللہ صاحب ہاشمی اچھے جی باڑہ ہندو راؤ "	۶	
۴۷۴	۱۳۵۲۹	محمد علی صاحب مؤذن بیری والا باغ "	۴ر	
۴۷۵	۱۳۵۳۰	نظام الدین صاحب مؤذن مسجد حبش خاں ٹکی والی بلڈنگ "	ــلعہ	

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطاکنندگان	رقم	مد
۷۷۶	۱۳۵۳۱	ظہور الدین صاحب شیر فروش قصاب پورہ دہلی	۱ر	ماہانہ
۷۷۷	۱۳۵۳۲	محمد یونس صاحب کوہ والی مسجد " "	۲ر	"
۷۷۸	۱۳۵۳۳	شیخ راجہ فضل الٰہی صاحب " "	۲ر	"
۷۷۹	۱۳۵۳۴	منشی عبد العزیز صاحب " "	۱ر	"
۷۸۰	۱۳۵۳۵	عبد الوہاب صاحب " "	۳ر	"
۷۸۱	۱۳۵۳۶	حکیم محمد اسحٰق صاحب نامی دواخانہ " "	۴ر	"
۷۸۲	۱۳۵۳۷	شیخ عبد الغنی صاحب آل کلاتھ مرچنٹ بلیماران "	۸ر	"
۷۸۳	۱۳۵۳۸	شیخ ضیاء الرحمٰن صاحب تاجر جفت " "	عہ	وظیفہ
۷۸۴	۱۳۵۳۹	یٰسین صاحب کالسہ سوپ فیکٹری فیاض گنج "	عہ	دوامی
۷۸۵	۱۳۵۴۰	قاری ریحان الحق صاحب مدرسہ صدیقیہ "	۳ر	"
۷۸۶	۱۳۵۴۱	قاری خلیل الرحمٰن صاحب " "	۳ر	"
۷۸۷	۱۳۵۴۲	مولانا محمد حسین صاحب " "	۸ر	"
۷۸۸	۱۳۵۴۳	مولانا محمد ادریس صاحب " "	۸ر	"
۷۸۹	۱۳۵۴۴	مولانا جلیل صاحب " "	۳ر	"
۷۹۰	۱۳۵۴۵	ماسٹر صوفی صغیر حسن صاحب مسلم ہائی سکول فتحپوری "	۸ر	"
۷۹۱	۱۳۵۴۶	مولانا محمد احمد صاحب ٹیچر " " "	۳ر	"
۷۹۲	۱۳۵۴۷	ماسٹر سید عبد الحمید صاحب " " "	۸ر	"
۷۹۳	۱۳۵۴۸	شیخ محمد ابراہیم صاحب کلاتھ مرچنٹ بلیماران "	صہ	وظیفہ
۷۹۴	۱۳۵۴۹	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب آل کلاتھ مرچنٹ " "	۴ر	دوامی
۷۹۵	۱۳۵۵۰	شیخ قمر الدین صاحب " " "	۳ر	"
۷۹۶	۱۳۵۵۱	حاجی رحیم بخش صاحب کارخانہ کونڈا چھپکا "	۶	"
۷۹۷	۱۳۵۵۲	مستری امام الدین صاحب فیاض گنج "	۳ر	"
۷۹۸	۱۳۵۵۳	مستری بشیر الدین صاحب " "	۳ر	"
۷۹۹	۱۳۵۵۴	بھولو صاحب " "	۲ر	"
۸۰۰	۱۳۵۵۵	مولوی محمد ظفر احمد خان صاحب ساکن شاہجہانپور وارد حال ندوۃ المصنفین قرول باغ دہلی	۲ر	"
۸۰۱	۱۳۵۵۶	مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب " "	۳ر	وظیفہ
۸۰۲	۱۳۵۵۷	بابو عبد الحمید صاحب ہیڈ کلرک ٹیلیفون باڑہ ہندو راؤ	عہ	دوامی
۸۰۳	۱۳۵۵۸	حاجی محمد مصطفےٰ صاحب سلہ والے چتلی قبر "	۴ر	"
۸۰۴	۱۳۵۵۹	شیخ محمد فاروق صاحب آل کلاتھ مرچنٹ بلیماران	۶	دوامی
۸۰۵	۱۳۵۶۰	نصیر الدین صاحب ملازم دربار کمپنی صدر بازار دہلی	۳ر	"
۸۰۶	۱۳۵۶۱	منشی عبد الکریم صاحب الیاس بلڈنگ برف خانہ "	۲ر	"
۸۰۷	۱۳۵۶۲	امان اللہ صاحب دربار کمپنی صدر بازار "	۳ر	"
۸۰۸	۱۳۵۶۳	محمد رفیع صاحب سبزی منڈی "	۲ر	"
۸۰۹	۱۳۵۶۴	عبد العزیز صاحب فروٹ ایجنٹ " "	عہ	"
۸۱۰	۱۳۵۶۵	حمید اللہ صاحب " " "	۸ر	"
۸۱۱	۱۳۵۶۶	مطلوب الرحمٰن صاحب " " "	۸ر	"
۸۱۲	۱۳۵۶۷	عبد الحکیم صاحب " "	عہ	"
۸۱۳	۱۳۵۶۸	شیخ سراج الدین صاحب مالک کلکتہ بک بائنڈنگ ہاؤس ٹیا محل دہلی	۳ر	"
۸۱۴	۱۳۵۶۹	حکیم شریف الدین خان صاحب بقائی دواخانہ "	۶	"
۸۱۵	۱۳۵۷۰	منشی محمد صدیق صاحب صدر بازار "	۸ر	"
۸۱۶	۱۳۵۷۱	عبد الغفور صاحب ٹرنک والے سرائے پینہ "	عہ	"
۸۱۷	۱۳۵۷۲	محمد اسحاق صاحب تمباکو والے قصاب پورہ "	۱ر	"
۸۱۸	۱۳۵۷۳	شیخ فضل الٰہی صاحب بازار فتحپوری "	ۂ	"
۸۱۹	۱۳۵۷۴	شیخ مہتاب صاحب لیڈر مرچنٹ بلیماران "	ۂ	"
۸۲۰	۱۳۵۷۵	حافظ محمد یونس صاحب باڑہ ہندو راؤ "	۴ر	"
۸۲۱	۱۳۵۷۶	حافظ محمد یٰسین صاحب کپڑے والے بیری والا باغ	۶	"
۸۲۲	۱۳۵۷۷	نظام الدین صاحب سیراز مرچنٹ کھاری باؤلی "	عہ	"
۸۲۳	۱۳۵۷۸	حاجی محمد حنیف صاحب گندھک والے نواب والا باغ "	۶	"
۸۲۴	۱۳۵۷۹	حافظ عبد الغنی صاحب چائے والے صدر بازار "	عہ	"
۸۲۵	۱۳۵۸۰	حاجی عبد الغنی صاحب تاجر جفت بلیماران "	ے	"
۸۲۶	۱۳۵۸۱	عبد الوحید صاحب بازار لال کنواں "	۱ر	"
۸۲۷	۱۳۵۸۲	محمد سلطان صاحب " "	۱ر	"
۸۲۸	۱۳۵۸۳	اہلیہ صاحبہ حافظ ذکریا صاحب " "	۱ر	"
۸۲۹	۱۳۵۸۴	حافظ محمد ذکریا صاحب امام مسجد سنوجی " "	۴ر	"
۸۳۰	۱۳۵۸۵	شیخ سراج احمد صاحب تاجر جفت بلیماران "	ۂ	"
۸۳۱	۱۳۵۸۶	منشی غفران الدین صاحب دکان فروٹ ایجنٹ سبزی منڈی دہلی	۲ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید بحث	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید بحث	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۸۸۸	۱۳۶۴۴	حافظ مولوی فیض الدین صاحب کوچہ قابل عطار	۲ر	ماہانہ	۹۱۵	۱۳۶۷۱	منشی عبدالعزیز صاحب حمام قصابوں دہلی	۱ر	ماہانہ
۸۸۹	۱۳۶۴۵	مولانا قاری شریف احمد صاحب 〃	۴ر	〃	۹۱۶	۱۳۶۷۳	ظہور الدین صاحب 〃 〃	۱ر	〃
۸۹۰	۱۳۶۴۶	حافظ جمیل احمد صاحب 〃	۲ر	〃	۹۱۷	۱۳۶۷۴	محمد علی صاحب موذن جنگل والی مسجد 〃	۴ر	〃
۸۹۱	۱۳۶۴۷	حافظ محمد فاضل خانصاحب 〃	۲ر	〃	۹۱۸	۱۳۶۷۵	نظام الدین صاحب نابینا بیری والا باغ 〃	عہ	〃
۸۹۲	۱۳۶۴۸	حافظ عبدالرحیم صاحب ٹرنک والے	ے	〃	۹۱۹	۱۳۶۷۶	عبداللہ صاحب باغیچی اچھے جی بارہ ہندوراؤ	عہ	〃
		سرائے حافظ بنہ صدر بازار دہلی			۹۲۰	۱۳۶۷۷	فیاض مرزا صاحب روشن آرا باغ سبزی منڈی	۸ر	〃
۸۹۳	۱۳۶۴۹	مستری محمد رمضان صاحب بیری والا باغ 〃	۶	〃	۹۲۱	۱۳۶۷۸	عبدالحق صاحب دلال باغیچی اچھے جی 〃	۲ر	〃
۸۹۴	۱۳۶۵۰	حافظ محمد عثمان صاحب رنگ والے فتحپوری 〃	عہ	〃	۹۲۲	۱۳۶۷۹	عبدالغنی صاحب پرچونیہ سبزی منڈی 〃	۴ر	〃
۸۹۵	۱۳۶۵۱	محمد ادریس صاحب محمدی دروازہ 〃	۴ر	〃	۹۲۳	۱۳۶۸۰	چودھری اللہ دین صاحب فروٹ ایجنٹ 〃 〃	۲ر	〃
۸۹۶	۱۳۶۵۲	محمد احمد صاحب 〃 〃	۲ر	〃	۹۲۴	۱۳۶۸۱	حافظ محمد عثمان صاحب مسجد کلاں 〃 〃	۸ر	〃
۸۹۷	۱۳۶۵۳	عبدالرحیم صاحب تمباکو والے سبزی منڈی 〃	۲ر	〃	۹۲۵	۱۳۶۸۲	محمد مرزا صاحب کارخانہ ٹین 〃 〃	عہ	〃
۸۹۸	۱۳۶۵۴	غیاث الدین صاحب 〃 موری گیٹ 〃	۴ر	〃	۹۲۶	۱۳۶۸۳	غلام احمد صاحب روٹی والے 〃 〃	۲ر	〃
۸۹۹	۱۳۶۵۵	عابد خانصاحب صابون والے پھاٹک حبش خاں 〃	۲ر	〃	۹۲۷	۱۳۶۸۴	مستری ولی الدین صاحب روشن آرا روڈ 〃	۴ر	〃
۹۰۰	۱۳۶۵۶	حبیب الرحمن صاحب بسکٹ والے لال کنواں 〃	۸ر	〃	۹۲۸	۱۳۶۸۵	محمد اسحاق صاحب قصاب پورہ 〃	۴ر	〃
۹۰۱	۱۳۶۵۷	مولانا مفتی سجاد حسین صاحب مدرسہ عالیہ فتحپوری 〃	۸ر	〃	۹۲۹	۱۳۶۸۶	مہتاب الدین صاحب سوپ والے پل بنگش 〃	۱ر	〃
۹۰۲	۱۳۶۵۸	مولانا سلطان محمود صاحب مدرسہ مدرس 〃 〃	عہ	〃	۹۳۰	۱۳۶۸۷	حاجی منیر الدین صاحب گھڑی والے صدر بازار	۴ر	〃
۹۰۳	۱۳۶۵۹	حکیم ناصر خلیق صاحب ذاکر 〃 〃	۲ر	〃	۹۳۱	۱۳۶۸۸	حامد حسن صاحب جاند اسٹور کھاری باؤلی 〃	۴ر	〃
۹۰۴	۱۳۶۶۰	منشی عبدالسلام صاحب نگینوی بردہ دکان	۸ر	〃	۹۳۲	۱۳۶۸۹	ماسٹر اصغر علی صاحب کلاتھ مرچنٹ جامع مسجد 〃	۸ر	〃
		حاجی محمد جان صاحب صدر بازار 〃			۹۳۳	۱۳۶۹۰	عبدالحکیم صاحب کباب والے جامع مسجد 〃	۸ر	〃
۹۰۵	۱۳۶۶۱	اسلام الدین صاحب کیپ مرچنٹ چاندنی چوک	عہ	〃	۹۳۴	۱۳۶۹۱	عبدالغنی صاحب کلاتھ مرچنٹ بلیماران 〃	۸ر	〃
۹۰۶	۱۳۶۶۲	محمد ایوب صاحب داج بیکر نئی سڑک 〃	۱ر	〃	۹۳۵	۱۳۶۹۲	شیخ ضیاء الرحمن صاحب تاجر جفت 〃 〃	عہ	〃
۹۰۷	۱۳۶۶۳	حاجی نجم الدین صاحب داج بیکر 〃 〃	۲ر	〃	۹۳۶	۱۳۶۹۳	حکیم محمد حسین صاحب کیرانہ مرچنٹ کھاری باؤلی	عہ	〃
۹۰۸	۱۳۶۶۴	محمد اقبال صاحب بوٹ ہاؤس چاندنی چوک	۴ر	〃	۹۳۷	۱۳۶۹۴	محمد عثمان صاحب نواب والی مسجد قصاب پورہ 〃	۸ر	〃
۹۰۹	۱۳۶۶۵	حافظ محمد عمر صاحب کوچہ قابل عطار 〃	۲ر	〃	۹۳۸	۱۳۶۹۵	محمد اشفاق صاحب بیری والا باغ 〃	۸ر	
۹۱۰	۱۳۶۶۶	حافظ محمد سعید صاحب انگریزی دوا فروش 〃	عہ	〃	۹۳۹	۱۳۶۹۶	عبدالغفار صاحب نیا بانس 〃	۸ر	
۹۱۱	۱۳۶۶۷	حافظ محمد الیاس صاحب انصاری لال کنواں 〃	۲ر	〃	۹۴۰	۱۳۶۹۷	الطاف الرحمن صاحب 〃 〃	۴ر	
۹۱۲	۱۳۶۶۸	حافظ بھورے خانصاحب امام مسجد قصاب پورہ 〃	۲ر	〃	۹۴۱	۱۳۶۹۸	محمد سمیع صاحب کوچہ چیلاں 〃	۱۴ر	
۹۱۳	۱۳۶۶۹	عبدالستار صاحب 〃 〃	۴ر	〃	۹۴۲	۱۳۶۹۹	محبوب بخش صاحب کانوں والی مسجد 〃	۴ر	
۹۱۴	۱۳۶۷۰	عبدالرشید صاحب پرچونیہ 〃 〃	۴ر	〃	۹۴۳	۱۳۷۰۰	بابو عبداللطیف صاحب باڑہ ہندوراؤ 〃	۲ر	

نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۳۷۶	محمد سعید خاں صاحب کنگھی والے صدر بازار دہلی	سہر	ماہانہ
۱۳۷۶	منشی فدا حسین خاں صاحب شیر فروش تیلی واڑہ ″	۴ر	″
۱۳۷۶۱	وصیت علی صاحب صدیقیہ دواخانہ ″	۲ر	
۱۳۷۶۳	چودھری محمد صاحب انکم ٹیکس انسپکٹر نا فیض روڈ قرول باغ دہلی	ے	″
۱۳۷۶۴	مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب ندوۃ المصنفین	۴ر	″
۱۳۷۶۵	منسب علی صاحب پنساری باڑہ ہندو راؤ ″	۲ر	″
۱۳۷۶۶	حبیب الرحمن صاحب انجنیر پل بنگش ″	۱۲ر	″
۱۳۷۶۷	اہلیہ حبیب الرحمن صاحب ″ ″ ″	۴ر	″
۱۳۷۶۸	زاردغہ صاحب حسین صاحب سبزی منڈی ″	۸ر	″
۱۳۷۶۹	حافظ عبد الجلیل صاحب صدر بازار ″	۳ر	″
۱۳۷۷۰	عبد الرشید صاحب مسجد کلاں سبزی منڈی ″	عہ	″
۱۳۷۷۱	مستری محمد اسمعیل صاحب لال مسجد ″ ″	۴ر	″
۱۳۷۷۲	منشی عبد اللہ صاحب فروٹ انجنیئر ″	سہر	″
۱۳۷۷۳	حاجی کرم الٰہی احسان الٰہی صاحبان تاجر جفت بلیماران دہلی	صہ	″
۱۳۷۷۴	عبد الوحید صاحب بازار لال کنواں ″	ار	″
۱۳۷۷۵	محمد سلیمان صاحب ″ ″	ار	″
۱۳۷۷۶	اہلیہ محمد ذکریا صاحب امام مسجد سنہری بازار لال کنواں دہلی	ار	″
۱۳۷۷۷	محمد ذکریا صاحب امام مسجد ″ ″	۳ر	″
۱۳۷۷۸	منشی محمد صدیق صاحب بر دوکان حاجی محمد شفیع صاحب سوپ والے صدر بازار دہلی	۸ر	″
۱۳۷۷۹	محمد ذکاء اللہ صاحب بیری والا باغ ″	ـہ	″
۱۳۷۸۰	عبد الغنی صاحب دوکان پرچون بیٹھی ″	۴ر	″
۱۳۷۸۱	مستری ظہور الدین صاحب ″ ″	۳ر	″
۱۳۷۸۲	حافظ محفوظ الٰہی صاحب پنساری والے چھوٹی مسجد باڑہ ہندو راؤ دہلی	۳ر	″
۱۳۷۸۳	ظہور الدین صاحب مسجد گھنٹہ والی قصاب پورہ	۴ر	″

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰۲۴	۱۳۷۸۴	عبد القدوس صاحب مسجد کلو والی قصاب پورہ	عہ	ماہانہ
۱۰۲۵	۷۸۵	حافظ محمد شفیق الدین صاحب ″	۱ر	″
۱۰۲۶	۱۳۷۸۶	محمد یوسف صاحب مسجد نواب والی ″	ار	″
۱۰۲۷	۱۳۷۸۷	عبد الرشید صاحب پرچونیہ ″	۴ر	″
۱۰۲۸	۱۳۷۸۸	سید اظہار الحسن صاحب عربک ہائی اسکول دریا گنج دہلی	۸ر	″
۱۰۲۹	۱۳۷۸۹	حکیم محمد اسحٰق صاحب دواخانہ نامی قصاب پورہ دہلی	۴ر	″
۱۰۳۰	۱۳۷۹۱	محمد رفیق صاحب تاجر جفت بلیماران ″	سہر	″
۱۰۳۱	۱۳۷۹۲	شیخ محمد دین صاحب انبالہ والے کشن گنج ″	صہ	″
۱۰۳۲	۱۳۷۹۳	ماسٹر سید عبد الحمید صاحب مسلم ہائی اسکول فتحپوری دہلی	عہ	″
۱۰۳۳	۱۳۷۹۴	مولانا عبد الوکیل صاحب ٹیچر ″ ″	۲ر	″
۱۰۳۴	۱۳۷۹۵	ماسٹر نجم الدین صاحب عربک ہائی سکول دریا گنج	۲ر	″
۱۰۳۵	۱۳۷۹۶	ماسٹر فتح الدین صاحب ″ ″ ″	۴ر	″
۱۰۳۶	۱۳۷۹۷	″ کرم الٰہی صاحب ″ ″ ″	۲ر	″
۱۰۳۷	۱۳۷۹۸	″ غلام قادر صاحب ″ ″ ″	۸ر	″
۱۰۳۸	۱۳۷۹۹	″ عبد اللطیف صاحب ″ ″ ″	۲ر	″
۱۰۳۹	۱۳۸۰۰	″ اعجاز الدین صاحب ″ ″ ″	۲ر	″
۱۰۴۰	۱۳۸۰۱	مولوی عبد العزیز صاحب ٹیلر دار محمد پور ریاست بہاولپور	صہ	دوامی
۱۰۴۱	۱۳۸۰۲	مولوی محمد اصغر و مولوی محمد شریف و مولوی محمد جمیل صاحبان محمد پور ریاست بہاولپور	للعہ	″
۱۰۴۲	۱۳۸۰۳	مولوی عبد الحکیم صاحب ″ ″	عـہ	″
۱۰۴۳	۱۳۸۰۴	مولانا محمد امیر صاحب صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ عربیہ قادریہ محمد پور ریاست بہاولپور	صہ	″
۱۰۴۴	۱۳۸۰۵	مولانا عبد الرحمن صاحب ″ ″	للعہ	
۱۰۴۵	۱۳۸۰۶	مولانا حاجی محمد اصغر حسین صاحب پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ	ے	ذیلہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰۴۶	۱۳۸۴۲	حاجی عبدالحق صاحب میرپور خاص سندھ	لعہ	دوامی
۱۰۴۷	۱۳۸۴۳	میاں آدم صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۴۸	۱۳۸۴۴	ڈاکٹر محمد جمیل صاحب ڈاکخانہ میرواہ 〃 〃	عہ	〃
۱۰۴۹	۱۳۸۴۹	حاجی محمد سلیمان صاحب میرپور خاص 〃	عہ	〃
۱۰۵۰	۱۳۸۴۶	مسٹر عبدالکریم صاحب اسسٹنٹ کپتان پوسٹ کنری ضلع تھرپارکر سندھ	صہ	〃
۱۰۵۱	۱۳۸۴۷	مرزا ظفر بیگ صاحب کنٹرا ورا فیسر ریلوے میرپور خاص	صہ	〃
۱۰۵۲	۱۳۸۴۹	قاضی محمد عثمان صاحب 〃	عہ	〃
۱۰۵۳	۱۳۸۵۰	[illegible] صاحب [illegible] ماسٹر 〃	صہ	〃
۱۰۵۴	۱۳۸۵۱	میاں اللہ جوایا صاحب دھوبی ہڈالی ضلع سرگودھا	عہ	〃
۱۰۵۵	۱۳۸۵۲	مظفر خاں صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۵۶	۱۳۸۵۳	ملک نور محمد خاں صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۵۷	۱۳۸۵۴	صوفی غلام محمد صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۵۸	۱۳۸۵۵	حاجی محمد یار خاں صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۵۹	۱۳۸۵۶	میاں خاں محمد صاحب موچی 〃 〃	عہ	〃
۱۰۶۰	۱۳۸۵۷	دفعدار محمد یار خاں صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۶۱	۱۳۸۵۸	میاں حشمت علی صاحب موچی 〃 〃	عہ	〃
۱۰۶۲	۱۳۸۵۹	میاں غلام محمد صاحب 〃 〃 〃	عہ	〃
۱۰۶۳	۱۳۸۶۰	جمعدار محمد خاں صاحب توم ندک 〃 〃	لـ	〃
۱۰۶۴	۱۳۸۶۱	ملک عبدالرحیم صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۶۵	۱۳۸۶۲	حاجی محمد خوشی صاحب ڈگری تھرپارکر 〃	لـ	〃
۱۰۶۶	۱۳۸۶۳	محمد غلام علیخاں صاحب 〃 〃	سہر	〃
۱۰۶۷	۱۳۸۶۴	محمد صاحب خاص خیلی 〃 〃	سہر	〃
۱۰۶۸	۱۳۸۶۵	مولانا حکیم محمد حیات صاحب 〃 〃	للعہ	〃
۱۰۶۹	۱۳۸۶۶	مولوی سید محمود الحق صاحب گلزار باغ پٹنہ	عہ	〃
۱۰۷۰	۱۳۸۶۸	مولوی عبدالمنان صاحب بیدل پروفیسر کالج 〃	لـ	〃
۱۰۷۱	۱۳۸۶۸	مولوی محمد حسن صاحب محلہ گورک پور منہدور 〃	عہ	〃
۱۰۷۲	۱۳۸۶۹	مولوی حاجی سید صغیر الحسن صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ	سہر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰۷۳	۱۳۸۷۰	مولانا حافظ نور الحق صاحب مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ	عہ	دوامی
۱۰۷۴	۱۳۸۷۱	مولانا سلیم الحق صاحب فاضل دیوبند 〃 〃	لـ	〃
۱۰۷۵	۱۳۸۷۲	مولوی عبدالجلیل صاحب انسپکٹر پولیس میرپور 〃	عہ	〃
۱۰۷۶	۱۳۸۷۳	ڈاکٹر سید محمد مصطفےٰ صاحب آزاد فارمیسی 〃	عہ	〃
۱۰۷۷	۱۳۸۷۴	مولوی محمد حسن صاحب محلہ گورکھ پور منہدور 〃	عہ	〃
۱۰۷۸	۱۳۸۷۵	مولوی عبدالجلیل صاحب انسپکٹر پولیس میرپور خا	عہ	〃
۱۰۷۹	۱۳۸۷۶	مولانا حافظ نور الحق صاحب مدرسہ شمس الہدیٰ	عہ	〃
۱۰۸۰	۱۳۸۷۷	منشی طاہر حسن صاحب محرر رسالہ العلوم دیوبند	سہر	ماہانہ
۱۰۸۱	۱۳۸۷۸	مولانا عبدالوحید صاحب ناظم تعلیم 〃 〃	مہر	〃
۱۰۸۲	۱۳۸۹۲	ذوالفقار علی صاحب محلہ محلسرائے مرادآباد	عہ	دوامی
۱۰۸۳	۱۳۸۹۳	اہلیہ ماسٹر الیاس حسن صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۸۴	۱۳۹۰۲	بارو چہ صاحب گوٹ قاضی نور محمد ضلع تھرپارکر سندھ	صہ	〃
۱۰۸۵	۱۳۹۰۳	غلام محمد صاحب 〃 〃	صہ	〃
۱۰۸۶	۱۳۹۰۴	محمد صالح صاحب زمیندار گوٹ حاجی محمد عالم 〃	چہر	〃
۱۰۸۷	۱۳۹۰۵	حکیم بشیر احمد صاحب مقام جیمس آباد 〃	مہر	〃
۱۰۸۸	۱۳۹۰۶	احمد علی صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۸۹	۱۳۹۰۷	مولوی عبدالکریم صاحب 〃 〃	لـ	〃
۱۰۹۰	۱۳۹۰۸	رحیم داد صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۹۱	۱۳۹۰۹	گل محمد خاں صاحب 〃 〃	سہر	〃
۱۰۹۲	۱۳۹۱۰	مولوی فضل الدین صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۹۳	۱۳۹۱۱	ماسٹر محمد صاحب پوسٹ کاچھیلا 〃	عہ	〃
۱۰۹۴	۱۳۹۱۲	فیض محمد صاحب شیخ گوٹ محمد ہاشم 〃	عہ	〃
۱۰۹۵	۱۳۹۱۳	محمد شاہ میر صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۰۹۶	۱۳۹۱۴	یکتارہ فقیر صاحب 〃 〃	مہر	〃
۱۰۹۷	۱۳۹۱۵	مولانا محمد اسحاق صاحب مدرس 〃 〃	للعہ	وظیفہ
۱۰۹۸	۱۳۹۱۶	محمد صالح صاحب 〃 〃	عہ	دوامی
۱۰۹۹	۱۳۹۱۷	احمد خاں صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۱۰۰	۱۳۹۱۸	میاں غلام رسول صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۱۰۱	۱۳۹۱۹	حاجی محمد ابراہیم صاحب 〃 〃	عہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بحفظ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۱۰۲	۱۳۹۲۰	فیض محمد صاحب گوٹ محمد ہاشم تہر پارکر سندھ	عہ	دوامی
۱۱۰۳	۱۳۹۲۱	حاجی امام بخش صاحب 〃 〃	صہ	〃
۱۱۰۴	۱۳۹۲۲	محمد حسن صاحب گوٹ دوست محمد 〃	لعہ	〃
۱۱۰۵	۱۳۹۲۳	مولوی محمد اسحٰق صاحب پوسٹ محسن آباد 〃	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۱۰۶	۱۳۹۲۴	مولوی محمد ابراہیم صاحب پوسٹ میرواگھو جالی 〃	صہ	دوامی
۱۱۰۷	۱۳۹۲۵	مولوی عبدالعزیز صاحب چک ۲۴ الف 〃	۸ر	وظیفہ زکوٰۃ
۱۱۰۸	۱۳۹۲۶	قاضی محمد علی صاحب 〃 〃	۶ر	دوامی
۱۱۰۹	۱۳۹۲۸	مولوی اللہ بخش صاحب مقام ضلع حیدرآباد 〃	۶ر	〃
۱۱۱۰	۱۳۹۲۹	مولوی عبدالعزیز صاحب چک ۲۴ الف تہر پارکر 〃	۶ر	〃
۱۱۱۱	۱۳۹۳۰	حاکم الدین صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۱۲	۱۳۹۳۱	عبدالغفور صاحب 〃 〃 〃	ے	〃
۱۱۱۳	۱۳۹۳۲	فرید بخش صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۱۴	۱۳۹۳۳	منشی عبدالکریم صاحب 〃 〃 〃	۸ر	〃
۱۱۱۵	۱۳۹۳۴	حاجی مہر محمد بوٹہ صاحب 〃 〃 〃	۶ر	〃
۱۱۱۶	۱۳۹۳۵	بی بی خدیجہ صاحبہ زوجہ عبدالغفور صاحب 〃 〃	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۱۱۷	۱۳۹۳۶	امام بخش صاحب چک ۲۵ 〃 〃	۱۰ر	دوامی
۱۱۱۸	۱۳۹۳۷	منشی نور محمد صاحب چک ۱۵ 〃 〃	عـہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۱۱۹	۱۳۹۳۸	شاہ صاحب زمیندار گوٹ سونارانیں 〃 〃	لصہ	دوامی
۱۱۲۰	۱۳۹۳۹	حاجی فتح محمد صاحب چک ۱۵ تعلقہ ڈگری 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۲۱	۱۳۹۴۰	حاجی علی محمد صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۲۲	۱۳۹۴۱	محمد علی صاحب 〃 〃 〃 〃	۸ر	〃
۱۱۲۳	۱۳۹۴۲	میر محمد بخش صاحب 〃 〃 〃	۶ر	〃
۱۱۲۴	۱۳۹۴۳	مسٹر نذر محمد صاحب پٹی دار 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۲۵	۱۳۹۴۴	حاجی غلام محمد صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۲۶	۱۳۹۴۵	حاجی محمد ہاشم صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۲۷	۱۳۹۴۶	محمد طاہر صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۲۸	۱۳۹۴۷	میر حاجی شاہ محمد صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بحفظ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۱۲۹	۱۳۹۴۸	میر محمد صاحب ڈگری تہر پارکر سندھ	۱ر	دوامی
۱۱۳۰	۱۳۹۴۹	محمد صدیق صاحب 〃 〃 〃	۸ر	〃
۱۱۳۱	۱۳۹۵۰	حاجی میر محمد صاحب 〃 〃 〃	۵ر	〃
۱۱۳۲	۱۳۹۵۳	مولوی عبدالحق صاحب کھٹیکان امرتسر	لعہ	〃
۱۱۳۳	۱۳۹۵۵	خلیفہ محمد دین صاحب کٹڑہ منت سنگھ 〃	لعہ	
۱۱۳۴	۱۳۹۵۶	محمد شریف صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۳۵	۱۳۹۵۷	منشی نذیر محمد صاحب بونگی 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۳۶	۱۳۹۵۸	حاجی میر محمد صاحب تاجران چرم مارکیٹ امرتسر	صہ	〃
۱۱۳۷	۱۳۹۵۹	بابو محمد خلیل الرحمٰن صاحب محلہ چاہ چپان سیالکوٹ	۶ر	〃
۱۱۳۸	۱۳۹۶۰	نور الٰہی صاحب تاجر جنت 〃	لعہ	〃
۱۱۳۹	۱۳۹۶۱	شیخ عبدالغنی صاحب بازار کلاں 〃	صہ	〃
۱۱۴۰	۱۳۹۶۲	شیخ امین الدین صاحب تاجر باغبانانہ 〃 〃	۶ر	〃
۱۱۴۱	۱۳۹۸۹	حکیم حبیب الرحمٰن خان صاحب متصل مدرسہ شاہی	۶ر	وظیفہ
۱۱۴۲	۱۳۹۹۱	میاں محکم الدین صاحب دہلی دروازہ شہر ملتان	لعہ	دوامی
۱۱۴۳	۱۳۹۹۲	شیخ الٰہی بخش صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۴۴	۱۳۹۹۳	شیخ احمد بخش صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۴۵	۱۳۹۹۴	شیخ قادر بخش صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۴۶	۱۳۹۹۵	شیخ کریم بخش صاحب 〃 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۴۷	۱۳۹۹۶	میاں دوست محمد صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۴۸	۱۳۹۹۸	شیخ سلطان بخش صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۴۹	۱۳۹۹۹	مولوی شریف خاں صاحب سفیر دار العلوم دیوبند	۶ر	
۱۱۵۰	۱۴۰۰۰	حافظ عبدالمومن صاحب امام مسجد 〃	لعہ	
۱۱۵۱	۱۴۰۰۵	مسٹر محمد شفیع صاحب محلہ کمہاران سیالکوٹ	لعہ	
۱۱۵۲	۱۴۰۰۶	مسٹر ہدایت اللہ صاحب بازار دروازہ 〃	لعہ	

کل میزان [illegible]

عطیات عمومی

موصولہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶ھ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱	۱۱۷۲۷	طبیب فارم موگالیہ کوٹ بھوپال	۴ر	تبلیغ
۲	۱۱۷۲۸	سردار میاں رؤف محمد خانصاحب جاگیردار 〃	عہ	〃
۳	۱۱۷۲۹	عطاء اللہ خانصاحب چوک بازار 〃	۱ر	〃
۴	۱۱۷۳۰	امتیاز علی صاحب 〃 〃	۳ر	〃
۵	۱۱۷۳۱	منشی عنایت الرحمن صاحب امامی دروازہ 〃	۲ر	〃
۶	۱۱۷۳۲	قاری محمد صدیق صاحب 〃	۴ر	〃
۷	۱۱۷۳۳	مولوی مسکین عبد الرشید صاحب 〃	۱ر	〃
۸	۱۱۷۳۴	ہمشیرہ صاحبہ 〃 〃 〃	۱ر	〃
۹	۱۱۷۳۵	مولوی حاجی شفیق احمد صاحب مہتمم مدرسہ 〃	۴ر	〃
۱۰	۱۱۷۳۶	عتیق احمد صاحب 〃	۱ر	〃
۱۱	۱۱۷۳۷	ناہد جہاں بیگم صاحبہ نواب زادہ رفیق الرحمن صاحب بہادر عیدگاہ کوٹھی بھوپال	صہ	〃
۱۲	۱۱۷۳۸	سردار میاں سعادت محمد خانصاحب 〃	عا	〃
۱۳	۱۱۷۳۹	منشی اوصاف احمد صاحب سوداگر 〃	۳ر	〃
۱۴	۱۱۷۴۰	فضل حسین صاحب شورمرچنٹ لوہا بازار 〃	۲ر	〃
۱۵	۱۱۷۴۱	ہز ہائینس بیگم صاحبہ جوناگڈھ 〃	ے	〃
۱۶	۱۱۷۴۲	سید سجاد علی صاحب دفتر حضور 〃	۱ر	〃
۱۷	۱۱۷۴۳	قاری محمد ادریس صاحب مہتمم مساجد 〃	۸ر	〃
۱۸	۱۱۷۴۴	مولوی منشی افضل حسین صاحب 〃	۴ر	〃
۱۹	۱۱۷۴۵	مولوی فضل حق صاحب 〃	۴ر	〃
۲۰	۱۱۷۴۶	منشی سید وحید الرحمن صاحب 〃	۲ر	〃
۲۱	۱۱۷۴۷	حافظ کفایت اللہ صاحب 〃	۲ر	〃
۲۲	۱۱۷۴۸	ماسٹر محمد بلیغ صاحب مدرس مدرسہ سلیمانیہ 〃	۲ر	〃
۲۳	۱۱۷۴۹	سردار میاں نذیر میاں صاحب 〃	۴ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۴	۱۱۷۵۰	منشی محمد عاشق صاحب پینشنر بھوپال	۴ر	تبلیغ
۲۵	۱۱۷۵۱	عالیمرتبت مشیر الملک قاضی علی حیدر عباسی صاحب	سے	〃
۲۶	۱۱۷۵۲	مولوی فیض الحسن صاحب ختم خانہ 〃	۱ر۸۲	〃
۲۷	۱۱۷۵۳	اسری بیگم صاحبہ محمد گڈھ 〃	عہ	〃
۲۸	۱۱۷۵۴	والا قدر ماسٹر ولی محمد صاحب سکریٹری کونسل 〃	عہ	〃
۲۹	۱۱۷۵۵	حکیم سلطان محمود صاحب 〃	عہ	〃
۳۰	۱۱۷۵۶	سردار ذوالفقار محمد خانصاحب 〃	عہ	〃
۳۱	۱۱۷۵۷	منشی مظہر حسین صاحب انسپکٹر میونسپل 〃	عر	〃
۳۲	۱۱۷۵۸	بشارت بی صاحبہ 〃	لعہ	〃
۳۳	۱۱۷۵۹	قاضی محمد اعظم علی صاحب وکیل 〃	عہ	〃
۳۴	۱۱۷۶۰	منشی سردار علی صاحب 〃 〃	۶ر	〃
۳۵	۱۱۷۶۱	منشی سید لیاقت علی صاحب اسٹامپ فروش 〃	۱ر	〃
۳۶	۱۱۷۶۲	میر دبیر منشی سید منصب علی صاحب 〃	عا	〃
۳۷	۱۱۷۶۳	مولوی عبد الہادی خانصاحب مفتی 〃	۴ر	زکوۃ
۳۸	۱۱۷۶۴	منشی سید نثار علی صاحب اہلمد جنگلات 〃	۲ر	تبلیغ
۳۹	۱۱۷۶۵	حاجی عبد اللطیف صاحب ملازم بجلی گھر 〃	۲ر	〃
۴۰	۱۱۷۶۶	حاجی حافظ محمد یوسف علی صاحب دفتر انجینری 〃	۴ر	〃
۴۱	۱۱۷۶۷	منشی سید عبد العظیم صاحب 〃 〃	۳ر	〃
۴۲	۱۱۷۶۸	منشی سید راحت علی صاحب 〃 〃	۱ر	〃
۴۳	۱۱۷۶۹	〃 نظیر احمد صاحب 〃 〃	۳ر	〃
۴۴	۱۱۷۷۰	〃 عبد الصمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس 〃	۴ر	〃
۴۵	۱۱۷۷۱	ماسٹر شجاعت علی صاحب بدھوارہ 〃	۱ر	〃
۴۶	۱۱۷۷۲	اکبر علی صاحب ریت گھاٹ 〃	۱ر	〃
۴۷	۱۱۷۷۳	مولوی عبد القیوم صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر حشم	۱ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بحق	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۸	۱۱۷۷۳	مولوی محمد شعیب صاحب رکن مجلس العطا بھوپال	۱ر	تبلیغ
۴۹	۱۱۷۷۵	مولوی عرفان الحق صاحب وکیل 〃	۳ر	〃
۵۰	۱۱۷۷۶	منشی مغیث الدین صاحب سلیج ریاست 〃	۴ر	〃
۵۱	۱۱۷۷۷	والدہ صاحبہ 〃 〃 〃	۲ر	〃
۵۲	۱۱۷۷۸	نواسی صاحبہ 〃 〃 〃	۲ر	〃
۵۳	۱۱۷۷۹	حاجی احمد صاحب کلاتھ مرچنٹ مقام نصرپور ضلع حیدرآباد سندھ	ــہ	عطایا کی خوایان
۵۴	۱۱۷۸۰	میاں عبداللہ صاحب حکیم نصرپور 〃	ــعہ	〃
۵۵	۱۱۷۸۱	مولوی محمد صاحب 〃 〃	ــعہ	〃
۵۶	۱۱۷۸۲	ماسٹر محمد دلیل صاحب 〃 〃	۱۲ر	〃
۵۷	۱۱۷۸۳	حافظ محمد اسحاق صاحب 〃 〃	ــعہ	〃
۵۸	۱۱۷۸۴	حاجی اللہ دتہ صاحب 〃 〃	ــعہ	〃
۵۹	۱۱۷۸۵	مستری نور محمد صاحب 〃 〃	ــلہ	〃
۶۰	۱۱۷۸۶	حکیم قاضی محمد بخش صاحب 〃 〃	ـعا	〃
۶۱	۱۱۷۸۷	محمد حسن صاحب میمن ٹنڈہ جام 〃	ــعہ	〃
۶۲	۱۱۷۸۸	میاں نور محمد صاحب دوکاندار 〃	ــعہ	〃
۶۳	۱۱۷۸۹	فقیر محمد صادق صاحب بھینڈہ 〃	ـعا	〃
۶۴	۱۱۷۹۰	محمد موسیٰ صاحب پوسٹ ماسٹر روہڑی شریف 〃	ــعہ	〃
۶۵	۱۱۸۰۴	حضرت مولانا شبیر احمد صاحب صدر مہتمم دارالعلوم	ـعا	رسالہ
۶۶	۱۱۸۰۵	حاجی مستری محمد دین صاحب جامع مسجد شملہ	ــہ	صرف طلبہ
۶	۱۱۸۰۶	حاجی مقبول احمد صاحب محلہ چوب فروشان سہارنپور	ــعہ	زکوٰۃ کی خوراک
	۱۱۸۰۷	حاجی نظام الدین صاحب تاجر کرنیل گنج کانپور	ــعہ	صرف طلبہ
۶	۱۱۸۰۸	جناب قاسم محمد میاں صاحب سملک سورت	ــلعہ	〃
	۱۱۸۰۹	مسماۃ شہیدا صاحبہ والدہ سید علی اختر صاحب ڈپٹی کلکٹر محلہ سادات مقام سیوہارہ۔ بجنور	ــلعہ	〃
۷	۱۱۸۱۱	مولانا فیض الدین صاحب ایڈووکیٹ عابد روڈ حیدرآباد دکن	ے	رسالہ
	۱۱۸۱۲	ناظم صاحب انجمن اصلاح اللسان ڈابھیل سورت	ــعہ	〃
	۱۱۸۱۳	سید علی صاحب محلہ کٹہر مرادآباد	ــہ	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید بحق	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷۴	۱۱۸۱۵	حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی دارالعلوم	سے	عطا
۷۵	۱۱۸۱۶	عبدالحی صاحب شوز مرچنٹ بھوپال	۲ر	تبلیغ
۷۶	۱۱۸۱۷	حافظ ناصر محمد خان صاحب امام 〃	۲ر	〃
۷۷	۱۱۸۱۸	منشی عبدالحفیظ بیگ صاحب 〃	۲ر	〃
۷۸	۱۱۸۱۹	منشی نصیر الدین صاحب ختم نویس 〃	۱ر	〃
۷۹	۱۱۸۲۰	منشی محمد فاروق صاحب 〃	۲ر	〃
۷۹	۱۱۸۲۰	ہمشیرہ منشی محمد فاروق صاحب 〃	۲ر	〃
۸۰	۱۱۸۲۱	محمد اسحاق صاحب سوداگر پان جبراتی دروازہ 〃	۱ر	〃
۸۱	۱۱۸۲۲	اسعدی علیخاں صاحب اندرون امامی دروازہ 〃	۲ر	〃
۸۲	۱۱۸۲۳	منشی عبدالرحیم صاحب پینشنر باغات 〃	۱ر	〃
۸۳	۱۱۸۲۴	حافظ عبدالرحمن صاحب سبزی فروش 〃	۲ر	〃
۸۴	۱۱۸۲۵	عبدالرحمن صاحب ٹھیکیدار آبکاری 〃	۱ر	〃
۸۵	۱۱۸۲۶	مولوی حشمت علی صاحب 〃	۱ر	〃
۸۶	۱۱۸۲۷	مولوی محمد نور صاحب ختم خانہ 〃	۳ر	〃
۸۷	۱۱۸۲۸	مولوی علیم الدین صاحب مع اہلیہ صاحبہ 〃	۴ر	〃
۸۸	۱۱۸۲۹	نذیر صاحب شاہجہاں آباد 〃	۲ر	〃
۸۹۰	۱۱۸۳۰	حافظ عظیم اللہ صاحب امام 〃	۴ر	〃
۹۱	۱۱۸۳۱	سخاوت اللہ صاحب 〃	۴ر	〃
۹۱	۱۱۸۳۲	منشی سید سلطان علی صاحب 〃	۲ر	〃
۹۲	۱۱۸۳۳	ماسٹر یوسف علی صاحب	۴ر	〃
۹۳	۱۱۸۳۴	منشی عبداللطیف صاحب	۱ر	〃
۹۴	۱۱۸۳۵	منشی سید سجاد علی صاحب	۱ر	〃
۹۵	۱۱۸۳۶	مولوی رضوان الدین صاحب	۴ر	〃
۹۶	۱۱۸۳۷	بابو مجتبیٰ احمد صاحب اوورسیر 〃	ــعہ	〃
۹۷	۱۱۸۳۸	مولوی عبدالغفور صاحب سکریٹری قانون انصاف 〃	ـعا	〃
۹۸	۱۱۸۳۹	حافظ رشید احمد صاحب ٹیلر ماسٹر	۲ر	〃
۹۹	۱۱۸۴۰	سلیمان صاحب دوکاندار شاہجہاں آباد	۲ر	〃
۱۰۰	۱۱۸۴۱	عبدالرشید صاحب دوکاندار کوفی پورہ 〃	۲ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بحثت	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰۱	۱۱۸۴۲	ملا امتیاز علی صاحب چوک بھوپال	۴ر	تبلیغ
۱۰۲	۱۱۸۴۳	حبیب عبدالکریم صاحب کپی 〃	۴ر	〃
۱۰۳	۱۱۸۴۴	حافظ سعید محمد خاں صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ 〃	۴ر	〃
۱۰۴	۱۱۸۴۵	مولوی شمس الدین صاحب بدھوارہ 〃	۴ر	〃
۱۰۵	۱۱۸۴۶	مولوی حکیم عبدالقیوم صاحب 〃	۲ر	〃
۱۰۶	۱۱۸۴۷	حاجی اظہار حسین صاحب 〃	۸ر	〃
۱۰۷	۱۱۸۴۸	منشی طاہر حسین صاحب 〃	۲ر	〃
۱۰۸	۱۱۸۴۹	منشی منظور صاحب 〃	۲ر	〃
۱۰۹	۱۱۸۵۰	منشی سعید اختر صاحب 〃	۲ر	〃
۱۱۰	۱۱۸۵۱	حاجی محمد عنایت علی خاں صاحب 〃	عہ	〃
۱۱۱	۱۱۸۵۱	الحاجہ عنایت الٰہی بیگم صاحبہ 〃	عہ	〃
۱۱۲	۱۱۸۵۱	〃 انوار الٰہی بیگم صاحبہ 〃	للعہ	〃
۱۱۳	۱۱۸۵۲	بیگم صاحبہ شوکت محل 〃	عا	〃
۱۱۴	۱۱۸۵۲	والدہ صاحبہ شوکت محل 〃	لعہ	〃
۱۱۵	۱۱۸۵۳	قاضی عبداللطیف صاحب اکونٹنٹ 〃	۴ر	〃
۱۱۶	۱۱۸۵۴	منشی ہادی حسن صاحب ملازم روبکاری خاص 〃	۴ر	〃
۱۱۷	۱۱۸۵۵	منشی عنایت الرحمٰن صاحب امامی دروازہ 〃	۲ر	〃
۱۱۸	۱۱۸۵۶	منشی محمد طاہر صاحب دفتر فنانس	۴ر	〃
۱۱۹	۱۱۸۵۷	منشی محمد علی صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۱۲۰	۱۱۸۵۸	منشی عبدالرشید صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۱۲۱	۱۱۸۵۹	منشی نواب علی صاحب 〃 〃	ار	〃
۱۲۲	۱۱۸۶۰	منشی نصیر الدین صاحب 〃 〃	ار	〃
۱۲۳	۱۱۸۶۱	منشی عبدالرحمٰن صاحب 〃	ار	〃
۱۲۴	۱۱۸۶۲	منشی عبدالسلام صاحب 〃 〃	ار	〃
۱۲۵	۱۱۸۶۳	منشی عبدالصمد صاحب 〃	۲ر	〃
۱۲۶	۱۱۸۶۴	منشی عزیز الرحمٰن صاحب 〃	ار	〃
۱۲۷	۱۱۸۶۵	منشی نجیب الدین صاحب 〃	ار	〃
۱۲۸	۱۱۸۶۶	منشی قمر الدین صاحب دفتر فنانس 〃	ار	〃
۱۲۹	۱۱۸۶۷	منشی عبدالمتین صاحب 〃	ار	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بحثت	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۳۰	۱۱۸۶۸	منشی سلیم الدین صاحب دفتر فنانس بھوپال	ار	تبلیغ
۱۳۱	۱۱۸۶۹	ناہید جہاں بیگم صاحبہ کوٹھی عیدگاہ 〃	عہ	〃
۱۳۲	۱۱۸۷۰	سردار میاں سعادت محمد خاں صاحب 〃	عا	〃
۱۳۳	۱۱۸۷۱	مسٹر محمد یونس صاحب میرپور خاص سندھ	عہ	زکوٰۃ بہی خواہان
۱۳۴	۱۱۸۷۶	میاں نور محمد صاحب سپروائزر کسارد شریف 〃	لعہ	عطا 〃
۱۳۵	۱۱۸۷۷	مولانا عبدالقادر صاحب مہتمم مدرسہ گوٹھ پیر جھنڈو 〃	لعہ	〃
۱۳۶	۱۱۸۷۸	حاجی اللہ بخش صاحب میرپور خاص 〃	۸ر	〃
۱۳۷	۱۱۸۷۹	حاجی نظام الدین صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۳۸	۱۱۸۸۰	حاجی امید علی صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۳۹	۱۱۸۸۱	حاجی محمد علی صاحب بلسے پوٹہ 〃 〃	عہ	〃
۱۴۰	۱۱۸۸۲	حاجی احمد بخش صاحب ناریجہ 〃 〃	عا	〃
۱۴۱	۱۱۸۸۳	حاجی محمد پناہ صاحب ڈیس 〃 〃	لعہ	〃
۱۴۲	۱۱۸۸۴	محمد اسلم صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۴۳	۱۱۸۸۵	مولانا عبدالحق صاحب موذن 〃 〃	لعہ	〃
۱۴۴	۱۱۸۸۷	میاں عبدالرشید صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۴۵	۱۱۸۸۸	حکم خان جمعدار صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۴۶	۱۱۸۸۹	جمن بیگ صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۱۴۷	۱۱۸۹۰	عبدالشکور صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۱۴۸	۱۱۸۹۱	مسٹر غلام محمد خاں صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۴۹	۱۱۸۹۲	میاں محمد ابراہیم صاحب پوسٹ آفس 〃 〃	للعہ	〃
۱۵۰	۱۱۸۹۳	مسٹر دین صاحب میرپور خاص 〃	لعہ	〃
۱۵۱	۱۱۸۹۴	مسٹر محمد شفیع صاحب 〃 〃	عا	〃
۱۵۲	۱۱۸۹۵	محمد طالب صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۵۳	۱۱۸۹۶	مولانا محمد مبارک علی صاحب نائب مہتمم دارالعلوم	عا	رسالہ
۱۵۴	۱۱۸۹۷	سردار میاں رشید محمد خاں صاحب بھوپال	عا	تبلیغ
۱۵۵	۱۱۸۹۸	مولوی شفیق احمد صاحب مہتمم مدرسہ سلیمانیہ 〃	۴ر	〃
۱۵۶	۱۱۸۹۹	عتیق احمد سلمہٗ 〃	ار	〃
۱۵۷	۱۱۹۰۰	سردار میاں رؤف محمد خاں صاحب 〃	عہ	〃
۱۵۸	۱۱۹۰۱	میر غلام محمد صاحب میرپور خاص 〃	للعہ	عطا [illegible]

نمبر شمار	نمبر رسید پختہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۵۹	۱۱۹۰۲	شیخ عبدالمالک صاحب میرپور خاص سندھ	عہ	عطائے خواہاں
۱۶۰	۱۱۹۰۳	قاضی عبدالرسول صاحب	عہ	〃
۱۶۱	۱۱۹۰۴	قاضی محمد صالح صاحب	عہ	〃
۱۶۲	۱۱۹۰۵	محمد صادق صاحب	عہ	〃
۱۶۳	۱۱۹۰۶	میاں عبدالرحیم صاحب جمعدار	عہ	〃
۱۶۴	۱۱۹۰۷	صحبت خانصاحب تاجر کتب	عہ	〃
۱۶۵	۱۱۹۰۸	ماسٹر قادر بخش صاحب ہائی سکول	عا	〃
۱۶۶	۱۱۹۰۹	مسٹر کریم بخش صاحب	عہ	〃
۱۶۷	۱۱۹۱۰	مسٹر علی خانصاحب پرنسپل	صہ	〃
۱۶۸	۱۱۹۱۱	محمد صدیق صاحب	صہ	〃
۱۶۹	۱۱۹۱۲	میر نور صاحب	عہ	〃
۱۷۰	۱۱۹۱۳	محمد طیب صاحب	عہ	〃
۱۷۱	۱۱۹۱۴	محمد بخش صاحب منوہر میرپور	صہ	〃
۱۷۲	۱۱۹۱۵	ٹوہ صاحب	عہ	〃
۱۷۳	۱۱۹۱۶	حاجی دنبل صاحب	عہ	〃
۱۷۴	۱۱۹۱۷	ڈاڑہو لی صاحب	۱۲؍	〃
۱۷۵	۱۱۹۱۸	مولوی حاجی قادر بخش صاحب	عہ	زکوٰۃ
۱۷۶	۱۱۹۱۹	میاں محمد حسین صاحب جمعدار ریلوے	عا	〃
۱۷۷	۱۱۹۲۰	اہلیہ صاحبہ حاجی دسو صاحب زمیندار	یا	〃
۱۷۸	۱۱۹۲۱	حاجی دسو صاحب	۵؍	〃
۱۷۹	۱۱۹۲۲	امیر بخش صاحب بخاری گوٹھ حاجی کمال خاں	عہ	عطا
۱۸۰	۱۱۹۲۳	عبداللطیف صاحب	عہ	〃
۱۸۱	۱۱۹۲۴	حاجی امید علی صاحب	عہ	〃
۱۸۲	۱۱۹۲۵	حاجی شمسو صاحب	عہ	〃
۱۸۳	۱۱۹۲۶	رستم خانصاحب	عہ	〃
۱۸۴	۱۱۹۲۷	دوست محمد صاحب	۳؍	〃
۱۸۵	۱۱۹۲۸	کرم خانصاحب	عہ	〃
۱۸۶	۱۱۹۲۹	مصری خانصاحب	عہ	〃
۱۸۷	۱۱۹۳۰	در محمد خانصاحب	عہ	〃
۱۸۸	۱۱۹۳۱	بدھو خانصاحب بخاری گوٹھ حاجی کمال خاں میرپور	عہ	عطائے خواہاں
۱۸۹	۱۱۹۳۲	داؤد خانصاحب	عہ	〃
۱۹۰	۱۱۹۳۳	ننگر خانصاحب	۳؍	〃
۱۹۱	۱۱۹۳۴	فقیر محمد خانصاحب	عہ	〃
۱۹۲	۱۱۹۳۵	محمد اسمٰعیل صاحب ہنجی میرپور	عہ	〃
۱۹۳	۱۱۹۳۶	جلال صاحب	عہ	〃
۱۹۴	۱۱۹۳۷	احمد صاحب	عہ	〃
۱۹۵	۱۱۹۳۸	میر محمد علیخان صاحب	صہ	〃
۱۹۶	۱۱۹۳۹	مسٹر محمد صادق صاحب کنیال	صہ	〃
۱۹۷	۱۱۹۴۱	میاں نور الحق صاحب	عہ	〃
۱۹۸	۱۱۹۴۲	مسٹر دہنی بخش صاحب	عہ	〃
۱۹۹	۱۱۹۴۳	سید ولی صاحب	عہ	〃
۲۰۰	۱۱۹۴۴	حاجی مستری محمد رمضان صاحب	عا	〃
۲۰۱	۱۱۹۴۵	بابو کرم الٰہی صاحب	ے	〃
۲۰۲	۱۱۹۴۶	علی محمد صاحب سب انسپکٹر ٹیلیگراف	عا	〃
۲۰۳	۱۱۹۴۷	قاضی غلام مصطفیٰ صاحب	عہ	〃
۲۰۴	۱۱۹۴۸	صوبیدار زین خانصاحب	للعہ	〃
۲۰۵	۱۱۹۴۹	غلام محمد خانصاحب	عہ	〃
۲۰۶	۱۱۹۵۰	محمد قاسم صاحب میرپور بہتی تعلقہ	عہ	〃
۲۰۷	۱۱۹۵۱	میاں انور علی صاحب کنیال اسسٹنٹ	عا	〃
۲۰۸	۱۱۹۵۲	حاجی شیر علی خانصاحب	عہ	〃
۲۰۹	۱۱۹۵۳	دین محمد صاحب	عہ	〃
۲۱۰	۱۱۹۵۴	منیر خانصاحب جمعدار پولیس	صہ	〃
۲۱۱	۱۱۹۵۵	میاں رحمت علی صاحب	عہ	〃
۲۱۲	۱۱۹۵۶	حکیم مولوی قادر بخش صاحب	عہ	〃
۲۱۳	۱۱۹۵۷	امام بخش صاحب برانچ آفس	عہ	〃
۲۱۴	۱۱۹۵۸	منشی فتح محمد صاحب ٹھیکیدار	عا	〃
۲۱۵	۱۱۹۵۹	میاں غلام محمد صاحب زمیندار ٹنگ	عہ	〃
۲۱۶	۱۱۹۶۰	حاجی محمد اعظم صاحب	عا	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۱۷	۱۱۹۷۱	الٰہی بخش صاحب میرپور خاص سندھ	للعہ	عطایا بہی خواہان
۲۱۸	۱۱۹۷۲	ماسٹر جمال الدین صاحب میرپور خاص "	عہ	"
۲۱۹	۱۱۹۷۳	منشی عبدالحمید صاحب رمپورہ نجیب آباد بجنور	؎	زکوٰۃ "
۲۲۰	۱۱۹۷۴	محمد رفیق صاحب فاتش نویس چکوال ضلع جہلم	۶	رسالہ
۲۲۱	۱۱۹۷۵	حکیم محمد بہاء الدین صاحب صدیقی بورڈنگ ہاؤس مردانی	ے	صرف طلبہ
۲۲۲	۱۱۹۷۷	جناب خیر النساء بیگم صاحبہ محلہ مغلپورہ نجیب آباد	سہ	"
۲۲۳	۱۱۹۷۸	قمرالدین صاحب علاالدین قائم گنج ضلع فرخ آباد	سہ	"
۲۲۴	۱۱۹۸۴	حافظ اللہ مہر صاحب دکان پرچون محلہ افغاناں غازی آباد	۴ر	عطایا
۲۲۵	۱۱۹۸۵	نور محمد صاحب ملازم ریلوے محلہ افغاناں "	۴ر	"
۲۲۶	۱۱۹۸۶	حکیم علیم الدین صاحب محلہ پختہ موری "	عہ	"
۲۲۷	۱۱۹۸۷	حفیظ الدین صاحب شیر فروش گذری بازار میرٹھ	۲ر	"
۲۲۸	۱۱۹۸۸	چودھری محمد حسن خانصاحب موضع سیدپور "	۴ر	"
۲۲۹	۱۱۹۸۹	ظہور محمد صاحب موضع لداپورہ "	۱۲ر	"
۲۳۰	۱۱۹۹۰	حاجی عبدالسعید صاحب " "	۲ر	"
۲۳۱	۱۱۹۹۱	منجانب جملہ مسلمانان قصبہ نورنگ آباد "	صہ	"
۲۳۲	۱۲۰۰۳	قاری محمد اسمٰعیل صاحب امام مسجد قصبہ ڈھولڑی "	۶	زکوٰۃ "
۲۳۳	۱۲۰۰۴	حبیب اللہ صاحب " "	عہ	عطایا "
۲۳۴	۱۲۰۰۵	حمید اللہ صاحب " "	۶	"
۲۳۵	۱۲۰۰۶	مولا بخش صاحب " "	عہ	"
۲۳۶	۱۲۰۰۷	اللہ دیا صاحب خیاط " "	عہ	"
۲۳۷	۱۲۰۰۸	ناظر صاحب ولد امیر صاحب " "	عہ	"
۲۳۸	۱۲۰۰۹	محمد اسحاق صاحب سیل کوپا ضلع میسور	صہ	صرف طلبہ
۲۳۹	۱۲۰۱۰	مولوی فقیر اللہ صاحب پیش امام چھوٹا خطہ	۶	"
۲۴۰	۱۲۰۱۱	محمد یونس شاہ صاحب رئیس اعظم جاگیردار بجادلپور ولیعہ	۵	"
۲۴۱	۱۲۰۱۲	مولوی عبدالغنی صاحب موضع کشوخیا ضلع چاٹگام	صہ	"
۲۴۲	۱۲۰۱۳	ایس عبدالرشید صاحب سوداگر کٹرہ احمد گنج فرخ آباد	۵	"
۲۴۳	۱۲۰۱۴	ایم احمد اللہ صاحب فروٹ ایجنٹ دہلی سبزی منڈی	۵	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۴۴	۱۲۰۱۵	ڈاکٹر عبدالمجید خانصاحب باغپت میرٹھ	صہ	زکوٰۃ بہی خواہان
۲۴۵	۱۲۰۱۶	نورالدین صاحب ڈھولڑی "	عہ	تعمیر تنظیم
۲۴۶	۱۲۰۱۷	جملہ مسلمانان " "	صہ ۱۲ر	"
۲۴۷	۱۲۰۱۸	حاجی عبدالسلام صاحب دوکاندار باغپت "	عہ	"
۲۴۸	۱۲۰۱۹	محمد دین صاحب دوکان پرچون " "	عہ	"
۲۴۹	۱۲۰۲۰	حافظ عبدالرشید صاحب دوکاندار " "	۸ر	"
۲۵۰	۱۲۰۲۱	ماسٹر شہاب الدین صاحب مدرس " "	۴ر	"
۲۵۱	۱۲۰۲۲	محمد عظیم صاحب پرچونیہ محلہ قصابان " "	۸ر	"
۲۵۲	۱۲۰۲۴	عبدالہادی صاحب " "	عہ	"
۲۵۳	۱۲۰۲۵	ملا عبدالمجید صاحب قصبہ ڈھولڑی "	۸	عطا "
۲۵۴	۱۲۰۲۶	فدا حسین صاحب " "	عہ	"
۲۵۵	۱۲۰۲۲	محمد شریف صاحب وغیرہ " "	۸ر	تعمیر تنظیم
۲۵۶	۱۲۰۲۷	کریم اللہ صاحب " "	عہ	"
۲۵۷	۱۲۰۲۸	کلو صاحب " "	عہ	"
۲۵۸	۱۲۰۲۹	ناظر صاحب " "	عہ	"
۲۵۹	۱۲۰۳۰	عبدالحکیم صاحب " "	عہ	"
۲۶۰	۱۲۰۳۱	شفیع صاحب " "	۸ر	"
۲۶۱	۱۲۰۳۲	عبدالرحیم صاحب " "	۸ر	"
۲۶۲	۱۲۰۳۳	منشی عبداللطیف صاحب " "	عہ	"
۲۶۳	۱۲۰۳۴	محمد صدیق صاحب " "	عہ	"
۲۶۴	۱۲۰۳۵	محمد حرمت علی صاحب کتبخانہ اشرفیہ پھلواری شریف	۶	زکوٰۃ
۲۶۵	۱۲۰۳۶	شیخ عبدالباری صاحب " "	۶	"
۲۶۶	۱۲۰۳۷	سراج الدین صاحب " "	عہ	"
۲۶۷	۱۲۰۳۸	حاجی محمد عیسیٰ صاحب " "	عہ	"
۲۶۸	۱۲۰۳۹	احمد علی صاحب " "	۴ر	متفرق صرف طلبہ
۲۶۹	۱۲۰۴۰	حاجی عبدالواحد صاحب فورٹ سنڈیمن بلوچستان	للعہ	"
۲۷۰	۱۲۰۴۱	ماسٹر محمد علی صاحب " "	۵ر	"
۲۷۱	۱۲۰۴۲	ماسٹر محمد گل خانصاحب " "	للعہ	"
۲۷۲	۱۲۰۴۳	ماسٹر عبدالعزیز صاحب " "	صہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۴۴	۱۲۲۹۰	ایم۔ اسے کالا صاحب گلی ۲۵ چینیا اسٹریٹ رنگون	عہ	زکوۃ بہی خواہان
۴۴۵	۱۲۲۹۸	از محمد ظریف کمپنی ۲۵ " "	ما ر	"
۴۴۶	۱۲۳۳۰	مولانا عبد الخالق صاحب شاہجہاں پوری "	ع	"
۴۴۷	۱۲۳۳۳	عبد اللطیف صاحب جہاز گرالی مانڈلے	سے	"
۴۴۸	۱۲۳۳۵	ماماسکے ۹۲ ایک مان "	صہ	صرف طلبہ
۴۴۹	۱۲۳۳۷	سید محمد نبی صاحب خانجہاں پور ضلع مظفر نگر	عـــہ	چرم قربانی
۴۵۰	۱۲۳۳۷	ایک نا معلوم الاسم صاحب سہارنپور	۹ر	صرف طلبہ
۴۵۱	۱۲۳۳۸	سید محمد شعیب صاحب رئیس منصور پور مظفر نگر	صہ	چرم قربانی
۴۵۲	۱۲۳۳۹	مولانا بشیر احمد صاحب خطیب پسرور سیالکوٹ	ع	رسالہ
۴۵۳	۱۲۳۵۰	ملا مولا بخش صاحب بڑھاپور ضلع بجنور	عـــہ	زکوۃ بہی خواہان
۴۵۴	۱۲۳۴۰	مصلیان جامع مسجد پزنڈاونگ رنگون	۱۲ ہہ	عطار
۴۵۵	۱۲۳۴۱	تھانہ بہادر شیخ محمد ضیاء الحق صاحب رئیس دیوبند	ـــہ	چرم قربانی
۴۵۶	۱۲۳۴۲	امداد علیخاں صاحب بوٹ فیکٹری اوجین مالوہ	عہ	"
۴۵۷	۱۲۳۴۳	سید رشید احمد صاحب ہیڈ ماسٹر سوامی گوا ٹرس کراچی	ع	رسالہ
۴۵۸	۱۲۳۴۴	بابو امر الدین صاحب " "	۱۲ ہہ	چرم قربانی
۴۵۹	۱۲۳۴۵	عبد الحکیم صاحب سوداگر خشت قصبہ کاندھلی	للعہ	"
۴۶۰	۱۲۳۴۶	سید محمد اسمٰعیل صاحب ٹھیکہ دار قصبہ جوالا پور	صہ	زکوۃ
۴۶۱	۱۲۳۴۷	کرم عظیم صاحب انصاری وکیل گوہر گنج بھوپال	صہ	چرم قربانی
۴۶۲	۱۲۳۴۸	مولانا مفتی مشتاق احمد صاحب رام گنجپورہ	سے	"
۴۶۳	۱۲۳۴۹	نصیر الدین احمد صاحب صدیقی پنشنر حیدر آباد دکن	سے	صرف طلبہ
۴۶۴	۱۲۳۴۳	احمد حسین صاحب لاہرپور ضلع سیتاپور (شش ماہ)	عہ	رسالہ
۴۶۵	۱۲۳۴۳	مولانا سید محمد ادریس صاحب ڈابھیل سورت	عا	"
۴۶۶	۱۲۳۴۴	باگر سگانہ براستہ برائے سندھو ضلع ملتان	لـــہ	زکوۃ
۴۶۷	۱۲۳۴۴	مالک فرم اے رشید اینڈ سنز ۵۲ کلکتہ	مالعـــہ	"
۴۶۸	۱۲۳۴۵	سائرین مدرسہ تعلیم الاسلام (انگرین)	عہ	عطار
۴۶۹	۱۲۳۴۶	مقصود علی صاحب ٹھیکہ دار مانڈلے	ع	صرف طلبہ
۴۷۰	۱۲۳۹۹	عبد الوحید صاحب سوداگر سرائے ترین سنبھل	عہ	عطار
۴۷۱	۱۲۵۰۰	شیخ عبد الحکیم صاحب " "	عہ	"
۴۷۲	۱۲۵۰۲	نواب بدر محمد صاحب " "	عہ	"
۴۷۳	۱۲۵۰۳	ملا کریم بخش صاحب سرائے ترین سنبھل	عہ	عطار
۴۷۴	۱۲۵۰۴	نصیر اللہ صاحب " "	ہہ	"
۴۷۵	۱۲۵۰۵	حکیم محمد عبد الحکیم صاحب ریاست ماہن پور بجنور	۱۲ر	چرم قربانی
۴۷۶	۱۲۵۰۸	محمد صدیق صاحب کوچہ بیدان مغلپورہ	یکم	"
۴۷۷	۱۲۵۱۷	بابو محمد افضل خان صاحب کچہری فیض آباد	ع	رسالہ
۴۷۸	۱۲۵۲۲	منشی عبد الرحمٰن صاحب رحمانی دواخانہ بجنور	سے	چرم قربانی
۴۷۹	۱۲۵۲۳	منشی محمد زبیر صاحب محلہ قاضی واڑہ "	یکم	"
۴۸۰	۱۲۵۳۷	ولی محمد صاحب کلرک ڈاکخانہ صدر جھنگ	عہ	زکوۃ
۴۸۱	۱۲۵۶۸	محمد ابراہیم صاحب ڈگری چک ۱۶ تہر یار کرسنگھ	عہ	عطاء بہی خواہان
۴۸۲	۱۲۵۶۹	حاجی محمد فضل صاحب نمبردار " " "	یکم	صرف طلبہ
۴۸۳	۱۲۵۷۰	حاجی محمد فضل صاحب نمبردار " "	یکم	"
۴۸۴	۱۲۵۷۱	غلام رسول صاحب " " "	ہہ	عطاء بہی خواہان
۴۸۵	۱۲۵۷۲	حافظ محمد یوسف صاحب " " "	سے	"
۴۸۶	۱۲۵۷۳	عبد القدوس صاحب " "	ہہ	"
۴۸۷	۱۲۵۷۴	بابو محمد سلیمان صاحب میرپور خاص "	صہ	"
۴۸۸	۱۲۵۷۵	مسٹر محمد یعقوب صاحب وکیل " "	صہ	"
۴۸۹	۱۲۵۷۶	حاجی محمد اسمٰعیل خان صاحب مری بلیج "	عہ	"
۴۹۰	۱۲۵۷۷	حاجی حاکی صاحب پھلور " "	عا	"
۴۹۱	۱۲۵۷۸	میاں قادر بخش صاحب " " "	عا	"
۴۹۲	۱۲۵۷۹	محمد عمر صاحب " " "	۲ر	"
۴۹۳	۱۲۵۸۰	میاں نظر محمد صاحب " "	عہ	"
۴۹۴	۱۲۵۸۱	میاں محمد صاحب " "	عہ	"
۴۹۵	۱۲۵۸۲	میاں محمد موسیٰ صاحب " "	عہ	"
۴۹۶	۱۲۵۸۳	فقیر محمد ابراہیم صاحب بانسیر ڈالا "	عـــہ	"
۴۹۷	۱۲۵۸۴	مستری عبد اللہ خان صاحب میرپور خاص "	عہ	"
۴۹۸	۱۲۵۸۵	حاجی محمد صالح صاحب " "	عہ	"
۴۹۹	۱۲۵۸۶	عبد الرحمٰن صاحب " "	عہ	"
۵۰۰	۱۲۵۸۷	مسٹر غلام علی خان صاحب ہیڈ کلرک "	عہ	"
۵۰۱	۱۲۵۸۸	محمد عثمان صاحب میرپور خاص "	عہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید بکتب	اسمائے گرامی عطاکنندگان	رقم	مد
۵۰۲	۱۲۵۸۹	ارباب اللہ دتا خانصاحب ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ تعلقہ ڈبیلو براستہ حیدرآباد تھرپارکر سندھ	عـہ	عطایۂ خواہان
۵۰۳	۱۲۵۹۰	مسٹر محمد عبد اللطیف صاحب وکیل میرپور خاص //	صہ	//
۵۰۴	۱۲۵۹۱	حاجی ولی محمد صاحب بلوچ // //	مہ	//
۵۰۵	۱۲۵۹۲	سردار بہادر میر الہداد خانصاحب مس اعظم پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ پوسٹ جلوری میرپور خاص سندھ	عـہ	//
۵۰۶	۱۲۵۹۳	قاضی علی خانصاحب // //	لـہ	//
۵۰۷	۱۲۵۹۴	لکھا نہ صاحب زمیندار ٹنڈو اللہ یار حیدرآباد سندھ	۶/	//
۵۰۸	۱۲۵۹۵	مسٹر محمد حافظ خانصاحب ڈپٹی کلکٹر میرپور خاص //	۶/	//
۵۰۹	۱۲۵۹۶	مولانا سید فیض عالم صاحب زمیندار بنک // //	۶/	//
۵۱۰	۱۲۵۹۷	عبد الرحیم صاحب سرائے ترین سنبھل	لـہ	تعمیر //
۵۱۱	۱۲۶۱۲	پٹواری علی محمد صاحب راجپورہ	[illegible]	چرم قربانی
۵۱۲	۱۲۶۱۳	اللہ دیا خانصاحب //	[illegible]	//
۵۱۳	۱۲۶۱۴	شادی صاحب گوجر //	[illegible]	//
۵۱۴	۱۲۶۱۵	عبد الکریم صاحب حجام //	[illegible]	//
۵۱۵	۱۲۶۱۶	شیخ چراغ دین صاحب //	[illegible]	//
۵۱۶	۱۲۶۱۷	حکیم عبد العزیز صاحب //	[illegible]	//
۵۱۷	۱۲۶۱۸	شیخ غلام کبیر صاحب //	[illegible]	//
۵۱۸	۱۲۶۱۹	خانصاحب محمد نبی خانصاحب تحصیلدار //	[illegible]	//
۵۱۹	۱۲۶۲۰	جنگو رائیں //	[illegible]	//
۵۲۰	۱۲۶۲۱	فضل احمد خانصاحب خانساماں //	[illegible]	//
۵۲۱	۱۲۶۲۲	صدر الدین صاحب //	[illegible]	//
۵۲۲	۱۲۶۲۳	نظام الدین صاحب دکاندار //	[illegible]	//
۵۲۳	۱۲۶۲۴	بابو اللہ دتا صاحب //	[illegible]	//
۵۲۴	۱۲۶۲۵	محمد مشتاق صاحب قصاب //	[illegible]	زکوۃ
۵۲۵	۱۲۶۲۶	ابو المظفر مقصود علی خاں صاحب محلہ میاں سرائے سنبھل ضلع مرادآباد	صہ	//

نمبر شمار	نمبر رسید بکتب	اسمائے گرامی عطاکنندگان	رقم	مد
۵۲۶	۱۲۶۲۷	مولانا ابو القاسم صاحب صدر انجمن اخلاقیہ موضع جنیدا پور ضلع دربھنگہ	صہ	چرم قربانی
۵۲۷	۱۲۶۲۸	محمد یٰسین اللہ دیا صاحب گلاس ورکس کرتپور	عـہ	زکوۃ
۵۲۸	۱۲۶۳۰	اللہ بخش صاحب چک موسیٰ ضلع شاہپور	صہ	صرف طلبا
۵۲۹	۱۲۶۳۱	قاضی حبیب اللہ صاحب مدرس قصبہ جانسٹھ	صہ	بیجہ متفرق
۵۳۰	۱۲۶۳۲	حکیم شریف احمد صاحب ساکن قصبہ گنگوہ	۱ہر	//
۵۳۱	۱۲۶۳۳	نواب میجر ملک ممتاز محمد خانصاحب جہان آباد ضلع شاہ پور	صہ	صرف طلبا
۵۳۲	۱۲۶۳۴	ملک عبد الرحمٰن صاحب لاہور	عـہ	وظیفہ
۵۳۳	۱۲۶۳۵	محمد ظہور الحسن صاحب اراشٹہ بالائے قلعہ ریوتال	۲/	چرم
۵۳۴	۱۲۶۳۶	محمد عبد الواسع صاحب دیوان ریاست بادونی کڈرہ	۱۰/	//
۵۳۵	۱۲۶۳۷	مرزا امیر بیگ صاحب ضلعدار // //	۵/	
۵۳۶	۱۲۶۳۸	خان محمد خانصاحب درانی کوتوال // //	۹/	
۵۳۷	۱۲۶۳۹	منشی عزیز الدین صاحب امین // //	۹/	
۵۳۸	۱۲۶۴۰	منشی تصدق حسین خانصاحب // //	۹/	
۵۳۹	۱۲۶۴۱	ولدار خانصاحب // //	۹/	
۵۴۰	۱۲۶۴۲	موسیٰ خانصاحب // //	۹/	
۵۴۱	۱۲۶۴۳	مولانا محمد شعیب الحسنی الفاسی مفتی //	۹/	
۵۴۲	۱۲۶۴۵	منجانب حافظ عبد الرزاق صاحب مرحوم نصیر واچ کمپنی میگا	صہ	
۵۴۳	۱۲۶۴۶	رحمت اللہ صاحب موضع شمائل پور جالندھر	لـہ	
۵۴۴	۱۲۶۴۸	چودھری اسمٰعیل صاحب // //	۴/	
۵۴۵	۱۲۶۴۹	ماسٹر علی محمد صاحب پرائمری اسکول // //	۲/	
۵۴۶	۱۲۶۵۰	محمد صدیق صاحب ساکن گوٹھیا دلی بلندشہر	۶/	
۵۴۷	۱۲۶۵۱	منجانب اہلیہ مرحومہ محمد صدیق صاحب //	لـہ	
۵۴۸	۱۲۶۵۲	محمد زاہد صاحب // //	عـہ	
۵۴۹	۱۲۶۵۳	سید عبد الرزاق صاحب // //	لـہ	
۵۵۰	۱۲۶۵۴	محمد احمد صاحب // //	لـہ	
۵۵۱	۱۲۶۵۶	محمد عابد صاحب // //	لـہ	
۵۵۲	۱۲۶۵۸	غلام نبی صاحب موضع نندواڑہ ضلع جالندھر	۸/	

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۰۸	۱۲۷۷۹	ماسٹر محمد مستقیم صاحب قصبہ محمدی ضلع کھیری	۸ر	تعمیری خواہان
۶۰۹	۱۲۷۸۰	حافظ کریم بخش صاحب " "	۲ر	"
۶۱۰	۱۲۷۸۱	حکیم ظفر احمد صاحب موضع جھولا باری "	سیے	چرم قربانی
۶۱۱	۱۲۷۸۲	حکیم نصر اللہ صاحب قصبہ محمدی "	عمر	"
۶۱۲	۱۲۷۸۳	شیخ کریم داد صاحب محلہ شرکا "	صہ	"
۶۱۳	۱۲۷۸۴	منشی محب اللہ خان صاحب موضع کھیریا ضلع شاہجہاں پور	صہ	"
۶۱۴	۱۲۷۸۵	منشی محمد حنیف خان صاحب موضع فولا با ضلع کھیری	للعہ	"
۶۱۵	۱۲۷۸۶	تہو صاحب رنگریز قصبہ محمدی "	عا	"
۶۱۶	۱۲۷۸۷	شریف اللہ صاحب " "	لعہ	"
۶۱۷	۱۲۷۸۸	والدہ عیدو صاحب گھیرہ والے " "	لعہ	"
۶۱۸	۱۲۷۸۹	ہمشیرہ صاحبہ سید اکرام حسین صاحب " "	عمر	"
۶۱۹	۱۲۷۹۰	منے صاحب سبزی فروش " "	لعہ	"
۶۲۰	۱۲۷۹۱	شیخ عیاد اللہ صاحب " "	سلعہ	"
۶۲۱	۱۲۷۹۲	خان صاحب محمد شیر خان صاحب " "	عا	"
۶۲۲	۱۲۷۹۳	منشی حیدر خان صاحب " "	عا	"
۶۲۳	۱۲۷۹۴	اہلیہ منشی عاشق علی صاحب تحصیلدار "	لعہ	"
۶۲۴	۱۲۷۹۵	منشی محمد اسحاق صاحب " "	عا	"
۶۲۵	۱۲۷۹۶	مرزا حیدر حسن صاحب دہلوی " "	عا	"
۶۲۶	۱۲۷۹۷	محمد مظہر الحق صاحب ڈاکخانہ موگلا بند سلہٹ	عا	"
۶۲۷	۱۲۷۹۸	سلیمان خان صاحب مدرسہ گورنمنٹ "	صہ	زکوٰۃ یتیمان
۶۲۸	۱۲۷۹۹	سلیمان خان صاحب " "	سے	صرف طلبہ
۶۲۹	۱۲۸۰۱	شہزادہ صاحب محلہ جا چڑا پانی پت کرنال	لعہ	عطار
۶۳۰	۱۲۸۰۲	حافظ محمد علی صاحب محلہ باگڑیان " "	لعہ	"
۶۳۱	۱۲۸۰۳	اللہ دیا صاحب " " "	لعہ	"
۶۳۲	۱۲۸۰۴	محمد عمر صاحب پٹواری محلہ مخدوم زادگان "	لعہ	"
۶۳۳	۱۲۸۰۵	نذیر احمد صاحب فروٹ مرچنٹ چوک قلندر "	لعہ	"
۶۳۴	۱۲۸۰۶	منشی احمد حسن صاحب ریٹائرڈ تحصیلداری "	لعہ	"
۶۳۵	۱۲۸۰۷	حافظ عبد الغنی صاحب روغن فروش چل بازار پانی پت	عمر	عطار
۶۳۶	۱۲۸۰۸	حبیب اللہ صاحب قصاب محلہ افغانان "	لعہ	"
۶۳۷	۱۲۸۰۹	نذیر محمد صاحب تاجر پان چوک قلندر "	عمر	"
۶۳۸	۱۲۸۱۰	محمد ابراہیم صاحب دوکان پرچون افغانان "	لعہ	"
۶۳۹	۱۲۸۱۱	حافظ حبیب اللہ صاحب محلہ گھیر رائیان خام کاں	عا	"
۶۴۰	۱۲۸۱۲	حاجی محمد یٰسین صاحب محلہ ظروف سازان پانی پت "	ے	"
۶۴۱	۱۲۸۱۳	مولوی حفیظ الدین صاحب اونچی گلی " "	عمر	"
۶۴۲	۱۲۸۱۴	حکیم مرزا مشرف حسین صاحب فدائی دواخانہ " "	عمر	"
۶۴۳	۱۲۸۱۵	چودھری محمد اسمٰعیل صاحب سوداگران " "	عہ	"
۶۴۴	۱۲۸۱۶	حافظ منا صاحب متصل مدرسہ اشرفیہ " "	لعہ	"
۶۴۵	۱۲۸۱۷	مولانا قاری فتح محمد صاحب مدرس " "	عمر	"
۶۴۶	۱۲۸۱۸	عبد الصمد خان صاحب چوکی پولیس " "	۹ر	"
۶۴۷	۱۲۸۱۹	احمد خان صاحب " "	۸ر	"
۶۴۸	۱۲۸۲۰	حافظ محمد عمر صاحب محلہ گھیر رائیان " "	لعہ	"
۶۴۹	۱۲۸۲۱	قاری محمد اسمٰعیل صاحب بڑا بازار " "	۹ر	"
۶۵۰	۱۲۸۲۳	نجم الدین صاحب میونسپل کمشنر " "	لعہ	"
۶۵۱	۱۲۸۲۵	ناصر احمد صاحب خیاط بڑا بازار " "	لعہ	"
۶۵۲	۱۲۸۲۲	پیر جی عبد الرشید صاحب " "	لعہ	"
۶۵۳	۱۲۸۲۴	حجن کوڑی صاحب محلہ باگڑیان " "	لعہ	"
۶۵۴	۱۲۸۲۸	ننھا ولد احمد صاحب " "	لعہ	"
۶۵۵	۱۲۸۲۹	عظیم اللہ صاحب " "	لعہ	"
۶۵۶	۱۲۸۳۰	عظیم اللہ ولد رحمت اللہ صاحب " "	عا	"
۶۵۷	۱۲۸۳۱	شادی صاحب ولد اللہ دیا صاحب " "	صہ	"
۶۵۸	۱۲۸۳۲	چودھری کریم اللہ صاحب " "	صہ	"
۶۵۹	۱۲۸۳۳	حافظ محمد اسمٰعیل صاحب " "	عا	"
۶۶۰	۱۲۸۳۴	کرم علی صاحب " "	لعہ	"
۶۶۱	۱۲۸۳۵	نور محمد صاحب " "	ے	"
۶۶۲	۱۲۸۳۶	چودھری عبد الغنی صاحب " "	صہ	"
۶۶۳	۱۲۸۳۷	حافظ عبد الرحیم صاحب " "	عا	"

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۶۴	۱۲۸۳۸	چودھری نور محمد صاحب پانی پت کرنال	للعہ	عطا
۶۶۵	۱۲۸۳۹	محمد عابد صاحب قصبہ محمدی ضلع کھیری	۲ر	"
۶۶۶	۱۲۸۴۰	کریم داد خاں صاحب " "	۲ر	"
۶۶۷	۱۲۸۴۱	منشی ظہیر الحق صاحب " "	۴ر	چرم قربانی
۶۶۸	۱۲۸۴۲	منشی ظفر الحق صاحب تحصیلدار " "	عہ	تعمیر [illegible]
۶۶۹	۱۲۸۴۳	مولانا حکیم رمضان الحق صاحب " "	۱۵ر	چرم قربانی
۶۷۰	۱۲۸۴۴	ملا اللہ بخش صاحب کولہو والے " "	صہ	"
۶۷۱	۱۲۸۴۵	منشی رحمت اللہ صاحب موضع ولادلپور "	[illegible]	"
۶۷۲	۱۲۸۴۶	مولانا رمضان الحق صاحب قصبہ محمدی "	[illegible]	"
۶۷۳	۱۲۸۴۷	داروغہ عبدالباسط صاحب " "	سہ	"
۶۷۴	۱۲۸۴۸	منشی احمد خاں صاحب " "	[illegible]	"
۶۷۵	۱۲۸۴۹	منشی مسیح اللہ خاں صاحب " "	[illegible]	"
۶۷۶	۱۲۸۵۰	عبدالجلیل خاں صاحب وغیرہ " "	للعہ	"
۶۷۷	۱۲۸۵۱	مولوی محمد عیسیٰ صاحب سررشتہ دار عدالت ناندیر (دکن)	عہ	"
۶۷۸	۱۲۸۵۲	مولوی ظہیر الحسن صاحب " "	۸ر	"
۶۷۹	۱۲۸۵۳	معلم صاحب وظیفہ یاب " "	۸ر	"
۶۸۰	۱۲۸۵۴	نصیر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر ناندیر "	عہ	"
۶۸۱	۱۲۸۵۵	مولوی نذیر حسین صاحب خطیب مسجد پودمی بازار صدر کراچی	۶	رسالہ
۶۸۲	۱۲۸۵۶	مولوی نذیر حسین صاحب " "	[illegible]	چرم قربانی
۶۸۳	۱۲۸۵۷	ڈاکٹر محمد شفیع صاحب " "	۸ر	"
۶۸۴	۱۲۸۵۸	محمد یونس صاحب موضع بھگاہی ضلع فیض آباد	۶	"
۶۸۵	۱۲۸۵۹	مسماۃ بی بی حوا صاحبہ خانقاہ نشین پنیالہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں	[illegible]	صرف طلبہ
۶۸۶	۱۲۸۶۰	جملہ نمازیان ملانپورہ صادق پور ضلع انبالہ	للعہ	چرم قربانی
۶۸۷	۱۲۸۶۱	محمد بخش صاحب رائیس چک ۳۳۵ گ ب لائلپور	۲ر	"
۶۸۸	۱۲۸۶۲	عبدالوحید صاحب صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ شہر فتحپور	۶	رسالہ
۶۸۹	۱۲۸۶۳	مولوی قاری مختار احمد صاحب امام [illegible]	[illegible]	چرم قربانی

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۹۰	۱۲۸۶۴	مولانا سعید احمد صاحب گنگوہی مدرس دارالعلوم	[illegible]	چرم قربانی
۶۹۱	۱۲۸۶۵	مولوی عبدالرب صاحب سلہٹی	"	عطا
۶۹۲	۱۲۸۶۶	مولوی احمد صاحب جیب منزل کلے اسکوائر لکھنؤ	۱۲ر	"
۶۹۳	۱۲۸۶۷	مولانا شکر اللہ صاحب ناظم مدرسہ احیاء العلوم مقام مبارکپور ضلع بستی	[illegible]	تبلیغ
۶۹۴	۱۲۸۶۸	مولانا زین العابدین صاحب مہتمم مدرسہ تعلیم الدین مقام اونچہرہ خورد (بستی)	عہ	"
۶۹۵	۱۲۸۶۹	منشی عبدالغنی صاحب قصبہ سیکری ضلع مظفر نگر	[illegible]	چرم قربانی
۶۹۶	۱۲۸۷۰	رستم صاحب نوربافت ساکن سکندرپور "	۱۲ر	"
۶۹۷	۱۲۸۷۱	حافظ ابوالحسن صاحب وغیرہ قصبہ سیکری "	[illegible]	"
۶۹۸	۱۲۸۷۲	مولوی محمد عیسیٰ صاحب " "	[illegible]	"
۶۹۹	۱۲۸۷۳	محمد حیات صاحب تحصیلدار پنشنر " "	[illegible]	"
۷۰۰	۱۲۸۷۴	منظور حسن صاحب " "	[illegible]	"
۷۰۱	۱۲۸۷۵	ابن حسن و احمد سعید صاحبان " "	[illegible]	"
۷۰۲	۱۲۸۷۶	محمد ایوب صاحب " "	[illegible]	"
۷۰۳	۱۲۸۷۷	حافظ محمد یامین صاحب " "	۱۲ر	"
۷۰۴	۱۲۸۷۸	دیوان الطاف حسین صاحب " "	[illegible]	"
۷۰۵	۱۲۸۷۹	محمد صدیق صاحب " "	[illegible]	"
۷۰۶	۱۲۸۸۰	منشی محمد عمر صاحب " "	۱۲ر	"
۷۰۷	۱۲۸۸۱	محمد اسحاق صاحب " "	[illegible]	"
۷۰۸	۱۲۸۸۲	حافظ محمد صدیق صاحب " "	[illegible]	"
۷۰۹	۱۲۸۸۳	محمد یونس و حبیب صاحبان وغیرہ " "	۱۲ر	"
۷۱۰	۱۲۸۸۴	عزیز صاحب، افضال احمد صاحب " "	[illegible]	"
۷۱۱	۱۲۸۸۵	محمد حیات صاحب نمبردار " "	[illegible]	"
۷۱۲	۱۲۸۸۶	حافظ نذیر احمد صاحب " "	[illegible]	"
۷۱۳	۱۲۸۸۷	ضمیر حسن صاحب " "	۱۲ر	"
۷۱۴	۱۲۸۸۸	اظہار الحسن صاحب " "	۲ر	"
۷۱۵	۱۲۸۸۹	حاجی محمد اسحاق صاحب " "	۲ر	"
۷۱۶	۱۲۸۹۰	بھورا و اللہ جلایا صاحبان " "	۱۲	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
٧٧٥	١٢٩٧٠	حاجی خدا بخش صاحب محلہ باگڑیان پانی پت	ع	عطائے مجوزہ خواہان
٧٧٦	١٢٩٧١	سلامت اللہ صاحب 〃 〃	ے	〃
٧٧٧	١٢٩٧٢	عبد الرحمٰن صاحب 〃 〃	عہ	〃
٧٧٨	١٢٩٧٣	رحیم علی صاحب	عہ	〃
٧٧٩	١٢٩٧٤	مولانا عظمت اللہ صاحب محلہ تیخ پیران 〃	عہ	〃
٧٨٠	١٢٩٧٥	حافظ نصیر احمد صاحب میونسپل کمشنر 〃	عہ	〃
٧٨١	١٢٩٧٦	حاجی خدا بخش صاحب محلہ انصاریان 〃	عہ	〃
٧٨٢	١٢٩٧٧	چودھری عبد الکریم صاحب موضع بچھیڑی 〃	عہ	〃
٧٨٣	١٢٩٧٨	〃 فتح محمد صاحب 〃 〃	عہ	〃
٧٨٤	١٢٩٧٩	دل محمد صاحب 〃 〃	عہ	〃
٧٨٥	١٢٩٨٠	حافظ مولوی کریم الدین صاحب 〃 〃	صہ	〃
٧٨٦	١٢٩٨١	کریم الدین صاحب پارچہ فروش 〃 〃	عہ	〃
٧٨٧	١٢٩٨٢	حافظ قاری رحمت اللہ صاحب 〃 〃	صہ	〃
٧٨٨	١٢٩٨٣	رحیم الدین صاحب خیاط 〃 〃	٣ر	〃
٧٨٩	١٢٩٨٤	کریم اللہ صاحب 〃 〃	٨ر	〃
٧٩٠	١٢٩٨٥	اللہ بندہ صاحب 〃 〃	صہ	〃
٧٩١	١٢٩٨٦	کریم اللہ ولد محمد علی صاحب 〃 〃	عہ	〃
٧٩٢	١٢٩٨٧	کریم اللہ ولد عبد الکریم صاحب 〃 〃	عہ	〃
٧٩٣	١٢٩٨٨	شادی ... صاحب 〃 〃	عہ	〃
٧٩٤	١٢٩٨٩	نور محمد صاحب 〃 〃	ع	〃
٧٩٥	١٢٩٩٠	عبد السلام صاحب 〃 〃	عہ	〃
٧٩٦	١٢٩٩١	آمنہ صاحبہ زوجہ رحمت اللہ صاحب 〃 〃	٨ر	〃
٧٩٧	١٢٩٩٢	نعمت صاحبہ 〃 〃	٨ر	〃
٧٩٨	١٢٩٩٣	چودھری محمد علی صاحب 〃 〃	ـہ	〃
٧٩٩	١٢٩٩٤	مسماۃ حسن علیمہ بی بی صاحبہ 〃 〃	ع	〃
٨٠٠	١٢٩٩٥	حافظ محمد صدیق صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨٠١	١٢٩٩٦	محمد اسمٰعیل صاحب 〃 〃	٣ر	〃
٨٠٢	١٢٩٩٧	چودھری احمد صاحب 〃 〃	ـعہ	〃
[illegible]	[illegible]	... ار صاحب 〃 〃	٣ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
٨٠٤	١٢٩٩٩	شریف الدین صاحب بچھیڑی والی گھانہ پانی پت	عہ	عطائے مجوزہ خواہان
٨٠٥	١٣٠٠٠	عبد الکریم صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨٠٦	١٣٠٠١	حاجی عبد الشکور صاحب چاچا خاں کا کنارہ چوہدری پرگنہ	صہ	چرم قربانی
٨٠٧	١٣٠٠٢	مولانا محمد یعقوب صاحب 〃 〃	عـہ	〃
٨٠٨	١٣٠٠٣	سوداگر مالی ہندو موضع بچھیڑی ضلع کرنال	سہر	عطائے مجوزہ خواہان
٨٠٩	١٣٠٠٤	عمر الدین صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨١٠	١٣٠٠٥	محمد شفیع صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨١١	١٣٠٠٦	مارو ولد مانا صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨١٢	١٣٠٠٧	مانو صاحب 〃 〃	٣ر	〃
٨١٣	١٣٠٠٨	محمد صدیق صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨١٤	١٣٠٠٩	مانا ولد خدا بخش صاحب 〃 〃	٣ر	〃
٨١٥	١٣٠١٠	رحیم الدین صاحب ٹیلر ماسٹر 〃 〃	٨ر	〃
٨١٦	١٣٠١١	اللہ بندہ صاحب تیلی 〃 〃	عہ	〃
٨١٧	١٣٠١٢	منجانب اللہ مرحومہ رحیم الدین صاحب 〃 〃	٨ر	〃
٨١٨	١٣٠١٣	ماسٹر محمد یٰسین صاحب نمبردار الہٰی ڈاکخانہ پانی پت 〃	٨ر	〃
٨١٩	١٣٠١٤	کریم الدین صاحب 〃 〃	٣ر	〃
٨٢٠	١٣٠١٥	چودھری محمد اسمٰعیل صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨٢١	١٣٠١٦	بوندہ صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨٢٢	١٣٠١٧	غلام محمد صاحب 〃 〃	ع	〃
٨٢٣	١٣٠١٨	ولی محمد صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨٢٤	١٣٠١٩	حاجی رحمت اللہ صاحب موضع بچھیڑی 〃	ع	〃
٨٢٥	١٣٠٢٠	حبیب اللہ صاحب نمبردار 〃	٣ر	〃
٨٢٦	١٣٠٢١	حافظ عبد الحکیم صاحب محلہ زیر قلعہ چھوٹا پانی پت	عہ	〃
٨٢٧	١٣٠٢٢	عبد الحمید صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨٢٨	١٣٠٢٣	دارو غہ حاجی عبد الرحمٰن صاحب پنشنر محلہ جے پالواں	عہ	〃
٨٢٩	١٣٠٢٤	اہلیہ حاجی عبد الرحمٰن صاحب 〃 〃	عہ	〃
٨٣٠	١٣٠٢٥	مسماۃ جنت بی بی صاحبہ 〃 〃	عہ	〃
٨٣١	١٣٠٢٦	حافظ عبد الکریم صاحب محلہ انصاریان پانی پت	ع	〃
٨٣٢	١٣٠٢٧	مولانا عبد الحکیم صاحب متولی جامع مسجد 〃	عہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۹۴۷	۱۳۳۹۲	ماسٹر نعمت اللہ صاحب موضع بالوکی ضلع جالندھر	عہ	زکوٰۃ [illegible]
۹۴۸	۱۳۳۹۳	بابا نتھو صاحب ر ر	۱۲/	عطا ر
۹۴۹	۱۳۳۹۴	صوفی نور محمد صاحب ر ر	۸/	ر
۹۵۰	۱۳۳۹۵	بابو برکت علی صاحب بزاز ر ر	۴/	ر
۹۵۱	۱۳۳۹۰	حاجی رحمت علی صاحب موضع برجیاں کلاں ر	عہ	زکوٰۃ ر
۹۵۲	۱۳۴۰۱	مقصود احمد صاحب امام مسجد قصبہ سردھنہ میرٹھ	سہ	تعمیر تنظیم
۹۵۳	۱۳۴۰۲	عبد الحق صاحب بڑوت ر	۸/	ر
۹۵۴	۱۳۴۰۳	بابو محمد موسیٰ صاحب پوسٹ ماسٹر ر ر	عہ	ر
۹۵۵	۱۳۴۰۴	حمی عبد الغنی صاحب قصبہ سردھنہ ر	۶/	چرم قربانی
۹۵۶	۱۳۴۰۵	بشیر خاں صاحب وغیرہ متصل جامع مسجد ر ر	للعہ	ر
۹۵۷	۱۳۴۰۷	مسلمانان موضع کھرودہ جلال پور ر	۱۳/	ر
۹۵۸	۱۳۴۰۷	ر ر ر ر	۶/	ر
۹۵۹	۱۳۴۰۸	مولوی داؤد خاں صاحب نعت امام ر ر	۸/	صرف طلبہ
۹۶۰	۱۳۴۰۹	شیخ محمد یعقوب صاحب سوداگر رنگ ویلی بازار ر	۶/	عطا برائے خواتین
۹۶۱	۱۳۳۳۰	لئیق احمد صاحب امام مسجد قصبہ سردھنہ ر	عہ	[illegible]
۹۶۲	۱۳۳۲۷	محمد حنیف صاحب بیوپاری قصبہ ر ر	عہ	ر
۹۶۳	۱۳۳۲۸	بابو امیر علی صاحب ملازم محکمہ پوسٹ آفس کمبوہ دروازہ ر	عہ	تعمیر تنظیم
۹۶۴	۱۳۳۳۰	والدہ مظہر الحق صاحب قصبہ محمدی ضلع کھیری	۲/	چرم قربانی
۹۶۵	۱۳۳۳۱	زوجہ مولوی محمد یٰسین صاحب ر ر	۳/	تعمیر تنظیم
۹۶۶	۱۳۳۳۲	مولوی ظہیر الحق صاحب ر ر	۱۵/	چرم عقیقہ
۹۶۷	۱۳۳۳۳	داروغہ صفی اللہ صاحب ر ر	عہ	چرم قربانی
۹۶۸	۱۳۳۳۴	منشی احمد خاں صاحب ملازم ریاست ر ر	۱۳/	ر
۹۶۹	۱۳۳۳۵	شیخ چھوٹے صاحب بھٹیارہ ر ر	۱۴/	ر
۹۷۰	۱۳۳۳۶	مسماۃ تمی صاحبہ بھٹیارن ر ر	۱۲/	ر
۹۷۱	۱۳۳۳۶	مسماۃ رسولاً بنت امانت اللہ صاحب ر ر	۱۴/	ر
۹۷۲	۱۳۳۳۸	منشی ظفر الحسن صاحب ر ر	۱۲/	ر
۹۷۳	۱۳۳۳۹	والدہ نظام الحق صاحب ر ر	۱۳/	ر
۹۷۴	۱۳۳۴۰	خوشدامن مولوی ظہیر الحق صاحب ر ر	۱۳/	ر
۹۷۵	۱۳۳۴۱	حافظ عبد الاحد صاحب ر ر	۱۵/	ر

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۹۷۶	۱۳۳۴۲	منشی ابو الحسن صاحب قصبہ محمدی ضلع کھیری	۸/	چرم قربانی
۹۷۷	۱۳۳۴۳	بشیر و رقائی صاحب کریم داد خاں صاحب قصبہ محمدی ر	۱۲/	ر
۹۷۸	۱۳۳۴۴	منشی عبد الجلیل خاں صاحب موضع دیمونہ ر	للعہ	ر
۹۷۹	۱۳۳۴۵	منشی اقتدار الحق صاحب قصبہ محمدی ر	۹/	ر
۹۸۰	۱۳۳۴۷	سید حسن دت علی صاحب ر ر	۲/	ر
۹۸۱	۱۳۳۵۱	مولوی نور احمد صاحب فاضل دار العلوم دیوبند	۴/	متفرق
۹۸۲	۱۳۳۵۲	شوق اللہ امیر صاحب سکنہ باگر تحصیل کبیر والا ملتان	للعہ	چرم قربانی
۹۸۳	۱۳۳۵۳	محمد علی صاحب سوداگر کہرگرسور بازار ضلع گونڈہ	عہ	زکوٰۃ
۹۸۴	۱۳۳۵۴	حکیم ممتاز الدین صاحب شفاخانہ ترابی شاہجہانپور	للعہ	چرم قربانی
۹۸۵	۱۳۳۵۸	محمد حرمت علی صاحب وحید کتب خانہ اشرفیہ پھلواری شریف	۴/	
۹۸۶	۱۳۳۵۹	شیخ عبد الباری صاحب ر	۳/	
۹۸۷	۱۳۳۶۰	شیخ عبد اللہ صاحب ر	۳/	
۹۸۸	۱۳۳۶۱	مولوی عبد الغنی صاحب تاجر عطر ر	۳/	
۹۸۹	۱۳۳۶۲	حکیم محمد اسحاق صاحب داناپور محلہ شہر ضلع پٹنہ	للعہ	
۹۹۰	۱۳۳۶۳	نیاز علی امام پور چک تحصیل سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ	۶/	
۹۹۱	۱۳۳۶۴	محمد محمود انگلوا صاحب مردساڈا ئیس ضلع سورت	ے	ہ
۹۹۲	۱۳۳۶۵	محمد حسان صاحب تحصیلدار اسپیشل امام بارہ بہار	عہ	
۹۹۳	۱۳۳۶۷	عبد السبحان صاحب بلیاوی تیلن واڑہ ضلع ہگلی	صہ	
۹۹۴	۱۳۳۹۱	رحمت اللہ صاحب پانی پت والے سبزی منڈی دہلی	۱/	
۹۹۵	۱۳۳۹۲	عبد الرزاق صاحب ر ر	۱/	
۹۹۶	۱۳۳۹۲	ملک ظفر خاں صاحب رئیس ہڈالی ضلع سرگودھا	صہ	
۹۹۷	۱۳۳۹۸	کپتان ملک احمد یار خاں صاحب ر ر	صہ	
۹۹۸	۱۳۳۹۹	ملک محمد خاں صاحب رئیس ر ر	کہ	
۹۹۹	۱۳۵۰۱	عبد الحق صاحب دلال باڑہ ہندو راؤ اجمیری دہلی	۲/	
۱۰۰۰	۱۳۷۱۹	شمس الدین صاحب مسجد کلاں سبزی منڈی ر	۲/	
۱۰۰۱	۱۳۷۶۲	نصیر الدین صاحب قصاب پورہ ر	۳/	
۱۰۰۲	۱۳۷۰۲	زین الدین صاحب نواب والی مسجد ر ر	۱/	
۱۰۰۳	۱۳۷۰۳	سراج الدین صاحب ر ر	۴	
۱۰۰۴	۱۳۷۰۴	بدر الدین صاحب کالی مسجد ر ر	۱	

فہرست کتب وقفی واشیاء متفرق

موصولہ ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۶ھ

نمبر شمار	نمبر رجسٹر	اسمائے گرامی عطاکنندگان	تفصیل اشیاء
۱	۱۰۵	مولانا عبد الجلیل صاحب منصف قصبہ دیوبند	الترغیب والترہیب مصری مجلد ایک عدد
۲	۱۰۶	بخانہ رحمت صاحب مرسلہ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب روانی معرفت پوسٹ ماسٹر اور تحصیل مری (راولپنڈی)	دری صف نما خورد وکلاں ۲ عدد - قرآن شریف مجلد مع جزدان ۳ عدد قرآن شریف پارہ نما مجلد - نماز مترجم مجلد ۹ عدد
۳	۱۰۷	مولانا مفتی سید محمد نعیم الاحسان	ادب المفتی ایک عدد (۳ عدد)
۴	۱۰۸	[illegible] الرحمٰن صاحب محمد یحییٰ تعلقہ دار گدپور ضلع ہردوئی	سر قہسا دتین (۴ عدد)
۵	۱۰۹	[illegible] مقام	شمس بازغہ قلمی مجلد مستعمل (ایک عدد)
۶	۱۱۰	مولانا حکیم عبد الحق صاحب مدرس ثالث عربی ہائی سکول فتحپور	اشرف السوانح غیر مجلد (۳ جلد)
۷	۱۱۱	سید مقبول حسن صاحب بلگرامی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون	سمت قبلہ (ایک عدد)
۸	۱۱۲	[illegible] رئیس [illegible] ضلع علیگڈھ	قرآن شریف مجلد مع جزدان وچوبی (۵ عدد)
۹	۱۱۳	مولانا مولوی محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم	بذل المجہود کامل (ایک نسخہ)
۱۰	۱۱۴	بجانب شاہ الطاف الرحمٰن صاحب وغیرہ قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور	قصائد بدر چاچ قلمی (ایک عدد) دستور المبتدی (ایک عدد) مجموعہ میزان الصرف وغیرہ (ایک جلد)
۱۱	۱۱۵	حاجی محمد امین صاحب تاجر ادویہ کوتولا اسٹریٹ کلکتہ	مشین گھاس کاٹنے کی (ایک عدد)
۱۲	۱۱۶	حضرت حکیم الامۃ مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ	القول منصور فی ابن منصور۔
۱۳	۱۱۷	مولوی حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی قصبہ مئو ناتھ بھنجن مدرسہ عربیہ مفتاح العلوم اعظم گڈھ	اہل دل کی دلآویز باتیں حصہ دوم (۲ نسخہ) ارشاد الثقلین (۱ نسخہ)
۱۴	۱۱۸	حکیم محتشم الدین صاحب محلہ مخدوم زادگان پانی پت ضلع کرنال	شرح جامی مکمل جلد بوسیدہ (ایک نسخہ) سراجی جلد بوسیدہ (ایک نسخہ) الفیہ ابن مالک غیر مجلد (ایک نسخہ) ہدایۃ النحو غیر مجلد (ایک نسخہ) قال اقول غیر مجلد (ایک نسخہ) شمسیہ غیر مجلد (ایک نسخہ) ہدایۃ الحکمۃ غیر مجلد (ایک نسخہ) فصول اکبری مجلد (ایک نسخہ)

اہم کوائف سنویہ دارالعلوم دیوبند

بابت سنہ ۱۳۶۶ ہجری!

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ **اما بعد**۔ حق تعالیٰ جل مجدہٗ کا بیحد و بیشمار شکر ہے کہ مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند نے اپنی عمر کے اَسّی سال پورے کر کے اکیاسیویں سال میں قدم رکھا۔ یہ اسکا اکیاسیواں **سالنامہ** ہے جو "بہی خواہان دارالعلوم" کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

سنہ ۶۶ھ جس کی بابت یہ سالنامہ شائع کیا جا رہا ہے۔ عام ملکی حالات کی نزاکت اور پیچیدگیوں کے اعتبار سے جیسا کچھ گذرا اہل نظر سے مخفی نہیں ہے۔ لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل خصوصی ہے کہ حالات کی نزاکت کے اثرات سے دارالعلوم محفوظ رہا اور الحمد للہ کہ عام نظم و نسق اور تعلیم و تعلم کے اعتبار سے نہایت خیر و خوبی کے ساتھ اختتام کو پہونچا۔

ذیل میں چند اہم کوائف سنویہ کا اجمالی ذکر کیا جاتا ہے تاکہ ہمدردان دارالعلوم کے لئے موجب بصیرۃ ہوں اور دارالعلوم کے یکسالہ کوائف بذیل تاریخ محفوظ رہیں۔

ارکان مجلس شوریٰ | مجلس شوریٰ، دارالعلوم کے نظم و نسق کی سب سے بڑی ذمہ دار مجلس ہے اور یہ عظیم و وسیع ادارہ دراصل اسی مجلس کی نگرانی اور رہنمائی میں تمام کام انجام دیتا ہے، یہ مجلس ملک کے مایۂ ناز اصحاب دیانت و تدین و تقویٰ ارباب فہم و تدبر پر مشتمل ہے، اس مجلس کے ارکان محترم کے اسمائے گرامی اسی سالنامہ میں کسی دوسری جگہ درج کئے جا رہے ہیں۔ مجلس نے اپنے حالیہ **اجلاس منعقدہ ذیقعدہ** سنہ ۶۶ھ میں اس مجلس کے لئے دو نئے ارکان کا انتخاب کیا ہے۔

ان میں سے ایک حضرت مولانا ابوالقاسم حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی (فاضل دیوبند) ہیں جو اسلامی ہند میں اتنی کافی شہرت رکھتے ہیں کہ کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ دوسرے عالیجناب مولانا حکیم عبدالرشید محمود صاحب (فاضل دیوبند) ہیں۔ آپ کی شخصیت کے تعارف کے لئے صرف اتنا ہی کہدینا کافی ہے کہ آپ قطب العالم حضرت رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اللہ سرہٗ کے پوتے ہیں اور آپ کو علم و فضل فہم و ذکاوت اور تدین و تقویٰ ہر چیز میں اسلاف سے حصہ وافر ملا ہے۔ امید ہے کہ ان ہر دو بزرگوں کا انتخاب دارالعلوم کے لئے موجب خیر و برکت ہوگا۔

وفود اور زائرین۔ | دارالعلوم کی عظمت و شہرت کے چرچے سن سنکر اسے دیکھنے کے لئے اکثر شائقین وفود کی شکل میں اور تنہا تشریف لاتے رہتے ہیں، ان واردین میں ہر مذہب و ملت کے افراد شامل ہوتے ہیں، اس سال جو افراد دارالعلوم کو دیکھنے کے لئے تشریف لائے ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) **وفد ندوۃ العلماء لکھنؤ۔** | ندوۃ العلماء کے طلباء کا یہ وفد زیر نگرانی مولانا عبدالسلام صاحب پروفیسر ندوۃ العلماء وسط محرم سنہ ۶۶ھ میں آیا اور دو دن تک ہمارے طلباء سے دوستانہ مذاکرات و تبادلۂ خیالات کرتا رہا۔ اس وفد نے اساتذۂ دارالعلوم سے بھی استفادہ کیا۔ اور طلباء کے ایک جلسہ عام میں جانبین سے تبادلۂ افکار کیلئے تقریریں ہوئیں۔

مدراس کا پہلا وفد۔ | ماہ صفر میں تجار مدراس کا ایک وفد زیر قیادت ملک التجار حاجی محمد اسمٰعیل صاحب دارالعلوم دیکھنے کے لئے آیا۔ اس وفد نے دارالعلوم کا تفصیلی معائنہ کیا۔ یہاں سے بہت زیادہ مسرور اور متاثر واپس ہوا۔

مدراس کا دوسرا وفد ۵ شوال کو اہل مدراس کا ایک دوسرا وفد آیا۔ یہ وفد بھی مدراس کے معزز تجار پر مشتمل تھا اپنے پیشرو وفد کی طرح اس نے بھی دارالعلوم کا نہایت گہری نظر سے مطالعہ کیا، اور دارالعلوم کے نظم و نسق کی خوبیوں، اساتذہ کے خلوص للّٰہیت، طلبہ کے تعلیمی انہماک اور دارالعلوم کے بے لوث مذہبی ماحول سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔

ان وفود کے دیوبند تشریف لانے اور دارالعلوم کو بچشم خود دیکھ لینے کے بعد اس کی عظمت کا جو نقش ارکان وفد کے قلوب میں قائم ہوا وہ بغیر ان کی تقریر کے ذریعہ نہیں ہو سکتا چنانچہ اسی بلاواسطہ تاثر کا نتیجہ تھا کہ احقر مہتمم کے مختصر سفر مدراس کے موقع پر اہل مدراس نے دارالعلوم کی خدمت میں فراخدلی سے کی اس سے تمام حضرات بہی خواہان واقف ہیں۔
ان وفود کے علاوہ جو حضرات [illegible] وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہتے ہیں ان میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں۔
عالیجناب حاجی محمد صدیق صاحب [illegible] شیخ عبدالعزیز صاحب [illegible] ہوشیارپور۔ مسٹر ڈبلیو ڈبلیو ہنڈ ڈموسول ایڈ سسٹن [illegible] حیدرآباد دکن۔ مسٹر [illegible] آئی ماتحد ڈویژنل اکاؤنٹنٹس [illegible] دہلی [illegible]

اکابر دارالعلوم کے تبلیغی اسفار مبلغین و سفرائے دارالعلوم کے تبلیغی اسفار کے علاوہ اکابر دارالعلوم بھی وقتاً فوقتاً تبلیغی سفر فرماتے رہتے ہیں خصوصاً حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ اور راقم الحروف مہتمم کے لئے اپنی اہم ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے ساتھ ہی ساتھ اس خدمت کو انجام دینا بھی ناگزیر سا ہو گیا ہے۔ ہمارے ان تبلیغی اسفار کی تعداد کثیر ہے۔ [illegible] ان سفروں سے بیشمار مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی اصلاح ہوئی اور ان کے نتائج خاطر خواہ برآمد ہوئے۔

احقر مہتمم نے اس سال جو اسفار کئے ان میں تین سفر خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ ایک صوبہ بنگال کا سفر جس میں تقریباً ایک ماہ تک شب و روز مسلسل مصروفیت رہی اور نہ صرف بنگال کے بہت سے مقامات پر بیشمار مسلمانوں تک اسلام کی صحیح تعلیمات پہونچائی گئیں۔ بلکہ دوران سفر میں یوپی کے بہت سے مقامات پر بھی بڑے بڑے جلسوں میں تقریریں کرنی پڑیں الحمدللہ کہ ان تقریروں کے اثرات نہ صرف سامعین کے حق میں مفید رہے۔ بلکہ دارالعلوم کو بھی ان سے فائدہ پہونچا اور دارالعلوم کے صحیح مسلک کو سمجھ لینے کے بعد کتنے ہی گم کردہ راہ لوگوں نے اپنے عقائد درست کر کے مسلک صحیح کو اختیار کر لیا۔

دوسرا اہم سفر رمضان المبارک میں مدراس کا ہوا اس سفر میں تبلیغی فوائد کے ساتھ ساتھ دارالعلوم کو مالی منفعت بھی ہوئی اور مدراس کے اس سفر میں اہل خیر نے مبلغ سینتالیس ہزار روپیہ دارالعلوم کی امداد کے سلسلہ میں پیش کئے۔ جزاھم اللہ عنا و عن جمیع المسلمین خیر الجزاء

تیسرا اہم سفر حیدرآباد دکن کا ہوا۔ حیدرآباد و سکندرآباد کی مشترک اور سب سے بڑی انجمن نے جو ہر سال اپنے تبلیغی پروگرام کے ماتحت اعیان ملک سے سیرۃ نبوی پر تقریر کراتی ہے) احقر کو اپنے سالانہ جلسہ کی صدارت کے لئے منتخب فرما کر دعوت نامہ بھیجا جو قبول کر لیا گیا۔ ربیع الاول سنہ [illegible] کے پہلے ہفتہ میں روانگی ہوئی، اسٹیشن سکندرآباد اور پھر نام پلی حیدرآباد کے اسٹیشنوں پر مختلف عمائد اور فضلائے دیوبند نے استقبال کیا۔ جلسہ سکندرآباد اور حیدرآباد کے درمیانی میدان میں منعقد ہوا۔ احقر کے جلسہ گاہ میں پہونچنے پر رضاکاران نے قصیدہ تہنیت سے خیر مقدم کیا اور مقررہ وقت پر سیرۃ نبوی پر تقریر ہوئی۔ اس سفر میں تقریباً ڈیڑھ ماہ صرف ہوا۔ دوران قیام حیدرآباد میں شہر کے مختلف حصوں سے دعوتیں

آتی رہیں اور تقریریں کیجاتی رہیں، چند دن کے بعد اضلاع اور نواحِ دکن سے دعوتیں آنی شروع ہوئیں، چنانچہ گلبرگہ
نظام آباد۔ ورنگل پربھنی وغیرہ سے دعوت نامے پہونچے اور جلسوں میں شرکت کی گئی۔ اس سلسلہ میں دارالعلوم کیلئے
بھی مساعی جاری رکھی گئیں۔ انجمن نجز فضلاء دکن جو بلدۂ حیدرآباد میں قائم ہے احقر کو عصرانہ دیا اور سپاسنامہ پیش کیا جس کے
جواب میں تقریر ہوئی، بحیثیت مجموعی دکن کا یہ سفر ایک کامیاب سفر تھا اور دارالعلوم دیوبند کے وہ روایتی تعلقات جو دکن
کی فیاض سلطنت اور ملک سے وابستہ ہیں اس سفر سے مزید استحکام پذیر اور شگفتہ ہو گئے۔ اس سلسلہ میں سالار جنگ
نے بھی چائے پر مدعو کیا اور دارالعلوم کے موضوع پر گفتگو ہوتی رہی۔ وللہ عاقبۃ الامور۔

اہم معائنہ جات

سنہ ۱۳۶۰ھ

چونکہ معائنہ کیلئے اس سال بکثرت حضرات نے دارالعلوم کو دیکھنے کے بعد اس کے متعلق اپنے تاثرات کو قلمبند
فرمایا ہے اس لئے اس جگہ ان سب کا درج کرنا دشوار ہے۔ لہٰذا صرف چند اصحاب کے تاثرات درج کئے جاتے ہیں تاکہ
ان ہی خواہان دارالعلوم کو جو یہاں تشریف لاکر چشم خود دارالعلوم کا مشاہدہ نہیں کر سکتے ہیں دارالعلوم کی اہمیت
سمجھنے میں مدد مل سکے۔

مسٹر ڈبلیو ڈبلیو پرانڈمور سول و سیشن جج سہارنپور

آج بسلسلہ معائنہ میرا آنا دیوبند ہوا میں نے خیال کیا کہ یہاں کے اس کالج کو بھی دیکھنا چاہیئے جس کے
متعلق میں نے بہت کچھ سنا ہوا ہے۔ میں کالج پہونچا جہاں مجھے بہت خاطرداری سے لیا گیا، مجھے کالج کا معائنہ کرایا
گیا جو مجھکو نہایت دلچسپ معلوم ہوا۔ میں ان حضرات کا ممنون ہوں جنہوں نے مجھے اسلامی کلچر کا یہ عمدہ مرکز دکھلایا۔

(ترجمہ انگریزی)

مسٹر ایس ڈی اوتار میرٹھ

سالانہ معائنہ کے سلسلہ میں میرا آنا مختصر مدت کے لئے دیوبند ہوا ہے۔ میں نے اس موقعہ سے مدرسہ ہٰذا کو دیکھنے کا فائدہ حاصل کیا۔ اس
کالج کے متعلق میں ہمیشہ بہت کچھ سنتا رہتا تھا۔ ذمہ داران کالج نہایت مہمان نواز اور مہربان ہیں۔ انہوں نے
تمام چیزیں دکھلائیں اور آج جو کچھ میں نے دیکھا میرے لئے نہایت دلچسپی کی چیز تھی خصوصی دلچسپ چیز
کالج کا کتب خانہ ہے جس میں بعض بہت قدیم اور قیمتی مخطوطات ہیں۔ میں منتظمین مدرسہ کا نہایت مشکور ہوں کہ انہوں نے
مجھے اس کالج کو دیکھنے کا موقعہ دیا۔

(ترجمہ انگریزی)

جناب مریت حاجی محمد اسمٰعیل صاحب (مدراس)

۲۴ مارچ کو دارالعلوم میں وارد ہوئے جبکہ احقر بھی موجود تھا، موصوف نے حسب ذیل معائنہ تحریر

جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب ڈاکخانہ جات دہرہ دون ڈویژن

متولیان اور منتظمان دارالعلوم نے جو تکلیف میرا تعارف کرانے اور اس بے نظیر ادارہ کو دکھلانے میں گوارا فرمائی ہے اس کے لئے میں بے حد مشکور ہوں۔ میں یہ سطور تحریر کرتا ہوں۔ محمد حسین نے مجھے دیوبند کتب خانہ و دار الطلبہ دکھلائے میں یہاں کی سادہ زندگی اور تعلیم کو دیکھ کر بہت ہی زیادہ متاثر ہوا۔ جو بالکلیہ تخیلات مشرق کے مطابق ہے کتب خانہ ایک اچھی چیز ہے جس میں بہت سی نادر مخطوطات ہیں اس کو دیکھنا حقیقتاً ایک مسرت ہے۔ آمدنی اور خرچ کا حساب رکھنے اور ریکارڈ اور رجسٹروں کی ترتیب کا طریقہ بھی تفصیل کے ساتھ بتلایا گیا۔ اور مجھے بتایا گیا اور یقین چاہیئے اُن لوگوں کو جنہوں نے ان کاموں کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں۔ اور تمام مذکورہ بالا امور کو ایسے مکمل طریق سے انجام دیتے ہیں۔ ان کاموں میں کوئی بھی کمی نہیں ہے۔ دستخط انگریزی

جناب بشوا ناتھ مکرجی ڈویزنل اکاؤنٹنٹ محکمہ زراعت

عربی کالج دیوبند اپنی نوعیت کا ایک بیش بہا ادارہ ہے کتب خانہ میں نادر کتابیں اور مخطوطات موجود ہیں یہاں کا عملہ اور دارالاقامہ تمام سادگی اور بلند خیالی کا نمونہ ہیں ان کی دائمی نگرانی نے طلبہ کو بہترین اور اثر انداز اخلاق میں رنگ دیا ہے۔ سب کے سب تعلیم کے حاصل کرنے میں مشغول ہیں اور اس انہماک میں انہیں اپنی معمولی آرام و آسائش کا بھی خیال نہیں ہوتا۔

شعبہ حساب جدید علمی اصول کے مطابق چلایا جا رہا ہے لیکن اس میں یہ خوبی ہے کہ قدیم حسابی طریقہ کی شان باقی رکھی گئی ہے۔ میں اس شعبہ کو زیادہ تفصیل سے اپنے آئندہ معائنہ کے وقت دیکھوں گا۔

کتبخانہ۔ عجائب خانہ اور کتابوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کا طریقہ مقدمہ موثر ہے کہ میرا دل چاہتا تھا کہ اس شعبہ سے کچھ عرصہ مستفیض ہوں۔ مشرقی مسائل کے محققین کے لئے یہ ایک متبرک جگہ ہے۔ عمارت صاف ستھری ہے اور اس کی شکست و ریخت پر نظر رکھی جاتی ہے تمام دنیا کے طلبہ یہاں آ کر ایک ہو گئے ہیں۔ وہ ایک دوسرے سے ایسے عمدہ طریقہ سے مل جل گئے ہیں کہ ایک سرسری نظر سے دیکھنے والے کے لئے ان کے وطن کا فرق معلوم کرنا دشوار ہے۔ یہ سب اس خدا پرست فضا میں جس میں کہ یہ رہتے ہیں خوش و خرم ہیں۔

میں مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی (صدر مہتمم دارالعلوم) کا نہایت ممنون ہوں جنہوں نے کشادہ دلی سے تمام دارالعلوم مجھے دکھلایا۔

(ترجمہ انگریزی)

اجرائے رسالہ

عرصہ سے دارالعلوم کے ارباب حل و عقد ایک ایسے رسالہ کے اجراء کی ضرورت محسوس کر رہے تھے جس کے ذریعہ دارالعلوم کے کوائف و حالات بروقت بہی خواہان دارالعلوم تک پہونچائے جا سکیں اور اس کے ساتھ کچھ علمی خدمت بھی ہوتی رہے، چنانچہ اس سال ماہنامہ دارالعلوم کے نام سے اس رسالہ کا اجراء عمل میں آیا اور الحمد للہ کہ کوائف دارالعلوم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ وہ ایک حد تک علمی خدمت بھی انجام دے رہا ہے۔

جلسہ تقسیم انعام

سنین ماضیہ کی طرح اس سال بھی ۲۴ جمادی الثانی کو جلسہ تقسیم انعام منعقد ہوا زیر صدارت حضرت مولانا حکیم محمد اسحٰق صاحب کٹھوری رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم منعقد ہوا دہلی، میرٹھ، مظفرنگر، سہارنپور اضلاع صوبہ پنجاب وغیرہ سے کافی تعداد میں حضرات ہمدردان دارالعلوم نے شرکت کی۔

زحمت سفر گوارا فرمائی۔ احقر مہتمم نے ۷۵ھ کے متعلق مفصل رپورٹ پڑھ کر سنائی۔

حضرت صدر المدرسین اور حضرت صدر مہتمم صاحب مدظلہم نے نہایت عالمانہ تقریریں ارشاد فرمائیں، اور کامیاب طلباء کو انعام تقسیم کر کے ان کے حوصلے بڑھائے گئے۔ اہل خیر اور ہمدردان علوم دینیہ انعام طلبہ کے لئے جو رقوم اور کتب و اشیاء خصوصیت کے ساتھ عنایت فرماتے ہیں، ضرورت ہے کہ ارباب خیر اس کی طرف مزید توجہ فرمائیں۔

ارباب ہمم کے خصوصی عطیات کا شکریہ

دارالعلوم کی ضرورت کو دین کی ضرورت سمجھ کر اور اس کی امداد کو اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی کا وسیلہ تصور کر کے جو حضرات دارالعلوم کی کوئی چھوٹی یا بڑی امداد کرتے ہیں وہ سب بلاتخصیص ہمارے دلی شکریہ اور دعا کے مستحق ہیں کہ انہوں نے دین کی جس خدمت کا بار ہمارے کندھوں پر ڈالا تھا اس سے اپنے آپ کو سبکدوش خیال نہیں کر لیا۔ بلکہ حتی الوسع ہم سے تعاون کرنے اور ہمارے کام کو آسان بنانے کی سعی فرماتے رہے۔

ان کا سب سے بڑا تعاون یہی تھا کہ وہ اپنی کمائی کا ایک حصہ دین کے اس سب سے بڑے مرکز پر صرف کرنے کے لئے عنایت فرماتے رہیں تاکہ خدام دارالعلوم اطمینان کے ساتھ کام کو جاری رکھ سکیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ جن مخلصین نے اپنے اس فرض کو ادا کیا اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے، اور جنہیں ابتک اس طرف توجہ نہیں ہوئی ہے ان پر بھی اپنا یہ انعام فرمائے کہ وہ اپنا فرض محسوس کرنے لگیں اور اس کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔

یوں تو ہر ماہ کی آمدنی کی تفصیلات ماہنامہ دارالعلوم میں شائع ہوتی رہتی ہیں لیکن جن چند مخلصین نے اس سال بڑی بڑی رقوم سے دارالعلوم کی امداد فرمائی ہے انکے اسمائے گرامی کا اعادہ یہاں کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے، اس لئے انہیں صفحات میں کسی دوسری جگہ ان حضرات کے اسمائے گرامی مکرر شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔

دارالعلوم کی فوری ضروریات

تکمیل دارالاقامہ

یہ اطلاع یقیناً تمام خدام دارالعلوم اور متوسلین وبہی خواہان کے لئے انتہائی مسرت بخش ہے کہ دارالاقامہ جدید (مہمان خانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جس کی بنیاد آج سے تیس بتیس سال قبل رکھی گئی تھی اور جس کی تکمیل کیلئے تقریباً اتنی ہی مدت سے برابر بہی خواہان دارالعلوم کو توجہ دلائی جا رہی تھی اور جسکا کام دھیمی رفتار سے ہمیشہ جاری بھی رہا، بحمد اللہ تعالیٰ اب وہ عنقریب مکمل ہو جائیگا۔ کیونکہ اس اہم کام کی تکمیل کے لئے احقر مہتمم کے سفر مدراس میں اہل خیر مدراس وکلکتہ وغیرہ نے تقریباً [illegible] ہزار روپے دئے جس میں سے مبلغ بیس ہزار روپیہ تنہا حاجی [illegible] صاحب نے عنایت فرمائے۔ اسکے علاوہ "باب الظاہر" اعلیٰ حضرت شاہ افغانستان کے گرانقدر عطیہ سے مکمل کرایا گیا۔
باب شمالی کا بالائی کمرہ شاہ محمد مسعود صاحب رئیس سہٹ کی مبلغ [illegible] کی امداد سے تیار ہوا، دارالاقامہ کا ایک کمرہ

عالیجناب حاجی عبدالکریم صاحب نے، ایک کمرہ عالیجناب حاجی سید احمد صاحب گوجرانوالوی نے اور دو کمرے عالیجناب حاجی عبدالرحمٰن خانصاحب ٹھیکیدار دہلی نے تعمیر کرائے بقیہ کمرے حضرات اہل خیر مدراس کی گرانبہا امداد سے مکمل کرائے جارہے ہیں، اللہ تعالیٰ ان تمام مخلصین کو جزائے خیر عطا فرمائے اور انکے اس بذل خیر کو شرف قبول سے نوازے۔

احاطہ کی تعمیر

اب ضرورت ہے کہ چند اصحاب خیر ہمت فرمائیں اور اس وسیع دارالاقامہ کے گرد احاطہ کی تعمیر کے لئے سرمایہ فراہم کردیں۔ احاطہ کی تعمیر پر جسمیں عقبی برآمدے اور صحن وغسلخانہ و پاخانہ اور دیوار احاطہ سب شامل ہیں تقریباً مبلغ پچیس تیس ہزار روپے صرف ہونگے۔ اسیکے ساتھ جن عمارتوں میں ابتک پلاستر اور پختہ فرش نہیں کرایا جاسکا ہے، مثلاً دارالحدیث کا وسیع حال اور اسکے ملحقہ حصے وغیرہ، اہل خیر انکی طرف بھی توجہ فرمائیں تاکہ اس عظیم الشان اور خوشنما عمارت کی یہ کمی بھی پوری ہوجائے۔

جدید درسگاہوں کی ضرورت

طلبہ کے روز افزوں اضافہ اور دارالعلوم کی ترقی نے موجودہ درسگاہوں کو تنگ اور ناکافی بنا دیا ہے، ضرورت ہے کہ سردست دو درسگاہیں ایک جانب شمال بالائے درسگاہ تجوید اور دوسری جانب جنوب بالائے درسگاہ قرآن شریف جلد از جلد تعمیر ہوجائیں ان دونوں درسگاہوں کی تعمیر کا تخمینہ (۴۵۰۰) روپیہ ہے۔ امید ہے کہ اصحاب خیر اس صدقہ جاریہ میں ضرور حصہ لیں گے۔

دیگر عمارات

چھوٹے بچوں کے لئے دارالتربیۃ۔ صنعت سکھانے کے لئے دارالصنائع اور ابنائے قدیم وبہی خواہان دارالعلوم کے دفتر کے لئے عمارات کی بہت زیادہ ضرورت محسوس کیجارہی ہے براہ کرم ارباب ہمت ودیانت ان ضروریات کیطرف توجہ گرامی مبذول فرماکر عنداللہ ماجور اور عندالناس مشکور ہوں

انتظامی کوائف

دارالعلوم کے وسیع کاروبار کو منظم اور باضابطہ رکھنے کے لئے تمام کاموں کو حسب ذیل چودہ[۱۴] شعبہ جات پر تقسیم کیا گیا ہے۔

شعبہ[۱] تعلیم۔ شعبہ[۲] تبلیغ۔ دارالافتاء[۳]۔ شعبہ طب[۴]۔ کتب خانہ[۵]۔ شعبہ تنظیم وترقی[۶]۔ شعبہ اوقاف[۷]
شعبہ محاسبی[۸]۔ شعبہ تعمیرات[۹]۔ محافظ خانہ[۱۰]۔ شعبہ مطبخ[۱۱]۔ نظم دارالاقامہ[۱۲]۔ شعبہ درزش[۱۳]۔ شعبہ حفظان صحت[۱۴]۔

ادارہ اہتمام

یہ تمام شعبہ جات ایک مرکزی ادارہ کے ماتحت ہیں جو ادارہ اہتمام کے نام سے موسوم ہے، ادارہ اہتمام تمام شعبوں کے نظم ونسق کا نگراں اور ذمہ دار ہے۔ اور براہ راست مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ (جسے مجلس اعلیٰ بھی کہتے ہیں) کے سامنے مسئول ہے۔

ادارہ اہتمام حضرت صدر مہتمم صاحب دامت برکاتہم، حضرت صدر مدرس صاحب مدظلہم اور احقر مہتمم پر مشتمل ہے، احقر کی اعانت کے لئے ایک نائب مہتمم بھی ہیں، ادارہ اہتمام کے دفتر میں دو محرر اور ایک چپراسی بھی کام کررہے ہیں ہر شعبہ کے ذمہ دار نظار اپنے اپنے شعبہ کے کاغذات خود یا اپنے شعبہ کے کسی کارکن کی معرفت ادارہ اہتمام میں پیش

کرکے مناسب احکام حاصل کرتے ہیں۔

اس سال ادارۂ اہتمام کے دفتر میں باہر سے ۲۰۴۹ خطوط موصول ہوئے اور ۳۳۹۲ خطوط جاری کئے گئے۔ مختلف شعبہ جات کو ۲۹۳۶ مراسلات بھیجے گئے، شعبہ جات کے نام ۲۶۰۰ احکام جاری ہوئے اور ۳۱ عام اعلانات جنکا تعلق طلبہ کے عمومی مسائل سے تھا بورڈ پر لگائے گئے۔

اس سال ادارۂ اہتمام نے مجلس شوریٰ (مجلس اعلیٰ) کا ایک جلسہ مجلس انتظامیہ (مجلس عاملہ) کے ۴ جلسے اور مجلس علمیہ کے ، جلسے منعقد کئے۔

شعبۂ تعلیم اس شعبہ کے ناظم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی دامت برکاتہم صدر المدرسین دارالعلوم ہیں، آپ کی نیابت میں حضرت مولانا اعزاز علی صاحب مدظلہٗ تعلیمی نظم سے متعلق ضروری امور انجام دیتے ہیں۔ علاوہ حضرت ناظم صاحب و حضرت نائب ناظم صاحب مدظلہما کے اس شعبہ کے دفتری امور کو انجام دینے کے لئے تین محرر اور ایک چپراسی بھی مامور ہیں۔

امسال درجات عربیہ میں ۸۷۰ طلبہ درجات فارسی و ریاضی میں ۹۳ طلبہ درجات تجوید میں ۲۹ طلبہ اور درجات قرآن شریف میں ۱۹۷ طلبہ کل ۱۱۹۶ طلبہ شریک امتحان ہوئے جن میں سے علی الترتیب ۸۵۹ اور ۶۷ اور ۲۷ اور ۱۹۶ .... کل ۱۱۴۹ نے کامیابی کے نمبر حاصل کرکے اپنے کو انعام پانے کا مستحق ثابت کیا صرف ۱۳۷ طلبہ کسی عذر کیوجہ سے شریک امتحان نہ ہوسکے یا غیر حاضر اور ناکامیاب رہے۔

ان طلبہ میں خصوصیت سے قابل ذکر مولوی عبدالرحیم صاحب مرشد آبادی۔ مولوی عزیز الرحمٰن صاحب پشاوری اور مولوی اکرام الدین صاحب بخاری ہیں جو دورہ حدیث شریف کے ۱۹۰ طلبہ میں علی الترتیب اول، دوئم، اور سوئم رہے۔

فبارك الله لهم في العلم والعمل۔

اس سال حضرات مدرسین کی مجموعی تعداد ۳۷ رہی جنہوں نے اپنے اوپر محنت شاقہ برداشت کرکے طلبہ کو اس قابل بنایا کہ وہ سال بھر کی تعلیم کے اچھے نتائج پیش کرسکیں، یہ سب کچھ شعبۂ تعلیمات کے حسن انتظام، بیداری اور تیقظ کا نتیجہ ہے، شعبۂ تعلیم کی نگرانی ایک مجلس علمی کے سپرد ہے، جو دارالعلوم کے مقتدر اساتذۂ کرام پر مشتمل ہے۔

نظارت درجات فارسی و قرآن و تجوید چونکہ دارالعلوم کی ہمہ گیری، مقبولیت اور تعلیم کے بہترین نظم کیوجہ سے درجات عربی ہی کی طرح درجات فارسی وغیرہ کا کام بھی وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے اس لئے درجات فارسی و تجوید و قرآن مجید کی صحیح نگرانی اور نظم کے لئے شعبۂ تعلیم کے ماتحت اس سال سے ایک ناظر کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اور اس کام کے لئے مولوی احمد حسن صاحب رضوی دیوبندی کی خدمات حاصل کیگئی ہیں، جو بچوں کی تعلیم کے نظم و نسق کا اچھا سلیقہ رکھتے ہیں۔ الحمد للہ کہ اس نئے نظم کے اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں درجۂ قرآن اور درجۂ فارسی میں ایک ایک مدرس کا اضافہ کیا گیا، فارسی کی تعلیم پہلے چار جماعتوں میں منقسم تھی اب پانچ درجے کردیئے گئے اور ہر درجہ ایک مدرس کے سپرد کردیا گیا ہے، اسیطرح درجۂ قرآن مجید کا انتظام بھی کیا گیا ہے یعنی قرآن مجید حفظ کرنے والے طلبہ کے لئے دو مدرس اور ناظرہ پڑھنے والوں کے لئے تین مدرس علیحدہ علیحدہ مخصوص کردیئے گئے ہیں اور درجۂ قرآن مجید ہی میں اردو نوشت و خواند کی تعلیم بھی داخل کردی گئی ہے، تاکہ قرآن مجید ختم کرنے کے ساتھ ہی بچے باسانی درجات فارسی میں داخل کئے جاسکیں۔

شعبۂ طب اس شعبہ سے متعلق دو خدمتیں ہیں، طب کی تعلیم، اور مریض طلبہ کا معالجہ، اس سال درجۂ طب میں ۵، طلبہ نے تعلیم حاصل کی، مریض طلبہ کی سالانہ حاضری ۹۰،۷۷، رہی گویا اوسط ماہوار تقریباً ۵۰۶ رہا، ان طلبہ کے علاج پر دارالعلوم نے مبلغ ۔۔۔ صرف کئے۔

یہ شعبہ ایک فاضل طبیب مولوی حکیم محمد عمر صاحب کی نگرانی میں خدمات متعلقہ انجام دے رہا ہے۔

شعبۂ تبلیغ تبلیغی خدمات کو زیادہ وسیع اور منظم کرنے کے لئے اس سال شعبۂ تبلیغ کو ایک مستقل ناظم کے ماتحت کر دیا گیا ہے، اور مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری کی خدمات اس شعبہ کو کامیاب بنانے کے لئے بعہدہ ناظم حاصل کر لی گئی ہیں۔

مولانا عبدالجبار صاحب ابوہری کی خدمات بھی اسی سال شعبۂ تبلیغ کو حاصل ہوئی ہیں، اس سال حضرات مبلغین دارالعلوم نے ملک کے مختلف حصوں میں تقریباً ۔۔۰ تقریریں کیں اور اپنے مواعظ میں اعمال صالحہ کی ترغیب دی، افعال قبیحہ سے مجتنب رہنے کی ہدایت کی اور مذاہب باطلہ کا رد کیا۔

دارالافتاء اس سال شروع محرم ۱۳۶۰ھ سے آخری ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ تک چار ہزار چار لفافے بعد تکمیل دارالافتاء سے اطراف ملک میں روانہ ہوئے، جن میں چھ ہزار چار سو دس فتاویٰ درج ہیں یہ فتاویٰ دارالافتاء کے چھ ضخیم رجسٹروں میں نقل ہوئے ہیں، دارالعلوم کی خداداد شہرت و مرکزیت کی بنا پر امسال بھی حسب دستور سابق بکثرت ایسے فتاویٰ لکھے گئے جن میں علماء محققین کا باہمی اختلاف تھا اور جو بطور محاکمہ دارالعلوم میں بھیجے گئے۔ نیز بہت سے الجھے ہوئے معاملات کی طویل و عریض مسلیں مقامی پنچایتوں یا عدالتوں نے فیصلہ حاصل کرنے کے لئے دارالعلوم میں بھیجیں، انپر فیصلے دئے گئے۔ نیز بہت سی مستقل تصانیف جو بغرض تنقید و تقریظ دارالعلوم میں آئیں بالاستیعاب مطالعہ کے بعد ان پر تنقید لکھی گئی

مرکزی اسمبلی کے خلع بل میں چونکہ شرعی شرائط و قیود کی پابندی نہیں کیگئی اس لئے اس کی اکثر دفعات خلاف شرع ہوگئیں، اس بل کے قانون بن جانے کی وجہ سے روزانہ سیکڑوں حرام حلال اور حلال حرام ہو رہے ہیں۔ اس کی شدید ضرورت پر نظر کرکے اول اس کی تمام دفعات پر شرعی حیثیت سے نظر ڈالی گئی اور پھر ایک ترمیم کا مسودہ طیار کیا گیا، پھر اکابر علماء دیوبند و دہلی و سہارنپور و تھانہ بھون کی بحث و تمحیص اور تصدیقات کے بعد طبع کرکے تمام مسلم ممبران اسمبلی کے پاس بھیجا گیا، اور خود بھی اجلاس اسمبلی کے موقع پر دہلی جاکر ان ممبران سے زبانی گفتگو کیگئی۔ نیز بہت سے فتاوی علماء کے اختلاف یا وقتی ضرورت پر نظر کرکے مستقل رسالہ کی صورت میں لکھے گئے۔

مثلاً (۱) رسالہ المجیب المصیب فی اجابۃ الاذان بین یدی الخطیب (اذان خطبہ کا جواب)

(۲) القول المتین فی حسد الیہود بآمین (حدیث کی تحقیق غیر مقلدین کا جواب۔)

(۳) اعدل الامور فی اعلام القبور۔ (قبروں پر پتھر یا کتبہ لگانے کی تحقیق)

(۴) تنقیح المقال فی تصحیح الاستقبال۔ (سمت قبلہ کی شرعی تحقیق اور فن ریاضی اور ہیئت کے قواعد پر بحث)

یہ رسالہ مستقل بھی طبع ہو چکا ہے باقی ہنوز طبع نہیں ہوئے سلسلہ فتاویٰ دارالعلوم میں انشاء اللہ تعالیٰ طبع ہوں گے۔

(۵) التحقیق والتنقیر فی اکل انفحۃ الفقیر　(بعض علماء کے شبہات کا مفصل جواب)
(۶) التبیان فی ضرب الصبیان (معلم کیلئے بچوں کا تنبیہاً مارنا اور اسکے مختلف درجات واحکام)
(۷) اشباع الکلام فی مصرف الصدقۃ من المال الحرام (نقہاء نے اموال خبیثہ کے متعلق بعض صورتوں میں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے اسکا مصرف کیا ہے اس کی تحقیق۔)

یہ وہ رسالے ہیں جن کو کسی اہمیت کی وجہ سے مستقل رسالہ کے نام سے ملقب کر دیا گیا ہے ورنہ اور بھی سیکڑوں مسائل کی تحقیق اسی تفصیل و توضیح کے ساتھ کی گئی ہے، جن کا کوئی نام نہیں رکھا گیا۔

شعبۂ افتاء جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی نگرانی میں نہایت وسیع پیمانہ پر خوش اسلوبی کے ساتھ خدمات متعلقہ انجام دے رہا ہے۔ موصوف کی اعانت وامداد کے لئے دو نائب مفتی اور دو محرر بھی مصروف رہتے ہیں۔

کتبخانہ اس سال دارالعلوم کے کتبخانہ میں ۱۰۸۲ جدید کتابیں داخل ہوئیں اور ۱۲۵۹۲ کتابیں طلبہ اور اساتذہ وغیرہ کو پڑھنے اور پڑھانے کے لئے مستعار دیگئیں۔ جنکا اکثر حصہ اخیر شعبان ۶۱ھ تک جبکہ مدرسہ میں تعطیل کلاں شروع ہوتی ہے کتبخانہ میں واپس پہونچگیا اور اوائل شوال ۶۱ھ سے پھر بدستور ان کتابوں کی مستعار تقسیم کا کام جاری ہوگیا۔

اسوقت کتبخانہ کی کل کتابوں کا شمار جو درج رجسٹر ہیں ۵۲۵۹۰ ہے کتبخانہ کے لئے کتابوں کی خریداری بذریعہ "ٹنڈر" ہوتی ہے، "ٹنڈر" ہندوستان کے بڑے بڑے تاجران کتب سے حاصل کئے جاتے ہیں۔ اسیطرح کتابوں کی تجلید بھی بذریعہ "ٹنڈر" ہی ہوتی ہے، جسمیں دارالعلوم کو کافی بچت ہوجاتی ہے۔ اور مخلص معطیان کرام کی رقم اعانت سے دارالعلوم کو بیش از بیش فائدہ پہونچانے کی کوشش کیجاتی ہے۔

کتبخانہ بحمد اللہ اب اتنا وسیع ہوگیا ہے کہ موجودہ عظیم الشان عمارت اس کے لئے ناکافی ہوگئی ہے، اور شدید ضرورت محسوس کیجارہی ہے کہ عمارت کو جلد از جلد وسیع کیا جائے۔ امید ہے کہ ارباب خیر ادہر توجہ فرمائینگے۔

۶۱ھ کے آغاز میں کتبخانہ کے عملہ میں سے تین اسامیوں کی تخفیف کر دی گئی تھی تجربہ سے معلوم ہوا کہ اس سے کاموں کی بروقت تکمیل نہایت دشوار ہوگئی ہے تاہم مولانا سلطان الحق صاحب ناظم کتبخانہ نے بڑی حد تک کوشش کی کہ ضروری کاموں میں ہرج نہ ہو۔

تعمیرات الحمد للہ کہ اس سال اہل خیر اور صاحب ثروت حضرات کی مخلصانہ توجہات سے متعدد عمارتوں کی تکمیل ہوئی اور کئی تعمیروں کا آغاز ہوا۔

صدر دروازہ عربی (باب الظاہر) کی شاندار، خوشنما اور پرشوکت عمارت اعلیحضرت شہریار افغانستان کے گرانقدر عطیۂ شاہانہ سے پایۂ تکمیل کو پہونچی۔ اور "باب الظاہر" کی دونوں منزلوں پر "دار القرآن" کی خوبصورت عمارت تیار ہوئی۔ اس دروازہ میں اوپر نیچے کی منزلوں میں ۲۰ کمرے نکلے ہیں جن میں چھ درسگاہیں ہیں اور ۱۴ حجرے ان حجروں میں تقریباً ۵۰ طلبہ مقیم ہیں۔ اس لحاظ سے یہ عظیم الشان دروازہ بھی خود ایک مستقل دار الطلبہ ہے۔

باب شمالی کے اوپر جناب شاہ مسعود احمد صاحب رئیس ہبٹ نے مبلغ دو ہزار (۲۰۰۰) روپیہ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہٗ کی معرفت صرف فرماکر ایک خوبصورت چہاردر

اور روشن درسگاہ کی تعمیر کرائی۔

دارالاقامہ میں دو کمرے جناب حاجی عبدالکریم صاحب بلاسپوری و حاجی سید احمد صاحب گوجرانوالوی نے اور دو کمرے تنہا جناب حاجی عبدالرحمن خانصاحب ٹھیکیدار دہلی نے تعمیر کرائے۔

دارالاقامہ کے بقیہ کمروں کی تکمیل کے لئے اسی سال اہل خیر مدراس نے احقر کے سفر مدراس کے موقعہ پر مبلغ ...۴۰ چالیس ہزار کی گرانقدر رقم عنایت فرمائی جسمیں مبلغ بیس ہزار روپیہ تنہا عالیجناب حاجی مریت اسمٰعیل صاحب کے ہیں، چنانچہ دارالاقامہ کے بقیہ کمروں کی تعمیر کا کام زور شور کے ساتھ جاری ہے، امید ہے کہ انشاءاللہ تعالے ایک دو ماہ کے اندر اندر ہی تمام زیر تعمیر کمرے مع باب جنوبی کے تیار ہوجائینگے

ان تعمیرات کے علاوہ درسگاہ شمالی دارالحدیث میں پختہ پلاستر اور اس کے برآمدہ میں پختہ فرش کرایا گیا برج ہائے شمالی و جنوبی میں بھی پلاستر کرایا گیا۔ دارالاقامہ کے وسیع صحن میں اور اس کے باہر تالاب کیطرف مٹی بھروائی گئی، صحن کے ایک حصہ میں چمنبندی کرائی گئی اور روشیں بنوائی گئیں۔ صحن کے ہموار کرنے اور اسمیں پھلواری لگانے کا کام ابھی جاری ہے۔

مسجد دارالعلوم کے اندرونی حصہ میں اور بالائی منزل میں سبز رنگ کرایا گیا، نیز حسب معمول دارالعلوم کی مختلف عمارات کی مرمت، اصلاح اور ترمیم وغیرہ کا کام بھی کیا گیا۔

شعبۂ اوقاف اس شعبہ میں ایک ناظم دو کارندے اور ایک چپراسی کام کرتے ہیں، ایک کارندہ جائداد شاملی وغیرہ میں اور ایک جائداد انبالہ میں، ناظم صاحب اوقاف پیروی مقدمات، وصول تحصیل جانچ کارندگان ترتیب امثلہ جات اور دیگر ہنگامی دفتری امور انجام دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال .... آمدنی اوقاف میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ امسال آمدنی از محرم سنہ ۱۳۶۰ھ تا غایت ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۰ھ مبلغ نو ہزار دو سو تینتیس روپیہ تیرہ آنہ نو پائی ہے، اور خرچ سال تمام سنہ ۱۳۶۰ھ مبلغ چار ہزار پانچسو ستائیس روپیہ تیرہ آنہ تین پائی ۳-۱۳-۴۵۲۷ ہے۔ اور بچت سنہ ۱۳۶۰ھ مبلغ چار ہزار سات سو چار روپیہ چھ پائی ۶-۰-۴۷۰۶ ہے۔

دارالعلوم دیوبند میں اوقاف دو قسم کے ہیں، ایک وہ جنکا متولی مدرسہ خود ہے، اور جن کی تحصیل وصول اور مقدمات وغیرہ کا انتظام مدرسہ کا محکمۂ اوقاف کرتا ہے۔

دوسرے وہ اوقاف ہیں جن کے خود واقف یا وارثان واقف متولی ہیں، لیکن اوقاف میں سے جو حصہ وقف کیا ہے ایسے اوقاف سے مدرسہ کو بہت ہی کم روپیہ وصول ہوتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اوقاف کے متولی صاحبان اس طرف خصوصی توجہ فرمائینگے، اور اوقاف کی آمدنی کو واقف کی منشا کے مطابق خرچ کر کے آخرۃ کی جوابدہی سے محفوظ رہیں گے۔

شعبۂ ورزش طلباء دارالعلوم کی صحت جسمانی کی حفاظت و ترقی کے خیال سے کئی سال سے دارالعلوم میں شعبۂ ورزش قایم تھا، اس سال اس شعبہ کو مزید وسعت دیگئی اور اب دارالعلوم میں مشرقی ورزشوں اور فنون سپہ گری کے دو ماہر استادوں کا اضافہ کیا گیا ہے جو تین ماہر استاد انہاک اور دلچسپی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ طلباء کے لئے ورزش کرنا اور فنون سپہ گری کو سیکھنا بھی لازمی قرار

دیدیا گیا ہے، امید ہے کہ اس شعبہ کے ذریعہ دارالعلوم کے طلباء کو کافی فوائد حاصل ہوں گے۔

محافظ خانہ دارالعلوم کے محافظ خانہ میں ایک محرر اور ایک نگران محافظ خانہ کام کرتے ہیں، قدیم کاغذات کی ترتیب کے علاوہ سنہ ۹۶ھ میں محافظ خانہ سے ۱۰۶۶ کاغذات کی درآمد و برآمد ہوئی۔ کاغذات کی شعبہ وار اور سنہ وار ترتیب نے دارالعلوم کے محافظ خانہ کو ایسا منظم کر دیا ہے کہ سنین ماضیہ کے کاغذات بسہولت برآمد ہو سکتے ہیں اور ان کے تحفظ کا انتظام قابل اطمینان ہے۔ محافظ خانہ کے نگراں منشی سید محمد شفیع صاحب نے سہ ماہی و ششماہی اور سالانہ امتحانات کے پرچوں کی طباعت و کتابت کا کام بھی پوری ذمہ داری سے انجام دیا۔ اسی کے ساتھ دارالاقامہ کی خدمت نظامت بھی ان کے متعلق رہی۔

شعبۂ مطبخ سنہ ۱۳۹۶ھ میں اوسطاً تقریباً ۵۰۴ طلبہ کو مطبخ سے ہر روز بطور امداد دونوں وقت کھانا دیا گیا اور ۱۰ طلبہ کو خوراک کے لئے نقد وظیفہ دیا گیا جس کا اوسط ۔۔ ماہوار فی طالب علم ہے۔ ان کے علاوہ اوسطاً تقریباً ۴۴ طلبہ وہ ہیں جنہیں سال بھر تک دونوں وقت شاہ مسعود احمد صاحب رئیس بہٹ کے خزانہ سے حضرت مولانا مدنی مدظلہ کے انتظام میں کھانا دیا گیا۔ اس لئے سنہ ۹۶ھ میں دارالعلوم سے امداد پانے والے طلبہ کی کل تعداد اوسطاً تقریباً ۵۰۰ رہی۔ ان کے علاوہ تقریباً ۶۰ طلبہ نے ہر روز مطبخ مدرسہ سے قیمتاً کھانے کا انتظام کیا بقیہ طلبہ نے شہر کے ہوٹلوں میں کھانے کا انتظام رکھا

اس سال مصارف طعام طلبہ پر کل ۔۔ صرف ہوئے اور نقد وظیفہ خوراک کے سلسلہ میں ۔۔ روپیہ دئے گئے۔ ضروریات لباس طلبہ پر ۔۔ خرچ ہوئے، اور روشنی، پارچہ، شوئی اور حجامت وغیرہ کے وظیفہ میں ۔۔ طلبہ کو دئے گئے۔

مطبخ کا انتظام بحمد اللہ کافی اطمینان بخش رہا، اور کھانے کے معیار یا اس کے نظم کے متعلق کوئی شکایت سننے میں نہیں آئی۔

حفظان صحت شعبۂ طب دارالعلوم کے طلبہ کی صحت کی نگرانی اور حفاظت کرتا ہے، اسی کے ذیل میں دارالعلوم کے وسیع احاطوں اور مکانوں کی صفائی کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا جاتا ہے۔ تاکہ عام ستھرائی اور نظافت کے ساتھ ہی طلبہ کی صحت بھی اچھی رہے، چنانچہ اس سال ایک نگراں کی ماتحتی میں ۸ خاکروب اور ایک بہشتی اس خدمت پر مامور رہے، ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ اس سلسلہ میں مزید عملہ کا اضافہ کیا جائے۔

دارالاقامہ دارالعلوم کا دارالاقامہ ۱۲ احاطہ جات پر مشتمل ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

احاطۂ دارالاسلام۔ احاطۂ کتب خانہ۔ احاطۂ دفتر۔ احاطۂ مسجد۔ احاطۂ اعلیٰ۔ احاطۂ محمودیہ۔ احاطۂ دارالشفاء۔ دار جدید۔ احاطۂ مولسری۔ احاطۂ تالاب و نوخرید۔ احاطۂ باغ۔ متفرقات۔

ان تمام احاطہ جات میں چھوٹے بڑے تقریباً دو سو کمرے ہیں جن میں ۷۰۰ طلبہ کی رہائش کی گنجائش ہے بقیہ طلبہ شہر میں متفرق کرایہ وغیرہ کے مکانات یا مساجد میں رہتے ہیں۔ امید ہے کہ دار جدید کی تعمیر مکمل ہو جانے کے بعد طلبہ کو بڑی حد تک رہائش کی سہولت ہو جائے گی۔

دارالاقامہ کے ہر احاطہ کی نگرانی اور ذمہ داری حضرات اکابر مدرسین کے متعلق ہے جو اعزازی طور پر طلبہ کی نگرانی اور تربیت اخلاق کے ذمہ دار ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ منشی سید محمد شفیع صاحب ناظم دارالاقامہ ہیں جو دارالاقامہ میں طلبہ کے داخلہ

اور علیحدگی کا رکارڈ رکھتے ہیں اور ان کے باہمی مناقشات کی رپورٹیں ادارۂ اہتمام میں پیش کر کے احکام اہتمام کو نافذ کرتے ہیں، نیز ایک دربان بھی دارالاقامہ کی خدمت حفاظت و نگرانی پر مامور ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ امسال دارالعلوم کے دارالاقامہ میں طلبہ کو ہر طرح سہولت رہی اور وہ موسمی امراض سے بڑی حد تک مامون رہے، مختلف ممالک کے مختلف المزاج سات سو طلبہ کے کثیر اجتماع میں کوئی بھی غیر معمولی حادثہ پیش نہیں آیا، البتہ صوبہ بنگال کے ایک طالب علم جو بعارضہ بخار مبتلا تھے بحالت بحران اپنے تیمارداروں سے بچکر رات کے وقت احاطہ مولسری کے کنوئیں میں جا گرے ایک مروانی طالب علم نے دیکھ لیا اور انہوں نے کنوئیں میں چھلانگ مار کر مریض طالب علم کو اپنے ہاتھوں پر اٹھا لیا اور اپنی جان پر کھیل کر اس طالب علم کی جان بچالی، یہ ہمت و ایثار کا کارنامہ دارالعلوم کی تربیت کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے، اس باایثار طالب علم کا نام عبدالحق مروانی ہے، اللہ تعالیٰ اس جوان ہمت کے علم و عمل میں برکت دے۔ آمین۔

حسابات دارالعلوم کی باضابطہ جانچ

ارباب حل وعقد دارالعلوم کا مدت سے خیال تھا کہ حسابات آڈٹ کرائے جایا کریں، ۱۳۵۸ھ سے یہ سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے، اس سال بھی ۱۳۵۹ھ کے حسابات آڈٹ کرائے گئے، آڈیٹر صاحبان کی رپورٹ ذیل میں درج کیجاتی ہے، جس سے معاونین دارالعلوم کا صرف اطمینان ہی نہیں ہوگا بلکہ وہ مسرور ہونگے کہ دارالعلوم میں ان کی امداد کی رقوم کا حساب کس قدر باقاعدگی اور احتیاط کے ساتھ رکھا جاتا ہے۔ رپورٹ کا اردو ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

ترجمہ رپورٹ آڈیٹرس

ہمنے مندرجہ بالا نقشہ آمد و صرف دارالعلوم دیوبند بابتہ سال مختتمہ بر ۲۹ رذی الحجہ ۱۳۵۹ھ کا آڈٹ کتابوں اور حسابات سے کیا جس کے متعلق ہم رپورٹ کرتے ہیں کہ ہمنے وہ تمام معلومات اور تشریحات حاصل کیں جن کی ضرورت تھی۔ مندرجہ بالا نقشہ ٹھیک طور پر تیار کیا گیا ہے، اور ہماری علیحدہ رپورٹ مورخہ امروزہ کے تحت اور ہماری پوری اطلاع اور ہمارے سامنے بیان کردہ تشریحات اور کتب حسابات اور واؤچروں کے بموجب دارالعلوم کے حالات کا سچا اور صحیح منظر پیش کرتا ہے۔

دستخط جے۔ سی۔ ماتھر اینڈ کمپنی رجسٹرڈ اکاؤنٹنس آڈیٹرس۔

منجانب:۔ جے۔ سی۔ ماتھر۔ اینڈ کمپنی۔ رجسٹرڈ اکاؤنٹنس۔ نمبر ۱۰۰۳ ایگرٹن روڈ۔ دہلی۔

۱۳۶۰ھ مورخہ ۲ر جولائی ۱۹۴۱ء

بخدمت:۔ متولیان دارالعلوم دیوبند۔

حضرات! ہم بمسرت اطلاع دیتے ہیں کہ ہمنے دارالعلوم کے حسابات بابتہ سال مختتمہ بر ۲۹ رذی الحجہ ۱۳۵۹ھ کا آڈٹ کیا۔ نقشہ آمد و صرف بابت سال مختتمہ بر ۲۹ رذی الحجہ ۱۳۵۹ھ کی تصدیق کرتے ہوئے ہمنے ایک علیحدہ رپورٹ کا حوالہ دیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

آمدنی ہمنے آمدنی کی ہر رقم کی تفصیلی جانچ کی ایسا کرتے ہوئے ہمنے رسیدوں کے مثنوں کی جانچ روزنامچہ کے متعلقہ اندراجات سے کی اور ان کو باقاعدہ پایا ہمنے رجسٹر آمدنی کی جانچ مکمل طور پر کی اور ہم مطمئن ہیں کہ

اس میں درج شدہ تمام آمدنی روزنامچہ میں مناسب طور پر درج ہوگئی ہے۔

سال زیربحث کے حسابات مبلغ [illegible] کی بقایا سابقہ سے شروع ہوئے ہیں۔

اس سال میں مستقل وغیر مستقل چندہ دہندگان سے [illegible] وصول ہوئے اور اس طرح سال زیر رپورٹ کی آمدنی کی میزان مع بقایا سالگذشتہ مبلغ ایک لاکھ [illegible] ہوگئی، اس رقم میں سے [illegible] دوران سال میں خرچ ہوکر [illegible] کی رقم سال آئندہ کے حسابات میں شامل کئے جانے کیلئے باقی رہی

چونکہ رقوم موصولہ کو معطیان کی منشار کے مطابق مخصوص مدات میں خرچ کیا جاتا ہے اسلئے اہتمام ہر مد کے اخراجات کو اس کی آمدنی کے اندر رکھنے کی کارروائی کرتا ہے۔ نقشہ منسلکہ مدات ۱ و ۲ کے اخراجات آمدنی سے بقدر [illegible] و [illegible] کے علی الترتیب بڑھ گئے اور اس زیادتی اخراجات کو مدات ۲ سے [illegible] و [illegible] سے [illegible] اور [illegible] قرض لیکر پورا کیا گیا۔

اخراجات:۔ ہم نے تمام اخراجات کی متعلقہ واؤچروں سے جانچ کی اور ان سب کو درست پایا۔

عام کیفیت [illegible] کے حسابات کے متعلق جس خوبی انتظام کا ذکر کیا گیا تھا وہ ۱۳۵۹ھ میں بھی قایم رہی ہم نہایت مسرت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ ناظم محاسبی نے اپنے ماتحت عملہ کے ساتھ ملکر اپنے شعبہ کو [illegible] اور امکانی کوشش مناسب اور ضروری اصلاحات کے جاری کئے جانے کی کیجاتی ہے۔

آخر میں ہم اپنے دلی شکریہ کا اظہار کرتے ہیں اس تعاون اور باخلق برتاؤ پر جو مہتمم صاحب اور ناظم صاحب محاسبی اور ان کے معاونین نے ہمارے ساتھ کیا۔

ہم ہیں آپ کے وفادار

(دستخط) جے۔ سی۔ ماتھر اینڈ کمپنی رجسٹرڈ اکاؤنٹنٹس۔

شعبۂ محاسبی:۔ آڈیٹر صاحبان کی مندرجہ بالا رپورٹ کو پڑھکر اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ذمہ داران دارالعلوم شعبہ محاسبی کی طرف کس درجہ اعتبار اور توجہ رکھتے ہیں۔ اور کہ یہ شعبہ اپنے تجربہ کار ناظم منشی سعید احمد صاحب عثمانی کی نگرانی میں اپنے فرائض کو کتنی احتیاط اور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیرہا ہے، سنہ ۱۳۶۰ھ میں اس شعبہ کا کل عملہ افراد پر مشتمل رہا جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ناظم ۱ محاسب ۱ خزانچی ۱ محرر ۲ چپراسی ۱

اتنے مختصر عملہ سے دارالعلوم کے وسیع حسابی کاروبار کو کامل طور پر قابو میں رکھنا اور جملہ امور کا بروقت انجام پاتے رہنا اس حقیقت کو واضح کررہا ہے کہ اس شعبہ کے کارکن اپنے فرائض کو غایۃ درجہ انہماک اور اخلاص دستعدی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔

آئندہ صفحہ پر ۱۳۵۹ھ کا وہ گوشوارہ درج کیا جارہا ہے جس کا حوالہ آڈیٹر صاحبان نے اپنی رپورٹ میں دیا ہے۔

شعبۂ تنظیم و ترقی

سنہ ۱۳۵۵ھ کے اخیر میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر مہتمم دار العلوم دیوبند کی تجویز کے مطابق مجلس شوریٰ نے اس شعبہ کا اجرا کیا تھا۔ ابتداءً اس شعبہ میں مولوی عبد الوحید صاحب کو بحیثیت ناظم مقرر کیا گیا اور انہیں دفتری کاموں میں امداد دینے کے لئے ایک محرر دیا گیا۔ الحمد للہ کہ یہ شعبہ تیز رفتاری کے ساتھ ترقی کرتا رہا، اور ترقی کی رفتار کے ساتھ ہی ساتھ اس کے عملہ میں بھی اضافہ ہوتا رہا، حتیٰ کہ سنہ ۱۳۶۰ھ میں اس شعبہ کا عملہ ۲۰ افراد پر مشتمل رہا جن کی تفصیل یہ ہے۔

ناظم ۱ ۔ نائب ناظم ۱ ۔ سفراء ۱۲ ۔ محصّل ۲ ۔ محرر ۵ ۔ فراش ۲ ۔ کل عملہ ۲۰ ۔ اب یہ شعبہ مجلس اعلیٰ کے منظور کردہ دستور العمل کے ماتحت ایک مستقل مجلس (بورڈ) کی رہنمائی میں کام کر رہا ہے۔ اس مجلس کے ارکان حسب ذیل ہیں۔

(۱) صدر حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہٗ (صدر الاساتذہ دار العلوم دیوبند)

(۲) ارکان حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہٗ صدر مہتمم دار العلوم ۔ احقر مہتمم دار العلوم ۔ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب شیخ الادب دار العلوم ۔ حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب استاذ دار العلوم ، ناظم مولوی عبد الوحید صاحب غازیپوری

یہ مجلس اہم امور میں ہمیشہ ناظم صاحب کی رہنمائی کرتی ہے اور وقتاً فوقتاً ناظم صاحب اس مجلس کے جلسے طلب کرتے رہتے ہیں، چنانچہ سنہ ۱۳۶۰ھ میں مجلس تنظیم و ترقی کی تقریباً دس نشستیں ہوئیں، جنمیں اہم امور پر غور کیا گیا۔

شعبۂ تنظیم و ترقی جس انہماک اور سرگرمی کے ساتھ خدمات متعلقہ کو انجام دے رہا ہے وہ نہایت درجہ اطمینان بخش ہے، گذشتہ سال یعنی سنہ ۱۳۵۹ھ میں اس شعبہ کے ذریعہ دار العلوم کو مبلغ ۱۷۰۰۰ سترہ ہزار روپیہ کے قریب امداد حاصل ہوئی تھی، چنانچہ اس شاندار کامیابی پر مجلس تنظیم و ترقی نے ناظم شعبہ اور انکے رفقاء کی حسن کارکردگی پر ایک متفقہ تجویز کے ذریعہ اظہار تبریک و تحسین کیا تھا۔ اس سال یعنی سنہ ۱۳۶۰ھ میں ملکی حالات کی نزاکت کے باوجود کارکنان شعبہ نے غیر معمولی جد و جہد اور بیداری سے کام کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس شعبہ کے ذریعہ دار العلوم کو علاوہ اشیاء اور کتب وغیرہ کے تقریباً ۲۸۰۰۰ اٹھائیس ہزار روپیہ کی آمدنی ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

شعبۂ تنظیم کی یہ کامیابی اور ترقی نہ صرف ذمہ داران و متعلقین دار العلوم کے لئے وجہ مسرت ہے، بلکہ یقیناً اس سے تمام مخلصین و معاونین دار العلوم کو بھی حقیقی خوشی ہوگی، اور وہ ہماری اس آرزو کو پورا کرنے میں دلی امداد فرمائینگے کہ اس شعبہ کے ذریعہ دار العلوم کو پورے ایک لاکھ روپیہ سالانہ کی امداد حاصل ہونے لگے۔

سنہ ۱۳۶۰ھ کی شاندار کامیابی پر مجلس تنظیم نے حسب ذیل تجویز مبارکباد بالاتفاق منظور کر کے شعبہ کے کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی۔

"رپورٹ ناظم شعبۂ تنظیم و ترقی بابت سنہ ۱۳۶۰ھ مع رپورٹ ناظم محاسبی و نقشہ تفصیلیہ آمد و خرچ پیش ہوئی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امسال شعبہ کی کل آمدنی [illegible] ہوئی اور کل خرچ مبلغ [illegible] ہوا گذشتہ سال میں کل آمدنی سترہ ہزار تھی۔ یقیناً کارکنان مجلس تنظیم کی یہ کامیابی بے نظیر اور نہایت عظیم الشان

خدمت علم دین ہے۔ جس کی بنا پر جملہ کارکنان بہت زیادہ مبارکباد ی اور شکریہ کے مستحق ہیں۔
اراکین مجلس (تنظیم) کارکنان (شعبہ تنظیم) بالخصوص ناظم اور نائب ناظم کا خلوص دل سے شکریہ
ادا کرتے ہیں اور مبارکباد پیش کرتے ہوئے اراکین منتظمہ کمیٹی اور مجلس اعلیٰ سے درخواست کرتے
ہیں کہ وہ حضرات اس عظیم الشان کامیابی پر اراکین شعبہ کی تحسین اور ہمت افزائی فرمائیں۔"

شعبہ تنظیم کے سفراء نے جو عموماً دار العلوم کے فارغ التحصیل عالم ہیں ہندوستان کے دور و دراز حصوں کے دیہات تک ۔۔۔۔ پہونچکر تبلیغی خدمات بھی انجام دیں اور مجلسی گفتگوؤں میں وعظ و نصیحت کی خدمت انجام دینے کے علاوہ عام جلسوں میں بھی ۵۰۵ تقریریں کیں۔ جن سے مسلمانوں کو بہت فائدہ پہونچا، ہم سب کی دلی تمنا ہے کہ اس شعبہ کی خدمات ایکطرف دار العلوم کے لئے روزافزوں مفید ہوتی رہیں اور دوسری طرف عام مسلمانوں کو بھی اس سے بیش از بیش فوائد پہونچتے رہیں۔

تمام متعلقین، متوسلین اور ہمدردان سے ہماری یہ توقع برمحل ہوگی کہ وہ اس شعبہ کے مقاصد کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے میں ہمارے ساتھ ہر ممکن تعاون فرمائیں گے اور اپنے مخلصانہ تعاون کے معاوضہ کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھیں گے۔ جو انہیں انشاء اللہ تعالیٰ دنیا و آخرۃ دونوں جگہوں میں ملیگا۔ ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

اسماء گرامی حضرات ارکان شوریٰ دار العلوم دیوبند

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	حضرت مولانا مولوی شاہ اشرف علی صاحب۔ خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون	۱۳	عالیجناب مولانا محمد ابراہیم صاحب راندیر
۲	" " سید مولانا حسین احمد صاحب صدر المدرسین دار العلوم دیوبند	۱۴	" مولانا حکیم محمد اشفاق صاحب۔ رائپور ضلع سہارنپور
۳	" " مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلی	۱۵	حضرت مولانا مولوی محمد حسن صاحب۔ قاضی ریاست بھوپال
۴	حضرت مولانا الحاج مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی مہتمم دار العلوم دیوبند	۱۶	" مولانا حکیم عبدالرشید محمود صاحب۔ گنگوہ۔ ضلع سہارنپور
۵	حضرت مولانا الحاج مولوی محمد طیب صاحب مہتمم " "	۱۷	حضرت مولانا سعید احمد صاحب۔ ہاٹ ہزاری ضلع چاٹگام
۶	عالیجناب خانبہادر شیخ ضیاء الحق صاحب رئیس راجوپور	۱۸	عالیجناب خواجہ فیروز الدین صاحب۔
۷	" حاجی شیخ رشید احمد صاحب دہلی	۱۹	حضرت مولانا مولوی محمد سہول صاحب۔ سلہٹ
۸	" مولانا حافظ محمد یوسف صاحب انصاری۔ سہارنپور	۲۰	مولوی محمد صادق صاحب۔ کراچی۔
۹	" مولانا حکیم محمد اسحٰق صاحب کٹہوری۔ میرٹھ شہر	۲۱	مولانا حکیم مشیت اللہ صاحب۔ بجنور
۱۰	" نواب عبدالباسط خانصاحب۔ حیدرآباد دکن۔	۲۲	عالیجناب مولانا حکیم مقصود علی خانصاحب۔ افسر الاطباء سرکار عالی حیدرآباد دکن
۱۱	" مولانا حکیم محمد یٰسین صاحب۔ نگینہ	۲۳	" مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی صدر شعبہ دینیات جامعہ عثمانیہ۔
۱۲	" مولانا ابوالقاسم حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی	۲۴	" شیخ ظہیر الحسن صاحب رئیس۔ کاندھلہ ضلع مظفرنگر

(نوٹ) نمبر ۲ سے نمبر ۹ تک حضرات ارکان محترم مجلس انتظامیہ کے رکن بھی ہیں۔

نقشہ مظہر تعداد اسمائے مدرسین و ملازمین مع شرح تنخواہ ماہانہ

متعلقہ دار العلوم دیوبند بابتہ سنہ ۱۳۶۰ھ

نمبر شمار	نام عہدہ داران	نام عہدہ	شرح تنخواہ ماہوار	نمبر شمار	نام عہدہ داران	نام عہدہ	شرح تنخواہ ماہوار
۱	حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدظلہ	صدر المدرسین	لا	۲۵	جناب قاری حفظ الرحمن صاحب	شیخ القراء	لعہ/
۲	حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ	صدر مہتمم	حسبۃً للہ	۲۶	" قاری محمد اسحاق صاحب	مدرس جز تجوید	مہ/
۳	" مولانا السید اصغر حسین صاحب مدظلہ	مدرس عربی	لعہ/	۲۷	" منشی محمد عاقل صاحب	مدرس ریاضی	سہ/
۴	" مولانا الحاج قاری محمد طیب صاحب	مہتمم	مامہ/	۲۸	" پیرجی حافظ شریف احمد صاحب	" قرآن شریف	مہ/
۵	" مولانا سید محمد مبارک علی صاحب	نائب مہتمم	محہ/	۲۹	" حافظ نور محمد صاحب	"	سہ/
۶	جناب مولانا محمد اعزاز علی صاحب	مدرس عربی	لعہ/	۳۰	" قاری محمد کامل صاحب	"	لعہ/
۷	" مولانا محمد ابراہیم صاحب	"	لعہ/	۳۱	" قاری اعزاز احمد صاحب	مدرس تجوید	للعہ/
۸	" مولانا عبد السمیع صاحب	"	لعہ/	۳۲	" منشی احمد حسن صاحب	مدرس فارسی	سہ/
۹	" مولانا شمس الحق صاحب رخصتی	"	محہ/	۳۳	" مولوی ظہیر احمد صاحب	"	سہ/
۱۰	" مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی	"	محہ/	۳۴	" " سید حسن صاحب	"	عسہ/
۱۱	" مولانا محمد شفیع صاحب	مفتی	دسہ/	۳۵	" " نور الحسن صاحب پنشنر	سابق مدرس [illegible]	سہ/
۱۲	" مولانا ریاض الدین صاحب	مدرس عربی	للعہ/	۳۶	" قاری جلیل الرحمن صاحب	مدرس تجوید	سہ/
۱۳	" مولانا قاضی مسعود احمد صاحب	معین مفتی	للعہ/	۳۷	" مولانا کفایت اللہ صاحب	مدرس عربی	سہ/ غیر مستقل
۱۴	" مولانا عبد الحق نافع صاحب	مدرس عربی	سہ/	۳۸	" حاجی عزیز حسین صاحب	" فارسی	سہ/ "
۱۵	" مولانا ظہور احمد صاحب	"	سہ/	۳۹	" حافظ عبد الرقیب صاحب	" قرآن شریف	مہ/ "
۱۶	" مولانا محمد جلیل صاحب	"	صہ/	۴۰	" " بشیر الحق صاحب	"	سہ/ "
۱۷	" مولانا سید اختر حسین صاحب	"	للوللعہ/	۴۱	" منشی سعید احمد صاحب عثمانی	ناظم محاسبی	للعہ/
۱۸	" مولانا محمد یحییٰ صاحب صدیقی	"	للعہ/	۴۲	" مولوی عبد الواحد صاحب	تحویلدار	سہ/
۱۹	" حکیم محمد عمر صاحب	طبیب مدرسہ	سہ/	۴۳	" منشی نذیر الحق صاحب	محرر تعلیمات	مہ/
۲۰	" مولوی محمد عثمان صاحب	مدرس عربی	عسہ/	۴۴	" " بشیر احمد صاحب	محرر محاسبی	لعسہ/
۲۱	" مولانا حاجی سید محمد صاحب گنگوہی	"	سہ/	۴۵	" مولوی سلطان الحق صاحب	ناظم کتبخانہ	مہ/
۲۲	" مولانا قاری اصغر علی صاحب	"	سہ/	۴۶	" منشی محمد عزیز صاحب	محرر تعلیمات	عسہ/
۲۳	" مولوی عبد الاحد صاحب	"	للعہ/	۴۷	" " اشفاق احمد صاحب رامپوری	محرر اہتمام	لعہ/
۲۴	" قاری محمد عتیق صاحب	مدرس اردو تجوید	سہ/	۴۸	" " طفیل احمد صاحب	محرر کتبخانہ	مہ/

نمبر شمار	نام عہدہ داران	نام عہدہ	شرح تنخواہ ماہوار
۴۹	جناب مولوی سید احمد علی صاحب	معین المفتی	معہ
۵۰	،، ،، مطلوب الرحمن صاحب	محرر دارالافتاء	لعہ،
۵۱	،، سید ناظر حسن صاحب	محرر محاسبی	مہ،
۵۲	،، منشی ظریف حسن صاحب عثمانی	،،	معہ
۵۳	،، ،، ضمیر حسن صاحب	محرر محافظخانہ	معہ،
۵۴	،، مولوی سید احمد حسن صاحب	ناظر تعلیمات	سہ غیر مستقل
۵۵	،، منشی آفتاب حسین صاحب	محرر تعلیمات	عہ، ،،
۵۶	،، مولوی محمد صدیق صاحب	محرر دارالافتاء	عہ، ،،
۵۷	،، منشی سید محبوب صاحب رضوی	محرر کتبخانہ	صہ، ،،
۵۸	،، ،، حمید حسن صاحب	محرر محاسبی	صہ، ،،
۵۹	،، ،، محمد اعظم شاہ یحییٰ صاحب گنگوہی	محرر اہتمام	صہ، ،،
۶۰	اللہ بندہ صاحب	چپراسی تعلیمات	معہ،
۶۱	محمد ابراہیم صاحب	،، اہتمام	صہ،
۶۲	محمد الیاس صاحب	،، کتبخانہ	لعہ،
۶۳	عبدالرحمن صاحب	،، محاسبی	لسہ
۶۴	جناب منشی محمد فضل صاحب	کانمدہ وقف البنا	سہ،
۶۵	،، ،، محمود اختر صاحب	،، شاملی	صہ غیر مستقل
۶۶	،، ،، شوکت حسین صاحب	محرر اوقاف	صہ، ،،
۶۷	،، پیرجی ناظر حسن صاحب	چپڑاسی ،،	عہ، ،،
۶۸	اوستاد خلیل احمد صاحب	،، نگران صفائی	معہ، ،،
۶۹	جناب مولانا عبدالوحید صاحب	ناظم تنظیم	للعہ
۷۰	،، ،، ،،	مرتب رسالہ	صہ،
۷۱	جناب مولوی محمود احمد صاحب گل	نائب ناظم تنظیم	سہ،
۷۲	،، مولوی مناظر حسن صاحب	سفیر تنظیم	سہ،
۷۳	،، ،، شریف خاں صاحب	،،	سہ،
۷۴	،، ،، راشد حسن صاحب عثمانی	،،	سہ،
۷۵	،، ،، حکیم حافظ محمد حنیف صاحب	،،	سہ،
۷۶	،، ،، عبدالرحمن صاحب	،،	سہ
۷۷	جناب مولوی سید سیف اللہ صاحب	سفیر تنظیم	سہ
۷۸	،، ،، قاری محمود حسن صاحب	،،	صہ مع الاؤنس
۷۹	،، ،، محمود احمد صاحب بنارسی	،،	سہ،
۸۰	،، ،، حکیم محمد سلیمان صاحب	،،	سہ،
۸۱	،، ،، احمد علی صاحب	،،	عہ غیر مستقل
۸۲	،، ،، محمد عارف صاحب	،،	سہ، ،،
۸۳	،، ڈاکٹر علی اصغر صاحب نوری	،،	سہ، ،،
۸۴	،، حکیم سید شریف حسین صاحب	،،	عہ، ،،
۸۵	،، مولوی زاہد حسن صاحب	،،	سہ، ،،
۸۶	،، ،، جماعت اللہ صاحب	انیڈ سفیر تنظیم	سہ، ،،
۸۷	،، ،، ظفر نواب صاحب	محصل پٹنہ	سے، ،،
۸۸	،، منشی مسعود احمد صاحب	محرر تنظیم	معہ،
۸۹	،، مولوی لئیق احمد صاحب	،،	صہ،
۹۰	شریف احمد صاحب	چپراسی تنظیم	لعہ،
۹۱	جناب منشی طاہر حسن صاحب	محرر رسالہ	صہ،
۹۲	،، ،، سید محمد شفیع صاحب	ناظم دارالاقامہ	عہ مع الاؤنس
۹۳	،، ،، محمد منظور الحق صاحب	،، مطبخ	سہ،
۹۴	،، ،، ظریف حسن صاحب	محرر ،،	صہ،
۹۵	،، ملا احمد حسن صاحب	خادم مسجد	سہ،
۹۶	،، مولوی فاضل صاحب	دربان مدرسہ	معہ
۹۷	،، مستری اللہ بخش صاحب	نگران بجلی	سہ،
۹۸	برکت	مزدور	سہ،
۹۹	جناب منشی ظہیر احمد صاحب	نائب استاد ورزش	سہ غیر مستقل
۱۰۰	،، اوستاد عبدالرحمن صاحب	اوستاد ورزش	عہ، ،،
۱۰۱	،، ،، عبدالرشید صاحب	،،	صہ، ،،
۱۰۲	،، حاجی محمد قاسم صاحب	ناظم تعمیرات	للعہ،
۱۰۳	بندو	محافظ گودام تعمیرات	سہ،
۱۰۴	جناب عزیز الدین صاحب		سہ،

فہرست عطیات خصوصی سنہ ۱۳۶۰ھ

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات معطیان کرام	رقوم اعانت	مد اعانت	نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات معطیان کرام	رقوم اعانت	مد اعانت
۱	جناب حاجی عبدالکریم صاحب رئیس بلاسپور	[illegible]	تعمیر دارالاقامہ	۲۴	جناب ایم ایس عبدالقادر محی الدین صاحب تاجران چرم مدراس	ما عہ	تعمیر دارالاقامہ
۲	" " محمد اسمٰعیل صاحب۔ مدراس	[illegible]	"	۲۵	" کے ایم عبدالجبار صاحب تاجر چرم "	ما عہ	"
۳	" میاں حاجی محمد دینی صاحب سوداگر چرم کلکتہ	[illegible]	"	۲۶	" محمد ابراہیم صاحب گراموفون مرچنٹ "	ما عہ	"
۴	" ایم حاجی عبدالرحمٰن صاحب تاجر " مدراس	[illegible]	"	۲۷	" پی حاجی بادشاہ صاحب اینڈ کمپنی تاجران چرم "	ما عہ	"
۵	" منجانب کلثوم بی بی صاحبہ مرحومہ "	[illegible]	"	۲۸	" اے رشید صاحب تاجر موزہ بنیان کلکتہ	ما عہ	"
۶	" میاں فیروز صاحب فیروز کمپنی کلکتہ	[illegible]	"	۲۹	" حاجی حافظ محمد اسمٰعیل صاحب دہلی	ما عہ	"
۷	" حاجی محمد اکبر خاں صاحب رئیس بلاسپور	[illegible]	زکوٰۃ	۳۰	ایک صاحب خیر معرفت حضرت مولانا حسین احمد صاحب	ما عہ	صرف طلبہ
۸	" شاہ مسعود احمد صاحب رئیس بہٹ	[illegible]	تعمیر دارالاقامہ	۳۱	ایک صاحب خیر	ما عہ	"
۹	" خانبہادر شیخ محمد جان صاحب رئیس ایم ایل سی کلکتہ	[illegible]	"	۳۲	" سی حاجی زین العابدین صاحب اینڈ کمپنی مدراس	ما عہ	تعمیر دارالاقامہ
۱۰	" حاجی سید احمد صاحب۔ گوجرانوالہ (پنجاب)	[illegible]	"	۳۳	ایک صاحب خیر معرفت حضرت مولانا حسین احمد صاحب	ما عہ	صرف طلبہ
۱۱	" " عبدالرحمٰن خانصاحب۔ دہلی	[illegible]	"	۳۴	" حاجی فضل دین صاحب تاجر بیس۔ دہلی	ما	وظیفہ زکوٰۃ
۱۲	" محمد امین محمد فاروق صاحبان آڑھتیان چرم کانپور	[illegible]	زکوٰۃ	۳۵	" پی آر حاجی عبدالرحمٰن صاحب تاجر چرم مدراس	ما	تعمیر دارالاقامہ
۱۳	" این عبداللہ صاحب۔ مدراس	للعہ (۸۰۰)	تعمیر دارالاقامہ	۳۶	" بنو رسل عبدالوہاب صاحب "	ما	"
۱۴	" حقانی حاجی محمد قاسم اینڈ کمپنی تاجران چرم "	صما	"	۳۷	" ای۔ کے جلی محمد میراں صاحب اینڈ کمپنی "	ما	"
۱۵	" حاجی محمد حسین صاحب سوداگر سہارنپور	صما	"	۳۸	" مولانا فیض الحسن صاحب اینڈ کمپنی حیدرآباد دکن	ما	مطبخ
۱۶	" ایم حاجی عبدالرحیم محمد ابراہیم تاجران چرم مدراس	صما	"	۳۹	" حاجی فضل الٰہی صاحب اینڈ سنز آڑھتیان چرم بلاسپور	ما	زکوٰۃ
۱۷	" ایس عبدالسلام صاحب "	صما	"	۴۰	" مولوی حاجی محمد امین برادرس لمیٹڈ سوداگران چرم	ما	"
۱۸	" بی۔ ایل حاجی عبدالسبحان صاحب "	صما	"	۴۱	" نواب کنور جمشید علی خانصاحب رئیس باغپت	ما	زکوٰۃ
۱۹	" آنریبل خانبہادر اللہ بخش صاحب وزیراعظم سندھ	صما	"	۴۲	" ناظم عارف جام صاحب ماندیر	ما	صرف طلبہ
۲۰	" منجانب اہل خیر بوسیلہ مولانا کریم بخش صاحب لاہور	صماسہ	زکوٰۃ وعطیہ تعمیر	۴۳	" سلیمان دادا بھائی برادرس لمیٹڈ کلکتہ	ما	زکوٰۃ
۲۱	" حافظ ارشاد الٰہی صاحب سوداگر جنت آگرہ	اما	تعمیر دارالاقامہ	۴۴	" میاں گلزار محمد صاحب فرینڈ کمپنی "	ما	"
۲۲	" اہلیہ صاحبہ " " " "	اما		.	.	.	.
۲۳	" فاضل بھائی ڈبالا تاجر چرم مدراس	اما	"				

نمبر شمار	نام	عہدہ	تنخواہ	نمبر شمار	نام	عہدہ	تنخواہ
[illegible]	جناب مولانا ابوالوفا صاحب	ناظم تبلیغ	صہ غیر مستقل	۱۰۷	جناب مولوی عتیق الرحمٰن صاحب	معین مبلغ	صہ
۱۰۲	" مولانا عبدالجبار صاحب	مبلغ	للعہ "	۱۰۸	" شاد علی صاحب	سفیر و مبلغ	صہ

مطبخ اور شعبہ صفائی میں علی الترتیب ۱۲ اور ۱۰ آدمیوں کا عملہ کام کرتا رہا۔

ذکر آئین اقسام چندہ

(۱) چندہ کی کوئی تعداد مقرر نہیں اور نہ کسی مذہب و ملت کی تخصیص ہے۔

(۲) چندہ کی آٹھ قسمیں قرار دی گئی ہیں۔ اور ہر ایک کا جمع خرچ جدا اور تاریخ وار درج ہوتا ہے۔ وہ آٹھ قسمیں یہ ہیں۔

اولؔ چندہ امدادی۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک سالانہ جو معین طور سے وصول ہوتا ہے۔ دوسری عطائے یکمشت جو غیر معین طور سے لیا جاتا ہے۔ یہ ہر دو قسم کی آمدنی محض تنخواہ مدرسان و ملازمان و سائر خرچ مدرسہ میں صرف ہوتی ہے۔ لیکن بشرط اشد ضرورت خوراک و پوشاک و دیگر حوائج طلبہ مساکین و مسافرین میں بطور عاریت و قرض صرف ہو سکتی ہے۔

دوؔم۔ زکوٰۃ و صدقات۔ اس چندہ کی آمدنی بعد تملیک خوراک و پوشاک و دیگر حوائج طلبہ میں صرف ہوتی ہے۔

سوؔم۔ چرم قربانی و عقیقہ۔ اس کی آمدنی بالتخصیص خرید کتب دینیہ اور ان کی جلد بندی وغیرہ میں صرف ہوتی ہے یا اور در صورت سخت حاجت کے بطور عاریت خوراک و پوشاک طلبہ میں صرف ہوتی ہے۔

چہارم۔ انعامی۔ جو خاص بعد انعام طلبہ کامیاب شدہ امتحان سالانہ میں خرچ ہوتا ہے۔

پنجشم۔ کتب وقفی۔ اس قسم کے چندہ میں خواہ کوئی صاحب ہمت کتب عطا فرماویں یا زر نقد واسطے خرید کتب کے عطا فرماویں ہر دو صورت میں کتب وقفی مدرسہ کی ہوں گی۔

ششم۔ خوراکی۔ اس قسم کے شریک کو اختیار ہے خواہ کھانا پکا ہوا طلبہ کو دے خواہ زر نقد قیمت خوراک دے۔

ہفتم۔ متفرقات۔ اس مد میں وہ رقوم جمع ہوتی ہیں جو اسباب مثل پارچہ یا ظروف یا زیور وغیرہ بغرض ایصال ثواب میت ارسال فرماتے ہیں۔ یا کسی قسم کی جنس یا نقد واسطے امداد طلبہ مساکین کے عنایت فرماتے ہیں اور اس کی آمدنی طلبہ مسافرین و مساکین کی خوراک و پوشاک وغیرہ میں صرف ہوتی ہے۔

ہشتم۔ تعمیر۔ جو ضروری تعمیر اور ترمیم شکست و ریخت مکانات مدرسہ یا تعمیرات حجرات جدیدہ میں صرف ہوتی ہے۔

(۳) چندہ امدادی سالانہ حتی الوسع پیشگی یعنی ماہ محرم میں جمع کیا جاوے گا۔

(۴) جو حضرات زکوٰۃ و کفارہ وغیرہ واسطے صرف طلبہ مساکین کے مرحمت فرمائیں گے وہ مثل دیگر چندوں کے کمال احتیاط سے اسی مصرف میں صرف ہوگا اور حساب ان کا درج کیفیت سالانہ ہوتا رہے گا۔

(۵) جدید تجویز کے مطابق دارالعلوم کے حسابات ذیل کے کاغذات میں درج ہوتے ہیں۔

کتاب اندراج آمدنی روزانہ ہر قسم۔ روزنامچہ۔ گوشوارہ آمد و خرچ روزانہ جملہ مدات۔ کھاتہ اندراج آمد و صرف جملہ مدات چک بک مصارف جملہ مدات۔

کتاب ہائے حسابات کو جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ اور علاوہ رجسٹران مذکورہ کے کتب پختہ رسیدات جداگانہ تیار رہتی ہے۔ اس کا ایک پرت چندہ دہندہ کے پاس بھیجدیا جاتا ہے۔ علاوہ ان کے رجسٹر قبض الوصول ملازمین اور رجسٹر تقسیم وظیفہ و تیل و پارچہ دھلائی و تقسیم پارچہ وغیرہ دفتر میں موجود رہتے ہیں۔

(۶) چندہ دینے والوں کو ایک رسید حسب نمونہ ذیل دی جاوے گی جس کا ایک پرت یعنی مثنّٰی دفتر میں رہے گا۔

امتحان سالانہ ۶۰-۱۳۵۹ھ

حسب معمول سابق امسال بھی امتحان سالانہ طلبہ دارالعلوم دیوبند بطرز قدیم لیا گیا۔ امتحان تقریری ۲۸ رجب سے شروع ہوا۔ اور ۴ شعبان المعظم سے تحریری امتحان کی ابتدا ہوئی جو ۱۲ شعبان تک حسب معمول ہوتا رہا۔ قواعد امتحان پیش نظر رہے اور وقت تحریر جوابات طلبہ کی نگرانی و حفاظت پوری طرح کی گئی تاکہ کوئی طالب علم خارجی طریقہ سے جوابات میں امداد نہ لے سکے۔ اساتذہ نے طلبہ کو ان کی محنت و لیاقت کے موافق نمبر تحریر فرمائے۔ کامل جواب کے نمبر پچاس اور ناقص جواب کے نمبر اس سے کم اور سوال سے زیادہ بہترین جواب اور خوشخط اور عربی میں جواب لکھنے پر پچاس سے زیادہ نمبر بھی دیئے گئے یعنی اکیاون باون سے زائد دیئے گئے۔ اول درجہ کی کامیابی کے نمبر پچاس اور ادنیٰ کامیابی کے نمبر ۳۳ ہیں۔ ۳۳ نمبر سے کم پانے والا کامیاب شمار نہیں کیا جاتا اور نہ اس کو مستحق انعام سمجھا جاتا ہے۔

امسال طلبہ درجات عربیہ کا امتحان سالانہ تحریری و تقریری حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہٗ صدر المدرسین و جناب مولانا سید اصغر حسین صاحب و جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب و جناب مولانا مولوی محمد اعزاز علی صاحب و جناب مولانا عبدالسمیع صاحب و جناب مولانا محمد شفیع صاحب و جناب مولانا ریاض الدین صاحب و جناب مولانا عبدالحق صاحب و مولانا قاضی مسعود احمد صاحب و مولانا ظہور احمد صاحب و مولانا محمد جلیل صاحب و مولانا سید اختر حسین صاحب و مولانا کفایت اللہ صاحب و جناب مولوی حکیم محمد عمر صاحب سابق دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم نے باحتیاط تمام لیا۔ اور ہر ایک کی محنت اور کوشش کے موافق نمبر خوب جانچکر دیئے۔

درجہ قراءت و تجوید کا امتحان تقریری جناب مولانا قاری عبدالخالق صاحب نے اور تحریری جناب مولانا قاری حفظ الرحمٰن صاحب و جناب قاری محمد عتیق صاحب نے باحتیاط تمام لیا۔

درجہ فارسی و ریاضی کا امتحان جناب مولانا امتیاز حسین صاحب سیوہاروی اور جناب مولانا سید اختر حسین صاحب نے بتحقیق تمام لیا اور طلبہ کی استعداد و قابلیت کے موافق نمبر عطا فرمائے۔

درجہ قرآن شریف کا امتحان جناب مولانا قاری عتیق احمد صاحب و جناب مولانا محمد جلیل صاحب مدرسان دارالعلوم نے لیا۔

حضرات اہل کرم نے طلبہ مسافرین و مساکین کی تعلیم و تربیت میں جو کچھ مدارات و ہمدردی فرمائی بفضلہ تعالیٰ وہ ٹھکانے لگی۔ خداوند کریم اس کار خیر کا اجر عظیم عطا فرماوے۔ اور اس چشمہ جاریہ کو تا دیر قائم رکھے۔ آمین

(نوٹ) درجہ قرآن شریف کا امتحان ماہ شعبان میں نہیں ہوتا کیونکہ قرآن شریف کے طلبا رمضان شریف میں دور کلام مجید کیا کرتے ہیں اور نوافل و تراویح میں سناتے ہیں اس وجہ سے ہمیشہ اس درجہ کا امتحان بعد رمضان المبارک ماہ شوال میں ہوتا ہے۔ امسال بھی ایسا ہی ہوا۔

نتیجہ امتحان سالانہ سنہ ۶۰-۱۳۵۹ھ طلبۂ دورہ حدیث (دارالعلوم دیوبند)

(نوٹ) (۱) دورۂ حدیث میں حسب ذیل کتب داخل ہیں۔ بخاری شریف۔ ترمذی شریف۔ مسلم شریف۔ ابوداؤد شریف۔ طحاوی شریف۔ ابن ماجہ شریف۔ شمائل ترمذی شریف۔ نسائی شریف۔ موطا امام محمدؒ۔ موطا امام مالکؒ۔ (۲) جن طلبہ کا اوسط نتیجہ ۴۰ سے کم ہو وہ ناکام (۳) ہر کتاب کے مقررہ نمبر ۵۰ ہیں۔

نمبر شمار	نام طالب علم مع سکونت	مجموعہ نمبر مقررہ	مجموعہ نمبر حاصل کردہ	اوسط	نتیجہ	سرٹیفکیٹ
۱	مولوی شیخ عبدالرحیم مرشد آبادی	۵۰۰	۵۱۳	۵۱	اول نمبر کامیاب	
۲	” عزیز الرحمن پشاوری	۵۰۰	۵۰۶	۵۱	دوم ”	
۳	” اکرام الدین بخاری	۵۰۰	۵۰۰	۵۰	سوم ”	
۴	” سید عبداللہ ہراتی	۵۰۰	۴۵۷	۴۶	کامیاب	
۵	” محمد عبدالصمد میمن سنگی	۵۰۰	۴۲۳	۴۲	”	
۶	” عبداللہ لیاوی	۵۰۰	۴۶۰	۴۷	”	
۷	” فرخ احمد چاٹگامی	۵۰۰	۴۵۶	۴۴	”	
۸	” محمد عبدالصمد سلہٹی	۵۰۰	۴۶۱	۴۶	”	
۹	” محمد عقیل خان سہارنپوری	۵۰۰	۴۴۱	۴۴	”	
۱۰	” جمال الدین اکیابی	۵۰۰	۴۳۴	۴۳	”	
۱۱	” غلام ربانی میمن سنگی	۵۰۰	۴۶۰	۴۶	”	
۱۲	” صبغۃ اللہ بنوی	۵۰۰	۴۶۵	۴۷	”	
۱۳	” محمد غلام مولا کمرائی	۵۰۰	۴۰۸	۴۱	”	
۱۴	” محمد باقی بنتی	۵۰۰	۴۱۸	۴۲	”	
۱۵	” محمد حشمت اللہ بریالی	۵۰۰	۴۳۱	۴۳	”	
۱۶	” زاہد حسن سرساوی	۵۰۰	۴۵۶	۴۶	”	
۱۷	” غلام حسن جموی	۵۰۰	۴۳۴	۴۳	”	
۱۸	” محمد رحیم الدین میمن سنگی	۵۰۰	۴۴۵	۴۵	”	
۱۹	” عبدالعظیم بخاری	۵۰۰	۴۶۱	۴۶	”	
۲۰	” مسعود حسن جونپوری	۵۰۰	۴۴۳	۴۴	”	
۲۱	” عبدالصمد کمرلائی	۵۰۰	۴۲۶	۴۳	”	
۲۲	” محمد صلاح الدین بہاری	۵۰۰	۴۷۰	۴۷	”	
۲۳	” فضل محمد بنوی	۵۰۰	۴۲۴	۴۲	”	
۲۴	” محمد قاسم عظیم آبادی	۵۰۰	۴۵۲	۴۵	”	

نمبر شمار	نام طالب علم مع سکونت	مجموعہ نمبر مقررہ	مجموعہ نمبر حاصل کردہ	اوسط	نتیجہ	سرٹیفکیٹ
۲۵	مولوی نذیر محمد بدخشانی	۵۰۰	۴۲۲	۴۲	کامیاب	
۲۶	” سید زاہد حسن دیوبندی	۵۰۰	۴۶۸	۴۷	”	
۲۷	” عبدالقدیر کابلی	۵۰۰	۴۰۷	۴۱	”	
۲۸	” محمد ممتاز الدین بریسالی	۵۰۰	۴۸۳	۴۸	”	
۲۹	” محمد اسحاق کھیلتوی	۵۰۰	۴۴۲	۴۴	”	
۳۰	” غلام محمد کیملپوری	۵۰۰	۴۶۱	۴۶	”	
۳۱	” عبدالحی ڈیروی	۵۰۰	۴۸۵	۴۹	”	
۳۲	” خلیل احمد گنگانگری	۵۰۰	۴۶۱	۴۶	”	
۳۳	” محمد یوسف بہاولپوری	۵۰۰	۴۳۸	۴۴	”	
۳۴	” حافظ لطف الدین کیملپوری	۵۰۰	۴۶۵	۴۷	”	
۳۵	” محمد عبداللہ امرتسری	۵۰۰	۴۷۹	۴۸	”	
۳۶	” حافظ محمد حیات جہلمی	۵۰۰	۴۳۴	۴۴	”	
۳۷	” منظور احمد بہاولپوری	۵۰۰	۴۶۹	۴۷	”	
۳۸	” عبدالخالق ہزاروی	۵۰۰	۴۲۳	۴۲	”	
۳۹	” غلام قادر بہاولنگری	۵۰۰	۴۹۹	۵۰	”	
۴۰	” حافظ غوث محمد سرگودہوی	۵۰۰	۳۹۲	۳۹	ناکامیاب	
۴۱	” عبدالحمید ہزاروی	۵۰۰	۴۸۸	۴۹	کامیاب	
۴۲	” محمد شریف جالندہری	۵۰۰	۴۳۴	۴۴	”	
۴۳	” نور محمد ہزاروی	۵۰۰	۴۶۲	۴۶	”	
۴۴	” محمد اسلم سرگودہوی	۵۰۰	۴۵۰	۴۵	”	
۴۵	” محمد عمر مظفرگڈھی	۵۰۰	۴۷۸	۴۸	”	
۴۶	” مقبول احمد جالندہری	۵۰۰	۴۱۷	۴۲	”	
۴۷	” ابو البرکات محمد چاٹگامی	۵۰۰	۴۸۰	۴۸	”	
۴۸	” جلال الدین اکیابی	۵۰۰	۴۳۴	۴۴	”	

نمبر شمار	نام طالب علم مع سکونت	نمبر مقررہ	نمبر حاصل کردہ	اوسط	نتیجہ	کیفیت
۴۹	مولوی گل بادشاہ پشاوری	۵۰۰	۴۷۵	۴۸	کامیاب	
۵۰	〃 ابوالخیر محمد تقی الدین میمن سنگی	۵۰۰	۴۶۹	۴۷	〃	
۵۱	〃 محمد معین الدین مونگیری	۵۰۰	۴۷۵	۴۸	〃	
۵۲	〃 مظفر احمد چاٹگامی	۵۰۰	۴۶۸	۴۷	〃	
۵۳	〃 محمد یونس مظفر نگری	۵۰۰	۴۳۲	۴۳	〃	
۵۴	〃 محمد عبدالمنعم کچھاڑی	۵۰۰	۴۰۹	۴۱	〃	
۵۵	〃 محمد محی الدین بگوڑوی	۵۰۰	۳۸۷	۳۹	ناکامیاب	
۵۶	〃 محمد یعقوب علی کٹکی	۵۰۰	۴۴۴	۴۴	کامیاب	
۵۷	〃 محمد ارشاد علی خاں دیوبندی	۵۰۰	۴۵۷	۴۶	〃	
۵۸	〃 اکرام الٰہی کیملپوری	۵۰۰	۴۶۲	۴۶	〃	
۵۹	〃 غلام مصطفیٰ ڈیروی	۵۰۰	۴۶۹	۴۷	〃	
۶۰	〃 خلیل الرحمٰن چاٹگامی	۵۰۰	۴۲۲	۴۲	〃	
۶۱	〃 محمد مہر اللہ کرلائی	۵۰۰	۳۹۱	۳۹	ناکامیاب	
۶۲	〃 محمد عزیز اللہ رحیم یار خانی	۵۰۰	۴۴۵	۴۵	کامیاب	
۶۳	〃 عبید اللہ سیالکوٹی	۵۰۰	۴۴۷	۴۵	〃	
۶۴	〃 سلطان احمد چاٹگامی	۵۰۰	۴۲۶	۴۳	〃	
۶۵	〃 سید غلام محمد کشمیری ۲۳؎	۵۰۰	۴۳۳	۴۳	〃	
۶۶	〃 عثمان غنی کرلائی	۵۰۰	۳۷۸	۳۸	ناکامیاب	
۶۷	〃 صغیر الدین سلہٹی	۵۰۰	۴۴۸	۴۵	کامیاب	
۶۸	〃 عبدالقیوم ہزاروی	۵۰۰	۴۴۴	۴۴	〃	
۶۹	〃 عبدالرحمٰن سہارنپوری	۵۰۰	۴۵۹	۴۶	〃	
۷۰	〃 انظار الدین دہلوی	۵۰۰	۴۴۳	۴۴	〃	
۷۱	〃 اخلاق حسین دہلوی	۵۰۰	۴۶۰	۴۶	〃	
۷۲	〃 محمد جان ہزاروی	۵۰۰	۴۶۳	۴۶	〃	
۷۳	〃 عبدالعزیز کرلائی	۵۰۰	۴۵۶	۴۶	〃	
۷۴	〃 عبدالسبحان کچھاڑی	۵۰۰	۳۵۲	۳۶	ناکامیاب	
۷۵	〃 اسلام احمد امروہی	۵۰۰	۴۷۴	۴۸	کامیاب	
۷۶	〃 عبدالمنان مردانی	۵۰۰	۴۱۳	۴۱	〃	
۷۷	〃 شریف الحسن بجنوری	۵۰۰	۴۳۳	۴۳	〃	
۷۸	مولوی عطاء الرحمٰن مرادآبادی	۵۰۰	۴۱۸	۴۲	کامیاب	
۷۹	〃 عبدالسلام جموی	۵۰۰	۴۳۹	۴۳	〃	
۸۰	〃 امین الرحمٰن دیوبندی	۵۰۰	۴۴۷	۴۵	〃	
۸۱	〃 عبدالسلام اعظمی ۲۱؎	۵۰۰	۴۱۸	۴۲	〃	
۸۲	〃 عبدالحمید اعظمی ۲۱؎	۵۰۰	۳۰۱	۳۰	ناکامیاب	
۸۳	〃 غلام جعفر شاہ ڈیروی	۵۰۰	۴۳۴	۴۳	کامیاب	
۸۴	〃 عاشق محمد چھپروی	۵۰۰	۴۵۴	۴۵	〃	
۸۵	〃 عبدالرحمٰن قصوری	۵۰۰	۴۹۰	۴۹	〃	
۸۶	〃 عبدالحق ڈیروی	۵۰۰	۴۱۶	۴۲	〃	
۸۷	〃 شمس الحق ڈیروی	۵۰۰	۴۲۷	۴۳	〃	
۸۸	〃 نور احمد جموی	۵۰۰	۴۲۷	۴۳	〃	
۸۹	〃 عقیل احمد بجنوری	۵۰۰	۳۱۳	۳۱	ناکامیاب	
۹۰	〃 محمد عزیز اللہ نواکھالی	۵۰۰	۴۳۸	۴۴	کامیاب	
۹۱	〃 عبدالستار مظفر گڈھی	۵۰۰	۴۱۲	۴۱	〃	
۹۲	〃 عنایت اللہ نواکھالی	۵۰۰	۴۴۸	۴۵	〃	
۹۳	〃 احمد الدین سندھی	۵۰۰	۴۵۰	۴۵	〃	
۹۴	〃 سراج احمد ٹونکی	۵۰۰	۴۶۸	۴۷	〃	
۹۵	〃 محمد عبدالقادر مظفر گڈھی	۵۰۰	۴۹۲	۴۹	〃	
۹۶	〃 خلیل الرحمٰن باجوڑی	۵۰۰	۴۳۶	۴۴	〃	
۹۷	〃 حمید اللہ خاں بنوی	۵۰۰	۴۹۸	۵۰	〃	
۹۸	〃 عبدالحمید لدھیانوی	۵۰۰	۴۵۷	۴۶	〃	
۹۹	〃 محمد جمیل خاں سہارنپوری	۵۰۰	۴۲۲	۴۲	〃	
۱۰۰	〃 محمد ابراہیم حصاروی	۵۰۰	۴۱۹	۴۲	〃	
۱۰۱	〃 محمد خلیل سرگودہوی	۵۰۰	۴۷۴	۴۷	〃	
۱۰۲	〃 عبدالحمید گجراتی	۵۰۰	۴۷۲	۴۷	〃	
۱۰۳	〃 محمد سعید الرحمٰن میمن سنگی	۵۰۰	۴۱۸	۴۲	〃	
۱۰۴	〃 مشتاق احمد غازی پوری	۵۰۰	۴۳۹	۴۴	〃	
۱۰۵	〃 محمد شفیع میرٹھی	۵۰۰	۴۸۳	۴۸	〃	
۱۰۶	〃 منور حسین پورینوی	۱۰۰	۹۳	۴۷	〃	صرف دورہ کا [illegible] امتحان [illegible]

نمبر شمار	نام طالب علم مع سکونت	میزان نمبر	حاصل کردہ نمبر	اوسط	نتیجہ	کیفیت
۱۰۷	مولوی عبدالرزاق پورنہ دری	۵۰۰	۹۷	۴۸	کامیاب	
۱۰۸	رفیع الدین احمد سلہٹی	۵۰۰	۳۳۲	۳۳	ناکامیاب	
۱۰۹	غلام رسول سیالکوٹی	۵۰۰	۳۰۵	۳۰		
۱۱۰	حافظ محمد یوسف جہلمی	۵۰۰	۴۵۰	۴۵	کامیاب	
۱۱۱	محمد یونس مرشد آبادی	۵۰۰	۴۵۰	۴۵	〃	
۱۱۲	محمد فضل الرحمن چاٹگامی	۵۰۰	۴۶۶	۴۷	〃	
۱۱۳	قدرالدین پشاوری	۵۰۰	۴۷۰	۴۷	〃	
۱۱۴	محمد عبدالرشید نواکھالی	۵۰۰	۴۰۰	۴۰	〃	
۱۱۵	محمد عظیم الدین کرنالی	۵۰۰	۴۰۸	۴۱	〃	
۱۱۶	نورالحسین لودی ایٹہ وی	۵۰۰	۴۷۶	۴۸	〃	
۱۱۷	محمد ولایت شاہ پشاوری	۵۰۰	۴۸۴	۴۸	〃	
۱۱۸	عبدالغفور مردانی	۵۰۰	۴۸۴	۴۸	〃	
۱۱۹	محمد سکندر کیرانی	۵۰۰	۴۶۵	۴۷	〃	
۱۲۰	علی حسین شاہ آبادی	۵۰۰	۴۲۹	۴۳	〃	
۱۲۱	محمد انوار الحق مظفرپوری	۵۰۰	۴۷۲	۴۷	〃	
۱۲۲	زاہد محمد پشاوری	۵۰۰	۴۴۲	۴۴	〃	
۱۲۳	عبدالقادر 〃	۵۰۰	۴۵۱	۴۵	〃	
۱۲۴	محمد حنیف شاہ آبادی	۵۰۰	۴۷۰	۴۷	〃	
۱۲۵	احمد میاں بہتوکی	۵۰۰	۴۷۲	۴۷	〃	
۱۲۶	محمد یعقوب اعظمی ۵۷	۵۰۰	۴۱۵	۴۳	〃	
۱۲۷	عبدالمنان جونپوری	۵۰۰	۴۵۹	۴۶	〃	
۱۲۸	محمد افضال الحق خاں عقی	۵۰۰	۴۱۶	۴۷	〃	
۱۲۹	عتیق الرحمن پشاوری	۵۰۰	۴۴۳	۴۴	〃	
۱۳۰	احمد سندھی	۵۰۰	۴۹۴	۴۹	〃	
۱۳۱	محمد ادریس مردانی	۵۰۰	۴۸۴	۴۸	〃	
۱۳۲	حبیب الحق سلطانپوری	۵۰۰	۴۳۷	۴۴	〃	
۱۳۳	محمد شہود الحق عظیم آبادی	۵۰۰	۴۹۳	۴۹	〃	
۱۳۴	محمد شمس الضحیٰ مرشد آبادی	۵۰۰	۴۵۰	۴۵	〃	
۱۳۵	محمود عالم مظفرپوری	۵۰۰	۴۴۷	۴۵	〃	
۱۳۶	مولوی محمد ہارون مونگیری	۵۰۰	۴۲۲	۴۲	کامیاب	
۱۳۷	محمد ابوجعفر عظیم آبادی	۵۰۰	۴۱۴	۴۱	〃	
۱۳۸	عبیداللہ منگری	۵۰۰	۴۹۱	۴۹	〃	
۱۳۹	محمد ضیاء الحق خاں اعظمی	۵۰۰	۴۶۷	۴۷	〃	
۱۴۰	شمس الضحیٰ مردانی	۵۰۰	۴۷۷	۴۸	〃	
۱۴۱	محمد سعید خاں سلطانپوری	۵۰۰	۴۲۹	۴۳	〃	
۱۴۲	ریحان الدین 〃	۵۰۰	۴۲۵	۴۳	〃	
۱۴۳	صلاح الدین مونگیری	۵۰۰	۴۸۵	۴۹	〃	
۱۴۴	محمد نورالحق مردانی	۵۰۰	۴۶۲	۴۶	〃	
۱۴۵	دوست محمد ڈیروی	۵۰۰	۴۹۵	۵۰	〃	
۱۴۶	عبدالمجید بستوی	۵۰۰	۴۳	۴۳	〃	
۱۴۷	محمد یحییٰ عظیم آبادی	۵۰۰	۴۹۵	۵۰	〃	
۱۴۸	بقاء اللہ ٹونکی	۵۰۰	۴۹۳	۴۹	〃	
۱۴۹	ہمایوں اختر خاں جہانگیری	۵۰۰	۴۸۵	۴۹	〃	
۱۵۰	ظہیر احمد پلوینوی	۵۰۰	۴۵۳	۴۵	〃	
۱۵۱	عبدالرؤف گیاوی	۵۰۰	۴۶۱	۴۶	〃	
۱۵۲	محمد میزان الرحمن نصیر آبادی	۵۰۰	۲۹۲	۲۹	ناکامیاب	
۱۵۳	محمد عبداللطیف انصاری بجنوری	۵۰۰	۴۳۳	۴۳	کامیاب	
۱۵۴	عبدالسلام اعظمی خیرآبادی	۵۰۰	۴۳۸	۴۴	〃	
۱۵۵	عبدالحمید اعظمی ۶۳	۵۰۰	۳۶۷	۳۷	ناکامیاب	
۱۵۶	قمرالدین گوڑگانوی	۵۰۰	۴۸۶	۴۹	کامیاب	
۱۵۷	عبدالستار کھجنپوری	۵۰۰	۴۰۱	۴۰	〃	
۱۵۸	محمد عبدالسلام گیاوی	۵۰۰	۴۱۹	۴۲	〃	
۱۵۹	محمد عتیق اللہ ہزاروی	۵۰۰	۴۷۷	۴۸	〃	
۱۶۰	حبیب الرحمن 〃	۵۰۰	۴۵۳	۴۵	〃	
۱۶۱	نعمت اللہ جلیاوی	۵۰۰	۴۱۸	۴۲	〃	
۱۶۲	محمد عبدالصمد حیدرآباد دکن	۵۰۰	۴۵۰	۴۵	〃	
۱۶۳	ابوالخیر محمد عزیز غازیپوری	۵۰۰	۴۲۳	۴۲	〃	
۱۶۴	فقیر محمد عباس مردانی	۵۰۰	۴۶۳	۴۶	〃	

نمبر شمار	نام طالب علم مع سکونت	کل نمبر	نمبر حاصل کردہ	اوسط	نتیجہ	کیفیت
۱۶۵	مولوی محمد عبد القیوم مردانی	۵۰۰	۴۴۴	۴۴	کامیاب	
۱۶۶	محمد مقبول الرحمن ہزاروی	۵۰۰	۴۸۲	۴۸	"	
۱۶۷	امیر حسن مردانی	۵۰۰	۳۵۳	۳۵	ناکامیاب	
۱۶۸	محمد عبد الصمد شاہ آبادی	۵۰۰	۴۴۷	۴۵	کامیاب	
۱۶۹	محمد رحمت اللہ میرٹھی	۵۰۰	۴۷۸	۴۸	"	
۱۷۰	محمد سراج الحق سلہٹی	۵۰۰	۴۲۲	۴۲	"	
۱۷۱	محمد اسلم ہزاروی	۵۰۰	۴۸۴	۴۸	"	
۱۷۲	علی اصغر "	۵۰۰	۴۰۴	۴۰	"	
۱۷۳	شمس الدین بارہ بنکوی	۵۰۰	۴۴۰	۴۴	"	
۱۷۴	محمد نفیس الدین رنگپوری	۵۰۰	۴۲۸	۴۳	"	
۱۷۵	محمد شفیق ہزاروی	۵۰۰	۴۴۸	۴۵	"	
۱۷۶	محمد صفات اللہ اعظمی	۵۰۰	۴۴۴	۴۴	"	
۱۷۷	محمد یعقوب ہزاروی	۵۰۰	۴۱۲	۴۱	"	
۱۷۸	غلام محمد خاں کشمیری	۵۰۰	۴۰۲	۴۰	"	
۱۷۹	محمد قربان ختنی	۵۰۰	۴۲۲	۴۲	"	
۱۸۰	محمد ابراہیم کمرنی	۵۰۰	۴۲۵	۴۳	"	
۱۸۱	مولوی عبد الجبار گمرلائی	۵۰۰	۴۴۴	۴۴	کامیاب	
۱۸۲	عبد الستار اعظمی	۵۰۰	۳۴۴	۳۴	"	
۱۸۳	سعید الرحمن ہزاروی	۵۰۰	۴۵۲	۴۵	"	
۱۸۴	جلیل احمد سیوہاروی	۵۰۰	۴۶۷	۴۷	"	
۱۸۵	عبد الماجد میمن سنگی	۵۰۰	۳۳۵	۳۴	ناکامیاب	
۱۸۶	محمد یونس فیض آبادی	۵۰۰	۴۰۵	۴۱	کامیاب	
۱۸۷	محمد اسمٰعیل بھوپالی	۵۰۰	۴۰۲	۴۰	"	
۱۸۸	محمد اکبر کشمیری	۵۰۰	۴۰۵	۴۱	"	
۱۸۹	محمد امین افغانستانی	۵۰۰	۴۰۳	۴۰	"	
۱۹۰	محمد عبد المجید بھوپالی	۵۰۰	۴۴۳	۴۴	"	
۱۹۱	محمد ابراہیم یمنی	۵۰۰	۳۸۶	۳۹	ناکامیاب	
۱۹۲	عبد الرزاق ملتانی	۳۰۰	۱۲۰	۴۰	کامیاب	
۱۹۳	محمد یوسف بجرانی	۵۰	۴۰	۴۴	"	
۱۹۴	محمد جمیل بجنوری	۵۰۰	غ	غ	غیر حاضر	
۱۹۵	محمد عظیم رحیم یار خانی	۵۰۰	غ	غ	"	
۱۹۶	ابو نصر محمد ممتاز الدین نوکھالی	۵۰۰	غ	غ	غ	

نتیجہ امتحان سالانہ سنہ ۶۰-۱۳۵۹ھ دیگر درجات عربی

نمبر شمار	نام علم	نام کتاب	تعداد طلبہ مندرجہ رجسٹر	تعداد طلبہ شریک امتحان	نتیجہ امتحان		تعداد طلبہ غیر شریک امتحان		کیفیت
					کامیاب	ناکامیاب	بیمار	غیر حاضر	
۱	علم تفسیر	بیضاوی سورۂ بقرہ	۳۵	۳۴	۳۰	۴	۰	۱	
۲	"	جلالین شریف	۱۷۱	۱۶۲	۱۱۸	۴۴	۴	۵	
۳	اصول تفسیر	فوز الکبیر	۱۵۶	۱۴۵	۱۴۵	۰	۴	۷	
۴	علم حدیث	مشکوٰۃ شریف	۱۶۰	۱۶۳	۱۴۲	۲۱	۴	۳	
۵	اصول حدیث	نخبۃ الفکر	۱۵۶	۱۵۰	۱۲۰	۳۰	۴	۲	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۶	علم فقہ	ہدایہ اخیرین	۵۱	۴۳	۳۵	۸	۳	۵	

نمبر شمار	نام علم	نام کتاب	تعداد طلبہ مندرجہ رجسٹر	تعداد طلبہ شریک امتحان	نتیجہ امتحان: کامیاب	نتیجہ امتحان: ناکامیاب	تعداد طلبہ غیر شریک امتحان: بیمار	تعداد طلبہ غیر شریک امتحان: غیر حاضر	کیفیت
۷	علم فقہ	ہدایہ اولین	۱۶۶	۱۵۱	۱۴۰	۳	۵	۱۰	
۸	"	شرح وقایہ	۶۷	۶۵	۵۳	۱۲	×	۲	
۹	"	کنز الدقائق	۵۵	۵۱	۲۰	۴	۱	۳	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۱۰	"	قدوری	۵۶	۴۰	۴۰	۰	۱	۷	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۱۱	"	نور الایضاح	۳۴	۲۷	۲۷	۰	۰	۷	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۱۲	اصول فقہ	توضیح تلویح	۴۶	۴۳	۳۲	۱۱	۱	۲	
۱۳	"	مسلم الثبوت	۵۲	۵۱	۵۱	۰	۰	۱	
۱۴	"	حسامی	۱۱۶	۱۰۶	۶۲	۴۴	۳	۷	
۱۵	"	نور الانوار	۷۳	۶۷	۴۷	۲۰	۱	۵	
۱۶	"	اصول الشاشی	۶۹	۶۲	۵۳	۹	۲	۵	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۱۷	علم فرائض	سراجی	۵۳	۴۹	۴۹	۰	۰	۴	
۱۸	علم عقائد و کلام	امور عامہ	۱۲	۱۰	۹	۱	۰	۲	
۱۹	"	مسامرہ	۱۷	۱۵	۱۴	۱	۱	۱	
۲۰	"	جلالی	۲۹	۲۷	۲۶	۱	۰	۲	
۲۱	"	خیالی	۵۴	۵۰	۴۶	۴	۱	۳	
۲۲	"	شرح عقائد نسفی	۱۳۴	۱۲۹	۱۲۱	۸	۰	۵	
۲۳	علم معانی و بیان	مطول	۳۵	۳۳	۲۹	۴	۰	۲	
۲۴	"	مختصر المعانی	۱۴۴	۱۳۵	۹۴	۴۱	۱	۸	
۲۵	"	تلخیص المفتاح	۱۳۵	۱۲۹	۱۲۹	۰	۱	۵	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۲۶	علم ادب	دیوان حماسہ	۴۹	۴۶	۴۰	۶	۰	۳	
۲۷	"	دیوان متنبی	۱۳۶	۱۲۱	۱۰۸	۱۳	۶	۹	
۲۸	"	سبعہ معلقہ	۳	۱	۰	۱	۰	۲	
۲۹	"	مقامات حریری	۱۹۱	۱۷۷	۱۱۹	۵۸	۶	۸	
۳۰	"	نفحۃ الیمن	۳۶	۳۳	۳۰	۳	۰	۳	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۳۱	"	نفحۃ العرب	۳۸	۳۰	۲۶	۴	۰	۸	" " "
۳۲	"	مفید الطالبین	۲۳	۲۱	۱۸	۳	۰	۲	" " "
۳۳	علم منطق	میر زاہد رسالہ	۲۵	۲۱	۱۹	۲	۰	۴	
	"	ملا جلال	۳۴	۲۹	۲۸	۰	۱	۵	

نمبر شمار	نام علم	نام کتاب	تعداد طلبہ مندرجہ رجسٹر	تعداد طلبہ شریک امتحان	نتیجہ امتحان		تعداد طلبہ جو شریک امتحان نہیں ہوئے		کیفیت
					کامیاب	ناکامیاب	بیمار	غیر حاضر	
۳۵	علم منطق	قاضی مبارک	۳۰	۲۵	۱۸	۷	۱	۴	
۳۶	"	حمداللہ	۲۴	۱۸	۹	۹	۱	۵	
۳۷	"	ملاحسن	۱۷۸	۱۷۲	۱۳۱	۴۱	۳	۳	
۳۸	"	سلم العلوم	۱۱۰	۹۹	۶۹	۳۰	۵	۶	
۳۹	"	میر قطبی	۱۴۳	۱۳۵	۶۰	۷۵	۰	۸	
۴۰	"	قطبی تصدیقات	۱۰۱	۸۸	۷۱	۱۷	۲	۱۱	
۴۱	"	شرح تہذیب	۷۳	۶۱	۵۱	۱۰	۲	۱۰	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۴۲	"	مرقات	۶۲	۵۴	۴۷	۷	۱	۷	" " "
۴۳	"	ایساغوجی	۴۹	۳۹	۲۴	۱۵	۰	۱۰	" " "
۴۴	"	کبریٰ	۴۸	۳۹	۳۳	۶	۰	۹	" " "
۴۵	علم فلسفہ	شرح اشارات	۱۰	۱۰	۶	۴	۰	۰	
۴۶	"	صدرا	۲۹	۳۲	۳۰	۲	۱	۶	
۴۷	"	شمس بازغہ	۷	۶	۶	×	۰	۱	
۴۸	"	میبذی	۱۸۹	۱۸۱	۱۳۹	۴۲	۶	۲	
۴۹	علم ہیئت	تصریح	۲۳	۱۸	۱۷	۱	۱	۴	
۵۰	"	شرح چغمنی	۲۳	۱۸	۱۶	۲	۱	۴	
۵۱	علم ریاضی	اقلیدس (عربی)	۳۷	۳۱	۲۳	۸	۱	۵	
۵۲	علم عروض	عروض المفتاح	۱۹	۱۸	۷	۱۱	۰	۱	
۵۳	علم مناظرہ	رشیدیہ	۱۳	۱۱	۸	۳	۰	۱۲	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۵۴	علم نحو	شرح جامی بحث اسم	۷۵	۶۹	۵۰	۱۹	۱	۵	
۵۵	"	" " فعل	۵۱	۴۶	۴۵	۱	۲	۳	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۵۶	"	کافیہ	۴۶	۴۶	۳۹	۷	۰	۰	" " "
۵۷	"	ہدایۃ النحو	۵۱	۴۴	۳۷	۷	۰	۷	" " "
۵۸	"	شرح مائۃ عامل	۵۱	۳۴	۲۷	۷	۰	۱۷	" " "
۵۹	"	نحو میر	۴۲	۴۲	۳۶	۶	۰	۰	" " "
۶۰	علم صرف	فصول اکبری	۴۹	۴۲	۳۲	۱۰	۱	۶	" " "
۶۱	"	علم الصیغہ	۵۸	۴۸	۳۲	۱۶	۱	۹	" " "
۶۲	"	پنج گنج	۳۵	۲۶	۲۱	۵	۰	۹	" " "

نمبر شمار	نام علم	نام کتاب	تعداد طلبہ مندرجہ رجسٹر	تعداد طلبہ شرکاء امتحان	نتیجہ امتحان: کامیاب	نتیجہ امتحان: ناکامیاب	تعداد طلبہ غیر شریک امتحان: بیمار	تعداد طلبہ غیر شریک امتحان: غیر حاضر	کیفیت
۶۳	علم صرف	صرف میر	۱۵	۱۳	۱۰	۳	۰	۲	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۶۴	״	میزان الصرف و منشعب	۸	۱	۱	۰	۰	۷	״ ״ ״
۶۵	علم طب	شرح اسباب جلد اول	۹	۹	۹	۰	۰	۰	
۶۶	״	״ ״ ثانی	۱۸	۱۵	۱۳	۲	۱	۲	
۶۷	״	نفیسی	۳	۳	۳	۰	۰	۰	
۶۸	״	موجز جلد اول	۲۰	۱۹	۱۶	۳	۰	۱	
۶۹	״	״ جلد ثانی	۱	۱	۱	۰	۰	۰	
۷۰	״	قانونچہ	۲۴	۲۲	۲۱	۱	۰	۲	امتحان تقریری لیا جاتا ہے
۷۱	علم تجوید	خلاصۃ البیان	۱۸	۱۷	۱۷	۰	۰	۱	
۷۲	״	شاطبیہ	۱	۱	۱	۰	۰	۰	
۷۳	״	جزری	۵۷	۵۶	۵۱	۵	۰	۱	
۷۴	״	فوائد مکیہ	۲۱۸	۱۹۹	۱۹۳	۶	۱	۱۸	امتحان تقریری لیا جاتا ہے

گوشوارہ نتیجہ امتحان سالانہ ۱۳۵۹-۶۰ھ

درجہ	تعداد طلبہ مندرجہ رجسٹر	تعداد شرکاء امتحان	نتیجہ امتحان: کامیاب	نتیجہ امتحان: ناکامیاب	تعداد طلبہ جو شریک امتحان نہیں ہوئے: بیمار	تعداد طلبہ جو شریک امتحان نہیں ہوئے: غیر حاضر	کیفیت
دورہ حدیث شریف	۱۹۶ (۹۲۵)	۱۹۳	۱۷۹	۱۴	×	۳	
دورہ تفسیر	۱۵	۱۵	۱۴	۱	۰	۰	ہر سہ حصہ ابن کثیر و ہر سہ حصہ بیضاوی داخل درس ہیں
بقیہ درجات عربی	۷۳۳	۶۷۰	۶۶۶	۳	۱۵	۴۹	
درجہ فارسی	۹۴	۹۳	۶۷	۲۶	۰	۱	
درجہ تجوید و قراءت	۳۷	۲۹	۲۷	۲	۰	۸	ان کے علاوہ بھی تقریباً ۰۰ طلبہ ... مشق قراءت کرتے ہیں
درجہ حفظ	۹۲	۸۳	۸۳	-	رخصت ۴	۴	
درجہ ناظرہ	۱۱۸	۱۱۲	۱۱۲	۰	۰	۶	
میزان کل	۱۴۸۶	۱۱۹۶	۱۱۴۹	۴۷	۱۹	۷۱	

احقر محمد طیب غفرلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند

رجسٹرڈ نمبر اے

مرکز علوم اسلامیہ دار العلوم دیوبند

کا

ماہوار رسالہ

دار العلوم

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ

مہتمم دار العلوم دیوبند

مرتبہ

عبدالوحید غازیپوری

نصب العین

(۱) تعلیمات اسلام کو سہل اور دلنشین پیرایہ میں پیش کرکے مسلمانوں میں صحیح مذہبی ذہنیت پیدا کرانا۔
(۲) اسلام کے قدیم و جدید مخالفوں کے حملوں کی بطریق احسن مدافعت کرنا۔
(۳) دقیق علمی مسائل کے متعلق علمائے دیوبند کے محققانہ مقالات پیش کرنا۔
(۴) حالات دارالعلوم سے معاونین و متوسلین دارالعلوم کو باخبر رکھنا۔

فہرست مضامین

جلد (۲) | بابت ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۱ھ | شمارہ (۳)

ضروری گزارش

(۱) براہ کرم خط و کتابت اور ترسیل زر کے ساتھ اپنے پتہ کی چٹ کا نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔
(۲) ہر ماہ کا رسالہ اسی ماہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہو جایا کرے گا اگر اگلے ماہ کے پہلے ہفتہ تک رسالہ آپ کے پاس نہ پہنچے تو دوبارہ طلب فرما سکتے ہیں۔
(۳) چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ وی۔ پی طلب کرنے میں جانبین کا نقصان ہے۔
(۴) دارالعلوم کے اصلاحی و تبلیغی مضامین کو دوسروں تک پہنچانے کی سعی فرما کر دوگونہ اجر حاصل کریں۔

ناظم و مرتب رسالہ دارالعلوم

باہتمام عبدالوحید غازیپوری طابع و ناشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں طبع ہو کر دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوا

تفسیر سورۂ فیل

(۴)

(از فخر الاماثل حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند)

خاتمہ بحث پر پرویز صاحب کے اس دعویٰ پر بھی اک نگاہ ڈالتے چلئے ۔

"کہ اس سورۃ کا مقصد نزول قریش کے دلوں سے ماحول کی طاقتوں کا خوف نکالنا تھا تاکہ وہ نڈر ہوکر اسلام قبول کریں اور دل میں خطرہ ہرگز نہ لاویں کہ اگر اسلام دنیا بھر کے نظریات کے خلاف اعلان جنگ ہے تو اس کے قبول کرلینے پر یہ اردگرد کی طاقتیں ان پر ہجوم کر آئیں گی بلکہ انھیں سمجھ لینا چاہئے کہ جس خدا نے ابرہہ کی مہیب فوج کے کید کو یوں خاک میں ملادیا تو کیا وہ ان مزعومہ خطرات سے ان کو محفوظ نہ رکھیگا"

مقصد سورۃ کے سلسلہ میں پرویز صاحب کی یہ تجویز بھی اسی طرح عجائبات میں سے ہے جس طرح قریش کے پتھراؤ کا قصہ عجائب روزگار تھا۔ کیا پرویز صاحب اس بدیہی نکتہ کو نہیں سمجھ سکتے کہ ازالہ خوف کی ضرورت تو اس وقت ہوتی ہے کہ خوف بھی ہو۔ جس صورت میں کہ حسب زعم پرویز صاحب پتھراؤ قریش نے کیا اور ابرہہ جیسی مہیب طاقت کو محض ڈھیلے اور پتھروں سے اس طرح تباہ کردیا کہ اس کا بھرکس نکالدیا تو ان کے تو اور حوصلے بڑھے ہوئے ہونگے کہ جب ایسی غیر معمولی طاقتوں کو ہم یوں کچل سکتے ہیں تو دوسری اردگرد کی طاقتوں کی کیا مجال ہے کہ ہم سے آنکھ بھی ملا سکیں ؟ اور پھر جبکہ غیبی مدد کا بھی اوپر سے یقین ہو کر باقراستہ گدھ چیلوں کی خبر رساں ایجنسی بہرحال موجود ہی ہے جو بروقت دشمن کی اطلاع بھی کردے گی۔ اس صورت میں انھیں قبول اسلام سے ان طاقتوں کا خوف کیا لاحق آسکتا تھا۔ وہ خیال کرسکتے تھے کہ قبول اسلام کے بعد بھی بیرونی طاقتوں کا وہی حشر ہو سکتا ہے جو قبل از قبول اسلام ہمارے ہاتھوں ہو چکا ہے۔ پھر اس صورت میں تو انھیں کافی نڈر ہو کر ہر ایک من مانا مقصد خواہ وہ قبول اسلام ہو یا اور کچھ بے دھڑک پورا کرنا چاہئے تھا۔ نیز انھیں یہ بھی خیال ضرور آیا ہوگا جو اتفاق سے پرویز صاحب کو نہ آسکا کہ اردگرد کی طاقتوں کی دشمنی یا حملہ آوری کچھ اسلام ہی پر موقوف نہیں۔ آخر ابرہہ کے ہجوم کے وقت ہم کونسے مسلمان تھے جو اس نے ہمارے ساتھ دشمنی باندھی ۔۔

ظاہر ہے کہ ان تصورات کے بعد انھیں تکمیل مقاصد میں خواہ وہ قبول اسلام ہو یا کچھ اور بیرونی طاقتوں سے خائف بتلانا یا انھیں حد درجہ ناتجربہ کار کہنا ہے یا اپنی ناتجربہ کاری کا پردہ فاش کرنا ہے ۔

اس سے بھی زیادہ مضحکہ خیز چیز یہ ہے کہ اللہ نے قریش کو ابرہہ کا واقعہ یاد دلا کر ان کے دلوں سے یہ ازالۂ خوف اس لئے کرنا چاہا کہ وہ قبول اسلام پر آمادہ ہو جائیں۔

سبحان اللہ! جب قریش یہ سمجھے ہوئے تھے کہ کھلی بت پرستی اور آبائی دین پر رہتے ہوئے خدا نے ہماری یہ غیبی مدد کی کہ اک نرالے طرز پر لاشں خور پرندوں کے ذریعہ ہمیں دشمن سے باخبر کر دیا ہمارے پتھروں میں وہ طاقت دی کہ ہاتھی کچلے گئے تو یہ صاف دلیل اسی کی ہو سکتی ہے کہ خدا کو ہم اور ہمارا وہ سابق مذہب ناپسند نہ تھا۔ پھر ہمیں کسی جدید مذہب کے اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ تو یہ اسلام کی ترغیب ہوئی یا اس سے استغنا رکی تعلیم؟ کیا یہ عجائبات روزگار میں سے نہیں ہے کہ ترغیب تو اسلام کی دیجائے اور کامیابیاں زمانۂ کفر کی دکھلائی جائیں کعبہ کے بتوں اور پجاریوں کی تو اعانت وصیانت دکھلائی جائے۔ نیز پجاریوں کے دشمن (اصحاب فیل) کا نفرت کیساتھ تذکرہ کیا جائے اور پھر انھیں ترغیب بت پرستی اور بت پرستوں کے کچل دیئے جانے کی دیجائے؟ یا للعجب! بہرحال جیسی سورۃ کی تفسیر نور بھری تھی ویسا ہی اس کا یہ مقصد نزول بھی پُر نور ہے۔ جس پر عقل ماتم کے سوا اور کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر پرویز صاحب ہماری سنیں تو ہمارے نزدیک تو مقصد نزول سورۃ اس ترغیب اسلام کو پیش نظر رکھکر قریش کے دل سے خوف نکالنے کے بجائے ان کے دلوں میں خوف بٹھلانا صحیح بیٹھتا ہے اور وہ اس طرح کہ قریش کو یہ واقعہ یاد دلا کر متنبہ کیا گیا کہ حرم الٰہی کی بے حرمتی کے منصوبے اور عام حرمات الٰہیہ کی ہتک کے تخیلات ایک ایسا مہلکہ عظیمہ ہے کہ جس نے ابرہہ جیسی مہیب طاقت کو آن کی آن میں برباد کر کے رکھدیا۔ تو اے اہل حرم تم کس طاقت کے بھروسہ بے خوف بنے بیٹھے ہو کہ پیغمبر کے آجانے اور دلائل توحید کھل جانے کے بعد نہ بیت اللہ کی بے حرمتی سے باز آتے ہو کہ اُسے بتوں کی نجاست سے پاک کرو۔ نہ شرک سے بچتے ہو کہ اسلام کی توحید و رسالت قبول کر لو۔ اور نہ پیغمبر کی بے توقیری ہی سے ہٹتے ہو کہ اس کی تکذیب نہ کرو۔ ابرہہ تو بیت اللہ کی حسی تعمیر ہی کو اُکھاڑ پھینکنا چاہتا تھا جسپر خدا کی چند چڑیوں کے لشکر نے اس کے ہاتھیوں تک کا قلع قمع کر دیا۔ تم تو اس کی معنوی تعمیر (توحید و رسالت) کو ڈہا رہے ہو تو یاد رکھو کہ اس کا حافظ و ناصر خود خدائے قادر و توانا ہے اس کے ہاتھ میں آج بھی طیرا ابابیل جیسے ہزار ہا جنود وعساکر موجود ہیں (وما یعلم جنود ربک الا ہو) جو آن کی آن میں سرکشوں کا بھرکس نکال سکتے ہیں لہٰذا اس طاقت اور خدا سے ڈرو اور اس کے بطش شدید کی گرفتوں سے بے خوف مت ہو ان رسوم جاہلیت اور عصیان پیغمبر سے باز آؤ اسلام اور اسلامی توحید قبول کر لو اور بیت اللہ کی حقیقی حرمت وعظمت قائم کر دو۔ ورنہ جس خدا نے ابرہہ جیسی طاقت کے پرخچے اڑا کر دکھلا دیئے اس کے سامنے تمہاری کچھ بھی حقیقت نہیں۔

اس صورت میں سورۂ فیل کا مقصد نزول بجائے قریش کو جھڑانا اور خوف دلانا نکل آتا ہے تاکہ قریش اپنی

کسی طاقت پر بھروسہ کرکے بے خوف نہیں۔ اور خدا کی طرف رجوع ہو کر اسلام قبول کریں۔ نہ قریش کے سامنے ان کی اپنی کوئی طاقت آتی ہے نہ ان کے قدیم مذہب کا مؤید من اللہ ہونا ہی سامنے آتا ہے کہ اسلام سے استغناء پیدا ہو۔ یا اس وقت وہ اعتراضات پیدا ہوں جو ابھی مذکور ہوئے۔ اگر یہ شبہ کیا جائے کہ بہر حال زمانہ کفر میں چڑیوں کے ذریعہ جب ابرہہ کے استیصال سے ان کی مدد ہوئی تو وہ اس صورت میں بھی اپنے قدیم مذہب کو حق بجانب سمجھ سکتے تھے جس سے پھر بھی اسلام سے استغنا کی صورت پیدا ہو جاتی ہے نہ کہ ترغیب اسلام کی۔

تو جواباً عرض کیا جائیگا کہ چڑیوں کے پتھراؤ کی تفسیر پر جب اس کی یہ متعلقہ تاریخ بھی سامنے رکھی جائے کہ ابرہہ نہ قریش کے مقابلہ کے لئے آیا نہ ان کا ملک چھیننے آیا بلکہ صرف بیت اللہ ڈھانے آیا اور اسی لئے عبدالمطلب ابرہہ سے اپنے اونٹ مانگنے کے بعد خدائے بیت اللہ اور ابرہہ کو صف آرا چھوڑ کر قریش سمیت درمیان سے نکل گئے تا آنکہ خدا نے اصحاب فیل کو ان ناپاک تخیلات کی سزا دیدی اور چند چڑیوں سے ان کا بھرکس نکلوا دیا۔ تو ان الگ شدہ قریش کی اپنی نصرت یا ان کی مشرکانہ رسوم کی حمایت کا کوئی سوال ہی درمیان میں نہیں آتا کہ انہیں اپنے مذہب کے مؤید من اللہ ہونے کا شبہ گذر سکے اور اس سے یہ ترغیب اسلام مخدوش ٹھہرے۔ بلکہ اس صورت میں صرف بیت اللہ کی عظمت و شوکت سامنے آتی ہے اور اسی کا مؤید من اللہ ہونا ظاہر ہوتا ہے جس سے کسیکو انکار نہیں۔

بہر حال اصحاب فیل کا واقعہ یاد دلانے کا منشا کفار مکہ کے دلوں میں عبرت آمیز خوف بٹھلا کر انہیں اسلام پر آمادہ کرنا نکلتا ہے نہ کہ آس پاس کے بادشاہوں سے بے خوف بنانا کہ ان کے دلوں میں آس پاس کا خوف تھا ہی کب کہ اسکے ازالہ کی ضرورت پڑتی؟

اس تنقیدی پہلو کے بعد مناسب ہے کہ سورۂ فیل کے مضامین کا خلاصہ اس انداز سے پیش کر دیا جائے کہ عرض کردہ مضمون کے سامنے آنے کیساتھ ساتھ پوری سورۃ کا ایک مرتب نقشہ بھی سامنے آجائے۔ اور عرض کردہ نقاط بحث آیتوں میں اپنے اپنے مواقع پر چسپاں نظر آنے لگیں۔ نیز جس سے قرآن کے حسن بیان اور نظم کلام کی وہ بلاغت انگیز ترتیب بھی واضح ہو جائے جو اس کے مقاصد کے لئے خود ایک مستقل دلیل کی حیثیت رکھتی ہے اور یہ بھی وضاحت کے ساتھ ایک دفعہ پھر سامنے آجائے کہ بیان واقعہ کے سلسلہ میں قرآن نے جو جو قیود بڑھائی ہیں وہ معاذ اللہ حشو و زوائد نہیں بلکہ ایسے عمیق فوائد و مقاصد پر مشتمل ہیں کہ جن کے ہوتے ہوئے اس دور کے بر خود غلط اندازوں اور آزاد روش بندگان رائے کی بے اصول تفسیروں کے طلسم کا پردہ چاک ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور باطل کی ملمع سازیوں کا چہرہ فق ہو کر اصل حقیقت خود نظم قرآن میں سے بے نقاب ہو جاتی

خلاصۂ بحث اور سورۃ کی اجمالی تفسیر اس سورۃ مقدسہ کی روش بیان یہ ہے کہ اس کا ہر اگلا جملہ

پچھلے جملہ کی تفسیر اور ہر آئندہ آیت پچھلی آیت کی تفصیل ہے۔ گویا ہر ابتدا ایک تمہید ہے اور اس کے بعد کی انتہا اس کا ثمرہ یا اس پر تفریع ہے۔ جس کی کیفیت یہ ہے کہ ہر ابتدائی جملہ کے اجمال سے مخاطب کے ذہن میں ایک تفصیل طلب سوال پیدا ہوتا ہے اور بعد کا جملہ اپنی تفصیل سے اس کا جواب بنتا ہے۔ اور پھر اس انتزاعی سوال وجواب اور اجمال اور تفصیل کے مرقع سے وہ حقائق پیدا ہوتی ہیں جو درمیانی وساوس وشبہات کی جڑیں نکالتی ہیں بشرطیکہ کوئی خالی الذہن ہو کر بنیت اتباع اُن پر غور کرے۔

حق تعالیٰ نے اس سورۃ کی ابتدا کرتے ہوئے فرمایا

الم تر؟ کیا اے مخاطب تجھے پتہ نہیں؟

ظاہر ہے کہ یہاں رویت بصری مراد نہیں ہے کیونکہ یہ خطاب واقعہ فیل کے بہت بعد کا ہے جس کو نہ خود حضور نے معائنہ فرمایا نہ عام مسلمانوں نے۔ دوسرے یہ کہ یہ خطاب قیامت تک کے مخاطبوں کو بواسطہ حضرت رسالت پناہ ہوتا رہیگا جن کی آنکھیں یقیناً واقعہ فیل کو نہیں دیکھ سکتیں اس لئے یہاں الم تر سے رویت قلبی مراد ہوگی جس کا ابتدائی مرتبہ علم ہے اسی بناء پر ہم نے ترجمہ دیکھنے کے بجائے پتہ کے لفظ سے کیا ہے جس کے معنی علم کے ہیں یعنی اے مخاطب کیا تجھے پتہ نہیں؟

مخاطب نے اس عنوان سے پہلی ہی بار میں یہ سمجھ لیا کہ جس چیز کا پتہ نشان دینا مقصود ہے وہ یقیناً کوئی عجیب وغریب اور نادر روزگار چیز ہے کیونکہ یہ استفہامی عنوان اپنے عام استعمال کی رو سے عجب خیز اور ندرۃ آمیز امور ہی کے لئے آتا ہے اور اگر تعجب میں بھی ڈالنا مقصود نہ ہو تو سننے پھر بھی اس کے نیچے عجیب ہی ہوتی ہیں چنانچہ قرآن نے جہاں بھی یہ الم تر کا عنوان رکھا ہے وہاں عموماً اس کے نیچے کسی عجیب اور حیرتناک چیز ہی کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثلاً قوم عاد کو ہوا کے جھونکوں سے تباہ کر دیا جانا ایک عجیب بات تھی تو فرمایا۔

الم تر کیف فعل ربک بعاد	کیا تجھے پتہ نہیں کہ تیرے رب نے عاد کیساتھ کیا کیا؟

کشتیوں اور بھاری بھاری جہازوں کا پانی کے نرم اور رقیق جسم پر تیرنا یقیناً عجیب تھا تو فرمایا

الم تر ان الفلک تجری فی البحر بامرہ	کیا تجھے پتہ نہیں کہ کشتی دریاؤں میں اُسی کے حکم سے چلتی ہے۔

آسمانوں کا ہوا پر رکا رہنا یقیناً حیرتناک تھا تو اسی الم تر کے ماتحت فرمایا۔

ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ۔	(کیا تجھے پتہ نہیں) کہ اسی نے آسمان کو زمین پر گرنے سے روک رکھا ہے (وہ نہ روکے تو گر پڑے)

نور کے ذریعہ سایہ کا گھٹنا اور بڑھنا امر عجیب تھا تو فرمایا۔

الم تر الی ربک کیف	کیا تو نے اپنے رب کی قدرۃ کی نشانیوں کی طرف

مد الظل	نہیں دیکھا کہ اس نے سایہ کو کس طرح پھیلا رکھا ہے ۔

آسمانوں اور زمینوں کے عجائبات کا انسان کے کاموں میں لگائے رکھنا حیرتناک تھا تو فرمایا۔

الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموٰت وما فی الارض ۔	کیا تمھیں پتہ نہیں کہ اللہ نے تمھارے لئے آسمانوں اور زمین کی چیزوں کو کام میں لگا رکھا ہے ۔

غرض عموماً تکوینیات کے سلسلہ میں اس عنوان کے نیچے ایسے ہی عجائبات بیان میں آئے ہیں جو مستبعد اور بظاہر اسباب حیرتناک ہوں۔ پس یہاں بھی الم تر کا کلمہ سامنے آتے ہی مخاطب نے اتنا تو سمجھ لیا کہ آئندہ آنے والی خبر ضرور کوئی عجیب بات ہے ۔ اور اس سے خود بخود اس کے دل میں آگیا کہ قرآن جس واقعہ کو اس کی تمہید ہی سے نادر اور عجیب ثابت کرنے کا پرواز اٹھائے تو اسے غیر نادر یا عام معتاد واقعہ بتلانے والے بلاشبہ معارض قرآن ہی کہلائے جا سکتے ہیں۔ بہرحال واقعہ کی ندرت کا اندازہ کرکے مخاطب کے دل میں ایک شوق آمیز سوال پیدا ہوا کہ وہ عجیب واقعہ کیا ہوگا؟ تو آئندہ جملہ نے جواباً اس کا آغاز کیا کہ

کیف فعل ربك	کیا کیا تیرے پروردگار نے !

اس سے مخاطب نے بداہتہً سمجھ لیا کہ کوئی خدائی کارروائی ہے جو کسی کے ساتھ کی گئی ہے ۔ اور اس کے ذہن میں باول وہلہ یہ ضرور آگیا کہ یہ کارروائی کوئی بڑی بھاری بات اور زبردست معاملہ ہے جب ہی تو خدا نے اس شد ومد اور اس عجیب انگیز عنوان سے اُسے شروع فرمایا اور وہ بھی اپنی طرف منسوب کرکے۔ پس ضرور ہے کہ جس طرح خدا کی ذات عظیم وجلیل ہے اسی طرح اس کی کی ہوئی یہ کارروائی بھی کوئی عظیم اور غیر معمولی چیز ہو۔

پھر مخاطب کی نگاہ جب فَعَلَ پر گئی تو اسے ماضی کا صیغہ دیکھکر یہ بھی اس کے ذہن میں آگیا کہ کارروائی کوئی ماضی ہے جو پہلے کی جا چکی ہے اور اب اس کی اطلاع دی جا رہی ہے ۔ اس سے یہ سلیم الفہم مخاطب قدرۃً یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوا کہ جب امور ماضیہ قیاسی نہیں بلکہ سماعی ہوتے ہیں جو کسی خبر صادق کی خبر ہی سے کھل سکتے ہیں تو ضرور ہے کہ اس خدائی کارروائی کا انکشاف بھی بجائے قیاس آرائی کے صرف نقل صحیح ہی سے ہو سکتا ہے مگر اس تفصیل کے ساتھ کہ قرآن کریم چونکہ بیان واقعات کے سلسلہ میں افسانہ نویسی یا قصہ گوئی کی عرفی ترتیبات اختیار کئے بغیر واقعات کے صرف وہی بنیادی نقاط انتہائی ایجاز بیانی کے ساتھ ذکر کرتا ہے جن سے عبرت یا احکام کا تعلق ہو لیکن اس طرح کہ اگر اس کے دوسرے ترتیبی اجزاء صحیح اور معتبر تواریخ سے چن کر ترتیب دیدیجائیں تو یہ قرآنی نقاط ان کے لئے عمود واقعہ اور اساطین حقیقت ثابت ہوتے ہیں اور یہ تاریخی اجزاء اس کے لئے ایسی تشریحات بنجاتے ہیں کہ جنکے لئے گویا قرآنی حکایت خود متقاضی ہوتی ہے ۔ اس لئے نفس واقعہ کے اساسی اجزاء کا انکشاف تو قرآنی الفاظ قرآنی نظم اور عبارت قرآن کی بندش و ترکیب اور ترتیب سے ہو سکتا ہے

اور تفصیلات واقعہ کا انکشاف اس کی متعلقہ صحیح اور معتبر روایات اور مستند نقول سے ممکن ہے۔

اس لئے لفظ فَعَلَ ربك کو فعل ماضی دیکھکر سلیم الفطرۃ مخاطب نے جان لیا کہ اس خدائی کارروائی کو کوئی کے لئے میری خیال آفرینی کام نہ دے گی بلکہ مجھے اولاً خبر خداوندی اور ثانیاً معتبر تواریخ کی طرف رجوع کرنا چاہئے نہ کہ پرویز صاحب کی طرح دماغی تخیلات اور بلغمی بخارات کی طرف۔ بنابریں فعل ربک کو پڑھتے ہی اسکو ذہن میں تاریخی حیثیت سے پہلا سوال یہ پیدا ہوا کہ یہ خدائی کارروائی آخر کس کے ساتھ ہوئی؟ اور اس سوال کو ذہن میں لیکر اُس نے قرآن کی طرف رجوع کیا تو قرآن نے اگلے کلمے اس کا واضح جواب دیا کہ

باصحاب الفیل | (یہ خدائی کارروائی) ہاتھی والوں کے ساتھ (ہوئی)

اوپر صحیح تاریخ نے بتلایا کہ اصحاب الفیل کون تھے؟ ان کے مقاصد کیا تھے اور وہ اس خدائی کارروائی کی زد میں کس طرح آگئے؟

قرآن کے اس بلیغ نظم میں یہ عنوان اختیار نہیں فرمایا گیا کہ یہ کارروائی ابرہہ اور اس کے لشکر کیساتھ ہوئی جو علاقۂ یمن کا ایک نصرانی حکمران تھا۔ نہ یہ عنوان رکھا کہ علاقۂ یمن کے نصرانیوں کے ساتھ ہوئی۔ بلکہ ان اشخاص واقعہ کو فیل کیطرف نسبت کر کے فرمایا گیا کہ اصحاب فیل کیساتھ ہوئی۔

اس سے فہیم مخاطب نے خود بخود سمجھ لیا کہ یہ اصحاب بہت ہی کر د فر اور غیر معمولی طاقت کے مالک ہونگے جن کے ہاتھوں میں ہاتھی تک مسخر تھے۔ پھر قرآن نے ذوی الفیل نہیں فرمایا جس کے معنی محض ہاتھی والوں اور ہاتھی کے مالکوں کے ہوتے۔ بلکہ اصحاب الفیل فرمایا جو صُحْب سے مشتق ہے جس کے معنی معیت اور ہمراہی کے ہوتے ہیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ یہ لوگ محض ہاتھیوں کے مالک یا ہاتھیوں کی طرف منسوب ہی نہ تھے بلکہ ہاتھی ان کے ہم ساتھ تھے اس سے مخاطب نے سمجھ لیا کہ یہ لوگ بڑی زبردست جنگی طاقت لیکر آئے ہوں گے جو بڑے سے بڑے مقابلہ کے وقت کام میں لائی جاتی ہے۔ کیونکہ ہاتھیوں کا ساتھ ہونا اور بالخصوص عرب کے ریگستان میں عربوں کے نزدیک انتہائی دہشت انگیزی کی چیز تھی۔

یہیں سے مخاطب کی طبیعت میں بے ساختہ یہ بھی آگیا کہ اس نوع کی غیر معمولی طاقتوں والے ممکن نہیں کہ چھپتے چھپاتے آئیں جبکہ انھیں اپنی طاقت کا بھی اندازہ ہو کہ وہ ہاتھیوں والے ہیں اور عربوں کے متعلق بھی عام دنیا کی طرح جانتے ہوں کہ نہ عرب میں ہاتھی ہیں اور نہ ان مفلوک الحال لوگوں کے پاس مروجہ جنگی سامان ہی ہے بلکہ مشہور زمانہ ہے کہ ایک خانہ بدوش غیر متمدن اور غیر منظم قوم ہے تو کیا ضرورت تھی کہ اصحاب فیل بایں کر د فر چھپتے چھپاتے آکر دنیا میں اپنی غیر واقعی کمزوری اور بزدلی کا ڈھول پیٹ لیتے۔ اسی لئے تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ اول تو ابرہہ نے اپنا ارادہ ہدم بیت اللہ کا اپنے مستقر ہی میں ظاہر کر دیا تھا جس کو خود وہاں کے رہنے والے عربوں نے سُنا

اور اس کا چرچا ہوگیا پھر ابرہہ اس شان سے چلا کہ راستہ کی تمام ریاستوں اور چھوٹی موٹی حکومتوں کو بھی اس کا علم ہوا چنانچہ مکہ پہونچتے پہونچتے تقریباً دو تین لڑائیاں بھی راستہ ہی میں ہوئیں اور ابرہہ نے سب کو شکست دیدی بعض ریاستیں اس کے ساتھ ہوگئیں جیسا کہ حافظ ابن کثیر کی نے محدثانہ اصول پر یہ سب واقعات البدایہ والنہایہ میں بالتفصیل بیان فرمائے ہیں۔ پس اس دہشت انگیزی اور اس شور و شر کے ساتھ جو چلے جس کی طرف قرآن نے اصحاب الفیل کے کلمہ سے لطیف اشارہ کیا ہے وہ چھپکر چوروں کی طرح کب آسکتا ہے۔ ساتھ ہی مخاطب یہ بھی سمجھ گیا کہ اصحاب فیل کی یہ طاقت محض کر و فر یا حشم و خدم کے لئے بطور مظاہرہ ساتھ نہیں لائی گئی تھی بلکہ حسب ضرورت بہ نیت مقابلہ و جنگ ساتھ لائی گئی تھی کیونکہ اُدھر تو الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل کی استفہامی ترکیب جس میں استفہام کے ساتھ فعل کا صلہ با لائی گئی ہے تعزیری کارروائی پر دلالت کر رہی ہے جیسا کہ سابقہ اوراق میں چند قرآنی نظائر سے واضح کیا جاچکا ہے جس سے نمایاں ہے کہ یہ کوئی انعامی کارروائی نہ تھی بلکہ تعزیری اور تعذیبی تھی جس سے محض اصحاب الفیل کو ضرر پہونچانا مقصود تھا ورنہ باء کے بجائے لام نفع لاکر لاصحاب الفیل فرمایا جاتا۔

اور ادھر اس قہری کارروائی کے ذکر کے ساتھ اصحاب الفیل کی غیر معمولی طاقت کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے تو اس سے صاف واضح ہے کہ ہاتھیوں کے مالک بھی اگر ایسی ساتھ ہاتھی لائے تو کر و فر دکھلانے کے لئے نہیں بلکہ مقابلہ کیلئے جبکہ سامنا ہو جائے۔

یہیں سے مخاطب کے ذہن میں یہ بھی آگیا کہ اس تعزیری کارروائی سے جس سے اصحاب فیل کا کوئی نفع مقصود نہ تھا ایسے ہی کسی اور کی بھی نفع رسانی کا کوئی ادنیٰ پہلو پیش نظر نہ تھا خواہ وہ قریش ہوں یا کوئی اور کیونکہ سزا دہندہ خود خدا ہے اور سزا یافتہ اصحاب فیل۔ درمیان میں کسی تیسرے کا نہ ذکر ہے نہ دخل۔ بلکہ یہاں تو اصحاب فیل کی بھی غیر معمولی طاقت کا اشاراتی تذکرہ محض اپنی تعزیری کارروائی کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ ورنہ خود دشمن کی یہ طاقت نہ کسی موقعہ پر استعمال میں آئی نہ آسکتی تھی اور اسی لئے کسی آیت میں اس کا کوئی ادنیٰ سا اشارہ بھی موجود نہیں۔ گویا اس خدائی کارروائی سے دشمن پہلے ہی حملہ میں اس درجہ ناکارہ اور ادھ مرا ہوگیا کہ اُسے اپنی طاقت کا تصور بھی باقی نہ رہا چہ جائیکہ وہ اسے استعمال کرتا۔ پس یہاں کسی کی نفع رسانی کا کوئی تصور ہی نہیں ہے کہ ادھر خیال ملتفت کر لیا جاتا۔

پس اصل تذکرہ خدائی عذاب و قہر کا ہے۔ جس کا نشانہ اصحاب فیل ہیں۔ نہ کہ خدائی قہر کا جس کا یہاں مورد ہی نہیں۔ اس لئے یہاں صرف ضرر خالص ہی کا پہلو نکل سکتا تھا اور وہی سامنے لایا بھی گیا ہے۔

ہاں اگر اصحاب فیل کے مقابلہ میں کچھ اہل حق ہوتے تو ان کے نفع کا پہلو بھی اس ضرر کیساتھ لازم ملازم ہوتا

لیکن یہاں ابرہہ کے مقابلہ پر کوئی ہے ہی نہیں کہ وہ تو صرف ہدم بیت اللہ کے لئے آیا تھا نہ کہ کسی سے لڑنے اور اگر بزعم پرویز صاحب کوئی ہے بھی تو وہ مشرکین کریں جو خود خدائی دین کے دشمن اور ان نصرانیوں کے مقابلہ میں کھلے اہل باطل تھے۔ اس لئے یہاں کسی کے نفع کے پہلو کا کسی حیثیت سے بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ نفع رسانی کا کوئی قصد کیا گیا ہو۔

بہرحال خدائی کارروائی اور ابرہہ کی اس طاقتورانہ آمد یعنی فریقین کی اس غیر معمولی تیاری کا اندازہ کر کے دل میں قدرتاً پھر ایک اشتیاق آمیز سوال پیدا ہوا کہ یا اللہ وہ عجیب و غریب اور غیر معمولی کارروائی کیا ہوگی اور ان طاقتوروں کے ساتھ کس طرح عمل میں آئی ہوگی؟ تو اگلے جملہ سے جواب ملا کہ

الم یجعل کیدھم فی تضلیل　　کیا خدا نے ان کی تدبیر کو سرتاپا غلط نہیں کر دیا؟

یہ عنوان استفہام اقراری کا ہے جس سے مخاطب کو کسی مستند واقعہ سے فی الجملہ باخبر سمجھ کر یا منکر نہ سمجھ کر اس سے واقعہ کا اقرار کرانا منظور ہوتا ہے۔ اس عنوان سے مخاطب کے دل میں پہلی بات تو یہ آتی ہے کہ یہ واقعہ اپنے غیر معمولی ثبوت و اعتبار کی وجہ سے کوئی بہت ہی مشہور اور متواتر واقعہ ہے جو گویا مخاطب کے سب ہم جنسوں میں بطور علوم متعارفہ کے معروف ہے اور کوئی فرد بشر اس کے وقوع کا منکر نہیں۔ اس کے یہ معنی نکلتے ہیں کہ اس واقعہ کی کڑیوں کو ملانے کے لئے قیاس آرائی اور خیال آفرینی کی گنجائش تو کیا ہوتی زیادہ تحقیقات کی بھی ضرورت نہیں اس پر بھی اس کی حکایت میں قیاس آرائی کرنا قطع نظر اصول مسلّمہ کی خلاف ورزی کے بدیہی کو نظری بنانا ہے۔

نیز مخاطب کے ذہن میں عنوان سے دوسری بات خود بخود یہ بھی قائم ہوتی ہے کہ ایسے معروف اور زبان زد واقعہ کو اگر کوئی شخص محض عامیانہ اور رواج پذیر قصہ کہانی بتلا کر اسے اپنے قیاسات سے اوٹنے لگے تو یہ استفہام اقراری کا عنوان ہی اس کی تکذیب کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ قرآنی عنوان تو ایک واقعہ کے غیر معمولی ثبوت اور تعارف عام ہونے کی طرف توجہ دلا کر اسے مشہور اور متواتر باور کرائے اور یہ شخص اس کی اس مستند شہرت کو محض بے اصل چرچوں اور ناواقفوں کی رواج دادہ کہانیوں سے تعبیر کرنے لگے تو کیا یہ عنوان قرآن کا صریح معارضہ نہ ہوگا؟ جو ایسی صورت میں بمقابلہ قرآن اس شخص کی تکذیب کے لئے بالکل کافی وافی ہوگا۔

لیکن پھر بھی جس نادر انداز سے اس خدائی کارروائی کے معلوم کرنے کا شوق مخاطب کے دل میں پیدا ہوا تھا وہ واقعہ کی اس شہرت عامہ کے باور کرا دینے سے کم نہیں ہو سکتا تھا بلکہ اور بڑھ گیا۔ کیونکہ محاورات میں اس کی نوعیت بالکل ایسی ہی ہے جیسا کہ ایک متکلم کسی سے مخاطب ہو کر نادرانہ انداز سے کہے کہ میاں تمہیں فلاں واقعہ کا علم نہیں! مخاطب کہے کہ کیسا واقعہ؟ متکلم کہے کہ بھائی وہ تو مشہور واقعہ ہے تمہیں اب تک بھی پتہ نہیں تو اس شہرت عام کی خبر پا کر ظاہر ہے کہ مخاطب کا اشتیاق بڑھ جائے گا کہ وہ کیا بات ہے جو روز روشن کی طرح نمایاں ہے اور میں اس کی

تفصیلات پر مطلع نہیں ہوں۔ وہی صورت یہاں ہے کہ جب عنوان کلام سے اس خدائی کارروائی کے مشہور عام ہونے کی اطلاع پر اُس کارروائی سننے کا اشتیاق بڑھ گیا تو کیدہم فی تضلیل سے اس اشتیاق کو پورا کر دیا گیا کہ خدا نے اصحاب فیل کی تدبیر کو سرتاپا غلط کر دیا۔

فی تضلیل کا لفظ ابرہہ کی تدبیر کو محض غلط ہی کر دینے کی طرف نہیں بلکہ انتہائی طور پر برباد کر دینے کی طرف بھی اشارہ کر رہا ہے کیونکہ کید ابرہہ کے لئے تضلیل کو ظرف ظاہر کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ ظرف اپنے مظروف پر محیط ہوتا ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ خدا نے اس کی تدبیر کو بربادی کے ظرف میں ڈالدیا جو اس پر ہر طرف سے چھا گئی اور محیط ہوگئی یعنی اگر بربادی کسی چیز کے اندر ڈالی جاتی تو اس صورت میں بربادی کو وہ شے گھیر لیتی اور غلبہ شے کو رہتا۔ لیکن جبکہ خود شے بربادی میں پھینکدی گئی تو اس صورت میں بربادی اسکو محیط ثابت ہوتی ہے اور غلبہ و تسلط بربادی کا رہتا ہے جس سے اس شے کا بچا دُنا ممکن ہے۔ پس اس عنوان سے ابرہہ کی تدبیر کا کلی استیصال اور جڑ بنیاد سے اکھڑ جانا ثابت ہوتا ہے۔ جیسے کسی وزنی چیز کو اٹھا کر سمندر میں پھینکدیا جائے کہ اس کا کوئی پتہ نشان بھی باقی نہ رہے۔

بہرحال جس طرح اصحاب الفیل کے لفظ سے ان اصحاب کی غیر معمولی قوت و سطوت اور تدبیر کا غیر معمولی استحکام نمایاں ہوتا تھا۔ اسی طرح کید کو تضلیل کے ظرف میں ڈالا ہوا بتلا کر اسکی پامالی کو بھی حد درجہ غیر معمولی واضح کیا گیا ہے ابطال کیا ہے کے اس غیر معمولی دعویٰ پر مخاطب کے دل میں پھر مزید اشتیاق کے ساتھ یہ سوال پیدا ہوا کہ یا اللہ اس غیر معمولی بطلان تدبیر کی صورت آخر کیا ہوئی ہوگی؟ کہ جسے اس شد و مد سے بیان کیا جا رہا ہے۔ اور خدا کے دو فعلوں کیف فعل اور الم یجعل کا ثمرہ کہا جا رہا ہے تو آئندہ جملہ سے جواب ملا کہ

وارسل علیہم طیرا ابابیل | اور اُن پر غول کے غول پرندے بھیجے۔

اس سے مخاطب نے پہلے ہی سمجھ لیا کہ اس فعل الٰہی اور جعل الٰہی کا مقصد اصحاب فیل پر وبال کا مسلط کرنا ہے۔ کیونکہ موقع ہے بیان ضرر کا اور اس میں استعمال کیا گیا ہے علیٰ۔ جو ایسے مواقع پر تسلط و وبال اور التزام ضرر کے لئے آتا ہے۔ یہاں نہ نفع رسانی ابرہہ کا تذکرہ ہے نہ نفع رسانی قریش کا۔ پھر اس سے مخاطب یہ بھی سمجھ گیا کہ یہ وبال و نکال جبکہ ارسال طیور کا مقصد ہے اور یہ ارسال فعل الٰہی ہے تو یہ وبال و نکال براہ راست اس فعل الٰہی سے ہی ظہور پذیر ہونا چاہئے۔ ورنہ اُس میں اگر کسی غیر کا دخل آگیا یا یہ وبال اسباب عادیہ کے تحت میں آ کر کسی بااختیار اور ذی عقل مخلوق کے ذریعہ نمایاں ہوا تو پھر وہ اس ارسال کا اثر نہ رہیگا۔ اور اس طرح یہ ارسال الٰہی بے تاثیر اور بلا غایت کے رہکر معاذ اللہ لغو ہو جائیگا۔ کیونکہ الشئی اذا خلا عن الغایۃ لغا کوئی شے جب اپنی غایت و غرض سے خالی رہجاتی ہو تو وہ لغو ہو جاتی ہے۔

پس مخاطب نے جیسے اس سے یہ سمجھ لیا کہ اصحاب فیل پر خود کوئی وبال پڑا ہے جیسا کہ کلمۂ علیٰ شاہد ہے ایسے ہی یہ بھی جان لیا کہ یہ وبال خود بلاواسطہ فعل الٰہی سے ہی پڑا ہے جیسا کہ علیٰ کا ارسال کے صلہ میں آنا شاہد ہے۔ اور یہ کہ وبال مذکور پرندوں سے برسا کیونکہ وہی ارسال کا مفعول ہیں۔ ورنہ پھر وہ وبال ارسال کا ثمرہ نہ رہے گا۔ ظاہر ہے کہ اس عجیب وغریب کارروائی اور پرندوں سے وبال برسنے کی خبر سے مخاطب کے دل میں پھر ایک اشتیاق آمیز سوال پیدا ہوا کہ پرندے اور ہاتھیوں کی تباہی! بھلا پرندے ہاتھی کو کیا تدبر کر سکتے ہیں؟ تو کلمۂ ابابیل نے اس کا جواب دیا کہ پرندے ایک دو نہیں تھے بلکہ غول کے غول تھے۔ جو بادلوں کی طرح ان پر امنڈ آئے تھے۔ اس سے مخاطب کے دل میں ایک خلجان آمیز سوال یہ پیدا ہوا کہ پرندے کتنے ہی ہوں مگر پھر پرندے ہی ہیں انہیں ہاتھیوں سے کیا نسبت؟ ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ پرندے بھی ہاتھیوں ہی جیسے کوہ پیکر ہوں یا کسقدر چھوٹے بھی ہوں مگر چیر پھاڑ کرنے والے اور گوشت خور پرندے ہوں جو جذبۂ گوشت خوری میں اکدم آپڑے ہوں تو کلمۂ ابابیل ہی نے پھر جواب دیا کہ نہیں یہ غول کے غول پرندے چھوٹی چھوٹی چڑیاں تھیں۔ بڑے پرندے یا گدھ چیل وغیرہ گوشت خور نہ تھے کیونکہ ابابیل کے معنی تزاحم اور انضمام کے ساتھ ٹکرا اور ایک دوسرے میں گھستے ہوئے آنے والے پرندوں کی جماعت کے ہیں۔ اور یہ صورت صرف چھوٹے ہی پرندوں میں پائی جاتی ہے۔ نہ آبی جانور مرغاب اور سرخاب وغیرہ اس طرح اڑتے ہیں اور نہ مردار خور جانور چیل کرگس وغیرہ اس طرح اڑان کرتے ہیں۔

یہاں سے مخاطب کے دل میں پھر ایک سوال پیدا ہوا کہ پھر ایسی چھوٹی چڑیوں سے ذی عقل انسانوں کو اپنا بچاؤ کر لینا کیا مشکل تھا؟ ہوسکتا تھا کہ یا ابرہہ کے لشکری ان چڑیوں کا شکار کر لیتے یا وہ تعداد میں بہت زیادہ تھیں تو ادہر ادہر ہو کر جان بچا لیتے۔ مگر ان تمام خطرات وسوالات کا جواب بھی قرآن نے اپنے نظم ہی سے دیا کہ یہاں شکار کرنے یا بچاؤ کی صورت کا کوئی امکان ہی نہ تھا کیونکہ اول تو ارسال کو فعل خداوندی بتلایا جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کتنا ہی ذی ہوش ہو مگر جب خدا خود ہی تعذیبی کارروائی فرمائے تو بندہ خدا سے بچکر کہاں جا سکتا ہے اور جبکہ وہ بر سر غضب آجائے تو انسانی عقل بیچاری کیا بنا سکتی ہے؟

پھر ارسال کی نسبت خدا کی طرف ہونے سے طبعاً اس میں علو اور فوقیت کی نسبت بھی نمایاں ہوئی کیونکہ مرسل تو خود فوق برفوق اور وراء الوریٰ ہے جس کی طرف بلندی ہی کی نسبت کی جاتی ہے پستی کی نہیں۔ پھر ارسال کا مفعول مطلقاً حیوان نہیں رکھا گیا کہ خدا نے اپنے جانور بھیجدیے۔ بلکہ ان جانوروں کو وصف طیران (اوڑان) کیساتھ موصوف کرکے لایا گیا اور طیران کا مادّہ خود علو اور فوقیت کو چاہتا ہے۔ کیونکہ اڑان بالائے زمین ہی ہوتی ہے نہ کہ بر سر زمین۔ زمینی نقل و حرکت کو مشی (چلنا پھرنا) کہتے ہیں نہ کہ اڑان۔ جس سے واضح ہے کہ شئے مرسلہ بلند پروازی کے دائرہ کی چیز تھی۔ پھر ارسال کا صلہ علیٰ لایا گیا اور علیٰ خود فوقیت اور علو ہی کا متقاضی ہے جس سے فوقیت اور علو کی ان متعدد نسبتوں سے صاف

کھل جاتا ہے کہ اول تو یہ بلند پرواز پرندے اصحاب فیل کے اردگرد نہ تھے کہ وہ کسی سمت میں بچکر نکل جاتے بلکہ اُنکے سروں پر چھائے ہوئے تھے اور ان کی ساری فضا کو گھیر لیا تھا اس لئے وہ جدھر بھی بھاگتے اس فضا سے نہیں نکل سکتے تھے۔ دوسرے وہ آئے بھی فوج در فوج جو ان کی کثرت تعداد کی طرف بھی اشارہ ہے۔

پس قرآنی اشارات و تصریحات کی رو سے جب ایک ہوائی فوج خدائی ارسال سے آئے۔ خدائی کارروائی کے ماتحت آئے جو ساری طاقتوں کا سرچشمہ ہے۔ پھر آئے بھی اوپر سے جہاں انسان کی دسترس نہیں۔ اور پہونچے بھی لاتعداد شمار کے ساتھ اور اوپر سے گھر بھی لے ساری فضا کو تو سائل کا یہ سوال و احتمال محض دیمستی رہجاتا ہے کہ اصحاب فیل ادھر اُدھر ہٹکر جان بچا لیتے۔ یا انھیں شکار کر لیتے۔

بہرحال اس منظم اور مرتب بیان سے اب مخاطب کے دل سے ہر ایک خلش نکلکر یہ یقین ہوگیا کہ یہ خدائی تعزیر کی کارروائی بلاشبہ ان مسلط پرندوں ہی کے ذریعہ واقع ہوئی ہے جس میں کسی غیر کا دخل یا اپنے ذاتی بچاؤ کا احتمال بھی نہ تھا لیکن اس کے بعد قدرتی طور پر مخاطب کے دل میں غایت شوق و رغبت سے پھر یہ سوال پیدا ہوا کہ اس طیرانی عذاب کی صورت آخر کیا ہوئی ہوگی؟ کیا ان پرندوں نے نیچے اتر اتر کر ہاتھیوں اور ہاتھی نشینوں کو نوچا ہوگا جیسے اکثر مردار خوار جانوروں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ کبھی زندہ جانوروں پر بھی جھپٹے مار کر گوشت نوچ لیجاتے ہیں۔ اگر ایسا ہوا ہو تو ایک بعید سا احتمال پھر پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ پرندے شاید لاش خور ہی ہوں تو قرآن نے فوراً جواب دیا کہ

ترمیھم بحجارة من سجیل | یہ پرندے انھیں سجیل کی کنکریوں سے مار رہے تھے۔

جس سے واضح ہوگیا کہ نوچ کھسوٹ کی کوئی صورت نہ تھی بلکہ یہ بلند پرواز پرندے اوپر ہی سے ساری فضا کو گھیر کر اُن پر پتھراؤ کرتے رہے اور اوپر ہی اوپر رہکر اپنا سب کام کر گئے۔ اس سے لاش خور پرندوں کا یہ بعید سا احتمال بھی قطع ہوگیا اور کھل گیا کہ نوچ کھسوٹ کے بجائے سنگ باری سے یہ تعزیر واقع ہوئی ہے۔

مگر حجارة کا لفظ سنتے ہی مخاطب کے دل میں پھر ایک اشکال آمیز سوال پیدا ہوا کہ جب پرندے چھوٹے چھوٹے تھے تو کنکریاں بھی وہ یقیناً چھوٹی ہی اٹھا سکتے ہوں گے اور پہاڑیوں پر چھوٹی کنکریوں کے ذخیرے ایک جگہ عادةً ڈھیر ہوئے نہیں ہوتے بلکہ بڑے بڑے پتھروں میں رلے ملے اور وہ بھی عموماً بڑے پتھروں کے نیچے اور پہاڑیوں کے زیریں حصوں میں ہوتے ہیں۔ تو کیا ان پرندوں نے ان پہاڑیوں کو کریدا ہوگا جو عادةً بعید ہے۔ یا پہاڑیوں کے زیریں حصوں میں پہونچکر پتھریاں چگی ہوں گی۔ جو ان کی مذکورہ فوقیتوں کی نسبت کے لحاظ سے بعید تر ہے تو پھر یہ پتھریاں ان کے پاس کیسے آئی ہوں گی؟

قرآن نے سجیل کے لفظ سے جواب دیتے ہوئے بتلایا کہ وہ پہاڑیوں یا دامن کوہ کی پتھریاں ہی کب تھیں جن پر یہ اشکالات وارد ہوں! بلکہ وہ تو پکی ہوئی مٹی کی کنکریاں تھیں جنکو یہ پرندے اپنے ساتھ ہی لائے تھے۔ جیسا کہ سجیل کا

لفظ شاہد ہے۔ کیونکہ سجیل طین متحجر (پکی ہوئی مٹی) کو کہتے ہیں اور اس لئے اہل لغت نے کہا ہے کہ سجیل اصل میں معرب ہے سنگ گل کا یعنی مٹی کا پتھر اور مٹی کا پتھر وہی پکائی ہوئی مٹی کا ٹکڑا ہوا جو بڑا ہو تو اینٹ کہدیا جائے گا اور چھوٹا ہو تو کنکری۔ اس سے ثابت ہوا کہ جیسے یہ ارسال طیور فعل خداوندی تھا ویسے ہی ان طیور کا سامان حرب بھی ید قدرت ہی کا ساختہ پرداختہ تھا جس میں مخلوق کا کوئی واسطہ اور دخل نہ تھا۔

یہاں سے مخاطب نے حقیقت حال سمجھ کر یہ بھی باور کر لیا کہ جب یہ پرندے بھی خدا ہی کی مخصوص صنعت سے تھے اور یہ پتھریاں بھی اسی کے ید قدرت کی ساخت سے تھیں تو بہت ممکن ہے کہ ان خاص قسم کی کنکریوں میں ہلاکت کی کوئی خاص تاثیر ہو جس کی وجہ سے ان کی زد بھی معمولی نہ ہو اور آثار ضرب بھی معمولی نہ ہوں۔ کیونکہ کسی چیز کے آلگنے سے کسی چیز کا تباہ ہو جانا لگنے والی شے کی بڑائی چھوٹائی پر موقوف نہیں بلکہ زور ضرب اور ساخت سے متعلق ہے۔ بندوق کی ایک چھوٹی سی گولی بڑے سے بڑے شیر کو بٹھا دیتی ہے محض اپنی ساخت اور آلۂ ضرب یعنی بندوق کی ساخت کی بناء پر جس سے جا لگنے والی گولی میں جا لگنے کا زور پیدا ہو جاتا ہے۔ آجکل چھوٹی نال کی رائفلیں قدیم زمانہ کی گزوں لانبی بندوقوں سے کہیں زیادہ مار کرتی ہیں۔ محض نال کی ساخت کی بناء پر نہ کہ طول وضخامت کی بناء پر۔ حتیٰ کہ بعض رائفلوں کی چکردار نال سے گولی چکر کھاتی ہوئی نکلکر جب کسی جگہ پڑتی ہے تو ایک ہی گولی اپنے گھماؤ سے پورے بدن کو چھید ڈالتی ہے اور اس میں گولی کے حجم سے بیسیوں گنا زیادہ بڑا درّار کھل جاتا ہے۔ اسی طرح یہ پرندے جو بمنزلہ مخصوص رائفلوں کے تھے جبکہ اللہ نے خاص ساخت سے انھیں اپنے مخفی لشکروں میں سے اسی کام کے لئے تو بھیجا اور اسی طرح یہ پختہ مٹی کی کنکریاں جو بمنزلہ گولی اور چھروں کے ان کی چونچوں اور پنجوں میں دبی ہوئی تھیں جبکہ خدا ہی کے خاص کارخانۂ قدرت سے بنکر ہاتھی والوں پر انتہائی زنّاٹی ضرب کے ساتھ پڑیں تو کچھ بھی بعید از قیاس نہیں کہ باوجود پرندوں اور کنکریوں کے چھوٹے اور خورد تر ہونے کے اپنی اس خصوصی ساخت کے ماتحت ان کے بدنوں سے آر پار بھی نکل گئی ہوں اور ان بھاری بھاری جسموں کو گود کر پاش پاش بھی کر ڈالا ہو۔ پس سجیل کے لفظ نے ان کنکریوں کی خاص قدرتی ساخت پر دلالت کر کے کنکریوں کی غیر معمولی تاثیر اور ہلاکت آفرینی کی طرف ایک ایسی واضح رہنمائی کر دی جس سے مخاطب کے لئے ان روایات احادیث کی تصدیق میں کوئی ادنیٰ رکاوٹ باقی نہ رہی جن میں وارد ہے کہ یہ مسور اور چنے کے دانہ کی برابر چھوٹی چھوٹی کنکریاں ان پرندوں کے چونچوں اور پنجوں سے اس طرح ان کے سروں پر گرتی تھیں کہ آر پار نکل کر ایک ہی کاری ضرب میں انھیں بچھا دیتی تھیں۔ پس یہ روایت کلمۂ سجیل کی ایسی تفسیر اور شرح ہے کہ گویا کلمۂ سجیل خود ہی اس روایت کا مقتضی اور اسے اپنی تشریح کے لئے خود کھینچ رہا ہے۔ پس اب قرآنی رہنمائی کے ماتحت صورت واقعہ کا حاصل یہ نکلتا ہے کہ جس طرح چڑیوں سے ہاتھیوں کو تباہ کرانے کا واقعہ ایک حیرتناک اور نادر روزگار قصہ ہے ایسے ہی اس واقعہ کا نتیجہ بھی کچھ کم حیرتناک نہیں کہ ہاتھی اور ہاتھی نشین محض بکھر ہی نہیں گئے بلکہ کھائے ہوئے بھس کی طرح ان کا ریزہ ریزہ ہو گیا اور بھر کس نکل گیا فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ۔

بہر حال اگر سورۃ مقدسہ کے نظم پر غور کیا جائے تو واقعۂ فیل کا نادر اور عجیب طور پر خرق عادۃ ہونا۔ اس کا قیاس نہ ہونا بلکہ نقل و روایت پر مبنی ہونا۔ اور روایت بھی مستند اور معتبر ہو کر گویا تا حد تواتر پہونچا ہوا ہونا۔ چہ جائیکہ اس کا عامیانہ اور بے اصل رواج پذیر کہانیوں میں سے ہو سکنا۔ اصحاب فیل کا غیر معمولی طاقت لیکر کھلے بندوں آنا۔ اور چھپے چھپائے آنے کے کوئی معنی نہ ہونا۔ اس کے بالمقابل خدا کی طرف سے شدید ترین تعزیری کارروائی کیا جانا۔ اور براہ راست اسی کے فعل سے کیا جانا۔ اس میں کسی غیر کے فعل کا دخل نہ آنا پھر اس کارروائی سے نفع رسانی یا تائید و کمک کا مقصود نہ ہونا بلکہ کسی مستحق تائید و نصرت کا سامنے ہی نہ ہونا۔ اس کارروائی سے اصحاب فیل کا تباہ ہونا اور تباہی کی بھی آخری اور انتہائی حد پر آکر گویا استیصال کلی ہو جانا۔ استیصال کا پرندوں کے پتھراؤ کے ذریعہ ہونا۔ پرندوں کا چھوٹی چڑیاں ہونا۔ اور گدھ چیلیں نہ ہو سکنا۔ ان کی تعداد کا لا تعداد ہونا۔ ان کا اوپر سے فضا کو گھیر کر پتھراؤ کرنا۔ اصحاب فیل کا کسی جانب کو بھی بھاگ نہ سکنا۔ ان چڑیوں کا پتھراؤ میں چھوٹی کنکریاں استعمال کرنا۔ ان پتھریوں کا مکہ کے پہاڑوں میں سے نہ ہو سکنا ان کنکریوں میں ہلاکت کی کوئی مخصوص تاثیر نہ ہونا۔ پرندوں کی ضرب کا غیر معمولی ہونا اور اس ضرب شدید سے ان کا بھرکس نکل جانا وغیرہ وغیرہ واقعہ کے سارے ہی پہلو تاریخ اور فوق تاریخ کی رو سے اس سورۃ مقدسہ کے نظم اور اس کی نصوص کی عبارت، دلالت، اشارت اور اقتضاء سے صراحۃً اور کنایۃً اس طرح نمایاں ہو رہے ہیں کہ نفس واقعہ کے سمجھ لینے کے لئے قرآن سے کہیں باہر جانے کی بھی ضرورت نہیں ہونی چاہئے چہ جائیکہ خیال آفرینیوں کی نوبت آئے۔

نیز مضامین سورۃ کے اس خلاصہ سے واضح ہو گیا کہ اس جام یہاں تما سورۃ کے علوم اول سے آخر تک تفصیل بعد الاجمال کا ایک مرتب مرقع ہر پیدا شدہ سوال کا خود بنفسہ شافی جواب اور اس کی ہر لفظی قید اور ہر اسلوب بیان کھٹکتے ہوئے اشکالات کا ایک جامع حل ہیں۔ اور سورۃ کو حل کرنے نیز سورۃ سے مدافعت کرنے کیلئے سورۃ سے باہر جانے کی ضرورت نہیں پڑتی گویا یہ سورۃ مقدسہ اپنے مضامین کو خود ہی تمام شبہات و وساوس سے پاک کرتی ہوئی چلی جاتی ہے اور ساتھ ہی اس کا ایک ایک جملہ اپنی متعلقہ تاریخ کو خود ہی اس طرح کھینچتا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ وہی اس کی طرف رہنمائی بھی کر رہا ہے۔ ساتھ ہی یہ اندازہ لگا لینا بھی مشکل نہیں، رہتا کہ مضامین سورۃ کے تقاضا اور کشش یا اس کی اقتضائی رہنمائی سے جو تاریخی مضامین اور واقعات طبعی طور پر اس کے نظم کے ساتھ جڑتے اور کھپتے ہوئے نظر آتے ہیں وہ اتفاق سے وہی ہیں جنکو قدماء نے اپنی معتبر تاریخوں اور مستند تفسیروں میں لیا۔ اور بالتفصیل بیان کیا ہے۔ نہ وہ کہ جنکو پرویز صاحب نے کسی نامعلوم کتاب یا لوح دماغ سے اوتار کر بہت اطمینان کیساتھ فرصت میں بیٹھکر مرتب فرمایا اور بلا کشش قرآن خواہمخواہ قرآن کے سر تھوپنا چاہا ہے یہی وجہ ہے کہ ان بے کشش تاویلات اور مزعومہ تفسیر و تاریخ کو دقت آنی تقاضا سے نہیں، جب قرآن میں ٹھونسا جاتا ہے تو قرآنی نظم کو اس سے استفراغ ہونے لگتا ہے اور یہ تاویلات خود بخود اس سے دفع ہوتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں پھر بھی اگر انہیں کھپانے کی غیر مشکور سعی کیجائے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نہ

قرآن کا وہ نظم بلاغۃ قائم رہتا ہے جس سے وہ ہر سوال کا خود ہی جواب بنتا تھا نہ اس کے مضامین میں وہ ترتیب باقی رہتی ہے جس سے اخذ نتائج کا تعلق تھا اور نہ مضامین کا وہ تسلسل ہی قائم رہتا ہے جس سے مخاطب خود قرآن ہی سے اس واقعہ کو مرتب طریق پر ذہن نشین کر لیتا تھا۔

اس لئے میں عرض کروں گا کہ واقعۂ فیل سے متعلق قدیم تاریخ و تفسیر کے معتبر ہونے کی یہی خود ایک مستقل دلیل ہے کہ وہ تقاضائے قرآنی ہے اور قرآن ہی اُس کی راہیں کھولتا اور اس پر روشنی ڈالکر اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔ ادھر پرویز صاحب کی موعومہ تفسیر اور مفروضہ تاریخ کے ناقابل التفات ہونے کے لئے بھی ایک یہی کافی اور مستقل دلیل ہے کہ نہ وہ مقتضائے نظم قرآنی ہے اور نہ اس کی رہبری اس کی رہنمائی آتی ہے۔ بلکہ صرف پرویز صاحب کے شغب یا تقاضے سے اگر کسی کی طبیعت کچھ قرآن سے ہٹتی ہے تو کان اُدھر بھی جا لگتے ہیں۔ ورنہ بذاتہٖ کبھی اس میں کوئی کشش نہیں اور نظم کتاب بھی اسکا متقاضی اور اس کے لئے راہ نما نہیں۔

بہرحال واقعۂ فیل کو جب قرآن کی ان کشش کردہ تواریخ اور تقاضا کردہ تفاسیر کیساتھ اس کی حقیقی ترتیب کے ساتھ جوڑا جائے اور پھر سورۃ کے لفظاً لفظاً اور ہر ہر قید و قرینہ کو سامنے رکھا جائے جنکی طرف ہمنے ابھی اس خلاصہ میں اشارے کئے ہیں تو پرویز صاحب کی بنائی ہوئی یہ تفسیری عمارت قرآن ہی کے شہاب ثاقب سے سب هباءً منثورا ہو جاتی ہے اور واضح ہو جاتا ہے کہ انھوں نے لفظ کید کے حق میں تصرف بیجا کر کے ابرہہ کے چھپتے چھپاتے آنے کا جو قصہ تیار فرمایا اور پھر ارسال طیور کی جو غرض و غایت (خبر رسانی قریش) از خود گھڑ کر قرآن کے بین السطور بلکہ متن میں اضافہ فرمایا۔ پھر ترمیھم میں لفظی تحریف کر کے اس کا فاعل قریش کو ٹھیرایا اور اس طرح سورۃ کے موضوع ہی کو پلٹ دیا۔ یہ سب امور خود قرآن ہی کے الفاظ سے مردود اور بے معنی ہیں جن کے ردّ و طرد کا خلاصہ یہ ہے کہ

الم تر کے استفہام سے واقعہ کی ندرت کی طرف اشارہ ہے۔ لہٰذا پرویز صاحب کا اسے ایک معمولی اور عادی واقعہ ٹھہرانا غلط ہے۔

فعل الٰہی سے راست خدا کی تعزیری کارروائی کی طرف اشارہ ہے اس لئے پرویز صاحب کا قریش کو تعزیر دہندہ ٹھہرانا غلط ہے۔

اصحاب فیل کے لفظ سے دشمن کی غیر معمولی طاقت کی طرف اشارہ ہے لہٰذا پرویز صاحب کا اسے چوروں کی طرح چھپ کر آنیوالا سمجھنا یا قریش جیسی بے وسائل قوم کے ہاتھوں اینٹ پتھر سے تباہ شدہ سمجھ لینا غلط ہے۔

کیدہم سے اصحاب فیل کے منصوبوں اور تدبیروں کی طرف اشارہ ہے جس میں اخفاء کی قید لگا کر پرویز صاحب کا اسے چھپتے چھپاتے سفر طے کرنے پر اتارنا غلط ہے۔

ارسال طیور سے ابطال کید کی خدائی تدبیر کی طرف اشارہ ہے لہٰذا اسے قریش کی تدبیر کہنا غلط ہے۔

علیہم سے خود پرندوں کے قریش پر مسلط ہونے اور بطور وبال انپر آپڑنے کی طرف اشارہ ہے۔ لہٰذا انھیں خبر رساں ایجنسی کا ہرکارہ یا قریش کا حمایتی بنانا غلط ہے۔

ابابیل سے پرندوں کے چھوٹی چڑیاں ہونے کی طرف اشارہ ہے لہٰذا انھیں گدھ چیل کرگس کہنا غلط ہے

ترمیہم بوجوہ متعددہ مذکورہ جمع غائب کا صیغہ ہے لہٰذا اسے واحد حاضر ماننا غلط ہے۔

سجیل سے ان پتھریوں کے گلی کنکریاں ہونے کی طرف اشارہ ہے لہٰذا انھیں پہاڑوں کے پتھر کہنا غلط ہے وغیرہ وغیرہ۔

پرویزی تفسیر کے یہی چند عمود بحث نقاط تھے جنکو تاریخ و تفسیر ہی نہیں خود قرآن کے صریح الفاظ بھی غلط اور مردود ٹھہرا رہے ہیں۔ اس لئے ان نقطوں سے کھنچا ہوا خط بھی ظاہر ہے کہ خط مستقیم نہیں ہو سکتا۔

بہرحال پرویز صاحب کا ترمیھم کو مذکر حاضر کا صیغہ قرار دینے اور اس کا فاعل قریش کو ماننے کی ایک غلط کاری کو نباہنے کے لئے اتنی غلط کاریوں اور کتنی ہی لفظی اور معنوی تحریفوں کا شکار بننا نہ کسی عقلی اصول پر منطبق ہوتا ہے نہ نقلی پر۔ پس اس مرقع اغلاط تفسیر کو بایں خرافات نہ کوئی عقلی حجۃ قبول کر سکتی ہے نہ نقلی دلیل نہ معتبر تاریخ نہ مستند تفسیر نہ عربی لغۃ نہ فن بلاغۃ نہ ذوق سلیم نہ فہم مستقیم اس لئے عقلاً نقلاً لغۃً بلاغۃً ذوقاً اور وجداناً خوب واضح ہوجاتا ہے کہ ترمیہم جمع مؤنث غائب کا صیغہ ہے اس کا فاعل طیراً ابابیل ہیں اور پتھراؤ انہی کے ذریعہ ہوا ہے جیسا کہ بالتفصیل واضح کیا جا چکا ہے اور جبکہ اسی کا مفہوم غلط کر دینے پر یہ ساری غلط تفسیر بنی تھی تو اس کی غلطی بطریق اولیٰ واضح ہوگئی فللہ الحمد۔

یہی چند سطور تھیں کہ جن کا پیش کر دیا جانا اس وقت ضروری سمجھا گیا اور اس سلسلہ میں اہل حق کے اجماعی مسلک کو پیش نظر رکھکر جو کچھ ذہن نارسا میں آیا وہ طالب علمانہ انداز میں صفحۂ قرطاس کے حوالہ کر دیا گیا۔ اگر پرویز صاحب انصاف سے ان سطور کو ملاحظہ فرماویں گے تو ممکن ہے کہ انھیں اپنی مزعومہ تفسیر پر اصرار نہ رہے۔ مگر توفیق اللہ ہی کے ہاتھوں میں ہے۔

اس تحریر میں چونکہ دیہ مناظرانہ رہا ہے اور بحث و تمحیص میں کبھی غیرت ایمانی سے اور کبھی سبقت قلمی سے انداز بیان اور طرز تخاطب میں تجاوز بھی ہوجاتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی لفظ پرویز صاحب کی شان سے گرا ہوا یا ناگوار قلم سے نکلا ہو تو میں مخلصانہ طور پر معافی کا خواستگار ہوں۔ مجھے ان کی ذات سے کوئی پرخاش نہیں ہے۔ ہاں دین اور کتاب و سنت کے بارے میں ان کی بیباکی آزادی اور آزادروشی اور اس کے متعدی اثرات تکلیف دہ ضرور ہیں اور ان سے صدمہ و قلق ہوتا ہے۔ معاملہ اگر محض دنیا کا ہو تو اس کا بہرحال ایک اختتام ہے۔ لیکن ان امور میں سابقہ آخرت سے ہے اور وہاں پہونچکر عقیدہ و عمل ہی کا حساب پیش کرنا ہے۔

عقیدہ وعمل یا دین عقل چیستانوں یا خیال آفرینوں کا میدان نہیں کہ زبان وقلم کو آزاد چھوڑ دیا جائے یا تفنن طبع کیلئے قرآن وحدیث کو ملعبہ بنا یا جائے۔ بلکہ یہاں صرف اتباع وپیروی سے کام چلتا ہے۔ احتیاط وتقویٰ تقلید میں ہے نہ کہ آزادی اور تعلّی میں آج بھی اور آج سے پہلے بھی جو لوگ پابند رہے اور اپنا دامن سمیٹ کر اور اگلوں کا دامن سنبھالکر چلے وہی اس دریائے ابتلاء وامتحان سے سلامتی کے ساتھ پار ہوئے ہیں ورنہ ہزاروں ہیں جو فتن کی دلدل میں درمیان ہی میں پھنسکر رہگئے ہیں۔ اور گوہر مراد سے مالا مال نہ ہو سکے۔ والعیاذ باللہ العلی العظیم۔

یہ چند طالبعلمانہ سطریں اپنے محترم عالیجناب خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند اور عالیجناب ڈاکٹر احمد اللہ خانصاحب انچارج اعلیٰ شفاخانہ دیوبند کے ارشاد سے لکھدی گئیں۔ ورنہ میں کہاں اور علمی میدان کہاں۔ اس میں جو حصہ خیر وصواب کا نظر آئے وہ اساتذہ کا فیض سمجھا جائے۔ اور جو حصہ خطاء ونسیان کا ہے وہ بہرحال اپنا حصہ ہے جسپر اس ناکارہ کو مطلع کر دیا جائے۔ حق تعالیٰ ہم سبکو قبول حق کی توفیق دے اور انجام بخیر فرمائے اور سلامتی کی راہ دکھلائے اور اسی پر چلائے اور استقامت فہم اور سلامتی ذوق عطا فرمائے۔

واللہ الموفق للصواب
والیہ المرجع والمآب

تصحیح | سالنامہ کے ۱۶۵ پر حب عنبری کا جو اشتہار شائع ہوا ہے اس کی قیمت درج ہونے سے رہگئی ہے اشتہار کے ساتھ قیمت اس طرح پڑھی جائے (۴۰ روز کی دوا دو روپے)

ضروری تصحیح

(۱) سالنامہ کے حصہ روئداد بابتہ ۱۳۶۱ھ کے صفحہ ۷ پر زیر عنوان اسمائے گرامی حضرات ارکان شوریٰ دارالعلوم دیوبند" کاتب صاحب اور اس کے بعد مصلح سنگ صاحب کی اصلاح وترمیم سے بعض اسماء اس طرح شائع نہ ہو سکے جسطرح انھیں شائع ہونا چاہئے تھا۔ لہذا فہرست مذکورہ کے حسب ذیل نمبروں کی تصحیح اس طرح کر لی جائے۔

(۲) حضرت مولانا مولوی سید حسین احمد صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند (۴) حضرت مولانا الحاج مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی صدر مہتمم دارالعلوم دیوبند (۲۰) حضرت مولانا مولوی محمد صدیق صاحب۔ کراچی۔ (۲۱) عالیجناب مولانا مولوی حکیم مشیت اللہ صاحب۔ بجنور

(۲) سالنامہ کے حصہ روئداد صفحہ ۲۶ (نتیجۂ امتحان سالانہ دورۂ حدیث کے شمارہ (۴۰) پر مولوی حافظ غوث محمد صاحب سرگودھوی کے حاصل کردہ نمبر ۴۹۵ اور اوسط ۵۰ ہے جو اچھی کامیابی کے نمبر ہیں۔ غلطی سے ان کے نمبر ۲۹۶ شائع ہوئے ہیں جس کے اعتبار سے انھیں ناکامیاب لکھا گیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صفات باری عزّ اسمہٗ

(از مولٰنا مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدرس دارالعلوم)

قال اللہ تعالیٰ۔ اللہ لا الٰہ الا ھو لہ الاسماء الحسنیٰ

ذات خداوندی باوجود ایک ہونے کے پھر سب کمالات کے ساتھ موصوف ہے۔

ایک شخص کلکٹری اور مجسٹریٹی دونوں کے کام کرتا ہے اس لئے دو نام ہو گئے ورنہ حقیقت میں ہے وہ ایک ہی ذات ایسے ہی ذات خداوندی بھی بسبب جدا جدا کاموں کے خالق، رازق، سمیع، بصیر کہلاتی ہے غرض یہ کہ صفات کا متعدد ہونا اس کی وحدت کے کسی طرح منافی نہیں۔

اور جس طرح ذات خداوندی تمام موجودات کے لئے اصل ہے اسی طرح کمالات خداوندی کمالات مخلوق کے لئے اصل ہیں۔ اور مخلوق میں جو کمال ہے وہ اسی کے کمال کا پرتو اور عکس ہے جیسا کہ مخلوقات کا وجود اسی کے وجود کا پرتو اور عکس ہے۔

آفتاب میں اگر نور نہ ہوتا تو زمین کیسے منور ہوتی۔ آتش میں اگر حرارت نہ ہوتی تو پانی کیسے گرم ہوتا۔

علیٰ ہذا اگر خالق میں کمال نہ ہوتا تو مخلوق میں کہاں سے کمال آجاتا۔

بندوں[1] میں حیات بھی ہے علم و قدرت بھی ہے ارادہ و اختیار بھی ہے۔ سمع و بصر اور کلام بھی ہے اور یہ ساری باتیں بالاتفاق خوبی و کمال کی سمجھی جاتی ہیں۔

یہ کمالات اگر خالق میں نہ تھے تو مخلوق میں کہاں سے آئے۔ نیز اگر خداوند کریم ان صفات کمالات کے ساتھ موصوف نہ ہو تو مخلوق کا خالق سے اور ممکن کا واجب سے افضل ہونا لازم آتا ہے اس لئے کہ مخلوق میں حیات، علم قدرت، سمع، بصر سب موجود ہے۔ اب اگر خدا ان صفات سے عاری ہو تو یقیناً مخلوق کو خالق سے افضل کہنا پڑے گا۔ کیونکہ زندہ کا مردہ سے اور عالم کا غیر عالم سے اور قادر کا غیر قادر سے افضل ہونا بالکل ظاہر ہے ؎ خشک ابرے کہ بود ز آب تہی ٭ ناید از وے صفت آبدہی

حیات | پس ضروری ہے کہ اس میں صفت حیات اس درجہ کامل اور اکمل ہو کہ وہ عدم، موت سے بھی پاک

[1] کما فصلہ الحافظ ابن تیمیہ فی مواضع من شرح العقیدۃ الاصفہانیۃ ص۳۲ و ص۱۰۴

اور تمام عالم کی حیات اسی کی حیات کا پرتو اور فیض ہو حیات اس کے لئے ذاتی اور اصلی اور خانہ زاد ہو اور کیوں نہ ہو اس لئے کہ ایسے بدیع عالم کا ایک میت اور جماد سے صادر ہونا عقل محال کہتی ہے اور باقی عالم کی حیات اسی کی بخشش اور عطا کا ثمرہ ہو۔

اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم	اس کے سوا کوئی خدا نہیں وہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور سب کا سنبھالنے والا ہے
ھو الذی احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم۔ (سورۂ حج)	اسی ذات نے تمکو حیات عطا کی اور وہی پھر تمکو مارے گا اور پھر حیات عطا کرے گا۔

علم ۔ اور وہ ذات علیم بھی ہے یعنی اس کو ہر ہر ذرہ کی خبر ہے۔ کوئی شئے ایسی نہیں کہ جو اس کو معلوم نہ ہو۔

ان اللہ بکل شیء علیم	اللہ تعالیٰ ہر شئے کا جاننے والا ہے۔

عالم میں جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے یا ہوگا ازل ہی میں ان سب باتوں کا اس کو بالتفصیل علم تھا ؎

بر علم یک ذرہ پوشیدہ نیست　　کہ پیدا و پنہاں بنزدش یکیست

اور وہ کیوں نہ عالم ہو جب اسی نے تمام عالم کو پیدا کیا اور وہی اس کو باقی رکھتا ہے اور وہی اسکی تربیت کرتا ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ ان چیزوں کا جاننے والا نہ ہو۔ کسی شئے کو موجود کر دینا یا اس کو باقی رکھنا یا اس کی تربیت کرتے رہنا بدون علم کے محال ہے۔

قال تعالیٰ۔ اَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ۔	کیا وہ نہیں جانتا کہ جس نے پیدا کیا حالانکہ وہی ایک ایسی ذات ہے کہ جو باریک بین اور خبردار ہے۔

علاوہ ازیں علم کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ معلومات عالم کے سامنے موجود ہوں کوئی شئے اس سے مخفی نہ ہو۔ اور جہل کی حقیقت یہ ہے کہ معلومات اس کے سامنے موجود نہ ہوں بلکہ غائب اور مخفی ہوں۔

اور یہ ظاہر ہے کہ مصنوع صانع سے غائب نہیں ہو سکتا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جن حقائق کو وہ وجود عطا کرتا ہے وہ حقیقتیں اوس سے محجوب اور مستور ہوں۔

پس یقیناً عالم کی تمام چیزیں اُس معطی وجود کے سامنے بے حجاب اور بے نقاب ہوں گی۔ اور اسی بے حجاب اور بے نقاب ہونے کا نام علم ہے۔ کما قال تعالیٰ۔

ان اللہ لا یخفی علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء وما تکون فی شأن وما تتلوا منہ من قرآن ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شھودا	بیشک اللہ پر کوئی چیز زمین اور آسمان کی پوشیدہ نہیں۔ آپ کی کوئی شان اور کوئی تلاوت اور کوئی عمل ایسا نہیں کہ جس پر ہم حاضر اور مطلع نہ ہوتے ہوں

اذ تفیضون فیہ ط وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین (سورۂ یونس)	جبکہ تم اس عمل میں مشغول ہوتے ہو اور آپ کے رب سے ایک ذرہ بھی غائب نہیں ہوتا نہ زمین میں اور نہ آسمان میں اور چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی کوئی شے ایسی نہیں کہ جو ہمارے یہاں لوح محفوظ میں درج نہ ہو۔

ایک معمولی گھڑی اور گھنٹہ کو دیکھ کر ہم کو اس کا یقین آجاتا ہے کہ اس کا موجد ضرور علم ہندسہ کا بڑا حاذق اور ماہر ہوگا کہ جس نے اوقات معلوم کرنے کے لئے یہ عجیب وغریب آلہ ایجاد کیا لہذا اس عالم کا نظام شمسی اور قمری دیکھ کر کیسے یقین نہ آئے کہ اس کا بنانے والا بڑا ہی علیم وحکیم ہے۔ اور وہ ذات قدرت بھی رکھتی ہے اس قدرت کی وجہ سے جس شے کو چاہے موجود یا معدوم کر سکتی ہے۔ کسی چیز سے وہ عاجز نہیں۔ جیسا کہ قرآن عزیز میں ہے۔

ان اللہ علیٰ کل شئ قدیر	یقیناً حق تعالیٰ ہر شے پر قادر ہیں۔

مخلوقات میں جو کچھ بھی قدرت اور اختیار ہے وہ سب اسی کا فیض اور عطیہ ہے پس یہ کس طرح ممکن ہے کہ مخلوق تو اپنے اعمال میں قادر اور مختار ہو اور خدا تعالیٰ اپنے افعال میں مجبور اور مضطر ہو ہر سلیم الفطرت جانتا ہے کہ قدرت اور اختیار صفت کمال ہے اور ایجاب اور اضطرار کھلا ہوا عیب ہے۔

قال تعالیٰ ۔ وربک یخلق مایشاء ویختار ۔	تیرا پروردگار جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے۔

وہ قادر مختار ہے جس طرح چاہے تصرف کرے۔ لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون ؎

کرا زہرہ آنکہ از بیم تو	کشاید زبان جز بہ تسلیم تو
زبان تازہ کردن باقرار تو	نینگیختن علت از کار تو

حضرت مجدد صاحب علیہ الرحمۃ مکتوبات میں فرماتے ہیں۔

کہ فلاسفہ نے اپنی سفاہت سے ایجاب اور اضطرار ہی کو کمال سمجھا اور حق تعالیٰ شانہ کو ایسا معطل اور بیکار خیال کیا کہ اس سے سوائے ایک مصنوع کے صدور جائز نہ رکھا اور وہ بھی بالا یجاب والاضطرار اور تمام حوادث کو عقل فعال کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ جس کا وجود سوائے ان کے تخیل اور توہم کے کہیں ثابت نہیں۔

فلاسفہ کو مناسب تھا کہ حوادث اور اضطرار کے وقت عقل فعال سے التجا کرتے اور خدائے ذوالجلال کی طرف رجوع نہ کرتے اس لئے کہ ان کے زعم میں حوادث کا تعلق خدائے ذوالجلال سے نہیں بلکہ عقل فعال سے ہے خدا تعالیٰ تو ان کے نزدیک فاعل بالایجاب ہے مصائب اور آلام کے دفع کرنے کی اس کو قدرت اور اختیار نہیں۔ دو چیزیں

اس فرقہ کی خصوصیات سے ہیں۔ اول احکام منزلہ اور اخبار مرسلہ کی تکذیب اور انکار اس فرقہ کا خاص شعار ہے۔ دوم یہ کہ اس فرقہ نے اپنے مطالب واهیہ کے ثابت کرنے میں جسقدر تلبیس اور تلمیع سے کام لیا ہے اس کی نظیر نہیں اور جس درجہ ان کو اپنے مظنون اور موہوم اور خیالی مقاصد کے ثابت کرنے میں خبط لاحق ہوا ہے وہ کسی سفیہ اور نادان کو بھی نہیں ہوا اور علی ہذا اس فرقہ کے تمام منطق اور منتظم دلائل محض لایعنی اور لاطائل ہیں ؎

فلسفہ چون اکثرش باشد سفہ پس کل آن ٭ ہم سفہ باشد کہ حکم کل حکم اکثر ست[۵]

ایک خدشہ اور اس کا جواب ۔ خدا اگر قادر مطلق ہے تو اپنے فنا کرنے پر کیوں قادر نہیں۔

جواب۔ یہ ہے کہ قادر کی تاثیر اور قدرت کو اس وقت ناقص کہہ سکتے ہیں کہ جب مقدور میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت ہو مگر فاعل کسی وجہ سے اثر نہ کرسکتا ہو۔ شجر اور حجر اور دیگر جمادات اگر نور آفتاب سے منور نہ ہو تو آفتاب کا کیا قصور ہے۔ آفتاب کی تنویر تو شیشہ اور توے سب ہی پر واقع ہوتی ہے لیکن جب آئینہ پر اس کی تنویر واقع ہوتی ہے تو جگمگانے لگتا ہے۔ توے میں یہ بات نہیں اس لئے کہ اس میں روشن ہونے کی صلاحیت ہی نہیں۔ ٹھیک اسی طرح جب اس کی قدرت کاملہ ممکنات سے متعلق ہوتی ہے تو ممکنات اپنی ذاتی استعداد اور صلاحیت کی وجہ سے اس کا اثر قبول کرتی ہیں۔ اور محالات اور ممتنعات اس وجہ سے کہ ان میں اثر قبول کرنے کی صلاحیت اور استعداد ہی نہیں اگر وہ تحت القدرۃ نہ داخل ہوں تو قدرت خداوندی کا کیا قصور ہوا اور باری تعالیٰ پر چونکہ موت اور فنا کا طاری ہونا اس کے حی و قیوم ہونے کی وجہ سے محال ہے۔ اس لئے اگر اس کی موت ظہور میں نہ آسکے تو اسکی قدرت کاملہ کا کوئی قصور نہیں۔

دوسرا جواب ۔ نیز محل تاثیر کا مؤثر سے منفصل اور جدا ہونا ضروری ہے۔ ایک شئے خود اپنے اندر کوئی تاثیر نہیں کرسکتی کیونکہ ایک ہی شئے کا قابل اور فاعل ہونا عقلاً محال ہے۔

آفتاب دوسروں کو منور کرتا ہے اس کی شعاعیں زمین کے ہر ہر گوشہ کو روشن کر دیتی ہیں۔ مگر وہ شعاعیں آفتاب کو روشن نہیں کرتیں۔

تیسرا جواب۔ علاوہ ازیں اگر تسلیم کرلیا جائے کہ آفتاب کی شعاعیں اور اس کے انوار خود آفتاب میں مؤثر ہوسکتے ہیں۔ تو کیا یہ انوار آفتاب کے تاریک اور مظلم بنانے کے لئے مؤثر ہوسکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح خدا کی قدرت کاملہ خدا کو مردہ اور معیوب بنانے کے لئے کارآمد نہیں ہوسکتی۔

چوتھا جواب ۔ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کا وجود واجب اور ضروری ہے اور عدم اس کا محال اور ممتنع ہے اور قدرت کا تعلق محالات کے ساتھ نہ ایجاداً (یعنی قدرت اس محال کو موجود کرے) ہوسکتا ہے اور نہ اعداماً (یعنی

[۵] کذا فی المکتوبات ص۳۱۵ ج ۱

قدرت اس محال کو معدوم کر دے) اس لئے کہ محال اس کو کہتے ہیں کہ جس کا عدم حتمی اور لازمی ہو اور اس کا وجود میں آنا ناممکن ہو۔ پس اگر قدرت کا محال کیساتھ اعداماً تعلق ہو تو معدوم کا معدوم کرنا لازم آتا ہے جس سے کوئی فائدہ نہیں اور اگر ایجاداً اس کے متعلق ہو تو محال کا موجود ہونا لازم آتا ہے۔ اور کوئی شے وجود میں داخل ہونے کے بعد محال نہیں رہ سکتی۔ اور علی ہذا قدرت کا تعلق واجبات کے ساتھ بھی نہ ایجاداً ہو سکتا ہے نہ اعداماً۔ ایجاداً تو اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ موجود کو موجود کرنا سراسر تحصیل حاصل ہے۔ اور اعداماً اس وجہ سے نہیں ہو سکتا کہ واجب یعنی جس کا وجود ضروری اور حتمی تھا اس کا معدوم کرنا لازم آتا ہے۔ اور معدوم ہونے کے بعد وہ شے واجب نہیں رہ سکتی۔

الحاصل اس کے قدیر اور مقتدر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اور اگر شک ہو تو کیونکر ہو۔ ایسے حکیمانہ افعال اور مناظر قدرت کو دیکھ کر بھی اگر کوئی بدبخت اس کی قدرت کو نہ مانے تو اس کی مثال اس شخص کی سی ہوگی کہ جو مخمل اور کمخواب کو کہ جو قسم قسم کے نقش و نگار سے مزین ہو دیکھ کر یہ کہے کہ یہ کپڑا کسی مردہ شخص یا اپاہج اور بے دست و پا انسان کا بنا ہوا ہے۔

پانچواں جواب - نیز یہ سوال کرنا کہ کیا خدا تعالیٰ اپنا مثل بنا سکتا ہے۔ اس سوال کے معنی یہ ہیں کہ کیا خدا تعالیٰ اپنی الوہیت اور وحدانیت کو باطل کر سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ تمام عقلا کے نزدیک یہ سوال مہمل ہے۔

نیز یہ سوال اہل اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں جو لوگ بھی خدا کے علیم و قدیر کو مانتے ہیں ان سب پر یہ سوال وارد ہوتا ہے۔

( ) سرخ نشان

مدت خریداری ختم ہونے کی علامت ہے

جن حضرات کے اس ماہ کے رسالہ میں سرخ نشان بنا ہوا ہے ان کا چندہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کے رسالہ کے ساتھ ختم ہو جائے گا۔

لہذا سرخ نشان والے تمام ہمدردوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنا چندہ مبلغ **دو روپے** مدت خریداری ختم ہونے سے قبل ہی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر اپنے رسالہ کی سرپرستی کا سلسلہ جاری رکھیں۔

جن حضرات کا چندہ شمارہ (۴) جلد (۲) بابتہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ کی اشاعت کے بعد بھی موصول نہ ہوگا اور نہ اس مدت میں ان کی طرف سے ہمیں کوئی اطلاع ملے گی ان کی خدمت میں ماہ جمادی الاولیٰ کا رسالہ بذریعہ وی پی حاضر کیا جائیگا۔ امید ہے کہ وہ وی پی وصول فرما کر اپنا اخلاقی فرض ادا کریں گے اور اپنی ملی امانت کو فائدہ پہنچانے کی بجائے اسکی نقصان رسانی کا موجب نہ بنیں گے۔ کیونکہ ہر وی پی کی واپسی پر دارالعلوم کو ۳/ کا نقصان برداشت کرنا پڑیگا۔

کسب معاش کے متعلق قرآن حکیم کی رہنمائی

(از مولانا محمد اصغر حسین صاحب، فاضل دیوبند، پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ)

خداوند حکیم و علیم نے انسانوں کو عقل و فہم اور قوت نظر و استدلال عطا کر کے اپنی ربوبیت و خالقیت اور توحید و الوہیت کا اعتراف و اعتقاد کرنے کی ہدایت و توفیق بخشی ہے۔ لیکن یہ عقل و نظری روشنی صفات الٰہی کی تفصیلات اور شکر و عبادت کی تشکیلات کے دریافت کی راہ میں ناکافی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و مہربانی سے پیغمبروں کو بھیجکر اپنی ذات و صفات کی تعریف و توصیف اور شکرگذاری و عبادت کی تشکیل و تعیین۔ اور دوسری حیات غیبیہ کی نعمت و نقمت سے پورا روشناس کرنے اور کامل رہنمائی کا سامان مہیا کر دیا باقی دنیاوی زندگی بسر کرنے کے سلسلے میں کسب معاش کے علوم و فنون کی ایجاد و ترقی اور اسباب و وسائل کی تحصیل و تکمیل کو انسانی عقل و رائے۔ تجربہ و بحث اور تجسس و تفتیش پر چھوڑ دیا۔ دیکھو قرآن حکیم نے نہ تو زراعت و تجارت کی تفصیلات کی رہنمائی کی ہے اور نہ صنعت و حرفت کے مواد و آلات کو مفصل بیان کیا ہے۔ ان سب معیشت کے دروازوں میں داخل ہونے کے لئے عقل و تدبیر، کوشش و ہمت۔ اور قوت و استعداد کی کنجی انسانوں کے قبضہ اقتدار میں دیدی گئی کہ اپنی صلاحیت و طاقت کے ماتحت عالم کے اسباب و مواد سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں حتیٰ کہ مادی ترقیوں کی انتہائی بلندی تک پہنچ جائیں چنانچہ آج جن انسانوں نے اپنی ساری ہمتیں مادیات ہی سے فائدہ اٹھانے میں صرف کردی ہیں۔ انھوں نے آگ اور پانی کی پوشیدہ طاقتوں کا سراغ لگاکر اس حد تک ترقیاں کی ہیں کہ پچھلے زمانے میں کبھی بھی اتنی ترقیاں نہ ہوئیں اور کم از کم تاریخ تو نہیں بتاتی۔ بہرکیف اس تمدنی سلسلے میں انسانوں کے آپس میں لین دین اور اس کے معاہدے ہونے ناگزیر تھے۔ ان ہی کو ہم لوگ معاملات سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان معاملات کو قرآن حکیم نے بطلان و تعدی کی برائیوں سے پاک و صاف کرنے اور فتنہ و فساد کی آگ سے محفوظ رکھنے کے لئے کچھ احکام، قواعد کلیہ کی صورت میں بیان کردیئے ہیں تاکہ منشاء اسلام جو ایک روحانی تمدن کا قائم کرنا اور حق و عدل کا نور پھیلانا ہے" پورا ہو نہ کہ صرف طبعی لذت کے پیچھے پڑ کر عقل و فہم کی ساری قوتوں کو مادیات کے اسباب سے فائدہ اٹھانے میں بے لگام چھوڑ دیا جائے جیسا کہ آج یورپ و جاپان بے لگام ہوکر اخلاق و روحانیت کی بربادی اور امن و رحمت کی ہلاکت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

قرآن حکیم نے معاملوں کاروباری زندگی میں تجارتی منافع کو جائز قرار دیتے ہوئے ہر باطل و ناروا حیلہ و تدبیر سے

مال حاصل کرنے کی ممانعت کردی۔ اور لوگوں کے مال کو خورد و برد کرنے سے روک دیا۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم (سورۂ نساء رکوع ۵)	اے ایمان والو ایک دوسرے کے مال کو ناحق خورد و برد نہ کرو ہاں اس صورت سے کہ آپس کی رضامندی سے خرید و فروخت ہو۔

قرآن حکیم نے دوسری جگہ لوگوں کا مال خورد و برد کرنے سے منع کرنے کے ساتھ ہی اس مال کو حکام تک رسائی پیدا کرنے کا ذریعہ بنانے سے بھی منع کردیا۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون (سورۂ بقرہ رکوع ۲۳)	اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق خورد و برد نہ کرو اور اس مال کو حاکموں تک نہ پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال میں سے کچھ ناجائز طور پر جان بوجھ کر ہضم کر جاؤ۔

ناحق مال کھانے کی کلی ممانعت کئے جانے کے ساتھ ایک سب سے زیادہ تباہ کن ذریعہ (سود) کی حرمت میں متعدد آیتیں اتاری گئیں۔

الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ (سورۂ بقرہ)	جو لوگ سود کھاتے ہیں نہ اٹھیں گے قیامت کو مگر جس طرح اٹھتا ہے وہ شخص جس کے حواس کھو دئے شیطان نے لپٹ کر یہ اس وجہ سے کہ انھوں نے کہہ دیا کہ بیع کا معاملہ اور سود کا معاملہ ایک ہی جیسا ہے۔ حالانکہ بیع کو اللہ نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔

سود خوار لوگ کسب و عمل کی محنت کے دائرہ سے نکل کر بے رنج و محن روپیہ جمع کرنے کی مستی میں اعتدال سے باہر ہو جاتے ہیں اس لئے غایت نشاط و سرمستی میں مخبوط الحواس کی طرح غیر منتظم حرکات کرنے لگتے ہیں۔ ہمدردی کے عوض بے رحمی۔ باہمی تعاون کے بدلے ایذارسانی۔ غرض اس طرح انسانیت سے دور ہو جاتے ہیں کہ خبط الحواسی میں خرید و فروخت اور سودی کاروبار کا امتیاز بین بھی ان کی بصیرت کی آنکھوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور دونوں کو برابر کہہ اٹھتا ہے باوجودیکہ دونوں میں ظاہر فرق ہے۔ دیکھو کہ خرید و فروخت کے معاملہ میں سرمایہ داری کی خصوصیت نہیں غریب و امیر ہر ایک دوسرے سے نفع اٹھاتا ہے پھر یہ نفع مبادلۂ طرفین کے ضمن میں حاصل ہوتا ہے بخلاف سودی کاروبار کے کہ یہ محض سرمایہ دار کے ساتھ مخصوص ہے اور بلا معاوضہ فقط مہلت دینے کی قیمت وصول کرتا ہے اور طرفہ یہ کہ قیمت بھی معمولی نہیں بلکہ بسا اوقات راس المال سے دوگنی اور تگنی۔ پھر طرفہ تر یہ کہ حاجتمند بھائیوں کی حاجت روائی کے عوض ان کی ضرورت کو ایک شکار کی گھات سمجھ کر سودی روپیہ کے قرض کا جال ایسا بچھا دیتا ہے کہ مقروض مزدور تمنداس میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ قرآن حکیم نے سود خواروں کے عقیدہ باطل "بیع و ربوا کی مماثلت" کی تردید میں معاملہ

خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام بتا کر اسی فرق و امتیاز کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر قرآن کریم نے سود اور صدقات و خیرات کے نتائج و ثمرات کا تقابل دکھا کر سود کی برائی پر دوسرے نوع سے روشنی ڈالی ہے۔

یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات واللہ لایحب کل کفار اثیم (سورہ بقرہ)	اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور جتنے ناشکرے نافرمان ہیں خدا ان کو دوست نہیں رکھتا۔

سود کے گھٹائے جانے کا مطلب یہ ہے کہ سود خوار لوگ جن اغراض و مصالح، آرام و آسائش، تنعم و تلذذ، حصول جاہ و عزت وغیرہ کو سود خوری سے وابستہ رکھکر سودی کاروبار کرتے ہیں ان سب کو روپیہ جمع کرنے اور سود بڑھانے کی حرص و ہوس پر بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ نہ تو ان کو لطیف و نفیس غذا نصیب ہوتی ہے اور نہ اطمینان و سکون قلب میسر ہوتا ہے اور نہ لوگوں کی نظروں میں ان کی حقیقی عزت و وقعت ہی رہتی ہے۔ غرض مال کی برکات مادی و روحانی دونوں میں سے کسی سے متمتع ہونے کی توفیق نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی عادات جاریہ کے ماتحت مال کی پرستش کرنے والے اور ضرورتمندوں کا خون چوسنے والے دولت و ثروت کے ثمرات عالیہ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بخلاف صدقہ و خیرات کرنے والے کہ ان کی معاشری و ملی زندگی خوب گذرتی ہے۔

مصالح عام و خاص سے دلچسپی۔ خورش و پوشش میں وسعت و کشادگی۔ بی بی بچے خوش و خرم۔ لوگوں کی نظروں میں عزیز و محترم۔ پھر آخرت میں عجیب و غریب نعمتوں اور عظیم کرامتوں سے نوازے جانے کا وعدہ

وماتنفقوا من خیر فلانفسکم (سورہ بقرہ ۲۷۲)	اور جو مال تم خرچ کرو گے اس کا نفع تمہارے لئے (دونوں جہان میں) ہے
الذین ینفقون اموالہم باللیل والنہار سرا وعلانیۃ فلہم اجرہم عند ربہم ولاخوف علیہم ولاہم یحزنون (سورہ بقرہ ۲۷۴)	جو لوگ اپنا مال رات اور دن پوشیدہ اور آشکارا خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں بدلہ ہے اور نہ ان کو کوئی خوف و خطر ہے اور نہ مغموم ہوں گے۔

اور باقی عام طور سے جو یہ مطلب سمجھا جاتا ہے کہ سود کے مال میں بے برکتی اس معنے کر ہے کہ ایسا مال تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور سود خوار فقیر و محتاج بنکر رہجاتا ہے اور واقعات و حکایات سے اس کی تائید بھی کی جاتی ہے تو یہ امر کلیۃً صحیح نہیں۔ یہودیوں کو دیکھو کہ نسلاً بعد نسل ان کا عام پیشہ سود خوری چلا آرہا ہے پھر اس کے باوجود ہمیشہ مالدار بھی چلے آرہے ہیں۔ اور آج تو دنیا کی ساری قوموں میں یہی قوم سب سے زیادہ مالدار ہے۔ ہاں نہیں ہے تو وہی منافع مال، عزت و جاہ اور اطمینان و سکون، اسی طرح ہندوستان کے طول و عرض میں سود خوار بنیوں پر ایک طائرانہ نگاہ ڈال جاؤ۔ بہتیرے سودی کاروباری گھرانوں کو کئی کئی پشتوں تک مالدار ہی پاؤ گے۔ ہاں مال و زر کے حقیقی منافع سے متمتع ہوتے نہ دیکھو گے۔ پھر دنیاوی بے برکتی "جسے قرآن حکیم میں اخروی بے برکتی کے شمول میں لفظ محق سے تعبیر کیا گیا ہے" کے علاوہ الگ سے اخروی سزا اس درجہ ہولناک ہے کہ یہی ایک جرم جہنمی ہونے کے لئے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ

دوزخی ہونے کے واسطے کافی ووافی ہے ۔

ومن عاد فاولئك اصحاب النار هم فيها خالدون (بقرہ ۳۶) — اور جس نے (حرام ہونے کے بعد) پھر سود لیا تو وہ لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔

پھر سود کی حرمت اور اس کے دینی و دنیاوی خراب نتائج ظاہر کرنے کے بعد سودی کاروبار کو ختم کردینے کے لئے نہایت غضب آلود عنوان اختیار کیا گیا ہے کہ پہلا سود نہ چھوڑنا خدا اور رسول سے جنگ کرنا ہے ایسی سخت وعید تو کسی بڑے گن ہ کے بارہ میں بھی نہیں آئی ۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ وان تبتم فلکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون (سورہ بقرہ ۳۰۶) — اے ایمان والو تم اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہگیا ہے اس کو چھوڑ دو اور اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کرتے ہو تو اصل رقم تمہاری ہے نہ تم کسی کا نقصان کرو اور نہ کوئی تمہارا نقصان کرے ۔

ایک شبہ کی تقریر اور اس کا جواب آجکل بہتیری سمجھدار ہستیاں جن میں اکثریت جدید تعلیم یافتوں کی ہے کہتی ہیں کہ سود کی حرمت ہی نے مسلمانوں کو مالی وملکی تباہی کے غار میں دھکیل دیا ہے ۔ ملکی ومعاشرتی ضرورتوں نے ہمیں قرض لینے پر مجبور کیا اور ہمارے مسلمان سرمایہ دار بھائیوں کو سود کی حرمت کے باعث سودی قرضہ دینے سے احتراز رہا پس لامحالہ غیروں سے قرض لینا ناگزیر ہوا جسکی وجہ سے ہمیں دوہرا نقصان اٹھانا پڑا ۔ ایک تو ہماری دولت غیروں کے یہاں چلی گئی ۔ دوسرے ہمارے مسلمان سرمایہ داروں کو جو اس معاملہ سے نفع پہنچتا وہ بھی رُک گیا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اغیار ہماری ساری کائنات کے مالک بن بیٹھے اور ہم فقیر ومفلس ہوگئے ۔ یہ روز بد اسی سود کی حرمت کے ماتحت دیکھنے پڑے ۔ بظاہر تو یہ منطق نہایت دلآویز ہے ۔ لیکن واقعہ میں بالکل مغالطہ آمیز ہے ۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں نے دین اسلام کے حکم واشارہ پر سودی کاروبار چھوڑ رکھا ہے اگر یہ واقعہ ہے تو پھر سودی قرض لینے کے لئے دین اسلام نے کب ہدایت کی تھی جو سودی قرض لیکر اپنی دولت وحکومت کھو بیٹھے ۔ اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ اسلام ہی کے منع کرنے سے مسلمانوں نے سودخواری کے معاملہ سے احتراز کیا ہے تو کیا اس دین نے صنعت وحرفت ۔ زراعت وتجارت سے بھی منع کر رکھا ہے ۔ جو مسلمانوں کا ان سب میں کوئی حصہ نہیں ۔ بات یہ ہے کہ عموماً مسلمانوں نے صدیوں سے حقیقت دین کو پس پشت ڈالکر چند مراسم وعادات آبائی وقومی کا نام دین رکھ چھوڑا ہے ۔ اور اپنی جہالت سے اسی نام کے دین کو مانع ترقی سمجھکر مزید جہالت کا ثبوت بہم پہنچایا ہے ۔ آج مسلمان اگر اپنی گذشتہ ترقیوں اور تنزلیوں کا صحیح مطالعہ کرکے ان کے اسباب سے واقفیت حاصل کرتے تو جس دین نے انہیں دنیا کے معمورہ اعظم کے تخت وتاج کا مالک بنا دیا تھا اسکو باعث تنزلی قرار دینے کی ہرگز جرأت نہ کرتے اور اگر دینی ہدایت کی روشنی میں راہ عمل اختیار کرتے تو نہ سودی قرض کی گرانباری سے تباہی وبربادی کے غار میں گرتے

ورنہ صنعت و حرفت۔ تجارت و زراعت کے میدان میں ہم کسی سے پیچھے ہوتے؟ اسلام نے "خلق لکم ما فی الارض جمیعاً" اور "سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض جمیعاً" کا درس دیکر دنیا کو مسخر کرنے اور اس سے متمتع ہونیکا راز بتایا تھا چنانچہ ہمارے پچھلوں نے ان ہدایات کے ماتحت عالم کو مسخر کرکے عدل و مساوات کی حکومت کا سکہ رائج کیا۔ پھر ایک طرف اگر دنیا کی ساری ایسی چیزوں سے جو انسانی قدرت و اثر کے ماتحت ہیں حیات جسمانی کے لئے بہترین سامان مہیا کیا تو دوسری طرف غیر محدود اشیاء سے نظر و اعتبار کے ذریعہ حیات ایمانی کو فروغ دیا۔ مگر خلف نے اس شاہراہ ہدایت سے کنارہ کشی و اسراف و بے عملی اور کفران نعمت و معصیت کوشی کی راہ چلکر ملی و ملکی امانتوں کو ضائع کر دیا۔ اور مادی و روحانی، عقلی و جسمانی ترقیات کی عمارتوں کو ڈھا دیا۔ اور جن قوموں نے خود مسلمانوں ہی سے سبق لے کر روحانی و مادی ترقیوں میں سے صرف مادیات کی دنیا سے آگ اور پانی کی پوشیدہ طاقتوں پر قبضہ کرکے عروج و ترقی کی سحرکاریاں دکھائی ہیں آج مسلمان ان سے مسحور ہوکر انکی ہر روش میں اندھی تقلید کرکے جدید ترقی کا خواب دیکھنا چاہتا ہے۔ اگر یہ خواب شرمندۂ تعبیر بھی ہو جائے تو اسلامیات و روحانیات کے لئے عین زوال ہے۔ اسواسطے ایسی ترقیوں سے گو مسلمانوں کی قومی عروج کا آفتاب تاباں ہو کر دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دے لیکن قرآن حکیم کی تعلیمات کی روشنی میں "جو روح و مادہ دونوں کی اصلاح و ترقی کی دعوت دیتا ہے نہ کہ صرف مادی ترقی جس کے پس منظر عریاں تہذیب اور حیا سوز اخلاق کا مظاہرہ ہو"۔ ایسی ترقیاں اسلامی ترقیاں ہرگز نہ ہوں گی۔ جیسا کہ آج ترک نے اپنے ہمسایہ اقوام یورپ کے قدم بقدم حربی طاقت، ملکی سطوت، مادی عروج۔ ہیولانی علو کا مظاہرہ کرکے قوم مسلم کا بول بالا قائم کر رکھا ہے۔ لیکن ساتھ ہی لا مذہب یورپ کی اندھی تقلید میں رقص و سرود خانے، لہو و تماشا گاہیں قائم کرکے انسانیت و روحانیت کے خلاف حیوانیت و مادیت کی نمائشگاہیں ترتیب دیں جن کا اسلام متحمل نہیں ہرگز اسلامی ترقی نہیں کہی جا سکتی۔ اس افراتفری کے خلاف عموماً خانقاہ نشینوں اور تکیہ داروں نے ذکر الٰہی کے نام پر اپنے آپ کو محصور دکھا کر کسب و عمل چھوڑ رکھا ہے اور صدقات و ہدایا وصول کرنے کا شیوہ اختیار کر لیا ہے۔ آیت پاک "للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ الخ" نے جن ضرورتمندوں کو خیرات و تحفہ کا حقدار قرار دیا ہے ان کی اولین صفت اللہ کی راہ میں ایسا محصور ہو جانا لازم ہے کہ کسب و عمل ناممکن ہو گیا ہو جیسا کہ مسجد نبوی کے سائبان نشینوں کی شان تھی کہ اپنے اوطان و مکان کو خیرباد کہکر اور مال و جائداد کو چھوڑ کر دربار رسالت میں پہنچے ہوئے تھے اور فی سبیل اللہ جہاد و قتال۔ حفظ قرآن اور تحصیل حدیث کی راہ میں محصور ہو کر عام اسباب معیشت کے شغل سے معذور تھے۔ کیا تکیہ دار دکانداروں میں کوئی بات بھی ہے کہ محض بیدار کسب معاش چھوڑ کر مسلمانوں کے مال پر زندگی بسر کرنیکا حق رکھتے ہوں۔ بنا برایں بادقار جماعت کے ہاتھ پاؤں جوڑ کر بیٹھ جانے سے مسلمانوں کا دائرۂ عمل تنگ ہو کر رہ گیا ہے۔ قرآنی ہدایات کے ماتحت دونوں گروہوں سے جنگ کرتا گریبان اور جب تک کوتاہ آستینوں اور درازدستوں دونوں کو اسلامی اعتدال کی راہ پر لایا نہ جائے گا اسلامی ترقی کا خواب بلا تعبیر ہی رہے گا۔

موضوعات القصاص

وعظ وتقریر اور بے تحقیق روایات

(از مولانا محمد حبیب الرحمٰن الاعظمی (فاضل دیوبند) صدر مدرس مدرسہ مفتاح العلوم مئو)

بے تحقیق روایات بیان کرنے میں وعظ گو طبقہ ہمیشہ سے بدنام ہے، اور یہ بدنامی کچھ بے وجہ نہیں ہے، اس لئے کہ آج بھی مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ کم استعداد و بے سواد واعظ ہی نہیں بلکہ اچھی استعداد کے بعض بعض مقرر حضرات بھی اس کا خیال نہیں رکھتے کہ اپنی تقریروں میں صرف وہی روایتیں بیان کریں جو اہل فن کے معیار تحقیق پر پوری اتر چکی ہوں۔

دارالعلوم دیوبند ہندوستان میں درس حدیث کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ اس سے تعلق رکھنے والے حضرات پر روایات کے تحقیق کی ذمہ داری سب سے زیادہ عائد ہوتی ہے۔ اس لئے ابناء دارالعلوم کو اس ذمہ داری کا بہت زیادہ احساس کرنے کی ضرورت ہے۔

ذیل میں دو ایک روایتیں ذکر کیجاتی ہیں۔ جنکو عام طور پر واعظ حضرات بیان کر جاتے ہیں۔ حالانکہ ان کا بیان کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے، تاوقتیکہ ان کا موضوع و باطل ہونا ظاہر نہ کیا جائے۔

(۱) بعض واعظ حضرات کو میں نے خود بیان کرتے سنا ہے کہ "ایک دفعہ حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما سخت بیمار ہوگئے تو حضرت علی، حضرت فاطمہ اور انکی لونڈی نے نذر مانی کہ خداوند تعالیٰ دونوں صاحبزادوں کو شفا دیدے تو ہم تین روزے شکرانہ کے رکھیں گے، اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا دی اور نذر ماننے والوں نے روزہ رکھنا شروع کیا۔ اتفاق سے گھر میں کوئی چیز کھانے کی نہ تھی۔ فکر ہوئی کہ شام کو افطار کے لئے کچھ ہونا چاہئے۔ اس لئے حضرت علیؓ ایک یہودی کے پاس سے تین صاع جو قرض مانگ لائے۔ حضرت فاطمہؓ نے اس میں سے ایک صاع پیس کر روٹیاں پکائیں۔ جب شام کو کھانے بیٹھے تو جیسے ہی کھانا سامنے آیا، ایک مسکین نے دروازہ پر کھانے کا سوال کیا۔ گھر والوں نے کل کھانا اٹھا کر مسکین کو دیدیا۔ اور خود بھوکے سو رہے۔ دوسرے دن پھر روزہ تھا اس لئے افطار کے لئے دوسرا صاع پیس کر روٹی پکائی گئی خدا کی شان کہ آج جب کھانے بیٹھے تو ایک یتیم نے آواز لگائی یتیم کے سامنے دوسرا کون کھاتا اس لئے

کل کھانا یتیم کو بھجوادیا گیا اور آج بھی اسی طرح سو رہے۔
تیسرے دن پھر روزہ تھا ایک صاع جو بچ رہا تھا آج اسکی روٹی پکی لیکن افطار کے وقت آج بھی کھانیکی نوبت نہیں آئی۔ اس لئے کہ آج ایک قیدی نے کھانیکا سوال کیا۔ اور کھانا اسی کو دیدیا گیا۔

اس وقت سورۂ دہر کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یُوفُونَ بِالنَّذرِ وَیَخَافُونَ یَوماً کَانَ شَرُّہٗ مستطیرا و یطعمون الطَّعام علیٰ حُبِّہٖ مسکینا و یتیما و اسیرا انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکُوراً۔

مگر یہ قصہ از سرتاپا بالکل جھوٹ ہے اور اس قصہ کو آیات مسطورہ بالا کا سبب نزول بتانا افتراء محض ہے سیوطی نے اللآلی المصنوعہ ص۱۹۲ جلد ا میں حکیم ترمذی کے حوالے سے بلا قیل و قال لکھا ہے۔ ھذا احادیث تعمل یعنی یہ گھڑی ہوئی حدیث ہے۔

(۲) بعض حضرات کو میں نے بیان کرتے سنا ہے کہ ایک دن حضرت عائشہ صدیقہ اپنے میکے گئی ہوئی تھیں۔ جب وہاں سے لوٹ کر آئیں تو دیکھا کہ ان کے حجرہ کا دروازہ بند ہے۔ دستک دی تو اندر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بولے۔ کون؟ انھوں نے کہا عائشہ، حضرت نے فرمایا کون عائشہ یہ بولیں کہ ابوبکر کی بیٹی، حضرت نے فرمایا کون ابوبکر؟ حضرت عائشہ ان غیر متوقع سوالات سے خوفزدہ ہوکر پھر میکہ لوٹ آئیں۔ دوسرے دن جب آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو کل کا واقعہ سنایا، حضرت نے سنکر فرمایا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل

اس قصہ کا کتب احادیث میں کوئی ذکر نہیں ہے علیٰ ہذا القیاس حدیث کے یہ الفاظ بھی کتب احادیث میں ناپید ہیں علامہ ابن الربیع شیبانی نے تمیز الطیب من الخبیث ص۱۳۱ میں لکھا کہ اسکو صوفیہ بکثرت ذکر کرتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ حضرت علی کی اس حدیث کے ہم معنی ہو جس کے الفاظ یہ ہیں۔

انہ کان اذا دخل منزلہ جزأ دخولہ ثلاثۃ اجزاء جزأ للہ وجزأ لاھلہ وجزأ لنفسہ رشمائل ترمذی	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں آتے تو اپنے وقت کے تین حصے فرماتے ایک خدا کیلئے ایک گھروالوں کیلئے اور ایک اپنے نفس کیلئے

علامہ کی اس تحقیق کا حاصل یہ ہوا کہ یہ الفاظ تو کہیں مروی نہیں لیکن ان الفاظ کی مراد یہ ہو کہ آنحضرت کا ایک وقت خدا کے ساتھ مشغولیت کے لئے خاص ہوتا تھا تو یہ حضرت علیؓ کی مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہے۔

لیکن پھر واقفکار جانتا ہے کہ واعظ حضرات کا مقصود لی مع اللہ وقت کے بیان کرنے سے وہ نہیں ہوتا جو علامہ موصوف نے بیان کیا ہے بلکہ ان کا مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خاص قسم کی استغراقی کیفیت کا بیان ہوتا ہے اور وہ حضرت علیؓ کی مذکورہ بالا حدیث سے ثابت نہیں۔

(۴) بعض حضرات بیان کرجاتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کو طور پر جوتے اتار دینے کا حکم ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جوتے پہنے ہوئے عرش پر تشریف لیگئے، اور ثبوت میں بعض تفاسیر کا حوالہ بھی پیش کردیتے ہیں۔ لیکن "لکل فن رجال" کے اصول سے کسی حدیث کے صحت وسقم اور اس کے ثبوت وعدم ثبوت کے باب میں محقق علماء حدیث کی تحقیقات پر اعتماد لازمی ہے۔ دوسرے فنون کے ماہرے ماہر عالم کا کسی حدیث کو ذکر کرنا بلکہ اس کو صحیح قرار دینا بھی قطعاً درخور اعتنا نہیں ہے۔

امام رضی الدین قزوینی، علامہ مقری اور علامہ زرقانی نے اس قصہ کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے زرقانی نے لکھا ہے۔

انہ لا اصل لرقیہ صلی اللہ علیہ وسلم العرش وانہ لا اصل لوطیہ السموات العلی بنعلہ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرش پر جانا اور جوتوں سمیت آسمانوں پر جانا دونوں بے اصل ہیں۔

مولانا عبدالحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ غایۃ المقال ص۱۵ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان ھذہ قصۃ موضوعۃ مخترعۃ باطلۃ مختلقۃ	یہ قصہ موضوع، گھڑا ہوا، باطل اور جھوٹا ہے۔

اس صحبت میں انہیں مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں، موقع ہوا تو آئندہ دوسری مثالیں پیش کرونگا۔ واللہ الموفق

"ماہنامہ دارالعلوم"

دارالعلوم کے تمام مخلصین، منتسبین اور متوسلین کا فرض ہے کہ وہ اپنے مرکز سے متعلق اور وابستہ رہنے کے لئے "ماہنامہ دارالعلوم" کا مطالعہ اپنے لئے ضروری قرار دے لیں۔ ہمیں امید ہے کہ جن ہمدردوں اور دوستوں نے اب تک "دارالعلوم" کا سالانہ چندہ مبلغ دو۲ روپے ارسال نہیں فرمایا ہے وہ اب اپنا چندہ ارسال فرماکر ہمیں شکر گذاری کا موقع دیں گے اور اپنے ماھنامہ کی بنیادوں کو مضبوط بنائیں گے۔

"ناظم ماہنامہ دارالعلوم"

فتاویٰ دارُالعلوم دیوبند

سوال ۱ انگریزی اخبارات میں ایک انعامی معمہ شائع ہوتا ہے۔ اصول اس کے یہ ہیں (۱) ہر ایک معمہ کا داخلہ بذریعہ فیس ہوتا ہے (۲) تمام فیس داخلہ اکٹھا کرکے اس سے انعامات دیے جاتے ہیں۔ انگریزی میں سوالات ہوتے ہیں۔ پہلا انعام سب سے درست والیکو۔ دوسرا انعام ایک غلطی والیکو اسی طرح چار غلطی تک ملتے ہیں۔ اور جن کی چار سے زیادہ غلطیاں ہوتی ہیں ان کو کچھ نہیں ملتا۔ عند الشرع یہ جائز ہے یا نہیں۔

جواب ۔ شرعی نقطہ نگاہ سے صورت مسئول عنہا بالکل ناجائز ہے کیونکہ یہ بھی قمار کی ایک شکل ہے فقط واللہ اعلم

سید احمد علی سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

سوال ۲ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں۔ (۱) کہ صاحب مال کمیشن منڈی والوں سے کبھی قرض لیتا ہے اور اپنا مال رکھ کر اکٹھا خاص اسی منڈی کو فروخت کیواسطے روانہ کرتا ہے۔ شرعاً اس کا کیا حکم ہے۔

(۲) یہ کمیشن منڈی بغیر سرمایہ کے نہیں چل سکتی کبھی شرکاء سرمایہ اور کام دونوں میں شریک ہوتے ہیں (۳) اور کبھی ایک کا سرمایہ ہوتا ہے اور ایک کی محنت شرعاً ایسی شرکت کیا حکم رکھتی ہے

جواب ۔ (۱) اگر کمیشن منڈی والوں کی طرف سے قرض دیتے وقت یہ شرط نہ ہو کہ مال اُسی خاص منڈی کو دینا ہوگا تو یہ معاملہ جائز ہے۔ اور اگر یہ شرط ہو تو پھر معاملہ مذکورہ شرعاً جائز نہیں اس لئے کہ قرض لینا یہ مستقل معاملہ ہے۔ اور کمپنی کو مال دینا یہ دوسرا معاملہ ہے اور ایک معاملہ میں دوسرے معاملہ کی شرکت مستفد عقد ہے۔

(۲) اگر شرکاء سرمایہ اور کام دونوں میں شریک ہوں تو یہ شرکت جائز ہے لیکن اس میں نفع کی تقسیم بطور مبہم سہام کے کرنی ضروری ہوگی مثلاً تہائی یا چوتھائی اور اس طرح سے کرنا صحیح نہ ہوگا کہ جس قدر نفع ہو اس میں سے دس روپے ہمارے اور باقی تمہارے۔ یا دس روپے تمہارے اور باقی ہمارے۔ کما فی الدر المختار ص ۳۶۴ ج ۳ وشرطہا اے شرکۃ العقد کون المعقود علیہ قابلا للوکالۃ۔ وعدم ما یقطعہا کشرط دراہم مسماۃ من الربح لاحدہما اور شامی میں ہے وتفسد باشتراط دراہم مسماۃ من الربح لاحدہما لقطع الشرکۃ۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی رقم مقرر نہ کی گئی ہو۔ بلکہ حصہ وسہام کا اعتبار کیا ہو یعنی یہ کہ آدھا تمہارا اور آدھا ہمارا۔ یا یہ کہ ایک حصہ تمہارا اور دو حصے ہمارے وغیر ذلک۔ اور ایسے ہی دیگر شرائط شرکت کا لحاظ بھی ضروری ہوگا۔

(۳) اور اگر یہ صورت ہو کہ سرمایہ ایک کا اور ایک کی محنت اور نفع میں دونوں شریک یہ صورت مضاربت کی ہے

اس میں شرائط ذیل کا لحاظ ضروری ہے۔
اوّل یہ کہ راس المال ثمن نقد ہو۔ دوم یہ کہ راس المال معین ہو۔ سوم یہ کہ وہ مال مضارب کے قبضہ میں دیدیا جائے۔ اور اگر روپیہ حوالہ نہ کیا اپنے ہی پاس رکھا تو وہ معاملہ فاسد ہوگا۔ چہارم یہ کہ نفع دونوں میں مشترک ہو۔ پنجم یہ کہ اس نفع میں ہر ایک کا حصہ معین ہو۔ ششم یہ کہ حصہ بطور سہام مبہم کے مقرر ہو دراہم معینہ کے اعتبار سے حصہ کی تعیین نہ کی جائے۔ ہفتم یہ کہ شرکت صرف نفع میں ہو۔ اگر راس المال یا نفع اور راس المال، دونوں میں شرکت لیگئی تو وہ معاملہ فاسد ہے۔ قال فی الدر المختار۔ ھی عقد شرکۃ فی الربح بمال من جانب رب المال وعمل من جانب المضارب وشرطھا کون رأس المال من الاثمان کما فی الشرکۃ۔ وکون رأس المال عینا لادینا۔ وکونہ مسلما الی المضارب۔ وکون الربح بینھما مشاعا۔ وکون نصیب کل منھما معلوما عند العقد۔ ومن شروطھا کون نصیب المضارب من الربح حتی لو شرط لہ من رأس المال او منہ ومن الربح فسدت۔
پس صورت مسئول عنہا میں اگر شرائط مذکورہ کا لحاظ رکھا جائے تو معاملہ جائز ہوگا فقط واللہ اعلم بالصواب۔
سید احمد علی سعید نگینوی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

سوال ۱۳ امام کے متعلق نزاع ہورہا ہے۔ ایک فریق جس میں کہ متولی مسجد ہے ایک شخص کو امام مقرر کرنا چاہتا ہے۔ اور دوسرا فریق جس میں اہل محلہ شامل ہیں اس شخص کی امامت پر راضی نہیں بلکہ دوسرے کو امام بنانا چاہتے ہیں تو کس کا امام نماز پڑھائے۔

جواب۔ وفی الدر المختار۔ البانی للمسجد اولی من القوم بنصب الامام والمؤذن فی المختار الا اذا عین القوم اصلح ممن عینہ البانی اھ قال الشامی وکذا ولدہ وعشیرتہ اولی من غیرھم اشباہ ثم قال الا اذا عین القوم اصلح ممن عینہ لان منفعۃ ذلک ترجع الیھم انفع الوسائل شامی ص عبارت مرقومہ سے معلوم ہوا کہ امام مقرر کرنیکا اصل حق بانی مسجد اور اُس کے بعد اس کی اولاد کو ہے۔ ہاں اگر محلہ کے نمازی کسی ایسے امام کو مقرر کریں جو بانی و اولاد بانی کے مقرر کردہ امام سے اعلم و افضل ہو تو اہل محلہ کے مقرر کردہ امام کو ترجیح ہوگی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ محمد شفیع عفا اللہ عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

رسالہ کے متعلق خط وکتابت یا ترسیل زر کیوقت اپنے پتہ کی چٹ پر سے لکھے ہوئے نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے۔ ورنہ تعمیل میں دشواری پیش آئے گی۔ "ناظم"

کوائف دارالعلوم

ترجمۂ قرآن مجید کی لازمی تعلیم - یوں تو "دارالعلوم" میں تقریباً ہمیشہ ہی بعض اساتذہ نے ترجمۂ قرآن مجید کے درس کا سلسلہ نجی طور پر جاری رکھا لیکن ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ دوسری درسیات کی طرح ترجمۂ قرآن مجید بھی داخل نصاب کرکے نظام دارالعلوم کے ماتحت اس کا مناسب انتظام کیا جائے - چنانچہ اب دارالعلوم کی مجلس علیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ترجمۂ قرآن مجید داخل نصاب کرکے سال آئندہ سے اس کا اجراء کر دیا جائے -

اب کسی طالب علم کو تفسیر قرآن مجید (جلالین شریف وغیرہ) پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی جبتک کہ اُس نے ترجمۂ قرآن مجید نہ پڑھ لیا ہو - جو طلبہ شرح جامی تک تعلیم حاصل کرچکے ہوں گے وہ ترجمۂ قرآن مجید میں شریک کئے جاسکیں گے - پورے قرآن شریف کا ترجمہ دو سال میں پڑھایا جائیگا - اور ہر دو حصوں کے لئے علیحدہ علیحدہ اساتذہ مقرر ہوں گے -

آئندہ سال کسی ایسے طالب علم کو خواہ وہ قدیم ہو یا جدید مشکوۃ شریف اور جلالین شریف پڑھنے کی اجازت نہ دیجائے گی جس نے قرآن مجید کے نصف اول کا ترجمہ نہ پڑھ لیا ہو - نصف ثانی مشکوۃ شریف اور جلالین شریف کے ساتھ پورا کیا جاسکے گا - اس سال ترجمۂ نصف اول کی تکمیل کا انتظام کردیا گیا ہے - جو امتحان سالانہ تک پورا ہوجائیگا - کامل قرآن مجید کا ترجمہ دورۂ حدیث پڑھنے کے لئے موقوف علیہ قرار دیدیا گیا ہے - شوال سنہ ۱۳۶۲ھ سے صرف وہی طلبہ دورۂ حدیث میں داخل ہوسکیں گے جنھوں نے کامل ترجمۂ قرآن مجید پڑھ لیا ہو -

دورۂ تفسیر - سنہ ۶۲-۱۳۶۱ھ سے جو طلبہ دورۂ حدیث پڑھنے کے بعد بغیر دورۂ تفسیر پڑھے ہوئے اور اس میں کامیابی حاصل کئے ہوئے دارالعلوم سے سند فراغ حاصل کرنا چاہیں گے ان کی سندوں میں وہ الفاظ لکھے جائیں گے جو فارغ التحصیل طلبہ کی قابلیت اور استعداد وغیرہ سے متعلق لکھے جاتے ہیں -

سالانہ امتحان کے لئے اوسط حاضری - کوئی طالب علم اس وقت تک کسی کتاب کے سالانہ امتحان میں شریک نہ کیا جائیگا جبتک اس کتاب میں اس کی حاضری کم از کم (۱۵۰) دن نہ ہوئی ہو - جو کتابیں اس مدت سے قبل ہی ختم ہوگئی ہوں گی ان میں ایام حاضری کا اوسط (۵۰) فیصدی ہونا ضروری ہوگا -

انتقال پر ملال - ابنائے دارالعلوم کے لئے یہ خبر یقیناً بہت زیادہ موجب رنج ہوگی کہ مولانا شکر اللہ صاحب مبارکپوری (فاضل دیوبند) نے تین ماہ کی طویل علالت کے بعد ۸ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ یوم دوشنبہ کو اس سرائے فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی۔ آپ کی وفات کی اطلاع بذریعہ برقیہ موصول ہوئی۔ ۹ ربیع الاول کو نودرہ کی وسیع عمارت میں مجتمع ہوکر اساتذہ وطلبۂ دارالعلوم نے مرحوم کے لئے ایصال ثواب کیا اور ان کی مغفرۃ کے لئے بارگاہ رب العزۃ میں دعا کیگئی۔ جن لوگوں کو مولانا مرحوم سے ادنیٰ تعارف بھی تھا سب ان کی وفات پر اظہار افسوس کر رہے تھے اور ان کے محاسن بیان کرتے تھے۔

مولانا شکر اللہ صاحب دارالعلوم کے ان مخصوص فرزندوں میں سے تھے جنھوں نے جماعتی مقاصد کی کامیابی اور سربلندی کے لئے اپنی زندگی وقف کر رکھی تھی، اپنی مادر علمی "دارالعلوم دیوبند" کے ساتھ جو غایۃ درجہ مخلصانہ عقیدت اور محبت انھیں تھی وہ دوسروں کے لئے اسوہ بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مقامی طور پر جو اثر اور رسوخ انھیں عطا فرمایا تھا وہ پوری جرأت کے ساتھ اسے مسلک حق کی ترویج و سربلندی میں صرف کرتے تھے۔ اور دارالعلوم کی ہر آواز پر لبیک کہنے کے لئے ہمہ وقت مستعد نظر آتے تھے۔ ضلع اعظم گڈھ کے مذہبی حصوں میں ان کی شخصیت مرکزی حیثیت رکھتی تھی۔ ان کی للہیت اور اخلاص کا دوستوں ہی کو نہیں دشمنوں کو بھی اعتراف تھا۔ ان کی وفات سے مسلمانوں میں ایک ایسے شخص کی کمی ہوگئی ہے جس نے ہمیشہ نمود و نمائش سے کنارہ کش رہ کر دین وملت کی ٹھوس اور شاندار خدمات انجام دیں اللہ تعالیٰ انھیں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائیں۔ ان کے پسماندگان اور متعلقین کو صبر جمیل کی نعمت سے نوازیں اور قوم کو انکا نعم البدل عطا فرماکر اس کمی کو پورا فرمادیں۔

ہمیں تمام ابنائے قدیم اور مخلصین دارالعلوم سے توقع ہے کہ وہ مرحوم کے لئے ایصال ثواب کا انتظام فرماکر اپنا فرض اخوۃ ادا فرمائیں گے۔

حلقۂ بہی خواہان - دارالعلوم کے مخلص اور بہی خواہ حضرات بدستور سابق دارالعلوم کے ساتھ اپنی دلچسپی کا اظہار فرماتے رہے۔ ماہ صفر ۱۳۸۶ھ میں مولوی سید سیف اللہ صاحب سفیر دارالعلوم نے صوبہ متوسط کا دورہ کیا۔ صوبہ کے مختلف مقامات پر جن مخلصین دارالعلوم نے محبت کیساتھ انکا خیر مقدم کیا اور دارالعلوم کے کام میں ان کا ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو جزائے خیر دے۔ اس سلسلہ میں ہم خصوصیت کے ساتھ حافظ محمد ابراہیم صاحب پیشکار (رملت پور) مولانا محمد چراغ صاحب۔ وسیٹھ محمد شفیع صاحب (ساگر) اعلیجناب حاجی عبد الکریم صاحب (بلاسپور) مولانا محمد یٰسین صاحب ومنشی خیر احمد صاحب بزاز (رائے پور) حافظ جمیل الرحمٰن

صاحب (ورگ) حافظ عبدالشکور صاحب (کامٹی) سیٹھ آدم صاحب و حافظ محمد حسین صاحب و حافظ عبدالحفیظ صاحب (ناگپور) اور بابو ولایت حسین صاحب (اٹارسی) کے شکر گذار ہیں کہ ان حضرات نے سفیر دارالعلوم کے ساتھ دارالعلوم کے مقاصد عالیہ کو کامیاب بنانے میں نہایت سرگرمی اور اخلاص کے ساتھ تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی مساعی کو قبول فرمائے اور توفیق مزید عطا فرماکر دوسروں کے لئے اسوہ بنائے۔

بہی خواہان دارالعلوم کا ایک ضروری فرض۔ موجودہ نازک دور میں جبکہ جنگ کی تباہ کاریوں نے نہ صرف ان ممالک کو جو براہ راست جنگ کی لپیٹ میں آچکے ہیں تباہی اور بربادی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے بلکہ وہ ممالک بھی اس کے تباہ کن اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکے ہیں جنکے دروازوں میں جنگ کا عفریت ابتک داخل نہیں ہوا ہے۔ ہندوستان بھی ایسے ہی ممالک میں سے ایک ہے۔ اگرچہ ہندوستان کے اندرونی علاقے ابتک جنگ کے شعلوں سے محفوظ ہیں لیکن جنگ اس کے دروازوں تک بلاشبہ پہنچ چکی ہے۔ اور جنگ کی اقتصادی تباہ کاریوں کا اثر برابر ہندوستان پر پڑ رہا ہے۔ تجارت کی تباہی اور ضروریات زندگی کی گرانی نے عوام کو بیشمار مصیبتوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ اسی کے ساتھ انھیں ملکی بچاؤ کے نام پر جنگی ضروریات میں بھی حصہ دار بننا پڑ رہا ہے ایسے حالات میں بالکل کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ "دارالعلوم" کے ذرائع آمدنی بھی محفوظ نہیں رہ سکے ہیں۔ دارالعلوم کے معاونین میں تجار اور زراعت پیشہ حضرات کی تعداد زیادہ ہے۔ تاجر حضرات جن مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ اگرچہ وہ ان مشکلات کے باوجود ابتک اللہ کی راہ میں اپنا فرض ادا کرنے کی امکانی سعی سے غافل نہیں ہیں لیکن بہرحال ان کی کاروباری ابتری کی وجہ سے دارالعلوم کی آمدنی پر نمایاں اثر پڑ رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ اس نازک گھڑی میں بہی خواہان دارالعلوم اپنے فرض کا زیادہ سے زیادہ احساس کریں۔ اور زراعت پیشہ یا ملازمت پیشہ اصحاب جنکی مالی حالت قابل شکر ہے اپنی کمائی کا ایک حصہ دارالعلوم کی امداد کے لئے وقف کرکے اپنے دینی مرکز کی حفاظت کریں اور اللہ کے دین کو سربلند کرنے میں ہمیشہ سے زیادہ حصہ لیکر اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریں کہ ایک مومن کے لئے دنیا اور آخرۃ دونوں جگہوں میں اس کی رضا سے زیادہ مستحکم اور محفوظ کوئی دوسرا قلعہ نہیں ہے۔

ہم تمام مخلصین دارالعلوم سے پرزور درخواست کرتے ہیں کہ وہ دارالعلوم کے لئے اپنی ہمدردانہ مساعی کو تیز تر کردیں اور قریب ترین عرصہ میں دارالعلوم کو اس قابل بنا دینے کی کوشش کریں کہ وہ آنے والے نازک سے نازک حالات میں بھی اپنے کام کو جاری رکھ سکے۔

(مرتب)

چندہ آمدنی دوامی واوقاف

موصولہ ماہ محرم الحرام ۱۳۶ھ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
	۲۳	آمدنی وقف دہرہ دون از کرایہ داران باظر حسین وغیرہ	للعہ ۱۳	اوقاف
	۶۳	آمدنی وقف چودہری عبد الرحمٰن صاحب بیفرمن پور ضلع مظفر نگر	املعہ	"
	۴۸	آمدنی وقف شاملی	ما ؍	"
	۸۳	سعادت علی صاحب ۱۰ بیج ۱۲ ۸ پوتہ	صر	دوامی
	۸۵	آمدنی وقف شاملی ضلع مظفر نگر	صہ	اوقاف
	۹۰	آمدنی وقف سالھن خورد پرگنہ دیوبند	سہ ۱۳	"
	۹۲	مولوی حافظ محمد حسین صاحب نئی دہلی	سے	دوامی
	۱۷۲	حاجی عبد الرحمٰن صاحب بازار چتلی قبر دہلی	عسہ	"
	۱۳۱	منجانب نواب محمد محمود علی صاحب مرحوم عطیہ حافظ حاجی احمد سعید خانصاحب چھتاری	سہ	"
	۱۵۵	آمدنی وقف شاملی	سے	اوقاف
	۱۵۶	آمدنی وقف شاملی	[illegible]	"
	۱۵۷	آمدنی وقف موضع سالھن خورد	سہ	"
	۱۵۸	آمدنی کرایہ مکان وقف رڑکی رڑکی	سے	"
	۱۶۹	مولوی عبد المجید صاحب مدرس مدرسہ صوفیہ نوریہ چاٹگام	عہ	دوامی
	۱۷۰	مولوی عبد الغنی صاحب " " "	ے	"
	۱۷۱	مولوی نور بخش صاحب " " "	عہ	"
۱۷	۱۷۲	مولوی سلطان احمد صاحب مدرس مدرسہ صوفیہ نوریہ چاٹگام	عا	دوامی
۱۸	۱۷۳	مولوی نور احمد صاحب " " "	عہ	"
۱۹	۱۷۴	مولوی ملکوت الرحمٰن صاحب " " "	عہ	"
۲۰	۱۷۵	مولوی سلطان احمد صاحب معین المدرس "	عہ	"
۲۱	۱۷۶	قاری ابراہیم صاحب " "	عہ	"
۲۲	۲۲۴	آمدنی وقف موضع وڈن والی ضلع ملتان مرسلہ حاجی غلام حسین صاحب	سار	اوقاف
۲۳	۲۷۸	آمدنی وقف رڑکی مرسلہ محمد یوسف صاحب رڑکی	پے	"
۲۴	۲۸۸	از ریاست عالیہ آصفیہ حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ	[illegible]	دوامی
۲۵	۳۰۰	ڈائرکٹر صاحب محکمہ امور مذہبی حیدرآباد دکن	[illegible]	"
۲۶	۳۰۱	آمدنی وقف موضع بھابسی رائپور ضلع سہارنپور	[illegible]	اوقاف
۲۷	۳۸۳	آمدنی وقف شاملی ضلع مظفر نگر	صہ	"
۲۸	۴۹۹	آمدنی وقف یوشا و الاشا چکلا سٹریٹ بمبئی	للعہ	"
۲۹	۵۰۱	آمدنی وقف شاملی ضلع مظفر نگر	[illegible]	"
۳۰	۵۵۱	آمدنی وقف سالھن خورد پرگنہ دیوبند	[illegible]	"
۳۱	۵۵۵	آمدنی وقف کرنال آمدہ مسلم یونیورسٹی علیگڈھ	املعہ	"
		میزان	[illegible]	

حضرات بہی خواہان سے درخواست ہے کہ وہ اپنی رقم ہمیشہ حضرت مہتمم صاحب دار العلوم کے نام ارسال فرمائیں۔ لیکن اسکے ساتھ یہ بھی ضرور تحریر فرمادیا کریں کہ یہ رقم بسلسلہ بہی خواہی دار العلوم ہے تاکہ اندراجات صحیح ہوں۔

چندہ دوامی بہی خواہان

بذریعہ شعبۂ تنظیم و ترقی

موصولہ ماہ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ

یعنی اُن حضرات کے عطیات جو حلقہ بہی خواہان دارالعلوم دیوبند کے قرطاس رکنیت کی باقاعدہ خانہ پُری کرکے دارالعلوم کی مستقل امداد فرماتے ہیں

نمبر شمار	نمبر رجسٹر	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱	۱	میاں اللہ بخش صاحب قصاب چنیوٹ جھنگ	صہ	دوامی بہی خواہ
۲	۴	مولوی محمد عثمان صاحب گملا ٹن پہاڑی نواب شاہ	صہ	"
۳	۵	مسٹر اقبال احمد حافظ شریف حسن صاحب "	صہ	"
۴	۶	جناب عبدالرحمن صاحب "	عہ	"
۵	۷	جناب غلام محمد صاحب ولد محمد صدیق صاحب "	عہ	"
۶	۸	جناب محمد صدیق صاحب "	عہ	"
۷	۱۲	مولوی سید سیف اللہ صاحب سفیر تنظیم دارالعلوم دیوبند	۱۰ر	"
۸	۱۳	جناب مولانا عبدالوحید صاحب ناظم شعبۂ تنظیم " "	۱ر	ماہانہ
۹	۲۶	منشی طاہر حسن صاحب محرر رسالہ " "	۳ر	"
۱۰	۳۵	جناب عبدالغفور صاحب سکھر سندھ	عہ	دوامی بہی خواہ
۱۱	۳۹	منشی عزیز بخش صاحب ایمن جگراؤں ضلع لدھیانہ	عہ	"
۱۲	۴۰	چودھری بابو پسر رحمت علی صاحب " "	عہ	"
۱۳	۴۱	میاں عبدالغفور صاحب " "	عہ	"
۱۴	۴۲	سید عطا محمد صاحب " "	عہ	"
۱۵	۴۳	محمد ابراہیم عرف رلا ولد جھنڈو " "	عہ	"
۱۶	۴۴	چودھری اللہ دتا فضل محمد صاحبان " "	عہ	"
۱۷	۴۵	ماسٹر رحمت علی صاحب " "	عہ	"
۱۸	۴۶	چودھری محمد بخش غلام محمد صاحبان " "	عہ	"
۱۹	۴۷	محمد حسین ولد کریم بخش صاحب " "	عہ	"
۲۰	۴۸	جناب عبداللہ خاں صاحب نمبردار دیوبند	عہ	"
۲۱	۴۹	عیدو خاں ولد جمعہ رائیں جگراؤں ضلع لدھیانہ	سہ	دوامی بہی خواہ
۲۲	۵۰	دفعدار فضل کریم صاحب موضع خوشپور چک ۲۸۲ گ ب براستہ بکانا ریلوے اسٹیشن ضلع لائل پور	ہے	"
۲۳	۵۱	جناب کھڑے خاں صاحب " "	عہ	"
۲۴	۵۲	جنابہ مسماۃ اللہ صاحبہ " "	عہ	"
۲۵	۵۳	جناب محمد اکبر صاحب " "	۲ر	"
۲۶	۵۴	حاجی محمد عزیز خاں صاحب تاجر پارچہ "	۱۰ر ہے	"
۲۷	۵۵	شیخ عبدالمجید صاحب - بیدر شریف حیدرآباد دکن	۱۳ر	"
۲۸	۵۶	مولوی شیخ انصار صاحب " "	۱۳ر	"
۲۹	۷۸	چودھری ظہور احمد صاحب دیوبند	ـہ	دفینہ زکوٰۃ
۳۰	۸۷	حاجی محمد صدیق و عبدالغنی صاحبان دہلی	صہ	"
۳۱	۹۱	مولوی عبدالکریم صاحب ملتان شہر	عہ	دوامی بہی خواہ
۳۲	۱۱۶	شیخ شمشاد حسین صاحب خلف شیخاں بجنور	عہ	"
۳۳	۱۱۷	مولوی محمد علیم صاحب و مقصود علیم صاحب "	عا	"
۳۴	۱۱۸	جناب حکیم رکن الدین صاحب "	عہ	"
۳۵	۱۱۹	منشی خلیل الرحمن صاحب "	عہ	"
۳۶	۱۲۰	جناب مختار احمد صاحب "	عہ	"
۳۷	۱۲۱	منشی مرتضیٰ علی صاحب ہیڈ مدرس "	عہ	"
۳۸	۱۲۲	جناب ولی محمد صاحب کھنڈسالی "	۲ر عا	"
۳۹	۱۲۵	جناب اللہ دے رہان صاحب "	عہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۰	۱۴۲	حافظ عبداللطیف صاحب بھاول نگر ریاست بھاولپور	صہ	دوامی بہی خواہ
۴۱	۱۷۷	مولا بخش محمد شفیع صاحب سوداگران چرم اینڈ مالک شاہ امرتسر	صہ	"
۴۲	۱۷۸	میاں شمس الدین نذیر احمد صاحبان " " "	صہ	"
۴۳	۱۷۹	حاجی پیر محمد حاجی غلام حسین صاحبان " " "	صہ	"
۴۴	۱۸۰	حاجی تاج محمد صاحب ریاست بھاولپور	عہ	"
۴۵	۲۱۲	جناب محمد اسحاق صاحب قصبہ سیوہارہ ضلع بجنور	عہ	"
۴۶	۲۱۳	جناب زوجہ عبدالسلام صاحب " " "	عہ	"
۴۷	۲۱۴	جناب عبدالشکور خاں صاحب " " "	عہ	"
۴۸	۲۱۵	جناب محمد عزیز صاحب مسلم یونیورسٹی علیگڈھ	سے	"
۴۹	۲۱۹	حافظ محمد فاروق صاحب تیلی واڑہ دہلی	۴ر	"
۵۰	۲۲۰	شیخ نور احمد ولد عبدالکریم صاحب صدر بازار "	۲ر	"
۵۱	۲۲۱	شیخ عبدالجبار باری صاحب " "	۲ر	"
۵۲	۲۲۲	شیخ عبدالسلام و عبدالغفار صاحب " "	۸ر	"
۵۳	۲۲۳	جناب عبدالستار ولد شیخ فضل الرحمن صاحب "	۱ر	"
۵۴	۲۲۴	جناب عتیق الرحمن ولد فضل الرحمن صاحب "	۲ر	"
۵۵	۲۲۵	جناب عبدالغفار صاحب بیری والا باغ "	۱ر	"
۵۶	۲۲۶	منشی عبدالرحمن صاحب " "	۲ر	"
۵۷	۲۲۷	حاجی رشید احمد صاحب سوداگر صدر بازار "	۳ر	"
۵۸	۲۲۸	والدہ امان اللہ خاں صاحب " "	۴ر	"
۵۹	۲۲۹	حاجی کریم اللہ نظام اللہ صاحبان " "	۴ر	"
۶۰	۲۳۰	عبدالرشید صاحب شیشہ والے " "	۱ر	"
۶۱	۲۳۱	شیخ سراج الدین صاحب فرم احمد دین برادرس " "	عہ	"
۶۲	۲۳۲	حافظ عبدالرحیم صاحب ٹرنک والے " "	[illegible]	"
۶۳	۲۳۳	مولوی محمد عمر صاحب ہیڈ ماسٹر دریا گنج "	ـہ	"
۶۴	۲۳۴	ماسٹر محمد مظفر صاحب اسسٹنٹ ماسٹر اجمیری دروازہ	۲ر	"
۶۵	۲۳۵	ماسٹر ابوالحسن صاحب " "	۲ر	"
۶۶	۲۳۶	ماسٹر محمد یوسف صاحب " "	۲ر	"
۶۷	۲۳۷	مولانا عمر الدین صاحب عربی مدرس " "	۲ر	"
۶۸	۲۳۸	ماسٹر عبدالمجید صاحب " "	۴ر	"
۶۹	۲۳۹	جناب فضل حق صاحب پٹواری قصبہ سیوہارہ ضلع بجنور	عہ	دوامی [illegible]
۷۰	۲۴۸	جناب غلام محمد خاں صاحب ناظم تعمیرات اورنگ آباد (حیدرآباد دکن)	سے	"
۷۱	۲۴۹	محمد شریف بیگ صاحب امرتسر فردوس محلہ گلی امرتسر	سے	"
۷۲	۲۵۱	محمد مختار صاحب سوداگر لال کنواں دہلی	۱ر	"
۷۳	۲۵۲	محمد فاروق صاحب الیاس بلڈنگ متصل فراش خانہ	۸ر	"
۷۴	۲۵۳	محمد طیب صاحب کارخانہ تختی گلی بن والی دہلی	۸ر	"
۷۵	۲۵۴	جناب حفظ اللہ صاحب مشین والے "	عہ	"
۷۶	۲۵۵	جناب عبداللہ صاحب ٹرنک والے صدر بازار "	۴ر	"
۷۷	۲۵۶	عبدالغفور صاحب ٹرنک والے سرائے حافظ " "	عہ	"
۷۸	۲۵۷	خلیفہ محمد ادریس صاحب موتی گنج بارہ ہندو راؤ "	۸ر	"
۷۹	۲۵۸	حاجی مقبول الٰہی صاحب پلنگ پوش بیری والا باغ "	۲ر	"
۸۰	۲۵۹	احسان اللہ ولد قدرت اللہ صاحب سبزی منڈی	سے	"
۸۱	۲۶۰	جناب چھوٹے خاں ولد تاج الدین صاحب " "	۸ر	"
۸۲	۲۶۱	کالے خاں ولد مولا بخش صاحب " "	۸ر	"
۸۳	۲۶۲	حاجی محمد اسحاق صاحب ہلم جامع مسجد "	۸ر	"
۸۴	۲۶۳	حاجی حسیب الدین و قطب الدین صاحبان "	۸ر	"
۸۵	۲۶۴	جناب فضل حکیم ولد حاجی عبدالکریم صاحب " "	۱۲ر	"
۸۶	۲۶۵	جناب محمد اسحاق صاحب " "	۲ر	"
۸۷	۲۶۶	مستری خدا بخش ولد علی بخش صاحب " "	عہ	"
۸۸	۲۶۷	شیخ محمد مہتاب صاحب بازار بلیماران "	عہ	"
۸۹	۲۶۸	حافظ عبدالمغنی صاحب صدر بازار "	عہ	"
۹۰	۲۶۹	جناب محمد صدیق محمد یٰسین صاحبان " "	۴ر	"
۹۱	۲۷۰	جناب نجم الدین صاحب تیلی واڑہ "	۸ر	"
۹۲	۲۷۱	جناب حافظ عبدالرحمن صاحب فیروزپور	سے	دوامی [illegible]
۹۳	۲۷۲	جناب بابو بدرالدین صاحب "	سے	"
۹۴	۲۷۳	سید مختار احمد صاحب نقشہ نویس "	۸ر	"
۹۵	۲۷۴	مستری محمد اسمٰعیل صاحب "	۴ر	"
۹۶	۲۷۵	جناب شیخ نصیر علی صاحب دوکاندار "	۸ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۹۷	۲۸۶	سید رشید احمد صاحب ہیڈ ماسٹر موسیٰ جی اشرف کراچی	ع	دوامی بہی خواہ
۹۸	۲۹۱	مولوی محمد شریف خانصاحب سفیر تنظیم دیوبند	عہ	”
۹۹	۲۹۲	مسٹر سید عبدالکریم صاحب سیشن جج سیہور بھوپال	ے	”
۱۰۰	۲۹۳	جناب نور اکرم محمد خانصاحب ہیلتھ افیسر ” ”	سے	”
۱۰۱	۲۹۴	سید عبدالحی صاحب منصف ” ”	للعہ	”
۱۰۲	۲۹۵	جناب سردار قدوس محمد خانصاحب ” ”	عہ	”
۱۰۳	۲۹۶	مولوی ظفر احمد صاحب وکیل نانوتوی ” ”	سے	”
۱۰۴	۲۹۷	مسٹر محمد ادریس صاحب سب جج ” ”	ع	”
۱۰۵	۳۰۱	قاضی الطاف الرحمن و خلیل الرحمن صاحبان لال کنواں دہلی	۸ر	ماہانہ
۱۰۶	۳۰۲	محمد شفیع ولد محمد یعقوب صاحب چاندنی چوک ”	عہ	”
۱۰۷	۳۰۳	شیخ سراج احمد و نیاز احمد صاحبان بلیماران ”	عہ	”
۱۰۸	۳۰۴	شیخ محمد فاروق صاحب ” ”	ع	”
۱۰۹	۳۰۵	حکیم محمد حسین و انیس حسین صاحبان کھاری باولی	عہ	”
۱۱۰	۳۰۶	جناب شمس العارفین ولد محمد شفیع صاحب صدر بازار ”	ع	”
۱۱۱	۳۰۷	ماسٹر ایس نسیم احمد صاحب چاندنی چوک ”	عہ	”
۱۱۲	۳۰۸	حاجی نجم الدین صاحب نئی سڑک ”	۲ر	”
۱۱۳	۳۰۹	جناب بھولو ولد الٰہی بخش صاحب باڑہ ہندو راؤ ”	۲ر	”
۱۱۴	۳۱۰	حاجی رحیم بخش صاحب ” ”	ع	”
۱۱۵	۳۱۱	مستری بشیر الدین صاحب ” ”	۴ر	”
۱۱۶	۳۱۲	جناب یٰسین صاحب مالک فرم کالیہ سوپ فیکٹری ” ”	عہ	”
۱۱۷	۳۱۳	جناب حمید اللہ و حبیب اللہ صاحبان فروٹ کمیشن ایجنٹ سبزی منڈی دہلی	۸ر	”
۱۱۸	۳۱۴	جناب منشی مطلوب الرحمن صاحب ” ”	۸ر	”
۱۱۹	۳۱۵	جناب محمد رفیع ولد عظمت اللہ صاحب متصل لال مسجد سبزی منڈی ”	۲ر	”
۱۲۰	۳۱۶	جناب محمد اسمٰعیل صاحب بازار بلیماران ”	۴ر	”
۱۲۱	۳۱۷	جناب عزیز احمد ولد حافظ محمد ایوب صاحب خلق شاہ والے پیری والا باغ باڑہ ہندو راؤ	۴ر	”

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۲۲	۳۱۸	جناب محمد نور صاحب دوکاندار متصل مسجد بڑ دانی بازار گندہ نالہ دہلی	۲ر	ماہانہ
۱۲۳	۴۴۸	جناب شیخ جمیل احمد خاں صاحب قصبہ سردھنہ ضلع میرٹھ	عہ	دوامی بہی خواہ
۱۲۴	۴۴۹	منشی عبدالرزاق صاحب ممبر کمیٹی ” ”	ع	”
۱۲۵	۴۵۰	جناب حکیم محمد حنیف صاحب سفیر تنظیم دارالعلوم دیوبند	۴ر	”
۱۲۶	۴۸۴	جناب محمد سعید صاحب ٹھیکہ دار جنگلات پھریندہ ضلع گورکھپور	ے	”
۱۲۷	۴۸۵	شیخ نیاز احمد صاحب ٹھیکہ دار ” ” ”	ع	”
۱۲۸	۴۸۶	جناب دین محمد صاحب مالک آسی پریس ” ”	عہ	”
۱۲۹	۴۸۷	جناب بابو منت اللہ خاں صاحب بیرواچنگل ڈاکخانہ نئی کوٹ ضلع ”	صہ	”
۱۳۰	۴۸۸	جناب حاجی محمد اسمٰعیل صاحب ” ” ”	عہ	”
۱۳۱	۴۸۹	حاجی محمد خلیل خانصاحب ” ” ”	عہ	”
۱۳۲	۴۹۰	جناب بابو محمد سعید خانصاحب ” ” ”	عہ	”
۱۳۳	۴۹۱	جناب بابو محمد حسین خانصاحب ” ” ”	عہ	”
۱۳۴	۴۹۲	جناب شجاعت اللہ صاحب	عہ	”
۱۳۵	۴۹۳	جناب مولوی نذیر الدین صاحب و مولوی نصیر الدین صاحب سرونج مالوہ	۸ر	”
۱۳۶	۵۳۱	جناب مولوی عباس علیصاحب مسلم ہوٹل خاص سلہٹ آسام	عہ	”

میزان کل

مالعہ

۹ر

عطیاتِ عمومی

موصولہ ماہ محرم ۱۳۷۶ھ

نمبر شمار	نمبر رسید پختہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱	۲	اللہ بخش صاحب چک ۲۲ ڈاکخانہ بازی تحصیل میلسی ضلع ملتان	سے	صرف طلبہ
۲	۳	منجانب ڈرن افغانان سادھو کے چھاؤنی سیالکوٹ	شے	عطاء
۳	۱۰	مولوی نور محمد صاحب معین مدرس قرآن گوکھو پورہ چک ۱۱ ڈاکخانہ دوقلی محمد پور پرگنہ	عا	رسالہ
۴	۱۱	ماسٹر محمد حسن صاحب مدرس فارسی دارالعلوم دیوبند	عا	"
۵	۱۲	مولوی حبیب محقق صاحب فاضل دارالعلوم	۸ر	متفرق تعلیم
۶	۱۵	مولوی عبدالرحمٰن صاحب سہارنپوری " "	۸ر	"
۷	۱۶	مولوی سید انظار الدین صاحب دہلوی " "	۸ر	"
۸	۱۷	مولوی سید اخلاق حسین صاحب " "	۸ر	"
۹	۱۸	مولوی عبدالودود صاحب ڈھاکوی " "	۸ر	"
۱۰	۱۹	مولوی عبدالرب صاحب سلہٹی " "	۸ر	"
۱۱	۲۰	مولوی عبدالماجد صاحب حسین سنگی " "	۸ر	"
۱۲	۲۱	مولوی بدیع الرحمٰن صاحب چاٹگامی " "	۸ر	"
۱۳	۲۲	مولوی محمود احمد صاحب گل نائب ناظم تنظیم " "	صہ	زکوٰۃ بہی خواہ
۱۴	۲۴	حافظ عبدالوحید صاحب موضع ؟ ودہ ضلع مظفرنگر	للعہ	چرم قربانی
۱۵	۲۵	حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب صدر مدرس دارالعلوم دیوبند	عا	رسالہ
۱۶	۲۸	حاجی مولوی سعید محمد صاحب گنگوہی مدرسہ عربیہ	۷ر	عطاء
۱۷	۲۸	محمد عبدالرحمٰن صاحب جیتوی ساکن حال لکھرگاؤں	عہ	چرم قربانی
۱۸	۲۹	چمیندر خمر نش صاحب کلاس کس کریتور ضلع بجنور	عہ	"
۱۹	۳۰	مولانا محمد سہول صاحب عثمانی سلہٹ آسام	چہر	"
۲۰	۳۱	جناب محمد حمید اللہ خان صاحب تونسہ	عا	"
۲۱	۳۲	جناب محمد فاق صاحب مبارکپور قنوج	للعہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید پختہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۲	۳۳	منجانب والدہ محمد امین صاحب کمبوہ قصور	عہ	صرف طلبہ
۲۳	۳۴	جناب محمد حسن صاحب سیہور ریاست بھوپال	للعہ	زکوٰۃ
۲۴	۳۶	حافظ محمد صدیق صاحب سکھر (سندھ)	عا	عطاء بہی خواہ
۲۵	۳۷	جناب میر عالم خان صاحب " "	۸ر	"
۲۶	۳۸	مسٹر فضل اللہ صاحب قریشی " "	عا	"
۲۷	۵۷	جناب محمد یوسف صاحب ڈائیور دہلی	۱۲/ سے	زکوٰۃ
۲۸	۵۸	منجانب انجمن ترقی تعلیم گاؤں ڈاکخانہ شنکر پور ڈ	سے	صرف طلبہ
۲۹	۵۹	عبدالحکیم خان صاحب پنشنر نمبر باتی اسکول فرخ آباد مظفرپور	عا	زکوٰۃ
۳۰	۶۰	" " " "	عہ	عطاء
۳۱	۶۱	شیخ حافظ فضل الرحمٰن صاحب پھلاؤدہ ضلع میرٹھ	سے	چرم قربانی
۳۲	۶۲	مولانا محمد ادریس صاحب مدرس عربی دارالعلوم دیوبند	عا	رسالہ
۳۳	۶۴	چودھری اشرف علی صاحب ڈاکخانہ بالو گنج پنجاب	سے	چرم قربانی
۳۴	۶۵	حکیم عبداللطیف صاحب شاہی طبیب ۔ دیوبند	للعہ	زکوٰۃ
۳۵	۶۶	اہلیہ صاحبہ مولانا عبدالشکور صاحب مظفرگڈھی	ے	"
۳۶	۶۷	مولانا عبدالشکور صاحب "	۴ر	عطاء
۳۷	۶۸	فاضل طب حکیم عبداللہ صاحب امرتسر	عہ	صرف طلبہ
۳۸	۶۹	مولوی عبدالعزیز صاحب حیدرآباد دکن	۳/ سے	عطاء
۳۹	۷۰	حکیم محمد صدیق صاحب ڈاکخانہ ہریا ضلع گجرات	ے	چرم قربانی
۴۰	۷۱	جناب کبیر احمد صاحب چاٹگامی ڈاکخانہ چلند دی ضلع	عہ	"
۴۱	۷۲	جناب نبی محمد صاحب ہیڈ کلرک نہر دوآب سرگودھا	ی ۵	صرف طلبہ
۴۲	۷۳	حکیم عبدالرزاق صاحب ڈاکخانہ جھالو ضلع بجنور	عہ	رسالہ
۴۳	۷۴	مولوی نذیر احمد صاحب فاضل دیوبند انارکلی لاہور	عا	"
۴۴	۷۵	مولانا سردار حسین صاحب کریم نگر حیدرآباد دکن	عا	"

سوی

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۵	۷۶	مولانا سلطان محمود صاحب صدر مدرس فتحپوری دہلی	عـہ	متفرق تعمیر
۴۶	۷۹	منشی اظہار احمد صاحب دیوبندی تاجر مجاسبی دارالعلوم	عہ	عطاء بہی خواہ
۴۷	۸۰	منشی فہیم الدین صاحب عرف سکندر میاں باؤنی اسٹیشن	عہ	چرم قربانی
۴۸	۸۱	جناب حفظ الرحمن صاحب ماندلے (برما)	۹ ر	صرف طلبہ
۴۹	۸۲	چودھری ابراہیم صاحب ساکن ہاہیڑہ ڈاکخانہ گنگوہ سہارنپور	۵ ـہ	چرم قربانی
۵۰	۸۴	جناب محمد عبدالمجید صاحب صدیقی دروازہ سکندرہ آگرہ	ع	رسالہ
۵۱	۸۶	حاجی امانت علی صاحب روڑکی ضلع سہارنپور	۲ ر	زکوٰۃ
۵۲	۸۸	منجانب مصلیان ہر دو مسجد موضع دہانوہ ڈاکخانہ تیروں ضلع سہارنپور	۱۱ ر عہ	صرف طلبہ
۵۳	۸۹	مولانا حافظ زاہد حسن صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ ضلع مرادآباد	ع	رسالہ
۵۴	۹۳	مولانا سید سیف اللہ صاحب سفیر تنظیم دیوبند	ع	تبلیغ
۵۵	۹۴	مولانا سعید صاحب نہٹور ضلع بجنور	لعہ	″
۵۶	۹۵	مولوی لطف الرحمن صاحب ہرسنگھ پور ضلع دربھنگہ	ع	چرم قربانی
۵۷	۹۶	منشی عالم خان صاحب چک ۲۹۹ رسالہ ڈاکخانہ خاص لائلپور	۵ ر	صرف طلبہ
۵۸	۹۷	محمد اصغر حسین صاحب پرنسپل پوسٹ ہندو پٹنہ	ع	رسالہ
۵۹	۹۸	سید امیر احمد صاحب محلہ کھڑک بمبئی ۹	ع	″
۶۰	۹۹	قاضی عبدالسلام صاحب بدوہی اسٹیشن	ع	چرم قربانی
۶۱	۱۰۰	قاضی سلیمان صاحب ″ ″	ع	″
۶۲	۱۰۱	جناب حکیم محمد داؤد صاحب ″ ″	عہ	″
۶۳	۱۰۳	جناب اللہ بخش صاحب اللہ جوایا حیدرآباد سندھ	ف	عطا بہی خواہ
۶۴	۱۰۴	جناب غلام نبی صاحب سوداگر چرم ″ ″	ـــہ	″
۶۵	۱۰۵	مستری علیم الدین صاحب سیالکوٹ	ـہ	″
۶۶	۱۰۶	ایس بابو فقیر محمد صاحب توپ خانہ بازار ″	عہ	″
۶۷	۱۰۷	سید اصغر علی شاہ صاحب صدر بازار ″	عہ	″
۶۸	۱۰۸	حکیم شیخ محمد فضل حق صاحب انصاری ″ ″	عہ	″
۶۹	۱۰۹	محمد افضل صاحب عبداللہ موٹر ورکس چھاؤنی ″	عہ	″
۷۰	۱۱۰	جناب بابو عبدالمجید صاحب ″ ″	عہ	″
۷۱	۱۱۱	جناب شیخ عزیز اللہ صاحب صدر بازار ″	۸ ر	″
۷۲	۱۱۲	جناب منشی رحیم بخش صاحب صدر بازار سیالکوٹ	ـہ	عطاء بہی خواہ
۷۳	۱۱۳	جناب بابو محمد ابراہیم صاحب ″ ″	عہ	″
۷۴	۱۱۴	جناب منشی محمد اسحاق صاحب ″ ″	ع	″
۷۵	۱۱۵	جناب شیخ عبدالرحمن صاحب کنٹریکٹر ″ ″	عہ	″
۷۶	۱۲۳	جناب اکرام الحق و فضل الحق صاحبان سہسپور بجنور	۶ ر	″
۷۷	۱۲۴	جناب محمد صدیق صاحب ″	۲ ر	″
۷۸	۱۲۷	حاجی عبدالرحمن صاحب چتلی قبر دہلی	ع	رسالہ
۷۹	۱۲۸	مولانا صدر الدین حسن صاحب ″	ع	″
۸۰	۱۲۹	منجانب صوفی عبدالرحمن صاحب نی ٹی ای خانہ	۱۲ ر عہ	متفرق صرف طلبہ
۸۱	۱۳۰	جناب قاضی مجتبیٰ صاحب بیدوہی اسٹیشن بنارس	ع	چرم قربانی
۸۲	۱۳۲	جناب سمیع اللہ خان صاحب قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور	ـہ	″
۸۳	۱۳۳	چودھری امام الدین صاحب ″ ″	ـہ	″
۸۴	۱۳۴	مولوی برکت علی صاحب انسپکٹر آف ٹیکس بہاولنگر	۸ ر	متفرق تعمیر بہی خواہ
۸۵	۱۳۵	شیخ اسلم حیات خان صاحب ″ ″ ″	عہ	″
۸۶	۱۳۶	بابو محمد حیات صاحب ٹکٹ کلکٹر ″ ″	عہ	″
۸۷	۱۳۷	چودھری امام الدین صاحب رئیس بہاولنگر	عہ	″
۸۸	۱۳۸	جناب محمد حیات صاحب سوداگر ظروف ″ ″	ـہ	″
۸۹	۱۳۹	جناب مہر دین صاحب سوداگر ″ ″	۸ ر	″
۹۰	۱۴۰	جناب عبدالمجید صاحب دکاندار ریاست خانہ ″	۸ ر	″
۹۱	۱۴۱	محمد بشیر صاحب دوکاندار بازار ″	۸ ر	″
۹۲	۱۴۳	مولانا قادر بخش صاحب مہتمم مدرسہ جامع العلوم ″	ع	زکوٰۃ بہی خواہ
۹۳	۱۴۴	مولوی حفیظ اللہ صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول ″	عہ	متفرق تعمیر بہی خواہ
۹۴	۱۴۵	جناب جمال الدین صاحب بازار ″	۸ ر	″
۹۵	۱۴۶	جناب سلیمان صاحب سوداگر بازار ″	۴ ر	″
۹۶	۱۴۷	جناب قطب الدین صاحب ″	۸ ر	″
۹۷	۱۴۸	حاجی قمر الدین صاحب ″ ″	ع	″
۹۸	۱۴۹	شیخ نعمت اللہ صاحب ٹکٹ کلکٹر ″	ـہ	″
۹۹	۱۵۰	حاجی غلام محمد صاحب ناظم ″	ع	″
۱۰۰	۱۵۱	میاں احمد دین صاحب ″	ع	زکوٰۃ بہی خواہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰۱	۱۵۲	جناب خلیفہ عبدالرحمن صاحب بہاولنگر ریاست بہاولپور	۲ر	متفرق تعمیری کام
۱۰۲	۱۵۳	مولانا اللہ بخش صاحب امام مسجد " "	۴ر	"
۱۰۳	۱۵۴	جناب سیکریٹری صاحب امدادیہ فنڈ گورنمنٹ کالج لائلپور	لعہ	"
۱۰۴	۱۵۹	حضرت مولانا مولوی محمد اعزاز علی صاحب شیخ الادب مدرس عربی دارالعلوم دیوبند معاوضہ خوراک	۴ر	متفرق صرف طلبہ
۱۰۵	۱۶۰	ایس معین اللہ صاحب جنرل مرچنٹ صدر بازار دہلی	۱۲ر	زکوٰۃ
۱۰۶	۱۶۱	حکیم قاضی عطا محمد شاہ صاحب ضلع ملتان	عا	متفرق صرف طلبہ
۱۰۷	۱۶۲	قاضی یار محمد و محمد بہادر صاحبان موضع بالا اولا ضلع حیدر آباد (سندھ)	ـعہ	زکوٰۃ
۱۰۸	۱۶۳	مولوی غلام حسن صاحب چک ۵۵ گ ب علاقہ کلاں ڈاکخانہ چک ۵۵ گ ب لائلپور	ـعہ	چرم قربانی
۱۰۹	۱۶۴	محمد سعید صاحب ڈاکخانہ بھرونڈہ آلہ آباد	۵ر	"
۱۱۰	۱۶۵	محمد یوسف صاحب سوداگر چرم کانپور	صہ	متفرق صرف طلبہ
۱۱۱	۱۶۶	مولانا محمد رمضان صاحب خطیب جامع مسجد کوٹ حاکم خاں براستہ بھلوال سرگودھا	عا	رسالہ
۱۱۲	۱۶۷	مولانا عبدالغفار صاحب فاضل دیوبند دی برن کمپنی ۵۹ مین روڈ بیگو (برما)	۹ر	"
۱۱۳	۱۷۸	محمد دین صاحب ابرہ خاص تحصیل نکودر جالندھر	صہ	کتب دینی
۱۱۴	۱۸۱	مسٹر انعام احمد صاحب اسسٹنٹ کلکٹر بہاولنگر ریاست بہاولپور	عہ	عطا بہی خواہ
۱۱۵	۱۸۲	ہمشیرہ صاحبہ شیخ عصمت اللہ صاحب " " "	نا	"
۱۱۶	۱۸۳	وذیر آدم خاں صاحب بھورن جیکب آباد	ـعہ	"
۱۱۷	۱۸۴	مولانا محمد علی صاحب چوک بازار بہاولپور خاص	عہ	"
۱۱۸	۱۸۵	جناب سردار عبدالمجید صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول خانپور (بہاولپور)	صہ	"
۱۱۹	۱۸۶	حاجی عبدالغفور عبدالستار صاحبان " "	صہ	"
۱۲۰	۱۸۷	حاجی قادر بخش صاحب سوداگر چرم " "	۸ر	"
۱۲۱	۱۸۸	اللہ بخش صاحب مدرس مدرسہ [illegible] " "	۳ر	"
۱۲۲	۱۸۹	سید تفضل حسین صاحب مجسٹریٹ " "	صہ	"
۱۲۳	۱۹۰	مولوی عبدالصمد صاحب واحد انکم ٹیکس افسر " "	عا	"
۱۲۴	۱۹۱	سید تجمل حسین صاحب سکریٹری یونین بورڈ خانپور (بہاولپور)	عا	عطا بہی خواہ
۱۲۵	۱۹۲	مسٹر قمر الدین صاحب سوداگر " "	عہ	"
۱۲۶	۱۹۳	ڈاکٹر انعام باری صاحب اسسٹنٹ سرجن " "	عا	"
۱۲۷	۱۹۴	جناب قاضی شیر محمد صاحب " "	عہ	"
۱۲۸	۱۹۵	سید حسین احمد شاہ صاحب ایگزیکٹیو انجینئر کالون " "	ـعہ	"
۱۲۹	۱۹۶	مسٹر شاد اللہ صاحب ساکن کراچی وارد حال جیکب آباد سندھ	عہ	"
۱۳۰	۱۹۷	وذیر علی بلدل خانصاحب " "	عا	"
۱۳۱	۱۹۸	حکیم مولوی قائم الدین احمد صاحب " "	عا	"
۱۳۲	۱۹۹	مسٹر ثناء اللہ صاحب ساکن کراچی وارد حال " "	عہ	"
۱۳۳	۲۰۰	عبداللطیف صاحب کلرک محلہ [illegible] فرخ آباد	۵ر	چرم قربانی
۱۳۴	۲۰۱	جناب عنایت اللہ صاحب ریواڑی گوڑگانواں	عہ	"
۱۳۵	۲۰۲	جناب عنایت اللہ صاحب " "	عہ	زکوٰۃ
۱۳۶	۲۰۳	جناب عنایت اللہ صاحب " "	ـعہ	چرم قربانی
۱۳۷	۲۰۴	حاجی رحیم بخش صاحب رئیس کاندھلہ ضلع مظفرنگر	صہ	"
۱۳۸	۲۰۵	حافظ ارشاد الٰہی صاحب شو مارکیٹ آگرہ	۱۰ر	دارالطلبہ
۱۳۹	۲۰۶	محمد علیم صاحب مینیجنگ ڈائرکٹر مسلم ہوٹل سلطان آباد	عا	رسالہ
۱۴۰	۲۰۷	مولانا ہدایت علی صاحب ڈاکخانہ دودھارا ضلع بستی	۹ر	تبلیغ
۱۴۱	۲۰۸	شیر محمد صاحب سکریٹری انجمن معین الملت سونی پت رہتک	ـعہ	"
۱۴۲	۲۰۹	ڈاکٹر حشمت علی صاحب سیوہارہ بجنور	عا	چرم قربانی بہی خواہ
۱۴۳	۲۱۰	جناب فرید الدین صاحب " "	عہ	"
۱۴۴	۲۱۱	جناب افضل حق صاحب " "	صہ	"
۱۴۵	۲۱۵	بابو علی حسن صاحب بکنگ کلرک غازی آباد	صہ	زکوٰۃ
۱۴۶	۲۱۶	جناب نذیر احمد خانصاحب جوڈیشل افسر سیہور (بھوپال)	صہ	عطا
۱۴۷	۲۱۷	جناب فضل الٰہی صاحب متعلم دارالعلوم دیوبند	عا	رسالہ
۱۴۸	۲۲۰	جنابہ مسماۃ جگن صاحبہ ہردوئی	صہ	متفرق صرف طلبہ
۱۴۹	۲۲۱	جناب محمد یار خانصاحب "	۱۱ر	چرم قربانی
۱۵۰	۲۲۲	مولوی لطف احمد صاحب گھڑی ساز "	۵ر	"
۱۵۱	۲۲۳	مولوی لطف احمد صاحب " "	صہ	متفرق صرف طلبہ
۱۵۲	۲۲۵	مولوی عبدالستار صاحب قصبہ بھوساور ریاست بھرت پور	ـعہ	چرم قربانی

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۵۳	۲۴۶	حاجی محمد الدین صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ	صہ	چرم قربانی
۱۵۴	۲۴۷	حکیم مقصود علیخاں صاحب حمایت نگر حیدرآباد دکن	للعہ	عطاء
۱۵۵	۲۵۰	شیخ محمد عبدالکریم صاحب پینشنر صدر کراچی	عا	رسالہ
۱۵۶	۲۶۷	ملک عبدالرحمن صاحب سینیر ابو اسحاق ڈھولا ہوز	سہ	وظیفہ متفرق
۱۵۷	۲۷۷	ملک عبدالرحمن صاحب " " "	عا	رسالہ
۱۵۸	۲۷۹	روشن دین صاحب میگہ اکبر ڈاکخانہ منچن آباد بہاولپور	کہ	مرد طلبہ
۱۵۹	۲۸۰	محمد صدیق صاحب گوشاولی سیکری ڈاکخانہ بائی گڑھ بلند شہر	سے	کتب وقفی
۱۶۰	۲۸۱	مولوی محمد انوار الحق صاحب بہار شریف پٹنہ	للعہ ۹	"
۱۶۱	۲۸۲	انتظام حسین صاحب ڈاکخانہ بہرناتھ ضلع الموڑہ	عہ	مرد طلبہ
۱۶۲	۲۸۳	حافظ عبدالحی صاحب وغیرہ موضع مالی کلاں ۔ جونپور	صہ	زکوٰۃ
۱۶۳	۲۸۴	حافظ عبدالحی صاحب " " "	سے	چرم قربانی
۱۶۴	۲۸۵	بابو کرم الٰہی صاحب کلرک صدر پوسٹ آفس کراچی	صعہ	زکوٰۃ بہی خواہ
۱۶۵	۲۸۷	مسماۃ جنت بی بی ہیڈ مسٹرس اردو گرلس سکول	ہے ۹/	مرد طلبہ
۱۶۶	۲۸۹	مولوی عبدالشکور صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند	۸/	متفرق تعلیم
۱۶۷	۲۹۰	مولانا سید اصغر حسین صاحب مدظلہ مدرس " "	عہ	متفرق تعلیم
۱۶۸	۲۹۸	جناب امتیاز علی صاحب نگینوی پولو بندر بمبئی	للعہ	مرد طلبہ
۱۶۹	۲۹۹	جناب محمد رفیع الدین صاحب ڈاکخانہ بداؤں	ے	"
۱۷۰	۳۱۹	سید نور الرحمن صاحب خوشحال گڑھ مردان	عہ	"
۱۷۱	۳۲۰	جناب محمد مستقیم صاحب قصبہ محمدی ضلع کھیری پور	عہ	"
۱۷۲	۳۲۲	جناب انسپکٹر صاحب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ امانت	عہ ماسہ ۱۲/	متفرق بیت وظیفہ
		قات برائے وظائف طلبہ کراچی		
۱۷۳	۳۲۳	ڈاکٹر ظہور الدین صاحب رضوی انفیسر جیل رائے بریلی	عا	رسالہ
۱۷۴	۳۲۳	حافظ عبدالرحمن صاحب مصلح پور رہند روڈ پٹنہ	عا	"
۱۷۵	۳۲۴	حاجی محمد الدین صاحب پنجابی ۲۹ کولوٹولا اسٹریٹ کلکتہ	فتحہ ۵	تعمیر دارالعلوم
۱۷۶	۳۲۵	حافظ سخاوت حسین صاحب پوسٹ قادر گنج سلہٹ آسام	سے	تعمیر
۱۷۷	۳۲۶	جناب محمد شفیق چودھری صاحب " " "	صہ	تعمیری خواہ
۱۷۸	۳۲۷	جناب منشی مبارک اللہ صاحب " " "	عہ	"
۱۷۹	۳۲۸	منشی مبارک اللہ امانت اللہ صاحبان " " "	۱۲/	"
۱۸۰	۳۲۹	جناب چودھری محمد ساتر صاحب " " "	صہ	عطاء بہی خواہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۸۱	۳۳۰	جناب محمد عنایت اللہ صاحب چنڈی پور پوسٹ دیہائی سلہٹ آسام	عہ	بہی خواہ تعلیم
۱۸۲	۳۳۱	حاجی شفیع اللہ مبارک میاں صاحب " " "	عہ	"
۱۸۳	۳۳۲	حاجی امیر اللہ صاحب " " "	سے	"
۱۸۴	۳۳۳	جناب ساجد اللہ صاحب " " "	عہ	"
۱۸۵	۳۳۴	جناب اقامت اللہ صاحب " " "	عہ	"
۱۸۶	۳۳۵	جناب مکرم اللہ صاحب " " "	عہ	"
۱۸۷	۳۳۶	جناب مخزم اللہ صاحب " " "	۸/	"
۱۸۸	۳۳۷	جناب ابو الحسن صاحب " " "	۴/	"
۱۸۹	۳۳۸	جناب آفات اللہ صاحب " " "	۸/	"
۱۹۰	۳۳۹	جناب حاجی وریداللہ صاحب " " "	عہ	"
۱۹۱	۳۴۰	جناب شنو میاں صاحب " " "	۸/	"
۱۹۲	۳۴۱	جناب حیفت اللہ میاں صاحب " " "	۸/	"
۱۹۳	۳۴۲	جناب کی اللہ صاحب " " "	۲/	"
۱۹۴	۳۴۳	جناب نجابت علی میاں صاحب " " "	عا	"
۱۹۵	۳۴۴	جناب احمد اللہ صاحب " " "	۸/	"
۱۹۶	۳۴۵	جناب صواب اللہ صاحب " " "	عہ	"
۱۹۷	۳۴۶	جناب حبیب اللہ عرف کالا صاحب " " "	۹/	"
۱۹۸	۳۴۷	جناب دلیر اللہ صاحب " " "	۱۲/	"
۱۹۹	۳۴۸	مولوی نذیر الدین صاحب " " "	سے	"
۲۰۰	۳۴۹	جناب عالم اللہ صاحب " " "	۴/	"
۲۰۱	۳۵۰	جناب حاجی نذیر الدین صاحب " " "	۸/	"
۲۰۲	۳۵۱	جناب نور اللہ صاحب " " "	۸/	"
۲۰۳	۳۵۲	جناب محمد رضا صاحب " " "	۸/	"
۲۰۴	۳۵۳	جناب زین اللہ صاحب " " "	۸/	"
۲۰۵	۳۵۴	جناب ارافت اللہ صاحب " " "	۸/	"
۲۰۶	۳۵۵	جناب انیس اللہ صاحب " " "	۴/	"
۲۰۷	۳۵۶	جناب خورشید اللہ صاحب " "	۸/	"
۲۰۸	۳۵۷	جناب فیروز اللہ صاحب " " "	۴/	"
۲۰۹	۳۵۸	جناب یونس اللہ صاحب " " "	۸/	

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۱۰	۳۵۹	جناب بابرو میاں صاحب چنڈیپور پوسٹ ڈیرائی سلہٹ آسام	۴ر	تعمیر بہی خواہ
۲۱۱	۳۶۰	جناب تمیز اللہ صاحب " " "	عـه	"
۲۱۲	۳۶۱	جناب حاجی منعد محمد صاحب " " "	عـه	"
۲۱۳	۳۶۲	جناب امیس اللہ صاحب " " "	۸ر	"
۲۱۴	۳۶۳	جناب الف ابراہیم اللہ صاحب " " "	۸ر	"
۲۱۵	۳۶۴	جناب انسر اللہ صاحب " " "	۴ر	"
۲۱۶	۳۶۵	جناب نابرد اللہ صاحب " " "	۴ر	"
۲۱۷	۳۶۶	جناب عبدالغنی عرف مولوی صاحب " " "	۴ر	"
۲۱۸	۳۶۷	جناب عباس اللہ صاحب " " "	۸ر	"
۲۱۹	۳۶۸	جناب ظاہر اللہ عرف کالا صاحب " " "	۲ر	"
۲۲۰	۳۶۹	جناب حبیب اللہ صاحب " " "	۴ر	"
۲۲۱	۳۷۰	جناب لال محمد صاحب " " "	۲ر	"
۲۲۲	۳۷۱	بیٹا ماسٹر خدا بخش صاحب سیہور بھوپال	۲ر	عطاء بہی خواہ
۲۲۳	۳۷۲	جناب اراست اللہ صاحب چنڈیپور پوسٹ ڈیرائی سلہٹ آسام	۲ر	تعمیر بہی خواہ
۲۲۴	۳۷۳	جناب ابوالحسین صاحب " " "	۳ر	"
۲۲۵	۳۷۴	جناب حسرت اللہ عرف کالائی صاحب " "	عـه	"
۲۲۶	۳۷۵	جناب راشد اللہ وغیرہ	۴ر	"
۲۲۷	۳۷۶	جناب اراست اللہ میاں صاحب " " "	۸ر	"
۲۲۸	۳۷۷	جناب پسا اللہ صاحب " " "	۳ر	"
۲۲۹	۳۷۸	جناب رشید اللہ صاحب " " "	۲ر	"
۲۳۰	۳۷۹	جناب تمیز الدین صاحب " " "	عـه	"
۲۳۱	۳۸۰	جناب مولوی مظفر علی صاحب " " "	۴ر	"
۲۳۲	۳۸۱	قاضی سید حسن صاحب بیرسٹر نہٹور ضلع بجنور	عـه	تبلیغ
۲۳۳	۳۸۲	مولوی سکندر علی صاحب چنڈی پور پوسٹ ڈیرائی سلہٹ آسام	۸ر	تعمیر بہی خواہ
۲۳۴	۳۸۵	جناب حاضر اللہ صاحب " "	۸ر	"
۲۳۵	۳۸۶	جناب زرینہ بی بی صاحبہ والدہ خادم اللہ صاحب " " "	۴ر	"
۲۳۶	۳۸۷	جناب نارو میاں صاحب " " "	۴ر	"
۲۳۷	۳۸۸	جناب عبدالرحمن صاحب " " "	۴ر	"
۲۳۸	۳۸۹	جناب سمیر الدین میاں صاحب " " "	عـه	"
۲۳۹	۳۹۰	جناب حاجی سعید اللہ صاحب چنڈیپور پوسٹ ڈیرائی سلہٹ آسام	۲ر	تعمیر بہی خواہ
۲۴۰	۳۹۱	جناب خوش قسمتی اللہ صاحب " " "	۴ر	"
۲۴۱	۳۹۲	جناب حاجی عقیل محمد صاحب " " "	[illegible]	"
۲۴۲	۳۹۳	جناب سراج الدین صاحب " " "	۴ر	"
۲۴۳	۳۹۴	جناب درس اللہ صاحب " " "	۸ر	"
۲۴۴	۳۹۵	جناب مولوی عبدالجبار صاحب " " "	۸ر	"
۲۴۵	۳۹۶	جناب محمد مزمل صاحب " " "	۸ر	"
۲۴۶	۳۹۷	جناب دلیر اللہ صاحب " " "	۳ر	"
۲۴۷	۳۹۸	جناب محمد حبیب اللہ صاحب " " "	۲ر	"
۲۴۸	۳۹۹	جناب بہرام اللہ صاحب " " "	۴ر	"
۲۴۹	۴۰۰	جناب ثناء اللہ صاحب " " "	۲ر	"
۲۵۰	۴۰۰ الف	جناب منشی محمد احمد صاحب مائیاپور " "	[illegible]	"
۲۵۱	۴۰۰ ب	جناب عبداللطیف خان صاحب " " "	عـه	"
۲۵۲	۴۰۱	جناب میر اب اللہ صاحب چندی پور " "	عـه	"
۲۵۳	۴۰۲	جناب عبداللطیف خان صاحب مائیاپور " "	[illegible]	"
۲۵۴	۴۰۳	جناب والدہ صاحبہ دانیس اللہ صاحب تانل " "	[illegible]	"
۲۵۵	۴۰۴	جناب مولا بخش میاں صاحب " " "	[illegible]	"
۲۵۶	۴۰۵	جناب عبدالرحمن محمد گلاب صاحب " " "	عـه	"
۲۵۷	۴۰۶	جناب عبدالرشید میاں صاحب " " "	عـه	"
۲۵۸	۴۰۷	جناب حاضر محمد صاحب کونچ پوسٹ قادر گنج	[illegible]	"
۲۵۹	۴۰۸	جناب چودھری امتیاز میاں صاحب " " "	عـه	"
۲۶۰	۴۰۹	جناب چودھری عبدالکریم عرف میاں صاحب " "	عـه	"
۲۶۱	۴۱۰	جناب تنویر النساء چودھرانی مولوی عباس علی صاحب	عـه	"
۲۶۲	۴۱۱	جناب ماسٹر مصلح الدین صاحب اسکول " " "	۸ر	"
۲۶۳	۴۱۲	جناب قدوس میاں صاحب " " "	عـه	"
۲۶۴	۴۱۳	جناب چودھری چاند میاں صاحب " " "	[illegible]	"
۲۶۵	۴۱۴	جناب حاجی محمد الدین عزیز الدین صاحبان دہلی	[illegible]	چرم قربانی
۲۶۶	۴۱۵	منشی عبدالرحمن خان صاحب حلقہ رام نگر دھیرمی	۱۲ر	"
۲۶۷	۴۱۶	منشی عبدالرحمن خان صاحب " "	[illegible]	رسالہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۵۰	۵۱۵	مولانا عبدالقادر صاحب مہتمم مدرسہ دارالرشاد چھنبا	ے	عطا بہی خواہان
۳۵۱	۵۱۶	میر وہاب اللہ صاحب گوٹ "	ے	"
۳۵۲	۵۱۷	مولانا عبدالرحمٰن صاحب مدرس " "	عہ	"
۳۵۳	۵۱۸	حاجی محمد ہاشم صاحب سعید آباد دیو "	عہ	"
۳۵۴	۵۱۹	حافظ ولی محمد صاحب تحصیل ڈگری چک ۱۶۰	عہ	"
۳۵۵	۵۲۰	مدرس میاں صاحب ناریکلتہ ضلع سلہٹ	ہر	تعمیر بہی خواہان
۳۵۶	۵۲۱	محمد سائل صاحب " "	ہر	"
۳۵۷	۵۲۲	سندر علی صاحب " "	۴ر	"
۳۵۸	۵۲۳	فیاض میاں صاحب " "	۲ر	"
۳۵۹	۵۲۴	فراض الحسین صاحب " "	۳ر	"
۳۶۰	۵۲۵	نصیر اللہ صاحب موذن "	۴ر	"
۳۶۱	۵۲۶	معرفت اللہ صاحب " "	۲ر	"
۳۶۲	۵۲۷	محمد فضل صاحب " "	۲ر	"
۳۶۳	۵۲۸	خاتر محمد صاحب کونج "	عہ	"
۳۶۴	۵۲۹	ارمان اللہ صاحب لورگانوں "	۸ر	"
۳۶۵	۵۳۰	مرتضیٰ مصطفےٰ صاحب " "	۸ر	"
۳۶۶	۵۳۲	سلیمان خانصاحب مدرسہ عالیہ "	ے	عطا "
۳۶۷	۵۳۳	مقبول احمد صاحب ساکن ماسلی "	عہ	"
۳۶۸	۵۳۴	چودہری علی الدین صاحب لورگانوں "	۴ر	زکوۃ "
۳۶۹	۵۳۵	رضوان علی صاحب میدن پور "	۲ر	عطا "
۳۷۰	۵۳۶	ماسٹر مفسر الدین صاحب باغ بھاگ "	عہ	"
۳۷۱	۵۳۷	ماسٹر فیض احمد صاحب موضع چھوٹو دیس "	عہ	تعمیر "
۳۷۲	۵۳۸	مجید علی صاحب موضع نور نگر "	۴ر	عطا "
۳۷۳	۵۳۹	مولانا عبدالحق صاحب مدرسہ عالیہ "	عہ	"
۳۷۴	۵۴۰	منجانب ظہور خاتون صاحبہ مرحومہ ہاٹکھلا "	عہ	"
۳۷۵	۵۴۱	محمد عبداللطیف صاحب لائبریری بندبازار "	عہ	"
۳۷۶	۵۴۲	مولوی حبیب اللہ صاحب گوراکری "	۲ر	"
۳۷۷	۵۴۳	محمد یعقوب صاحب گاسیاڑی "	مر	"
۳۷۸	۵۴۴	محمد ابراہیم صاحب ساکن گوائن گھاٹ "	۲ر	"
۳۷۹	۵۴۵	الیاس علی صاحب ساکن باٹانی اصل سلہٹ	۲ر	عطا بہی خواہان
۳۸۰	۵۴۶	منشی نیاز علی صاحب موضع نارائن پور "	عہ	"
۳۸۱	۵۴۷	صاحب الرحمٰن صاحب جلال پور "	۴ر	"
۳۸۲	۵۴۸	عبدالحمید چودہری صاحب سبٹ سانبی گنج " "	۴ر	"
۳۸۳	۵۴۹	ظہیر علی صاحب بارو کوٹ "	۱ر	"
۳۸۴	۵۵۰	مولانا حاجی سعید علی صاحب محلہ درگاہ "	عہ	"
۳۸۵	۵۵۲	ولی محمد خانصاحب رئیس موضع محمد گنج ضلع مراد آباد	ے	چرم قربانی
۳۸۶	۵۵۳	حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند	۳ر	صرف طلبہ
۳۸۷	۵۵۴	مولوی حمید حسن صاحب محلہ دھوبیان "	۳ر	"
۳۸۸	۵۵۶	مولانا عبدالکریم صاحب مدرسہ راجہ گنج سلہٹ	عہ	عطا بہی خواہان
۳۸۹	۵۵۷	چودہری عبدالخالق صاحب ساکن کمارگانوں "	۸ر	"
۳۹۰	۵۵۸	چودہری محمد فضل منان صاحب کاؤکاپن "	عہ	"
۳۹۱	۵۵۹	محمد حسن صاحب چھینگا باڑی "	۴ر	"
۳۹۲	۵۶۰	عبدالغفور صاحب بارائیل "	۱ر	"
۳۹۳	۵۶۱	قاری حشمت صاحب ماربھاگ "	۲ر	"
۳۹۴	۵۶۲	محمد زاہد چودہری صاحب کمارگانوں "	عہ	"
۳۹۵	۵۶۳	حاجی ابرو میاں شیخ صاحب ٹال باڑی "	۸ر	"
۳۹۶	۵۶۴	مولوی عبداللطیف صاحب فائلیش پور "	۳ر	"
۳۹۷	۵۶۵	مولوی عبداللطیف صاحب رام دہانہ "	۴ر	"
۳۹۸	۵۶۶	یوسف اللہ میاں صاحب جمعدار محلہ جمعداری "	عہ	"
۳۹۹	۵۶۷	مولوی عبدالرحیم صاحب مدرس گالباڑی "	عہ	"
۴۰۰	۵۶۸	مولانا ادریس علی صاحب میکربارہ "	عہ	تعمیر بہی خواہان
۴۰۱	۵۶۹	مولانا خورشید علی صاحب "	عہ	عطا
۴۰۲	۵۷۰	امرو میاں صاحب "	۲ر	"
۴۰۳	۵۷۱	حاجی عبدالرؤف صاحب محلہ قاضی بازار "	ے	"
۴۰۴	۵۷۲	عبدالحق صاحب ڈاکر اوتر "	۳ر	"
۴۰۵	۵۷۳	مولوی مظفر علی صاحب کمن شوم "	عہ	"
۴۰۶	۵۷۴	مولوی فضل الرحمٰن صاحب کمپ "	عہ	"

۸۰۴

رجسٹرڈ نمبر اے

ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ

مرکز علوم اسلامیہ دار العلوم دیوبند

کا

ماہوار رسالہ

دار العلوم

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ
مہتمم دار العلوم دیوبند

مرتبہ

عبد الوحید غازیپوری
ناظر شعبۂ تنظیم و ترقی دار العلوم دیوبند

چندہ سالانہ ۲ روپے
فی پرچہ ۳ر آنے

فراہمی غلّہ کی شدید ضرورت

گذشتہ سال غلہ کی کمیابی بلکہ نایابی کی وجہ سے لوگوں کو جن مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس سے شاید ہی کوئی شخص ناواقف ہو۔ گذشتہ سال کی مشکلات اور آئندہ کے خطرات کی بنا پر اس سال اکابر دارالعلوم دیوبند نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ دارالعلوم کے پندرہ سولہ سو مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سال کی ضرورت کے مطابق غلہ فراہم کر لیا جائے تاکہ آنے والے زمانہ میں ان مہمانان رسول اللہ صلعم کو تکالیف سے بچایا جا سکے۔ اکابر مدظلہم کے اس دوراندیشانہ فیصلہ کے مطابق اضلاع سہارنپور۔ بجنور۔ مظفرنگر اور میرٹھ کے دیہات میں حضرات سفرائے دارالعلوم مامور کر دئے گئے ہیں کہ وہ ان اضلاع کے مخلص مسلمانوں کو اس اہم ضرورت کی طرف توجہ دلائیں اور ان سے درخواست کریں کہ جس طرح وہ اپنی پاک کمائی میں سے اپنے بچوں، عزیزوں اور مہمانوں کے لئے غلہ کا انتظام کریں گے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان مہمانوں کا بھی خیال کریں اور ان کے لئے بھی حوصلہ مندی کے ساتھ دل کھول کر غلہ دیں۔ حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے ایسے لوگوں کو بشارت دی ہے کہ

مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَہٗ لَہٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَۃً (سورہ بقرہ)

کون ہے وہ جو قرض دے اللہ کو اچھا قرض تاکہ دوگنا کرے اُسے (اللہ) ان کے واسطے دوگنا بہت۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْہِ وَلَا خُلَّۃٌ وَّلَا شَفَاعَۃٌ وَالْکٰفِرُوْنَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ (بقرہ)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو اس چیز میں سے جو ہم نے تمکو دی ہے قبل اسکے کہ وہ دن آجائے جسمیں نہ خرید و فروخت ہے اور نہ دوستی اور سفارش اور کافر ہی زیادتی کرنے والے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (بقرہ)

مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں میں سے اللہ کی راہ میں مثل اس دانے کے ہے جس میں سات بالیں اُگیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں اور اللہ اس سے بھی زیادہ کرتا ہے جس کے لئے چاہے۔ اور اللہ فراخی والا اور جاننے والا ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ (بقرہ)

اے لوگو جو ایمان لائے۔ خرچ کرو اپنی کمائی ہوئی اچھی چیزوں میں سے اور (خرچ کرو) اسمیں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا۔

ان آیات قرآنی میں ہے مسلمانوں کیلئے دنیا اور آخرۃ کی کامیابی اور ترقی کے راستے کھول دئے گئے ہیں جو ان راستوں پر چلے گا وہ یقیناً منزل مقصود تک پہنچیگا اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کریگا۔ بس ہمیں امید ہے کہ اضلاع مذکورہ کے زراعت پیشہ حضرات دارالعلوم کے سفیروں کو زیادہ سے زیادہ غلہ دیکر اور ملک کے دوسرے حصوں کے زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ حضرات نقد امداد کے ذریعہ جلد از جلد خدام دارالعلوم کو اس قابل بنا دیں گے کہ وہ چھ ہزار من غلہ کا انتظام کر سکیں۔ نقد رقیں بھیجنے والے حضرات کوپن پر یہ ضرور تحریر فرمادیں کہ "یہ رقم خرید غلہ کے لئے بہ خواہی بھیجی جا رہی ہے"

عبدالوحید غفرلہٗ ناظم شعبۂ تنظیم و ترقی دارالعلوم دیوبند

بعونہٖ سبحانہٗ

جو

فخر الاماثل حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند

نے

جمعیۃ علمائے ضلع مرادآباد کی سالانہ کانفرنس میں

بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۴۲ء

بمقام بچھرایوں ارشاد فرمایا

خطبۂ صدارت اجلاس جمعیۃ العلماء ضلع مرادآباد

(از فخر الاماثل حضرت مولانا محمد طیب صاحب ظلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند)

---

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۶ اپریل ۱۹۴۳ء کو جمعیۃ علماء ضلع مرادآباد کی سالانہ کانفرنس زیر صدارت حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کچھرایوں میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس میں صدر محترم نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ چونکہ اپنی خصوصیات کے اعتبار سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور حاضرین جلسہ نے جنہیں ہر طبقہ اور خیال کے مسلمان شامل تھے اسے نہایت پسندیدگی کی نظروں سے دیکھا ہے اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ اس کی افادیت کو عام کرنے کے لئے اسے تمام وکمال شائع کر دیا جائے۔

یہ خطبہ اگرچہ جمعیۃ العلماء کے پلیٹ فارم سے پڑھا گیا لیکن اس میں عام دستور کے مطابق صرف جمعیۃ کی خدمات اور اس کے محاسن ہی بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ جمعیۃ کی شاندار رہنمائی کو تاریخی نقطۂ نظر سے واضح کرنے اور اس کی صحیح ترجمانی کرنے کے ساتھ ہی ساتھ بعض ایسے مخفی لیکن اہم گوشوں کی طرف بھی اس کی عنان توجہ کو منعطف کرنے کی کوشش کی گئی ہے جن کی طرف باوجود ان کی اہمیت اور ضرورت کے ابتک خاطر خواہ التفات نہیں کیا جا سکا ہے۔ خطبات صدارت میں زیادہ تر وقتی مسائل سے بحث کیجایا کرتی ہے لیکن اس خطبہ میں وقتی اور فروعی مسائل سے زیادہ تین بنیادی اور اصولی مسئلوں پر بحث کی گئی ہے۔ پہلا مسئلہ ہندوستان کو آزاد کرانیکا ہے۔ دوسرا مختلف الخیال مسلم اداروں اور جماعتوں کی وحدت کا اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد ہو یا مسلم جماعتوں کی شیرازہ بندی اور وحدۃ۔ بہرحال مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی حال میں بھی اسلامی تعلیمات کے دائرہ سے سرمو تجاوز نہ کریں۔

دراصل یہ خطبہ دیگر خطبات صدارت کے بالکل مختلف اور جداگانہ امتیاز کا حامل ہے اسمیں جمعیۃ العلماء کی تاریخی کارناموں اور بلند رجحانات کی ترجمانی کیساتھ مختلف الخیال مسلم جماعتوں کیلئے ایک مشترک اور قابل قبول دستور العمل پیش کیا گیا ہے یہ روشنی کا ایک ایسا مینار ہے جس سے رہنمائی حاصل کر کے گھٹاٹوپ تاریکی اور حوصلہ شکن طوفانوں کے باوجود مسلمانوں کے تمام منتشر اور پراگندہ سفینے ساحل مراد سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

اس خطبہ کا سب سے نمایاں پہلو یہ ہے کہ اس میں قسط و عدل کو ہاتھ سے نہیں دیا گیا ہے۔ نہ اس میں جمعیۃ کے محاسن کو مبالغہ کے ساتھ بیان کرنے اور اس کے کمزور پہلوؤں پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور نہ دوسری مسلم جماعتوں کی تنقیص کا پہلو اختیار کیا گیا ہے۔ بلکہ جہاں جمعیۃ کے محاسن بیان کئے گئے ہیں۔ وہیں

دوسری جماعتوں کی خوبیوں اور ضرورتوں کو بھی اجاگر کیا گیا ہے۔ اور نہایت مخلصانہ لب ولہجہ اور حقیقی ہمدردانہ انداز میں اس امر کی ایک بے لوث کوشش کی گئی ہے کہ تمام قابل اعتنا مسلم جماعتیں اپنی انفرادیت کو فنا کئے بغیر ایک رشتۂ وحدت و اخوت میں منسلک ہو جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ صرف جمعیۃ علماء ہی کے ذمہ دار حلقوں میں اس خطبہ کو بنظر قبول و استحسان نہیں دیکھا جا رہا ہے بلکہ جمعیۃ کا خطبہ ہونے کے باوجود مسلم لیگ کے ان سنجیدہ اور سربرآوردہ حضرات نے بھی اسے سراہا جو جلسۂ جمعیۃ میں موجود تھے اور انھوں نے کشادہ دلی کیساتھ صدر محترم کی خدمت میں ان کی حقیقی اور بے لوث رہنمائی پر ہدیۂ تحسین و تبریک پیش کیا۔

خدا کرے جس طرح مختلف الخیال مسلم جماعتوں کے ذمہ دار حضرات انفرادی حیثیت میں ان حقیقتوں کو صحیح تسلیم کر رہے ہیں جنکا اظہار اس خطبہ میں کیا گیا ہے اسی طرح یہ زعماء جماعتی حیثیت سے بھی انھیں تسلیم کر کے اپنی جماعتوں سے ان پر عمل کرائیں۔ اور پرسٹیج کے سوال سے بالاتر ہو کر محض اس ارادہ سے ایک دوسرے کی طرف قدم بڑھائیں کہ اپنی مشترکہ جد وجہد سے ملت کے بھنور میں پھنسے ہوئے سفینہ کو ڈوبنے سے بچالیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور ہمیں توفیق خیر سے نوازے۔"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حُرّیت وحدۃ اسلامیّت

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد میں سب سے پہلے حضرات ذمہ داران جمعیۃ العلماء ضلع مراد آباد کا شکر گذار ہوں کہ انھوں نے مجھے جمعیۃ العلماء کے خدام میں شمار کر کے جمعیۃ کے اس سالانہ اجلاس کی خدمت مجھ کو سپرد کرنے کا ارادہ فرمایا اور باوجود میری بے بضاعتی اور نا اہلیت کے مجھے موقعہ دیا کہ میں اس مقدس جماعت کی خدمت گذاری کا شرف حاصل کر سکوں

گو میں بلحاظ انتخاب حیرتناک بھی ہے کہ اس لائن میں میرے پاس جذبات کے سوا خدمات نہیں ہیں۔ ادھر دارالعلوم دیوبند جیسے عظیم اسلامی اور تعلیمی مرکز کی ذمہ داریوں میں ہمہ وقت منہمک رہنے کے سبب اس سلسلہ کے مسائل میں غور وفکر کا موقعہ بھی بہت کم دستیاب ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ عمل کے مواقع میسر آئیں۔ اس لئے بایں تہیدستیٔ فکر وعمل یہ انتخاب کم از کم میرے جیسے ناقص فکر کے انسان کے نزدیک کوئی موزوں اقدام نہیں ہے۔ لیکن اس پر بھی اگر میرے بزرگوں نے محض ہمت افزائی کے طور پر یہ نام شماری ہی مقدر فرما کر میری بے بضاعتی کو قبول فرمالیا ہے تو یہ میرے حق میں سعادت اور مزید شکر گذاری کا موجب ہے اور اس کے بعد مجھے انہی حضرات کی طرف اس دعا کی درخواست لیکر جھک جانا چاہئے کہ حق تعالیٰ مجھے اس راہ کی خدمت کی توفیق دے اور اس ابتداء کی انتہاء کو محمود فرمائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

حضرات! میری اس مختصری تحریر کا موضوع ان عام سیاسی مسائل پر رائے زنی کرنا نہیں ہے جنکو وقت نے پیدا کر دیا ہے کہ عام اہل الرائے اُن پر کافی سے زیادہ بحث کر چکے ہیں اور ان کے مباحث میں ان مسائل کا کافی حل بھی موجود ہے ساتھ ہی وقت کے پیدا کردہ

مسائل میں وقت ہی بہترین فیصلہ کن جج ثابت ہوسکتا ہے۔ کیا موقع ہے کہ ایسے امور میں ایک ناقص رائے کا اور اضافہ کر کے معاملات میں طول پیدا کیا جائے۔ البتہ وہ اصولی امور جو ان تمام مسائل کے لئے بمنزلہ بنیاد کے ہیں اور اس لئے ہنگامی نہیں بلکہ دوامی ہیں، میں چاہتا ہوں کہ انھی چند امور کو اپنی تحریر کا موضوع قرار دوں گو ضمن میں فروعی مسائل کی طرف بھی کوئی اشارہ ہوجائے اور وہ صرف تین عنوانوں کے نیچے درج ہے۔ حریت۔ وحدت۔ اسلامیت بقیہ تمام مسائل یا ان کے تصور سے پیدا شدہ ہیں یا ان کے لئے مبادی اور تمہید کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگر یہ جڑیں نہیں تو شاخیں بھی نہیں۔ اور جڑ ہو کر اگر بالفعل شاخیں نہ بھی ہوں تو ہو سکتی ہیں کہ جڑ بہرحال شاخوں ہی کے لئے ہوتی ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ان تینوں عنوانوں کے ماتحت چند کلمات نہ بطور افادہ کہ جماعت اکابر علماء کے سامنے یہ میری جرأت نہیں ہے بلکہ بطور یادداشت غور و فکر کے لئے پیش کروں جن میں اولاً چند تاریخی حقائق سامنے آئیں گے اور ثانیاً ان سے پیدا شدہ نتائج۔

ملک کی موجودہ حالت۔ آج جن حالات سے ہم گذر رہے ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ ملک کے طول و عرض میں ایک پردیسی حکومت قائم ہے جس نے ہندوستان کی بسنے والی قوموں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ چالیس کروڑ نفوس چند لاکھ سفید فام افراد کی ایک مختصر سی اقلیت کے ہاتھ میں کھلونا بنے ہوئے ہیں اور ایک عظیم الشان براعظم ایک چھوٹے سے بحری جزیرہ کی مضبوط گرفت میں پھنسا ہوا تلملا رہا ہے۔

غلام قومیں شور مچا رہی ہیں کہ وہ اس غلامی سے تنگ آچکی ہیں اور زیادہ دیر تک اس قید و بند کو قائم نہ رہنے دیں گی۔ ملک کی یہ متفقہ آواز ہے جس سے افراد تو مستثنیٰ نکل سکتے ہیں اور وہ بھی بسلسلۂ اغراض لیکن کسی اجتماعی ادارہ اور کسی قومی پلیٹ فارم پر اس صدا کے سوا دوسری آواز نہیں ہے کہ موجودہ غلامی کی بندشوں کو جلد سے جلد توڑ کر پھینک دیا جائے۔

جنگ آزادی اور علمائے اسلام۔ اس فطری آواز کی ہمنوائی سے اس مذہب کے حامل اور ہادی کب جدا رہ سکتے تھے کہ جس کا سنگ بنیاد ہی حریت و استقلال مذہبی و ملی آزادی اور قومی خود اختیاری کی گہرائیوں پر رکھا گیا ہے۔ چنانچہ علماء ملت نے اس صدا کے ساتھ نہ صرف ہمنوائی اور ہم آہنگی ہی کا فریضہ ادا کیا بلکہ مستقلاً خود بھی اپنی ہیئت اجتماعی سے آزادی و حریت کی صدا بلند کی رسمی طور پر تو علماء کی یہ آواز آج سے تیئس سال پیشتر ۱۹۱۹ء میں اس وقت اٹھائی گئی جبکہ جمعیۃ العلماء کی ابتدائی تشکیل ہو کر اس کا پہلا جلسہ پنجاب کے مشہور شہر امرتسر میں منعقد ہوا۔ لیکن غیر رسمی یا حقیقی طور پر علماء کی یہ آواز کوئی نئی آواز نہ تھی بلکہ تقریباً دو سو سال پہلے کی ایک پرانی صدا تھی جبکہ ہندوستان میں موجودہ نظام حکومت کی ایک بہت ہی جھٹپٹی سی پرانی داغ بیل پڑنی شروع ہوئی تھی اور اس کی ابتدائی کمزور کڑیاں آخر کی مضبوط بندشوں کا پتہ دے رہی تھیں۔

علمائے ہند کے سیاسی کارناموں کی تاریخ آپ کے صوبہ کی جمعیۃ العلماء کے ناظم اعلیٰ مولانا محمد میاں صاحب شائع کر چکے ہیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ ہندوستان کے مجاہدین علم و عمل کی تاریخ کا شاندار حصہ پچھتر سال سے سینوں کی امانت بنا ہوا ہے۔ یہ بچی روایتوں کا ایک خزانہ ہے جس پر قانون کا پہرا لگا ہوا ہے اور اس زمانہ کی تاریخ جو آئین و قوانین کے سایہ میں مرتب ہو رہی ہے ان خدا کی راہ میں سب کچھ لٹا دینے والے انسانوں کی اس سرگذشت کو اپنے دامن میں جگہ نہیں دے سکتی۔ اور جب تک کہ دماغ اور قلم کی حقیقی آزادی کا زمانہ نہ آجائے اس وقت تک ہم کو سیاست کی جعلی تاریخ کے سمندر میں مخالف موجوں کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ فتربصوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہ۔

ہندوستان کی سیاسی تاریخ میں علماء کی ہستی روز روشن کی طرح ہے۔ جس کو دیکھنے کے لئے نہ دوربین کی ضرورت ہے نہ خوردبین کی حضرت حجۃ اللہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنی کتابوں میں اسلام کے دینی نظام میں سیاست و سلطنت اور حکومت و تمدن پر جو حکیمانہ اقت

لئے ہیں وہ ہماری سیاسی تاریخ کا سرمنشا ہیں۔ حضرت مولانا سید احمد صاحب شہید اور حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رحمہا اللہ وہ برگزیدہ افراد ہیں جنھوں نے مے سیاسی نظام اور آج کے زعما سیاست سے سالہا سال پہلے اسلامی ہند کے سیاسی شعور کے لئے اپنا خون پیش کیا حضرت شیخ الاسلام سیدنا و مولانا محمد قاسم قدس سرہ کا نام نامی کسی سے مخفی نہیں جن کی برگزیدہ ہستی جہاد و عمل کی اس یادگار زمانہ تاریخ کا سرچشمہ ہے جو ۱۸۵۷ء سے شروع ہو کر آج کی تاریخ تک پہنچتی ہے اور جن کے سیاسی تصورات انفرادی نہیں بلکہ اداری طور پر آج بھی عمل کی دنیا میں محفوظ ہیں۔ حضرت شمس العلوم مولانا رشید احمد گنگوہی حضرت مولانا حافظ ضامن صاحب شہید اور حضرت مولانا محمد منیر صاحب رحمہم اللہ ہمارے نظام سیاست کے عناصر ترکیبی ہیں جنھوں نے اس وقت اپنی جانبازی کے فرائض انجام دے جب قلعہ معلی دہلی سے آخری مغل بادشاہ کو قیدی بنا کر رنگون بھیجا جا رہا تھا اور دہلی کی زمین اس کی جڑوں کے ریشوں تک سے صاف کیجا رہی تھی۔ وہی رنگون جس سے آج آخری انگریز رخصت ہو کر سرکاری بیان کے مطابق اُسی دہلی والے ہندوستان میں آچکا ہے آخر میں حضرت سیدنا شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہٗ اسی سرچشمہ فیض کی آبرو تھے ایسی آبرو کہ ۱۹۱۳ء کا وہ دور جب ہندوستان کی سیاست انگریزی دسترخوان پر بیٹھی ہوئی اونگھ رہی تھی اسوقت شیخ الہند کا سیاسی تصور بیدار تھا۔ جب تمام ہندوستان سو رہا تھا شیخ الہند کا دماغ جاگ رہا تھا۔ اور جب ہندوستان میں مشکل ہی سے کوئی آزاد دل تھا شیخ الہند کا دل اس وقت بھی کامل آزادی کے نصب العین سے آشنا تھا جسکو رولٹ کمیٹی کے جج نے مذہبی مجنونوں کی تحریک کا نام دیا تھا۔ شیخ الہند نے اپنی ان ہزارہا یادگاروں کے علاوہ جو اپنے وطن میں خوش باشی کے ساتھ ملک و دین کی خدمات میں وقت گذار رہی ہیں۔ ایسی یادگاریں بھی اپنے پیچھے چھوڑی ہیں جو آج بھی اس مجنونوں کی تحریک کے جرم میں جسکا جنون آج سب پر سوار ہو چکا ہے۔ کابل میں آپ کی نگاہوں سے بارہ سو میل دور جلا وطنی کی زندگی بسر کر رہی ہیں میں ان میں سے صرف اپنے برادر محترم مولانا منصور انصاری (محمد میاں) کا نام لیتا ہوں جنکی داستان مصائب پر کابل، سرحد آزاد، ماسکو، باکو، باطوم، انگورہ کے سفر اور تاشقند کے جیلخانہ کا وہ حصہ شاہد ہے جسکی مفصل تاریخ سامنے آجانے سے دل زخمی ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

بہرحال علمائے ہند کی یہ سنہری تاریخ ان کی سرفروشیوں کی یہ مکمل داستان اور ان کے نہ مٹنے والے یہ سیاسی احساسات اس کی سب سے بڑی دلیل ہیں کہ علماء ہند نے اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا اور آزادی ہند کی یہ صدا ان کی بہت پرانی صدا ہے جس کو انھوں نے کبھی دھیما نہیں ہونے دیا۔

انقلاب ۵۷ء کے بعد — بلکہ جوں جوں متسلط طاقت زور پکڑتی گئی اسی حد تک یہ آواز بھی بلند ہوتی گئی۔ ۵۷ء میں اسی آواز کے مادی اثرات نمایاں ہوئے۔ لیکن زمانہ کی نامساعدت اور قوم کی بے حسی سے پھر وہ صرف آواز ہی ہو کر رہ گئی۔ مگر مسلسل اور غیر منقطع۔ یہانتک کہ ۵۷ء کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ آواز اوپری اور غریب ہو گئی جسکے ہمنوا گھٹ گئے اور آواز میں آواز ملانے والے باقی نہ رہے کیونکہ جدید نظام حکومت کی سیاسی چالوں کے ماتحت وفاداریوں کی داغ بیل ڈالی جانے لگی حریت و استقلال کا تصور بھی جرم ٹھہر گیا۔ مجاہدانہ تعلیم کے نام سے کان کھڑے ہونے لگے۔ حتیٰ کہ جہاد کی گرخوش آیات کو قرآن سے نکالدئے جانے کے مسودے علماء کے سامنے رکھے جانے لگے۔ اور بعض خانہ ساز پیغمبروں کے ذریعہ آیات جہاد کی منسوخی کے احکام بھی نازل ہو گئے۔ وفاداریوں کے اس شور و شغب میں علماء ربانی کی یہ صدائے حریت و استقلال بہت ہی مندھی اور اوپری سنائی دینے لگی بلکہ اس قسم کی صداؤں کو تنگدلی تعصب بیجا اور روشن خیالی کے منافی کہا جانے لگا۔ لیکن ان مردان دین نے مطاعن کی پرواہ کئے بغیر اپنی آواز کو علیٰ برجاری رکھا اللہ گو اسکے لہجے اور تعبیر مختلف تھے مگر نفس صدا ایک صوت سرمدی تھی جس میں کسی آن بھی انقطاع و اختلال پیدا نہیں ہوا۔

فرق اتنا تھا کہ ۵۷ء کی شکست کے اوائل میں یہ آواز خالص تبلیغی، اخلاقی اور اصلاحی رنگ میں تھی اور اس کے بعد جوں جوں ذہنیتیں مستعد اور بیدار ہو کر ذوقِ حریت کے قریب آتی گئیں اس آواز نے بھی مقتضیاتِ زمانہ کے مناسب زمانہ ہی کا لب ولہجہ اختیار کر لیا تاکہ مانوس الفاظ کے اشتراک سے حقیقی مقاصد کو دلوں کے قریب تر کیا جا سکے۔ اور زمانہ کو زمانہ ہی کی زبان میں اپنا مطلب سمجھایا جا سکے۔

چنانچہ جلسۂ امرتسر میں اس قدیم اخلاقی آواز نے سیاسی گونج پیدا کر کے تجاویز اور ریزولیوشنوں کا روپ اختیار کر لیا مگر روپ کے تجدد نے حقیقت کی کہنگی پر کوئی اثر نہیں ڈالا۔ اور عنوانات کی جدت نے جذبات کی قدامت میں کوئی ادنیٰ فرق پیدا نہیں کیا علماء امت کی یہ مرکوز خاطر حقیقت جس کے پیرائے بوقلموں ہیں اس کے سوا کچھ نہیں کہ جدید تہذیب و تمدن اور نیا نظام حکومت و سیاست دنیا کی پرامن زندگی اور فطرت کے اخلاقی نظام کے لئے ایک شدید ترین خطرہ اور دورِ جاہلیت کا ایک دوسرا جنم تھا جس میں انسانیت کے لئے کہیں پناہ نہ تھی اس لئے انہوں نے چاہا کہ جس طرح اسلام نے جاہلیت اولیٰ کو مٹا کر دنیا کو امن کا پیغام دیا تھا اسی طرح اس جاہلیت اخریٰ کو بھی دنیا میں کوئی فروغ نہ ہونے پائے تاکہ دنیا اس بدامنی اور تباہی سے بچی رہے جس میں وہ اس تہذیب اور اس کے مہذبوں کے ہاتھوں پھنسکر مادی و روحانی تباہی کے گھاٹ اترنے والی تھی۔ ان کے نزدیک چودہ صدی پیشتر کی عربی جاہلیت اور آج کی انگریزی جاہلیت میں بلحاظ نوعیت کوئی بھی فرق نہ تھا۔ کیونکہ جاہلیت اولیٰ کے دور کو شر القرون محض اسی لئے کہا گیا ہے کہ اس میں بد اعتقادی، بد اخلاقی اور بد کرداری کا دور دورہ تھا۔ زنا، چوری، قمار، شراب، قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ اور دغا و فریب اس دور کے عمل کی سرخیاں تھیں۔ بدتہذیبی ناشائستگی، فحش، بے حیائی، بے غیرتی، کینہ پروری بغض و عداوت، نفاق و شقاق، عصبیت اور حمیت جاہلیت وغیرہ اُن کے اخلاق کے عنوانات تھے۔ بے دینی، بدمذہبی، رسوم جہالت، شرک و بدعت، جنگل پرستی اور مادہ پرستی وغیرہا ان کے اعتقادات کے سرنامے تھے۔ پس اگر انہی امور کی وجہ سے وہ دور دنیا کا بدترین دور اور انسانیت کے لئے سب سے زیادہ تباہ کن زمانہ تھا جس کی وجہ سے اس کا نام ہی دورِ جاہلیت رکھا گیا تو پھر آج کی انگریزی دنیائے خلق و عمل اور فکر و اعتقاد میں جس نے ۵۷ء کے بعد ترقی کے زینے طے کرنے شروع کئے ان شائستگیوں کی کیا کمی ہے کہ اس دور کو دورِ جاہلیت نہ کہا جائے۔

کیا آج حکومت کے باضابطہ قوانین کے ماتحت شراب کے ٹھیکے، آبکاری کے محکمے، کشید شراب کے کارخانے کھلے ہوئے نہیں ہیں جن سے حکومت کو کروڑوں کی آمدنی ہے؟ کیا آج باہمی رضامندی سے زناکاری قانوناً جائز نہیں اور بیسواؤں کے کوٹھے علانیہ رونق بازار بنے ہوئے نہیں ہیں جن کے ٹیکسوں سے خود گورنمنٹ بھی فائدہ اٹھا رہی ہے؟ کیا آج کی تمام تجارتیں لاٹری اور ریس وغیرہ وغیرہا کی صورتوں میں بہت حد تک جوئے اور قماربازی کے کندھوں پر نہیں چل رہی ہیں جن سے سود خواروں کے پیٹ اور ہوسناکیوں کے حوصلے پھولتے اور پھلتے جا رہے ہیں۔ کیا آج کے لین دین میں قرض و ادھار کی تمام دستاویزات اور رقعے سود اداء کے بغیر ناجائز قرار نہیں دئے جاتے؟ کیا آج آئینی لوٹ کھسوٹ پھر اور بے آئین غصب و ظلم، چوریوں ڈکیتیوں کی گرم بازاری نہیں ہے جنکے اعداد و شمار بے شمار حد تک پہونچے ہوئے ہیں؟ کیا آج اس ادعائے امن و رفاہ عام کے دور میں قتل و غارت اور نئی نئی مہلک ایجادات کے ذریعہ اموات کی لاتعداد کثرت نہیں ہو گئی ہے؟ اور کیا آج کی سیاست اور عام معاشرت میں ڈپلومیسی، چالاکی، مکاری اور فریب بازی کی گرم بازاری نہیں ہے جس کے ماتحت خصومات کی سرکاری کچہریوں میں ایک ہی قانون کے ماتحت فریقین کے وکلاء فریقین کو مظلوم حق بجانب اور فریقین ہی کو ظالم اور ناحق ثابت کر دکھاتے ہیں

اپنی دانشمندیوں کا پردازہ صرف نہیں کر رہے ہیں ۔

ان اعمال کے ساتھ آج کے پیدا کردہ اخلاق کی لائن پر کیا آج گھر گھر جھوٹ اور نفاق کی گرم بازاری نہیں ہے ۔ کیا آج ہر تمدنی و اقتصادی سیاسی اور مذہبی مسئلہ محض لڑنے ہی کے لئے نہیں رہ گیا ہے کیا مروجہ الیکشنوں کے ذریعہ اس نفاق و شقاق کو تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد ہوا نہیں دی جا رہی ہے کہ یہ آگ بجھنے نہ پائے ۔ کیا آج قومی وحدتوں میں گروہ بندیوں اور بحران میں حمیت جاہلیت اور عصبیت کے جال بچھے ہوئے نہیں ہیں کہ جس کے ماتحت کوئی طبقہ اور کوئی گروہ امن وچین کا سانس نہیں لے سکتا ۔

ادھر عقائد و افکار کے سلسلہ میں خدا سے انکار ۔ رسولوں کی تکذیب ۔ رسول اللہ کی شان میں گستاخیاں ۔ مذہب کو برہم زن امن وامان اخلاق انبیاء کو مخرب عالم تعلیمات مذہب کو مانع ترقی معاد سے بے پروا ہو کر معاش میں الجھاؤ وحی سے بیزار ہو کر عقلیت پرستی روحانیات سے نفور ہو کر مادیات میں انہماک عقل کل سے ہٹ کر شخصی عقلوں پر غرور و گھمنڈ اپنے اسلاف پر طعن بے توقیری اکابر بے رحمی برا صاغر خود غرضی لامذہبی دہریت والحاد اور بے دینی وغیرہ کیا آج کی سرکاری تعلیمات کے درخشاں آثار نہیں ہیں ؟

پس اگر یہی تمام امور زمانۂ جاہلیت کا سرنامہ تھے جن کی وجہ سے اس کو دنیا کا بدترین دور قرار دیا گیا ہے تو کیا وہی تمام امور آج کی مغربی تہذیب و تمدن کا محبوب سرمایہ نہیں ہیں جو بطور تحفہ یورپ سے لاکر ہندوستان کے سامنے پیش کئے گئے ہیں ۔ فرق اگر ہو تو صرف یہ کہ جاہلیت اولیٰ کی بدکاریاں غیر منظم تھیں اور آج کی منظم ان غیر منظم بدکاریوں کی پشت پر کوئی باقاعدہ طاقت نہ تھی اور آج کی منظم سیہ کاریوں کی پشت پر ٹینک ۔ کروزر ۔ ایروپلین بم گیس یعنی بری ۔ بحری اور ہوائی طاقتوں کے دیو معروف کرشمہ ساز ہیں ۔ پھر کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ جاہلیت اولیٰ کو تو برا کہا جائے اور اس جاہلیت اخریٰ کی مدح سرائی کی جائے ۔ بلکہ یہ دیکھتے ہوئے کہ عرب کی جاہلیت تو فقد ان وسائل کے سبب ایک ہی جزیرہ تک محدود تھی اور یہ انگریزی جاہلیت کثرۃ وسائل کے ساتھ دنیا کو اپنا شکار بنا رہی ہے ۔ وہ لازمی تھی اور اس کے جراثیم متعدی ہیں اس لئے وہ اگر ایک برائی کی مستحق تھی تو یہ ہزاروں ملامتوں کی مستوجب ہے ؎ تفاوت قامت یار او قیامت میں ہے کیا ممنون ؛ وہی فتنہ ہے لیکن یاں ذرا سانچے میں ڈھلتا ہے جدید نظام حکومت کے لائے ہوئے انہی تباہ کار اخلاق و اعمال اور غیر فطری افکار و خیالات کا یہ اثر ہے کہ آج ملک میں انتخاب کے رد و قبول کا معیار حسن اخلاق یا صلاحیت نہیں بلکہ یہی ہوسناکیاں محض دولت و سرمایہ یا محض غرور عقل و خرد رہ گیا ہے ملکی مسائل میں ان کی ووٹ ۔ اور شورائی مرکزوں کی امیدواری کا معیار قابلیت کے بجائے زمینداری کی خاص حد ۔ کوٹھی بنگلہ کی خاص قیمت ۔ کھیتی باڑی کی لمبی چوڑی زمین وغیرہ ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ ملک کے نظم و نسق میں قانوناً حصہ دار وہی بن سکتے ہیں جن کو عقل کے حصہ کی بجائے دولت ہی ملی ہو ۔ جس کو خدا کے فرمان میں زینت بے حقیقت اور شہوت بے ثمر فرمایا گیا ہے ۔

زین للناس حب الشھوٰت من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذلک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہ حسن المآب ۔

خوشنما معلوم ہوتی ہے لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی ۔ عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے ۔ نمبر لگے ہوئے گھوڑے ہوئے مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی ۔ یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے ۔

اسی دولت دوستی اور سرمایہ پرستی کے روح قانون بنجانے ہی کا اثر ہے کہ آج حکومت کا پورا قانون ہی اصول تجارت اور سرمایہ کشی کے اصول پر مرتب کیا گیا ہے جس سے بہر نہج حکومت کی آمدنی کے راستے کھلے رہیں۔ ملک کا انجام خواہ کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ حتیٰ کہ آج ملک میں اخلاق و معنویت کی انمول چیزیں بھی بلا مول تول اور بلا قیمت کے دستیاب نہیں ہوسکتیں۔

عدل و انصاف حکومت کا ایک ایسا اخلاقی خزانہ ہے جو محض رعایا ہی میں تقسیم کرنے کے لئے جمع کیا جاتا ہے۔ لیکن آج اسکے لئے بڑی کورٹ کی لمبی چوڑی دوکانیں ہیں جن میں وہ فروخت کیا جاتا ہے جس کی ایک ہی شرح نہیں بلکہ گاہک کی حیثیت بہ بے پھونبی نہیں کہ وہ بقیمت ہی ملتا ہے بلکہ بے حد گراں بھی پڑتا ہے۔ کورٹ فیس۔ وکلاء کی فیس، کورٹ کے چپراسیوں کی فیس، پیشیوں کے اخراجات وغیرہا کا بار اتنا پڑجاتا ہے کہ مدعی مدعا علیہ کو بسا اوقات اپنا گھر بار اور املاک و جائداد بیچکر اس انصاف کی قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ پھر انصاف کے اصول پر حق بحقدار ہوتا تو موہوم ہے مگر مستغیث کی جائز املاک کا تباہ ہوجانا متیقن ہے۔ اور اتنی گرانیوں کے باوجود پھر بھی یہ قیمتی انصاف بروقت ہاتھ نہیں لگ سکتا بلکہ پیشیوں کا لگا تار سلسلہ کورٹوں کا مستغیانہ سکوت دفتری کارروائیوں کا آئینی طول اور پھر اپیل در اپیل معاملہ کو اتنا طویل بنا دیتا ہے کہ بسا اوقات مستغیث کو مقدمہ اپنی اولاد کے لئے میراث میں چھوڑ کر رخصت ہوجانا پڑتا ہے۔ اور اس دردسری پر بھی قانون کا یہ منشا ہرگز نہیں محسوس ہوتا کہ انسداد جرائم ہوجائے۔ بلکہ قانون کی تکنیک میں امتداد جرائم کی ایک ایسی اسپرٹ رکھی گئی ہے کہ کسی حد پر بھی مقدمہ مختتم طریق پر طے نہ ہو۔ اور کورٹ کے خزانے پُر ہوتے رہیں۔ اور علاوہ قانون یعنی وکلاء جسقدر بھی ذہین ہوں اسی حد تک قانون ہی کے دائرہ میں رہکر فریقین کو لڑانے میں کامیاب ہوتے رہیں جن کی یہ تفرقہ اندازیاں بھی پھر ایک قیمت رکھتی ہیں جن کو مختلف شرح اور نرخ سے خریدا جائے پھر ادھر کورٹوں کے جیلخانوں کی حیثیت بھی انہی تجارتی اصول پر حکومت کی ورکشاپوں کی سی ہے۔ قیدی ان تجارتی کارخانوں کے قلی ہیں جن کی محنت مزدوری سے جو سامان تیار ہوتا ہے اس کے حاصل شدہ سرمایہ سے پھر حکومت ہی کا خزانہ بھرپور کرنا منظور ہوتا ہے نہ کہ ان مزدوروں کی آسائش۔ غرض عدل و انصاف جیسی انمول چیز کے سلسلہ میں اول سے لیکر آخر تک مول تول بھاؤ تاؤ کا ایک غیر مختتم سلسلہ ہے جسکا منافع سرکاری خزانوں کا شاہی حق ہے۔ اس قسم کے تجارتی انصاف سے جرائم کا انسداد کہاں تک ہوسکتا ہے۔ اس کا اندازہ ملک کی چوریوں اور ڈکیتیوں کے ان اعداد و شمار سے کیا جا سکتا ہے جو اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہتے ہیں۔

مثلاً تعلیم رعایا کا ایک واجبی حق ہے جو حکومت کے ذمہ ہوتا ہے۔ لیکن یہاں اس بے مول حق کی بھی قیمت ہے جو ناقابل برداشت حد تک پہونچی ہوئی ہے جس کو بجز سرمایہ داروں کے دوسرا ادا نہیں کرسکتا۔ اور جبکہ ملک میں عموماً اکثریت ناداروں کی ہے تو اس کے یہ معنی ہیں کہ ہندوستان کے غریبوں کے لئے گویا جہالت ازل سے طے شدہ ہے جس کے بدستور قائم رکھنے کا فریضہ حکومت ادا کر رہی ہے۔ پھر اگر کوئی از خود پرائیوٹ طریق پر تعلیم حاصل بھی کرے تو امتحان کی خریداری کے لئے اسے پھر ایک مستقل سرمایہ کی ضرورت ہے۔ جس کے بغیر یہ تعلیم درخور اعتبار نہیں ہوسکتی۔ اگر ناکامیاب ہوگیا تو فیس بھی گئی۔ اور کامیابی بھی گویا علمی اور مالی دونوں ناکامیاں سر پڑیں اور اگر کامیابی کا نمبر آ بھی گیا تو پھر بھی ملازمت یقینی نہیں جس کے لئے یہ بار برداشت کیا جاتا ہے پھر اس تعلیم کے ذریعہ جو تربیت دی جاتی ہے اس کا حاصل یا حکومت کی غلامی سکھانا ہے یا ذہنی مرعوبیت اور یا اپنے اسلاف سے بدظن بنا کر بندۂ نفس و ہوا کر دینا ہے۔ گویا بصورت علم اسے جاہلیت کا خوگر بنا دینا ہے جس کا عنوان انگریزیت ہے پھر اگر ملازمتوں کے سلسلہ سے غرباء اپنی ذہنی قابلیت سے کچھ کما کر پیٹ پال سکتے تھے تو قابلیت کا معیار انگریزی تعلیم کی

رکھی گئی ہے۔ گویا ایک قابل سے قابل فرد اگر انگریزی داں نہ ہو تو وہ تعلیم یافتہ شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس قابل غیر تعلیم یافتہ کو اگر ملازمت کی کوئی جگہ مل سکتی ہے تو مڈل اسکول میں صرف ۱۴ روپیہ ماہوار کی اور یا پھر چپراسیوں اور عام ان پڑھ طبقہ کی لائن میں اس کی بھرتی ممکن ہے۔

اب اگر یہ غیر تعلیمیافتہ اشخاص صنعت و حرفت وغیرہا سے پیٹ پال لیتے تو دیسی صنعتیں تو مٹادی گئیں اور بدیسی مصنوعات قانون کی حدبندیاں عائد ہیں اور اس کے بعد بھی یہ صنائع پوری طرح اس ملک کے قبضہ میں نہیں۔ اس لئے پڑھے لکھے اور ان پڑھ افلاس و ناداری اور بیکاری میں عموماً ایک ہی کشتی کے سوار نظر آ رہے ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب مناصب کا معیار قابلیت نہ ہو دولت ہو۔ قابلیتیں تجارتی اصول پر بکتی ہوں اور وہ بھی مخصوص طبقہ کیلئے، عدل و انصاف فروخت ہوتا ہو اور وہ بھی بے حد مہنگا۔ اور ناداروں کے لئے ایوان تہذیب و تمدن کے کسی گوشہ میں سر چھپانے کی جگہ نہ ہو تو ظاہر ہے کہ ایسے ملک میں نہ تعلیمیافتہ طبقہ بڑھ سکتا ہے اور نہ اخلاق انسانیت ترقی کر سکتے ہیں، بجز اس کے کہ ایسی تعلیم یا جہالت کا مقصد غلامانہ ذہنیت کی آبیاری ہو۔ اور کیا نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ یہ براعظم بھوکا ننگا بھی ہے جس کے تقریباً ۴ کروڑ افراد کو ایک وقت پیٹ بھر کر کھانا نہیں ملتا۔ جہالت زدہ بھی ہے جس کے فیصدی صرف ۴۔ ہی افراد تعلیم یافتہ ہیں۔ بے روزگاری بھی ہے جس کی شہادت سول اور ملٹری کے حقیر اعداد و شمار ہیں بے ہنر بھی ہے جس کو آج حکومت کے ذمہ دار بھی اپنی غرض سے رو رہے ہیں۔ اور صنائع کے کارخانے قائم کرنیکی فکریں کی جا رہی ہیں غرض ہر حیثیت سے ناکامی کے قعر میں پڑا ہوا ہے۔ ہاں اگر یہ ملک کامیاب ہے تو اس میں کہ وہ یورپ کی تجارتوں کے لئے ایک منڈی کی حیثیت سے ملک کا روپیہ گھسیٹ کر یورپ پہونچا تا ہے اور یورپ کے اخلاقی مل اور اقتصادی میل کچیل سمیٹ کر خود جمع کرتا رہے گویا اس تجارت میں ہندوستانی تو یوں ہی بداطواریوں کے امین بنتے رہیں اور یورپین ان کی دولتیں سمیٹ کر بے فکری سے لطف اندوز ہوتے رہیں۔

بہرحال اس سے حکومت کی تعلیمی سیاسی۔ اقتصادی اور اخلاقی پولیسی پر روشنی پڑتی ہے اور اندازہ ہوتا ہے کہ حکومت اپنے فرائض حکومت میں کس حد تک کامیاب ہو سکی ہے۔ ہندوستانی اور انگریزی رعایا کے درمیان مساوات حقوق کے جو وعدے کئے گئے تھے ان میں کس حد تک سچی ثابت ہوئی ہے۔ ادھر ملک کا ملک اس انگریزی جاہلیت کا کس حد تک شکار ہوا ہے۔

علماء کی پیشینگوئی سچی ثابت ہوئی۔ علماء امت نے ۱۸۵۷ء میں اپنی چشم فراست سے ان ہی تمام جاہلیتوں کا مشاہدہ کر کے جن کا جامع عنوان انگریزیت تھا مسلمانوں کو باز رکھنے کی سعی کی تھی اور بتلایا تھا کہ آج جس چیز کو تم آبحیات سمجھکر بے تحاشا نوش کر رہے ہو۔ یہ زہر ہلاہل اور سم قاتل ہے جس کا نتیجہ گو آج تمہارے سامنے نہیں مگر کل ضرور سامنے آنے والا ہے لیکن تجدد کے بڑھتے ہوئے ذوق و شوق میں اس وقت یہ کلمات تیر و نشتر ہو کر لگتے تھے جنہیں تمسخر و تحقیر اور استہزا کیساتھ رد کر دیا جاتا تھا علماء امت کو اس مبارک روک تھام اور پیشبندی پر تنگ نظر، تاریک خیال، مذہبی دیوانہ وغیرہ وغیرہ کے تحقیر آمیز خطابات دئے جاتے تھے۔ لیکن ان مربیان امت نے "گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا" کا صحیح مصداق بنکر اپنی اس آواز کو اس امید پر کہ وقت آنے پر شاید یہی صدا صداے باز گشت ہو جائے برابر جاری رکھا بلکہ اور اونچا کر دیا۔

علماء کی تحریک کی کامیابی۔ اس صبر تلخ کا ثمرہ شیریں یہ نکلا کہ زمانہ نے کروٹ لی۔ وقت بدلا اور بالآخر وہی جذبات ملک میں پھیل رہے ہیں جو علماء کی اس گمشدہ آواز میں بھرے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ خود دلدادگان انگریزیت ہی کی انگریزیت سے

مذبھیڑ ہونے لگی وہی تنگدلی سب میں سرایت کر گئی انگریزی وضع قطع پر فخر کرنے والے اس سے شرمانے لگے۔ اور اپنی دیسی ہیئت میں آجانے ہی کو سب سے بڑا نشان غیرت وخودداری باور کرنے لگے حتی کہ بدیسی کپڑوں کے بائیکاٹ نے ایک مستقل تحریک کی صورت اختیار کر لی۔ ادھر تعلیم جدید کے سلسلہ میں وہی تعلیم جسے ہزار ہا روپیہ خرچ کرکے خریدا جاتا تھا خود تعلیم یافتہ طبقہ ہی کے دماغ میں ناکارہ اور مخرب خلق وخلق ثابت ہوئی۔ مغربی طرز تعلیم نصاب تعلیم طریق تربیت اور اس سے پیدا شدہ تہذیب وتمدن پر نا قدانہ بلکہ مخالفانہ مضامین انہی حلقوں سے نکلنے لگے جس میں اس تعلیمی سسٹم نے جنم لیا تھا۔ اور تبدیل نصاب وغیرہ کے مطالبات شروع ہو گئے۔ انگریزی جاہلیت کے خلاف آوازوں کی اس عام ہمنوائی اور ہمہ گیری نے قدرتی طور پر انگریزی سیاست اور انگریزی نظام حکومت کے خلاف بھی صدائے احتجاج کا راستہ صاف کر دیا اور خود مقلد انگریز طبقہ مخرب انگریز ثابت ہونے لگا۔

علماء وزعماء میں بُعد اور اس کی وجہ۔ کیا علماء کے لئے یہ مقام انتہائی طور پر مقام مسرت نہ تھا کہ ان کا قدیم نصب العین پھلا پھولا اور پھیلا کیا ان کی مجلسی تلقین اداری تعلیم اور پلیٹ فارمی تبلیغ بار آور ہوئی اور ہندوستان کی یہ انگریزی دنیا بالآخر اسی نقطہ پر آ کر رہی جس پر علماء اسوقت تھے جبکہ یہ پوری دنیا ان کے اس تصور سے بھی بیزار تھی۔

لیکن باوجود خیالی وحدت پیدا ہو جانے کے ان میں یگانگت اور اشتراک عمل کی اسپرٹ پھر بھی اس وجہ سے پیدا نہ ہو سکی کہ فکری لائنیں دونوں کی جدا جدا تھیں جس سے اتحاد عمل ممکن نہ ہوا۔ یہ اسلامی جذبات جس قسم کے فکر وعمل اور جس اسلامی سلیقہ کو چاہتے تھے وہ تو بوجہ اسلامی علوم سے ناواقف ہونے کے اس جدید طبقہ کے سامنے نہ تھی اور ادھر ان ہی جذبات کی تکمیل کے سلسلہ میں جن انگریزی ڈپلومیسیوں کو سمجھنے اور ہر وقت پیش نظر رکھنے کی ضرورت تھی وہ بوجہ عصری فنون سے نابلد ہونے کے علماء کے سامنے نہ آسکیں یعنی علماء تو عصری سیاست کے مکائد ودسائس سمجھنے سے عاری رہ گئے اور یہ زعماء شرعی سیاست کے حقائق ومعارف جاننے سے نابلد رہ گئے۔ سیکھنے سمجھنے کا ذریعہ زبان ہے۔ سو علماء نے تو انگریزی زبان پر پابندیاں عائد کر دیں جس سے وہ خود عصریات سے ناواقف محض رہے اور زعماء نے عربی زبان سے کنارہ کشی اختیار کر لی جس سے وہ شرعیات سے بے بہرہ رہے ظاہر ہے کہ جب ایک دوسرے کے مشن ہی سے خبردار نہ ہو بلکہ اور بھی ذرائع علم وخبر بھی مسدود ہوں تو محض جذبات کے اشتراک سے توافق یا اشتراک عمل کیسے پیدا ہو سکتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ الناس اعداء لما جہلو کی مشہور مثل کے مطابق یہ دونوں طبقے ایک دوسرے سے الگ ہی نہیں رہے بلکہ ایک دوسرے کے خلاف نکتہ چینی اور تنقید کا جو ڈھنگ بھی جس کے سامنے آگیا اسے بے تکلف استعمال کیا گیا۔ اور منافرت کی خلیج روز بروز وسیع ہوتی رہی۔

اتحاد باہمی کی داغ بیل ۔ لیکن جسطرح زمانہ کے لوٹ پھیر نے ان دونوں طبقوں کے جذبات میں یکسانی پیدا کر دی تھی اسی طرح انقلابات ایام کے الارم نے پھر سب کو چونکایا۔ اور روحانی بُعد کو رفع کرنے کیلئے پھر علماء ہی نے پہل کرکے اس جدید طبقہ کی طرف رُخ کیا۔

دار العلوم دیوبند نے جو اسلامی علوم ومعاشرت اور اسلامی اجتماعیات کے تصورات کا مرکز تھا۔ علیگڈھ یونیورسٹی کو تا کا جو اس جدید طبقہ کے افکار ومعاشرت کا واحد مرکز ثقل تھا۔ اور بزرگان یونیورسٹی کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھایا۔ ۱۳۲۸ھ میں دار العلوم کے عظیم الشان جلسۂ دستار بندی میں ذمہ داران یونیورسٹی کو دعوت دی گئی۔ جلسہ میں تقریروں اور نجی مجلسوں میں گفت وشنید کے ذریعہ تبادلۂ خیالات ہوا۔ اور یہ طے کیا گیا کہ ان دونوں مرکزوں میں رابطۂ اتحاد واشتراک عمل قائم کرنے کے لئے ایک مرکز کے طلبہ دوسرے مرکز میں پہونچکر استفادہ کریں تاکہ چند دن کے بعد یہ فکری بعد اور عملی بیگانگی رفع ہو جائے اور ایک دوسرے کے

مقاصد سے بےخبری باقی نہ رہے۔

اسی کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کے جو ہر فرد حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سلسلہ میں علیگڈھ کے سفر شروع کئے جو بظاہر تو ذاتی طور پر ہوتے تھے مگر بحقیقت ان کی تہ میں روح انہی جذبات یگانگت کی کام کر رہی تھی۔ تاکہ ذمہ داران یونیورسٹی کو اس رشتہ مودۃ میں پروکر ان کے تمام پروردوں کو بھی اسی سلسلہ میں کسی صحیح اساس پر منسلک کیا جا سکے۔ یہ مخلصانہ سعی خالی نہ گئی اور اس کے اثرات نمایاں ہوئے۔ یونیورسٹی کے مایۂ ناز فضلاء اور ان کے دوسرے ہم مشرب زعماء کی آمد و رفت دیوبند میں شروع ہوئی مولانا محمد علی، مولانا شوکت علی، ڈاکٹر انصاری، حکیم اجمل خاں اور دوسرے ذمہ دار زعماء کے نیازمندانہ رجوع اور حضرت شیخ کی بزرگانہ سرپرستی نے اس بُعد کو بہت حد تک عملی طور پر ختم کر دیا۔

ساتھ ہی جمعیۃ الانصار دارالعلوم دیوبند کے قیام نے ان زعماء کو یہ یاد کرادیا کہ یہ بوریہ نشین علماء محض بوریہ نشین ہی نہیں بلکہ ایک عظیم اجتماعی فکر بھی لئے ہوئے ہیں اور وہ بھی محض خیالی نہیں بلکہ عملی جس کے ساتھ عمل کی ماضی و حال دونوں وابستہ ہیں اس لئے زعماء کا طبقہ قدرتاً اور بھی زیادہ مجبور ہوا کہ ان بزرگوں کی طرف عقیدتمندانہ رجوع کرے۔ بہرحال حضرت شیخ کی مربیانہ توجہ اور علماء کا یہ اجتماعی تفکر و عمل اور اسپرہ اقدام یگانگت اس طبقہ کو اپنی طرف کھینچ لایا۔ جس کا ثمرہ یہ ہوا کہ تحریک خلافت اور تحریک ترک موالاۃ میں ان دونوں طبقوں کے ذمہ دار ایک دوسرے کے شریک کار اور رفیق عمل ثابت ہوئے۔ جس کی روح رواں حضرت شیخ الہندؒ تھے۔

علماء و زعماء میں اشتراک عمل - تحریک خلافت کے سلسلہ میں جبکہ علماء کی جماعت سیاست کے کھلے پلیٹ فارم پر آگئی تو ۱۹۲۰ء میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے مالٹا سے واپسی پر علیگڈھ میں جامعہ ملیہ کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے یونیورسٹی کی مسجد میں براہ راست عام طلبائے یونیورسٹی تک بھی اپنا پیام پہونچایا اور ایک محبت آمیز خطاب کرتے ہوئے ان نوجوانوں سے فرمایا کہ میں آج تمہاری طرف اس لئے ہاتھ بڑھا رہا ہوں کہ مجھے اپنے اجتماعی مقاصد کی تکمیل میں جو توقعات تم سے وابستہ ہیں وہ خود اپنے طبقہ کے افراد سے بھی نہیں ہیں۔ اس لئے میں بہت سی امیدیں لیکر تمہارے پاس آیا ہوں۔

اس اقدام یگانگت نے درمیانی بُعد کو رفع کرنے میں جادو کا کام کیا اور طبقۂ علماء و زعماء میں جو بُعد بطور رسم کے قائم ہو گیا تھا وہ رفتہ رفتہ زائل ہونا شروع ہو گیا۔ دونوں طبقوں میں اشتراک عمل کا جذبہ موجزن ہو گیا اور تحریک خلافت کے دور میں عملی طور پر اس اشتراک عمل سے وحدۃ اسلامی کا ایک ایسا شاندار منظر آنکھوں کے سامنے آگیا جو توقعات و خیالات کی تنگ وتاز سے کہیں بڑھ کر تھا۔

ہندو مسلم اتفاق اور آزادئ ہند - برادران وطن نے مسلمانوں کے اس غیر معمولی اتحاد اور منظم پرجوش اسلامی دور کو کسی نگاہ سے دیکھکر از خود اس مسلم تحریک کی ہمنوائی شروع کی اور تحریک میں بطور ایک حصہ دار کے شریک ہو گئے۔ مسلمانوں نے اپنی روایتی رواداری کے ماتحت پوری فراخدلی سے اپنے اسٹیج پر ان کا خیر مقدم کیا۔ ایک مسئلہ میں دو آوازیں ملنے سے قدرتی طور پر تحریک نے اشتراک کی صورت اختیار کر لی اور طبعی عوامل کے ماتحت اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی دن کے بعد مسلم مقاصد مشترک مقاصد کی صورت میں تبدیل ہو گئے اور مسئلہ خلافت میں سے آئینی طور پر ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ پیدا ہو گیا۔

میں جانتا ہوں کہ انڈین نیشنل کانگریس کا قیام ۱۸۸۵ء میں عمل میں آچکا تھا لیکن اس تاریخ سے لیکر اس وقت تک جس کا میں ذکر کر رہا ہوں ہمیں کانگریس کی تاریخ میں اس آزادی کا کوئی روشن مینار نظر نہیں آتا جس کو تحریک خلافت نے پیدا کیا۔

آزادئ ہند - چونکہ آزادی ہند کا مسئلہ بھی مسلمانوں کا ایک قدیم مقصد اور مستقل شرعی نصب العین تھا جس کی آئینہ

صورت کے لئے مسئلۂ خلافت محرک ہو گیا اس لئے انھوں نے یہ سمجھ کر کہ ہندوستان ہی کے مسئلے سے مسئلۂ خلافت بھی حل ہو سکتا ہے وہ تمام مساعی جو اس مسئلہ کی ساتھ وابستہ تھیں آزادیٔ ہند کے مسئلہ پر مرکوز کر دیں۔

مگر چونکہ یہ مسئلہ تنہا مسلمانوں ہی کا نہ تھا بلکہ تمام اقوام ہند کا تھا اور برادرانِ وطن کی طرف سے شرکت عمل کی ابتدا ربھی ہو چکی تھی۔ اس لئے ہندو مسلم اشتراک عمل نے ایک اساسی مسئلہ کی صورت اختیار کر لی۔ لیکن چونکہ اس اشتراک عمل یا ہندو مسلم اتفاق کی ابتدا کسی اصولی خاکے سے نہیں بلکہ محض ایک ہنگامی طرزِ عمل سے ہوئی اور وہ بھی برادرانِ وطن کے اقدام سے اسلئے ابتدا ہی سے اس کی رفتار کچھ غیر محدود اور غیر معتدل رہی جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک مشترک پلیٹ فارم کی تعمیر ہو کر مسلمانوں کا خود اپنا کوئی مستقل مخصوص اور مضبوط قومی پلیٹ فارم باقی نہ رہا جس کا نتیجہ کچھ ہی عرصہ کے بعد یہ نکلا کہ وحدۃ ملی تو جس حد تک بھی قائم ہو تی ہو گئی مگر ہندوستان کی قائم شدہ وحدۃ اسلامی پارہ پارہ ہو گئی۔

علماء اور مسلم لیگ ۔ اسی دوران میں جمعیۃ علماء کے سالانہ اجلاس امروہہ کی تجویز شرکت کانگریس علماء کے لئے اس حد تک موضع تہمت بن گئی کہ مسلمان طبقۂ زعماء کی یہ اکثریت خصوصیت سے علماء کے مقابلہ پر آ گئی جس کی وسیع خلیج کو ۱۹۳۶ء کے الیکشنوں کی موافقت بھی پاٹ نہ سکی۔ بلکہ تحزب وافتراق کی ایک گہری بنیاد پڑ گئی۔ اور آخر کار اس وحدۃ اسلامی کا انجام یہ ہوا کہ اس طبقۂ زعماء کی اکثریت نے مسلم لیگ کو اپنا مستقل پلیٹ فارم بنا لیا اور مسلم لیگ اور جمعیۃ علماء میں باہم آویزش کی مستقل صورتیں پیدا ہو گئیں۔ اور وہی قدیم تناحر و تنافس کی صورت ایک منظم شکل میں پھر عود کر آئی جس کو مٹانے میں کہ المصدر بزرگوں نے بشکل تمام کامیابی حاصل کی تھی۔

اب صورت حال یہ ہے کہ یہ اختلاف خواص تک محدود نہیں بلکہ مسلمانوں کا ایک گروہ عظیم مسلم لیگ کی ساتھ ہے۔ اور مذہبی طبقہ علماء کے ساتھ جن میں علاوہ اختلاف رائے کے بے اصول نکتہ چینیوں کا سلسلہ بھی جاری ہے اور ساتھ ہی بڑے چھوٹے اور وقار کا سوال بھی درمیان میں ہے۔ بحالت موجودہ یہ مسئلہ نہایت پیچیدہ ہو گیا ہے کہ آیا علماء و زعماء کے یہ طبقات ایک دوسرے سے صبر کرکے بیٹھ رہیں یا جس طرح بھی ہو ایک دوسرے کی طرف اتحاد و یگانگت کا ہاتھ بڑھائیں۔

اگر یہ مسلم اکثریت اُن علماء سے منقطع رہنے کا فیصلہ کر چکی ہے جنھوں نے دو صدی سے علوم نبوت کے تحفظ کے ساتھ ساتھ قوم میں مسلم اجتماعیت کے تصورات کو اس حد تک زندہ رکھا کہ آج کے مسلمان آزادی کا نام لینے کے قابل ہوئے اور آج اس اکثریت میں بھی اُنہی تصورات کی لہریں دوڑ رہی ہیں تو اسے بجائے خود غور کرنا چاہئے کہ اسلام کے نام پر وہ اسلامی مقاصد کو علماء سے کٹ کر کہاں تک چلا سکتی ہے؟ اور چلائے گی تو وہ کس حد تک اسلامی مقاصد قرار پا سکیں گے؟ خصوصاً جبکہ ہندوستان میں اقلیت و اکثریت کی بنیاد رنگ و نسل پر نہیں بلکہ مذہب پر ہے تو اس صورت میں حاملان مذہب سے قطع نظر کر لینا کس حد تک جائز ہو گا؟

ادھر علماء ملت بھی اگر مسلمانوں کی اس بڑی اکثریت سے قطع نظر کر لیں یا اس اکثریت کے خود منقطع ہو جانے پر صبر کرکے بیٹھ رہیں تو انھیں اپنی جگہ ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے کہ آیا مغربی سیاست کے مخفی مکائد اور دسیسہ کاریوں کو زبان اور فن کی حیثیت سے سمجھے اور سامنے لائے بغیر جو اسی طبقہ کے تعاون سے ممکن ہے اس عصری سیاست کے دور میں اپنے تمام فرائض و مہمات کے صحیح معنی میں عہدہ برآ ہو سکیں گے یا نہیں؟ کیونکہ لکل فن رجال۔ اور۔ ہر کسے را بہر کارے ساختند۔
اور اگر کسی درجہ میں وہ اس بنا پر عہدہ برآ ہو بھی جائیں کہ عصری سیاست کے کچھ عذاق ان کے ہاتھ بھی لگ جائیں تو

بہر حال وحدۃ اسلامی کی شکل تو پھر بھی باقی نہیں رہ سکتی جس کا بقا رخود ایک مستقل اسلامی مقصد ہے۔ ادھر علماء سے منقطع ہوکر اس طبقہ کی دینی اصلاح کے راستے بھی مسدود ہو جائیں گے جسکی ذمہ داری کا ایک بڑا حصہ پھر علماء ہی کے سر عائد ہوتا ہے ساتھ ہی اس صورت کا یہ ضرر کیا کم ہے کہ مسلمانوں کی وہ اجتماعی قوت جو ایک مرکز سے گذر کر آزادئ ہند کی منزل جلد سے جلد قریب لے آتی منتشر ہوکر اس میں بجائے یکسوں بلکہ رکاوٹوں کا باعث بنتی رہے گی جیسا کہ مشاہدہ میں آرہا ہے۔

پھر اسی کے ساتھ یہ مہلک خطرہ جو خصوصیت سے علماء ہی کے محسوس کرنے کا ہے مزید برآں ہے کہ آزادی ملنے پر اگر مسلم ہندوستان کا نقشۂ حکومت اس منقطع شدہ اکثریت کے دست و بازو سے تیار ہوا جو اسلامی مقاصد سے تقریباً نابلد ہے تو یا وہ نقشہ کلیتہً مغربی رنگ کا ہوگا یا اگر اس میں کسی قدر اسلامیت کا رنگ بھر ابھی گیا تو وہ ان لاعلمیوں کے ساتھ اسلامی نام سے ایک بگڑا ہوا اور مسخ شدہ خاکہ ہوگا جس سے صحیح معنی میں اسلامیت یا استخلاف فی الارض اور اس کے منصوص اغراض و مقاصد پورے ہونے کی کوئی توقع نہیں کیجا سکتی۔ اس لئے جمعیۃ العلماء کا اس طبقہ سے صبر کر بیٹھنا یوں بھی کچھ حد جواز میں نہیں آتا بہر حال دونوں صورتیں جمعیۃ کے سامنے ہیں کہ آیا اس طبقہ سے قطع نظر کر لی جائے جیسا کہ خود اُس طبقہ نے کر لی ہے یا اُسے حاصل کرنے کی بہر حال کوئی راہ نکالی جائے۔

میں دیانت داری کے ساتھ یہ رائے رکھتا ہوں کہ ان دونوں طبقوں میں یہ بُعد مسلمانوں کے اجتماعی معاملات کیلئے مہلک اور نتائج کے حق میں سدراہ ہے۔ اور ان دونوں اداروں کو جلد سے جلد ملجانے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان میں سے ایک طبقہ علم کا حامل ہے اور ایک قومی قدرت و اقتدار کا۔ اور یہ ان سیاست میں علم اور قدرت ملکر ہی کام کرسکتے ہیں علم بلا قدرت بیکس اور غریب ہے۔ اور قدرت بلا علم جور و جفا اور افراط و تفریط ہے۔ الملك والدين توأمان اس لئے ملت کا صحیح توازن علماء و زعماء کے باہمی رابطہ و اتحاد ہی سے قائم ہوسکتا ہے۔ اپنی اپنی جگہ دونوں جزو ضروری اور ناگزیر ہیں مگر اجتماعی نقطۂ نظر سے منفرداً دونوں ناقص ہیں جو باہم ملکر ہی بحیثیت مجموعی کامل شمار کئے جاسکتے ہیں

میرا یہ مقصد نہیں کہ جمعیۃ العلماء کا پلیٹ فارم اس نام سے باقی نہ رہے یا لیگ کا اسٹیج توڑ دیا جائے۔ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ جس طرح مذہبی رہنمائی کے لئے ایک مرکزی نشرگاہ کی ضرورت ہے ایسے ہی ہنگامی سیاسی عقدہ کشائی کے لئے بھی ایک قومی مرکز کی ضرورت ہے۔ مگر ساتھ ہی اس شدید ضرورت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ یہ دونوں مرکز آپس میں اس انداز سے مربوط ہوں کہ ایک کو دوسرے کی مجبوری پیدا ہوجائے۔

میں جہاں تک جمعیۃ کی تاریخ کو سامنے رکھتا ہوں اُس سے نمایاں ہے کہ اس مل بیٹھنے کے سلسلہ میں اُس نے نمایاں اقدامات کئے اور دفتری حیثیت سے اس راہ کی پیشقدمی میں رائے اور عمل دونوں سے سرگرمی دکھلائی ہے۔ ۳۸ء؁ میں جمعیۃ علماء ہند کی دفتری رائے یہ تھی کہ تعمیر و ترقی۔ تعلیم و تمدن۔ دین و دیانت اور تجارت و معیشت کے معاملات میں لیگ اور جمعیۃ کے دو مرکز ہی نہ رہنے چاہئیں۔

مولانا ابوالمحاسن سجاد رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم جمعیۃ علماء نے بارہا مسلم لیگ کے قائد اعظم کو اسپر آمادہ کیا تا ردے کہ مؤتمر نمائندگان کو بلالیا جائے اور اسلامی حقوق کے مسئلہ کو طے کر لیا جائے۔

لاہور کے بھرے اجلاس میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے بکبر الصوت بر اعلان فرمایا کہ لیگ کے نمائندے ہم کو دعوت دیں ہم حاضر ہوں یا ہم انھیں دعوت دیں تو وہ قبول کریں ہم سب سر جوڑ کر بیٹھیں اور کثرت رائے سے مسلمانوں کے

حقوق اور متعلقہ مسائل کا فیصلہ کرلیں۔

پھر اس اجلاس لاہور میں جمعیۃ نے باضابطہ طریق پر وحدۃ اسلامی کے بارہ میں جو پیشکش کی ہے وہ درحقیقت اس نے اپنی درخشاں ماضی کو دوہرایا ہے اور اس سلسلہ میں اس کی تجاویز کا نقشہ اس کا کھلا نشان ہے کہ اس کے اندر وحدت اسلامی کی ایک زبردست تڑپ موجود ہے۔ چنانچہ جمعیۃ نے اپنی ایک تجویز میں آزادی ہند کی نوعیت واضح کرکے تو لیگ کو اپنے سے قریب تر کرلیا ہے۔ ایک دوسری تجویز میں مذہب کے فروعی اختلافات کو نظر انداز کرکے مقاصد کلیہ اور مشترک معاملات میں متفقہ سعی کرنے کی اپیل کرکے علماء اسلام کے تمام طبقات کو اپنے سے ملا لیا ہے۔ اور ایک تیسری تجویز میں ذات پات کی اونچ نیچ اور پیشوں اور نسبتوں کو معیار عزت و ذلت نہ بنانے کی ہدایت کرکے مسلمانوں کی عام برادریوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے جس سے صاف واضح ہے کہ جمعیۃ العلماء اسلامی وحدت کی خواہشمند اور خود اقدام کرکے اس پاک مقصد کو عملاً حاصل کرنا چاہتی ہے۔ اور اس نے اتحاد نظر کی راہ پیدا کرکے عملی اتحاد کی منزل کو قریب سے قریب تر کردیا ہے۔

میں نے چودھری خلیق الزماں کا بیان دیکھا ہے میرے دل میں ان کی عزت ہے اور میرے خیال میں ان سے زیادہ کوئی شخص علماء کی خدمات سے واقف نہیں ہے۔ میں ان کی خدمت میں بادب عرض کرونگا کہ اب کسی بھی معاملاتی تحریر میں جو امت کے اجتماعی مفاد سے متعلق ہو ایسا انداز مفید نہ ہوگا جس سے تلخی ظاہر ہو۔ وہ مولانا حفظ الرحمٰن کے بیان پر پھر غور فرمائیں اور مل جانے کے جذبہ کو پہلے سے دل میں زیادہ بڑھائیں۔ اور پھر عمل سے اس کا جواب دیں۔ میرے خیال میں ماضی کی تلخ یاد سے ہمیں اتحاد کے سلسلہ میں کوئی مدد نہیں مل سکتی۔ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا مُنْتِنَة ۔ ہمیں باہمی تعلقات کا اب نیا نقشہ بنانا چاہئے۔ جس میں جمعیۃ علماء لاہور کی کارروائی ہمارے لئے بہترین رہنما ہے۔

جو حضرات علماء کو اس کی نصیحت کیا کرتے تھے کہ وہ مذہب کے فروعی اختلافات کو نظر انداز کرکے اصولی اور کلی معاملات میں متحد ہو جائیں اور اتحاد عمل کو ہاتھ سے نہ دیں۔ کیا آج ان کا بھی یہ اولین فرض نہیں ہے کہ وہ سیاسی لائن کے ان اختلافات سے جو اب فروعی اختلافات سے زیادہ نہیں رہ گئے ہیں قطع نظر کرکے اشتراک عمل کو ہاتھوں سے نہ جانے دیں اور شکایات کو عمل کا حجاب نہ بنائیں۔ اگر غیر معتبر روایات کا پردہ اٹھا کر صرف اصلیتوں کا مطالعہ کیا جائے تو کیا عجب ہے کہ جمعیۃ کے بارہ میں یہ شکوے شکریوں کی شکل اختیار کرلیں۔

جماعتی نقطۂ نظر سے جمعیۃ العلماء کو لیگ سے شکایت ہے کہ اس میں سرکار پرستوں کا عنصر غالب ہے اور لیگ کا جمعیۃ پر اعتراض ہے کہ اس کے ارکان خود اپنے قابو میں نہیں بلکہ ہندو نواز ہیں۔ میرے خیال میں انگریز پرستی اور ہندو پرستی کے کرخت اور اشتعال انگیز عنوانات کو چھوڑ کر محض ذات البین کی خاطر اگر ہم ان عنوانات کا صرف وہی مفہوم لے لیں جو اس قسم کے مواقع پر اکثر مرکوز خاطر رہتا ہے گو عنوانات کی شدت اور جذبات کی آمیزش اسے سامنے نہیں آنے دیتی کہ دونوں ادارے ایک دوسرے کے کارکنوں اور اراکین کی نسبت یہ رائے دینا چاہتے ہیں کہ وہ اس ادارے کے مناسب حال ہوں جس کے وہ ارکان ہیں اور اس مقصد کے سچے علمبردار ہوں جس کو وہ ادارہ لیکر اٹھا ہے۔ تو اس حد تک یہ مفہوم ایک اصولی رائے کی حیثیت میں رہیگا۔ جس سے محض عنوانات کی غیر موزونیت سے برا ماننے کی ضرورت نہیں۔ گویا اس صورت میں اس رائے کا حاصل یہ ہوگا کہ جمعیۃ العلماء کے ارکان علماء ہیں۔ اس لئے جمعیۃ کے پلیٹ فارم پر غالب اور مؤثر عنصر صرف انہی مستند اور معتبر علماء کا رہنا چاہئے جن پر علم آثار علم اور اخلاق علم چھائے ہوئے ہوں۔ خوف و خشیت۔ تقویٰ و طہارت۔ فہم و فراست۔ نقد و بصیرت اور تفقہ فی الدین ان کا شعار ہو

سخن پروری، ضد، اعجاب رائے، درشتی، تند خوئی اور سخت کلامی سے مبرا ہوں۔ پیش شدہ مسائل میں وہ مغربی آئین و ضوابط سے نہیں بلکہ خالص شرعی اور فقہی رنگ اور دینی استدلالات سے مسائل کو منقح کرنے کا سلیقہ اور عادت رکھتے ہوں۔ ان کی رائے کو رسمی فیصلوں کی نہیں بلکہ فتوئی کی اہمیت حاصل ہو۔

جمعیۃ العلماء کی اس پوزیشن کو مزید مضبوط کرنے کے لئے میں تو یہاں تک عرض کروں گا کہ اگر رسمی حد بندیوں سے الگ ہو کر جمعیۃ العلماء زیر غور مسائل کا ایجنڈا غیر رسمی طور پر ملک کے ان معروف اور فقیہ النفس فقیہوں کے پاس بھی ارسال کیا کرے جن کی شانِ افتاء مسلم ہے۔ اور وہ علمۃً اثر رکھتے ہوں اور اس درخواست کے ساتھ کہ وہ ان مسائل کے بارہ میں فقہی حدیثی اور قرآنی مواد فراہم فرما کر نہ صرف جمعیۃ میں پیش ہی کر دیں بلکہ اس کے ساتھ جمعیۃ کی مجلس مضامین میں شریک ہو کر اس مواد کی رُو سے مسائل پر بحث و نظر بھی فرمائیں۔ تاکہ پیش شدہ مسئلہ جمعیۃ کی حقیقی پوزیشن کے مطابق عصری سیاست سے الگ ہو کر پہلے خالص شرعی اصول و دلائل سے منقح ہو جائے۔ تو یہ صورت جمعیۃ علماء کی شان کے لحاظ سے بھی مفید ہوگی۔ اس کے ارکان کی علمی پوزیشن بلحاظ اوصاف مذکورہ مضبوط تر نظر آنے لگے گی۔ اور ساتھ ہی شرعی سیاست کے مسائل و دلائل کا ایک بہترین فائل بھی مرتب ہو جائے گا جس سے بہ نسبت رزولیوشنوں کے زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکے گا۔

ہاں پھر یہی صورت لیگ کی بھی ہونی چاہئے۔ اس کے خالص سیاسی پلیٹ فارم پر زعماء ملت کا اجتماع ہے اس لئے اس کی مرکزی اور عاملہ جماعت میں غالب اور مؤثر عنصر قوم پرور افراد کا ہونا چاہئے جن کے سینوں میں حقیقتاً حریت و آزادی کی آگ دہک رہی ہو اور وہ دل سے چاہتے ہوں کہ یہ غلام ملک آزاد ہو کر اپنے پیروں پر کھڑا ہو۔ ان کی حریت پسندی نمایاں ہو ان میں قوم فروشی اور خود غرضی کا احساس نہ کیا جاتا ہو۔ وہ آزادی کے دوست اور دشمن کو پہچان کر اس کی حیثیت کے موافق اس سے معاملہ کرنا جانتے ہوں۔ معاملات کو عصری سیاست کے داؤ پیچ کے لحاظ سے پوری طرح سمجھتے ہوں۔ جوش و جذبات سے الگ رہ کر ہر مسئلہ کو ٹھنڈے دل سے سلجھانے کے عادی ہوں۔ اور ان کی قومی ہمدردی اور معاملہ کی سچائی کے دامنوں پر دھبے نظر نہ آرہے ہوں اور ان کی رائے بھی تُلی ہونے کے سبب ایک سیاسی اصول کی حیثیت رکھتی ہو۔

اگر دونوں ادارے فریقین کے اعتراضات سے جذباتی حصہ نکال کر انہیں صرف اس اصولی جزء پر محمول کریں جو عرض کیا گیا تو پھر یہ مطاعن باعث افزائش شر نہیں ہو سکتے بلکہ موجب خیر بن جائیں گے۔ اور معقول مطالبات کی صورت اختیار کر لیں گے جن کے پورا کرنے میں دیانتاً کسی فریق کو بھی تأمل نہ ہونا چاہئے۔

ان مذکورۂ بالا اوصاف کے حامل علماء و زعماء کے درمیان اگر کوئی مسئلہ ڈالا جائے علماء خالص شرعی لب و لہجہ میں اس کے تمام پہلوؤں کو واشگاف کر دیں اور زعماء خالص سیاسی اصول اور واقعات کی روشنی میں اس کے پہلوؤں کو کھول دیں یا دونوں طبقے اپنے اپنے فن کے لحاظ سے مسئلہ کی تنقیح و تحلیل پر پورا زور صرف کر کے کسی مقصودۂ واحد پر پہنچ جائیں تو خیال رہا ہے کہ وہ مسئلہ کس قدر جامع حیثیت میں طے ہوگا؟ کس درجہ قوم کے لئے تسلی بخش اور موجب طمانیت ہوگا؟ اور کس حد تک اختلاف و نزاعات کی خلیجوں کو دور سے دور ہی دفع کرنے میں مؤثر ہوگا؟

اب سوال صرف یہ رہ جاتا ہے کہ دونوں اداروں کو اس طرز عمل کی مجبوری کیونکر ہو۔ اور کس طرح ایسا طریق کار پڑ سکتا ہے کہ کوئی مسئلہ اس مخلوط صورت حال کے بغیر طے نہ ہو؟ سو میری ناقص رائے میں اس کے لئے شاید یہ صورت زیادہ موزوں ہوگی کہ جمعیۃ العلماء اپنے پلیٹ فارم پر کوئی اجتماعی مسئلہ اس وقت تک طے شدہ نہ سمجھے جب تک کہ لیگ کے پانچ منتخب ماہر سیاست

افراد جو اوصاف مذکورہ کے حامل ہوں اور انکی شخصیتیں اپنے سیاسی ماحول میں آزاد ہوں جنکی آزادی معروف اور مسلّم ہو جمعیۃ کی پلیٹ فارم پر بیٹھکر اس کی سیاسی حیثیت واشگاف کر کے اظہار خیال نہ کریں۔ اور اسی طرح لیگ کے پلیٹ فارم پر کوئی مسئلہ اس وقت تک فیصل شدہ نہ سمجھا جائے جب تک کہ جمعیۃ العلماء کے پانچ حاذق علماء جو عرض کردہ اوصاف سے متصف ہوں اور جن کی سیاسی زندگی کے ساتھ ایک تاریخ وابستہ ہو لیگ کے پلیٹ فارم پر بیٹھکر اس کی شرعی حیثیت نمایاں نہ کر دیں۔ ہاں پھر جس مسئلہ میں شرعی پہلو نمایاں ہو اس میں علماء کی رائے کو اہمیت دیجائے اور جس میں سیاسی پہلو غالب ہو اس میں غیر علماء کی رائے اہم سمجھی جائے۔ بشرطیکہ وہ کسی صاف و صریح اصول شرعی سے مزاحم اور متصادم نہو تی ہو۔ پھر خواہ اس مسئلہ کی اشاعت مشترک ہو اور یہی زیادہ بہتر ہے اور یا الگ الگ ہو تو یہ ادارہ کے آرگن اس کی مخلصانہ حمایت کریں اور پروپیگنڈہ میں ہمزبان رہیں۔

اس صورت میں مساعی اتحاد کی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ اتحاد قدرتی طور پر ہمہ وقت حاصل رہتا ہے ساتھ ہی دونوں اداروں کا استقلال اور وقار بھی قائم رہتا ہے۔ علماء و زعماء میں بعد کی صورتیں بھی مندفع ہوتی ہیں تمام مسائل بھی اصول اور واقعات کی روشنی میں منقح ہوتے ہیں۔ اور ساتھ ہی وحدۃ اسلامی اور اجتماعیت عامہ کا بنیادی مقصد بھی فوت نہیں ہوتا۔

اس صورت حال کے قیام کی ضرورت محض اتحاد و وحدت ہی کے نقطۂ نظر سے ضروری نہیں۔ بلکہ اس لئے بھی ناگزیر ہے کہ اسلام میں سیاست مذہب سے الگ کوئی چیز نہیں اس لئے مسلمانوں کے یہ دو ادارے جنمیں سے ایک مذہبی ہے اور ایک سیاسی اپنی اپنی نوعیت اور مفہوم کے لحاظ سے خواہ الگ الگ رہیں لیکن اپنی حقیقت اور وحدت معاملات کے لحاظ سے ایک ہی رہنے ضروری ہیں۔ تاکہ ان دونوں کا مجموعہ مسلمانوں کے قومی استقلال کو دوسری اقوام میں نمایاں کرتا رہے اور یہ حرف نہ آئے کہ آج کی تنازع للبقا کی فضا میں جبکہ ہندوستان کی ہر اکثریت اور اقلیت کے مخصوص پلیٹ فارم اور شخصی استقلال کے آئینہ دار ادارے قائم ہیں مسلمانوں کا اپنا کوئی مخصوص قومی ادارہ نہیں جس سے ان کی قومی شخصیت نمایاں ہو سکے۔

اس موقع پر مسلم اخبارات سے میری مخلصانہ درخواست ہے کہ جمعیۃ العلماء اور مسلم لیگ میں کسی مسئلہ میں اتفاق ہو یا اختلاف اس میں اشتراک عمل ہو یا نہ ہو وہ زیادہ سے زیادہ ان اداروں کے مباحث نقل کر دینے اور اپنی تائیدی یا تنقیدی رائے ظاہر کر دینے پر اکتفا کریں۔ لیکن جرح و تنقید اس عنوان سے نہ ہونی چاہئے کہ ان دونوں اداروں میں سے کسی ایک کی بھی عدم ضرورت یا حقارت و بے عظمتی تخیل ہوتی ہو یا کوئی ادارہ مجروح اور عوام الناس کی نگاہوں میں ناقابل اعتماد قرار پا جائے مدیران جرائد افراد کی اجتماعی سرگرمیوں پر آزادی سے مناسب انداز میں بحث کر سکتے ہیں لیکن جہانتک اداروں کی سیاسی جد و جہد پر بحث کرنے کا تعلق ہے اس میں سنجیدگی کے اس معیار کو باقی رکھنا ضروری ہے جو ترقی یافتہ جرنلزم کا پہلا اصول ہے۔

یہ اصولی طریق عمل طے ہو جانے کے بعد ان اختلافی مسائل میں زیادہ اہمیت نہیں رہتی جو پروگرام کی حیثیت سے جمعیۃ اور لیگ میں مختلف فیہ بنے ہوئے ہیں۔ مثلاً جمعیۃ العلماء کا لیگ پر اعتراض ہے کہ اس کی طرف سے پاکستان یا مسلم انڈیا کا مسئلہ جس قوت و اصرار کے ساتھ منظر عام پر لایا جا رہا ہے اسی قوت سے اس کی نوعیت واشگاف نہیں کی جاتی وہ ایک مبہم خواب ہے جس کے مخفی گوشے سامنے نہیں ہیں کہ آخر اس تقسیم کی صورت اور کیفیت کیا ہوگی کہ اس پر کوئی رائے

قائم کی جا سکے۔

اِدھر لیگ کو جمعیۃ العلماء پر شرکت کانگریس کے مسئلہ میں اسی نوع کا اعتراض ہے کہ یہ شرکت اور آپ کی متوقعہ آزادئ ہند بھی ابہام و اجمال میں پاکستان سے کچھ کم نہیں جس کی حدود و شرائط ہنوز نامعلوم ہیں کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اس مشترک پلیٹ فارم پر مسلمانوں کے حقوق کیا ہوں گے؟ اگر یہ حکومت اشتراکی ہوگی تو ہندوستان کی یہ مختلف المذاہب اقوام جن میں تعصبات اور بیگانگی حد سے زائد تک پہنچ گئی ہے کن اصول پر باہم مربوط رہ سکیں گی؟ پھر کن حدود میں وہ مشترک ہوں گی اور کن میں خالص اور جبکہ یہ معاملہ ایک عقد مجہول کی صورت میں ہے تو اسے کیسے قبول کیا جائے۔

غرض جانبین کے نزدیک جانبین کے یہ بنیادی مسائل ہنوز متشابہات بنے ہوئے ہیں۔ کسی صاف و صریح پروگرام کے متعین نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو عملی دنیا میں بحیثیت مجموعی اپنا صحیح مقام معلوم نہیں۔ لیکن اگر اصول مذکورہ کی رو سے ان دونوں کو ان میں کوئی عام مفاہمت ہو جائے یا اولاً انہی مسائل میں تبادلۂ افکار کرنے کے لئے جانبین کے پانچ پانچ افراد بطریق مذکور شرعی دلائل اور سیاسی شواہد کے ماتحت نیک نیتی اور داعیۂ وحدت و یگانگت دلوں میں لیکر بحث کر لیں تو ان یرید اصلاحاً یوفق اللّٰہ بینہما، اگر حقیقتاً دونوں اصلاح ہی کا عزم باندھ لیں گے تو اللہ ان دونوں کی توفیق سے مدد کرے گا) کا منظر ضرور سامنے آجائے اور جب رائیں کسی مشترک نقطہ پر جمع ہو جائیں تو قابل اشاعت تفصیلات کا مشترک اعلان کر دیا جائے تاکہ عامۂ مسلمین مطمئن ہو جائیں اور اس پھیلے ہوئے تفرق و انتشار کا کسی طرح خاتمہ ہو۔

<u>جمعیۃ العلماء اور کانگریس</u> - جمعیۃ العلماء اور کانگریس کی باہمی نسبت کے سلسلہ میں حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب صدر اجلاس جمعیۃ العلماء لاہور کا یہ جملہ بہت حد تک اطمینان بخش ہے کہ جمعیۃ العلماء کانگریس کی آلۂ کار نہیں ہے۔ چنانچہ جمعیۃ علماء کا آج تک اپنے مستقل پلیٹ فارم، مستقل آواز اور مستقل تاریخ کے ساتھ باقی رہنا صدر ممدوح کے مذکورہ جملہ کا شاہد عدل ہے اگر علماء اسلام برادران وطن میں بے قید و شرط مدغم ہونے کے حامی ہوتے تو وہ پہلا کام یہ کرتے کہ جمعیۃ العلماء کو توڑ کر اسکے دفتر میں قفل ڈالدیتے اور اپنی ہر آواز کا پلیٹ فارم کانگریس کے اسٹیج کو بنا لیتے لیکن اس کے خلاف دیکھا جا رہا ہے کہ جب کبھی اس طاقت سے آزاد ہونے کی جد و جہد کا موقعہ آیا جس نے ہماری حکومت پر غاصبانہ قبضہ کیا تھا تو جمعیۃ نے بطور حلیف اپنی مستقل ہستی کو باقی رکھکر کانگریس کا ساتھ دیا۔ اور جب کبھی کسی مخصوص اسلامی مفاد کا مسئلہ آیا تو وہ اسلامی کیمپ میں نظر آنے لگی۔ سنہ و سنہ میں اس نے کانگریس کے ساتھ جنگ آزادی میں حصہ لیا اور جب برادران وطن نے شدھی اور سنگٹھن کے مورچوں سے اسلام کے قلعہ پر حملہ کیا تو جمعیۃ اسلامی کیمپ میں نظر آنے لگی اور اس کے خلاف خود اس نے بھی ایک مستقل محاذ قائم کر دیا آزادئ ہند کے کلمہ تک اس نے نہرو کا ساتھ دیا لیکن وقت آنے پر کانگریس کی نہرو رپورٹ کے خلاف معرکۂ مقابلہ بھی گرم کیا تمام کانگریسی لیڈر سارڈا بل کی موافقت میں سرگرم تھے اور جمعیۃ اسی بل کے خلاف مہم سرگرمی دکھلا رہی تھی وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے دیانتاً اور انصافاً جمعیۃ العلماء پر یہ الزام کوئی باخبر انسان تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ معاذ اللہ ہندو پرست یا کانگریس کے پلیٹ فارم پر بنی ہوئی کوئی جماعت ہے۔ بلکہ یہ صرف اسی درجہ کا ایک خاص اشتراک عمل ہے جیسا کہ بنگال، پنجاب، سندھ اور سرحد کی وزارتوں اور میونسپلٹیوں میں برابر دیکھنے میں آتا رہتا ہے۔ اسی کے ساتھ یہ باور کرنا بھی بہت مشکل ہے کہ جمعیۃ العلماء نے مسلم حقوق کو ہندوؤں یا کانگریس کے ہاتھ میں دیدیا ہے۔ یہ حقوق ہی کا مسئلہ تھا کہ جمعیۃ العلماء کے ارکان نے مسلم کانفرنس دہلی کے مرتب کردہ اہم حقوق کی تائید کی اور کانگریس کی تائید کو بالائے طاق رکھدیا۔ نہرو رپورٹ کے خلاف رپورٹ مرتب کی لکھنؤ

میں سر علی امام کی صدارت میں اسلامی حقوق پر خود مستقل غور کیا۔ یونٹی بورڈ میں دوسری اسلامی جماعتوں کیساتھ ملکر کام کیا اور ۱۹۳۶ء میں مسلم لیگ کو زندہ کرنے کے لئے وہ سب کچھ کیا جس کا اعتراف آج کی لیگ کے سب سے بڑے ذمہ دار کا ضمیر بہتر طریق پر کرسکتا ہے۔ کیونکہ دنیا کی بڑی شخصیتوں کے قلوب سے حقیقی واقعات کبھی نہیں مٹتے۔ اور آخر میں لاہور کے اجلاس کی پیشکش ماضی اور حال کے درمیان ایک سنہرا ربط ہے جس کی قدر کرنا ہمارا فرض ہے۔

بہرحال اشتراک عمل کا مسئلہ ہو یا مسلمانوں کے حقوق کا یہ الزام غیر منصفانہ ہے کہ جمعیۃ العلماء معاذ اللہ مسلمانوں کی ہونیکی جگہ ہندوؤں یا کانگریس کی ہے اور اس طرح اسے کانگریسی جمعیۃ العلماء کے نام سے پکارا جانا جائز خیال کیا جائے۔

مسلم لیگ اور جمعیۃ میں منشاء اختلاف ۔ میں جہانتک خیال کرتا ہوں لیگ اور جمعیۃ کے اختلافی مسائل مثلاً آزادی ہند کی نوعیت یا پاکستان یا شرکت کانگریس وغیرہا کا اختلاف خود ان دونوں اداروں یا ان کے ذات البین سے پیدا شدہ نہیں ہے۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ یہ اختلاف خود ان کے درمیان میں نہیں بلکہ غیر مسلم اقوام کے اشتراک عمل نے یہ چیزیں قدرتی طور پر پیدا کر دی ہیں۔ اگر غیر مسلم اقوام کو غیر موجود یا غیر دخیل فرض کر لیا جائے تو نہ تقسیم ہند کا جھگڑا بیچ میں آتا ہے نہ شرکت کانگریس کا کوئی سوال رہتا ہے۔ اس لئے یہ غیر مسلم اشتراک عمل ہی ان مسائل کے اختلاف کی تخلیق کا سبب ہوا ہے نہ کہ خود لیگ اور جمعیۃ۔

پھر یہ مسلم غیر مسلم اشتراک عمل بھی اگر غور کیا جائے تو بذاتہ اس نزاع و اختلاف کا موجب نہیں کیونکہ اسلام میں غیر مسلموں سے اشتراک عمل کی نظیریں بھی ملتی ہیں جو مسلمانوں کے لئے ہرگز موجب تشویش و نزاع نہیں ہوئی ہیں بلکہ اصل باعث خلجان و نزاع اس شرکت کا وہی ابہام و اجمال ہے جو اب تک رزولیوشنوں یا زیادہ سے زیادہ مفصل فارمولوں کی شکل میں تو سامنے آیا ہے لیکن کسی مسلم ضابطہ اور منقح دستور کی صورت میں سامنے نہیں لایا گیا۔

اس سلسلہ میں سہارنپور کا فارمولا اور اسپر مرتب شدہ تجویز کراچی بلاشبہ ضروری تفصیلات پر حاوی ہیں لیکن اس سے صرف جمعیۃ العلماء کی اس پولیسی پر روشنی پڑتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے حقوق مذہبی وملی کی حامی اور نگراں یا ذمہ دار ہے۔ لیکن یہ چیز میرے خیال میں محل بحث ہی نہیں ہے اور جمعیۃ کا ماضی وحال سامنے رکھکر ہونی بھی نہ چاہئے کہ اس تاریخی حقیقت سے کسی کو انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ اصل محل بحث یا منشأ اختلاف یہ ہے کہ شریک عمل ہمسایہ اقوام ان مسلم حقوق کی مفصل دفعات کا کہانتک احترام کرسکتی ہیں یا کریں گی؟ اور انھوں نے ان حقوق کے بارہ میں اپنی رضا و تسلیم کی کہانتک گارنٹی دی ہے۔ اور آیا ان کے نزدیک بھی ہندوستان کے آزاد منطقوں میں اسلامی شریعت اور مسلم حقوق کی وہی نوعیت ہوگی جو جمعیۃ العلماء کے نزدیک ہے یا کم وبیش۔ ظاہر ہے کہ اگر کانگریس کا نظریہ جمعیۃ کے اس نظریہ کے خلاف ہے تو حقیقتاً ان دونوں میں کوئی اشتراک عمل نہیں گو یہ دونوں ادارے زبان وقلم سے اشتراک عمل یا باہمی اتفاق کے دعویدار بنتے رہیں۔ اور اگر ان نظریات میں وحدت پیدا ہو چکی ہے تو وہ کوئی چھپانے کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اظہار واعلان ہی بہت سے سیاسی نزاعات کو یک قلم قطع کرسکتا ہے۔ اس لئے اسے منظر عام پر آنا چاہئے۔

سیاسی معاہدہ ۔ اگر ہندوستان کے مستقبل کے سلسلہ میں ان حدود کی پوری تشریح وتنقیح نیز مسلم غیر مسلم اشتراک عمل کی ضروری دفعات ایک سیاسی معاہدہ کی صورت میں آجائیں جس کو مسلم مرکزی ادارے اداری حیثیت سے کانگریس کے سامنے رکھیں جس کی تمام دفعات صاف صاف غیر مبہم اور واضح الفاظ میں ہوں تو اس سے وہ جماعتیں بھی مطمئن ہوجائیں گی جو موجودہ اجمال کو اطمینان کی نگاہوں سے نہیں دیکھ رہی ہیں نیز ہندوستان میں مسلمانوں کے من حیث القوم زندہ رہنے کا مسئلہ بھی صاف

ہو جائے گا۔ جو خوش قسمتی سے اب مختلف فیہ نہیں رہا ہے بلکہ تمام مسلم اداروں میں قریب قریب ایک ہی سطح پر باختلاف عبارات آچکا ہو اور ساتھ ہی ہندوستانی اقوام کی باہمی بے اعتمادی کا علاج بھی ایک حد تک ہو سکیگا کہ وہ اپنی اپنی طے شدہ حدود میں مطمئن ہو کر سرگرم عمل رہیں۔ اور ایک قوم دوسری قوم کی طرف سے بات بات پر چوکنہ نہ ہو اور کان کھڑے نہ کرے۔

ہاں اگر جنگ آزادی غیر آئینی طریق پر لڑی جاتی تو شاید اس قسم کے معاہدوں کا کوئی تذکرہ درمیان میں نہ آتا لیکن جبکہ آئین میں رہکر مقاومت کا سلسلہ جاری ہے اور تدریجی آزادی حاصل کیجا رہی ہے تو اس صورت میں اشتراک معاملات کی کوئی مجہول یا مبہم صورت حقیقی طور پر کبھی اطمینان بخش ثابت نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ آج کے جنبہ دارانہ افکار و مقالات سے واضح ہے۔

بہرحال آج کی بین الاقوامی زندگی میں مسلمانوں کی مستقل قومی شخصیت پھر ان کی باہمی وحدت اور پھر ان کی بین الاقوامی حیثیت کا تعین کیا جانا قومی ذمہ داروں کا اور بالخصوص جمیعۃ العلماء کا حقیقی منصب ہے جس پر اسے وقت کی نزاکت کو سامنے رکھ کر غور کرنا چاہئے۔ اور اپنی پالیسی صاف کر دینی چاہئے۔ کیونکہ میں جہاں تک سمجھتا ہوں جمیعۃ العلماء کی پوزیشن کسی پارٹی کی سی نہیں ہے۔ وہ اپنے بلند پایہ منصب کے لحاظ سے تمام مسلم پارٹیوں کا ایک بندھن ہے جسے سب کے ساتھ خود بھی وابستہ ہونا ہے اور سبکو باہم بھی وابستہ رکھنا ہے۔ اور مجھے اعتراف ہے کہ جمیعۃ نے اس بارہ میں الحمد للہ کبھی پہلو تہی بھی نہیں برتی اگر جمیعۃ العلماء نے دوسری مسلم جماعتوں کو اپنے ساتھ ملانے میں بارہا اقدامات کئے جیسا کہ میں ابھی عرض کر چکا ہوں۔ اور اگر ارکان جمیعۃ نے دوسرے مسلم ذمہ داروں کے جھگڑے چکانے میں بھی مخلصانہ جدوجہد کی چنانچہ ۱۹۲۹ء میں سر شفیع اور مسٹر جناح کے اختلافات دور کرانے میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر وقت جمیعۃ علماء ہند نے حصہ لیا اور وہ انہی کی مدبرانہ اور جامع تجویز تھی جس پر ان دونوں کی مخالف رائیں جمع ہو گئیں تو آج بھی جمیعۃ اُن سے اور ان جیسے بزرگوں سے خالی نہیں ہے جن کا سب سے بڑا نصب العین آزادی کے لئے یہ اسلامی وحدۃ اور وحدۃ آفرینی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ جس طرح آزادیٔ ہند کی نوعیت کے بارہ میں جمیعۃ العلماء نے لاہور کے اجلاس میں ایک صاف صاف بیان کے ذریعہ بہت سے اختلافات کا قلع قمع کر دیا ہے اور جس طرح وحدت اسلامی کے بارہ میں اس کے رزولیوشنوں نے اسلامی اجتماعیت کو قریب تر کر دیا ہے جس سے جماعتی تفرق کے لئے عقلاً کوئی گنجائش نہیں رہی ہے۔ اسی طرح وحدۃ ملی کے بارہ میں بھی اس کی طرف سے مسلم غیر مسلم حدود نفوذ اور حدود عمل کا ایسا خاکہ سامنے آنا چاہئے جو اس سے متعلقہ نزاعات کو بھی ختم کر ڈالے ورنہ آج یہ مسئلہ جس کا حقیقی تعلق غیر مسلموں سے ہے خود مسلمانوں کے ایک عظیم نزاع کا سبب بنا ہوا ہے۔ خود مسلمانوں کے مابہ النزاع کیا کم تھے کہ اس اضافہ کو بھی گوارہ کیا جائے ہاں مگر اس کی صورت یہ تو ہو ہی نہیں سکتی کہ اس مسئلہ ہی سے دست برداری دیدی جائے۔ کیونکہ جب ایک ہی وطن میں دونوں قوموں کو رہنا ہے تو مشترک مسائل کا سامنے آتے رہنا بھی ناگزیر ہے۔ خصوصاً مسئلہ آزادیٔ ہندوستان کا جوڑ بند تو بغیر کسی دائرۂ اشتراک کے اپنی جگہ بیٹھ ہی نہیں سکتا۔ لیکن یہ اشتراک جس حد تک عقد مجہول یا مبہم پالیسی کی صورت میں رہے اسی حد تک شریک اقوام کو مشوش اور مذبذب رکھیگا۔ اور ان تشویشات کا استیصال حقیقتاً جمیعۃ ہی کے ہاتھ میں ہے جس کی مشورت میں جمیعۃ ہی کو اس بارہ میں بھی فوری اندازہ اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔ جس میں دوسری مسلم جماعتوں کا مشورہ بھی شامل رہنا ضروری ہے۔ اگر ادھر سے متفقہ چیز سامنے آئیگی تو حلقۂ اغیار سے بھی ہر اتفاق کی توقع ہو سکتی ہے۔

آزادیٔ ہند اور سر کریپس۔ آزادی کے سلسلہ میں ایک جملہ مجھے یہ بھی عرض کرنا ہے کہ آزادی حقیقتاً جس قوم کو بھی

ملی ہے وہ بظاہر اسباب خود آزادی پسند قوم ہی کی جد وجہد سے منجانب اللہ ملی ہے کسی کے دیئے سے کبھی ہاتھ نہیں آئی۔ ایتاء ملک اور نزع ملک حق تعالیٰ نے صرف اپنے لئے رکھا ہے۔ جو انسانوں کی صحیح جد وجہد پر مرتب ہوتا ہے۔ پہلا تغیر و انقلاب خود انسان اپنے اندر کرتے ہیں پھر خدا کی طرف سے باہر کا انقلاب رونما ہوتا ہے۔ کسی قوم سے مانگنے پر نہیں ملتا۔ ورنہ کسی آزاد قوم سے آزادی مانگنا درحقیقت اسے غلام بنانے کا حکم دینا ہے۔ جس کو ظاہر ہے کہ وہ اپنی خوشی سے کبھی قبول نہیں کرسکتی۔ اس میں انگریز ہوں یا اور کوئی قوم۔ پھر بھی اگر کوئی قوم آزادی دینے کا ادعاء کرتی ہو تو یا وہ جان بوجھکر مخلوق کو دھوکہ دینا چاہتی ہے یا انتہائی مجبوری میں کسی زبردست دباؤ سے ایسا کر رہی ہے۔

سر کرپس آزادی دینے کے نام پر آئے تھے جو بظاہر اسباب حیرتناک تھا۔ چنانچہ جمعیۃ علماء نے اجلاس لاہور میں اس عقدہ کو کھولدیا تھا کہ یہ آمد امیدوں کا مرکز نہ بننی چاہیئے۔ لیکن بہرحال ملک کے لئے ان کا آنا خوش آیند سمجھا گیا۔ مگر ان کی روانگی پر واضح ہوا کہ جانا اس سے بھی زیادہ خوشگوار تھا۔ کیونکہ ملک کی یہ آرزو پوری ہوگئی کہ وہ صاف غلامی کے جال سے نکلکر انگریزی غلامی کے جال میں پھنسنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ ان کی اسکیم گہن میں آئے ہوئے چاند کی طرح تھی جس سے کسی کا گھر بھی روشن نہ ہوا۔ انھوں نے ایک ہاتھ سے آزادی دی تو اسی وقت دوسرے ہاتھ سے لیلی۔ یہ آزادی نام کی بھی تھی بعد از وقت بھی تھی اور پھر محض اپنی غرض کے لئے تھی اس لئے الحمد للہ کہ ہندوستان کی غیور قومیں اس بار احسان سے سبک سر رہیں۔ آزادی کے مطالبوں پر ہمیشہ یہی کہا گیا کہ ہندوستانی کسی بات پر متفق ہو کر مانگیں تو ملیگی سو ملک باوجود ہمہ نوع اختلافات کے مطالبۂ آزادی میں متفق تھا لیکن پھر بھی آزادی دینے کا وعدہ شرمندۂ وفا نہوا۔ ملک نے سر کرپس کے سامنے ایک زبان ہوکر ڈیفنس کا محکمہ طلب کیا مگر پھر بھی مراد پوری نہ ہوئی۔ خود کرپس یہ کہکر آئے کہ وہ آزادی ہی کا تحفہ پیش کرنے کیلئے آرہے ہیں۔ مگر پھر بھی آزادی نہ ملی۔ اسلئے یہ جملہ بہرحال صحیح ثابت رہا کہ آزادی دی نہیں جاتی۔ خصوصاً جبکہ آزادی دئے جانیکا ادعاء اس قوم کی طرف سے کیا گیا ہو جو نہیں جانتی وفا کیا ہے؟ اور جس کے وعادی اور مواعید کبھی شرمندۂ وفاء و عمل نہیں ہوئے۔ اس لئے آزادی کے لئے ہر قسم جدوجہد ہمیں خود ہی کرنی چاہیئے۔ اور مالک الملک پر بھروسہ کرکے بڑھتے رہنا چاہیئے۔ جس کے ہاتھ میں ایتاء ملک اور نزع ملک ہے اسی کی مدد ملک کے ایتاء و نزع کا فیصلہ کرنے والی ہے۔

قومی بچاؤ ۔ اس وقت ملک کے سر پر جنگ کے بادل منڈلا رہے ہیں معلوم نہیں کہ ان سے کیا برس پڑے آجکل کی جنگیں تو آزمائی نہیں بلکہ تباہی و بربادی اور ایک قہر الٰہی ہیں۔ جنکا تعلق فقط حکومت یا فوج ہی سے نہیں ہوتا بلکہ تباہی و ہلاکت میں شہری لوگ بھی برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ اس لئے حکومت کے فرائض حکومت پر چھوڑ کر خود شہریوں کو بھی اپنی حفاظت کا پورا سامان اور تہیہ کرنے کی ضرورت ہے اور خود قوم پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ لڑائی کے منطقوں میں انسانی عزت آبرو اور بچے بچے مال و دولت کا پورا پورا تحفظ کیا جائے۔ جمیعۃ العلماء نے بھی قومی بچاؤ کیلئے قابل قدر اقدام کیا ہے اور اس کام کے لئے رضاکار بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ اس لئے تمام اہل ملک کا فرض ہے کہ بطور خود بھی اور دوسری قومی جماعتوں کی ساتھ منسلک ہوکر بھی ملکی دفاع میں حصہ لیں اور انسانی ہمدردی کے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

دفاع ملی کی یہ خدمت اگر منظم طریق پر کیجائے تو یہ بھی حصول آزادی کی جد وجہد کا ایک سنہرا حصہ ہوگی کیونکہ اپنے دیار و رجال کی طرف سے خود مدافعت کرنا آزاد اقوام ہی کا پیشہ ہوسکتا ہے۔ غلام اور محکوم قومیں جن کے ذہنوں میں خود اختیاری کی تڑپ باقی نہ رہی ہو وہ ہمیشہ اپنا بار دوسروں پر حکام پر اور اپنے غدار آقاؤں پر ڈالنے کی خوگر ہوتی ہیں۔ پس اگر آج ہندستانی

اپنی غیرت وحمیت کو کام میں لاکر اپنی حفاظت کے فرائض خود انجام دیں گے تو وہ یقیناً اس کا ثبوت ہوگا کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے آرزومند ہیں اور باعزت اقوام میں اپنے لئے باعزت مقام چاہتے ہیں۔

یہاں تک یہ خیالات پریشان آزادیٔ وطن اور وحدۃ اسلامی کے سلسلہ میں عرض کئے گئے۔

اسلامیت ۔ اب اسی کے ساتھ مجھے ایک جملہ یہ بھی عرض کرنا ہے کہ یہ آزادی یا وحدۃ یا اتحاد جماعات خود بذاتہ مقصود نہیں جب تک کہ کسی پاکیزہ نصب العین کے لئے نہ ہو ورنہ ظاہر ہے کہ کسی معصیت پر مسلمانوں کا آزادانہ اتحاد کرلینا اتحاد تو ہوگا مگر مطلوب اور قابل ستائش اتحاد نہیں ہوسکتا۔ اس لئے وحدۃ اسلامی کے ساتھ اس وحدۃ میں اسلامیت بھی اُسی درجہ ضروری ہے جس درجہ یہ وحدۃ ضروری ہے۔ جس طرح جاہلیت یا انگریزیت یا نازیت وغیرہا اپنے اپنے تحت بیدو گراموں کے لئے ایک جامع عنوان کی حیثیت رکھتے ہیں جن کے نیچے زمانہ جاہلیت یا حال کی انگریزی جاہلیت کے تمام رسوم وشعائر اور فکر ونظر کے ذخائر آجاتے ہیں اسی طرح اسلامیت کے جامع عنوان کے نیچے اسلامی فکر وعمل خلق و اعتقاد رنگ ڈھنگ خوبو۔ وضع قطع اور شعائر وعلائم سب مندرج ہیں جس کے بغیر ہم مسلمانوں کی کسی نقل وحرکت کو اسلامی نہیں کہہ سکتے۔ پس اسلامیت ایک روح ہے کہ اسے نکال کر فکر وعمل کا کوئی بھی خاکہ تیار کیا جائے تو وہ محض قومیت کا ایک ڈھانچہ ہوگا جس میں روح نہ ہوگی خواہ وہ حریت ہو یا وحدۃ اسلامی اور جسد بے روح لاشہ ہے جس میں نہ حقیقت ہے نہ پائیداری۔

اس لئے ہماری آزادی کی جد و جہد جو ہمارا شرعی فریضہ ہے اسلامی رنگ پر صرف اسلامیت ہی کی خاطر ہے اور ہوسکتی ہے یہ محض قومی برتری اور تفوق یا کسی عصبی اقتدار کے لئے نہیں ہے ورنہ یہ تو وہی جبر واستبداد ہوگا جس کے خلاف جمعیۃ العلماء کا یہ پلیٹ فارم بنایا گیا ہے۔ یا بجنسہ اسی الزام کو سر لے لینا ہوگا جو آج کی متسلّط طاقتوں پر ہم خود عائد کررہے ہیں۔ نیز اس صورت میں ملک کی ہر اقلیت واکثریت کے لئے یہ خواہش جائز تصور کیجائے گی کہ وہ اپنی برتری کیلئے دوسری قوم کا تفوق مٹانے کی کوشش کرے۔

اس لئے ہماری یہ ساری جد وجہد بجائے قومی یا وطنی اقتدار قائم کرنے کے صرف فطرۃ الٰہی کا اصولی نظام حکومت قائم رکھنے کے لئے ہے۔ لتکون کلمۃ اللہ العلیا اور ویکون الدین کلہ للہ۔

اس اصول پر اسلام کی یہ آواز اور آزادی کی یہ جد وجہد صرف قوۃ متسلط ہی کے خلاف تک محدود نہیں رہ سکتی بلکہ ہر اس طاقت کے خلاف بلند ہوگی جس کا تسلط محض ذاتی اقتدار واستبداد کے لئے ہو اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے نہ ہو خواہ وہ کوئی مسلم طاقت ہی کیوں نہ ہو؟ آخر علماء اسلام کی حریت نواز صدائیں خود اسلامی سلطنتوں میں امراء وسلاطین اسلام کے خلاف بھی اسی طرح بلند ہوئی ہیں جس طرح آج غیر مسلم طاقتوں کے خلاف اٹھ رہی ہیں۔ حالانکہ اُس وقت ان کے ذاتی اور قومی اقتدار کا پرچم بہت بلندیوں پر لہرا رہا تھا۔ پس علماء کی یہ آواز اگر شرعی نقطۂ نظر سے ہے تو وہ اپنی یا کسی اپنے کی حکومت کی خاطر نہیں بلکہ صرف حکومت الٰہی اور قانون فطرۃ کے معیار سے ہے اور اگر وہ اس سلسلہ میں کوئی جامع اور مکمل نظام اور بروگرام پیش کریں تو اپنوں ہی کو نہیں بلکہ دوسری اقوام کو بھی اسے غیر متعصبانہ طریق پر قبول کرنا چاہیئے۔ کہ وہ ان کی کوئی قومی چیز نہیں جس سے دوسری قوم کو کترانے کا موقع ہو بلکہ وہ اس سرچشمۂ الٰہی کی ہو جس کا ماننا کسی قوم پر بھی شاق نہیں ہے

پس جمعیۃ العلماء سے زیادہ آج کون احق ہے کہ اس کی یہ جنگ اسلامیت ہی کی خاطر ہو اور اسلامی ہی رنگ پر ہو۔

اسلامی اخلاق۔ جو چیز زیادہ سے زیادہ جمعیۃ کی توجہ کی مستحق ہے وہ یہ ہے کہ آج مسلمانوں میں قول کی تو کچھ بھی

نہیں عمل کی بھی فی الجملہ کمی نہیں ہے۔ لیکن اگر کافی حد تک کمی ہے تو وہ ان اسلامی اخلاق کی ہے جن کی بدولت اقوام کے قلوب مسلمانوں پر فریفتہ ہو جاتے تھے۔ اور وہ دوسروں کو بآسانی اپنی طرف جھکا کر انھیں اپنے سے باہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ جن اخلاق نے اسلام کی طرف اقوام کی رجوعات کو اس حد تک پہونچا دیا تھا کہ حضرت عمر ابن عبد العزیز کی خلافت میں بعض نارسا مدبروں نے اس رجوع کو طاقت سے روکنے کی صلاح اس لئے پیش کی تھی کہ غیر مسلموں کے باقی نہ رہنے سے کہیں بیت المال خراج اور جزیہ سے خالی نہ رہ جائے جسکو خلیفۂ عادل نے روکدیا۔ پس یا تو وہ وقت تھا کہ غیر اقوام خود ہماری طرف جھکتی تھیں اور ہم پھر بھی اپنے استغناء کے محافظ تھے اور آج اس کے برعکس قصہ ہے۔ اس لئے جمعیۃ العلماء ہی کا پلیٹ فارم اسکیلئے بھی احق ہے کہ وہ مسلمانوں کے موجودہ غیر اسلامی اخلاق میں انقلاب کر کے انھیں قدیم سطح پر لانے کی سعی کرے اور ان میں اسلامی اخلاق۔ صدق مقال، وفاء عہد۔ صفائی معاملات۔ رعایت حدود۔ غیر جانبدارانہ عدل۔ بے رو رعایت اعلان حق۔ خیر خواہی خلق اللہ۔ ایثار و ہمدردی۔ لین قول۔ پاکدامنی اور عفت۔ اخلاص وللّٰہیت۔ یکسانئ ظاہر و باطن۔ سادگی و بے تکلفی۔ عبدیت و تواضع۔ چشم پوشی و مسامحت۔ درشت کلامی سے اعراض۔ جذبات سے یکسوئی۔ تفوق سے گریز۔ اور اشتعال انگیزی سے اجتناب۔ سخن پروری اور بات کی پچ سے بچاؤ۔ رسوم پرستی اور نمائشوں کے بے تعلق حقیقت دوستی اور معیار حق سے کھسنا او رسنا وغیرہا پیدا کرنے کی راہیں نکالی جائیں تا کہ وہ ان دینی اور ربانی اخلاق کی بدولت اقوام عالم میں اپنا حقیقی مقام پا سکیں اور آج کے طاغوتی اخلاق اور لادینی کی نحوست میں گھر کر مہالک و مصائب کا نشانہ نہ بنیں

آج یورپ جن مہلک اور خطرناک بلاؤں میں مبتلا ہے اور جس سے اسکا امن چین سب سمندروں میں غرق ہواؤں میں منتشر اور زمینوں میں دفن ہو رہا ہے اور وہ آخرت کا عذاب نار دنیا ہی میں آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اس کی بنیادی اور اصلی وجہ صرف یہی ہے کہ اس کے پاس قانون ہے دین نہیں عقل ہے وحی نہیں۔ خود ساختگی ہے بیساختگی نہیں اغلاق بہائم و شیاطین ہیں اخلاق انبیاء نہیں۔ مادیت ہے روحانیت نہیں ان کی پشت پر دو یا تین تہائی دنیا کا سواد ہے مگر خالق کا نور نہیں۔ ظاہر ہے کہ محض قانون سے دنیا میں امن کبھی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں تدین نہو ورنہ آج کی دنیا میں ضرور ہوتا کہ قوانین کی کمی نہیں۔ محض مخلوقاتی وسائل اور مادی شوکتوں سے بچاؤ کبھی نہیں ہو سکتا جب تک حق و صداقت کی روح نہ ہو ورنہ آج یورپ میں یہ آگ نہ لگتی کہ وہاں وسائل کی کوئی ادنیٰ کمی نہیں۔ محض عقل کبھی صحیح راہ نہیں دکھا سکتی جب تک کہ اس کے ساتھ وحی نہ ہو۔ ورنہ آج کے یورپین مدبرین سب سے زیادہ صراط مستقیم کے راہرو یا بقول بعض اصلی مسلم ثابت ہوتے کہ ان کی عقل دکیاست حد افراط تک پہنچ چکی ہے۔

بہر حال جب تک ملک کے ساتھ دین نہ ہو آئین کے ساتھ تدین نہ ہو اور ضوابط کے ساتھ روابط صحیح نہ ہوں اور بالفاظ دیگر حریت و آزادی اور وحدت و تنظیم کے ساتھ اسلامیت نہو مسلمانوں کے بحیثیت مسلم ہونے کے مقاصد پورے نہیں ہو سکتے۔ پس ہمیں آزادئ وطن بھی آزادئ مذہب ہی کی خاطر عزیز ہے اور اسی تکمیل اخلاق اور خلق عظیم پر لانے کیلئے جمعیۃ العلماء جس حد تک بھی مسلمانوں کی اس اخلاقی حقیقت کی تعمیر میں جد و جہد کریگی۔ اپنے حقیقی فرائض انجام دے گی۔ جس میں انشاء اللہ دار العلوم دیوبند بھی اس کی ساتھ پورا پورا تعاون کرے گا اور اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے تیار ہوگا

حضرات کرام یہی تین اصولی اور بنیادی مقاصد حریت۔ وحدۃ اور اسلامیت میرے پیش نظر تھے جنکو اپنے کچ مج الفاظ میں جرأت و جسارت کر کے مخلصانہ طریق پر بطور ایک یادداشت کے پیش کر دیا۔ یہ ایک بے بضاعۃ طالب علم کی

چند منتشر افکار تھے جن کو ان تین سرخیوں کے ماتحت بامید قبول عرض کر دیا گیا۔

اب خاتمۂ کلام پر میں چاہتا ہوں کہ سیاست اسلامیہ کے یہ تینوں مقاصد میں نے شریعت کے جن ماخذ سے اخذ کئے ہیں اُس کو بجنسہ پیش کر کے ان سطور کو ختم کر دوں۔

حضرات جس طرح شریعت مقدسہ نے اسلامی دیانت کے پانچ رکن بتائے ہیں جن کو بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اللہ کے یکتا معبود ہونے کی گواہی تنہا ایک خدا کے معبود ہونے کی گواہی دینا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دینا اور نماز کو درست کر کے پڑھنا اور زکوٰۃ ادا کرنا۔ اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

اسی طرح اسلامی سیاست کے بھی پانچ ہی رکن ارشاد فرمائے ہیں جنکو امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں حدیث قدسی کے رنگ میں روایت کیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔

انی آمرکم بخمس اللہ امرنی بھن الجماعۃ والسمع والطاعۃ والھجرۃ والجہاد فی سبیل اللہ ان من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یُراجع ومن دعا بدعوی جاھلیۃ فھو من جھنم قالوا یا رسول اللہ وان صام و صلّٰی؟ قال وان صام وصلّٰی و زعم انہ مسلم (رواہ احمد)

میں حکم دیتا ہوں تمکو پانچ باتوں کا کہ اللہ نے بھی مجکو انہی پانچ باتوں کا حکم دیا ہے جماعت اور سمع وطاعت اور ہجرت اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا حقیقت یہ ہے کہ جو بھی جماعت کے دائرہ سے بالشت بھر بھی نکل گیا اس نے اسلام کا حلقۂ اطاعت اپنے گلے اوتار پھینکا بجز اسکے کہ وہ پھر رجوع کرلے۔ اور جو شخص بھی کسی قسم کی جاہلیت کا کوئی دعوےٰ کرے گا وہ جہنم سے ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ وہ روزے رکھے اور نماز پڑھے اور اس زعم میں رہے کہ وہ مسلمان ہے۔

اس حدیث میں سب سے پہلی تعلیم شیرازہ بندی اور جماعتی وحدۃ کی ہے جس سے مسلمانوں کا متحدہ نظام قائم ہو سکے اور وہ چونکہ بغیر مرکز کی اطاعت کے قائم نہیں ہو سکتا اس لئے سمع وطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور سمع وطاعت چونکہ ایک مشکل اور شاق کام تھا اس لئے اس کو اتنے شدید تاکیدی الفاظ میں ارشاد فرمایا گیا کہ جماعت سے بالشت بھر نکل جانے کو اسلام حلقۂ اطاعت گلے سے نکال پھینکنے کے مرادف فرمایا گیا۔ اسی منظم جماعت کو میں نے وحدۃ اسلامی سے تعبیر کیا ہے۔ پھر اس وحدۃ اسلامی کی غرض و غایت آزادی تھی جس کی نوعیت ہجرۃ و جہاد کے لفظ سے بتلائی گئی ہے۔ یعنی حق اختیار کر کے غیر حق کی غلامی سے کلیۃً آزاد ہو جاؤ خواہ اس راستہ میں جان دینی پڑے یا وطن چھوڑنا پڑے پس ہجرۃ خواہ حسی ہو یا معنوی اور جہاد خواہ لسانی ہو یا سنانی غیر حق کی شوکت توڑنے اور حق وصداقت کی شوکت کو اس سے آزاد رکھنے کے لئے ہے۔ یہی مقصد کو میں نے اس تحریر میں حریت سے تعبیر کیا ہے۔

پھر دعوائے جاہلیۃ کو حرام فرمایا گیا جو ضد ہے اسلام اور اس کے پروگرام کی اور یہ اصولی قاعدہ ہے کہ ایک ضد سے روکا جانا دوسری ضد کی طلب اور ماموریت کو مقتضی ہوتا ہے۔ اس لئے اسلامی پروگرام کا مطلوب و مامور بہ ہونا بھی اسی

حدیث سے نکل آیا ہے۔ اسی کے ساتھ حدیث میں اس وحدۃ جماعت اور ہجرۃ و جہاد یا آزادی کے ذکر کے بعد آخر میں دعوائے جاہلیت سے روکے جانے کا منشاء یہ ہے کہ آزادی اور سیاسی جد و جہد میں جو اسلام کے نام پر ہو جاہلیت کی کوئی شان نہ آنے پائے بلکہ وہ اسلامیت اور اسلامی رنگ ڈھنگ سے معمور رہنی چاہئے۔ پھر جاہلیت کو بھی نکرہ لاکر عموم کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ جاہلیت اولیٰ ہو جو عرب کی جاہلیت تھی یا جاہلیت اخریٰ ہو جو انگریزی جاہلیت ہے دونوں کے رنگ سے یہ اسلامی سیاست اور جنگ آزادی بَری رہنی چاہئے۔ وہ جب خالص اسلام کے لئے ہے تو اسلامی ہی طرز پر رہنی بھی چاہئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث نے اسلامی سیاست کے پانچ رکن بتلائے اور ان پانچ کا حاصل بھی تین چیزیں ہیں جو اس تحریر میں بطور مقاصد سہ گانہ کے عرض کی گئیں یعنی حریت۔ وحدۃ اور اسلامیت اور وہ تینوں حسن اتفاق سے ایک ہی نص سے ثابت ہو گئے۔ فللہ الحمد والمنت۔

اب میں اپنے بزرگوں کے مکرر شکریہ اور دعاء توفیق پر اس ناچیز تحریر کو ختم کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کا بول بالا کرے اور دشمنان اسلام کا موتہ کالا کرے۔ ہمارا وطن اور مذہب آزاد ہو اور شعائر اللہ کی حکومت عالم میں قائم ہو۔ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

احقر العباد محمد طیب غفرلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند
۶ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۴۲ء یوم الخمیس

چندہ آمدنی دوامی و اوقاف

موصولہ ماہ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱	۷۵۱	فضل محمد صاحب مہتمم مدرسہ قاسم العلوم تصیروانی بہاولپور	۶ؔ	دوامی
۲	۷۵۴	محمد عثمان صاحب مہتمم مدرسہ رحمانیہ مقام سوپول ضلع بھاگلپور	ے	〃
۳	۷۵۵	آمدنی وقف شاملی ضلع مظفر نگر	[illegible]	اوقاف
۴	۷۸۰	آمدنی وقف دہرہ دون مرسلہ حافظ عبدالرحمن صاحب	[illegible]	〃
۵	۷۸۱	آمدنی کرایہ مکان موقوفہ قاری صاحب مرحوم دیوبند	[illegible]	〃
۶	۷۸۲	از ریاست بھوپال مرسلہ جناب حاجی قاضی محمد حسن صاحب مدظلہٗ گورنمنٹ بھوپال	[illegible]	دوامی
۷	۸۴۳	آمدنی رقم ڈگری شدہ شبیر حسن کرایہ دار دیوبند	[illegible]	اوقاف
۸	۸۵۸	فتح محمد صاحب اعزازی سکرٹری انجمن تعلیم القرآن سلطانپور لودھی ضلع جالندھر	[illegible]	دوامی
۹	۹۷۴	آمدنی وقف کھرنجہ احمد پور پرگنہ دیوبند بذریعہ سوریش دت صاحب رئیس دیوبند	[illegible]	اوقاف
۱۰	۱۰۴۳	آمدنی وقف شاملی ضلع مظفر نگر	[illegible]	〃
۱۱	۱۰۴۴	سید سعادت علی صاحب معرفت کیو۔کیو۔ ایچ۔کیو۔ آئی۔ ایچ۔کیو۔ پونہ	صہ	دوامی
۱۲	۱۱۵۵	آمدنی وقف رڑکی مرسلہ محمد یوسف صاحب پان فروش چوک بازار رڑکی ضلع سہارنپور	[illegible]	اوقاف
۱۳	۱۲۴۶	آمدنی وقف حکیم محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم مرسلہ سماۃ خدیجہ صاحبہ محلہ سید واڑہ نگینہ ضلع بجنور	لعہ	اوقاف
۱۴	۱۲۰۲	آمدنی وقف موضع بھابسی تحصیل دیوبند	۱۰؍	〃
۱۵	۱۲۰۳	آمدنی وقف شاملی ضلع مظفر نگر	[illegible]	〃
۱۶	۱۲۰۴	آمدنی وقف شاملی 〃	[illegible]	〃
۱۷	۱۲۰۵	آمدنی وقف دہرہ دون	[illegible]	〃
۱۸	۱۲۹۲	مولوی حکیم محمد حسن صاحب اخلاق سنگاروی گیاوی برمکان بابو وکیل احمد خاں صاحب محلہ کہیا کہتہ ریاست بنارس	۶ؔ	دوامی
۱۹	۱۳۷۴	آمدنی وقف انبالہ مکان نمبر ۱۱ بابت ڈگری مرسلہ مستری محمد رفیق صاحب کرایہ دار	[illegible]	اوقاف
۲۰	۱۴۵۳	آمدنی وقف شاملی ضلع مظفر نگر	[illegible]	〃
۲۱	۱۵۰۸	آمدنی وقف مولوی عبدالواحد صاحب مرحوم مرسلہ حکیم حبیب الرحمن صاحب شاہجہانپور	۶؍	〃
۲۲	۱۵۱۴	آمدنی کرایہ دوکان معروف ڈاکخانہ دیوبند	صہ	〃
۲۳	۱۴۳۵	از ریاست عالیہ آصفیہ حیدرآباد دکن	[illegible]	دوامی
		میزان کل	[illegible]	

ف: تمام حسابی اندراجات حتی الوسع پوری صحت کے ساتھ کئے جاتے ہیں پھر بھی اگر کوئی غلطی رہ جائے تو اس سے ہمیں مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ آپ نے اسی ماہ میں دار العلوم کی کوئی امداد فرمائی ہے اور آپ کا نام اس فہرست میں نہیں ہے تو آئندہ ماہ کے پرچہ کو ملاحظہ فرمائیں۔

نمبر شمار	نمبر رسید بکنگ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
..	۹۷۷	مولوی شمس الدین صاحب بہادر ڈپٹی پریذیڈنٹ کیبنٹ وزیر تعلیم بہاولپور	عا ر	دوامی بہی خواہان
۴۴	۹۷۸	میر سراج الدین صاحب سابق چیف جج 〃	لعہ	〃
۴۵	۹۸۰	سید محمد نیاز احمد صاحب ہیڈ کلرک پبلسٹی آفس 〃 برائے ایصال ثواب حضرت شیخ الہند صاحب	صہ	〃
۴۶	۹۸۱	ایم۔ اے مجید صاحب پرنسپل کالج 〃	عہ	〃
۴۷	۹۸۳	مولانا مولوی عبداللہ صاحب مدرس جامعہ عباسیہ 〃	لعہ	〃
۴۸	۹۸۴	حافظ عثمان احمد صاحب انصاری میونسپل سپروائزر 〃	صہ	〃
۴۹	۹۸۹	چودھری علی احمد صاحب نعت کلرک پبلسٹی آفس 〃	لعہ	〃
۵۰	۹۹۰	مولانا غلام محمد صاحب شیخ الجامعہ عباسیہ 〃	لعہ	〃
۵۱	۹۹۲	مولوی غلام محمد صاحب پرائیویٹ سکرٹری سرکار عالی 〃	صہ	〃
۵۲	۱۰۰۰	عالیجناب کرنل مقبول حسن صاحب ہوم منسٹر گورنمنٹ 〃	عا ر	〃
۵۳	۱۰۲۷	ملا علی حسن خانصاحب دفعدار انڈلو ضلع لدھیانہ	لعہ	〃
۵۴	۱۰۲۹	شاہ عزیز حسین صاحب مدرس فارسی دارالعلوم دیوبند	لعہ	〃
۵۵	۱۰۴۱	محمد یٰسین صاحب محلہ پنجز ادگان قصبہ نانوتہ۔ سہارنپور	لعہ	〃
۵۶	۱۰۵۴	فتح محمد خاں صاحب موضع آبہہ ضلع سہارنپور	۱۰ ر	〃
۵۷	۱۰۵۵	محمد سعید خانصاحب 〃 〃	لعہ	〃
۵۸	۱۰۵۶	چودھری قطب الدین صاحب مکھیا موضع ماجری 〃	لعہ	〃
۵۹	۱۰۵۷	محمد عمر خانصاحب صلحا پنشنر موضع بمیالہ 〃	لعہ	〃
۶۰	۱۰۵۸	مولانا شفیق محمد خانصاحب 〃 آبہہ 〃	لعہ	〃
۶۱	۱۰۵۹	حاجی رفیق محمد خانصاحب 〃 〃	لعہ	〃
۶۲	۱۰۶۰	وزیر حسن صاحب محلہ قصابان قصبہ رامپور 〃	لعہ	〃
۶۳	۱۰۶۱	ابو فیاض علیخاں صاحب قصبہ کیلاشپور 〃	لعہ	〃
۶۴	۱۰۶۲	چودھری محمد یوسف صاحب محلہ گوجروارہ دیوبند 〃	لعہ	〃
۶۵	۱۰۶۳	حاجی محمد حنیف خانصاحب موضع چھاپنور 〃	لعہ	〃
۶۶	۱۰۶۴	〃 رفیق محمد خانصاحب 〃 〃	لعہ	〃
۶۷	۱۰۶۵	چودھری حاجی سراج الدین صاحب محلہ خانقاہ دیوبند	صہ	زر چندہ ... بہی خواہان
۶۸	۱۰۶۶	مساۃ جنت النساء صاحبہ موضع ماجری 〃	لعہ	〃
۶۹	۱۰۶۷	مولوی سید محمد امیر صاحب بازار لوہانی سرائے 〃	۱۰ ر	〃
۷۰	۱۱۲۳	مستری محمد اسمٰعیل صاحب سبزی منڈی دہلی	۴ ر	دوامی بہی خواہان
۷۱	۱۱۲۴	خلیفہ محمد ادریس صاحب کارخانہ سوپ میکر 〃	۸ ر	〃
۷۲	۱۱۲۵	حاجی مقبول الٰہی صاحب انگلش پیپروالا باغ 〃	۲ ر	〃
۷۳	۱۱۲۶	عبدالوحید صاحب بازار لال کنواں 〃	۱ ر	〃
۷۴	۱۱۲۷	محمد سلطان صاحب 〃 〃	۱ ر	〃
۷۵	۱۱۲۸	اہلیہ صاحبہ حافظ محمد زکریا صاحب 〃 〃	۱ ر	〃
۷۶	۱۱۲۹	حافظ محمد نذیر صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۷۷	۱۱۳۰	حافظ محمد زکریا صاحب امام مسجد سنوبی 〃	۴ ر	〃
۷۸	۱۱۳۱	محمد مختار صاحب سوداگر بازار لال کنواں 〃	۱ ر	〃
۷۹	۱۱۳۲	محمد رفیق الرحمٰن صاحب تاجر جنت بلیماران 〃	۴ ر	〃
۸۰	۱۱۳۳	شیخ محمد مہتاب صاحب لیدر مرچنٹ 〃	لعہ	〃
۸۱	۱۱۳۴	محمد یعقوب صاحب متصل سائڈنی والی مسجد تیلیواڑہ دہلی	۲ ر	〃
۸۲	۱۱۳۵	حافظ محمد فاروق صاحب گلی ساربان تیلی واڑہ دہلی	۸ ر	〃
۸۳	۱۱۳۶	حاجی کریم اللہ صاحب چھلنی والے سرائے حافظ بنو	۴ ر	〃
۸۴	۱۱۳۷	شیخ سراج الدین صاحب فرم احمد الیٹ 〃 〃	لعہ	〃
۸۵	۱۱۳۸	حاجی رشید احمد صاحب سوداگر گلی ٹیکے والی 〃	۸ ر	〃
۸۶	۱۱۳۹	والدہ صاحبہ امان اللہ خانصاحب دوکان اکرام شفاخانہ	۴ ر	〃
۸۷	۱۱۴۰	محمد ایوب صاحب کارخانہ تختی گلی بیت والی دہلی	۸ ر	〃
۸۸	۱۱۴۱	شیخ عبدالغفور صاحب کیپ مرچنٹ چاندنی چوک	لعہ	〃
۸۹	۱۱۴۲	بشیر احمد صاحب تاجر جفت بلیماران 〃	۸ ر	〃
۹۰	۱۱۴۳	شیخ سراج احمد صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۹۱	۱۱۵۳	محمد عزیز صاحب زین العابدین روڈ علی گڑھ	ست	دوامی بہی خواہان
۹۲	۱۱۵۶	منجانب عبدالرشید صاحب قصر صحت بریلی شہر	لعہ	〃
۹۳	۱۱۵۷	مرزا محمد شریف بیگ صاحب محلہ کٹڑہ امرتسر	ے	〃
۹۴	۱۱۶۰	شیخ عبدالغنی صاحب آل کلاتھ مرچنٹ بلیماران دہلی	۸ ر	〃
۹۵	۱۱۶۱	حامد حسن صاحب مسلم ہسٹور کھاری باولی 〃	۴ ر	〃
۹۶	۱۱۶۲	حکیم عبدالعزیز صاحب عزیزی دواخانہ اردو بازار دہلی	۱۲ ر	〃
۹۷	۱۱۶۳	مستری بشیر الدین صاحب بہادر گڑھ روڈ 〃	۴ ر	〃
۹۸	۱۱۶۴	عبداللہ صاحب ٹرنک ساز صدر بازار دہلی	۴ ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بخزنہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۹۹	۱۱۶۵	ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب پہاڑ گنج دہلی	عہ	ماہانہ بہی خواہان
۱۰۰	۱۱۶۶	چودھری فضل علی صاحب ٹھیکہ دار " "	۳ر	"
۱۰۱	۱۱۶۷	قاضی الطاف الرحمن صاحب بوتل والے لال کنواں	۸ر	"
۱۰۲	۱۱۶۸	مولانا محمد عمر صاحب ہیڈ ماسٹر عربک کالج اجمیری دروازہ	ـلـہ	"
۱۰۳	۱۱۶۹	ماسٹر حبیب الحمید خان صاحب " "	۳ر	"
۱۰۴	۱۱۷۰	ماسٹر محمد مظفر صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی " "	۲ر	"
۱۰۵	۱۱۷۱	ماسٹر انوار الحسن خان صاحب عربک کالج اجمیری دروازہ دہلی	۲ر	"
۱۰۶	۱۱۷۲	ماسٹر محمد یوسف صاحب " "	۲ر	"
۱۰۷	۱۱۷۳	مولانا عمر الدین صاحب عربی مدرس " "	۲ر	"
۱۰۸	۱۱۷۴	حکیم محمد اسحاق صاحب باڑہ ہندو راؤ "	۳ر	"
۱۰۹	۱۱۷۵	مستری سیف الدین صاحب کارخانہ جھنجھنا روشنک روڈ۔ تیرول باغ دہلی	ما	"
۱۱۰	۱۱۷۶	مستری مولا بخش صاحب بیری والا باغ "	ـلـہ	"
۱۱۱	۱۱۷۷	بابو عبد المجید صاحب ہیڈ کلرک ٹیلیفون اکاؤنٹس آفس محلہ نور گنج دہلی	ـلـہ	"
۱۱۲	۱۱۷۸	حمید اللہ صاحب فروٹ کمیشن ایجنٹ سبزی منڈی "	ـلـہ	"
۱۱۳	۱۱۷۹	منشی مطلوب الرحمن صاحب بردکان حمید اللہ صاحب "	ـلـہ	"
۱۱۴	۱۱۸۰	عبد الحمید صاحب حجام چھوٹی مسجد باڑہ ہندو راؤ "	۸ر	"
۱۱۵	۱۱۸۱	منشی امام الدین صاحب فروٹ کمیشن ایجنٹ سبزی منڈی "	۱۲ر	"
۱۱۶	۱۱۸۲	عبد القیوم صاحب فروٹ مرچنٹ " "	۱۲ر	"
۱۱۷	۱۱۸۳	عبد الرشید صاحب متصل مسجد کلاں " "	ـلـہ	"
۱۱۸	۱۱۸۴	محمد رفیع صاحب نمبردار لال مسجد " "	۲ر	"
۱۱۹	۱۱۸۵	وصیت علی صاحب صدیقی دواخانہ باڑہ ہندو راؤ	۳ر	"
۱۲۰	۱۱۸۶	ماسٹر اصغر علی صاحب لالہ مرچنٹ جامع مسجد "	ـلـہ	"
۱۲۱	۱۱۸۷	شیخ عبد الرحیم صاحب اینڈ برادرس چاندنی چوک "	۸ر	"
۱۲۲	۱۱۸۸	حاجی عبد المتین صاحب تاجر جنت طیباراں "	سے	"
۱۲۳	۱۱۸۹	حافظ عبد الغنی صاحب چائے والے صدر بازار "	ما	"
۱۲۴	۱۱۹۰	شیخ محمد دین صاحب انبالہ والے کلکٹن گنج "	۵عہ	"
۱۲۵	۱۱۹۱	حاجی محمد مصطفیٰ صاحب سلہ فروش جنگلی قبر "	ـلـہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید بخزنہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۲۶	۱۱۹۲	حکیم شریف الدین صاحب بقائی دواخانہ دہلی	للعہ	ماہانہ بہی خواہان
۱۲۷	۱۱۹۳	عبد الحکیم صاحب کباب والے جامع مسجد "	عہ	"
۱۲۸	۱۱۹۴	زین العابدین صاحب تاجر جنت طیباراں "	ما	"
۱۲۹	۱۱۹۵	مولانا سلطان محمود صاحب صدر مدرس مدرسہ حاجی چھپہ	ما	"
۱۳۰	۱۱۹۶	مولانا محبوب الٰہی صاحب پروفیسر فتحپوری دہلی	۸ر	وظیفہ زکوٰۃ
۱۳۱	۱۱۹۷	محفوظ الٰہی خان صاحب موضع آہنہ ضلع سہارنپور	ما	دوامی
۱۳۲	۱۱۹۸	متولی حافظ محمد خلیل صاحب قصبہ کاندھلہ ضلع مظفر نگر	للعہ	"
۱۳۳	۱۲۲۳	ایم۔ او۔ پی۔ ایم بادشاہ کمپنی تاجر چرم پرسنٹ مدراس	عہ	وظیفہ بہی خواہان
۱۳۴	۱۲۲۴	ایم۔ او۔ پی۔ ایم بادشاہ کمپنی تاجر چرم "	صہ	"
۱۳۵	۱۲۲۵	ایم۔ او۔ پی۔ ایم۔ بادشاہ کمپنی " "	صہ	"
۱۳۶	۱۲۲۶	منگ احمد بادشاہ صاحب " "	صہ	"
۱۳۷	۱۲۲۷	منگ احمد بادشاہ صاحب " "	صہ	"
۱۳۸	۱۲۲۸	منگ احمد بادشاہ صاحب " "	صہ	"
۱۳۹	۱۲۲۹	حاجی عبد الرحیم صاحب تاجر چرم پرسنٹ "	صہ	"
۱۴۰	۱۲۳۰	حاجی عبد الرحیم صاحب " " "	صہ	"
۱۴۱	۱۲۳۱	حاجی عبد الرحیم صاحب " "	صہ	"
۱۴۲	۱۲۳۲	انگ۔ ایم۔ ایس عبد الرحمن صاحب کمپنی تاجر چرم انگیا تانک اسٹریٹ مدراس	۵عہ	"
۱۴۳	۱۲۳۳	انگ۔ ایم۔ ایس عبد الرحمن صاحب " " "	صہ	"
۱۴۴	۱۲۳۴	او۔ پی عبد الکریم صاحب کمپنی تاجر چرم پرسنٹ مدراس	صہ	"
۱۴۵	۱۲۳۵	" " " "	۵عہ	"
۱۴۶	۱۲۳۶	پی عبد السلام صاحب " "	صہ	"
۱۴۷	۱۲۳۷	" " " "	صہ	"
۱۴۸	۱۲۳۸	" " " "	صہ	"
۱۴۹	۱۲۳۹	کے۔ ایم۔ عبد القادر صاحب کمپنی تاجر چرم " "	صہ	"
۱۵۰	۱۲۴۰	" " " " "	صہ	"
۱۵۱	۱۲۴۱	" " " " "	صہ	"
۱۵۲	۱۲۴۲	ایس۔ ڈی عبد اللہ صاحب	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۰۹	۱۳۶۱	حکیم محمد ابراہیم صاحب محلہ کشن گنج پنجابی دواخانہ دہلی	سہر	ماہانہ بہی خواہان
۲۱۰	۱۳۶۲	فیاض حسن مرزا صاحب روشن آرا روڈ سبزی منڈی دہلی	ہر	"
۲۱۱	۱۳۶۳	عبدالحفیظ صاحب رجسٹرار طبیہ کالج قرولباغ "	ہر	"
۲۱۲	۱۳۶۴	مستری محمد رمضان صاحب بیڑی والا باغ "	ع	"
۲۱۳	۱۳۶۵	عزیز احمد صاحب " "	ہر	"
۲۱۴	۱۳۶۶	والدہ مولانا سید احمد صاحب نسیم بلڈنگ " "	ع	"
۲۱۵	۱۳۸۷	یحییٰ خان صاحب کرک گورنمنٹ مدرسہ عالیہ سلہٹ آسام	للعہ	دوامی بہی خواہان
۲۱۶	۱۳۸۸	ابوالحسن صاحب مہتمم اسلامیہ کتب خانہ بند بازار "	سے	"
۲۱۷	۱۳۸۹	احمد حسین صاحب معرفت بی بی ایم نئی سڑک "	ہر	"
۲۱۸	۱۳۹۰	منشی داؤد خان صاحب مدرس پوسٹ سٹھلہ ضلع میرٹھ	لہ	"
۲۱۹	۱۴۰۰	حمید اللہ صاحب " "	لہ	"
۲۲۰	۱۴۳۲	منشی عزیز الرحمن خان صاحب گول بازار رائے پور سی پی	لہ	"
۲۲۱	۱۴۳۷	ڈاکٹر ابرار حسین صاحب نسیم بلڈنگ قرولباغ دہلی	ع	ماہانہ بہی خواہان
۲۲۲	۱۴۳۸	دختر ڈاکٹر ابرار حسین صاحب " " "	ع	"
۲۲۳	۱۴۳۹	مستری ولی الدین صاحب روشن آرا روڈ "	ہر	"
۲۲۴	۱۴۴۰	چودھری اللہ دین صاحب فروٹ ایجنٹ سبزی منڈی "	ہر	"
۲۲۵	۱۴۴۱	رضا الٰہی صاحب کارخانہ کارڈ بورڈ باڑہ ہندوراؤ "	ہر	"
۲۲۶	۱۴۴۲	اکرام الدین صاحب بکس والے " "	لہ	"
۲۲۷	۱۴۴۳	محمد اسحاق صاحب قصاب پورہ "	ہر	"
۲۲۸	۱۴۴۴	آغا مرزا صاحب کارخانہ مہرہ احاطہ کدارا "	لہ	"
۲۲۹	۱۴۴۵	علیم الدین صاحب کوئلہ والے باڑہ ہندوراؤ "	ہر	"
۲۳۰	۱۴۴۶	علاؤ الدین صاحب " "	ہر	"
۲۳۱	۱۴۴۷	حافظ محفوظ الٰہی نہاری والے " "	ہر	"
۲۳۲	۱۴۴۸	حاجی کرم الٰہی صاحب تاجر جنت بلیماران "	صہ	"
۲۳۳	۱۴۴۹	حاجی محمد حنیف صاحب قند سیاہ والے نواب والا باغ "	ع	"
۲۳۴	۱۴۵۰	نظام الدین صاحب کیرانہ مرچنٹ کھاری باؤلی "	لہ	"
۲۳۵	۱۴۵۴	سراج الدین صاحب محلہ بند دیگچیان رامپور	لہ	"
۲۳۶	۱۴۵۵	شیخ عبدالرحمن صاحب " "	لہ	"
۲۳۷	۱۴۵۶	منشی رحیم داد خان صاحب " "	لہ	"
۲۳۸	۱۴۵۸	منشی محمد یٰسین خان صاحب پنشنر محلہ افغانان رامپور	لہ	دوامی بہی خواہان
۲۳۹	۱۴۵۹	شیخ مشتاق احمد صاحب بجانب شیخ علیم اللہ صاحب مرحوم چونہ والے بہاری دروازہ رامپور	لہ	"
۲۴۰	۱۴۶۰	حافظ نذیر احمد صاحب سکرٹری میونسپل بورڈ "	ع	"
۲۴۱	۱۴۶۲	نور محمد صاحب جنرل سکرٹری خیرہ منڈی "	لہ	"
۲۴۲	۱۴۶۳	محمد یعقوب خان صاحب محلہ بند دیگچیان "	لہ	"
۲۴۳	۱۴۸۵	منشی محمد لئیق خان صاحب گول بازار رائے پور سی پی	لہ	"
۲۴۴	۱۴۸۲	نظام الدین صاحب گورا مرچنٹ صدر بازار "	لہ	"
۲۴۵	۱۴۸۸	منشی محمد ابراہیم صاحب مرزا گول بازار "	لہ	"
۲۴۶	۱۴۹۱	شیخ احمد میاں صاحب محلہ "	ع	"
۲۴۷	۱۴۹۵	محمد فاروق صاحب الیاس بلڈنگ باڑہ ہندوراؤ دہلی	لہ	"
۲۴۸	۱۴۹۶	عبداللہ صاحب بلوچی ایچھے " "	لہ	"
۲۴۹	۱۴۹۷	چودھری محمد بخش صاحب انسپکٹر انکم ٹیکس قرولباغ "	ع	"
۲۵۰	۱۴۹۹	منشی عبدالسلام صاحب نگینوی صدر بازار "	ہر	"
۲۵۱	۱۵۰۱	محمد علی صاحب موذن جنگل والی مسجد "	سہر	"
۲۵۲	۱۵۰۲	نظام الدین صاحب " "	۱۳ر	"
۲۵۳	۱۵۰۳	بھولو صاحب کارخانہ کنڈہ چھپکا بہادر گڈھ روڈ "	۲ر	"
۲۵۴	۱۵۰۵	حاجی رحیم بخش صاحب " " "	ع	"
۲۵۵	۱۵۲۷	مسٹر نور بخش صاحب پوران بازار ضلع ٹیرہ بنگال	للعہ	"
۲۵۶	۱۵۴۸	منشی مسلم میاں صاحب " "	ہر	"
۲۵۷	۱۵۵۵	منشی شیت علی صاحب محلہ کوٹ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور	لہ	"
۲۵۸	۱۵۹۲	حکیم مسیح الشفاں واکرام اللہ خاں ودانشمند خاں وشریف اللہ خاں صاحبان سٹھلہ ضلع میرٹھ	للعہ	"
۲۵۹	۱۵۹۷	حکیم محمد حنیف صاحب سفیر دارالعلوم دیوبند	۴ر	وظیفہ زکوٰۃ
۲۶۰	۱۶۰۲	عظیم احمد خان صاحب تاجر کتب گول بازار رائے پور سی پی	لہ	دوامی بہی خواہان
۲۶۱	۱۶۰۷	سید محفوظ علی صاحب سائیکل مرچنٹ "	لہ	"
۲۶۲	۱۶۰۹	منشی تاج دین محمد صاحب خیاط " "	لہ	"
۲۶۳	۱۶۱۴	مولانا معین الدین صاحب مدرس مدرسہ عربیہ "	ع	"
۲۶۴	۱۶۱۷	حکیم حاجی محمد یوسف خان صاحب ناروہ "	لہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید بحکمہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۶۵	۱۲۲۱	مستری امام الدین صاحب باڑہ ہندراؤ دہلی	۴ر	دوامی ماہانہ
۲۶۶	۱۲۲۳	حکیم عبد الحمید صاحب مالک ہمدرد دواخانہ "	عہ	"
۲۶۷	۱۲۲۴	ماسٹر عبد الحص صاحب منیجر مسلم ہائی سکول فتحپوری "	۴ر	"
۲۶۸	۱۲۲۵	ماسٹر عزیز حسین صاحب " " "	۴ر	"
۲۶۹	۱۲۲۶	ماسٹر صوفی صغیر حسین صاحب ہیڈ ماسٹر " "	۸ر	"
۲۷۰	۱۲۲۷	ضیاء الرحمن صاحب تاجر جنت بلیماران "	مہ	وظیفہ زکوٰۃ
۲۷۱	۱۲۲۸	حاجی کرم الٰہی صاحب " " "	صہ	ماہانہ
۲۷۲	۱۲۲۹	حاجی عبد المغنی صاحب " "	ے	"
۲۷۳	۱۲۳۰	شیخ غلام ابراہیم صاحب کلاتھ مرچنٹ " "	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۲۷۴	۱۲۳۸	شیخ عبد المجید صاحب انصاری محلہ بند قچیان امپوریم	مہ	دوامی بہی خواہان
۲۷۵	۱۲۳۹	شیخ محمد اسمعیل صاحب " "	مہ	"
۲۷۶	۱۲۴۱	منشی طفیل احمد صاحب عرائض نویس "	ۂ	"
۲۷۷	۱۲۴۲	منشی عبد الغنی صاحب نزد ول میونسپلٹی "	عہ	"
۲۷۸	۱۲۴۳	منشی محمود صاحب محرر چنگی "	مہ	"
۲۷۹	۱۲۴۴	منشی محمد خانصاحب محلہ افغانان "	عہ	"
۲۸۰	۱۲۴۵	منشی محمد شفیع خانصاحب " "	مہ	"
۲۸۱	۱۲۴۶	حافظ عبد الشکور صاحب تاجر جنت " "	مہ	"
۲۸۲	۱۲۴۸	حاجی محمد اسمعیل صاحب محلہ بند وقچیان "	مہ	"
۲۸۳	۱۲۴۹	حمید اللہ خانصاحب دوکاندار " "	ۂ	"
۲۸۴	۱۲۵۰	صوفی محمد حسن صاحب تاجر سوت بازار نہٹور	ۂ	"
۲۸۵	۱۲۵۱	سید منشی مشتاق احمد صاحب محلہ سادات نہٹور	عہ	"
۲۸	۱۲۵۲	سید شعیب علی صاحب مدرس عربیہ نہٹور ضلع بجنور	ۂ	"
۲۸	۱۲۵۳	منشی محمد شفیع صاحب تاجر پارچہ بازار کلاں قصبہ نہٹور	ۂ	"

نمبر شمار	نمبر رسید بحکمہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۸۸	۱۲۵۵	حافظ عبد الرزاق صاحب موضع نوادہ تحصیل نہٹور	۶	دوامی بہی خواہان
۲۸۹	۱۲۵۶	منشی غنیمت اللہ صاحب "	مہ	"
۲۹۰	۱۲۵۷	حافظ سلطان احمد صاحب دوکاندار " "	مہ	"
۲۹۱	۱۲۸۰	خواجہ شمس الدین صاحب اینڈ کمپنی ہال مارکیٹ	صہ	"
		امرتسر		
۲۹۲	۱۲۸۱	شیخ علی احمد صاحب یونیورسل واٹر ورکس "	صہ	"
۲۹۳	۱۲۸۲	بابو حاجی علی بخش صاحب سوداگر ریشم ہال مارکیٹ "	صہ	"
۲۹۴	۱۲۸۳	شیخ نیاز احمد صاحب وکیل آفیشل ریسیور منٹگمری	۵ا	"
۲۹۵	۱۲۸۵	شیخ بابو محمد اسلم صاحب کوچہ مورچیاں امرتسر	ۂ	"
۲۹۶	۱۲۸۶	بابو بشیر احمد صاحب کوچہ وصوبیاں کٹڑہ سنت سنگھ "	مہ	"
۲۹۷	۱۲۸۷	لال دین صاحب قصاب " "	مہ	"
۲۹۸	۱۲۹۵	مولانا محمد یوسف صاحب مدرس عربی محلہ جنگی جدید	ے	"
		راولپنڈی		
۲۹۹	۱۲۹۶	مستری محمد یوسف صاحب معرفت مولانا محمد یوسف صاحب "	مہ	"
۳۰۰	۱۲۹۷	مولانا محمد امین صاحب ڈھوک "	ۂ	"
۳۰۱	۱۲۹۸	مستری احمد دین صاحب "	مہ	"
۳۰۲	۱۲۹۹	مولوی فتح محمد صاحب مدرس "	عہ	"
۳۰۳	۱۳۰۰	مولانا ضیاء الدین صاحب "	ۂ	"
۳۰۴	۱۳۰۱	بابو محمد علی صاحب "	۴ر	"
۳۰۵	۱۳۰۲	صوفی محمد عبد اللہ صاحب "	۴ر	"
۳۰۶	۱۳۰۳	شیخ رحمت اللہ صاحب مدرس "	۴ر	"
۳۰۷	۱۳۰۴	چودھری عبد الرحمن صاحب "	۴ر	"
		میزان کل ماہ ۸۳/۴		

عطیات عمومی

موصولہ ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۶۱ھ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱	۶۰۹	حافظ بشیر احمد صاحب دوکاندار محلہ منڈی سہارنپور	صہ	زکوٰۃ بیکس خواتین	۲۳	۶۴۵	مشائخ الدین صاحب ساطی بازار بزازہ شہر میرٹھ	۲؍	تعمیر بیکس خواتین
۲	۶۱۰	حاجی حبیب احمد صاحب شہید گنج "	عہ	"	۲۴	۶۴۶	حفیظ الدین صاحب شیر فروش محلہ نغاچیان "	۲؍	"
۳	۶۱۱	مولانا حکیم خلیل احمد صاحب محلہ میر کوٹ "	صہ	"	۲۵	۶۴۷	فتح کالو صاحب انصاری قصبہ لاوڑ "	لعہ	"
۴	۶۱۲	محمد ظہور خانصاحب محلہ سرائے نجیب آباد	صہ	خرچ طلبہ	۲۶	۶۴۸	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب " " "	لعہ	"
۵	۶۱۳	عبد الغفار صاحب موضع اونچ گاؤں ضلع فیض آباد	صہ	زکوٰۃ	۲۷	۶۴۹	حافظ اعتباری صاحب دوکاندار " "	مہ	"
۶	۶۱۴	نعیم اللہ خانصاحب کلرک انگریزی دفتر بندوبست مین پوری	صہ ۸۳؍	"	۲۸	۶۵۰	حاجی اللہ دیا صاحب " "	عا	"
					۲۹	۶۵۱	حافظ سلیم الدین صاحب	لعہ	"
۷	۶۱۵	نعیم اللہ خانصاحب "	عا ۳؍۹؍	خرچ طلبہ	۳۰	۶۵۲	الٰہی بخش صاحب	۸؍	"
۸	۶۱۶	حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب صدر مدرس دارالعلوم	سے	عطاء	۳۱	۶۵۳	جملہ گلیم بافان	عا ۱۱؍	"
۹	۶۱۷	مولانا حاجی سید احمد صاحب گنگوہی مدرس "	۲؍	"	۳۲	۶۵۴	حافظ محمد شفیع صاحب انصاری	لعہ	"
۱۰	۶۱۸	عبد القیوم صاحب علاقہ کریم گنج مقام نعت پچھ ضلع سلہٹ	صہ ۱؍	"	۳۳	۶۵۵	پیرو و محمد الیاس صاحبان	۱۲؍	"
۱۱	۶۱۹	حاجی مرزا غلام نبی صاحب بازار خواجہ گنج ہوتی سرونج	عا	رسالہ	۳۴	۶۵۶	رورڈا صاحب گلیم باف	لعہ	"
۱۲	۶۲۰	قیمت خوراک طلبہ منجانب ایک اہل خیر	[illegible]	خرچ طلبہ	۳۵	۶۵۷	عنایت اللہ صاحب	[illegible]	"
۱۳	۶۲۵	شیخ عبد اللہ خانصاحب قصبہ سردہنہ ضلع میرٹھ	عا ۱۰؍	زکوٰۃ بیکس خواتین	۳۶	۶۵۸	محمد یعقوب صاحب سوداگر ٹرنک دہلی بازار "	عا	کتب دینی بیکس خواتین
۱۴	۶۲۶	حاجی شیخ عبد الغفور صاحب محلہ شیخان " "	عا	"	۳۷	۶۵۹	محمد یعقوب صاحب " " "	۲؍	"
۱۵	۶۲۸	فضل الٰہی صاحب قصبہ لاوڑ "	للعہ	زکوٰۃ "	۳۸	۶۶۰	شیخ عبد الشکور صاحب انصاری قصبہ لاوڑ "	[illegible]	[illegible]
۱۶	۶۳۸	شیخ نظام الدین صاحب سوداگر قصبہ سردہنہ "	۴؍	تعمیر "	۳۹	۶۶۱	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب بیوپاری " "	۸؍	"
۱۷	۶۳۹	سراج احمد خانصاحب موضع منڈھائی "	سے	"	۴۰	۶۶۲	مستری محمد سلیمان صاحب " "	[illegible]	"
۱۸	۶۴۰	محمد اسحاق خانصاحب " "	سے	"	۴۱	۶۶۳	لال خانصاحب منہیار " "	لعہ	"
۱۹	۶۴۱	عبد القدیر خانصاحب " "	لعہ	"	۴۲	۶۶۴	پیرو صاحب انصاری " "	عا	"
۲۰	۶۴۲	مرزا تہم بیگ صاحب قصبہ سردہنہ "	۸؍	"	۴۳	۶۶۵	مستری کریم بخش صاحب " "	لعہ	"
۲۱	۶۴۳	محمد عبد اللطیف صاحب خیاط دہلی بازار "	۸؍	"	۴۴	۶۶۶	اللہ بخش صاحب " "	[illegible]	"
۲۲	۶۴۴	محمد عاشق الٰہی صاحب " "	۲؍	"	۴۵	۶۶۷	مولا بخش صاحب " "	لعہ	"

تاریخ	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴	۶۶۸	شیخ فتو صاحب قصبہ لاوڑ ضلع میرٹھ	۲ر	چرم قربانی
۴	۶۶۹	رحمت اللہ صاحب 〃 〃	۱۲ر	〃
۴	۶۷۰	حکیم سعید احمد صاحب 〃 〃	۱۰ر	〃
۴	۶۷۱	شادی صاحب گلیم باف 〃 〃	۹ر	〃
۵	۶۷۲	اللہ بخش صاحب موضع تاڑل ضلع سلہٹ	۸ر	عطاء
۵	۶۷۳	مولوی طیب الرحمن صاحب 〃	۲ر	〃
۵	۶۷۴	شفیق الحق صاحب چودہری سرپنچ نورگاؤں 〃	للعہ	〃
۵	۶۷۵	تفضل حسین صاحب 〃 کو 〃	لعہ	〃
۵	۶۷۶	مقصود میاں صاحب موضع راڑبل 〃	لعہ	〃
۵	۶۷۷	حسن علی صاحب موضع شیرگام 〃	۸ر	〃
۵	۶۷۸	صورت اللہ میاں صاحب 〃 نورگاؤں 〃	لعہ	〃
۵	۶۷۹	مسٹر وصیت اللہ صاحب موضع شیراسی 〃	لعہ	〃
۵	۶۸۰	محمد معرفت علی صاحب اڑولکاندی 〃	۴ر	〃
۵	۶۸۱	محمد حجا صاحب موضع نشاپٹ 〃	۳ر	〃
۶	۶۸۲	مولوی عبد اللطیف صاحب مدرس باروکوٹ 〃	۲ر	〃
۶	۶۸۳	مولانا فیاض علی صاحب مدرس مدرسہ عالیہ 〃	للعہ	〃
۶	۶۸۴	خیر اللہ میاں صاحب محلہ نئی سڑک قاضی ٹولہ 〃	صہ	برائے طلبہ کتب بہی خواہان
۶	۶۸۵	〃 〃 〃	صہ	〃
۶	۶۸۶	احمد حسین صاحب 〃 〃	لعہ	عطاء بہی خواہان
۶	۶۸۷	محمد ادریس بخت جمعدار محلہ جمعداری 〃	لعہ	〃
۶	۶۸۸	عبد النور چودہری صاحب نورگاؤں 〃	۱۲ر	صرف طلبا بہی خواہان
۶	۶۹۱	انوار علی صاحب ساکن تلہاپور ضلع نواکہالی	۸	عطاء بہی خواہان
۶	۶۹۲	مشرف علی صاحب ساکن غازیپور سلہٹ آسام	لعہ	〃
۶	۶۹۳	محسن علی صاحب نیاخیل 〃	۸ر	〃
۷	۶۹۴	سید مجید علی صاحب ساکن ہنڈل کاندی 〃	۳ر	〃
۷	۶۹۵	مبارک علی صاحب ساکن کلاباڑی 〃	۳ر	〃
۷	۶۹۶	حسین علی صاحب ساکن نیاخیل 〃	۳ر	〃
۷	۶۹۷	مصطفی صاحب موضع قاضی جلال الدین 〃	۴ر	〃
۷	۶۹۸	[illegible] 〃	[illegible]	صرف طلبا

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷۵	۶۹۹	مولانا ظفر علی صاحب حسن آباد مدرسہ اسلامیہ سلہٹ	۸ر	عطاء بہی خواہان
۷۶	۷۰۰	مولانا اسمٰعیل صاحب کاندی 〃	۸ر	〃
۷۷	۷۰۱	مولوی سراج الدین صاحب نوکہالی دارالعلوم دیوبند	۸ر	متفرق تعلیم
۷۸	۷۰۲	مولوی عبد الرحمن صاحب لاہوری 〃 〃	۴ر	〃
۷۹	۷۰۳	مولوی محمد ابراہیم صاحب مسوری 〃 〃	۸ر	〃
۸۰	۷۰۴	مولوی عبد المجید صاحب بھوپالی 〃 〃	۸ر	〃
۸۱	۷۰۵	مولوی عبد العزیز صاحب مرسلہ حکیم مرزا محمود بیگ صاحب بازار حیدرآباد دکن	سہ ۴ر	عطاء
۸۲	۷۱۰	از وقف حاجی محمد یوسف صاحب مرحوم معرفت حاجی اسمٰعیل صاحب ٹرسٹی وقف رنگون	۱۹ر	صرف طلبہ بہی خواہان
۸۳	۷۱۱	محمد قربان صاحب ساکن ساسی کاندی ضلع سلہٹ	۱ر	عطاء بہی خواہان
۸۴	۷۱۲	بشیر الدین صاحب برائے کانڈی 〃	۸ر	〃
۸۵	۷۱۳	اکبر اللہ صاحب موضع کوبازپور 〃	۴ر	〃
۸۶	۷۱۴	مہر بخش میاں صاحب محلہ کوارپار 〃	۵	〃
۸۷	۷۱۵	عبد الحفیظ صاحب ساکن فرنگ روڈ 〃	۸ر	〃
۸۸	۷۱۶	عبد القادر صاحب محلہ عبد اللہ 〃	۲ر	〃
۸۹	۷۱۷	ظہیر الدین صاحب موضع باگا ضلع 〃	۸	〃
۹۰	۷۱۸	حسن علی صاحب موضع محلال 〃	۸ر	〃
۹۱	۷۱۹	ادریس علی صاحب موضع جلال نگر 〃	۴ر	〃
۹۲	۷۲۰	حافظ فضل الرحیم صاحب پرش لائل 〃	۴ر	〃
۹۳	۷۲۱	عبد الرحمن صاحب نم گنج 〃	۲ر	〃
۹۴	۷۲۲	عبد الوہاب صاحب ہوابازہ 〃	۴ر	〃
۹۵	۷۲۳	اشرف علی صاحب ساکن اٹھ گرام 〃	۳ر	〃
۹۶	۷۲۴	الطاف الرحمن صاحب عیدگاہ 〃	۸	〃
۹۷	۷۲۵	محمد اسلم صاحب ساکن حاکم پور 〃	۴ر	〃
۹۸	۷۲۶	صفر علی میاں صاحب موضع گمایرچی 〃	۳ر	〃
۹۹	۷۲۷	واجد علی صاحب موضع باگا 〃	۱ر	〃
۱۰۰	۷۲۸	جلال الدین صاحب موضع نانوپور 〃	۴ر	〃
۱۰۱	۷۲۹	[illegible] علی [illegible] ساکن [illegible] 〃	۲ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰۲	۷۳۰	سیف الرحمن صاحب موضع بارکول ضلع سلہٹ	لہ	عطایا بنگال
۱۰۳	۷۳۱	محمد سراج الحق صاحب چودھری ساکن بیگاندی "	لہ	"
۱۰۴	۷۳۲	محمود الرحمن صاحب ساکن مائردی "	۴ر	"
۱۰۵	۷۳۳	محمد عبد الصبور چودھری صاحب کریم گنج "	۳ر	"
۱۰۶	۷۳۴	صدیقہ خاتون مرحومہ سید علیم حسن بازار کانڈی ضلع میمن سنگھ	۸ر	"
۱۰۷	۷۳۵	مولوی عباس علی صاحب مدرسہ اسلامیہ جنگ ضلع پیرہ	۸ر	"
۱۰۸	۷۳۶	مولانا حافظ امیر الدین صاحب جامعہ اسلامیہ بانیہ جنگ سلہٹ	۳ر	"
۱۰۹	۷۳۷	یعقوب علی میاں صاحب ساکن شہید پور "	۴ر	"
۱۱۰	۷۳۸	چودھری محب الرحمن صاحب تارباڑہ "	لہ	"
۱۱۱	۷۳۹	عباس علی صاحب موضع الاش پور "	۲ر	"
۱۱۲	۷۴۰	مولوی عبد الحسیب صاحب موضع اٹھ گانون "	۸ر	"
۱۱۳	۷۴۱	منشی مقصود علی صاحب موضع نگر "	۸ر	"
۱۱۴	۷۴۲	محمد نعیم صاحب ساکن عیرخانہ "	۸ر	"
۱۱۵	۷۴۳	صفت اللہ صاحب " "	۸ر	"
۱۱۶	۷۴۴	حاجی یونس میاں صاحب جھنگا باڑی "	۴ر	"
۱۱۷	۷۴۵	احمد علی صاحب ساکن حاتم نگر "	۳ر	"
۱۱۸	۷۴۶	عبد المغیث صاحب قاضی ٹولہ "	۳ر	"
۱۱۹	۷۴۷	عبد الکریم صاحب درزی باڑہ "	لہ	"
۱۲۰	۷۴۸	احمد علی صاحب جنکاگل "	۸ر	"
۱۲۱	۷۴۹	عمر و علی صاحب ساکن سوبا "	۳ر	"
۱۲۲	۷۵۰	انجب علی صاحب ساکن سالک پاڑہ "	۳ر	"
۱۲۳	۷۵۳	مولوی مظفر حسن صاحب موضع ٹیاوڈہ ضلع مظفر نگر	لہ	رسالہ
۱۲۴	۷۵۴	دفتر میونسپل بورڈ لائبریری شمس ادب رحیم یارخاں بہاولپور	۳ر	"
۱۲۵	۷۵۶	عبد الجبار صاحب مدرسہ پنجاب حشمت کاکول پنجاب	۲ر	صرف طلبہ
۱۲۶	۷۵۷	مولوی عبد القادر صاحب موضع کہیری فروز آباد ضلع مظفر نگر	لہ	چرم قربانی
۱۲۷	۷۵۸	مہجانب عبد الرحمن صاحب مرحوم چوک فوارہ اررتسر	[illegible]	عطایا

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۲۸	۷۵۹	مجاہد علی صاحب ساکن باگا سلہٹ	۳ر	عطایا بنگال
۱۲۹	۷۶۰	حافظ عبد الخالق صاحب ساکن نائرگرام "	۸ر	"
۱۳۰	۷۶۱	حمیدہ خاتون صاحبہ معرفت حبیب اللہ صاحب "	۴ر	"
۱۳۱	۷۶۲	عبد الغفور صاحب محلہ قاضی جلال الدین "	لہ	"
۱۳۲	۷۶۳	ظہور النساء صاحبہ معرفت عبد اللطیف صاحب " "	۸ر	"
۱۳۳	۷۶۴	عبد الباری صاحب محلہ قاضی جلال الدین "	ار	"
۱۳۴	۷۶۵	عبد القادر صاحب " "	ار	"
۱۳۵	۷۶۶	عبد الشکور صاحب " "	۸ر	"
۱۳۶	۷۶۷	مشرف علی صاحب ساکن گلاب نگر "	لہ	"
۱۳۷	۷۶۸	عباس میاں صاحب ساکن سادہ بازار "	لہ	"
۱۳۸	۷۶۹	بشیر میاں صاحب بارود تھانہ "	لہ	"
۱۳۹	۷۷۰	عبد القادر صاحب محلہ مجوعہ داری "	لہ	"
۱۴۰	۷۷۱	محمد الیاس صاحب محلہ قاضی جلال الدین "	۴ر	"
۱۴۱	۷۷۲	حیدر خاں صاحب محلہ مجوعہ داری "	۲ر	"
۱۴۲	۷۷۳	سراج میاں صاحب محلہ عیدگاہ "	ار	"
۱۴۳	۷۷۴	عبد العزیز صاحب وصی المدنی نئی سڑک سلہٹ "	پیسہ	"
۱۴۴	۷۷۵	مولانا حسن رضا صاحب جھنگا باڑی "	لہ	"
۱۴۵	۷۷۶	آمدنی منافعہ امپیریل بنک دیوبند	۳ر	صرف طلبہ
۱۴۶	۷۷۸	محمد رضا صاحب حلوائی بن جوا سٹریٹ دوکان ۲۶ بمبئی ۳	لہ	زکوٰۃ
۱۴۷	۷۷۹	شیخ محمد بخش صاحب مقام گھسیانہ ضلع جھنگ	۳ر	صرف طلبہ
۱۴۸	۷۸۳	مولانا امان اللہ صاحب ساکن غزری کاندی سلہٹ	لہ	عطایا بنگال
۱۴۹	۷۸۴	عبد الباری صاحب ساکن کوہر بار "	لہ	"
۱۵۰	۷۸۵	مولوی عبد المالک صاحب چودھری تارباڑہ "	لہ	"
۱۵۱	۷۸۶	محمد قاسم صاحب ساکن میراشی "	لہ	"
۱۵۲	۷۸۷	حافظ مظہر الحق صاحب ساکن ہرگوہری "	لہ	"
۱۵۳	۷۸۸	بعض اہل خیر صاحبان "	لہ	"
۱۵۴	۷۸۹	مولانا شاہد صاحب مدرسہ عالیہ گاسباڑی "	۸ر	"
۱۵۵	۷۹۰	بعض اہل خیر ڈھاکہ	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان		رقم	مد
۲۱۰	۸۶۶	سید اخلاق حسین صاحب انسپکٹر صادق آباد ضلع بہاولپور		للعہ	تعمیر خوابگاہ
۲۱۱	۸۶۷	حاجی تاج الدین صاحب سوداگر لکڑی	″	۶	″
۲۱۲	۸۶۹	چودھری یوسف علی صاحب آڑتی	″	عہ	″
۲۱۳	۸۷۰	مشیر الملک قاضی علی حیدر صاحب عباسی بہاول		ے	تبلیغ
۲۱۴	۸۷۱	قاری محمد ادریس صاحب مہتمم مساجد	″	۸ر	″
۲۱۵	۸۷۲	منشی افضل حسین صاحب	″	۴ر	″
۲۱۶	۸۷۳	مولوی نفس حق صاحب	″	۴ر	″
۲۱۷	۸۷۴	منشی سید وحید الرحمن صاحب	″	۲ر	″
۲۱۸	۸۷۵	حافظ کفایت اللہ صاحب	″	۲ر	″
۲۱۹	۸۷۶	ماسٹر ملیح صاحب مدرس مدرسہ سلیمانیہ	″	۲ر	″
۲۲۰	۸۷۷	منشی اوصاف احمد صاحب سوداگر	″	۴ر	″
۲۲۱	۸۷۸	منشی محمد عاشق صاحب پنشنر	″	۴ر	″
۲۲۲	۸۷۹	مولوی عبد الرشید صاحب مکین مع ہمشیرہ صاحبہ	″	۲ر	″
۲۲۳	۸۸۰	قاری محمد صدیق صاحب	″	۲ر	″
۲۲۴	۸۸۱	عبد الحکیم خانصاحب حدید	″	۱ر	″
۲۲۵	۸۸۲	حافظ عظیم الدین صاحب امام	″	۴ر	″
۲۲۶	۸۸۳	منشی محمد سلیمان صاحب خوشنویس	″	۴ر	″
۲۲۷	۸۸۴	حکیم سلطان محمود صاحب	″	عہ	″
۲۲۸	۸۸۵	مولوی فیض الحسن صاحب ختم خانہ	″	۸ر	″
۲۲۹	۸۸۶	منشی محمد شفیع خانصاحب	″	۳ر	″
۲۳۰	۸۸۷	شمشیر خانصاحب ٹھگدہ	″	۲ر	″
۲۳۱	۸۸۸	سردار نذیر میاں صاحب	″	۳ر	″
۲۳۲	۸۸۹	منشی سید لطافت علی صاحب اسٹامپ فروش	″	۱ر	″
۲۳۳	۸۹۰	منشی سید سردار علی صاحب وکیل	″	۱ر	″
۲۳۴	۸۹۱	منشی محمد ایوب صاحب و حافظ محمد احمد صاحب	″	۱۱ر	″
۲۳۵	۸۹۲	میر دبیر منشی سید منصب علی صاحب	″	للعہ	″
۲۳۶	۸۹۳	ڈاکٹر حکیم محمد اقبال حسن صاحب	″	۴ر	″
۲۳۷	۸۹۴	حاجی عبد اللطیف صاحب بجلی گھر	″	۲ر	″
۲۳۸	۸۹۵	قاضی ماسٹر ولی محمد صاحب سکرٹری کونسل	″	عہ	″

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان		رقم	مد
۲۳۹	۸۹۶	مولوی علم الدین صاحب	بھوپال	۱ر	تب
۲۴۰	۸۹۷	اہلیہ صاحبہ مولوی علم الدین صاحب	″	۱ر	″
۲۴۱	۸۹۸	مولوی عبد الرحمن صاحب	″	۲ر	″
۲۴۲	۸۹۹	محمد عاقل صاحب	″	۲ر	″
۲۴۳	۹۰۰	حامد حسن صاحب	″	۳ر	″
۲۴۴	۹۰۱	محمد نور صاحب	″	۴ر	″
۲۴۵	۹۰۲	حافظ رشید احمد صاحب	″	۲ر	″
۲۴۶	۹۰۳	نذیر احمد خانصاحب	″	۲ر	″
۲۴۷	۹۰۴	حافظ محمد علی صاحب امام	″	۲ر	″
۲۴۸	۹۰۵	رجب علی صاحب شاہجہاں آباد	″	عہ	″
۲۴۹	۹۰۶	سخاوت اللہ صاحب کربلا	″	۴ر	″
۲۵۰	۹۰۷	ماسٹر تجمل حسن صاحب	″	۱ر	″
۲۵۱	۹۰۸	بشارت بی صاحبہ	″	عہ	″
۲۵۲	۹۰۹	حافظ نظام الرحمن صاحب	″	۱ر۹	″
۲۵۳	۹۱۰	مولوی حشمت علی صاحب سکرٹری	″	۱ر	″
۲۵۴	۹۱۱	اہلیہ صاحبہ سید نور علی صاحب مرحوم	″	۱ر	″
۲۵۵	۹۱۲	ماسٹر شجاعت علی صاحب بدھواڑہ	″	۱ر	″
۲۵۶	۹۱۳	ہز ہائنس بیگم صاحبہ جوناگڑھ	″	للعہ	″
۲۵۷	۹۱۴	قاضی اعظم علی صاحب وکیل	″	عہ	″
۲۵۸	۹۱۵	عبد الرحمن صاحب ٹھیکیدار آبکاری	″	۱ر	″
۲۵۹	۹۱۶	اکبر علی صاحب دکاندار ریت گھاٹ	″	۱ر	″
۲۶۰	۹۱۷	محمد اسحاق صاحب سوداگر پان	″	۱ر	
۲۶۱	۹۱۸	منشی محمد مظہر حسین صاحب انسپکٹر میونسپل	″	۲ر	″
۲۶۲	۹۱۹	نائک عبد الرزاق خانصاحب ۹ پنجاب رجمنٹ جھانسی کینٹ		صہ	مرف
۲۶۳	۹۲۰	محمد ظہور الدین صاحب انگلش ٹیچر برانچ زمیندار اسکول گجرات		سے	٦
۲۶۴	۹۲۱	حافظ اللہ دیا صاحب کرتپور بجنور		صہ	″
۲۶۵	۹۲۲	منشی حافظ یوسف علی صاحب	بھوپال	۴ر	تع
۲۶۶	۹۲۳	سید عبد الحفیظ صاحب	″	۴ر	

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطاکنندگان	رقم	مد
۲۶۷	۹۲۴	منشی سید عبدالعظیم صاحب بھوپال	سہر	تبلیغ
۲۶۸	۹۲۵	منشی سید راحت علی صاحب "	ار	"
۲۶۹	۹۲۶	سید نظیر احمد صاحب "	۳ر	"
۲۷۰	۹۲۷	سیٹھ محمد اسحاق صاحب تعلقہ عمرکوٹ ضلع تھرپارکر سندھ	۵عہ	عطار بہی خواہان
۲۷۱	۹۲۸	خانبہادر غلام محمد خانصاحب رئیس اعظم تعلقہ سانگھڑ	عــہ	"
۲۷۲	۹۲۹	دودا خاں صاحب سد و غلام علی ضلع حیدرآباد سندھ	عہ	صرف طلبہ بہی خواہان
۲۷۳	۹۳۰	مولوی حبیب اللہ شاہ صاحب "	لعہ	عطار بہی خواہان
۲۷۴	۹۳۱	مولوی دین محمد صاحب معلم قصبہ نور محمد "	لعہ	"
۲۷۵	۹۳۲	حکیم عبدالکریم صاحب عباسی محلہ دادرہا "	لعہ	"
۲۷۶	۹۳۴	میر علی احمد خانصاحب مالیر ہنڈ و میر محمود "	عہ	"
۲۷۷	۹۳۵	حکیم شمس الدین احمد صاحب "	عہ	زکوٰۃ بہی خواہان
۲۷۸	۹۳۶	حاجی محمد صاحب گوٹھ حاجی محمد بخش تھرپارکر سندھ	ے	عطار بہی خواہان
۲۷۹	۹۳۷	حاجی دوست محمد صاحب قریہ غلام علی "	للعہ	زکوٰۃ بہی خواہان
۲۸۰	۹۳۸	محمد حسین صاحب جیمس آباد "	۸ر	عطار بہی خواہان
۲۸۱	۹۳۹	مولوی عبدالکریم صاحب "	لعہ	چرم قربانی بہی خواہان
۲۸۲	۹۴۰	حاجی قادر بخش صاحب ڈگری "	لعہ	عطار بہی خواہان
۲۸۳	۹۴۱	حاجی میر غلام حیدر خانصاحب "	عہ	"
۲۸۴	۹۴۲	جھنڈا صاحب زمیندار پوسٹ کنڑی "	۲ر	"
۲۸۵	۹۴۳	مستری اللہ بخش صاحب "	۸ر	"
۲۸۶	۹۴۴	محمد الیاس صاحب میمن "	عا	"
۲۸۷	۹۴۵	لال شاہ صاحب "	سہر	"
۲۸۸	۹۴۶	محمد صالح صاحب عرائض نویس "	۸ر	"
۲۸۹	۹۴۷	حاجی عبداللہ صاحب قریشی نبی حسن روڈ "	ے	"
۲۹۰	۹۴۸	مولوی محمد شفیع اللہ صاحب پشاوری "	لعہ	"
۲۹۱	۹۴۹	خانصاحب غلام محمد خانصاحب نیجر "	عہ	"
۲۹۲	۹۵۰	میاں محمد عثمان صاحب زمیندار پوسٹ کنڑی "	لعہ	"
۲۹۳	۹۵۱	چودہری برکت علی صاحب چک ۱۵۹ صادق آباد ریاست بہاولپور	لعہ	تعمیر بہی خواہان
۲۹۴	۹۵۲	چودہری عبداللہ صاحب چک ۱۴۹ "	لعہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطاکنندگان	رقم	مد
۲۹۵	۹۵۳	چودہری عبدالرشید صاحب آڑہتی صادق آباد منڈی ریاست بہاولپور	لعہ	تعمیر بہی خواہان
۲۹۶	۹۵۴	غلام محمد صاحب کارخانہ کاٹن "	لعہ	"
۲۹۷	۹۵۵	مستری خیر دین صاحب "	۱۲ر	"
۲۹۸	۹۵۶	مولوی مبارک علی صاحب "	۸ر	"
۲۹۹	۹۵۷	سید غلام محی الدین شاہ صاحب سکرٹری میونسپل بورڈ رحیم یار خاں بہاولپور	عا	"
۳۰۰	۹۵۸	سردار محمد اجمل خانصاحب مجسٹریٹ "	لعہ	"
۳۰۱	۹۵۹	چودہری عبدالسلام صاحب تحصیلدار "	عا	"
۳۰۲	۹۶۰	راؤ فضل الرحمن صاحب تحصیلدار آبادی "	لعہ	"
۳۰۳	۹۶۱	ایک صاحب بمعرفت میر عابد حسن صاحب منڈی صادق آباد "	لعہ	"
۳۰۴	۹۶۲	عبدالتواب صاحب حال وارد احمد پور شرقیہ "	۸ر	"
۳۰۵	۹۶۳	مولوی عبدالرشید صاحب ڈسٹرکٹ جج "	عا	"
۳۰۶	۹۶۴	حاجی احمد بخش صاحب ایس۔ ڈی۔ او ورکشاپ صادق گڈھ "	لعہ	"
۳۰۷	۹۶۵	کپتان عبدالغفور خانصاحب "	۸ر	"
۳۰۸	۹۶۶	سردار محمد امیر خانصاحب ہاؤس ہولڈ "	عہ	"
۳۰۹	۹۶۷	بابو عبداللہ صاحب پوسٹماسٹر "	عا	"
۳۱۰	۹۶۸	میجر مہر دین صاحب "	عہ	"
۳۱۱	۹۶۹	بیگم صاحبہ سید محی الدین صاحب پرائیویٹ سکرٹری "	للعہ	"
۳۱۲	۹۷۰	میر سراج الدین صاحب "	عا	رسالہ
۳۱۳	۹۷۱	محمد رسول صاحب کرگرگودہرا محلہ گھوبانہ ضلع پنچ محل چوکی	عــہ	صرف طلبہ
۳۱۴	۹۷۲	شیخ نعمت محمد یسین صاحبان سوداگران چرم تارنول	ــہ	عطار
۳۱۵	۹۷۳	محمد انشاء اللہ صاحب طبیب شفاخانہ یونانی ریاست بھوپال	سے ۱۲	چرم قربانی
۳۱۶	۹۷۵	عماد الدین صاحب ریاست بہاولپور	لعہ	عطار بہی خواہان
۳۱۷	۹۷۶	ماسٹر نور محمد صاحب محمودی جامعہ عباسیہ "	لعہ	زکوٰۃ بہی خواہان
۳۱۸	۹۷۷	پیرجی عبدالرشید صاحب پولیس لین افسر "	عا	تعمیر بہی خواہان
۳۱۹	۹۷۸	بابو عبدالرحمن صاحب سپرنٹنڈنٹ دفتر نہر "	۸ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۲۰	۹۰۵	ڈپٹی نور دوالفقار علی صاحب دفتر نہریات بہاولپور	لعہ	بہی خواہان
۳۲۱	۹۰۶	مولوی محمد فضل صاحب اسسٹنٹ جیلر 〃	لعہ	〃
۳۲۲	۹۰۷	سردار محمد اکبر خاں صاحب لغاری 〃	ص	〃
۳۲۳	۹۰۸	بابو قادر داد خاں صاحب 〃	لعہ	〃
۳۲۴	۹۹۱	سردار محمد امین صاحب 〃	ے	〃
۳۲۵	۹۹۳	عبدالحمید صاحب سوداگر پارچہ 〃	عا	〃
۳۲۶	۹۹۴	سید شیر شاہ صاحب ملازم پولیس 〃	۴ر	〃
۳۲۷	۹۹۵	عبدالقادر صاحب سوداگر پارچہ 〃	عہ	〃
۳۲۸	۹۹۶	حاجی عبدالعزیز صاحب 〃	عا	〃
۳۲۹	۹۹۷	اللہ دتہ صاحب مالک بوٹ ہاؤس 〃	لعہ	〃
۳۳۰	۹۹۸	محمد سلیمان صاحب سوداگر پارچہ 〃	عہ	〃
۳۳۱	۹۹۹	ماسٹر مجید خاں صاحب ٹیلر ماسٹر مسجد جدید 〃	۴ر	〃
۳۳۲	۱۰۰۱	منشی عبدالرحیم صاحب پنشنر بھوپال	ار	تبلیغ
۳۳۳	۱۰۰۲	عبدالرشید صاحب بازار کولی پورہ 〃	ار	〃
۳۳۴	۱۰۰۳	حافظ عبداللہ صاحب سبزی فروش 〃	ا	〃
۳۳۵	۱۰۰۴	مولوی محمد [illegible] صاحب رکن مجلس العلماء 〃	ا	〃
۳۳۶	۱۰۰۵	مولوی محمد [illegible] صاحب منشی [illegible] 〃	۸ر	زکوٰۃ
۳۳۷	۱۰۰۶	حافظ اختر [illegible] صاحب 〃	۳ر	تبلیغ
۳۳۸	۱۰۰۷	منشی محب الدین صاحب وغیرہم دفتر مطبع 〃	۸ر	〃
۳۳۹	۱۰۰۸	منشی عبدالحی صاحب شوز مرچنٹ چوک 〃	۳ر	〃
۳۴۰	۱۰۰۹	حافظ نامدار محمد خاں صاحب امام 〃	۲ر	〃
۳۴۱	۱۰۱۰	منشی عبدالحفیظ بیگ صاحب 〃	۲ر	〃
۳۴۲	۱۰۱۱	منشی نصیر الدین صاحب خوشنویس 〃	ار	〃
۳۴۳	۱۰۱۲	منشی محمد فاروق صاحب مع ہمشیرہ صاحبہ 〃	۳ر	〃
۳۴۴	۱۰۱۳	ماسٹر یوسف علی صاحب دفتر حضور 〃	۴ر	〃
۳۴۵	۱۰۱۴	سید سجاد علی صاحب 〃	ار	〃
۳۴۶	۱۰۱۵	سلیمان صاحب دوکاندار 〃	۲ر	〃
۳۴۷	۱۰۱۶	حافظ رشید احمد صاحب ٹیلر ماسٹر 〃	۲ر	〃
۳۴۸	۱۰۱۷	منشی سید سلطان علی صاحب دفتر حضور 〃	۲ر	〃
۳۴۹	۱۰۱۸	منشی کبیر الدین صاحب دفتر حضور بھوپال	۲ر	تبلیغ
۳۵۰	۱۰۱۹	مولوی عبدالغفور صاحب سکریٹری قانون انصاف 〃	عا	〃
۳۵۱	۱۰۲۰	حاجی اظہار حسن صاحب 〃	۸ر	〃
۳۵۲	۱۰۲۱	منشی منظور حسن صاحب 〃	۲ر	〃
۳۵۳	۱۰۲۲	منشی ظاہر حسن صاحب 〃	۲ر	〃
۳۵۴	۱۰۲۳	منشی سعید اختر صاحب 〃	۲ر	〃
۳۵۵	۱۰۲۴	بابو مجتبیٰ احمد صاحب اوورسیر 〃	لعہ	〃
۳۵۶	۱۰۲۵	حافظ محمد علی صاحب امام 〃	۲ر	〃
۳۵۷	۱۰۲۶	حافظ نواب الدین صاحب اندرون انارکلی دروازہ لاہور	عا	رسالہ
۳۵۸	۱۰۲۸	شاہ عزیز حسین صاحب مدرس فارسی دارالعلوم	عا	〃
۳۵۹	۱۰۳۰	نذیر احمد صاحب آزاد کھدر اسٹور پرانی کوتوالی لاہور	۸ر	عطار
۳۶۰	۱۰۳۱	حبیب عبدالکریم صاحب کچھی بھوپال	۳ر	تبلیغ
۳۶۱	۱۰۳۲	شیخ عبدالرشید صاحب امام مدرسہ احمدیہ 〃	۳ر	〃
۳۶۲	۱۰۳۳	منشی عبدالصمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس 〃	۸ر	〃
۳۶۳	۱۰۳۴	حاجی عنایت علی خاں صاحب و بیگم عنایت صاحبہ انوار الٰہی صاحب و بیگم انوار الٰہی صاحبہ ساکنان جلال آباد حال شوکت محل 〃	ے	〃
۳۶۴	۱۰۳۵	بیگم شوکت علی صاحبہ و والدہ صاحبہ 〃	ے	〃
۳۶۵	۱۰۳۶	قاضی عبداللطیف صاحب اکاؤنٹنٹ بجلی گھر 〃	۳ر	〃
۳۶۶	۱۰۳۷	منشی ہادی حسن صاحب ملازم آبکاری 〃	۳ر	〃
۳۶۷	۱۰۳۸	ناہیدہ جہاں بیگم صاحبہ نوابزادہ رفیق الصفا صاحب کوٹھی عیدگاہ بھوپال	ص	〃
۳۶۸	۱۰۳۹	عطاء اللہ خاں صاحب چوک بازار 〃	ار	〃
۳۶۹	۱۰۴۰	ملا امتیاز علی صاحب 〃	۳ر	〃
۳۷۰	۱۰۴۲	مولوی محمد ادریس صاحب مدرس مدرسہ محمود العلوم مقام دملا ضلع دربھنگہ	عا	رسالہ
۳۷۱	۱۰۴۴	نور احمد صاحب مدرس نور پور بہاولپور	عہ	غرباء طلبہ
۳۷۲	۱۰۴۵	مستری نور محمد صاحب ریک ساز ابوہر منڈی ضلع فیروزپور	عا	رسالہ
۳۷۳	۱۰۴۷	مولانا مشیت اللہ صاحب رکن شوریٰ دارالعلوم بجنور	عا	غرباء طلبہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۷۱	۱۰۴۸	حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب صدر المدرسین دار العلوم دیوبند	۱۱/۹/۳	مصرف طلبہ
۳۷۲	۱۰۴۹	محمد اسمٰعیل صاحب کپڑے والے دہلی	عمر	چرم قربانی
۳۷۳	۱۰۵۰	سردار خاں صاحب ساکن کہرانہ ضلع گجرات	۱۲	تعمیر متفرق
۳۷۴	۱۰۵۱	منشی سید حامد حسن صاحب زیدی دیوبندی حال مقیم گوالیار	للعہ	زکوۃ
۳۷۵	۱۰۵۲	مولوی محمد ایوب صاحب اعظمی مبارکپوری فاضل دار العلوم	۵	متفرق تعلیم
۳۷۶	۱۰۵۳	مولوی محمد یونس صاحب چاٹگامی ″	۲/	″
۳۷۷	۱۰۶۸	حاجی شفیق احمد خاں صاحب موضع بیا ضلع سہارنپور	صہ	زکوۃ بہی خواہان
۳۷۸	۱۰۶۹	ایک اہل خیر موضع آبہہ ″	عہ	مصرف طلبہ بہی خواہان
۳۸۱	۱۰۷۰	شفیق محمد خاں صاحب موضع پٹھان پورہ ″	۲	″
۳۸۲	۱۰۷۱	شیخ احسان اللہ صاحب دکاندار موضع آبہہ ″	۲	عطاء بہی خواہان
۳۸۳	۱۰۷۲	محمد اسمٰعیل صاحب موضع کہیڑی ″	۱۲	″
۳۸۴	۱۰۷۳	زوجہ صاحبہ حافظ شریف احمد صاحب مرحوم موضع بجری	″	″
۳۸۵	۱۰۷۴	چودھری محمد شفیع صاحب محلہ گوجر واڑہ دیوبند ″	″	″
۳۸۷	۱۰۷۵	منشی سید حامد حسن صاحب زیدی دیوبندی مقیم حال گوالیار	للعہ	زکوۃ
۳۸۸	۱۰۷۶	میاں حبیب اللہ خاں صاحب جمعدار تعلقہ پلیکل نرسنگ	۶	مصرف طلبہ
۳۸۹	۱۰۷۷	محمد سہیل صاحب نصیر الدین بہار شریف پٹنہ	۶	رسالہ
۳۹۰	۱۰۷۸	پیرجی علی احمد صاحب اینڈ سنز شاہ آباد ضلع کرنال	صہ	″
۳۹۱	۱۰۷۹	فیض نعیم صاحب موضع چھتر پور ضلع شاہ آباد ″	۲	مصرف طلبہ
۳۹۲	۱۰۸۰	مولوی عبد الکریم صاحب مقام فرزند توکریم باغ سلہٹ	۲	عطاء بہی خواہان
۳۹۳	۱۰۸۱	ابو تراب عبد الوہاب صاحب ساکن حلیم پور ″	۲	″
۳۹۴	۱۰۸۲	عبد المالک صاحب کمار پاڑا ″	۳/	″
۳۹۵	۱۰۸۳	اسعد اللہ صاحب ساکن گشن پور ″	۸/	″
۳۹۶	۱۰۸۴	اکرام علی صاحب ″ ″	۸/	″
۳۹۷	۱۰۸۵	افیض اللہ صاحب ″ ″	۸/	″
۳۹۸	۱۰۸۶	صفت اللہ صاحب محلہ عالم پور ″	۳/	″
۳۹۹	۱۰۸۷	عمر اللہ صاحب ساکن غازی پور ″	۴/	″
۴۰۰	۱۰۸۸	میاں ابو الحسن صاحب محلہ میر بخش ٹولہ ″	عہ	″
۴۰۱	۱۰۸۹	چنومیاں صاحب ″	۱۲/	″

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۰۲	۱۰۹۰	عبد الجبار صاحب مرچنٹ سلہٹ	۸/	عطاء بہی خواہان
۴۰۳	۱۰۹۱	شاہ مختار علی صاحب محلہ انجمن اسلامیہ ″	۲	″
۴۰۴	۱۰۹۲	محمد شمس الحق صاحب امام بندر بازار ″	۲	″
۴۰۵	۱۰۹۳	معین الحق صاحب محلہ نیا سڑک ″	۳/	″
۴۰۶	۱۰۹۴	محمد اسحاق صاحب محلہ باروت خانہ ″	۲	″
۴۰۷	۱۰۹۵	امجد علی صاحب ساکن افاخرانہ ″	۴/	″
۴۰۸	۱۰۹۶	فرید الدین صاحب ″ ″	۴/	″
۴۰۹	۱۰۹۷	جنیک یکتی نئی سڑک ″	۸/	″
۴۱۰	۱۰۹۸	مولانا عبد الباری صاحب مدرسہ عالیہ کریم گنج ″	۸/	″
۴۱۱	۱۰۹۹	اہل خیر نئی سڑک ″	عہ	″
۴۱۲	۱۱۰۰	مصلیان مجلس آمین محلہ مانک پیر ″	للعہ	″
۴۱۳	۱۱۰۱	عبد الحلیم صاحب حسینی مقام تارا کنڈی ضلع میمن سنگھ	سے	″
۴۱۴	۱۱۰۲	حکیم عبد الرحمٰن صاحب معرفت سلیمان خاں صاحب کلرک مدرسہ عالیہ سلہٹ	۱۴/	″
۴۱۵	۱۱۰۳	محمد ضیاء الحق صاحب نئی سڑک ″	۳/	″
۴۱۶	۱۱۰۴	حبیبہ بی بی صاحبہ محلہ مانک پیر ″	۲	″
۴۱۷	۱۱۰۵	محمد علی بخش صاحب عنبر خانہ ″	صہ	″
۴۱۸	۱۱۰۶	منشی طاہر صاحب بھوپال	۴/	تبلیغ
۴۱۹	۱۱۰۷	منشی عبد الرشید صاحب ″	۲/	″
۴۲۰	۱۱۰۸	محمد علی صاحب ″	۲/	″
۴۲۱	۱۱۰۹	عبد الصمد صاحب ″	۲/	″
۴۲۲	۱۱۱۰	نواب علی صاحب ″	۱/	″
۴۲۳	۱۱۱۱	نصیر الدین صاحب ″	۱/	″
۴۲۴	۱۱۱۲	عبد الرحمٰن صاحب ″	۱/	″
۴۲۵	۱۱۱۳	عبد السلام صاحب ″	۱/	″
۴۲۶	۱۱۱۴	عزیز الرحمٰن صاحب ″	۱/	″
۴۲۷	۱۱۱۵	نجیب الدین صاحب ″	۱/	″
۴۲۸	۱۱۱۶	قمر الدین صاحب ″	۱/	″
۴۲۹	۱۱۱۷	محمد نسیم صاحب ″	۱/	″

نمبر شمار	نمبر رسید بحث	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۵۳۳	۱۳۶۲	عبدالکریم صاحب متعلم دارالعلوم قصبہ سونا تہ مکین	صہ	تعمیر دارالعلوم
۵۳۴	۱۳۶۴	ملک عبدالرحمن صاحب ابواسحٰق روڈ لاہور	لعہ	وظیفہ حفظ قرآن
۵۳۵	۱۳۷۵	حافظ حمید اللہ صاحب موٹر ورکس شہر میرٹھ	سے	چرم قربانی
۵۳۶	۱۳۷۶	مولوی رضوان الدین صاحب نائب قاضی ریاست بھوپال	۴ر	تبلیغ
۵۳۷	۱۳۷۷	مولوی شمس الدین صاحب بدھوارہ ״	۴ر	״
۵۳۸	۱۳۷۸	مولوی حکیم عبدالقیوم صاحب ״	۲ر	״
۵۳۹	۱۳۷۹	مولوی عبدالرشید صاحب مع ہمشیرہ ״	۲ر	״
۵۴۰	۱۳۸۰	قاری محمد صدیق صاحب ״	۲ر	״
۵۴۱	۱۳۸۱	عبدالحکیم خان صاحب ״	ار	״
۵۴۲	۱۳۸۲	منشی سید علی صاحب عقب بی شکور خان صاحب ״	لہ	״
۵۴۳	۱۳۸۳	سید سلیمان صاحب خوشنویس ״	۴ر	״
۵۴۴	۱۳۸۴	سردار میاں رؤف الحسن خان صاحب جاگیردار ״	لہ	״
۵۴۵	۱۳۸۵	سردار میاں سعادت علی صاحب ״	۶	״
۵۴۶	۱۳۸۶	سردار میاں نذیر میاں صاحب ״	۴ر	״
۵۴۷	۱۳۹۱	عبدالحمید خان صاحب نمبردار موضع سٹھلہ ضلع میرٹھ	سے	تعمیر بہی خواہان
۵۴۸	۱۳۹۲	حاجی عبداللہ خان صاحب ״ ״	ے	״
۵۴۹	۱۳۹۳	شیخ منگت پسر لالہ بیوپاری ״ ״	۔	״
۵۵۰	۱۳۹۴	شیخ بدلو صاحب ״ ״ ״	لہ	״
۵۵۱	۱۳۹۵	شیخ عظیم الدین صاحب ״ ״ ״	لعہ	״
۵۵۲	۱۳۹۶	محمد اسحٰق خان صاحب ״ ״	۴ر	״
۵۵۳	۱۳۹۷	حافظ عبدالصمد خان صاحب ״ ״	۴ر	״
۵۵۴	۱۳۹۸	عبدالاحد خان صاحب ״ ״	۴ر	״
۵۵۵	۱۳۹۹	جمیل احمد خان صاحب ״ ״	لعہ	״
۵۵۶	۱۴۰۱	شیر گل صاحب چچنو کھٹ ضلع مردان	لعہ	عطار
۵۵۷	۱۴۰۲	میاں فضل اللہ صاحب کاکا خیل موضع فضل آباد ضلع پشاور	صہ	زکوٰۃ
۵۵۸	۱۴۰۳	میاں صاحب منتظم شاہ صاحب زیارت کاکا صاحب ״	۶	״
۵۵۹	۱۴۰۴	مراد گل صاحب ״ ״	صہ	״
۵۶۰	۱۴۰۵	میاں صاحب اعظم شاہ صاحب ״ ״	۶	״
۵۶۱	۱۴۰۶	متین اللہ صاحب ״ ״	صہ	״

نمبر شمار	نمبر رسید بحث	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۵۶۲	۱۴۰۷	حسین اللہ صاحب کاکا خیل موضع فضل آباد ضلع پشاور	صہ	زکوٰۃ
۵۶۳	۱۴۰۸	حافظ عبدالغفور صاحب موضع لور ضلع مردان	لعہ	عطار
۵۶۴	۱۴۰۹	سید نور بادشاہ صاحب بازار ہوتی ״	للعہ	زکوٰۃ
۵۶۵	۱۴۱۰	محمد اکرم خان صاحب ״ ״	۶	عطا
۵۶۶	۱۴۱۱	محمد میرال خان صاحب ״ ״	صہ	زکوٰۃ
۵۶۷	۱۴۱۲	محمد سعد اللہ خان صاحب ״ ״	لعہ	״
۵۶۸	۱۴۱۳	محمد روشن خان صاحب ״ ״	سلہ	״
۵۶۹	۱۴۱۴	امیر محمد خان صاحب ایم-ایل-اے ״ ״	للعہ	عطار
۵۷۰	۱۴۱۵	بیگم صاحبہ مہر دل خان صاحب ״ ״	للعہ	زکوٰۃ
۵۷۱	۱۴۱۶	بیگم صاحبہ مظفر خان صاحب مرحوم ״ ״	للعہ	״
۵۷۲	۱۴۱۷	بیگم صاحبہ امیر محمد خان صاحب ایم-ایل-اے ״ ״	صہ	عطار
۵۷۳	۱۴۱۸	والدہ صاحبہ میر عالم خان صاحب بازار ہوتی ״	صہ	زکوٰۃ
۵۷۴	۱۴۱۹	والدہ صاحبہ عبدالرحمن خان صاحب ״ ״	۶	عطار
۵۷۵	۱۴۲۰	سید مشرف شاہ صاحب کاکا خیل نوشہرہ ضلع پشاور	عام	״
۵۷۶	۱۴۲۱	سیٹھ علی محمد صاحب جنرل مرچنٹ ساگر سی پی	سے	تعمیر بہی خواہان
۵۷۷	۱۴۲۲	کالیخاں صاحب ״	صہ	״
۵۷۸	۱۴۲۳	سید عبدالجلیل صاحب جوائنٹ مجسٹریٹ ״	صہ	״
۵۷۹	۱۴۲۴	سیٹھ محمد شفیع صاحب بیڑی مرچنٹ ״	صہ	״
۵۸۰	۱۴۲۵	حاجی قدرت اللہ صاحب تاجر پارچہ ״	۶	״
۵۸۱	۱۴۲۶	مولانا حکیم محمد چراغ الدین صاحب وائس پریذیڈنٹ میونسپل بورڈ ״	۶	״
۵۸۲	۱۴۲۷	مولانا حکیم محمد چراغ الدین صاحب ״	۶	زکوٰۃ بہی خواہان
۵۸۳	۱۴۲۸	منشی حافظ سبحان صاحب محلہ صدر بلاسپور سی پی	عہ	״
۵۸۴	۱۴۲۹	سیٹھ دین محمد خان صاحب جنرل مرچنٹ ״ ״	صہ	״
۵۸۵	۱۴۳۰	سلیمان طاہر محمد صاحب ״ ״ ״	صہ	״
۵۸۶	۱۴۳۱	عبدالغفور خان صاحب فروٹ مرچنٹ ״ ״	سے	تعمیر بہی خواہان
۵۸۷	۱۴۳۲	منشی کریم اللہ صاحب قریشی ״ ״	۶	״
۵۸۸	۱۴۳۳	سیٹھ قاسم بھائی صاحب جنرل مرچنٹ ״ ״	للعہ	״
۵۸۹	۱۴۳۴	سیٹھ عبدالقدیر صاحب بھیلا ״ ״	للعہ	״

نمبر شمار	نمبر رسید بکشتہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۵۹۰	۱۴۳۵	منشی میر احمد خانصاحب گول بازار ساہیوال	عہ	تعمیر بہی خواہان
۵۹۱	۱۴۵۱	قاضی فضل نور صاحب مدرس خالصہ ہائی سکول چکوال	عہ	صرف طلبہ
۵۹۲	۱۴۵۲	چودھری غلام جیلانی صاحب جوریاں گڈھ شنکر ضلع ہوشیارپور	۱۲ /	زکوٰۃ
۵۹۳	۱۴۵۳	رجب علی صاحب ساکن اگر گانوں ٹیرہ	ع	عطاء
۵۹۴	۱۴۵۷	شیخ حسین بخش صاحب تاجر پارچہ دھامپور بجنور	لعہ	"
۵۹۵	۱۴۶۱	مولانا ظہور الحسن صاحب جھنجھانوی " "	عہ	"
۵۹۶	۱۴۶۴	عبدالرحمٰن صاحب موضع عادل پور ضلع سکھر	۱۰ /	تعمیر بہی خواہان
۵۹۷	۱۴۶۵	حکیم کریم بخش صاحب مقام گھوٹکی "	۱۰ /	"
۵۹۸	۱۴۶۶	مولوی الٰہی بخش صاحب " "	لعہ	"
۵۹۹	۱۴۶۷	سید فخر الدین صاحب مہتمم مدرسہ " "	ع	"
۶۰۰	۱۴۶۸	میر موسیٰ شاہ صاحب " "	ع	"
۶۰۱	۱۴۶۹	مسٹر فتح محمد صاحب کلکٹر(؟) "	سے	"
۶۰۲	۱۴۷۰	خان بہادر آغا نظام الدین صاحب محلہ غریب آباد "	صہ	"
۶۰۳	۱۴۷۱	حاجی غلام حیدر صاحب " "	ع	"
۶۰۴	۱۴۷۲	عبدالغفار صاحب بیوم(؟) انسپکٹر پولیس "	لعہ	"
۶۰۵	۱۴۷۳	مسٹر رسول بخش خانصاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر بندر روڈ "	عہ	"
۶۰۶	۱۴۷۴	عبدالقیوم خانصاحب موضع سٹھلہ ضلع میرٹھ	لعہ	"
۶۰۷	۱۴۷۵	عبدالغفور صاحب بخار(؟) " "	۸ /	"
۶۰۸	۱۴۷۶	احمد صاحب " "	لعہ	"
۶۰۹	۱۴۷۷	بشیر احمد خانصاحب " "	لعہ	"
۶۱۰	۱۴۷۸	منشی حشمت اللہ خانصاحب مدرس "	لعہ	"
۶۱۱	۱۴۷۹	صابر خانصاحب " "	لعہ	"
۶۱۲	۱۴۸۰	عبداللطیف خانصاحب " "	لعہ	"
۶۱۳	۱۴۸۱	سلیمان خانصاحب " "	۸ /	"
۶۱۴	۱۴۸۲	احمد خانصاحب " "	۸ /	"
۶۱۵	۱۴۸۳	نصیر احمد خانصاحب " "	لعہ	"
۶۱۶	۱۴۸۴	مستقیم خانصاحب " "	لعہ	"
۶۱۷	۱۴۸۷	مراد علی(؟) احمد ... گوشہ بازار ... [illegible]	ع	"

نمبر شمار	نمبر رسید بکشتہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۱۸	۱۳۰۹	حافظ محمد اسمٰعیل صاحب تاجر پارچہ گول بازار ... کیمبل پور	عہ	تعمیر بہی خواہان
۶۱۹	۱۴۹۰	لالہ جنگی لال صاحب لوہا مرچنٹ "	للعہ	"
۶۲۰	۱۴۹۲	عیدو میاں صاحب " "	عہ	"
۶۲۱	۱۴۹۳	مولانا ڈاکٹر عبداللطیف صاحب محلہ "	للعہ	"
۶۲۲	۱۴۹۴	منشی علاؤ الدین صاحب جوڑی مرچنٹ صدر بازار	عہ	"
۶۲۳	۱۴۹۸	عبدالحق صاحب باڑہ ہندو راؤ دہلی	۲ /	عطاء
۶۲۴	۱۵۰۳	اللہ بندہ صاحب قرول باغ "	۴ /	زکوٰۃ بہی خواہان
۶۲۵	۱۵۰۶	حافظ دوست محمد صاحب ۱۱۶۹۹ بمبئی	عہ	عطاء
۶۲۶	۱۵۰۷	مولانا مظفر علی صاحب مدرسہ عربیہ پیکوڑہ گمکی(؟) ضلع جھنگ	ع	رسالہ
۶۲۷	۱۵۰۹	محمد سعید صاحب کوتوال بنگلہ ۱۳ چھاؤنی کانپور	عہ	زکوٰۃ
۶۲۸	۱۵۱۰	محمد مصطفیٰ علی صاحب علوی کمرہ ۵ محمد بہادر(؟) مسلم یونیورسٹی علیگڈھ	عہ	عطاء
۶۲۹	۱۵۱۱	عبدالحمید خانصاحب دومیلی ضلع جہلم	عہ	زکوٰۃ
۶۳۰	۱۵۱۲	محمد رمضان صاحب پینشنر گوجرانوالہ	ع	رسالہ
۶۳۱	۱۵۱۳	احمد شفیع صاحب درگاہ اورنگ آباد	للعہ ۲ /	صرف طلبہ
۶۳۲	۱۵۱۵	مولوی اشرف علی صاحب بی اے مدرسہ عالیہ سلہٹ	۲ /	عطاء بہی خواہان
۶۳۳	۱۵۱۶	مسماۃ راحت النساء خاتون صاحبہ مقام کشل کھارہ(؟) "	عہ	"
۶۳۴	۱۵۱۷	" رقیہ خاتون صاحبہ " "	عہ	"
۶۳۵	۱۵۱۸	" حفصہ خاتون صاحبہ مقام خادم پور "	لعہ	"
۶۳۶	۱۵۱۹	عبدالغفور صاحب چودھری ساکن بہرتو کھلا "	لعہ	"
۶۳۷	۱۵۲۰	ابوالحسن صاحب قانون گوئی ہاگرکھلا "	۲ /	"
۶۳۸	۱۵۲۱	فضل الحق صاحب نئی سڑک مسجد "	۳ /	"
۶۳۹	۱۵۲۲	صوفی میاں ستار ستار باڑہ "	لعہ	"
۶۴۰	۱۵۲۳	حاجی سلیمان خاں صاحب مدرسہ عالیہ "	للعہ	"
۶۴۱	۱۵۲۴	سراج میاں صاحب درگاہ محلہ "	لعہ	"
۶۴۲	۱۵۲۵	عبدالرؤف صاحب محلہ توپخانہ "	ع	"
۶۴۳	۱۵۲۶	" " "	سے	زکوٰۃ بہی خواہان
۶۴۴	۱۵۲۷	محمد میر میاں صاحب سوداگر گوشہ گوالپاڑہ "	عہ	عطاء
۶۴۵	۱۵۲۸	عبدالعلی رضا صاحب ساکن علی پور ضلع ڈھاکہ	لعہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید بخشش	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۰۴	۱۵۹۰	حاجی محمد فاروق صاحب جمعدار باغات خیرپور میرس	عہ	تعمیر بہی خواہان
۴۰۵	۱۵۹۱	مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند قیمت کھال دو عدد بکرا	۱۲/	صرف طلبہ
۴۰۶	۱۵۹۲	منشی سید آل نبی صاحب مدرس موضع شمحلہ ضلع میرٹھ	للعہ	زکوٰۃ بہی خواہان
۴۰۷	۱۵۹۳	شمس الاسلام خانصاحب " "	عہ	"
۴۰۸	۱۵۹۵	حکیم سمیع اللہ خانصاحب " "	۶	رسالہ
۴۰۹	۱۵۹۷	عبدالحکیم صاحب موضع اکلہ سولپور	عہ	تعمیر بہی خواہان
۴۱۰	۱۵۹۸	حکیم نصیرالدین خانصاحب موضع کجوری "	عہ	"
۴۱۱	۱۵۹۹	محمد تقی خانصاحب " "	ہ	"
۴۱۲	۱۶۰۰	عبدالشکور صاحب دوکاندار "	عہ	"
۴۱۳	۱۶۰۱	یوسف خانصاحب " "	عہ	"
۴۱۴	۱۶۰۲	جمال الدین صاحب عرف ننگو " "	۴ر	"
۴۱۵	۱۶۰۳	مستری محمد دین صاحب آہنگر کوہ شملہ جامسجد	عہ	صرف طلبہ
۴۱۶	۱۶۰۴	سیدہ فاطمہ بی بی صاحبہ بنت مولانا شاہ نیاز احمد صاحب مرحوم کی۔ برسلہ حکیم محمد حسن صاحب ریاست مانگرول	۱۲ صہ	عطار
۴۱۷	۱۶۰۵	مولانا مشرف شاہ صاحب میانصاحب مقام حکمت آباد	للعہ	زکوٰۃ
۴۱۸	۱۶۰۸	عبدالمتین صاحب تاجر پارچہ گول بازار رائے پوری پی	عہ	تعمیر بہی خواہان
۴۱۹	۱۶۱۰	منشی خیر محمد صاحب " "	عہ	"
۴۲۰	۱۶۱۱	حاجی محمد علی رجب علی صاحبان تیلی روڈ رائے پور سی پی	۶	"
۴۱	۱۶۱۲	حضرت مولانا قاری محمد یٰسین صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ رائے پور سی۔پی	۶	"
۴۲	۱۶۱۳	حاجی قطب الدین صاحب سرکل انسپکٹر اینٹنتر رائے پور سی پی	ہ	"
۴۲۳	۱۶۱۵	حاجی احمد علی خانصاحب " "	۶	"
۴۲۴	۱۶۱۶	محمود خانصاحب تاجر ظروف گول بازار رائے پور سی پی	۶	"
۴۲۵	۱۶۱۸	حامد میانصاحب معرفت علاؤ الدین لال میانصاحب چوڑی مرچنٹ رائے پوری پی	۶	"
۴۲۶	۱۶۱۹	ماسٹر محمد اسحاق صاحب محلہ بینا تیہ پارہ " "	عہ	تعمیر بہی خواہان
۴۲۷	۱۶۲۰	مولوی عبدالغفور صاحب محلہ نیرنگ بازار " "	۶	"
۴۲۸	۱۶۲۳	مولوی اخلاق احمد صاحب فاضل دیوبند لال کنواں دہلی	سہر	عطار بہی خواہان
۴۲۹	۱۶۳۱	محمد یونس صاحب گرواڑ محلہ قانونگویان گوالیار	سہے	چرم قربانی
۴۳۰	۱۶۳۲	صغیر حسن صاحب الیاس بلڈنگ کوہ رانی کھیت	للعہ	زکوٰۃ
۴۳۱	۱۶۳۳	محمد شفیق خانصاحب ہیڈ ماسٹر ہندی اردو اسکول. کسکوٹ ضلع امراؤتی	للعہ	صرف طلبہ
۴۳۲	۱۶۳۴	بشیر احمد صاحب خیاط تھالو ضلع بجنور	للعہ	"
۴۳۳	۱۶۳۶	علی محمد صاحب ریٹائرڈ سٹرکٹ جج محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڈھ	ما	زکوٰۃ
۴۳۴	۱۶۳۷	غلام حسین صاحب بھاولپوری دارجالہ	عہ	دارالطلبہ
۴۳۵	۱۶۴۰	شیخ عبدالرحمٰن صاحب گنگوہی محلہ بند دنچیان دیوبند قصبہ دھامپور ضلع بجنور	عہ	عطار بہی خواہان
۴۳۶	۱۶۴۷	حافظ عبدالشکور صاحب تاجر جنت دھامپور	۱ر	چرم قربانی
۴۳۷	۱۶۵۴	شیخ عظمت اللہ صاحب مسجد متولیان نہٹور بجنور	۶	زکوٰۃ بہی خواہان
۴۳۸	۱۶۵۸	مسٹر اویس صاحب دیہہ ساہاری خیرپور میرس	عہ	عطار
۴۳۹	۱۶۵۹	قاضی علاؤ الدین صاحب ادریسیر "	عہ	"
۴۴۰	۱۶۶۰	مستری کلن خانصاحب "	عہ	تعمیر بہی خواہان
۴۴۱	۱۶۶۱	لعل الٰہی صاحب "	عہ	"
۴۴۲	۱۶۶۲	اللہ بخش صاحب ٹوکیو گیٹ "	۶	"
۴۴۳	۱۶۶۳	حاجی ڈاکٹر خانصاحب سول سرجن "	للعہ	"
۴۴۴	۱۶۶۴	اودھا رام صاحب ٹھیکیدار "	عہ	"
۴۴۵	۱۶۶۵	مسٹر میر بخش خانصاحب "	عہ	"
۴۴۶	۱۶۶۶	مسٹر ممتاز حسین خانصاحب وکیل "	عہ	"
۴۴۷	۱۶۶۷	شیخ عبدالفتاح صاحب "	عہ	"
۴۴۸	۱۶۶۸	ماسٹر امام بخش صاحب "	عہ	"
۴۴۹	۱۶۶۹	ماسٹر عمر دراز صاحب "	عہ	"
۴۵۰	۱۶۷۰	اللہ دین صاحب ٹھیکیدار "	۶	"

نمبر شمار	نمبر بہی	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷۵۱	۱۷۶۱	بچل صاحب تاجر چرم خیرپور میرس سندھ	صہ	تعمیر بہی خواہان
۷۵۲	۱۷۶۲	" " " "	لہ	"
۷۵۳	۱۷۶۳	محمد اسمٰعیل صاحب " " "	لہ	"
۷۵۴	۱۷۶۴	آخوند عبداللہ صاحب چیف جج " "	صہ	زکوٰۃ بہی خواہان
۷۵۵	۱۷۶۵	مستری زاہد علی صاحب ہیڈ ڈرافسمین " "	لہ	تعمیر بہی خواہان
۷۵۶	۱۷۶۶	فضل حسین صاحب تاجر چرم " "	عہ	"
۷۵۷	۱۷۶۷	حاکم علی نواز صاحب شکارپوری " "	لہ	"
۷۵۸	۱۷۶۸	مستری الگرا معرفت مسٹر علاء الدین صاحب " "	سے	"
۷۵۹	۱۷۶۹	بشیر احمد صاحب تحصیل کوٹ دو فی چند شریف پوروہ	۸ر	عطایا بہی خواہان
۷۶۰	۱۷۸۰	مولوی عبدالمجید صاحب بازار دانی " "	۸ر	چرم قربانی
۷۶۱	۱۷۸۸	مولا بخش صاحب قوم مجھو حیدکھیڑا کی فیروز آباد ضلع مظفرنگر	صہ	زکوٰۃ
۷۶۲	۱۷۸۹	ذیابان صاحب سکنہ جوڑا "	سے	صرف طلبہ
۷۶۳	۱۷۹۰	چند حضرات خیر موضع تیوڑا "	للعہ ۱۲ر	چرم قربانی
۷۶۴	۱۷۹۱	تیوڑا دو ترا صاحبان " "	۶	زکوٰۃ
۷۶۵	۱۷۹۲	مولانا محمد اختر صاحب تھانوی وارد حال دیوبند	لہ	"
۷۶۶	۱۷۹۳	حکیم عبداللطیف صاحب محلہ ٹاکان "	۶	رسالہ
۷۶۷	۱۷۹۴	حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند	سے	عطایا
۷۶۸	۱۷۰۵	عالیمرتبت مشیر الملک قاضی محمد حمید صاحب عباسی ریاست بھوپال	سے	تبلیغ
۷۶۹	۱۷۰۶	میر دبیر الانشاء قاضی ولی محمد صاحب سکریٹری کونسل	لہ	"
۷۷۰	۱۷۰۷	منشی عنایت الرحمٰن صاحب امامی دروازہ "	۲ر	"
۷۷۱	۱۷۰۸	قاری محمد ادریس صاحب مہتمم مساجد "	۸ر	"
۷۷۲	۱۷۰۹	منشی افضل حسین صاحب "	۴ر	"
۷۷۴	۱۷۱۰	مولوی فضل حق صاحب "	۴ر	"
۷۷۵	۱۷۱۱	منشی سید وحید الرحمٰن صاحب "	۳ر	"
۷۷۶	۱۷۱۲	شیخ کفایت اللہ صاحب "	۲ر	"
۷۷۷	۱۷۱۳	منشی عبدالرحیم صاحب پینشنر "	ار	"

نمبر شمار	نمبر بہی	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷۷۸	۱۷۱۴	ماسٹر شجاعت علی صاحب بھوپال	ار	تبلیغ
۷۷۹	۱۷۱۵	سردار میاں رشید محمد خاں صاحب "	لہ	"
۷۸۰	۱۷۱۶	اسدی بیگم صاحبہ محمد گڈھ "	لہ	"
۷۸۱	۱۷۱۷	محمد اسحٰق صاحب سوداگر پان "	ار	"
۷۸۲	۱۷۱۸	حکیم سلطان محمود صاحب "	لہ	"
۷۸۳	۱۷۱۹	سردار میاں ذوالفقار محمد خاں صاحب "	لہ	"
۷۸۴	۱۷۲۰	اہلیہ صاحبہ مرحوم سید نور علی صاحب مرحوم "	ار	"
۷۸۵	۱۷۲۱	اسد علی خاں صاحب امامی دروازہ "	۴ر	"
۷۸۶	۱۷۲۲	بشارت بی بی صاحبہ مرحومہ "	لہ	"
۷۸۷	۱۷۲۳	مولوی فیض الحسن صاحب ختم خانہ "	۲ر	"
۷۸۸	۱۷۲۴	ہر ہائینس بیگم صاحبہ جوناگڈھ "	صہ	"
۷۸۹	۱۷۲۵	قاری احمد حسن صاحب شاہجہانی "	۲ر	"
۷۹۰	۱۷۲۶	حافظ انعام اللہ خاں صاحب مسجد احمدیہ "	ار ۱۲	"
۷۹۱	۱۷۲۷	ماسٹر تجمل حسین محمد گنج شاہجہان آباد "	ار	"
۷۹۲	۱۷۲۸	عبدالرشید صاحب دوکاندار کول پورہ "	ار	"
۷۹۳	۱۷۲۹	منشی محمد انور صاحب۔ حافظ محمد احمد صاحب حاجی عظیم الدین صاحب "	ے/ر	"
۷۹۴	۱۷۳۰	منشی سید لیاقت علی صاحب اسٹامپ فروش "	ار	"
۷۹۵	۱۷۳۱	مولوی حشمت علی صاحب سکریٹری سیرت کمیٹی بھوپال	ار	"
۷۹۶	۱۷۳۲	منشی بشیر احمد صاحب "	صہ	"
۷۹۷	۱۷۳۳	شمشیر خاں صاحب فتح گڈھ "	۲ر	"
۷۹۸	۱۷۳۴	منشی محمد شفیع صاحب عقب شوکت محل "	ار	"
۷۹۹	۱۷۳۵	مسلمانان الکہ رسول پور ضلع میرٹھ	سے	چرم قربانی
۸۰۰	۱۷۳۶	رحیم بخش صاحب روغن گر موضع کھجوری "	لہ	تعمیر بہی خواہان
۸۰۱	۱۷۳۷	عبداللہ خاں صاحب نمبردار " "	سے	"
۸۰۲	۱۷۳۸	نور بخش صاحب روغن گر " "	۸ر	"
۸۰۳	۱۷۳۹	روشن خاں صاحب ولد چھدا صاحب " "	ر	..

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۸	۱۷۴۰	اللہ بخش صاحب رنگریز موضع کھوری میرٹھ	عہ	تعمیر بہی خواہان
۸	۱۷۴۱	جیون خانصاحب " " "	عہ	"
۸	۱۷۴۲	محمد تقی صاحب " " "	۸ر	"
۸	۱۷۴۳	شیخ نیادر صاحب	۸ر	"
۸	۱۷۴۴	عبد الحکیم خانصاحب نمبردار	عہ	"
۸۰	۱۷۴۵	محمد صدیق خانصاحب	عہ	"
۸۱	۱۷۴۶	اصغر خاں و عبد الرزاق صاحبان " "	ہر	"
۸۱	۱۷۴۷	چودھری بھورے خانصاحب " "	عہ	"
۸۱۲	۱۷۴۸	عبد اللہ خانصاحب	للعہ	"
۸۱۳	۱۷۴۹	جملہ مسلمانان منجانب فنڈ موضع خانپور "	لعہ	چرم قربانی بہی خواہان
۸۱۴	۱۷۵۰	اللہ دیا صاحب ولد میر بخش رنگریز موضع افغانپور ضلع میرٹھ	عہ	تعمیر بہی خواہان
۸۱۵	۱۷۵۱	حاجی بشیر الدین صاحب تاجر محلہ سنتوش پور۔ ضلع چوبیس پرگنہ	لعہ	زکوٰۃ
۸۱۶	۱۷۵۲	انسپکٹر صاحب تعلیمات ریاست قلات بلوچستان	للعہ	وظیفہ متفرقات
۸۱۷	۱۷۵۳	حاجی اشرف علی صاحب سوداگر ڈاکخانہ پومارشرف بھاٹا چاٹگام	لعہ	خوراک طلبہ
۸۱۸	۱۷۵۴	نبی بخش صاحب مدرس عربی گورنمنٹ ہائی سکول گورداسپور	لعہ	زکوٰۃ
۸۱۹	۱۷۵۵	مسیح اللہ صاحب سول ملٹری مال روڈ انبالہ چھاؤنی	لعہ	تعمیر مسجد
۸۲۰	۱۷۵۶	مولانا محمد عشرت حسین صاحب فاضل دیوبند پروفیسر جامعہ احمدیہ بھوپال	۶	رسالہ

میزان	عمومی	للعہ ۴۰۹۳ / ۸ ۳ / ۹
"	دوامی بہی خواہان	لمالعہ ۸ ۳ / ۴
"	دوامی دارالقاف	۲ سالعہ ۸ ۲ / ۲
"	آمدنی فروختگی اشیاء وغیرہ	سالعہ / ۱۲

میزان کل آمدنی للعہ ۸۵۲ ۸۶ / ۱۲

فہرست کتب وقفی و اشیاء متفرق

موصولہ ماہ صفر المظفر ۱۳۶۱ ہجری

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	تفصیل اشیاء
۱	۶	علی محمد ہاشم صاحب اینڈ برادرس محمد علی روڈ بمبئی ۳	کتب دورۂ حدیث شریف مکمل (۳ سٹ) ابن ماجہ مجلد (ایک جلد)
۲	۸	ابرار حسین صاحب مرحوم دیوبندی۔ محلہ دیوان	چینی آہنی۔ بکس رنچ ۲ انچ۔ بکس رنچ ۱/۲ انچ۔ بکس رنچ مع ہینڈل اٹہ کنندہ ۳ عدد ایک عدد ایک عدد ایک عدد پیچ رنچ پکا انچ۔ اسکرو رنچ ۱۰ انچ۔ اسکرو رنچ ۸ انچ۔ اسکرو رنچ ۳ انچ۔ بڑی گول ایک عدد

نمبر شمار	نمبر رجسٹر	اسمائے گرامی عطا کنندگان	تفصیل اشیاء
			پیچ کش ۔ چمڑے میں سوراخ کرنے کی ۔ پلاسٹ رنچ ۔ خانہ چشمہ ۔ چشمہ کے آئینے ایک عدد ایک عدد ایک عدد ۲ عدد ۲ عدد سیفٹی ریزر ۔ تارکٹ ۔ چین کٹوا ۔ کرنی ۔ صندوقچی خورد شکستہ ایک عدد ایک عدد ۵ عدد ایک عدد ایک عدد
۳	۸	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دارالعلوم دیوبند	مفید الوارثین غیر مجلد (۲ عدد)
۴	۹	برائے ایصال ثواب انتصار احمد صاحب مرسلہ افتخار احمد صاحب ساکن پھلاودہ ضلع میرٹھ	بنڈی روئی دار ۔ سوئٹر سوتی ۔ قمیص گبرون دھاریدار مستعمل ۔ قمیص گبرون ایک عدد ایک دو ایک دھاریدار نئی ۔ قمیص نین سکھ ۔ پاجامہ لٹھ کورا نیا ۔ پاجامہ لٹھ ڈیون نیا ایک ایک ایک پاجامہ لٹھا مستعمل ۔ کرتی ململ وچکن مستعمل ۔ دستی رومال ۔ کمربند ۔ ایک دو ۱ ۲
۵	۱۰	منجانب بی بی حبیبہ خاتون صاحبہ محلہ ادینہ مسجد نزول	۱۶ گز کپڑا
۶	۱۱	منشی نبیع الدین صاحب محلہ نجاران دیوبند ۔	بچھڑا عمر ایک سال
۷	۱۲	سبحان علی محمد علی برادران تاجر عطر گورکھپور	الفیہ شرح ابن عقیل ۔ مختصر معانی ۔ مجمع البحار ناقص ۔ نور الانوار ایک ایک ایک ایک مجلد شرح جامی ۔ بخاری شریف جلد ثالث و رابع ۔ ایک مجلد ایک جلد مجلد
۸	۱۳	شجاعت علی صاحب تاجر متصل جامع مسجد گورکھپور	حاشیہ عبد الغفور صاحب (ایک جلد)
۹	۱۴	حافظ عبد الولی صاحب پشاوری متعلم دارالعلوم دیوبند	کید الشیطان ۔ آداب شیخ والمرید ۔ الاجوبہ ۔ التصریح ۔ ایک ایک ایک ایک
۱۰	۱۵	عبد السمیع صاحب موضع جھبیرن ڈاکخانہ دیوبند	بکرا عمر ۹ ماہ برنگ سفید ۔ کان کبرے ۔

صدمۂ عظیم

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے دوسرے صاحبزادے حافظ قاری میاں محمد عاصم مرحوم دہ سال کی عمر میں تقریباً دو سال کی طویل اور شدید علالت کے بعد ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ یوم پنجشنبہ کو نماز عصر کے وقت داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عزیزم محمد عاصم جیسے ذہین، متین، سنجیدہ اور حساس بچے بہت کم پیدا ہوتے ہیں۔ اولاد کا صدمہ یونہی کچھ کم نہیں ہوتا پھر ایسی لائق اولاد کی مفارقت کا والدین اور عزیزوں کو جتنا بھی صدمہ ہو کم ہے۔ لیکن آفرین ہے حضرت مولانا محمد طیب صاحب کو کہ اس صبر آزما موقع پر انھوں نے صبر و تحمل کے اس بلند معیار کو قائم رکھا ہے جو صحیح اسلامی روایت، ان کی خاندانی عظمت اور قاسمی نسبت کی شایان شان ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم معصوم کو والدین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ارزانی فرمائے۔ (مرتب)

(سرخ نشان)

آپ کی مدت خریداری ختم ہوگئی

اگر آپ کے اس ماہ کے رسالہ میں سرخ نشان بنا ہوا ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپ کا چندہ اس ماہ کے رسالہ کیساتھ ختم ہوگیا لہٰذا - آپ سے درخواست ہے کہ آئندہ سال کے لئے مبلغ دو روپئے ۱۵ جمادی الاولےٰ تک بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکر شکر گذاری کا موقع دیں - اور اپنے رسالہ کی سرپرستی کا سلسلہ جاری رکھیں -

اگر تاریخ مذکورہ تک آپ کا چندہ دفتر کو وصول نہ ہوا تو ماہ جمادی الاولیٰ کا رسالہ بذریعہ وی.پی حاضر کیا جائیگا. امید ہے کہ جناب وی-پی وصول فرماکر اپنا اخلاقی فرض ادا فرمائیں گے اور اپنی اس ملی امانت کو نقصان سے بچائیں گے. کیونکہ ہر وی.پی کی واپسی پر "دارالعلوم" کو ۳ آنے کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا -

(ناظم ماہنامہ دارالعلوم)

اپنا فرض ادا کیجئے

ماہنامہ "دارالعلوم" پوری جماعت کی امانت ہے - اس لئے اسے ہر حیثیت سے کامیاب بنانا جماعت کے تمام افراد کا فرض ہے - اگر آپ نے اپنا فرض ادا کیا اور نہ صرف خود "دارالعلوم" کی سرپرستی فرمائی بلکہ اس کی توسیع اشاعت کا حق بھی ادا کیا تو خدام "دارالعلوم" اس قابل ہو سکیں گے کہ "دارالعلوم" کی صوری اور معنوی حیثیت کو خاطر خواہ طور پر بلند کرسکیں. اور اگر آپ کو اس میں کوئی کمی نظر آتی ہے تو اسے دور کرسکیں -

لہٰذا - ہم مرکز علوم دارالعلوم دیوبند کے تمام مخلصین منتسبین اور متوسلین سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے مرکز سے متعلق اور وابستہ رہنے اور جماعت کی سرگرمیوں سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے ماہنامہ "دارالعلوم" کا مطالعہ اپنے لئے ضروری قرار دے لیں گے - اور جو حضرات ابتک اس کا سالانہ چندہ مبلغ دو روپئے ادا کرکے باقاعدہ معاون نہیں بنے ہیں وہ اب اپنا چندہ عنایت فرماکر ہمیں شکر گذاری کا موقع دیں گے -

اس ماہنامہ کی اشاعت کو بڑھاکر اس کی بنیادوں کو مضبوط بنانا براہ راست دارالعلوم دیوبند کی خدمت کرنا ہے

"ناظم ماہنامہ دارالعلوم"

معذرت - چونکہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم کے خطبۂ صدارت کو بالاقساط شائع کرنے کی بجائے بتمام وکمال ایک ہی مرتبہ میں شائع کردینا ضروری سمجھا گیا - اس لئے اس ماہ کے رسالہ میں دوسرے مضامین کے لئے جگہ نہ نکالی جاسکی - امید ہے کہ قارئین کرام بھی خطبہ کی یکجائی اشاعت کو پسند فرمائیں گے - (مرتب)

(باہتمام عبدالوحید غازی پوری طابع و ناشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں طبع ہوکر دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوا)

رجسٹرڈ نمبر ا ب ۹

انما انا قاسم واللہ یعطی

مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

کا

ماہوار رسالہ

دارالعلوم

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتبہ

عبدالوحید غازیپوری
ناظم شعبہ تنظیم و ترقی دارالعلوم دیوبند

کے خلاف ہے۔ دوسرا شبہ یہ ہے کہ جب خدا ہی بندہ کے افعال کا خالق ٹھہرا تو برے اعمال میں بندہ کی کیا تقصیر ہوئی ایسی صورت میں بندہ کو سزا دینا کیا ظلم نہ ہوگا۔

معتزلہ نے اس کی شان تنزیہ و تقدیس کو قائم رکھنے کے لئے اور ظلم سے بچانے کے لئے یہ کہدیا کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ اور خدا بندے کے افعال کا خالق نہیں۔ اور جب بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہوگیا تو خدا کے تنزیہ او تقدیس میں کوئی فرق نہ آیا۔ اور برے افعال کرنے سے بندہ ہی قصوروار رہتا ہے خدا ظالم نہیں ٹھہرتا۔

لیکن[1] اس کہنے سے بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے اشکال نہیں رفع ہوتا۔ اس لئے کہ گو افعال بالفرض بندہ ہی کے مخلوق ہوں تو وہ اخلاق اور ملکات اور وہ قدرت اور اختیار کہ جس کے ذریعہ سے بندہ افعال کرتا ہے وہ بندہ کے مخلوق نہیں۔ اخلاق کو اخلاق اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ خِلقی ہیں۔ اخلاق جیسے خدا نے بنا دیئے ویسے ہی بنگئے اور ان کو کوئی بدل نہیں سکتا اور انھیں اخلاق پر جزا و سزا کا مدار ہے۔ جیسا تخم ہوتا ہے ویسا ہی پھل درخت کو لگتا ہے اور جب جزا و سزا کا مدار تخم اخلاق پر ہوا۔ اور اخلاق خدا کے مخلوق ٹھہرے تو افعال کو اپنا مخلوق بتلانے سے کیا فائدہ ہوا

ہاں اپنے آپ کو خالق کہکر کم فہم اور بے ادب ہونا ثابت ہوگیا۔ افسوس کہ ان لوگوں نے جزا و سزا کی حقیقت کو نہ سمجھا۔ جزا و سزا حقیقت میں تخم اخلاق اور اشجار اعمال کے پھل کا نام ہے جیسے انار اور انگور ایک خاص تخم اور خاص درخت کے پھل کا نام ہے۔ درخت کو زمین کا مخلوق کہو یا خدا کا مخلوق پھل بہرحال لگتا ہے۔ ایسی ہی اعمال کو اپنا مخلوق بتلاؤ یا خدا کا جزا و سزا بہرحال مرتب ہوتی ہے۔ اسکی کیا ضرورت تھی کہ خدا جیسے خالق کو چھوڑ کر اپنے کو خالق بتلا دیا۔ اگر جزا و سزا ہی کا راست بھلانا تھا تو یہ کہہ سکتے تھے کہ پھل کے اچھے اور برے ہونے کا مدار اگرچہ تخم ہی پر ہے لیکن عرف میں درخت ہی کا پھل کہلاتا ہے۔ ایسے ہی جزا و سزا اگرچہ اخلاق ہی پر موقوف ہے لیکن عرف میں عمل ہی کی جزا و سزا کہتے ہیں:۔

الحاصل اس فریق نے خدا کی تنزیہ اور تقدیس قائم رکھنے کیلئے بندہ کو خود اپنے افعال کا خالق مان لیا۔ لیکن جب ساتھ ہی ساتھ اخلاق کو خدا کا مخلوق مان لیا تو بندہ کو خالق مان لینے سے کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور قطع نظر اس سے کہ اس مقام پر کوئی فائدہ ہوا یا نہیں۔ بندہ کو خالق افعال ماننے سے اور چند اشکال سر پڑ گئے۔

پہلا اشکال[2] یہ ہے کہ بندہ کے مخلوقات خدا کی مخلوقات سے بڑھ جائیں۔ کیونکہ بندہ جو خدا کا مخلوق ہے وہ تو ایک ہے اور بندہ کے ایک ہی دن کے افعال اگر دیکھے جائیں تو لاکھوں تک پہونچ جاتے ہیں۔ اور اگر تمام عمر کے افعال کو

[1] ماخوذ از تقریر دلپذیر۔ صفحہ ۱۰۳ ۔ [2] ماخوذ از تقریر دلپذیر صفحہ ۱۵ و فتح الباری صفحہ ۴۲۱/۱۳ باب قول اللہ تعالے

دیکھا جائے تو اسکا تو کوئی شمار ہی نہیں ۔

پس اگر ایک ارب انسان خدا کے پیدا کئے ہوئے ہیں تو ہر انسان کے افعال ہی ایک ارب سے کم ہونگے اس صورت میں خدا کی مخلوقات کا حاصل جمع ایک ارب ہوتا ہے اور بندوں کی مخلوقات کا حاصل جمع تو ارب ہوتا ہے بندہ اگر اپنی عاجزی اور لاچاری اور خدا کی عظمت اور شوکت کا ذرا بھی خیال کرے تو ہرگز اپنے کو خالق نہ بتلائے

جو شخص دو اور چار اور دو دونی ہونیکا مطلب خوب سمجھ لیگا وہ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا کہ دو دونی پانچ ہوتے ہیں اسی طرح جو خدا کی عظمت اور قدرت اور بندے کے عجز و نیاز کو خوب سمجھ لیگا اس سے یہ کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ خدا کو علیم و قدیر نہ مانے اور اپنے آپ کو خالق بتلائے ۔

دوسرا اشکال[1] یہ کہ افعال اختیاریہ گو انسان کے اختیار میں ہیں مگر یہ اختیار تو اس کے اختیار میں نہیں ۔ یہ اختیار تو آپ کے نزدیک بھی اسی کا مخلوق ہے علاوہ ازیں جس جس چیز کی بندہ کو اپنے افعال میں حاجت ہے وہ سب اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں ۔ ہاتھ اور پیر آنکھ اور زبان وغیرہ وغیرہ حتیٰ کہ یہ خود بندہ اسی کا پیدا کیا ہوا ہے ۔ اس پر بھی اگر بندہ اپنے کو خالق کہے ۔ تو بعینہ ایسی مثال ہے کہ دو شخص ایک کھیت کی پیداوار پر تکرار کریں اور ایک شخص ان میں سے یہ اقرار کرے کہ یہ کھیت بھی تیرا ہے ۔ بیج بھی تو نے ڈالا ۔ جوتنے کیلئے بیل بھی تو نے ہی دیئے ۔ جو کچھ اس پر صرف ہوا وہ بھی تیرا ہی تھا ۔ مگر باایں ہمہ پیداوار میری ہے سو ایسے ظالم کا جواب بجز سزا کے اور کیا ہو سکتا ہے ۔ یہ شخص یہی کہیگا کہ یہ بالکل غلط کہتا ہے ۔

تیسرا اشکال[2] یہ ہے کہ اگر افعال کفر کا خالق ہونا شان تنزیہ اور تقدیس کے منافی ہے تو معدن کفر اور منبع ضلالت یعنی شیاطین کا خالق ہونا بدرجہ اولیٰ شان تقدیس کے بہت زائد منافی ہوگا ۔

فما ھو جوابکم فھو جوابنا

ہاں اگر شیاطین کے مخلوق خدا ہونے سے آپ انکار کر دیں تو ممکن ہے کہ آپ اس اشکال سے رہا ہو سکیں لیکن یہ ضرور بتلانا ہوگا کہ شیاطین پھر کیسے مخلوق ہیں اور کون ان کا خالق ہے ۔

چوتھا اشکال[3] یہ ہے کہ اگر آپ کے نزدیک خلق کفر کی نسبت خدا کی طرف اس کی شان کے منافی ہے تو خلق ایمان اور خلق ہدایت کی نسبت تو منافی نہیں ۔ اگر خلق کفر شر ہے تو خلق ایمان لامحالہ خیر ہوگا ۔

لہٰذا آپ کو مناسب تھا کہ بندہ کو فقط کفر و معصیت کا خالق مانتے اور ایمان و ہدایت کا خالق خدا کو قرار دیتے کیونکہ بندہ کو فقط اس ضرورت سے خالق بتلایا گیا تھا کہ اس کی شان اقدس کی طرف کسی شر کی نسبت لازم

---

[1] ماخوذ از تقریر دلپذیر صفحہ ۱۲ ملل ونحل لابن حزم صفحہ ۴۲/ج۳ ۔ [2] فتح الباری صفحہ ۴۴۱/ج۱۳ و ملل ونحل لابن حزم صفحہ ۶۶/ج۳ و صفحہ ۶۹/ج۳ و صفحہ ۴۳/ج۳ ۔ [3] ملل ونحل لابن حزم صفحہ ۱۰۲/ج۳

ذات اور بہ ضرورت بندہ کو فقط خالق کفر اور خالق معصیت ماننے سے مرتفع ہو سکتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک فائدہ یہ ہوگا کہ بندہ کو فقط خالق کفر ماننے سے نسبت خلق الی العبد میں تقلیل ہو جائے گی۔ اور خدا کو خالق ایمان ماننے سے خدا کی جانب میں ایک خیر کا اضافہ ہو جائیگا۔

پانچواں اشکال[5] یہ ہے کہ اگر بندہ کو خود اپنے افعال کا خالق کہا جائے تو یہ کہنا پڑیگا کہ یہ افعال بندہ کے ملک ہیں خدا کی ملک سے خارج ہیں۔ کیونکہ خدا جب ان افعال کا خالق ہی نہیں تو مالک کیسے ہوگا۔

اس صورت میں جزا اور سزا کی حقیقت صرف مزدوری اور اجرت رہ جاتی ہے اور بندہ اور خدا کی حیثیت نوکر اور آقا کی سی رہ جاتی ہے جیسے نوکر کی نوکری خدمت کرنے سے آقا کے ذمہ لازم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح خدا کی اطاعت کرنے سے خدا کے ذمہ اس کی جزا واجب ہو جاتی ہے۔

چھٹا اشکال[6] یہ ہے کہ جب خدا اور بندہ کی حیثیت آقا اور نوکر کی سی ہوئی تو بندہ کا خدا کی برابر ہونا لازم آئے گا۔ اسلئے کہ نوکر نوکری سے پہلے تو آقا کے برابر ہوتا ہی ہے۔ مگر نوکری کے بعد بھی برابر رہتا ہے۔ کیونکہ جب آقا کی خدمت اور تعظیم دل کی ہے تو اس صورت میں بے شک وہ تعظیم اور نوکری دونوں برابر ہوں گی۔ اسلئے کہ مول کی چیز مول ہی کے برابر ہوتی ہے۔

ساتواں اشکال[7] یہ ہے کہ جیسا نوکر روپیہ کا محتاج ہوتا ہے۔ اور اسی کی طمع میں خدمت کرتا ہے ایسا ہی آقا نوکر کی خدمت کا محتاج ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اپنا عزیز مال صرف کرتا ہے۔

پس اگر خدا اور بندوں میں بھی آقائی اور نوکری کا علاقہ ہو تو بندہ تو محتاج تھا ہی خدا بھی محتاج نکلیگا۔

آٹھواں اشکال[8] یہ ہے کہ بندوں کا رتبہ خدا سے بھی بڑھ جائے۔ اس لئے کہ ایسے دو شخصوں میں کہ ایک پر دوسرے کی اطاعت لازم ہو پانچ قسم کے علاقے ہوتے ہیں۔

نوکری[1] ۔ غلامی[2] ۔ احسان[3] ۔ خدمت[4] ۔ عشق و محبت[5]

پہلی صورت میں دونوں طرف سے مطالبہ ہو سکتا ہے۔ آقا خدمت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اور نوکر اجرت کا۔ باقی چار صورتوں میں صرف ایک طرف سے مطالبہ ہو سکتا ہے۔ مالک اور محسن اور حاکم اور محبوب کو مطالبہ کا حق حاصل ہے۔ مگر مملوک اور مرہون احسان اور محکوم اور عاشق کو کسی مطالبہ کا حق حاصل نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ بندوں میں یہ پانچوں قسم کے علاقے پائے جاتے ہیں۔

پس اگر خدا اور بندوں میں صرف آقائی اور چاکری کا علاقہ ہو تو خدا بندوں سے چار علاقوں کے اعتبار

---

[5] ماخوذ از تقریر دلپذیر صفحہ [illegible] ۔ [6] ماخوذ از تقریر دلپذیر صفحہ [illegible] ۔ [7] ماخوذ از تقریر دلپذیر صفحہ [illegible]

[8] ماخوذ از تقریر دلپذیر صفحہ [illegible] ۔

سے کم رہا۔ نیز اگر خدا کو خدمت کے مطالبہ کا حق ہے تو بندوں کو اجرت کے مطالبہ کا حق ہے اور ایک درجہ میں بندہ کا اس پر دباؤ ہے۔ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون ۝

نواں اشکال[1] یہ کہ اگر بندہ اپنے افعال کا خالق ہوتا تو اسکو اپنے تمام افعال اور اختیاری سکنات و حرکات کی تمام کیفیتوں کا تفصیلی علم ہوتا حالانکہ یہ ناممکن ہے کہ خالق کو اپنی خلوق کا تفصیلی علم نہ ہو۔ کما قال تعالیٰ۔

الا یعلم من خلق — کیا جس نے پیدا کیا وہ اپنی مخلوق کو نہیں جانتا۔

دسواں اشکال[2] نیز جب خدا تعالیٰ کی قدرت کامل اور غیر متناہی ہے اور بندہ اور اسکی ذات و صفات اور اس کے تمام افعال اور حرکات و سکنات سب ممکن ہیں۔ تو پھر کس چیز نے خدا کی قدرت کاملہ کے تعلق کو بندہ کے افعال سے روک دیا۔ اور کس چیز نے اس کے حیطۂ قدرت اور دائرۂ تکوین کو محدود کر دیا۔

فتلک عشرۃ کاملۃ

دس اشکال تو پورے ہو گئے جو مذہب اعتزال کے باطل کرنے کے لئے کافی اور وافی ہیں۔ بطور علاوہ یعنی رونگے میں کچھ اور بھی لیتے جائے۔ وہ یہ کہ ایک ادنیٰ حاکم کو یہ گوارا نہیں کہ جس شہر میں وہ حاکم ہے اس کے کسی حکم کی مخالفت کیجائے۔ لیکن معتزلہ کے مذہب پر خدا تو چاہتا ہے کہ بندے ایمان لائیں۔ لیکن بندے علی الاعلان اس کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ خدا کی مشیت اور ارادہ ناکام ہے۔ بندے اپنے ارادہ اور مشیت میں کامیاب ہیں۔

سبحانہ عما یقولون علوا کبیرا

خلاصہ یہ کہ جس غرض اور ضرورت سے خلق افعال کے قائل ہوئے تھے وہ ضرورت تو رفع نہ ہوئی اور آئی خرابیاں سر پڑ گئیں۔

جبریہ ۔ فرقۂ جبریہ نے دیکھا کہ بندہ کو اپنے افعال کا خالق اور فاعل مستقل قرار دینا تو سراسر عقل اور نقل کے خلاف ہے اور خدا تعالیٰ کا خالق الکل ہونا سب کے نزدیک مسلّم ہے۔ بندہ کو اپنے افعال کا خالق ماننے کا یہ مطلب ہے کہ حق تعالیٰ خالق الکل نہیں۔ بندہ کے افعال خدا کی خالقیت سے مستثنیٰ ہیں۔ اس لئے فرقۂ جبریہ نے خدا کی توحید و تفرید اور تنزیہ و تقدیس کا تو اعتراف کیا لیکن قضا و قدر کا عقدہ حل کرنے کے لئے یہ قرار دیا کہ بندہ مجبور محض ہے۔ بندہ میں کسی قسم کی قدرت نہیں۔ بندہ کی حرکات و سکنات بعینہ ایسی ہی ہیں جیسا کہ ہوا سے درخت کی شاخیں اور پتے حرکت کرنے لگتے ہیں۔ اور اسی حرکت میں پتوں اور شاخوں کے ارادہ کو دخل نہیں۔

اس فرقہ کے نزدیک دنیا کے سارے مجرم معذور اور بے قصور ہیں۔ اُن کے نزدیک دنیا میں کوئی گناہ اور عیب ہی نہیں جو کچھ ہو رہا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہو رہا ہے۔ بندہ کوئی فعل کرے اس پر کوئی مواخذہ نہیں

---

[1] کذا فی شرح المواقف صفحہ ۱۴۵/۸ [2] کما فی الاتحاف شرح الاحیاء صفحہ ۱۶۴/۲ ۔

تمام افعال یکساں اور برابر ہیں۔ نہ کوئی شئے طاعت ہے اور نہ کوئی شئے معصیت۔

غرض یہ کہ اس فرقہ کے نزدیک حسن اور قبح۔ خیر اور شر۔ نیک اور بد کی تقسیم ہی غلط ہے۔ مومن اور کافر۔ حضرت آدم اور ابلیس۔ حضرت موسیٰ اور فرعون۔ ابوبکر اور ابوجہل اس فرقہ کے نزدیک سب برابر ہیں۔ اب اہل عقل خود غور کریں کہ یہ مذہب کس درجہ عقل سے بعید ہے۔ کیا اہل عقل کے نزدیک انسان کی اختیاری اور ارتعاشی حرکت میں کوئی فرق نہیں کیا جاتا۔ چڑھنا اور اوپر سے گرنا دونوں برابر ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ بلندی پر چڑھنا انسان کا اختیاری فعل ہے اور اوپر سے نیچے گرنا غیر اختیاری امر ہے۔ اگر انسان حقیقت میں شجر اور حجر کی طرح قدرت اور اختیار سے عاری ہے تو پھر دنیا و دین کا وبال۔ انسان کو امر و نہی کیوں کیا جاتا ہے۔ جس طرح شجر اور حجر کو امر و نہی کرنا خلاف عقل ہے۔ اسی طرح انسان کو بھی امر و نہی کرنا خلاف عقل ہونا چاہئے۔ اور جس طرح شجر و حجر کی مدح و ذم خلاف عقل ہے۔ اسی طرح انسان کی مدح و ذم بھی عقلاً ممنوع ہونی چاہئے۔ اور نہ کسی جرم پر اس کو سزا ملنی چاہئے اسلئے کہ وہ مجبور محض ہے۔

معلوم ہوا کہ انسان کو شجر اور حجر کی طرح اختیار اور ارادہ سے عاری سمجھنا سراسر عقل اور بداہت کے خلاف ہے۔ جسکو ذرا بھی عقل ہے وہ تو اسکو مان نہیں سکتا۔ مجنون اور دیوانہ کی بڑ کا کوئی اعتبار نہیں۔

مسئلہ تقدیر کے متعلق اہل حق کی تحقیق ۔ اہل حق نے جب یہ دیکھا کہ فرقہ قدریہ اس عقیدہ کو حق کر رہا اور فرقہ جبریہ اس کو اس لئے اہل حق متوجہ ہوئے کہ طالبان حق کے سامنے عقل اور نقل کی روشنی میں ایسی تشفی بخش تحقیق پیش کی جائے کہ جس سے قلوب مطمئن ہو جائیں اور خصوصاً پیش کردہ شبہات کا قلع قمع ہو جائے۔

اہل حق کہتے ہیں کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ انسان نہ تو خالق اور فاعل مستقل ہے اور نہ شجر اور حجر کی طرح مجبور محض ہے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ نہ جبر محض ہے نہ قدر محض۔ انسان نہ فاعل مستقل ہے اور نہ شجر اور حجر کیطرح مجبور محض ہے۔ ایک بین بین حالت میں ہے۔ بندہ اپنے افعال کا خالق اور فاعل مستقل نہیں۔ فاعل مستقل اور خالق تو ہر شئے کا خدا تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اس قادر مطلق اور مختار کل نے کچھ قدرت اور اختیار اور ارادہ بندہ کو بھی عطا کیا ہے کہ جس سے بندہ اپنے مولیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری کر سکے۔ اسی وجہ سے بندہ کو کاسب کہا جاتا ہے۔ اور اس خداداد قدرت اور اختیار سے جو فعل بندہ کرتا ہے۔ اصطلاح شریعت میں اسکو کسب کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے بھلائی اور برائی اس کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ اور اسی کسب پر مدح اور ذم کا مستحق ہوتا ہے۔ اور اسی پر جزاء و سزا اور ثواب اور عذاب ملتا ہے

ے چلا عدم سے میں ہستی کو بول اٹھی تقدیر ٭ بلائیں پڑنے کو کچھ اختیار لیتا جا

لہذا برے افعال کے ارتکاب سے بندہ ہی کو برا کہا جائیگا۔ خالق ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کیطرف کوئی برائی منسوب نہیں کیجا سکتی۔ تلوار چلانے والے ہی کو قاتل کہا جاتا ہے۔ تلوار بنانے والے کو نہ کوئی قاتل کہتا ہے اور نہ کوئی

برائی اُسکی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ تلوار کا بنانا تو کمال ہی کمال ہے لیکن اگر اسکا استعمال بے محل ہے تو وہ بلاشبہ معیوب اور مذموم ہے۔ رنگریز کو اسود یعنی سیاہ نہیں کہا جاسکتا جو کپڑا سیاہ رنگ میں رنگا گیا ہے اسی کو سیاہ کہا جائیگا۔ اسیطرح کافر اور گمراہ وہی کہلائیگا کہ جو کفر اور ضلالت کی سیاہی میں رنگین ہے۔ جس نے کفر اور ضلالت کی سیاہی کو پیدا کیا اس کی طرف کوئی برائی منسوب نہیں کیجاسکتی اس خلاق عالم نے تو سیاہ اور سفید۔ کفر اور ایمان ہر قسم کے رنگ پیدا کئے اور تمھارے سامنے کر دیئے اور خوب اچھی طرح بتلادیا کہ یہ رنگ اچھا ہے اور یہ برا بھلے اور برے میں امتیاز کے لئے تم کو عقل دی کرنے اور نہ کرنے کی تم کو قدرت دی۔ اس پر بھی اگر کوئی ایمان کے صاف اور سفید رنگ کو چھوڑ کر کفر کی سیاہی اپنے قلب کو لگالے تو یہ اسکا قصور ہے۔

حکایت امام اعظم ابو حنیفہؒ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ امام موصوف نے امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ "اے صاحبزادۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیا حق تعالیٰ نے کوئی امر بندوں کے تفویض اور سپرد فرمایا ہے کہ وہ اپنے اختیار سے جو چاہیں کریں"۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل اس سے پاک اور منزہ ہے۔ کہ اپنی ربوبیت بندوں کے سپرد فرمائے۔ امام ابو حنیفہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر کوئی جبر کیا ہے۔ اور کسی چیز کے کرنے پر انکو مجبور کیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی شان عدل سے یہ بعید ہے کہ وہ بندوں کو کسی امر پر مجبور کرے اور پھر اُس پر اُن کو عذاب دے۔ امام ابو حنیفہ نے عرض کیا کہ پھر کیا صورت ہے۔ تو فرمایا کہ حالت بین بین ہے نہ جبر ہے اور نہ تفویض۔ نہ اکراہ ہے اور نہ تسلیط۔ (کذا فی المکتوبات المجددیۃ)۔

پس جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ بندہ شجر اور حجر کی طرح مجبور نہیں بلکہ خداوند ذوالجلال نے اسکو کچھ اختیار اور ارادہ عطا فرمایا ہے کہ جس سے وہ اپنے سخت سے سخت دنیوی کاروبار چلاتا ہے اور قوانین حکومت کا مکلف اور پابند سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ وہ خود بھی اپنے کو آئین اور دستور کا پابند سمجھتا ہے تو سمجھ لو کہ اسیطرح بندہ احکام الٰہیہ کا بھی مکلف ہو سکتا ہے۔ اور اسی خدا داد اختیار سے جو افعال اس سے صادر ہوں ان پر مدح و ذم ثواب اور عتاب جزا اور سزا مرتب ہو سکتی ہے۔ اور اسی خدا داد اختیار سے بندہ جو فعل کرتا ہے اسی کا نام اصطلاح شریعت میں کسب ہے

لہٰذا یہ شبہ تو کافور ہوا کہ اگر خدا تعالیٰ ہی بندہ کے افعال کا خالق ہو۔ تو ایسی صورت میں بندہ کا کیا قصور اور ایسی صورت میں بندہ کو سزا دینا ظلم ہے۔

جھوٹ بولتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے کوئی ظلم نہیں کیا یہ خود ہی ظالم ہے کہ دیدہ و دانستہ اور بہ رضا اور رغبت باوجود ممانعت کے معصیت کا مرتکب ہوا اور پھر اپنے کو مظلوم بتاتا ہے۔ کیا یہ کھلی ہوئی بے حیائی نہیں کہ جرم خود کرتا ہے۔ اور اس کا بوجھ اور ذمہ داری خداوند قدوس پر رکھنا چاہتا ہے۔

سبحانہ وتعالیٰ عما یقولون علواً کبیراً

یہ پہلا شبہ باقی نہ رہا۔ کہ شر اور برائی کا اس کی مشیت سے واقع ہونا اس کی شان تقدس کے خلاف ہے۔
سو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم گذشتہ صفحات میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خلق قبیح، قبیح نہیں اور ایجاد شر، شر نہیں۔
پاخانہ فی حد ذاتہ بے شک ناپاک اور بہت بری چیز ہے۔ مگر قصر شاہی کے لئے اس کا وجود ضروری ہے۔ قصر شاہی بغیر بیت الخلاء کے غیر مکمل اور ناتمام ہے۔ سیاہ بال اور سیاہ خال اگرچہ فی حد ذاتہ بدنما اور برے ہیں۔ مگر آفتاب اور ماہتاب جیسے چہرہ کی رونق اور دل آویزی کو جس حد تک پہنچا دیتے ہیں۔ غالباً اس سے کوئی بے خبر نہیں۔
معدہ اور امعاء اگرچہ سرتاپا نجاست ہیں مگر اس میں شک نہیں کہ مدار حیات ہیں۔
بہرحال یہ چیزیں گو انفرادی طور پر بُری ہیں مگر مجموعہ کے لحاظ سے خیر محض ہیں۔ مجموعہ بدون ان کے بے زیب رہتا ہے۔ جس طرح ایک انسان میں بدون خال اور سیاہ بالوں کے حسن نہیں پیدا ہوتا۔ اسی طرح مجموعہ عالم میں بدون کفر اور ضلالت کی سیاہی کے حسن نہیں پیدا ہو سکتا۔ مجموعہ عالم میں حسن جب ہی آسکتا ہے کہ جب اس میں حسین چہرہ کی طرح ایمان و ہدایت بھی ہو اور سیاہ بالوں اور نجاست معدہ کی طرح کفر و ضلالت بھی ہو۔
ایمان و ہدایت اپنی ذات سے حسین ہیں اور کفر و ضلالت اپنی ذات سے قبیح۔ مگر ایجاد اور خلق دونوں کا حسن اور خیر ہے۔ کیونکہ مجموعہ عالم کیلئے جیسے خیر کی ضرورت ہے ویسے ہی شر کی بھی ضرورت ہے ورنہ مقصد ناقص اور ناتمام رہتا ہے۔ اس لئے کہ ایجاد عالم[1] سے مقصود حق تعالیٰ کو کوئی اپنا ذاتی نفع اور نقصان نہیں۔ بنانے سے اس کے کمالات میں کوئی اضافہ نہیں اور نہ بنانے سے کوئی کمی نہیں۔ مقصد صرف اس قدر ہے کہ اپنے کمالات اور صفات کے مظاہر پیدا فرمائے اور اپنی خوبیوں کو ظاہر کرے۔ اور ظاہر ہے کہ اسکے کمالات کسی ایک دائرہ میں محدود نہیں۔ بلکہ مختلف قسم کے ہیں۔ اگر وہ رحم و کرم کا مالک ہے تو عقاب و الم کا بھی مالک ہے۔ معز اور مذل بھی ہے منعم اور منتقم بھی ہے۔ پس اگر بعض صفات کمالیہ کے مظاہر پیدا کئے جائیں اور بعض کے نہ پیدا کئے جائیں تو مقصد ناتمام رہتا ہے۔ اسلئے ضروری ہوا کہ انعام اور انتقام اعزاز اور اکرام دونوں ہی کے مظاہر پیدا کئے جائیں یعنی مؤمن بھی ہوں اور کافر بھی دار انعام بھی ہو اور دار انتقام بھی۔ ابوبکر اور عمر بھی ہوں۔ ابوجہل اور ابولہب بھی ہوں۔ سے

در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر ست
دوزخ کرا بسوزد گر بولہب نہ باشد

[1] ماخوذ از صراط مستقیم مصنفہ مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۔ و تفسیر غرائب القرآن للعلامۃ النیشاپوری۔ صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ برحاشیہ تفسیر ابن جریر طبری رح۔

تفسیر سورۂ فیل کے متعلق ایک مکتوب

"پرویز صاحب نے سورۂ فیل کی جو انوکھی تفسیر "طلوع اسلام" میں شائع کی تھی اس نے بہت سے سادہ لوح مسلمانوں کو شدید مغالطہ میں مبتلا کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم کو کہ انھوں نے ایک طویل مقالہ میں جو ماہنامہ "دارالعلوم" کے کئی نمبروں میں شائع ہوا ہے پرویز صاحب کی اس غلط تفسیر پر نہایت محققانہ انداز میں تنقید فرما کر کتنے ہی مسلمانوں کو غلط فہمی کا شکار ہونے سے بچا لیا۔ مولانا ممدوح کے اس تنقیدی مضمون سے نیک دل مسلمانوں کو کتنا فائدہ پہونچا ہے اس کا اندازہ صرف اس ایک مکتوب سے ہو سکتا ہے جو جناب الحاج ہدایت اللہ صاحب نے دہلی سے تحریر فرمایا ہے۔

(مرتب)

"دارالعلوم" بابت ماہ شوال میں آپکا مضمون بعنوان "تفسیر سورۂ فیل" شائع ہوا اگرچہ مضمون تنقیدی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر پھر بھی میرے لئے باعث شرح صدر ہوا۔ اور نہ معلوم کتنے بندگان خدا فیضیاب ہوئے ہونگے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو اس کی جزائے خیر عنایت فرمائے۔ کچھ عرصہ ہوا میں نے تفسیر سورۂ فیل مصنفہ مولانا حمید الدین صاحب فراہی کا مطالعہ کیا۔ اسمیں مولانا مرحوم نے وہی مضمون ارشاد فرمایا ہے جو کہ پرویز صاحب نے طلوع اسلام میں سپرد قلم کیا۔ فرق اتنا ہے کہ مولانا نے اپنے مضمون کو دلائل و براہین سے آراستہ کیا ہے۔ اور عالمانہ طور پر سلف کی تردید کی ہے۔ اور اپنے دعویٰ کو اشعار جاہلیت وغیرہ سے مزین کیا ہے۔ اور پرویز صاحب نے اپنے الفاظ میں مولانا کا مضمون نقل کر دیا ہے۔ اور نسبت اپنی طرف کی ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب کے جواب میں جو کچھ لکھا ہے وہ بھی مولانا ہی کے خیالات و دلائل ہیں گویا یہ بر خود غلط اور ایجاد بندہ تفسیر مولانا مرحوم کی ہے۔ نہ کہ پرویز صاحب کی کاوش دماغ کا نتیجہ۔ تو مولانا مرحوم کی تفسیر پڑھکر میری طبیعت پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ میرے خیالات یک لخت بدل گئے۔ اور مولانا کے خیالات نے دل میں جگہ لے لی۔ اس کے بعد ان کی تفسیر سورۂ کوثر کا مطالعہ کیا۔ مگر وہاں میں ٹھٹکا۔ کیونکہ اس میں بہت زیادہ قیاس آرائیاں کی گئی ہیں۔ مگر پھر بھی تذبذب پیدا ہو گیا۔ مگر یہ حالت زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی۔ کبھی میرا یہ خیال ہوا کہ میں سیدنا شیخ الہند حضرت مولانا و مرشدنا سید حسین احمد صاحب محدث مدنی دامت برکاتہم یا حضرت مولانا عبید اللہ صاحب سندھی یا حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی سے اس معاملہ میں مشورہ کر لوں اور کبھی یہ خیال پیدا ہوتا کہ درحقیقت مولانا فراہی درست لکھتے ہیں۔ الغرض رمضان شریف میں مولانا عبد الحلیم صاحب کے ختم قرآن شریف میں مولانا عبید اللہ نے سورۂ کوثر کی تفسیر بیان فرمائی اللہ کے فضل سے طبیعت میں سکون پیدا ہو گیا۔ اور مولانا فراہی کی کل تفسیروں کے متعلق شبہ پیدا ہو گیا۔ اور ان کا مطالعہ بند کر دیا۔ لیکن سورۂ فیل کے متعلق انکی تفسیر بہت پسند آئی۔ مگر اللہ کے فضل سے آپ کا مضمون پڑھ کر تسکین قلب حاصل ہو گئی۔ اب یہ عرض ہے کہ آپ اس وقت لگے ہاتھوں مولانا کی تفسیر پر بھی تنقیدی نظر ڈالتے جائیں۔ کیونکہ یہ درحقیقت مولانا کی تفسیری تحقیقات ہیں اور پرویز صاحب نے دنیا کے سامنے اپنے افکار کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ اس سے ہزارہا اصلاحی اور ندوی بھائیوں کی اور دوسرے بھٹکے ہوئے بھائیوں کی اصلاح ہو جائے گی۔ اور آپ کے لئے اجر کا باعث ہوگا۔"

ہدایت اللہ

ابناء دارالعلوم دیوبند سے خطاب

حَاسِبوا قبل ان تُحَاسبوا

(از مولانا سید محمد میاں صاحب فاضل دیوبند، ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء صوبہ آگرہ)

ہندوستان میں صرف یہی مرکز العلوم ہے جس کے واجب الاحترام ابناء و فرزندان کی تعداد اس وقت ہزاروں سے کم نہیں۔ جو ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ابناء دارالعلوم سے مستفیضین کا شمار شمار سے بہت زیادہ ہے۔ ہزارہا فرزندوں کے اس لشکر عظیم اور اس فوج جرار کا ہر فرد۔ عالم۔ فاضل۔ اور سند یافتہ مولوی ہے جو "العلماء ورثۃ الانبیاء" کے پرشوکت اعلان نبوی کا طرہ امتیاز اپنی دستار فضیلت میں لگائے ہوئے ہے۔

ان کے ماسوا دارالعلوم دیوبند کے بالواسطہ فیض یافتگان کا شمار ہزاروں سے گذر کر لاکھوں تک پہونچتا ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ ایک ہی مرکز سے تعلق رکھنے والوں کی یہ تعداد اسلامیان ہندوستان کے لئے نعمت عظمیٰ ہے اور اسی طرح اس سلسلہ عالیہ کے ہر ایک متوسل کے لئے آیۂ رحمت۔ اور وثیقہ رفعت۔ لیکن بایں ہمہ فراوانی آج ہم قلت میں ہیں۔ اور "یداللہ علی الجماعۃ" کے برکات سے محروم۔

سوال یہ ہے کہ آج ہندوستان پر ہمارا تسلط کیوں نہیں؟

عروج و ترقی کے سربلند مینارہ پر ہمارا پرچم عظمت کیوں نہیں لہراتا؟

امارت و خلافت کی تاریخ جس کو ہم ورد زبان رکھتے ہیں عملاً کیوں نہیں دہراتے؟

مسلمانوں کے اخلاق پست کیوں ہیں؟ ان کی معاشرت کیوں تباہ ہے۔ مسرفانہ رسومات اور فضول مصارف نے ان کے اقتصاد کو کیوں برباد کر رکھا ہے۔ جہالت کی تاریک چادر ان پر کیوں تنی ہوئی ہے، مساجد کیوں ویران ہیں۔ دیہات بلکہ شہروں میں بھی اسلامی نام رکھنے والے کلمۂ اسلام تک سے کیوں ناواقف ہیں؟

اور پھر کیا وجہ ہے کہ وارثان انبیاء علیہم السلام کے احترام سے دلوں کی کوٹھریاں خالی ہیں۔ ان کے اقتدار کے سامنے مدعیان بلند کی گردنیں کیوں نہیں خم ہوتیں۔ اور کیا وجہ ہے کہ انھیں کو ملت اسلامیہ کا واحد نمائندہ کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا۔ حالانکہ بانی ملت نے نظام ملت کا قائد اور جسد ملت کا قلب انھیں کو قرار دیا تھا۔

تسلیم ہے علماء ملت کو برباد کیا گیا۔ دار کے ہزاروں تختوں کو ان کے مقدس خون سے سیراب کیا گیا پھانسیوں کے ہزاروں پھندے ان کی معصوم گردنوں کے گلوبند بنائے گئے۔ دار و رسن۔ سیف و سنان

کے ماسوا رقیہ دہند سے بھی ان کی آشنائی قدیمی ہے۔ بید اور تازیانوں کی ایجاد انھیں کمروں کے لئے ہوئی تھی جو حق و صداقت کی پشت پناہ ہوا کرتی ہیں۔ انڈمان کے جزائر بھی ان کے قدوم میمنت لزوم کی برکتوں سے محروم نہیں رہے۔ جب ضرورت پیش آئی کہ

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو۔ اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو۔ مگر مذاق اور رائے الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو" (تاریخ التعلیم از میجر باسو)

تو فارسی کے بجائے انگریزی کو سرکاری زبان قرار دیکر ان کو سیاست سے خارج کیا گیا۔ علماء کی ہر ایک قابلیت کو نظر انداز کرکے ان کو غیر تعلیمیافتہ مانا گیا۔ سرکاری ملازمتوں کے دروازے ان پر بند کردئے گئے۔

اور پھر اپنوں نے بھی اسی نظریہ کی ہمنوائی کرکے انھیں پانی پی پی کر کوسا۔ اور پیٹ بھر کر گالیاں دیں۔ اور ان کی توہین و تذلیل میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ ان کی ہر ایک چیز کا مذاق اڑایا۔ اور عوام کو ان سے متنفر کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کردیا۔ یہ سب کچھ ہوا۔ اور جس طرح دوپہر کے آفتاب کا انکار نہیں کیا جاسکتا اسی طرح مسطورہ بالا واقعات میں سے کسی ایک کا انکار بھی نہیں کیا جاسکتا۔

ان تمام مراحل کے طے ہونے کے بعد ہی دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی گئی۔ اس تخریب و استیصال کا صرف تھوڑا سا حصہ باقی تھا جو بعد میں پورا کیا گیا۔ یہ بھی تسلیم ہے کہ اسلامی تہذیب جو کچھ ہندوستان میں باقی ہے (جس کی نظیر سے آزاد ممالک اسلامیہ قاصر ہیں) وہ دارالعلوم دیوبند ہی کی برکت ہے۔

پابندی شریعت اور اتباع سنت کا جو غلغلہ طول و عرض ہند بلکہ کابل۔ ایران وغیرہ ممالک میں ہے وہ اسی ایشیاء کے واحد مرکز علمی کی بدولت ہے۔

اگر کچھ سارٹیفکٹوں کو نظر انداز کردیا جائے تو آسانی سے چیلنج کیا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کی تعلیم میں اس مرکز علمی کا حصہ ۵۰ فیصدی سے کم نہیں۔

ہندوستان کے طول و عرض میں ہزاروں مدارس اور مکاتب ہیں جنکی قندیلوں کا روغن اسی شجرہ زیتون سے لیا گیا۔ پھر جبکہ انگریزی اسکولوں اور کالجوں کے دروازے اور کھڑکیاں غریب اور نادار بچوں کے لئے بند کئے جارہے تھے اسٹوڈینٹس کی جیبوں سے اربوں روپیہ کھسوٹ کر پروفیسروں اور پرنسپلوں کے عشرتکدوں پر لٹایا جارہا تھا اس مرکز علمی سے واسطہ رکھنے والے مدارس اور مکاتب نے اپنے پھاٹک غریبوں کے لئے کھولدیئے۔ یتیم اور لاوارث بچوں کو آغوش تربیت میں لیا۔ کھانے پینے۔ رہنے سہنے۔ پڑھنے لکھنے وغیرہ کا تمام سامان کارکنان مدارس و مکاتب نے مسلمانوں سے بھیک مانگ مانگ کر کیا۔ بے انتہا زحمتیں اور اس مقصد خیر کے لئے بے انتہا ذلتیں

اہانت برداشت کی۔ اور اشاعت علم کی وہ خدمت انجام دی جو بڑی بڑی حکومتوں سے اور خود حکومت ہند سے انجام پذیر نہ ہوسکی۔

غرض اس قسم کی بہت سی برکتیں ہیں جو اس مرکز قدس و شرف سے ظہور پذیر ہوئیں۔ یہ بھی مجھے تسلیم ہے کہ موجودہ جہالت صرف اسی دور کی پیداوار نہیں۔ جس کو انگریزی دور کہا جاتا ہے بلکہ وہ نتیجہ ہے اس طوائف الملوکی کے دور کا جو سلطان عالمگیر رح کے بعد شروع ہوا۔ جسکی عظیم الشان کرنیت ایسٹ انڈیا کمپنی کی ہندستانی ایجنٹوں کو حاصل تھی۔ جس کے متعلق ۱۸۲۳ء میں آنریبل ایم۔ ایلفنسٹن اور آنریبل۔ ایف وارڈن نے ایک متفقہ یادداشت گورنمنٹ میں پیش کی تھی جس کا اقتباس یہ ہے۔

"انصاف یہ ہے کہ ہم نے دیسیوں کی ذہانت کے چشمے خشک کر دیئے۔ ہماری فتوحات کی نوعیت ایسی ہے کہ اس نے نہ صرف ان کی علمی ترقی کی ہمت افزائی کے تمام ذرائع کو ہٹالیا ہے۔ بلکہ قوم کے اصلی علوم بھی گم ہوجاتے اور پہلے لوگوں کی ذہانت کی پیداوار فراموش ہوجانیکا اندیشہ ہے۔" (روشن مستقبل ص ۱۲۱)

دارالعلوم دیوبند نے اس ڈیڑھ سوسالہ دور جہالت کو اٹھانے کی کوشش کی۔ اور اس تاریک فضا میں (جسکو لادینی اور لامذہبی۔ انگریز پرستی اور خود فراموشی کی آندھیوں نے گردوغبار سے بھر دیا تھا) علم و فضل کے چراغ روشن کئے تاہم سوال یہ ہے کہ اس وقت سلسلہ فرزندان دارالعلوم کی کثیر تعداد کے باوجود جہالت۔ لادینی۔ اسراف۔ اور فسق و فجور کی یہ پھیلی ہوئی فضا مسلمانوں میں کیوں موجود ہے۔

طلوع صبح صادق کے بعد شب دیجور کی یہ تاریکی کیسی؟ نشور رحمت کے بعد قلوب امت قنوط زدہ کیوں ہیں۔ نزول غیث کے ساتھ خیابان ملت تفتیدہ جگر کیوں ہے۔ زمانہ اگر ساز نہیں کرتا تو یہ ایک نیا زمانہ کیوں نہیں بنا لیتے۔ ابنا زمانہ اگر ان کا ساتھ نہیں دیتے تو یہ خود گراں پا کیوں ہوگئے۔

اسمٰعیل شہید۔ سید احمد شہید۔ امداداللہ مہاجر۔ قاسم و رشید اور محمودالحسن کے یہ فرزند دنیا میں موجود ہوں اور مسلمانان ہند ان کو اپنا واحد نمائندہ تسلیم نہ کریں یا للعجب؟ یہ جمود کیسا۔ اگر یہ دھرتی ناپائیدار۔ بے وفا اور ناقدرشناس ہے۔ تو اس کو پلٹ کیوں نہیں دیا جاتا۔ پیرفلک کی آخر شکایت کب تک۔ ایک نیا آسمان کیوں نہیں بنا لیتے۔

کیا دوڑتے دوڑتے تھک گئے ہیں بعد مسافت نے آبلہ پا کر دیا ہے۔ یا ابھی چلنا ہی نہیں شروع کیا۔ کس قدر تعجب کی بات ہے۔ جن سے چلنے کے لئے نہیں کہا گیا۔ جن کی بلندی و برتری اور عروج و ترقی کو متاع قلیل کہا گیا ہے۔ جس کا نتیجہ جہنم ہے۔ وہ سراسر جدوجہد بنے ہوئے ہیں مصروف عمل ہیں بلکہ پیکر کردار۔ اور جن کے لئے لازوال ابدی اور دائمی نعمتوں کے خزانے فراہم کئے جائیں گے۔ جنکو رضوان الٰہی کی دولت

لازوال سے نوازا جائے گا۔ وہ افتادہ پا ہیں۔ آخر وجہ کیا ہے؟
یہ صحرانورد۔ خانہ نشین کیوں ہیں۔
جنکے تلووں کی کھجلی خار دشت کی آرزو کیا کرتی تھی وہ ٹوٹی جھونپڑیوں کے کونوں میں کیوں چھپ رہے ہیں۔
یہ دنیا داروں کے اور دنیا کے شاکی کیوں ہیں۔ دوش دنیا پر سوار کیوں نہیں ہو جاتے۔ اگر تنزل و تقاعد کے کچھ اسباب ہیں تو کیا ہیں۔ اور ان کا علاج کیا۔ آؤ آج اسی پر غور کریں۔

میرے خیال میں اسکا سبب ایک ہے۔ اور صرف ایک۔ ہم نے اپنا منصب نہیں پہچانا۔ دنیا کہتی ہے آپ وارث انبیاء ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ وارث انبیاء ہیں۔ قرآن پاک نے انبیاء علیہم السلام کے فرائض ان کے حوالے فرمائے۔

اور ہم بھی فضائل علماء بیان کرتے ہوئے یہی کہتے ہیں کہ یہ جماعت وارث انبیاء ہے۔ اور نہ صرف وارث بلکہ برسر منبر کہا کرتے ہیں اور پوری قوت سے کہا کرتے ہیں۔ کہ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل"۔

مگر ہمیں خود اپنی حیثیت میں کبھی خیال بھی نہیں پیدا ہوتا کہ واقعی ہم وارث انبیاء ہیں۔ اور اگر کبھی خیال پیدا بھی ہوتا ہے تو نہایت کمزور۔

مختصر یہ کہ ہم کہتے ہیں مگر سمجھتے نہیں کہ وارث انبیاء علیہم السلام ہم ہی ہیں۔ کیا اس کا سبب انکسار نفس ہے؟ جو انکسار نفس علماء فرائض سے قاصر رکھے وہ انکسار نفس نہیں بلکہ غفلت۔ جبن۔ بے حسی اور بے شعوری ہے۔ جو مدح کے بجائے مذمت اور ثواب کے بجائے عذاب کا مستحق گردانتی ہے۔

بیشک ہماری اس بے شعوری میں "مادر علمی" کا بھی کسی قدر قصور ہے۔
علم بغیر تربیت (ٹریننگ) نا تمام ہے۔ ہماری تعلیم ہوتی ہے۔ مگر اس کے بعد مستقبل کے متعلق اگر کوئی فیصلہ طلبہ کر بھی لیتے ہیں تو مادر علمی کی جانب سے اس فیصلہ کے بموجب تربیت و تکمیل کی کوئی صورت مہیا نہیں ہوتی۔

مثلاً اگر کسی طالب علم نے فیصلہ کر لیا کہ اس کو آئندہ زندگی تبلیغ میں صرف کرنی ہے تو تبلیغ کی کیا صورت ہونی چاہئے۔ اس کے آداب و قواعد کیا ہیں۔ کن کن کتابوں یا فنون کی یا زبانوں کی ضرورت ایک مبلغ کو ہو سکتی ہے۔ اس طالب علم کو ان کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ غرض ان چیزوں کے متعلق "مادر علمی" کی جانب سے کوئی امداد نہیں فرمائی جاتی۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ "مادر علمی" کے قصور سے زیادہ خود ہمارا قصور ہے۔ ہم علم ضرور حاصل کرتے ہیں مگر نصب العین نہیں متعین کرتے۔ اور اگر کچھ نصب العین ہوتا ہے تو صرف۔ پڑھانا۔ گویا ایک مولوی دنیا میں صرف "تدریس" ہی کا کام کر سکتا ہے [illegible]

زمانہ تعلیم میں نصب العین سے ہماری لاپروائی یا ترک کے مہلک نتائج ہی آج ہماری پستی کے اسباب ہیں آج اسی خرابی کے باعث بلا مبالغہ ہم ۹۹ فیصدی ناکام ہیں۔

چونکہ پہلے سے کوئی نصب العین معین نہیں کیا لہذا زمانہ تعلیم میں اگر ہم محنتی اور مستعد طالب علم ہوتے بھی ہیں تو ہماری محنت اور مستعدی کا دائرہ صرف درسیات میں منحصر رہتا ہے۔ ان کے ماسوا، تاریخ۔ جغرافیہ۔ اصلاح اخلاق تک کی فکر نہیں ہوتی۔ انتہا یہ ہے کہ اگر ہم نے پہلے سے حساب اور تحریر جیسی ضروری چیزیں نہیں سیکھی ہیں تو اب ان شرمناک خامیوں کے دور کرنے کی جانب بھی التفات نہیں ہوتا۔

جب ہم محنت کرکے درسیات کی تکمیل سے فراغت حاصل کرتے ہیں۔ اور دورہ حدیث شریف کے سخت امتحانات میں اعلیٰ نمبر حاصل کرکے ایک طویل و عریض سند حاصل کر لیتے ہیں تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ "کیا کرنا چاہئے"۔ اس وقت تک اگر آئندہ زندگی کے متعلق سوال پیدا ہوا تھا تو "تدریس و تعلیم" یہی اس کا جواب تھا۔ لہذا ہم سب سے پہلے کسی مدرسی کی جگہ کے متلاشی ہوتے ہیں۔

اس جستجو میں ہماری کج روی کسقدر جگر فگار ہے۔ "الامان"۔ "الحفیظ"۔

ظاہر بات ہے کہ دارالعلوم دیوبند۔ مظاہرالعلوم سہارنپور۔ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد۔ اور دہلی۔ رامپور۔ بمبئی۔ کانپور۔ لاہور۔ وغیرہ کے مدارس عربی سے جب ہر سال کم ازکم پانسو علما تیار ہوں گے تو ہر ایک کو مدرسی نہیں مل سکتی۔ لہذا

(الف) کوشش کی جاتی ہے کہ خود مدرسہ قائم کر لیا جائے۔

اگر تبلیغ و اصلاح کے مقصود کو سامنے رکھکر دیہات و قصبات میں مدارس قائم کئے جائیں اور حسب ضرورت ان میں مسلمان بچوں کو تعلیم دی جائے۔ انہیں کے ماتحت مسلمان لڑکیوں کی تعلیم۔ کا انتظام بھی کیا جائے اور پھر اس مدرسہ کو ایک مرکز قرار دیکر مضافات میں تبلیغ کی جائے۔ حق و صداقت پر قائم رہ کر مسلمانوں کے اخلاق و معاشرت کی اصلاح کی جائے۔ تو بلا شبہ یہ مدارس مسلمانوں کے لئے رحمت۔ برکت۔ اور سراسر برکت ہیں۔ نیز مندرجہ ذیل ارشاد ربانی کی تعمیل کی بہتر اور آسان شکل ہے۔ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون۔

لیکن افسوس چند قسم کی بدقسمتیاں ہمارے اس پاکیزہ مقصد کو واژگون کر دیتی ہیں۔

مثلاً۔ اصلاح اخلاق۔ اصلاح معاشرت۔ غرض جملہ اصلاحات کو صرف بریلویت اور دیوبندیت کی جنگ میں منحصر کر لیا جاتا ہے۔

سلسلہ تعلیم میں عام مسلمانوں کی ضرورت کا لحاظ نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی استعداد کی افزونی مدنظر رہتی ہے۔ لہذا کوشش

یہ ہوتی ہے کہ عربی پڑھنے والے طلبہ فراہم ہوں۔ اور بخاری شریف و ترمذی شریف یا قاضی۔ صدرا شمس بازغہ کا درس ان کو دیا جائے۔ یعنی کوشش کی جاتی ہے کہ ہر ایک چھوٹے سے گاؤں میں بھی قائم کیا جائے تو دارالعلوم جو مرکز العلوم کا خطاب جلد حاصل کرسکے۔

بسا اوقات انہیں جذبات کے ماتحت ایک ایک شہر میں کئی کئی مدارس قائم کئے جاتے ہیں اور ہر ایک کو دارالعلوم بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

اس جذباتی جد و جہد میں مسلمان بچوں کی ابتدائی مذہبی تعلیم سے توجہ ہٹ جاتی ہے جو درحقیقت فرض تھی اور جس کے لئے زائد سے زائد مدارس کے قیام کی شدید ترین ضرورت اسوقت بھی موجود ہے اور آئندہ بھی رہیگی جب تک مسلمانوں کے ہر ایک گاؤں اور ہر ایک محلہ میں مذہبی تعلیمات کا ایک مدرسہ نہ قائم ہوجائے۔ اور جبتک ہر ایک مسلمان لڑکا اور لڑکی۔ مذہبی ضروری تعلیم سے کما حقہ واقف نہ ہوجائے۔

ضرورت کے مطابق مسلمان بچوں کی ابتدائی تعلیم کی بجائے چونکہ انتہائی تعلیم ہماری توجہات کا مرکز بنجاتی ہے لہذا ضرورت پڑتی ہے کہ ہر ایک مدرسہ میں دو چار فضلا، دارالعلوم دیوبند ہوں جو درسیات کو آخر تک پڑھا سکیں یہ مدارس چونکہ مسلمانوں کی عام ضرورت سے چشم پوشی کرکے ان کی جائز خواہش کے خلاف ان کے سر پر ڈالے جاتے ہیں لہذا ان کی مالی ضرورتوں کے پورا کرنے کی جانب مقامی مسلمان متوجہ نہیں ہوتے۔ یا متوجہ ہونے کی طاقت اور ہمت نہیں رکھتے۔ لہذا دیگر مقامات سے چندہ فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دارالعلوم دیوبند۔ مظاہر العلوم یا مدرسہ شاہی کا فارغ التحصیل طالب علم اپنے مرکز علمی کی امداد کی بجائے۔ خود ان کی آمدنیوں پر حملہ کرتا ہے اور اس طرح غیر ارادی طور پر اپنے علمی مرکزوں کو کم از کم خاطر خواہ ترقی سے روک دیتا ہے۔

وہ گورنمنٹ جس کے نظریہ کا علم "لارڈ میکالے" کے مسطورہ بالا قول سے ہوجاتا ہے اور جس کے نظریہ کو ناکام کرنے والے صرف علماء ہی ہوسکتے تھے۔ اس نے مدارس کے بارے میں یہ "طوائف الملوکی" دیکھی تو خود بھی علوم مشرقیہ کی یونیورسٹیاں قائم کرکے اپنے مذاق کے مولوی تیار کرنے کی فیکٹریاں تیار کردیں۔ اور پھر علم پروری کے پردہ میں دیگر مدارس کو بھی امداد کی طمع دلاکر سرو آزاد کی چوٹی پر پرواز کرنے والے طائران حریت کو من مانی شرائط کی تیلیوں میں بند کردیا۔

اب یہ صرف ایک عالم دین اور وارث نبی۔ بلکہ پورا علمی ادارہ۔ چند سکوں کے لئے ملوکیت و استعماریت کے دست باطل پرست پر بیعت کرنے لگا۔ معاذ اللہ۔

حضرات علماء و فضلاء کی ماشاء اللہ کثرت نے نکبت و افلاس کے اس طوفانی دور میں ملوکیت کے منحوس قدموں کو بہت جلد موقع دیدیا کہ وہ آگے بڑھیں۔

اور دارالعلوم دیوبند جیسے علمی مرکز کے وقار کو خاک میں ملادیں۔

چنانچہ تدریس و تعلیم کے شوقین فضلاء جدید۔ جب علم و فضل کی متاع گراں بہا کو لیکر (افسوس صد افسوس) بازار ملازمت میں پہونچے۔ تو انگریز پرستی کے ایجنٹوں کی طرف سے اعلان کردیا گیا کہ آپکے سینوں میں خواہ کتنا ہی علم ہو۔ ہمارے یہاں معیار قابلیت یونیورسٹی کا امتحان ہے۔

جن غریبوں کا نصب العین ہی ملازمت تھا یا لیلیٰ تدریس کی منزل ہی کو مقصود زندگی بنا چکے تھے ان کو دارالعلوم دیوبند کے وقار اور احترام سے کیا غرض۔

بلا سوچے سمجھے داعی شیطنت کی فرعونی ندا پر لبیک کہا۔ اور یونیورسٹی کے امتحان میں شرکت کرکے اول درجہ کی کامیابی حاصل کرلی۔

اب ایک جماعت ہائی اسکولوں اور کالجوں میں پہونچی جس نے کھلم کھلا اپنی تمام علمی برتری نہیں بلکہ حاصل کردہ "وراثت نبوت" کو معاذاللہ انگریز کے قدموں پر نثار کردیا۔ یہ وہی اسکول اور کالج ہیں جنکے متعلق اکبر الہ آبادی نے کہا تھا ؎ یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا٭ افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

سیکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ تدریس کے شوق میں علم حاصل کیا۔ فراغت کے بعد ایک عرصہ تک کسی عربی مدرسہ میں ملازمت کی تلاش رہی۔ مجبوبہ تدریس کے عشق نے کسی اور سلسلہ کی جانب توجہ کی فرصت بھی دی مگر تعلیم و تدریس سے اس چند سالہ بے تعلقی نے رفتہ رفتہ علم کی تازگی کو ختم کردیا۔ اب اگر کسی مدرسہ میں جگہ مل بھی گئی تو ناقابلیت کے الزام میں جلد ہی خارج کردیا گیا۔

یا چند سالہ جدوجہد کے بعد ضرورت معاش عشق تدریس پر غالب آگئی تو کسی مسجد کی باہشاہرہ خطابت یا امامت کو غنیمت سمجھ لیا گیا۔

فی الواقع یہ منصب امامت بہتر تھا اگر نماز کی طرح دیگر امور ملی و ضروریات مذہبی میں شان امامت باقی رہتی۔ مگر بد قسمتی سے امامت صرف نماز میں یا چند اختلافی مسائل میں منحصر ہوجاتی ہے۔ دیگر ضروریات ملت میں امام صاحب مقتدی ہوتے ہیں اور جماعت یا منتظمان مسجد امام ہوتے ہیں۔ بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ آناً دمدارس عربیہ کے فضلاء نے فکر معاش سے مجبور ہوکر میونسپلٹی یا ڈسٹرکٹ بورڈ کے پرائمری مکاتب کی ملازمت ہی کو ذریعہ معیشت قرار دیا۔ کاش یہ حضرات ابتداء ہی سے نص قرآنی کے بموجب "انذار و اصلاح" کو اپنا نصب العین قرار دیتے اور تحصیل علم کے بعد اپنے وطن عزیز میں پہونچکر سب سے پہلے وہاں کی اصلاحی ضرورتوں پر نظر ڈالتے۔ اور انھیں اصلاحات کے پیش نظر مدرسہ یا مکتب۔ یا تبلیغی ادارہ قائم کرکے ذریعہ معاش بھی فراہم کرلیتے اور فرض منصبی کو بھی ادا کرتے۔

اگر اپنی بستی میں پہلے سے کسی ادارے کے قیام کے باعث ضرورت نہ ہوتی تو قرب و جوار کے جس مقام پر ضرورت

ہوتی۔ وہاں پہونچکر کسی دارالعلوم کے قیام یا اپنے صنم علم کی پرستش کے لئے نہیں بلکہ وہاں کے مسلمانوں کی ملی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے وہاں کی ضرورت کے موافق ادارہ قائم کرتے۔ اور ارشاد الٰہی فلینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم کی تکمیل کی ابدی سعادت حاصل کرلیتے۔

اور ایسی مثالیں بھی موجود ہیں کہ اس قرآنی فلسفہ کو سمجھکر کام کیا گیا۔ تو دنیاوی اعتبار سے بھی کامیابی حاصل کی۔ اور توقع ہے کہ آخرت میں بھی یہ حضرات کامیاب ہوں گے۔

اس تمام کج روی اور بے راہی کا سبب صرف ایک ہے۔ اور وہ یہی کہ ہم ابتدا سے اپنا نصب العین متعین نہیں کرتے دوم یہ کہ ہم دارالعلوم کو صرف ایک درسگاہ سمجھتے ہیں جس میں مختلف ممالک کے بہت سے طلبہ پڑھتے ہیں۔ وہاں اساتذہ بہت بہترین اور اس کی سند تمام مدارس عربیہ میں وقعت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔

وہ اعلیٰ وارفع اور حیات پرور مقصد جس کے لئے دارالعلوم دیوبند قائم کیا گیا۔ اور جس کی تکمیل ہر ایک فرزند دارالعلوم کا فرض ہے۔ ہمارے سامنے قطعاً نہیں ہوتا۔

میں اعتراف کرتا ہوں کہ میری حالت بھی وہی رہی جو دارالعلوم کے کسی ایک طالب علم کی ہوسکتی ہے۔ بلاشبہ یہ خداوندی فضل وکرم ہے کہ تلاش ملازمت میں مجھے زیادہ دشواری پیش نہیں آئی۔ اور حضرت سیدی العلامۃ الاستاذ مولانا محمد اعزاز علی صاحب مدظلہ العالی۔ نیز استاذ العلماء فخر المحدثین حضرت علامہ مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیری قدس اللہ سرہ العزیز کی توجہات سے تدریس کا بہتر منصب میسر آگیا۔

البتہ اسلام کی بہتر خدمت کا شوق ابتداء سے تھا۔ اور اب تک ہے۔ اور یہی دعا رہی اور ہے کہ ملت بیضا کی اعلیٰ اور احسن خدمت کی توفیق عطا ہو۔ اللّٰھم آمین

البتہ تقریباً اٹھارہ سال کے مختلف تجربوں۔ اور ہندوستان کے مختلف گوشوں کے حالات کے مشاہدہ نے ایک خاص درد پیدا کردیا ہے جس کے لئے دوا کی تلاش ہے۔ ؎

میں بلبل نالاں ہوں اس اجڑے گلستاں کا ؛ تاثیر کا سائل ہوں محتاج کو داتا دے

معلوم ہوا ہے کہ حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند و دیگر اکابر۔ درجہ تکمیل قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ درحقیقت احقر جیسے دلدادگان اضطراب کے لئے مژدہ جاں بخش ہے۔ خدا کرے یہ ارادہ جلد از جلد منصہ تکمیل پر جلوہ افروز ہو۔ یہ نوید جان افزا۔ تمناؤں کی ایک نئی دنیا سامنے کردیتی ہے۔ اور فکر وتخیل کا طائر بلند پرواز وہ نشاط حاصل کرتا ہے جو کسی طرح بھی نوک قلم کے خطوط ونقوش میں اسیر نہیں ہوسکتا۔ مختصر طور پر یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ آج ہم فرزندان وبہی خواہان دارالعلوم یہ بھی کہتے ہیں کہ اس دور پرفتن و پرآشوب میں صرف دارالعلوم دیوبند ہی حامی ملت اور محافظ دین ہے۔ دارالعلوم دیوبند کے ارباب حل وعقد بھی یہی فرماتے ہیں۔ اور اسی کا اعلان کرتے

ہیں۔ اور بلا شک وشبہ واقعہ بھی یہی ہے کہ ۹۰ سال کے اس طویل دور میں صرف دارالعلوم ہی محافظ ملت رہا۔ اور اسی نے مسلمانوں کے سامنے مذہبی اور ملی ترقی کی صحیح راہ عمل پیش کی۔ اور مسلمانوں نے مذہب و ملت کے لحاظ سے جو کچھ ترقی کی وہ صرف اسی ایک مرکز کے ذریعہ سے۔

لیکن اس واقعی حقیقت کے باوجود انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہم عزم کی کمزوری میں مبتلا ہیں ہم اس حقیقت کو مبہم تصور کرتے ہیں۔ ہمیں شک وشبہ کی ہر ایک آلائش سے پاک ہو کر یہی یقین رکھنا چاہئے کہ دارالعلوم اور صرف دارالعلوم ہی حفاظت وترقی ملت کے لئے قائم کیا گیا۔ اور یوم آغاز سے آج تک صرف دارالعلوم ہی حفاظت و ترقی ملت کا واحد ذمہ دار رہا۔ اور یہی مرکز علوم قرآنی علوم اور اسلامی تہذیب کا قلعہ معلّے اور ترقی ملت کا محور رہیگا۔
اس پختگی عقیدہ۔ اور اس اذعان ویقین کا لازمی نتیجہ ہوگا کہ ملت اسلامیہ ہندیہ کی تمام ضرورتیں ہمارے سامنے آئیں گی۔ اور ہر ایک ضرورت کا ترقی پذیر لائحہ عمل ہم مرتب کریں گے۔ اور ملت بیضا کو موجودہ پستی واضمحلال سے نکالکر عروج کی سب سے اونچی سطح پر پہونچادیں گے (واللہ علی ما نقول وکیل)
ہم محسوس کریں گے کہ ملت بیضاء کو مبلغین کی شدید ضرورت ہے علاوہ ازیں سیاست۔ اقتصاد اور معیشت میں بھی وہ ہماری رہنمائی کے بغیر موت کے کنارہ پر پہونچ چکی ہے۔

ہم مبلغین کو چند جماعتوں پر تقسیم کریں گے۔ کیونکہ تبلیغ کے چند میدان بیک وقت نہایت اہمیت کے ساتھ ہمارے سامنے آئیں گے۔

(۱) مسلمانوں میں تبلیغ (۲) غیر مسلم برادران وطن میں تبلیغ (۳) بیرونی ممالک میں تبلیغ۔
ایک ہی شخص ہر ایک حلقہ میں تبلیغ نہیں کر سکتا۔ ہم طلبہ کی طبائع کا امتحان کریں گے اور پھر طبعی مناسبت کے بموجب درجہ تکمیل میں ان کی تربیت کریں گے۔ اور سختی کے ساتھ دعویٰ ہمہ دانی سے نہیں روکیں گے۔
آج سیاست سے قطعاً غیر متعلق علماء کرام سیاسیات میں فتاوے صادر کر کے اپنی جماعت میں اختلاف و افتراق کا سبب بن جاتے ہیں، اور اسی طرح سیاسیات میں منہمک ناقص الاستعداد حضرات اختلافی عقائد میں فیصلے صادر کر کے جماعت کے عقائد کو کمزور کر دیتے ہیں۔ ہمیں تقسیم کار کے اصول کا سختی سے پابند ہونا چاہئے۔ اور درجہ تکمیل کے طلبہ کو اسی کا عادی بنائیں۔ تبلیغ کے لئے قرآن پاک کے اس کامیاب اصول کا لحاظ رکھنا اتنا ہی ضروری ہوگا جتنا کہ کامیابی کو ضروری سمجھا جائیگا۔

ارشاد ربانی ہے۔ "وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لھم"
واقفیت زبان کے ساتھ لازمی ہے کہ قوم کے عادات وخصائل۔ اس کے مزاج عقلی۔ اس کی تاریخ اور اس کی نفسیات سے مبلغ پوری طرح واقف ہو۔ ورنہ کامیابی محال ہے۔

فلینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم سے غالباً اسی جانب اشارہ ہے۔
یورپ نے دعوت اسلام کو قبول نہیں کیا اور یہی وہ براعظم ہے جہاں دعوت اسلام ناکام رہی حتیٰ کہ صدہا سال اندلس میں شاندار حکومت کے بعد نہایت غداری اور سفاکی سے ایک ایک مسلمان کو ختم کیا گیا۔
تاریخ نے واضح کر دیا کہ سفید فام اقوام کے دل اتنے ہی سیاہ ہوتے ہیں جتنا کہ وہ اپنی رنگت کے معبود باطل کے پرستار ہیں۔ سنگ سیاہ اگر آبگینہ بن جائے تو شاید ان کی اصلاح بھی ہو سکے

زمین شور سنبل برنیارد ⁂ درو تخم عمل ضائع مگردان

لہذا ہمیں وہ شاداب اور زرخیز وادیاں تلاش کرنی ہیں۔ جہاں تخم عمل بارآور ہو سکے۔ جزائر مشرق سے پھر ایک چشمہ ابل رہا ہے۔ جیسا کہ چھ صدی پیشتر جبال کی گوشہ سے ایک سیلاب اٹھا تھا اور ہر ایک دشت اور وادی کو تہ و بالا کرتا ہوا جب بحر اسلام میں جا کر گرا تو اگرچہ ایک مرتبہ سارے بحیرہ کو تہ و بالا کر دیا۔ لیکن اسی جھکولے سے بحر اسلام میں ایک طوفان پیدا ہوا۔ کچھ وقفہ کے بعد دیکھا گیا تو سمندر کی موجیں ٹھاٹیں مار رہی تھیں۔ اور سیلاب کا نام و نشان بھی مشکل سے ملتا تھا۔

آج بھی وہی قرآن ہے۔ وہی اسلام ہے۔ وہی زمین ہے وہی آسمان۔ وہی مشرق اور وہی مغرب ہے پھر ناامیدی کے کیا معنے۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ لا تیئسوا من روح اللہ۔ انہ لا ییئس من روح اللہ الا القوم الکافرون۔ کسی قوم کی اصلاح کے لئے اسی قوم کے نوجوان۔ جواہر پارے ہیں۔ جس قیمت پر بھی میسر آ جائیں ارزاں ہیں۔ تبلیغ کے بعد دوسرا درجہ اسلامی سیاست کا ہے۔ جس کے لئے اسلام کے سیاسی نظریات کی پختگی اور پھر ان کے لئے جذبۂ عمل وغیرہ کے ساتھ۔ یہ بھی ضروری ہے کہ اس مکر و فریب اور دھوکہ بازی و ڈپلومیسی جس کا مرکز یورپ ہے۔ اور جس کو آجکل سیاست کہا جاتا ہے۔ اصلی خزانوں سے بھی براہ راست واقفیت ہو۔ تراجم کی حیثیت پوست سے زیادہ نہیں۔ حالانکہ کامیاب مدافعت کیلئے مغز کی ضرورت ہے۔
سیاست کی طرح یہ بھی لازم ہے کہ اسلام کے اقتصادی نظام کو دنیا کے سامنے رکھکر ان تمام گتھیوں کو سلجھایا جائے۔ جو آج ساری دنیا کو نمونۂ جہنم بنائے ہوئے ہیں۔
اسلام کا اصول ہے کہ سونے کی بیع سونے چاندی کی بیع چاندی سے صرف اسی وقت جائز ہے جب دونوں ہم وزن ہوں۔ کمی بیشی اور ادھار حرام ہے۔ مجھے یقین ہے اور میرے ضمیر کو پورا اطمینان ہے کہ اگر صرف اسی اصول پر عمل کیا جائے تو سلسلہ اقتصاد کی بہت سی الجھنوں سے ساری دنیا نجات پا جائے سکہ کی قیمت۔ سود۔ نوٹ۔ تبادلہ کی وہ صورتیں جنکو شریعت غرا نے "ربوا" قرار دیا ہے۔ آج دنیا ر

نیت پر آگ اور خون کی بارشیں برسا رہی ہیں اور یمحق اللہ الربوا کا پرہیبت نظارہ ۔ خرمن تمدن کو برق کی نذر کر رہا ہے ۔

لیکن میں اپنے اس یقین و اطمینان کی کوئی دلیل نہیں پیش کر سکتا ۔ کیونکہ میں اقتصادیات کا ماہر نہیں ۔

زبان یار من ترکی و من ترکی نمی دانم

قرآن پاک "تبیانا لکل شیئ" ہے یقیناً اس کی مقدس تعلیم ان تمام گتھیوں کو سلجھا سکتی ہے ۔ لیکن اگر ہم علم سے ناآشنا ہیں ۔ تو کیا یہ غلط ہے کہ پوری اسلامی جماعت ایک فرض کفایہ کی ادائیگی سے قاصر ہے ۔ لا محالہ موجب گناہ ہے ۔

علماء ملت پر دقیانوسیت کا الزام لگانے والے بھی افسوس یہ ہے کہ کوئی مفید کارنامہ ملت کے سامنے پیش نہیں کر سکے ۔ اور بالخصوص مسئلہ اقتصادیات ۔ اور کرنسی تو وہ پیچیدہ چیز ہے جس کا یا تو صحیح علم ہندو کو بتایا نہیں جاتا ۔ اور یا اس فن سے مسلمان گریجویٹوں کے پتے چلتے ہیں ۔ کیونکہ وہ حساب و ریاضی میں کمزور ہوتے ہیں ۔ انھیں صرف انھیں ناتمام اور لغو چیزوں سے شغف ہوتا ہے جو ان کی اسلامی تہذیب تو قیر اور خاندانی کلچر کو برباد کر دیں ۔ اور وہ ان چیزوں کے پاس بھی نہیں پھٹکتے جو ملت کے لئے مفید ہوں الا ما شاء اللہ ۔ بہرحال وہ جو کچھ بھی کریں ہمارے لئے عذر نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ ملت کی ذمہ داری بانی ملت علیہ السلام نے ان اغراض پرستوں اور ضمیر فروشوں کے سر نہیں ڈالی ۔ یہ فریضہ تو صرف علماء امت پر عائد ہوتا ہے ۔ کیونکہ وہی وارث انبیاء ہیں (علیہم السلام)

تبلیغ ۔ سیاست اور اقتصادی تعلیم کے ساتھ درجہ تکمیل میں اس اہم ترین مقصود کو بھی نظر انداز نہ کیا جائے ۔ جو بعثت رحمۃ للعالمین کا اصل منشا ہے یعنی مکارم اخلاق ۔

ظاہر ہے کہ روحانیت ۔ اخلاق فاضلہ ۔ ملکات قدسیہ ہی اصلی اور حقیقی مقاصد ہیں اور جملہ علوم فنون ۔ آلات و اسباب کے درجہ میں اور صرف اسی حیثیت میں وہ مستحق ثواب ہو سکتے ہیں کہ ان کو ذریعہ تسلیم کیا جائے ورنہ وہ "حجاب اکبر" ہیں ۔

لہذا درجہ تکمیل کا سب سے اہم اور سب سے مقدم مقصود ۔ تزکیہ نفس ۔ اصلاح اخلاق اور روحانی کی تربیت ہونی چاہئے ۔ اور اسی نصب العین کو مدنظر رکھ کر اس درجہ کے پورے نظام کی تربیت ہونی ضروری ہے ۔ واللہ الموفق و ہو

آپ کے پتہ کی چٹ کا نمبر دفتر کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے ۔ لہذا ہر خط اور منی آرڈر اس کا حوالہ ضرور دیں ۔

سلام

بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب اطہر قاضی مبارکپوری)

سلام اس ذات پر جس کا لقب ہے فخرِ انسانی
سلام اس ذات پر آئی جو بن کر ظلِ سبحانی

سلام اس ذات پر جو باعثِ تکوینِ عالم ہے
سلام اس ذات پر جس کے سبب کونین کا دم ہے

سلام اس ذات پر جس کا تبسم روحِ میخانہ
سلام اس ذات پر جس کی نگاہیں جام و پیمانہ

سلام اس ذات پر جس کی ادا صبحِ حنیفانہ
سلام اس ذات پر جس کی ردا ہے شامِ بتخانہ

سلام اس ذات پر جس کی صباحت فخرِ کنعانی
سلام اس ذات پر جس کی ہیں زلفیں سلکِ نورانی

سلام اس ذات پر روئی جو امت کی خطاؤں پر
سلام اس ذات پر جس نے دعائیں دیں جفاؤں پہ

سلام اس پر جو چمکا کفر کی کالی گھٹاؤں میں
سلام اس پر جو نغمہ بن گیا روتی فضاؤں میں

سلام اس پر جو اٹھا ہاتھ میں تیغِ دودم لیکر
سلام اس پر جو آیا ساتھ بارانِ کرم لیکر

سلام اس پر جو جلوہ گر ہوا روشن جبیں ہو کر
سلام اس پر جو آیا رحمۃ للعالمین ہو کر

سلام اس پر جو سوتا بھی تو حالِ قوم پر رو کر
سلام اس پر جو راتیں کاٹ دیتا خاک پہ سو کر

سلام اس پر جو دیتا ہے فقیروں کو بھی دارائی
سلام اس پر جو بیماروں کو دیتا ہے مسیحائی

سلام اس پر جو ہے شمعِ ہدیٰ انوارِ سبحانی
سلام اس پر جو ہے تفسیرِ رحمت، فیضِ ربانی

سلام اے مصلحِ قومی و ملی، صورِ بیداری
سلام اے مرسلِ حق، حقیقی قاصدِ باری

سلام اے مطلعِ انوارِ علم و حکمت و عرفاں
سلام اے منبعِ سرچشمہائے مذہب و ایماں

سلام اے آیتِ اقبال، شرحِ مصحفِ انساں
سلام اے انکشافِ سرِ فطرت، معنیٔ قرآں

سلام اے بخت، دنیا کی نظر میں کم نصیبوں کے
سلام اے دولتِ کونین محتاجوں غریبوں کے

سلام اے حاصلِ آدم، تمنائے دلِ آدم
سلام اے آرزوئے خلق و وجہِ کونِ دوعالم

معذرت

کاغذ کی گرانی اور محض گرانی ہی نہیں بلکہ اس کی نایابی نے طباعت اور اشاعت کا مسئلہ اتنا دشوار بنا دیا ہے کہ اس پر قابو حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہوتا جا رہا ہے۔ کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ کاغذ بھی انہیں چیزوں میں داخل ہے جن پر سرکاری حکومت کا براہ راست کنٹرول ہے اور حکومت کی طرف سے اس کا نرخ بھی متعین ہے۔ لیکن تجربہ نے یہ ثابت کر دیا ہے جن اشیاء پر حکومت نے کنٹرول کر لیا وہ دیکھتے ہی دیکھتے بازار سے غائب ہو گئیں اور ان کا حاصل کرنا پبلک کیلئے ناممکن ہو گیا۔ چنانچہ یہی حال کاغذ کا بھی ہے۔ بڑے سے بڑے کاغذ کے مارکیٹ میں چلے جائیے دوکانیں خالی نظر آئیں گی اور آپ کو اپنی ضرورت کا کاغذ کسی ایک دوکان پر بھی دستیاب نہ ہو سکے گا۔ اور اگر بالواسطہ آپ کچھ کاغذ حاصل کرنے میں کامیاب بھی ہو جائیں تو آپ کو نہ یہ دیکھنے کا حق ہو گا کہ جس وزن کے رم کی آپ سے قیمت وصول کی جا رہی ہے وہ رم حقیقتاً اتنا وزنی ہے بھی یا نہیں۔ نہ آپ اس کی تحقیق کر سکیں گے کہ کاغذ اس نمونہ کے مطابق ہے جو کاغذی کے خفیہ ایجنٹ نے آپ کو دکھایا تھا یا اس سے مختلف ہے۔ پھر ایک رم کی قیمت اتنی ادا کیجئے جتنی قیمت میں اب سے پہلے دس بارہ رم مل جاتے تھے۔ اور لطف یہ ہے کہ منہ مانگی قیمت ادا کر کے اس کی رسید طلب نہ کیجئے ورنہ آپ کو اس کاغذ سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں گے جس کے ملنے کی کچھ امید ہو گئی ہے۔

ان مصائب اور مشکلات سے گذرنے کے بعد کہیں کسی کتاب یا رسالہ کے طبع ہونے کی نوبت آ سکتی ہے۔ ایسے حالات میں اگر کوئی ماہنامہ رسالہ بروقت شائع نہ ہو سکے تو یہ حیرت انگیز نہ ہو گا۔ البتہ حیرت اس پر ہونی چاہئے کہ تاخیر ہی سہی لیکن ایسی مشکلات میں کوئی رسالہ نکل کیسے رہا ہے۔

آپ کا "دارالعلوم" بھی اسی ماحول سے تعلق رکھتا ہے اس لئے کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ وہ ان مشکلات و مصائب سے دوچار نہ ہو۔ "دارالعلوم" کے تمام ہمدردوں کو ان مشکلات کے پیش نظر اپنے رسالہ کے ساتھ ہمیشہ سے زیادہ ہمدردی فرمانی چاہئے اور کاغذ کی قیمت بارہ گنا زائد ہو جانے کی وجہ سے جو غیر معمولی بار "دارالعلوم" پر آپڑا ہے اسے ہلکا کرنے کی امکانی کوشش کرنی چاہئے۔ تاکہ وہ استقلال کے ساتھ ان مشکلات کا مقابلہ کر سکے۔

بعض دشواریوں کی وجہ سے ذی الحجہ اور محرم کے نمبر بروقت شائع نہ ہو سکے اس لئے ان دونوں نمبروں کو ایک ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ ہمدردان "دارالعلوم" ہماری معذوریوں کو نظر انداز نہ فرمائینگے۔

(ناظم ماہنامہ دارالعلوم)

کوائف دارالعلوم

جلسہ انتظامیہ - ۱۰ر جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ یوم سہ شنبہ کو مجلس انتظامیہ کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب منعقد ہوا۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب، حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی، حضرت مولانا محمد طیب صاحب، خانبہادر شیخ رشید احمد صاحب اور حضرت مولانا حکیم محمد اسحٰق صاحب کٹھوری شریک جلسہ ہوئے۔ ارکان محترم نے بہت سے ضروری انتظامی امور کے متعلق غور و بحث کے بعد تجاویز منظور کیں۔

امتحان ششماہی - حسب دستور اس سال بھی طلبۂ دارالعلوم کا ششماہی امتحان ۲۹ر ربیع الثانی سے ۵ر جمادی الاولیٰ تک ہوا۔ کاغذ کی کمیابی بلکہ نایابی کی وجہ سے امتحانات تقریری لئے گئے۔ صرف دورۂ حدیث کے طلبہ کا امتحان تحریری ہوا۔

فراہمیٔ غلہ کی تجویز - گذشتہ سال غلہ کے حسب ضرورت مہیا نہ ہو سکنے کی وجہ سے عام طور پر لوگوں کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس کے پیش نظر اس سال بنظر دور اندیشی حضرات اکابر مدظلہم نے ضروری سمجھا کہ طلبۂ دارالعلوم کے لئے ضرورت کے مطابق غلہ فراہم کر لینے کی سعی کی جائے۔ چنانچہ مخلصین دارالعلوم کے نام ان بزرگوں نے اس مقصد کے لئے ایک اپیل بھی شائع کی اور اضلاع سہارنپور، بجنور، مظفرنگر اور میرٹھ میں غلہ فراہم کرنے کے لئے شعبۂ تنظیم و ترقی کی نگرانی میں سفراء بھی روانہ کر دئے گئے۔

الحمد للہ کہ ہر مقام کے مخلص مسلمان اس اپیل پر لبیک کہہ رہے ہیں اور دارالعلوم کے سفراء کا فراخدلی کے ساتھ خیر مقدم کر رہے ہیں۔ ابتک کے جو نتائج سامنے آچکے ہیں ان کے اعتبار سے ضلع بجنور اور ضلع مظفرنگر کے غلہ کی مقدار دوسرے اضلاع سے بڑھی ہوئی ہے۔ بعض مقامات کے ہمدرد دیوبند ہی میں غلہ خرید لینے کے لئے نقد روپے بھی دے رہے ہیں۔ جو حضرات خریداریٔ غلہ کے لئے روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں ان سے ہماری درخواست ہے کہ وہ کوپن پر یہ عبارت ضرور تحریر فرما دیں " بسلسلۂ بہی خواہی برائے خرید غلہ " نیز اگر رقم زکوٰۃ کی مد سے ہو تو اس کی بھی تصریح کر دیں۔

جو مخلص حضرات غلہ کی اپیل کو کامیاب بنانے کی کوشش کر رہے ہیں خدام دارالعلوم ان کے شکرگزار ہیں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نیک کوششوں کو قبول فرما کر انھیں اپنی رضا کی نعمت سے نوازے

احباب مالیگاؤں و دھولیہ کا شکریہ ۔ پچھلے دنوں مولوی حکیم حافظ محمد سلیمان صاحب سفیر دار العلوم کو دار العلوم کے شعبۂ تنظیم و ترقی نے مالیگاؤں و دھولیہ روانہ کیا تھا کہ وہاں کے احباب کو دار العلوم کی امداد کیطرف توجہ دلائیں۔ الحمد للہ کہ مالیگاؤں میں جملہ فضلائے دار العلوم اور دیگر منتسبین نے ان کے ساتھ سرگرم تعاون فرمایا۔ خصوصاً مولانا محمد تقی صاحب اور مولانا عبد الحمید صاحب نعمانی نے غیر معمولی جد و جہد فرمائی اسی طرح دھولیہ میں سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب جوہر، حافظ محمد صدیق صاحب اور حاجی عبد الحی صاحب وغیرہ احباب نے سفیر صاحب موصوف کے ساتھ نہایت مخلصانہ تعاون فرمایا اور ان دونوں جگہوں کے مخلص مسلمانوں نے دار العلوم کے لئے ایک معتد بہ رقم فراہم کر دی۔ اللہ تعالیٰ ان معاونین کے جذبۂ خیر میں ترقی عطا فرمائے خدام دار العلوم تمام مخلصین کا عموماً اور حضرات مذکورۃ الصدر کا خصوصاً دلی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

تصحیح ۔ (۱) سابقہ مرکے حصہ روئداد صفحہ (۲۷) شمارہ (۶۶) پر نتیجۂ امتحان سالانہ دورۂ حدیث کے ذیل میں مولوی عبد المنان صاحب مردانی کے حاصل کردہ نمبر غلطی سے ۲۱۴ درج ہوئے ہیں صحیح نمبر ۲۴۴ ہیں جنکا اوسط (۴۹) ہوتا ہے۔

(۲) اسیطرح شمارہ (۲۳۰) پر مولوی غلام جعفر شاہ صاحب ڈیروی کے حاصل کردہ نمبر ۲۲۴ شائع ہوئے ہیں ان کے صحیح نمبر ۲۹۴ ہیں جنکا اوسط (۴۹) ہوتا ہے۔

یرضی بعدم الکفاءۃ وانما زوج علی ظن انہ کفو اھ قاضیخان مع الشامی

قال الشامی فی قولہ فالنکاح باطل ای سیبطل۔ ۵ وفی خزانۃ المفتین الاب اذا زوج ابنتہ الصغیرۃ من رجل وظن ان یقدر علی ایفاء المعجل والنفقۃ ثم ظہر عجزہ عن ذالک کان للاب ان یفسخ لانہ یخل بالکفاءۃ ولو بعد طاحق لانہ زوج علی انہ قادر اھ خزانۃ المفتین

اقول وباللہ التوفیق عبارات مذکورہ میں روایت ۱ و ۲ و ۳ سے ثابت ہوتا ہے کہ صلب عقد نکاح میں جو شرط کی جاوے یا جس شرط پر نکاح بنی کیا جاوے درصورت خلاف وہ شرط اس نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس کے فسخ کرنے کا اختیار بھی لڑکی یا اس کے اولیاء کو نہیں ہوتا البتہ مہر میں شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں تسمیہ کالعدم کرکے مہر مثل واجب کر دیا جاتا ہے۔ کما ھو المستفاد من مفہوم العبارات ولو اراحدٌ ذکر خیار الفسخ فی امثال ھذہٖ الشروط۔ لیکن ۴ و ۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شرط پر نکاح بنی کیا جاوے یا صلب عقد میں کوئی شرط کی جاوے تو ظہور خلاف کے وقت لڑکی اور اس کے اولیاء کو خیار فسخ حاصل ہے تو ظاہر عبارات ۱ و ۲ و ۳ میں اور عبارات ۴ و ۵ میں تضاد و تعارض معلوم ہوتا ہے حالانکہ یہ دونوں قسم کی عبارتیں مذکور الصدر ایک ہی کتاب میں موجود ہیں۔ لیکن ادنیٰ تامل سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان میں تعارض کچھ نہیں ہے بلکہ شرائط کی نوعیت کے اعتبار سے تقسیم وتفصیل ہے ایک قسم شرائط کی یہ ہے کہ وہ مقتضائے عقد نہ ہو اور اس میں احد العاقدین کا فائدہ ہو جس کو بیوع وغیرہ میں شرط فاسد کہا جاتا ہے اور نکاح میں بھی اسکے شرط فاسد قرار دینے کی تصریح عبارات شامی وبدائع مذکورہ ۲ میں موجود ہے۔ فرق اتنا ہے کہ بیع شرط فاسد سے خود فاسد ہو جاتی ہے بخلاف نکاح کے کہ وہ فاسد نہیں ہوتا ہے بلکہ شرط لغو ہو جاتی ہے۔ اور دوسری قسم وہ شرائط ہیں جو مقتضاء عقد نکاح ہوں اور جن پر قضاءً ودیانۃً نکاح کی تکمیل موقوف بھی جاتی ہو جیسے کفارت فی الحرفۃ اور کفارت فی الدین وغیرہ عبارات مذکورہ میں پہلا حکم پہلی قسم شرائط کے ساتھ متعلق ہے اور دوسرا حکم دوسری قسم کے ساتھ یعنی جو شرائط مقتضاء عقد نہیں ہیں ان کی خلاف ورزی کی وجہ سے نکاح پر کوئی اثر نہیں پڑتا نہ خیار فسخ حاصل ہوتا ہے اور جو شرائط مقتضاء عقد ہیں جیسے کفارت وغیرہ ان کے فوت ظاہر ہونے کی صورت میں عورت و اولیاء کو خیار فسخ دیا جاتا ہے وھی مسئلۃ الغرور و حکم الغرور۔ [illegible]

اس عبارت کے بعد یہ دیکھنا ہے کہ شرط مندرجہ سوال کونسی قسم میں داخل ہے سو ظاہر ہے کہ اس کا قسم اول میں داخل ہونا متعین ہے کہ وہ مقتضاء عقد نہیں اور اس میں زوجہ کا فائدہ ہے۔ کیونکہ شوہر کا خسر کے مکان [illegible] بدیہی طور پر مقتضاء عقد نہیں ہو سکتا اس لئے اس شرط کے خلاف سے فسخ نکاح کا اختیار کسی کو حاصل نہیں ہوگا البتہ یہ حکم قضاءً کا ہے کہ فسخ نکاح کا اختیار [illegible]

یہ لازم نہیں آتا کہ انہی شرائط کی خلاف ورزی کرنا جائز ہے کیونکہ نص قرآن و حدیث میں ہر جائز عہد اور وعدہ کا پورا کرنا بشرط قدرت دیانۃً واجب ہے اور خلاف ورزی کرنا بلا عذر شرعی کے ناجائز اور گناہ ہے اس لئے جس شخص نے نکاح کے وقت اپنے خسر کے مکان پر رہنے کی شرط کی تھی اس کے ذمہ دیانۃً اس شرط کا پورا کرنا واجب ہے بشرطیکہ اس پر عمل کرنے سے کوئی دوسرا گناہ عائد نہ ہوتا ہو مثلاً اپنے والدین وعزیزوں کی ناراضی یا ان سے قطع تعلق وغیرہ اور اگر ایسا کوئی عذر ہو تو مقتضاء عقل و شرع مروت وانسانیت یہ ہے کہ عورت یا اس کے اولیاء کو خود اختیار دیدے کہ وہ خواہ نکاح قائم رکھیں یا طلاق لیں لیکن بغیر اختیار دینے شوہر کے خود عورت کو یا اسکے اولیاء کو کوئی اختیار نہیں ہے۔

(تنبیہ) حضرت حکیم الامت تھانوی دامت برکاتہم نے امداد الفتاویٰ جلد دوم میں اس مسئلہ کے متعلق جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا حاصل بھی یہی ہے کہ ایسی صورت میں عورت اور اس کے اولیاء کو خیار فسخ نہیں ہے

استفتاء مکرر درمعاملہ مذکورہ

چہ میفرمایند علمائے دین اندریں صورت کہ شخصے درطلب عقد نکاح ایں طور ایجاب نمود کہ من بدیں شرط نکاح تو میکنم کہ تو در خادمن قرار پذیری نکح بریں شرط مقبول نمود پس ادائے حقوق شرعی کہ از قسم نقد وجنس بصورت اوز مرعروسانہ و مہر معجل بروقت انعقاد نکاح وصول کردہ آیند صرف بر شرط قرار پذیری کہ کنایہ از اخلاء خدمت باشد نکاح منعقد گشت شیخ التفسیر حضرت العلامہ شبیر احمد صاحب عثمانی دام فیوضہم درتحت آیہ کریمہ علی ان تاجرنی ثمانی حجج درفوائد القرآن از حضرت محدث کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نقل کردہ آنکہ فقہائے حنفیہ تصریح کردہ اندکہ خدمت والدین قائمقام مہر خواہد بود وایں امر از عرف عام ایں دیار است کہ درہیچ صورت کدام معاوضہ از ناکح مطالبہ نکردہ آیند ایں شرط غیر مقتضاء نکاح درصورتے باشد کہ حقوق شرعی وصول گرفتہ علاوہ برآں ایں شرط ماتائی نکاح عزوراً قرار دادہ شود فقط۔ پس درصورت خلاف ورزی ناکح زن واولیاء را خیار فسخ باشد یانہ۔

الجواب — اقول وباللہ التوفیق والعصمۃ۔ صورت مذکورہ میں لڑکی یا اس کے اولیاء کو خلاف ورزی شرط سے خیار فسخ نکاح حاصل نہ ہوگا اور شرط مذکور ان شرائط میں داخل نہیں جنکی خلاف ورزی سے خیار فسخ دیا جاتا ہے اول تو اس لئے کہ اگر اقامت بخانہ خسر کو کسی خاص عرف و محاورہ کی بناء پر بمعنی خدمت زوجہ یا والدین کے قرار بھی دیا جاوے تو وہ کوئی مال نہیں جسکو مہر معجل اور نقد وزیور کا عوض سمجھا جاسکے۔ لما فی البحر ثم فصل بما لا یصلح تسمیۃ مهرا وکذلک اذا تزوجها علی ان لا یخرجها عن بلدها او علی ان لا یتزوج علیها [illegible] ولیس بمال وکذا لو تزوج المسلم المسلمۃ علی میتۃ او دم او خنزیر لو تعم التسمیۃ [illegible] وفی [illegible] ولو تزوج امرأۃ علی ان یخدمها سنۃ فالتسمیۃ

فاسدة ولها مهر مثلها فی قول ابی حنیفة وابی یوسف وعند محمدؒ التسمیة صحیحة ولها قیمة خدمته سنة (ثم قال) وجه قول محمدؒ ان منافع الحر مال لانها مال فی سائر العقود الی قوله الا انه تعذر التسلیم لما فی التسلیم من استخدام الحرة زوجها وانه حرام لما نذکر فیجب الرجوع الی قیمة الخدمة (الی ان قال) ووجه قولهما ان المنافع لیست باموال متقومة علی اصل اصحابنا بدائع ص۲۷۸ج۲۔ الغرض حنفیہ کے ائمہ ثلثہ کے نزدیک باتفاق خدمت زوجہ یا والدین زوجہ کو مہر قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ شیخین رحمہ اللہ کے نزدیک تو تسمیہ ہی فاسد ہے اور واجب مہر مثل ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک تسمیہ درست مگر ناقابل تسلیم ہے اس لئے قیمت مسمّٰی کی واجب ہے اور حضرت الاستاذ العلامة مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دامت برکاتہم نے جو حاشیہ قرآن کریم میں تحت آیۃ ان تاجرنی ثمانی حجج بحوالہ حضرت شاہ صاحب قدس سرہ خدمت اقارب کا قائم مقام مہر ہو جانا عند الحنفیۃ بیان فرمایا ہے۔ وہ نوادر ابن سماعہ کی روایت ہے جو مفتٰی بہا نہیں ہے۔ اور حضرت استاد دامت برکاتہم نے بھی اسکو بطور فتوٰی نقل نہیں فرمایا بلکہ بطور بحث کے تحریر فرمایا ہے۔ ادھر مبسوط میں اس کے خلاف پر تصریح ہے اور پھر اس روایت میں بھی مطلقاً خدمت مراد نہیں بلکہ گھر کے کاروبار جن میں شوہر کی ذلت نہو۔

لما فی البدائع بعد ما ذکرنا۔ وذکر ابن سماعة فی نوادره انه اذا تزوجها علی ان یرعی غنمها سنة ان التسمیة صحیحة ولها رعی غنمها سنة ولفظ روایة الاصل یدل علی انها لا تصح فی رعی الغنم لما لا تصح فی الخدمة لان رعی غنمها خدمتها ص۲۷۸ج۲ بدائع۔

اس روایت نوادر پر اول تو مبسوط کا خلاف ہی کافی ہے پھر صاحب بدائع نے اسپر ایک دوسری وجہ بھی بیان فرمائی ہے ولان مبنی النکاح علی الاشتراک فی القیام بمصالح المعاش فکان لها فی خدمته حق فاذا جعل خدمته لها مهرًا فکانه جعل ما هو لها مهرًا فلو یجز کالاب اذا استاجر ابنه یخدمه انه لا یجوز ص۲۷۹ج۲۔ اور بالفرض روایت نوادر کو خلاف فتوٰی جمہور کے اختیار بھی کر لیا جاوے تو مقتضا اس کا صرف یہ ہے کہ تسمیہ صحیح ہو جائے الغرض اول تو خدمت حر مال نہیں جو بعوض مہر معجل وغیرہ دیا جا سکے ثانیاً اگر اس کو مال بھی قرار دیا جائے اور صلب عقد میں قرار بجائے خسر کی شرط کو بطور تسمیہ مہر معجل فرض کر لیا جاوے تو اسکی غایت [illegible] غایت ما فی الباب ایسی ہوگی جیسے کوئی شخص ہزار پانچسو روپے مہر معجل صلب عقد میں قبول کرے اور اس کی [illegible] کرے لیکن اس صورت میں کسی نے عورت اور اس کے اولیا کو فسخ نکاح کا اختیار نہیں دیا بلکہ غایت یہ ہے کہ شوہر [illegible] یا ادائے مشروط کے لئے مجبور کیا جاوے نہ یہ کہ عورت کو فسخ نکاح کا اختیار دیا جاوے اور [illegible] کہ شرط مستثنی عند اصل [illegible] مطلق مہر ہے [illegible] [illegible] کیفیت [illegible] مقتضا [illegible]

اس لئے اس مقدار یا کیفیت کی خلاف ورزی کی وجہ سے خیار فسخ حاصل نہ ہوگا۔ البتہ شوہر کو اس مقدار و کیفیت کیلئے بشرط صحت تسمیہ علی روایۃ النوادر مجبور کیا جاوے گا اور قدرت علی المہر المعجل والنفقۃ نہ ہونے کی صورت میں جو خیار فسخ عبارت ۳ میں بحوالہ خزانۃ المفتیین اوپر نقل کیا گیا ہے اس سے شبہ نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ نکاح غرر کی صورت ہے کہ غیر قادر نے اپنے آپ کو قادر ظاہر کر کے نکاح کر لیا بعد ظہور واقعہ کے جبکہ اس کو قدرت ہی نہیں مجبور کس طرح کیا جاوے اس لئے خیار فسخ دیا گیا بخلاف صورت سوال کے کہ اگر اس شرط قرار یافتہ خسر کو شرط صحیح اور معاوضہ مہر معجل مان لیا جاوے تو وہ مقدور التسلیم ہے شوہر کو اس پر مجبور کیا جاویگا نہ یہ کہ خیار فسخ دیا جائے خلاصہ یہ ہے کہ شرط مذکور ہرگز ایسی شرط مقتضاء عقد نہیں ہے جس کے خلاف کرنے پر عورت کو خیار فسخ حاصل ہوسکے۔

ھذا ما ظہر لی واللہ ولی التوفیق والتصویب۔ (بندہ محمد شفیع عفی عنہ۔ خادم دارالعلوم دیوبند)

سوال ۵ ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین حسب ذیل مسئلہ کے متعلق

۱ مسلمان کا ذبح کیا ہوا گوشت اگر ہندو فروخت کرے اور کوئی مسلمان اس گوشت کی نگرانی نہ کرے تو کیا ایسا گوشت مسلمان کے لئے کھانا جائز ہے۔ ۲ اگر کسی ہندو کے ذریعہ مسلمان قصاب کے یہاں سے گوشت منگوایا جاتے تو اسکا کھانا جائز ہوسکتا ہے۔ (ممتاز احمد غازیپوری۔ معرفت دفتر رسالہ دارالعلوم دیوبند)

الجواب ۔ ۱ اگر کوئی مسلمان اس گوشت کا نگران نہ ہو تو اس گوشت کا کھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ مسلم نگراں نہ ہونے کی وجہ سے وہ گوشت قابل اعتبار نہیں رہا۔ اور غیر مسلم کا قول دیانات میں معتبر نہیں ہوتا۔ در مختار میں ہے۔ والاصل ان خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات۔ وفی رد المحتار عن التاتارخانیہ عن جامع الجوامع لابی یوسف من اشتری لحما فعلم انہ مجوسی واراد الرد فقال ذبحہ مسلم یکرہ اکلہ۔ ومفادہ ان مجرد کون البائع مجوسیا تثبت الحرمۃ اھ

۲ اسکا کھانا جائز ہے۔ لاعتبار قولہ فی المعاملات۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

سید احمد علی سعید نگینوی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ الجواب صحیح بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ دارالعلوم دیوبند۔

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۹	[illegible]	والدہ صاحبہ محمد نعیم خان صاحب موضع افغان پور ڈاکخانہ قلعہ پرنیب گڑھ ضلع میرٹھ	عہ	تعمیری [illegible]
۷۰	۱۸۵۴	جناب محمد شاہ خان صاحب " " "	عہ	"
۷۱	۱۸۵۵	جناب نور اللہ خان صاحب زمیندار " " "	لعہ	"
۷۲	۱۸۵۶	جناب سارہ بیگم زوجہ حشمت اللہ خان صاحب " " "	عہ	"
۷۳	۱۸۵۷	اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر شمس الدین صاحب " " "	۳ر	"
۷۴	۱۸۵۸	جناب ابراہیم خان صاحب نمبردار " " "	لعہ	"
۷۵	۱۸۵۹	جناب رحمت اللہ و عبدالکریم صاحبان " " "	۸ر	"
۷۶	۱۸۶۰	جناب سراج احمد خان صاحب " " "	عہ	"
۷۷	۱۸۶۱	جناب محمود یار محمد خان صاحب " "	عہ	"
۷۸	۱۸۶۲	حافظ حفیظ الدین صاحب صدر بازار میرٹھ	صہ	"
۷۹	۱۸۶۳	مولوی مرزا عبدالحفیظ بیگ صاحب رائپور سی پی	صہ	"
۸۰	۱۸۶۴	سید عبدالوحید صاحب محلہ خانقاہ یارہ " "	عہ	"
۸۱	۱۸۶۵	منشی عبدالعزیز خان صاحب " "	صہ	"
۸۲	۱۸۶۶	منشی اشرف علی صاحب " "	عہ	"
۸۳	۱۸۶۷	منشی نثار احمد صاحب گول بازار " "	عہ	"
۸۴	۱۸۶۸	منشی عبدالغفور صاحب " "	لعہ	"
۸۵	۱۸۶۹	حاجی جمیل الدین صاحب خانقاہ یارہ " "	لعہ	"
۸۶	۱۸۷۰	جناب لال محمد صاحب خیاط گول بازار "	عہ ۲	"
۸۷	[illegible]	ڈاکٹر غلام حسین خان صاحب ورگ سی پی	صہ	زکوٰۃ [illegible]
۸۸	۱۸۷۷	عبدالقیوم خان صاحب وکیل " "	عہ	تعمیری [illegible]
۸۹	۱۸۷۹	حافظ جمیل الرحمن صاحب " "	لعہ	[illegible]
۹۰	۱۸۸۰	سید امداد حسین و منشی غلام رسول خان صاحب "	لعہ	تعمیری [illegible]
۹۱	۱۸۸۳	حکیم سید منظور احمد صاحب موضع آبچھ ڈاکخانہ کوٹ ضلع مظفر نگر	[illegible]	زکوٰۃ
۹۲	۱۸۸۴	مستری اللہ بخش صاحب اسلحہ فروش فیروز پور	۲ روپے	[illegible]
۹۳	۱۸۸۵	جناب محمد عمر خان صاحب انگریزی دوا فروش [illegible]	[illegible]	زکوٰۃ
۹۴	۱۸۹۰	جناب محمد مرزا صاحب سبزی منڈی دہلی	لعہ	رسالہ
۹۵	۱۸۹۷	جناب فتح محمد صاحب موضع غوری [illegible]	[illegible]	تعمیری [illegible]
۹۶	۱۸۹۸	جناب حافظ مبارک صاحب " " "	عہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۹۷	۱۸۹۹	جناب امام بخش صاحب موضع غوری ریاست [illegible] میر پور	لعہ	[illegible]
۹۸	۱۹۰۰	جناب مثل صاحب " "	[illegible]	"
۹۹	۱۹۰۱	جناب ابراہیم آشہ میر صاحبان " " "	۸ر	"
۱۰۰	۱۹۰۲	مولوی خلیل احمد صاحب " " "	لعہ	"
۱۰۱	۱۹۰۳	مولوی عبدالواحد و اللہ دیا صاحب " " "	عہ	"
۱۰۲	۱۹۰۴	حاجی ولی محمد صاحب " " "	عہ	"
۱۰۳	۱۹۰۵	جناب حاجی منا صاحب " " "	۸ر	"
۱۰۴	۱۹۰۶	جناب حاجی محمد عثمان صاحب " " "	۱۰ر	"
۱۰۵	۱۹۰۷	جناب محمد مزمل صاحب " " "	۸ر	"
۱۰۶	۱۹۰۸	جناب اللہ دیا صاحب " " "	عہ	"
۱۰۷	۱۹۰۹	جناب حاجی دمنہ صاحب " " "	عہ	"
۱۰۸	۱۹۱۰	جناب عبدل صاحب " " "	۸ر	"
۱۰۹	۱۹۱۱	جناب ابوبکر صاحب " " "	عہ	"
۱۱۰	۱۹۱۲	جناب محمد بخش صاحب " " "	۲ر	"
۱۱۱	۱۹۱۳	جناب عادل صاحب " " "	۲ر	"
۱۱۲	۱۹۱۴	جناب نور محمد صاحب " " "	عہ	"
۱۱۳	۱۹۱۵	جناب محب اللہ صاحب " " "	عہ	"
۱۱۴	۱۹۱۶	جناب عبدالواحد صاحب " " "	لعہ	"
۱۱۵	۱۹۱۹	حاجی شیخ عبدالحمید صاحب نہٹور بجنور	۸ر	[illegible]
۱۱۶	۱۹۲۱	ڈاکٹر حاجی سید عبدالحمید صاحب " "	عہ	"
۱۱۷	۱۹۲۷	میر سید کمال احمد صاحب نوبار سادات "	عہ	"
۱۱۸	۱۹۲۸	سید منشی اوصاف احمد صاحب " "	۸ر	"
۱۱۹	۱۹۳۰	صوفی محمد اسحاق صاحب محلہ مردہگان "	عہ	"
۱۲۰	۱۹۳۱	جناب قاضی بدرالدین صاحب ڈاکخانہ گوانتہ ضلع	لعہ	[illegible]
۱۲۱	۱۹۳۲	ابراہیم حسین صاحب موضع شیسر ضلع مظفر نگر	صہ	عطاء
۱۲۲	۱۹۳۳	محمد اسمٰعیل خان صاحب کوٹانہ سوہنجنہ	عہ	تعمیری [illegible]
۱۲۳	۱۹۳۴	حاجی کرم اللہ صاحب [illegible] فروش " "	[illegible]	[illegible]
۱۲۴	۱۹۳۵	جناب محمد صدیق صاحب " "	[illegible]	تعمیری [illegible]
۱۲۵	۱۹۳۶	جناب حکیم [illegible] صاحب " "	[illegible]	"

فہرست کتب وقفی و اشیا متفرق

موصولہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ

نمبر شمار	نمبر رسید وتحفہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	تفصیل اشیاء
۱	۱۴	از وقف بجانب اہلیہ عبدالصمد صاحب مرحوم ساکن افضل گڈھ بجنور	جلالین شریف مجتبائی (ایک جلد) - مشکوٰۃ شریف مجتبائی
۲	۱۶	حضرت مولانا مولوی محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور	بذل المجہود کامل (ایک نسخہ)
۳	۱۸	ایک اہل خیر معرفت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور	بذل المجہود کامل (چھ نسخہ)
۴	۱۹	عالیجناب مولوی محمد جلیل صاحب منصف دیوبند	وہچل حدیث مجلد (۵ جلد) ادعیۃ القرآن مجلد (۵ جلد)
۵	۲۰	علی اصغر صاحب محلہ جدید قاضی پورہ ضلع بلیا برائے ایصال ثواب دختر خود	مشکوٰۃ شریف (ایک جلد) - ابن ماجہ (ایک جلد) - جلالین شریف غیر مجلد (ایک جلد)
۶	۲۱	جناب بشیر احمد صاحب صدیقی پرنسپل شبلی کالج اعظم گڈھ	جمع الفوائد غیر مجلد (ایک عدد)
۷	۲۲	حاجی محمد قاسم صاحب ناظم تعمیرات دارالعلوم دیوبند	قرآن شریف غیر مجلد (ایک عدد) - شمائل شریف غیر مجلد (ایک عدد) - نور الانوار غیر مجلد (ایک عدد) جواب ترکی بترکی (ایک عدد) - علماء ہند (ایک عدد) - معرفت الحقائق (ایک عدد) - التبلیغ حصہ ا (ایک عدد) تحفہ لحمیہ (ایک عدد)

دین کی اشاعت اور ترقی میں آپ کا جو پیسہ بھی صرف ہوتا ہے وہ آپ کے لئے بہترین ذخیرۂ آخرت بنتا ہے۔ دارالعلوم دیوبند آپ کے مصارف خیر کی سب سے زیادہ قابل اعتماد جگہ ہے۔ براہ کرم اپنی امداد کے ساتھ یہ ضرور تحریر فرمائیں کہ یہ رقم فلاں مد میں بسلسلۂ بہی خواہی دارالعلوم بھیجی جا رہی ہے تاکہ دفتری اندراجات میں سہولت ہو۔

فراہمی غلّہ کی شدید ضرورت

گذشتہ سال غلہ کی کمیابی بلکہ نایابی کی وجہ سے عام طور پر جن مصائب اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس سے شاید ہی کوئی شخص ناواقف ہو۔ گذشتہ سال کی مشکلات اور آیندہ کے خطرات کی بنا پر اس سال اکابر دارالعلوم دیوبند نے یہ فیصلہ فرمایا کہ دارالعلوم کے پندرہ سولہ سو مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک سال کی ضرورت کے مطابق غلہ فراہم کر لیا جائے تاکہ آنیوالے زمانہ میں مہمانان رسول اللہ صلعم کو تکالیف سے بچایا جا سکے۔ اکابر مدظلہم کے اس دوراندیشانہ فیصلہ کے مطابق اضلاع سہارنپور، بجنور، مظفرنگر اور میرٹھ کے دیہات میں حضرات سفرائے دارالعلوم مامور کردئے گئے ہیں کہ وہ ان اضلاع کے مخلص مسلمانوں کو اس اہم ضرورت کی طرف توجہ دلائیں اور ان سے درخواست کریں کہ جس طرح وہ اپنی پاک کمائی میں سے اپنے بچوں، عزیزوں اور مہمانوں کے لئے غلہ کا انتظام کریں گے اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ان مہمانوں کا بھی خیال کریں اور ان کے لئے بھی حوصلہ مندی کے ساتھ دل کھول کر غلہ دیں۔ حق تعالیٰ جل مجدہٗ نے ایسے لوگوں کو بشارت دی ہے کہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ (بقرہ)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو خرچ کرو اس چیز میں سے جو ہم نے تم کو دی ہے قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ خرید و فروخت ہے اور نہ دوستی اور سفارش اور کافر ہی زیادتی کرنے والے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ (بقرہ)

مثال ان لوگوں کی جو خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں میں سے اللہ کی راہ میں مثل اس دانے کے ہے جس میں سات بالیں اگیں اور ہر بال میں سو دانے ہوں اور اللہ اس سے بھی زیادہ کر دیتا ہے جس کے لئے چاہے اور اللہ فراخی والا اور جاننے والا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ زراعت پیشہ حضرات کے علاوہ ملک کے ہر حصے کے غیر زراعت پیشہ حضرات بھی مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غلہ خریدنے کی تحریک میں اخلاص کے ساتھ حصہ لیکر حوصلہ مندی کا ثبوت دیں گے۔

خرید غلہ کے لئے نقد امداد ارسال فرمانیوالے حضرات سے درخواست ہے کہ وہ کوپن پر یہ عبارت ضرور تحریر فرمائیں

"یہ رقم خرید غلّہ کیلئے بمد بہی خواہی بھیجی جارہی ہے"

ملک کے مختلف حصوں سے خرید غلہ کے لئے جو حضرات چھوٹی بڑی رقمیں ارسال فرمارہے ہیں ان کی فہرست علیحدہ مرتب کیجارہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ دارالعلوم کے آیندہ نمبر میں ان حضرات کے اسما شکریہ کے ساتھ شائع کئے جائیں گے اور یہ بھی ظاہر کیا جا سکیگا کہ ان کی مخلصانہ امداد سے کتنا غلہ خریدا گیا۔

احقر عبدالوحید غفرلہ
ناظم شعبہ تنظیم و ترقی دارالعلوم دیوبند

۸۰۴

سٹرڈ نمبر اے

جمادی الاخریٰ ۸۱

مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

کا

ماہوار رسالہ

دارالعلوم

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتبہ

عبدالوحید غازیپوری

ناظم شعبۂ تنظیم و ترقی دارالعلوم دیوبند

نصب العین

(۱) تعلیمات اسلامیہ [illegible] مسلمانوں میں صحیح [illegible] ذہنیت پیدا کرنا۔

(۲) اسلام پر جدید [illegible] کا بطریق احسن مدافعت کرنا۔

(۳) [illegible] علمائے دیوبند کے تحقیقی مقالات پیش کرنا۔

(۴) حالات دار العلوم سے [illegible] دار العلوم کو باخبر رکھنا۔

فہرست مضامین

جلد ۳ | بابت ماہ جمادی الاخریٰ سنہ ۱۳۶۱ھ | شمارہ [illegible]

ضروری گذارشات

(۱) براہ کرم خط و کتابت اور ترسیل زر کے ساتھ اپنے پتہ کی چٹ کا نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔

(۲) ہر ماہ کا رسالہ اسی ماہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہو جایا کریگا اگر اگلے ماہ کے پہلے ہفتہ تک رسالہ آپکے پاس نہ پہونچے تو دوبارہ طلب فرما سکتے ہیں۔

(۳) چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ وی پی طلب کرنے میں جانبین کا نقصان ہے۔

(۴) دار العلوم کے [illegible] مضامین کو دوسروں تک پہونچانے کی سعی فرما کر دوگونہ اجر حاصل کریں۔

ناظم و مرتب رسالہ "دار العلوم" دیوبند

(باہتمام عبد الوحید غازیپوری طابع و ناشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں طبع ہو کر دار العلوم دیوبند سے شائع ہوا)

کوائفِ دارُالعلوم

حضرت شیخ مدنی مدظلہ کی اسارت

۔ ۱۰ر جمادی الاخریٰ سنہ یوم پنجشنبہ کو تقریباً آٹھ بجے صبح شیخ الہند ثانی حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ صدر الاساتذہ و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند کے اسیر کرلئے جانے کی اطلاع دارالعلوم میں پہنچی ۔ اور آناً فاناً برقی رو کی طرح تمام فضائے دارالعلوم میں پھیل گئی ۔ اس خبر کے سنتے ہی اساتذہ ۔ طلبہ ۔ ذمہ داران اور کارکنان دارالعلوم میں جو ہیجان و اضطراب کی کیفیت پیدا ہوگئی اس کا صحیح نقشہ لفظوں میں کھینچنا دشوار ہے ۔ طلبہ فوراً ہی کتابیں بند کرکے درسگاہوں سے باہر نکل آئے اور پوری فضائے دارالعلوم حضرت شیخ کی گرفتاری کے خلاف غم و غصہ کے جذبات سے بھری ہوئی محسوس ہونے لگی ۔ اتفاقاً حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم یہاں تشریف فرما نہ تھے ۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر مہتمم دارالعلوم نے دارالشوریٰ میں اساتذہ کو جمع فرما کر صورت حال کے متعلق مشورہ کیا ۔ طے پایا کہ دہلی سے دارالعلوم کی مجلس اعلیٰ کے ارکان حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب ۔ حضرت مولانا ابوالقاسم حفظ الرحمٰن صاحب ۔ خان بہادر شیخ رشید احمد صاحب کو بذریعہ برقیہ دیوبند پہنچنے کی دعوت دیجائے ۔ اور سہارنپور سے حضرت مولانا حافظ محمد یوسف صاحب انصاری کو بلا لیا جائے ۔ اور حضرت شیخ کی اسارت سے پیدا شدہ صورت حال کے ضروری پہلوؤں پر ان حضرات کے مشورہ کے مطابق کوئی قدم اٹھایا جائے ۔

طلبہ کا احتجاجی جلسہ

۔ طلباء نے اسی غم و غصہ کی حالت میں دارالحدیث میں ۱۰ بجے دن کو ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرکے اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا اور نہایت جوش و خروش کے ساتھ ایک تجویز منظور کی ۔ جس میں حکومت ہوبرٹ متحدہ کے اس اقدام کے خلاف نفرت اور غصہ کا اظہار کیا گیا ۔ اور حضرت شیخ کی خدمت میں خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد انہیں یقین دلایا گیا کہ مسلمانوں کی سربلندی، ہندوستان کی آزادی اور دین کی خدمت کے جس پاک اور بلند نصب العین کے حصول کی جدوجہد کے نتیجہ میں حکومت نے حضرت والا کو گرفتار کیا ہے ہم سب اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے حضرت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہ کرینگے ۔ جلسہ میں انتہائی جوش و خروش کے باوجود عالمانہ وقار نمایاں تھا

شہر میں مکمل ہڑتال

۔ حضرت شیخ مدظلہ کی گرفتاری کی خبر سنتے ہی شہر کے تمام بازار بند ہوگئے ۔ گیارہ بجے دن سے شام تک شہر کے ہر حصہ میں مکمل ہڑتال رہی ۔ تمام اقوام ہڑتال میں مساوی طور پر شریک ہوئیں ۔

دارالعلوم میں جلسہ

۔ بعد نماز ظہر اساتذہ، طلبہ اور کارکنان دارالعلوم کا ایک مشترکہ جلسہ زیر صدارت حضرت

مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہ صدر مہتمم دارالعلوم منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ نے جو اس وقت تشریف لاچکے تھے۔ حضرت شیخ کی گرفتاری پر آپ مخصوص عالمانہ انداز میں ایک پرمغز تقریر فرمائی اور حکومت کے اس اقدام کو غیر دانشمندانہ قرار دیا۔ اسکے بعد صدر جلسہ حضرت صدر مہتمم صاحب مدظلہ نے نہایت مدبرانہ لب و لہجہ میں اس گرفتاری کے خلاف اظہار خیال فرمایا۔ اور فرمایا کہ اگر حکومت حضرت مولانا مدظلہ کو گرفتار کرکے دارالعلوم دیوبند و جماعت دیوبند کو چیلنج کرنا چاہتی ہے تو میں پوری جماعت کی طرف سے اس چیلنج کو قبول کرنے کیلئے تیار ہوں۔ اس جلسہ میں ایک مفصل تجویز منظور کیگئی۔ جس میں حضرت مولانا کے مذہبی مسلک پر گامزن رہ کر اُسے کامیاب بنانے کا عہد کیا گیا۔

جلوس ـ بعد نماز عصر جمعیۃ علمائے دیوبند کے زیر نگرانی آستانۂ حضرت شیخ سے ایک عظیم الشان جلوس مرتب ہو کر روانہ ہوا جس میں ہزاروں باشندگان دیوبند نے حصہ لیا۔ جلوس نہایت متانت و وقار کے ساتھ شہر کے بازاروں اور محلوں سے گذرتا ہوا نماز مغرب کے وقت آستانۂ حضرت شیخ پہنچکر ختم ہوا۔

جمعیۃ علماء کا عظیم الشان جلسہ ـ بعد نماز عشاء جمعیۃ علمائے دیوبند کیطرف سے ایک عظیم الشان جلسہ بازار صنعت بند میں زیر صدارت حضرت مولانا محمد طیب صاحب منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں مسلمانوں اور ہندؤں کا اتنا عظیم اجتماع تھا کہ دیوبند میں اسکی نظیر کم مل سکتی ہے۔ مجمع میں ایک پرمتانت جوش محسوس کیا جا رہا تھا۔ متعدد تقریروں اور نظموں کے بعد ۱۲ بجے شب میں جلسہ برخاست ہوا۔ اس جلسہ میں بھی ایک تجویز بالاتفاق منظور کیگئی۔ جس میں حکومت کے ناعاقبت اندیشانہ اقدام کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا گیا اور حضرت مولانا کے نصب العین کو زیادہ مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ کامیاب بنانے کی اپیل کیگئی۔

زعمائے ملت کا ورود ـ ۱۱ جمادی الاخری یوم جمعہ کو صبح کی گاڑی سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب انصاری گنگوہی رکن مجلس اعلیٰ دارالعلوم دیوبند۔ دوپہر کی گاڑی سے حضرت مولانا ابوالقاسم حفظ الرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند و رکن مجلس اعلیٰ۔ شب میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب مدظلہ رکن مجلس اعلیٰ ورود فرمائے دیوبند ہوئے۔ بعد نماز عشاء ایک عظیم الشان جلسہ جامع مسجد میں زیر صدارت حضرت مولانا محمد طیب صاحب منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب نے ایک معرکۃ الآرا تقریر فرمائی اور بحیثیت ناظم جمعیۃ علماء ہند حکومت صوبہ متحدہ کے اس چیلنج کو قبول فرمانے کا اعلان کیا جو اُسنے حضرت مولانا مدظلہ کو گرفتار کرکے مسلمانوں کی غیرت و حمیت کو دیا ہے۔ مولانا ابوالوفا صاحب نے بھی ایک مؤثر تقریر فرمائی۔ ۱۲ جمادی الاخری کو حضرت مفتی اعظم مدظلہ نے طلبہ کے ایک جلسہ میں انھیں پرامن رہکر حضرت شیخ کے نصب العین کو کامیاب بنانے کی جدوجہد میں حصہ لینے کی ہدایت فرمائی۔ اور اپنی تعلیمی مصروفیات کو بدستور جاری رکھنے پر زور دیا۔ ۱۹ جمادی الاخری یوم جمعہ کو سحبان الہند حضرت مولانا حافظ احمد سعید صاحب دہلوی نائب صدر جمعیۃ علمائے ہند دیوبند تشریف لائے اور بعد نماز جمعہ جمعیۃ العلمائے دیوبند کے زیر اہتمام ایک کثیر الاجتماع جلسہ میں

(بقیہ ٹائٹل صفحہ)

دارالعلوم کا طغرائے امتیاز

(از مولانا حکیم عبدالرشید محمود رضا انصاری گنگوہی رکن مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند)

حامداً ومصلیاً۔ حقائق کائنات پر فکر عمیق سے جب کام لیا جاتا ہے تو اشیاء کی تقسیم مادہ اور روح دو نوعیتوں میں پائی جاتی ہے۔ اس بنیادی امتیاز کے بعد پھر جس قدر ان میں سے ہر ایک کا تجزیہ کیا جاتا ہے اپنی اپنی اقسام اور افراد میں باہم متمائز بھی پائے جاتے ہیں۔ ایک کلی کی دو جزئی اگر کلی حیثیت سے مشترک ہیں تو جزئی حالت میں باہم متمائز بھی ہیں۔ ایک اصل کی دو فرع اصل میں اگر متحد ہیں تو فرعی امتیاز ناگزیر ہے۔ کیونکہ فلسفیانہ تحلیل و تجزیہ اگر مادہ اور روح یا جدید اکتشافی نظریہ کے تحت ایک منفی اور ایک مثبت پر ختم ہوگا تو بھی صرف ان دو کا امتیاز بہرحال بعد کے تفرعات کے تبیز و تنوع سے قطع نظر اپنی جگہ پر ناقابل انکار حقیقت ہوگا۔ اس امتیاز مسلم کے بعد یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ افراد متمائز میں بھی کسی ایک کی ترجیح و تفوق یقینی ہے۔ ایک کلیہ کے دو جزیئے۔ ایک نوع کے دو فرد باہم کسی حیثیت سے راجح اور مرجوح ضرور ہوں گے۔ ان میں مساوی اتصاف ناممکن ہے۔ راجح اور مرجوح کی تعیین میں تو اختلاف ممکن ہے میرے نزدیک یہ فرد فائق ہے آپ کے خیال میں دوسری کو ترجیح ہے۔ مگر نفس ترجیح کا سوال یعنی ایک کی کمتری اور دوسرے کی برتری کا مسئلہ ناگزیر ہے۔

حق تعالیٰ نے کائنات کو پیدا کیا تو اتحاد مادہ کے ساتھ عناصر کو مختلف کردیا۔ عناصر میں آگ و ہوا کی ترجیح آب و خاک پر قائم کی باعتبار لطافت و کثافت یا اس کے برعکس کسی دوسرے نقطۂ تخیل سے تو پھر ان کے مجموعہ کی تقسیم موالید ثلاثہ پر منحصر کی۔ ان میں حیوانات کو جمادات و نباتات پر ترجیح دی تو حیوانات میں فصل نطق کے باعث انسان کو فائق کیا۔ انسان کے اعضاء و جوارح میں قلب و دماغ کو برتر بنایا تو اعمال قلب اور وظائف دماغیہ میں شہوات و تلذذات۔ تعیش و استراحت نفسانی تحریکات و حسیات میں تجرد و صرافت۔ علم و فکر۔ اور تامل و تدبر کو ترجیح دی۔ اور پھر اس پر بھی بس نہیں کی بلکہ اس تفکر و تامل کے درجات قائم کرکے فوق کل ذی علم علیم کا تسلسل قائم فرمایا؎

اے برادر بے نہایت درگہیست ؎ ہرچہ بروے میرسی بروے مایست

غرض حوادث حالیہ اور عادات جاریہ میں کوئی امر بھی اس قانون امتیاز و ترجیح سے خالی نہیں۔ انسان جیسی ہمہ گیر و جامع نوعیت کے افراد میں حق تعالیٰ کا عظیم الشان شاہکار پیغمبر کی شخصیت ہے پیغمبر کا عظیم الشان شاہکار قومیت کی تعمیر اور اس کی ذہنی و اخلاقی تخلیق ہے پیغمبروں کی ہستیاں بھی اس کلیہ سے

مستثنیٰ نہیں۔ کوئی صرف نبی ہے۔ کوئی نبوت سے ارفع مرتبۂ رسالت پر فائز ہے۔ کسی کو اہل کتاب اور صاحب شریعت بنایا کسی کو سابق رسول کا مجدد و متبع نبی قرار دیا کوئی موسیٰ کی طرح عند اللہ وجیہا ہے کوئی ابراہیم جیسا حنیف ہے۔ غرض تفوق و ترجیح یہاں بھی موجود ہے۔ حتیٰ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تفوق سائر انبیاء پر مسلم ہوا اور یہ فوقیت کسی ایک جزو میں نہیں بلکہ نبوت کے تمام اجزاء ممکنہ اور اس کے جمیع لوازمات و متعلقات میں بکثرت باعتبار نسب، باعتبار جمال، اخلاق، تعلیم و تزکیہ قوم و امت حتیٰ کہ باعتبار معجزہ بھی آپ کی فوقیت تمام رسل سابقہ پر محقق ہے۔ کسی پیغمبر کو حسن یوسف و دم عیسیٰ اور ید بیضا عطا ہوا۔ کسی کو تسخیر ہوا و جبال جن و انس اور نطق طیور ملا کسی کے لئے دریا میں راستہ بنا۔ تو کسی کے واسطے آتشکدہ سرد ہوا۔ مگر اس آخری پیغمبر کا معجزہ بھی ان سب سے ارفع معجزہ ہوا۔ اور وہ علم اولین و آخرین اور کتاب مبین ہے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ جوارح میں ترجیح دماغ مسلم ہے۔ اور افعال دماغی میں اس کا تفکر فائق ہے۔ اسی طرح اعجاز محمدی خالص علمی افکار اور فقیہانہ تدبر ہے جو قرآن کے مقدس تسمیہ سے معروف اور ہر نوع اعجاز پر من کل الوجوہ فائق ہے۔ جس کا چیلنج خود اس میں موجود ہے باعتبار بلاغت مضمون باعتبار ندرت کلام۔ ربط و تسلسل۔ صنائع و بدائع حکمت و موعظت غرض کلام ممکن سے بہر کیف یہ کلام واجب برتر ہے۔ یہی وہ علمی خزینہ اور اسی کا یہ امتیاز خصوصی ہے کہ اس کی تعلیم و تلاوت اور فہم و تدبر سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو خیر امت اور اپنی قوم کو نخبۃ الاقوام ثابت کیا۔ عرب کے وحشی بربریت نشین اور جنگجو قبائل کو چند سال کے قلیل عرصہ میں اس قابل بنا دیا کہ جس نے ایک طرف اپنی تنظیم و تحکیم اعتصام بحبل اللہ۔ صلح و مواخات اور عزم و تہور سے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے۔ پاپائے رومۃ الکبریٰ کے ایوان قدس کی بنیادیں ہلا دیں۔ اور دوسری طرف اپنے رفعت اخلاق حلم و انصاف وعدوں کی پختگی اور معاہدوں کی سچائی سے اغیار کو احباب بنا لیا۔ تمام دنیا سے ارباب من دون اللہ کی تفریق کو مٹا کر ما سوی اللہ کے تعبد و غلامی کی زنجیریں اپنے علم و توحید کی شمشیر آبدار سے پارہ پارہ کر ڈالیں۔ استقلال ذات حریت نفس آزادئ رائے، مساوات حقوق، اور ذوق علم کی نورانیت تمام عالم میں پھیلا دی۔ تعالوا الیٰ کلمۃ سواء الخ کے نعرۂ توحید سے دنیا کے قیاصرہ اکاسرہ اور فراعنہ مصر و بابل کی انانیت و جباریت کے بت سرنگوں کر ڈالے۔ اپنی علم نوازی و افکار پسندی سے کتاب اللہ کی روشنی میں علم کو ابواب و عنوانات مختلفہ کی ایسی مقدس تفصیل سے پیش کیا کہ مصر و شام کوفہ و بصرہ علمی مراکز بن گئے۔ اعجاز قرآنی نے ان وحشی اور صحرا نواز بدوؤں کو ایسا علم کا ذوق آشنا بنایا کہ ہر فرد خم علم سے مخمور اور نکتہ سنج حقائق اور دقیقہ شناس معارف بن گیا۔ کہیں تفسیر قرآن کے علماء ہیں۔ کہیں فن حدیث کے ماہرین ہیں۔ کسی جگہ اسماء رجال کی تحقیق تو کہیں اصول دین کی تدوین اور فقہی موشگافیاں ہو رہی ہیں۔ کوئی جماعت فلسفۂ یونان کا رد کر رہی ہے تو کوئی

علم کلام کی تاسیس میں مصروف ہے۔ کسی نے تاریخ کو میدانِ فکر تجویز کیا۔ تو کوئی مغازی رسول کی تحقیق کررہا ہے۔ فن شعر قوافی و عروض مرتب ہو رہے ہیں تو صرف و نحو معانی و بیان کی ترتیب بھی جاری ہے۔ کسی نے ریاضی کو مطمح نظر بنایا تو کسی نے ہیئت کو مدون کیا۔ غرض اس رسول عربی کے آتے ہی جو خود اگرچہ امی تھا مگر اعجازِ علم ساتھ لایا تھا امت کو اعلیٰ درجہ کا مفکر اور وسیع النظر محقق بنا گیا۔

بعض فنون مستقلاً ایجاد کئے۔ بعض کے منتشر اجزا کو حسن اسلوب سے تشکیل دیا علم کو دو شعبوں میں منقسم کیا شعبۂ اول افعال خداوندی کا تدبر یعنی قدرتی ماحول و مناظر اور ممکنات کے باہم ترتیب و تنظیم اور اس کے تعلق کی تفصیلات تھیں۔ اور شعبۂ دوم اقوالِ ربانی کا تفکر اور اس کے فلسفۂ متعلقہ کا واقعی تفقہ تھا پھر اس میں علمی و نظری اور تجربہ و مشاہدہ کی تفصیلات۔

قرآن پر آئے تو تاویل القرآن اور ناسخ و منسوخ کی ابحاث۔ قرأت و تجوید۔ اس میں بے نقط ہونیکی ندرت نے مستقل فن کی شکل اختیار کی۔ حدیث پر نظر کی تو اسماء رجال۔ نقد الحدیث۔ معرفۃ العلل۔ علم العوالی اور مغازی رسول کو مستقل فن بنایا۔ فقہ کی بنا ڈالی تو سلوک و تصوف کی عمارت بھی تعمیر کی کہیں علم الفرائض اور خلافیات کو مرتب کیا۔ تو کہیں علم الانساب تاریخ تعبیر رویا علم النوادر جیسے فنون کو ترتیب دیا۔ انشا و خطابت بیان و مناظرہ کو لیا تو کتابت و رسم الخط کا تنوع بھی پیدا کیا۔ ریاضی اور عروض پر چلے تو کلام فلسفہ منطق ہیئت قیافہ نفسیات سیاسیات نجوم طب حتیٰ کہ کیمیا اور موسیقی تک پر کتابیں تصنیف کر ڈالیں۔

غرض اس کنارہ سے اس کنارہ تک بحر علم میں تحرک و تموج پیدا ہو گیا جس نے مبوب اور منشعب ہو کر سیکڑوں صورتیں علم کی پیدا کریں۔ اطلبوا العلم ولو کان بالصین کے امر مہتم نے امت عرب کو اسقدر سیر فی الارض پر مجبور کیا کہ راہ کی صعوبتیں حضر کی راحتیں بن گئیں۔

خلافت مامونی کا ورق لٹئے ہنگامۂ تعلیم و تعلم برپا ہے۔ تحقیق و تدقیق کا بازار گرم ہے۔ فلاسفہ، و مناطقہ معتزلہ و اشاعرہ سرگرم مباحث ہیں۔ کلام خداوندی پر مختلف طرق سے تدبر ہو رہا ہے۔ مختلف النوع افکار زیر غور ہیں۔ خود سرے سے اس کی ذات کلام نفسی اور کلام لفظی میں منقسم اور اسے صفت یا مخلوق بنانے پر استدلال و استخراج کی فکر پیمائیاں طاری ہیں۔ مختلف کتب کے تراجم سامنے ہیں جن سے قرآنی مطالب کی تطبیق یا تفریق ہو رہی ہے۔ استویٰ علی العرش کی کیفیت پر کہیں سوال ہے کہیں اس کے بدعت ہونے پر اصرار ہے۔ کوت الامارہ کے وسط میں کتبخانہ قائم ہے۔ بغداد علماء اور فضلاء کا مرکز ہے۔ خود خلیفۂ وقت مسلم الثبوت فاضل اور قدردان ارباب فضل ہے۔ عباسیوں کا آخری دور بھی اسی ارتقاء علم و فضل اور تدوین فنون میں گذرتا ہے جو ایک زبردست اور وسیع کتبخانہ ہلاکو کی اضاعت کے لئے چھوڑتا ہے۔ جو دریائے دجلہ کے نذر ہو کر سات

رد تک آپ دجلہ کو نیلگوں کرتا ہے۔

بنو امیہ نے اسپین کو دارالخلافہ بنایا تو وہاں بھی یہی علمی ہنگامہ آرائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ تین سو کتب خانے کئی سو لائبریریوں کا افتتاح ہوتا ہے۔ غرناطہ طلیطلہ اور مدینۃ الزہرا اس کے علاوہ ہیں۔

یہ زمانہ یورپ کی علمی تاریکی کا زمانہ ہے۔ غالباً لانگ پارلیمنٹ اور جیمس اول کا دور ہے جو جہالت کو نجات کی مادر مہربان کہتا ہے۔ عیسائی تمدن اور نصرانی معاشرت دنیا کی پست ترین وحشیانہ معاشرت ہے۔ عیسائی ان یونیورسٹیوں سے اکتساب علم کرتے ہیں اور بتدریج تمام عیسائیت ذوق علم سے متاثر ہو جاتی ہے۔ شہنشاہ اوتو ثالث نے گربرٹ ایک شخص کو اسلامی دارالعلوم قرطبہ میں داخل کیا جس نے فارغ ہو کر رمس میں ایک یونیورسٹی قائم کی اور تمام پروفیسر و لیکچرار مسلم تجویز کئے۔ صغری فانوس ابن ندیم ابن موسیٰ ابو عثمان ان میں ممتاز حضرات میں۔ بجز متعصب عیسائی مورخین رینالڈس جرجی زیدان وغیرہ اس حقیقت کا سچائی سے اعتراف کرتے ہیں

علم و ہنر کا مرتبہ کیا جانتے تھے وہ ٭ جو عمر بھر رہے تھے خریدار سنگ و خشت

غرض رسالت پیغمبر کے اعجاز علم نے تمام امت کو علمی ذوق سے متاثر کیا۔ اور جس طرح پیغمبر کا اعجاز خصوصی ایک امی کی کتاب تھی اس امی امت کی خصوصیت بھی تبحر علمی ہے۔ ہاں مگر اس کا امتیاز نہ علم طبعیات سے ہے نہ فلسفہ و سائنس سے۔ نہ مادی اختراعات و ایجادات سے ہے نہ فلکیات و دور سیارگان سے۔ اجسام کائنات پر منحصر ہے نہ اس کے علم خواص و تاثیرات پر۔ محیر العقول آلات فقید المثال دوربین طبعی در استیں انبیائی علوم اور الٰہی معارف میں داخل نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کائنات کا تدبر غلط اور طبعیات کی تحقیق ممنوع ہے۔ بلکہ وسائل اور مقاصد کے خلط سے بچنا منظور ہے۔ افعال خداوندی کا تدبر اور کائنات کے باہمی نظم و تعلق کا تجزیہ اگر معین مقصود ہے اور منجر الی المقصود ہے تو جائز بلکہ مستحب ہے۔ اور اگر یہ مادی کاوش روحانیت سے مستغنی اور تفکر مقصود سے بے نیاز کراتی ہے اور وسیلہ میں الجھا کر حصول مقصود میں حاجب و مخل ہو جاتی ہے جیسا کہ آج ہو رہا ہے تو اس کا مضر اور وسواس شیاطین ہونا مسلم ہے۔ جیسا کہ امام شافعی علیہ الرحمۃ کا شعر ہے۔

والعلم ما کان فیہ قال حدثنا ٭ وما سواہ فوسواس الشیاطین

بہرکیف امتیاز و ترجیح کا سوال ہے۔ امت اسلام کا طغرائے امتیاز انبیائی کارنامے اور انبیائی علوم ہیں جو خود بھی مقصود ہیں۔ اور بحیثیت وسائل مقاصد بھی مطلوب ہیں۔ کیونکہ مقصود حق تعالیٰ کی تعبد و غلامی اور اس کا ذکر و فکر ہے۔ اور اس کا مدار الیہ علوم نبوت ہیں۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کا حصر اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی تشبیہ اسی علت پر مبنی ہے۔

دور صحابہ و تابعین کے بعد کوئی عہد ایسا نہیں گذرا جس میں امت اس قسم کے علماء سے خالی رہی ہو۔

(از جناب خیری قاسمی غازی پوری)

پھولوں کی خوشبو میں تو ہے پھول کی رنگت میں تو
شام کی سرخی میں تو ہے، صبح کی بہجت میں تو

جنگ کی شورش میں تو ہے، امن کی وادی میں تو
محفلِ غم میں بھی تو، ہنگامۂ شادی میں تو

چاند، تاروں میں بھی تو ہے خاک کے ذرّوں میں تو
نور کی موجوں میں تو ہے، آتشیں شعلوں میں تو

جلوۂ کعبہ میں تو ہے، شمعِ بُت خانہ میں تو
خانقاہوں میں بھی تو ہے، بزمِ رندانہ میں تو

دشت و ویرانہ میں تو، صحرائے جاناں میں بھی تو
برقِ تاباں میں بھی تو ہے، بادو باراں میں بھی تو

الغرض ہر بزم میں تجھکو نہاں پاتا ہوں میں
تیرا جلوہ ذرّہ ذرّہ سے عیاں پاتا ہوں میں

کون کرسکتا ہے، انکارِ خدا اے ذوالمنن
جبکہ ہر ذرّے سے آتی ہے صدائے ذوالمنن

دام مجدہم، حضرت محترم مولانا خلیل احمدؒ حضرت مولانا انور شاہؒ حضرت مولانا حسین احمد مدظلہم جیسے خوش چینان دارالعلوم کی خدمات جلیلہ اور ان کے تقدس و تدین کی تفصیلات سے کون ناواقف ہے۔ بلاشبہ یہ وہی علماء حق ہیں جنکا ہر دور میں ہونا ضروری ہے اور جنکا امتیاز و تفوق علماء سوء کے مقابلہ میں اتنا ہی واضح ہے جتنا کہ روز پر نور کا شب دیجور سے۔ یہ وہی امتیاز علم و معرفت ہے جو امت مسلمہ کو دوسری امم کے مقابلہ میں حاصل ہے۔ اور خود اسی امتیاز کو معجزات انبیاء میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز خصوصی کے لئے منتخب کرکے تمام امت کو علمی خصوصیت سے ممتاز بنایا گیا۔ الحمد للہ کہ دارالعلوم اسی امتیاز مرکزی کی اشاعت کا عامل ہے۔ اور ارباب تمیز کے لئے اپنی منزلت کی ضرورت کا داعی و مقتضی ہے۔

شب کے کسی تیرہ و تار حصہ میں جبکہ فضائے ظلمت آفرین لحہ یکدیرا ھا کی مصداق ہو ایک ٹمٹماتا ہوا دیا بھی غنیمت معلوم ہوتا ہے۔ چہ جائیکہ ایک مشعل عالمتاب کہ جس کی تنویرات نے آفاق کو بھر دیا ہو۔

کائنات کے امتیازمیں جس طرح انسان کی خصوصیت ہے اور انسانوں میں پیغمبر۔ پیغمبروں میں احمد مرسلؐ کی ترجیح اور اس کے معجزات میں اعجاز علم کی برتری مسلم ہے۔ اسی طرح دارالعلوم کی ایشیا میں علم افروزی ممتاز ہے۔ علوم میں جس طرح علوم نبوت اور افکار وحی کو فوقیت ہے اس مرکز کی تعلیمات کا بھی آیات محکمہ سنن ثابتہ اور اجماع و انتقرت ناشی ہونا یقینی ہے۔ ایک شجر طوبیٰ ہے جس کی ہر شاخ رضوان خداوندی اور اجور جزیل کے اثمار سابغہ سے لدی ہوئی ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالیٰ اس شجر طوبیٰ کی علم پاشیوں کو ابدی و غیر متناہی بنائے اور اپنے بندوں کو اس کی آبیاری کی توفیق بخشے آمین۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صفات باری عزّ اسمہٗ

(۳)

(از حضرت مولانا مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدرس دارالعلوم دیوبند)

پس منکرین کو اس واسطے پیدا کیا تاکہ ان کو عذاب دے اور صفت قہر و غضب کا اظہار ہو۔ اور مومنین کو اس لئے پیدا کیا تاکہ ان کو مورد الطاف بنائے اور صفت ترحم کا اظہار ہو۔ اور گنہگاروں کو اس لئے پیدا فرمایا تاکہ صفت عفو اور مغفرت کا اظہار ہو۔ کما قال تعالیٰ۔

لیعذب اللہ المنافقین والمنافقات والمشرکین والمشرکات و یتوب اللہ علی المؤمنین والمومنات وکان اللہ غفوراً رحیماً (سورۂ احزاب)	تاکہ حق تعالیٰ منافقین اور منافقات کو اور مشرکین اور مشرکات کو عذاب دیں اور مومنین اور مومنات پر توجہ فرمائیں۔ اور بے شک حق تعالیٰ غفور رحیم ہیں۔

انسان[1] دست قدرت پر ایسا ناچتا ہے جیسا کہ ایک پتلی پتلی والے کے ہاتھ پر ناچتی ہے۔ پتلی والا کبھی پتلی سے بادشاہ اور وزیر کا کام لیتا ہے اور کبھی جاروب کش اور بھنگی کا کام لیتا ہے جو چاہتا ہے اچھا اور برا کام اس سے لیتا ہے مگر پتلی کو انکار کی گنجائش نہیں اور نہ پتلی کو یہ حق ہے کہ پتلی والے سے یہ سوال کر سکے کہ مجھ سے جاروب کش کا کام کیوں لیا اور بادشاہ کا کام کیوں نہیں لیا۔ حالانکہ وہ پتلی بھی پتلی والے کیطرح خدا کی مخلوق ہے۔ پس جبکہ ایک پتلی پتلی والے سے یہ سوال نہیں کرسکتی تو مخلوق کو خالق سے سوال اور محاسبہ کا کہاں حق ہوسکتا ہے کہ مجھکو نالائق و نابکار یعنی کافر و بدکار کیوں بنایا؟ اور فلاں کو صالح اور نیک اطوار یعنی مومن کیوں بنایا۔ مالک[2] کو اختیار ہے کہ جس تختہ کو چاہے شہ نشین میں لگائے اور جس تختہ کو چاہے بیت الخلاء کے قدمچہ میں لگائے اور جس تختہ سے چاہے قرآن کریم رکھنے کی رحل بنائے جس لکڑی کو چاہے چھت میں لگائے اور جس کو چاہے چولہے کا ایندھن بنائے نہ یہ کوئی ظلم ہے نہ کسی کو مجال دم زدنی ہے اور نہ کسی تختہ کو کسی قسم کے سوال کا کوئی حق ہے۔ مالک کو اختیار ہے کہ جس لوہے سے چاہے تلوار بنائے اور جس لوہے سے چاہے اپنے گھوڑے کے نعل بنوائے۔ مکان[3] میں راحت اور آرام کے لئے دالان اور قضاء حاجت

---

[1] ماخوذ از تقریر دلپذیر صفحہ ۹۔ [2] ماخوذ از صراط مستقیم صفحہ ۱۴۔ [3] ماخوذ از رسالہ حجۃ الاسلام صفحہ ۲۲ مصنفہ مولانا محمد قاسم رحمہ اللہ۔

کے لئے پاخانہ بناتے ہیں۔ اگر پاخانہ کی زبان ہو اور وہ یہ شکایت کرے کہ میرا کیا قصور ہے کہ جو
نجاست اور گندگی ڈالی جاتی ہے اور دالان نے کیا انعام کا کیا کام کیا کہ جو فرش اور قالینوں اور
آراستہ ہے تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ تو اسی لائق ہے اور ہم نے تجکو اسی لئے بنایا ہے اور وہ اسی
اس کو اسی لئے بنایا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر گندگی یہ شکایت کرے کہ یہ کیا قصور ہے کہ جو مجکو ہمیشہ
ڈالا جاتا ہے کبھی دالان نصیب نہیں ہوتا ہو اس کا بھی یہی جواب ہے۔

ایسا ہی بروں اور گندوں کا فروں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ یہ سوال کر سکیں کہ ہمکو ایسا کیوں بنا
دوزخ میں ڈالا جاتا ہے۔ اور اگر یہ سوال کریں تو یہی جواب ہے کہ تم اسی لائق ہو ہمنے تمکو اسی لئے
تم ہماری جہنم کا ایندھن ہو کما قال تعالیٰ ولقد ذرانا لجہنم کثیرا من الجن والانس۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند　٭　میل او را در دلش انداختند

پس الحمد للہ یہ ثابت ہو گیا کہ ایجاد شر نہیں کیونکہ خلق اور ایجاد کے معنی اعطاء وجود کے ہیں
کو وجود عطا کر دیتے ہیں خالق کی طرف سے صرف وجود آتا ہے جو کہ نور اور سراسر خیر ہے۔ برائی اور
وہ اس مخلوق کی ذات میں ہے۔ اور مخلوق کا خالق سے مباین اور منفصل ہونا ایک کھلی ہوئی بات
پس جبکہ مخلوق خالق سے بالکل مباین اور منفصل ہے اب اگر مخلوق فی ذاتہ قبیح ہو تو اس سے
ایجاد کی طرف کوئی قبح منسوب نہیں ہو سکتا۔

کسی کوزہ کا بدنما ہونا کوزہ گر کے بدنما ہونے کو مستلزم نہیں۔ حرف کا بدنما ہونا کاتب کے بد
نہیں اس لئے کہ کوزہ۔ کوزہ گر سے اور حرف کاتب سے ایک منفصل اور جدا چیز ہے۔

رضا بالقضا۔ اس بیان سے یہ اشکال بھی حل ہو گیا کہ جب تمام معصیتیں اسی کی قضاء وقدر سے
ہوتی ہیں۔ اور اہل اسلام کے نزدیک رضا بالقضا بھی لازم ہے تو تمام معاصی پر بھی راضی ہونا لا
اس لئے کہ ہم ابھی بتلا چکے ہیں کہ خالق کی ایجاد اور اس کی مخلوق میں فرق ہے کیونکہ ایجاد خا
ہے اور اس کی ساتھ قائم ہے۔ اور مخلوق خالق سے ایک منفصل اور جدا شئے ہے۔ اسی طرح قضاء
ہے۔ اور مقضی یعنی جس چیز پر قضا و قدر واقع ہوئی وہ اور شئے ہے۔ تقدیر اور ہے اور مقدر ا
علیحدہ چیز ہے کیونکہ تقدیر اور قضا حق تعالیٰ کا ایک فعل ہے اور مقضی اور مقدر اس فعل کا مفع
پس معاصی خود قضا و قدر نہیں بلکہ محل تقدیر اور محل قضا ہیں۔ لہذا تقدیر اور قضا جو کہ فعل
اس پر راضی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس محل تقدیر پر بھی رضا ضروری ہو۔ مثلاً اگر یہ کہا جا
ایجاد کرنا ایک بہت بڑا کمال ہے تو اس ایجاد کے پسندیدہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ سنکھیہ ہو

اور پسندیدہ شئے ہو جائے کہ اس کا استعمال جائز ہو جائے ٹھیک اسی طرح ایجاد شر اور تخلیق معصیت کا پسندیدہ ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ اس شر اور معصیت کا ارتکاب بھی پسندیدہ ہو اور اسی وجہ سے ارشاد ہو ان اللہ لایرضی لعبادہ الکفر۔

صدور اور خلق کا باہمی فرق ۔ بہر حال ایجاد شر۔ شر نہیں۔ ہاں صدور شر بے شک شر ہے کیونکہ صدور مصدر سے کسی وصف کے ظاہر ہونیکا نام ہے۔ اور یہ وصف اوّلاً اور بالذات مصدر میں ہوتا ہے اور دوسری چیزیں اسی کے پرتو سے اس وصف کے ساتھ موصوف ہوتی ہیں۔

پس اس لئے کہ تمام کمالات اور ساری خوبیاں اسی کی ذات میں موجود ہیں اور اسی کے فیض اور پرتو سے یہ کمالات مخلوقات میں ظاہر ہوتے اس وجہ سے اس کو مصدر کمالات اور مصدر خیر کہا جائیگا مگر مصدر شر نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ اس کی ذات شر اور برائی سے بالکل پاک ہے۔ جیسے آفتاب کو مصدر نور اور منبع ضیا کہہ سکتے ہیں مگر مصدر ظلمت نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ اس میں نور ہی نور ہے ظلمت کا نام ونشان بھی نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اس کی شعاعیں ہر پاک اور ناپاک پر واقع ہوتی ہیں۔

اسی طرح حق تعالیٰ کی ایجاد خیر و شر ایمان و کفر ہدایت و ضلالت سب ہی پر واقع ہوتی ہے۔ مگر اس کی ذات میں سوائے خیر محض کے اور کچھ نہیں اور اسی وجہ سے جب صدور خیر و شر کا ذکر آتا ہے تو صدور خیر کو حق تعالیٰ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے اور صدور شر کو بندہ کی جانب۔

قال تعالےٰ۔ ما اصابك من حسنۃ فمن اللہ وما اصابك من سیئۃ فمن نفسك ۔	تجکو جو کچھ بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور برائی خود تیرے نفس سے پہونچتی ہے ۔

اس آیت میں خیر کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کیا اور کلمہ من کو استعمال کیا۔ یعنی خیر اور حسنہ اللہ کی طرف سے آتی ہے اور شر اور سیئہ خود انسان سے آتی ہے۔ اور حدیث میں ہے۔

الخیر کلہ فی یدیك والشر لیس الیك	ساری بھلائیں آپ کے قبضہ میں ہیں اور کوئی برائی آپکی طرف منسوب نہیں

اور جس جگہ ایجاد خیر و شر کا ذکر آیا تو دونوں ہی کی ایجاد کو اپنی جانب منسوب فرمایا۔ اس لئے کہ ایجاد خواہ خیر کی ہو یا شر کی بہر حال کمال ہے۔ کما قال تعالیٰ۔

قل کل من عند اللہ	سب چیزیں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہیں۔

اور اس مقام پر بجائے کلمہ من کے عند کا لفظ استعمال فرمایا۔ اور اسی وجہ سے حضرات فقہاء فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کو خالق القردۃ والخنازیر کہنا جائز نہیں کیونکہ ان چیزوں کو خلق کے لئے مخصوص کرنے میں اگر استہزاء نہیں تو سوء ادب ضرور ہے۔ اس لئے خالق کل شئی کہنا چاہئے۔

جان دیگا۔ مگر باوجود اس کے پھر اطباء کو پیدا فرمایا اور سمیات اور تمام ادویہ کے خواص ان کو بتلائے تاکہ وہ سب کو بتلا دیں کہ فلاں شئے مفید ہے اور فلاں مضر۔ فلاں نافع ہے اور فلاں مہلک۔

اسی طرح حق کو یہ بھی علم تھا کہ فلاں شخص کفر کرکے ابدالاباد کے لئے ہلاک ہوگا مگر اس نے اپنی حکمت بالغہ سے روحانی اطباء یعنی انبیاء و رسل کو مبعوث فرمایا تاکہ خلق اللہ کو یہ بتلا دیں کہ کفر روحانی حیات کے قطع کرنے میں سم الفار سے کسی طرح کم نہیں۔

خلاصہ یہ کہ جس طرح تکوینیات میں اسباب اور مسببات کے سلسلہ کا ہونا خلاف عقل نہیں اسی طرح تشریعیات میں بھی اسباب اور مسببات کے سلسلہ کا ہونا خلاف عقل نہیں۔

سلسلہ مجازات۔ اس علیم و قدیر نے اپنی قدرت و حکمت کے ظاہر کرنے کے لئے تریاق اور سم الفار دونوں کو پیدا کیا۔ موت اور حیات صحت اور مرض کے اسباب پیدا کئے۔ مقوی دوائیں اور غذائیں بھی اسی نے پیدا کیں۔ زہر اور زہریلے جانور بھی اسی نے پیدا کئے اب اگر کوئی انسان زہر کھا کر ہلاک ہوتا ہے تو کوئی شخص یہ نہیں کہیگا کہ یہ سم الفار کھانے کا انتقام اور بدلہ ہے بلکہ یہ کہا جائیگا کہ یہ زہر کھانے پر اثر مرتب ہوا اس لئے کہ زہر کی خاصیت اور تاثیر ہی یہ ہے کہ اس کے کھانے سے موت آتی ہے۔

زہر کے کھانے یا سانپ کے کاٹنے سے اگر کوئی شخص مرجائے تو کوئی شخص یہ سوال نہیں کرتا کہ خدا تعالےٰ نے کیوں زہر کو پیدا کیا۔ اور اس میں یہ خاصیت اور تاثیر کیوں رکھی۔ اس نے کیوں سانپ کو پیدا کیا اور پھر کس لئے اس میں نیش زنی کا داعیہ پیدا کیا۔ زہر اور زہر کی خاصیت اور اس شخص کا کھانا اور پھر کھا کر ہلاک ہونا سب خدا ہی کی قدرت اور مشیت سے ہے اور کوئی ذرہ برابر ظلم نہیں۔ کوئی شخص اسکو زہر کھانیکا انتقام اور اس کی سزا نہیں سمجھتا بلکہ اس کے فعل کا ثمرہ اور نتیجہ سمجھا جاتا ہے جیسے گلاب کا قلم لگانے سے گلاب پیدا ہوتا ہے اور بید کے تخم سے بید پیدا ہوتا ہے ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو ✤ از مکافات عمل غافل مشو

یس جس طرح یہ ہلاکت بطور انتقام نہیں بلکہ بطور تسبیب و تثمیر اور بطریق خاصیت اور تاثیر ہے۔

اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ ایمان کی خاصیت حیات اور بقاء ابدی ہے اور کفر کی ذاتی تاثیر ہلاکت ابدی ہے سنکھیا اگر مادی زہر ہے تو کفر معنوی زہر ہے امرت اگر ظاہری حیات بخشتا ہے تو ایمان معنوی حیات عطا کرتا ہے۔

اور جس طرح اجسام کو بقا نہیں اسیطرح ان کی راحت و آرام بھی دائمی نہیں اور روح چونکہ ایک ابدی شئے ہے اس لئے اس کی لذت و آرام بھی جاودانی ہے۔ پس جس طرح سم الفار سے موت کا آنا انتقام نہیں بلکہ اس مادہ

زہر کا اثر اور ثمرہ ہے۔ اسی طرح کفر سے جہنم میں جانا بھی انتقام نہیں بلکہ کفر جو کہ ایک معنوی زہر ہے اس کا اثر ہے۔ بلکہ سم الفار اور زہر درحقیقت سراپا موت ہے اسی طرح کفر خود آگ ہے سم الفار کا اثر بدون تریاق کے زائل نہیں ہوسکتا اسیطرح کفر جو کہ ایک معنوی زہر ہے اس کا اثر زائل کرنے کے لئے بھی ایک تریاق کی ضرورت ہے۔ اور وہ تریاق توبہ اور تجدید ایمان ہے۔ غرض یہ کہ کفر ایک معنوی زہر اور سراپا نار ہے قیامت کے دن ہر شخص اپنے اعمال کو اصلی صورت اور ذاتی تاثیر کے ساتھ نمایاں طور پر مشاہدہ کرلے گا کما قال

ووجدوا ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربك احدا۔ | اور جو کچھ کیا ہے اس کو وہاں حاضر پائیں گے اور خدا کسی پر کسی قسم کا ظلم نہیں کرتا۔

بہر چہ نیک و بد کردی جزایابی سزایابی ؎ فمن یعمل یرہ برخوان کہ این بینی وآن بینی

اور اگر یہ کہا جائے کہ جب کفر اسی کی مشیت سے ہوتا ہے اور اسی کی مشیت سے کافر جہنم میں جلتا ہے تو کیا حق تعالیٰ نے ایک شخص کو محض تکلیف پہونچانے کیلئے پیدا کیا اور پھر اس کے لئے کفر بھی مقدر کیا تاکہ وہ صفت قہر وغضب کا مظہر بنے۔ یہ اچھا اظہار صفت ہے کہ جس سے دوسرے تکلیف میں مبتلا ہوگئے۔

لیکن یہ سوال مادیات اور تکوینیات میں بھی جاری ہوسکتا ہے ایک شخص کے لئے یہ مقدر کیا کہ وہ سم الفار کھا کر ہلاک ہوگا تو کیا اس صورت میں اس کو تکلیف نہیں پہنچی تو پھر کیا ضرورت تھی کہ سم الفار پیدا کیا جائے اور پھر یہ بھی مقدر کیا جائے کہ فلاں شخص زہر کھائیگا اور تڑپ کر جان دے گا۔

بہرحال تکلیف اور ایذا دونوں ہی جگہ ہے یہاں بھی اور وہاں بھی فرق اتنا ہے کہ ایک جگہ اس نے مضرات اور سمیات مادیہ کا استعمال کیا اور ایک جگہ سمیات معنویہ اور روحانیہ کا مضرات مادیہ سے بچانے کیلئے اطبا اور حکماء کو پیدا کیا اور ان کو طب جسمانی کے قواعد الہام فرمائے اور خدا سے الہام پاکر عامۂ خلائق کو جسم کے عوارض ذاتیہ اور اسی کے منافع اور مضار بتلائے۔

اور مضرات معنویہ اور سمیات روحانیہ سے بچانے کے لئے روحانی اطباء یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا اور طب روحانی یعنی شریعت ان کو عطا فرمائی۔ ان حضرات نے مبعوث ہونے کے بعد روح کے عوارض ذاتیہ اور اس کے منافع اور مضار سمجھائے۔

بدن چونکہ عارضی ہے اور دیرپا نہیں اس لئے اس کے اسباب اور مبادی پر نتائج مرتب ہونے میں زائد دیر نہیں ہوتی اور ہر آنکھ اس کا مشاہدہ کرلیتی ہے جیسے زہر اور سانپ سے ہلاک ہونا ہر شخص اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے۔

اور روح چونکہ ایک طویل الحیاۃ شے ہے اس لئے اگر اس کے بعض نتائج اور ثمرات قرنہا قرن میں

فتاوےٰ دارُالعلوم دیوبند

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین (۱) اس مسئلہ میں کہ کیا ایصال ثواب قرآن سے ثابت ہے اگر ہے تو کس آیت سے (۲) کیا تلاوت قرآن کی فضیلت قرآن سے ثابت ہے اگر ہے تو کس آیت سے ہے مدلل جواب مطلوب ہے۔ اور ترک تلاوت پر کوئی وعید ہے یا نہیں ۔ استدلال صرف آیت سے ہی ہو۔

الجواب (۱) فی کتاب اللہ تعالیٰ (من الامر بالدعاء للوالدین) فی قولہ تعالیٰ۔ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا (ومن الاخبار باستغفار الملائکۃ للمومنین۔ قال تعالیٰ والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویؤمنون بہ ویستغفرون للذین امنوا۔ وساق عبارتھم۔ ربنا وسعت کل شئی رحمۃ وعلما فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک الی قولہ وقھم السیئات۔ قطعی فی حصول الانتفاع بعمل الغیر۔ مذکورہ بالا آیات صراحۃً اس پر دال ہیں کہ قرآن پاک سے ایصال ثواب کا ثبوت ہے۔

(۲) قال تعالیٰ ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقوا مما رزقنٰھم سرًا و علانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور (اور نیز پارہ ۴ سورہ آل عمران میں ہے۔ امۃ قائمۃ یتلون اٰیٰت اللہ اناء اللیل وھم یسجدون یومنون باللہ والیوم الاٰخر ویأمرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویسارعون فی الخیرات واولٰئک من الصالحین۔

آیت اول میں قرآن پڑھنے والوں کے متعلق بتلایا گیا کہ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہوگی کیونکہ اس سودے کا خریدار کوئی مخلوقات میں سے نہیں ہے جو کبھی تو سودے کی قدر کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا۔ بلکہ اس کا خریدار حق تعالیٰ ہوگا جو حسب وعدہ اپنی غرض سے نہیں بلکہ محض ان کی نفع رسانی کے لئے ان کی قدر کرے گا تاکہ ان کے اعمال کی اجرتیں بھی پوری دے۔

(جیسا کہ فرمایا لیوفیھم اجورھم ویزیدھم من فضلہ) اور ان کو اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دیوے اور اجر کا بیان آگے چند آیتوں کے بعد ہے۔ جنٰت عدن یدخلونھا یحلون فیھا من اساور من ذھب ولؤلؤا ولباسھم فیھا حریر (سورۂ فاطر رکوع ۴ پارہ ۲۲)

[illegible] دوسری آیت کا حاصل۔ مدح ہے ان لوگوں کی جنھوں نے ان صفات مذکورہ کو اختیار کیا ہے جن میں سے [illegible]

پس ہر دو آیت مذکورہ بالا سے تلاوت قرآن پاک کی فضیلت بدرجۂ اتم اور بوضاحت ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی واضح رہے کہ ترک تلاوت قرآن پر سخت وعید نازل ہوئی ہے ۔ چنانچہ فرمایا ۔ ومن اعرض عن ذکری فان لہٗ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیامۃ اعمٰی ۔ قال رب لما حشرتنی اعمٰی وقد کنت بصیرا قال کذلک اتتک اٰیاتنا فنسیتھا وکذلک الیوم تنسی ۔

اعراض کے متعلق کتاب فضائل القرآن میں مشہور ہے ۔ فان الاعراض عن تلاوۃ القرآن وتعریضہ للنسیان وعدم الاعتناء بہ فیہ تھاون کثیر وتفریط شدید نعوذ باللہ ۔

آیت مذکورہ سے ترک تلاوت قرآن پر سخت وعید کا ہونا معلوم ہوا ۔ اور اس سے ضمناً یہ بھی واضح ہو گیا کہ تلاوت میں منافع کثیر اور ثواب عظیم وفضیلت لاحساب ہوگی فقط واللہ اعلم بالصواب ۔

سید احمد علی سعید نگینوی ۔ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند   للہ در المجیب ۔ اصاب فیما اجاب واجاد فیما افاد

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ ۔   مفتی دارالعلوم دیوبند

سوال ۔ قرآن شریف کے بوسیدہ اوراق جو کہ تلاوت کے قابل نہ رہے ہوں ۔ بے ادبی سے محفوظ کرنے کیلئے ان کو دریا میں بہا دیا جائے ۔ یا جلا کر دفن کر دیا جائے ۔ یا کیا کیا جائے ۔

الجواب ۔ قرآن شریف کے بوسیدہ اوراق جو قابل تلاوت نہ رہے ہوں ان کو ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے ۔ اور وہ گڑھا جس میں کہ دفن کئے جاویں لحد یعنی بغلی قبر کے طریق پر بنایا جائے ۔

عالمگیری مصری کتاب الکراہت ص۳۲۳ ج۵ میں ہے ۔ المصحف اذا صار خلقا لا یقرأ منہ ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقۃ طاھرۃ ویدفن ۔ ویلحد لہ لانہ لو شق ودفن یحتاج الی اھالۃ التراب علیہ وفی ذلک نوع تحقیر الا اذا جعل فوقہ سقف بحیث لا یصل التراب الیہ فھو حسن ایضا کذا فی الغرائب ۔ فقط واللہ اعلم بالصواب ۔

سید احمد علی سعید ۔ نگینوی   الجواب صحیح

نائب مفتی دارالعلوم دیوبند   محمد شفیع عفا اللہ عنہ مفتی دارالعلوم دیوبند

چندہ آمدنی دوامی و اوقاف

موصولہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ

نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۷۱۳	عبدالکریم صاحب نمبردار موضع نبی پور ضلع گورداسپور	۵	دوامی
۲۹۳۱	از دولت آصفیہ حیدرآباد دکن	[illegible]	"
۲۹۰۰	آمدنی وقف شاملی ضلع مظفرنگر	[illegible]	"
۲۹۵۲	آمدنی وقف بھایسی رائے پور ضلع سہارنپور	[illegible]	"
۳۰۳۰	آمدنی وقف دہرہ دون مرسلہ حافظ عبدالرحمن صاحب امام مسجد وہامانوالہ	[illegible]	"
۳۲۷۷	آمدنی وقف کرایہ مکان قاری عبدالوحید صاحب محلہ دیوان۔ دیوبند	[illegible]	"
۳۲۷۰	آمدنی وقف دوکان معروف الحکانہ دیوبند	[illegible]	"
۳۳۳۸	محمد اکرم بیگ صاحب دفتر سی۔ ایم۔ اے رینڈ آئی ٹی ڈیمیکشن گروپ لاہور کینٹونمینٹ	[illegible]	دوامی
۳۳۰۰	سعادت علی صاحب مرسلہ او سی [illegible] او۔ ایس ایچ سی۔ پوشہ	۵	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰	۳۳۹۳	آمدنی وقف کرایہ دوکان معروف الحکانہ دیوبند	۵	اوقاف
۱۱	۳۳۹۵	آمدنی وقف رڑکی مرسلہ محمد یوسف صاحب	[illegible]	"
۱۲	۳۹۵۳	آمدنی وقف شاملی معرفت قاضی فرحت حسین صاحب ٹھیکیدار	[illegible]	"
۱۳	۳۹۵۷	آمدنی وقف شاملی ضلع مظفرنگر	[illegible]	"
۱۴	۳۹۵۸	آمدنی وقف شاملی	[illegible]	"
۱۵	۴۰۳۲	از دولت آصفیہ حیدرآباد دکن	[illegible]	دوامی
۱۶	۴۱۳۱	آمدنی وقف بلوا واز متصل دارالعلوم دیوبند	[illegible]	اوقاف
		میزان	[illegible]	

فہرست کتب وقفی و اشیاء متفرق !

موصولہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ

نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	تفصیل اشیاء
۲۳	حاجی امانت علی صاحب محلہ سوت رڑکی بذریعہ مولانا علی احمد صاحب۔ بستی شیخ درویش شہر جالندھر	چاندی ۳۰۲ تولہ ۳ ماشہ قرابادین شاہی۔ کتاب موجز۔ اکسیر شرح موجز۔ تحفۃ المومنین۔ شرح کلیات قانون۔ قانونچہ۔ طب اکبر۔ قرابادین کبیر۔ ام العلاج۔ شرح کلیات قانونچہ۔ کتاب منصوری۔ میزان الطب۔ کتاب [illegible] ... مخزن ... افعاظ الادویہ فرہنگ۔ مکتب سکندری۔ قرابادین ... موجز۔ شرح ... اخبار بدیع ... وافیہ۔
[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۶۸	۳۰۹۲	سیٹھ دین محمد محمد یعقوب صاحب محلہ نیاپورہ مالیگاؤں	عہ/۸	عطائے خصوصی
۲۶۹	۳۰۹۳	جناب حافظ فیض اللہ صاحب دادا میاں کا کھیت ضلع ناسک	ـعہ	"
۲۷۰	۳۰۹۵	مولانا عبد القادر صاحب محلہ سولیپورہ "	ـعہ	"
۲۷۱	۳۰۹۶	جناب مستری محمد صدیق صاحب سیوہارہ بجنور	۴/	"
۲۷۲	۳۰۹۸	مولانا حکیم سید احمد رضا صاحب " "	ـعہ	"
۲۷۳	۳۰۷۷	شیخ ظہیر الدین صاحب بن سراج الدین صاحب	ـعہ	"
۲۷۴	۳۰۷۹	جناب ماسٹر عبد الرؤف صاحب معرفت منشی محمد یٰسین صاحب دہام پور بجنور	۱۲/	"
۲۷۵	۳۰۸۰	جناب انجمن اسلامیہ پہاڑی دروازہ " "	ـعہ	یوم قربانی
۲۷۶	۳۰۸۱	مستری اللہ دیا صاحب صدر مجلس احرار الاسلام فیروز پور	ـعہ	یومی خواہ عطاء "
۲۷۷	۳۰۸۲	منشی محمد یٰسین صاحب کارخانہ دار محلہ بندوقچیاں "	۳/	"
۲۷۸	۳۰۹۰	جناب جی ٹومیاں صاحب محلہ علی نگر سلہٹ آسام	۱/	زکوٰۃ
۲۷۹	۳۰۹۱	مولوی شہاب الدین صاحب مرحوم بستی شیخ جالندھر	ـعہ	عطاء
۲۸۰	۳۰۹۵	جناب محمد شفیع صاحب محلہ روشن پورہ کوپاگنج اعظم گڑھ	۲/	عطائے خصوصی
۲۸۱	۳۰۹۶	جناب محمد شکور صاحب " چمن پورہ " "	۲/	"
۲۸۲	۳۰۹۷	جناب محمد رضی خان صاحب محلہ چندن پورہ " "	۲/	"
۲۸۳	۳۰۹۸	جناب عبد الرحمٰن صاحب محلہ بازید پورہ " "	۲/	"
۲۸۴	۳۱۰۰	جناب عبد الرشید صاحب " " "	۱/	"
۲۸۵	۳۱۰۱	جناب محمد اسحاق صاحب " " "	۲/	"
۲۸۶	۳۱۰۵	جناب شیخ عبد الحمید صاحب محلہ اورنگ آباد شوہر	ـعہ	"
۲۸۷	۳۱۱۸	جناب محمد یوسف حبیب صاحب محلہ سولیپورہ مالیگاؤں ناسک	ـعہ	"
۲۸۸	۳۱۱۹	شیخ گلاب شیخ چاند صاحب " "	۸/	"
۲۸۹	۳۱۲۰	جناب عطاء اللہ صاحب محلہ نیل باغ "	۸/	"
۲۹۰	۳۱۲۱	حافظ محمد اسحاق صاحب سیال بازار "	ـعہ	"
۲۹۱	۳۱۲۲	جناب محمد حسین محمد یوسف صاحبان میاپورہ "	عا	"
۲۹۲	۳۱۲۳	حاجی محمد سلیمان صاحب ٹونر خیٹ سیانی بازار	ـعـہ	"
۲۹۳	۳۱۲۴	حاجی عبد الستار صاحب " " "	عا/۸	"
۲۹۴	۳۱۲۵	جناب محمد انور صاحب " " "	عہ/۲	"
۲۹۵	۳۱۲۶	جناب محمد حسن شیخ محمد صاحب	عا	"
۲۹۶	۳۱۲۷	جناب اسحاق حبیب اللہ صاحب " "	ـعہ	زکوٰۃ یومی خواہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۹۷	۳۱۲۸	سیٹھ عبد اللطیف صاحب سیانی بازار مالیگاؤں	ـعہ	عطائے خصوصی
۲۹۸	۳۱۲۹	سیٹھ حاجی عبد الغفور صاحب " ناسک	ـعہ	تعمیر تنظیم
۲۹۹	۳۱۳۰	اہلیہ صاحبہ مولانا محمد ثوبان صاحب " "	۸/	"
۳۰۰	۳۱۳۱	جناب محمد اسحاق صاحب برادر محمد شریف مرحوم محلہ سیانی	ـعہ	"
۳۰۱	۳۱۳۲	میاں جی محمد صادق صاحب سوت والے " "	ـعہ	"
۳۰۲	۳۱۳۳	جناب محمد اسحاق عیدو صاحب " "	ـعہ	"
۳۰۳	۳۱۳۴	حاجی محمد صادق صاحب " "	ـعہ	"
۳۰۴	۳۱۳۵	جناب عبد العزیز طیب سیٹھ صاحب	عمہ/۸	"
۳۰۵	۳۱۳۶	جناب محمد حنیف صاحب دادا میاں کا کھیت " "	عا	"
۳۰۶	۳۱۳۷	جناب عبد المجید حاجی کلو صاحب " " "	عا	"
۳۰۷	۳۱۳۸	جناب محمد سلیمان عبد الرحمٰن صاحب میاپورہ " "	ـعہ	"
۳۰۸	۳۱۳۹	جناب محمد عیسیٰ بھائی عبد الغنی صاحب " " "	عہ/۸	"
۳۰۹	۳۱۴۰	جناب حافظ حفیظ اللہ صاحب " "	ـعہ	عطائے خصوصی
۳۱۰	۳۱۴۱	جناب محمد صادق پہلوان صاحب " "	ـعہ	"
۳۱۱	۳۱۴۲	جناب عبد الرزاق صاحب " "	ـعہ	"
۳۱۲	۳۱۴۳	ملا محمد اسحاق صاحب دادا میاں کا کھیت "	ـعہ	"
۳۱۳	۳۱۴۴	جناب محمد صابر یار محمد صاحب " " "	ـعہ	"
۳۱۴	۳۱۴۵	جناب محمد صادق عبد الغفور صاحب میاپورہ	ـعہ	"
۳۱۵	۳۱۴۶	جناب محمد ایوب صاحب بیلکو تن والے " " "	۸/	تعمیر تنظیم
۳۱۶	۳۱۴۷	جناب حافظ بشیر صاحب دادا میاں کا کھیت " "	۲/	عطائے خصوصی
۳۱۷	۳۱۴۸	جناب میر محمد مولا بخش صاحب " "	۲/	"
۳۱۸	۳۱۴۹	جناب قاری عبد العزیز صاحب میاپورہ "	۲/	"
۳۱۹	۳۱۵۰	جناب عبد المجید صاحب " " "	ـعہ	"
۳۲۰	۳۱۵۸	جناب عبد الحلیم ولد مولوی محمد عمیر صاحب شاہجہاں پور	ـعہ	"
۳۲۱	۳۲۰۱	جناب اکرم شاہ صاحب اور سیکرٹری عبد اللہ خاں وشنا بہاولنگر ریاست بہاولپور	عمر/۶	رسالہ
۳۲۲	۳۲۰۲	شیخ عبد الکریم صاحب حلال مقیم سیالکوٹ	ـعـہ	تعمیر دار الحدیث
۳۲۳	۳۲۰۳	جناب سیٹھ نور محمد صاحب محلہ نیاپورہ مالیگاؤں ناسک	ـعہ	عطاء
۳۲۴	۳۲۰۴	جناب عبد المجید مولوی شہاب الدین صاحب " "	ـعہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۸۳	۳۳۱۴	حاجی محمد صدیق خانصاحب موضع دیھوڈا کہانہ کمیر تھ	للعہ	زکوٰۃ یومِ حج
۳۸۴	۳۳۱۵	جملہ مسلمانان شیخ انصاریان محلہ کالی پٹی پھلاودہ "	ـــ	چرمِ قربانی
۳۸۵	۳۳۱۶	شیخ عبدالحکیم صاحب محلہ قراب علی ہوانہ کلاں "	۴ر	تعمیر و تعلیم
۳۸۶	۳۳۱۷	جناب اللہ دیا صاحب روشنگر سبزی منڈی "	۴ر	"
۳۸۷	۳۳۱۸	شیخ عبدالرزاق صاحب محلہ قراب علی " "	عہ	"
۳۸۸	۳۳۱۹	حکیم لطف اللہ خانصاحب " کوئلہ " "	عہ	"
۳۸۹	۳۳۲۰	جناب تفضل حسین صاحب قصبہ پھلاودہ "	۴ر	"
۳۹۰	۳۳۲۱	سید سعید احمد صاحب محلہ دربار " "	٦	"
۳۹۱	۳۳۲۲	مستری فخرالدین صاحب آہنگر " "	٦	"
۳۹۲	۳۳۲۳	جناب گبرو صاحب تیلی " "	۵ر	"
۳۹۳	۳۳۲۴	جناب ظہیرالدین صاحب حلوائی " "	۴ر	"
۳۹۴	۳۳۲۵	جناب امیر احمد عرف ماو صاحب پہلوان " "	عہ	"
۳۹۵	۳۳۲۶	جناب سلیم الدین صاحب نمبردار " "	٦	"
۳۹۶	۳۳۲۷	جناب حبیب احمد صاحب عطار " "	۸ر	"
۳۹۷	۳۳۲۸	جناب عبدالغنی صاحب نوربات " "	۴ر	"
۳۹۸	۳۳۲۹	جناب حافظ سید غلام مصطفےٰ صاحب " "	ســـ	"
۳۹۹	۳۳۳۰	ڈاکٹر سید نجم الدین احمد صاحب " "	٦	"
۴۰۰	۳۳۳۱	جناب عیان صاحب حلوائی " "	۸ر	"
۴۰۱	۳۳۳۲	جناب جھمو و دولت صاحبان " "	عہ	"
۴۰۲	۳۳۳۳	جناب ولا بخش صاحب انصاری " "	۸ر	"
۴۰۳	۳۳۳۴	جناب محمد صدیق صاحب " "	۸ر	"
۴۰۴	۳۳۳۵	جناب بخشی سلامت اللہ صاحب " "	عہ	"
۴۰۵	۳۳۳۶	جناب مشائخ الدین صاحب " "	۲ر	"
۴۰۶	۳۳۳۷	جناب محمد رضا صاحب پرانا بازار قصبہ ہاپوڑ "	۹ر	"
۴۰۷	۳۳۳۸	شیخ مجید احمد و شفیق احمد صاحبان " "	۸ر	"
۴۰۸	۳۳۳۹	شیخ مہر الٰہی صاحب دوکاندار سبالحق " "	۸ر	"
۴۰۹	۳۳۴۰	حاجی نور الٰہی محمد عمر صاحب " "	۸ر	"
۴۱۰	۳۳۴۱	جناب حافظ بخش الٰہی حاجی خدا بخش صاحبان " "	عہ	"
۴۱۱	۳۳۴۲	شیخ ضیاء الحق صاحب " "	۴ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۱۲	۳۳۴۳	جناب قمرالدین صاحب نمبردار موضع دیھوڈا کہانہ کمیر تھ	عہ	تعمیر و تعلیم
۴۱۳	۳۳۴۴	جناب یوسف خانصاحب " " "	۸ر	"
۴۱۴	۳۳۴۵	جناب عبدالرحیم خانصاحب " " "	٦	"
۴۱۵	۳۳۴۶	حاجی ننھے خانصاحب قصبہ ہاپوڑ "	عہ	"
۴۱۶	۳۳۴۷	حافظ عبدالرحمٰن صاحب " "	۴ر	"
۴۱۷	۳۳۴۸	جناب کرم الٰہی صاحب چودھری " "	۴ر	"
۴۱۸	۳۳۴۹	مستری بدھا سید حبیب اللہ عبدالمجید صاحبان	۸ر	"
۴۱۹	۳۳۵۰	حاجی ننھے خانصاحب متولی مسجد "	۳ر	"
۴۲۰	۳۳۵۸	جناب عبدالشکور خانصاحب کھیڑہ اقبال گڑھ الکاخانہ سہارنپور	عہ	عطایا بیجا
۴۲۱	۳۳۵۹	جناب عبدالمجید پسر غلام حسین صاحب ۱۴۹ ٹانگا سکالا	عہ	"
۴۲۲	۳۳۶۰	جناب شہاب الدین صاحب " " "	۸ر	"
۴۲۳	۳۳۶۱	شیخ احسان الحق صاحب " "	۴ر	"
۴۲۴	۳۳۶۵	حکیم محمود خانصاحب کھیڑہ افغان " "	۴ر	زکوٰۃ "
۴۲۵	۳۳۶۶	حاجی شہاب الدین صاحب موضع باجری ڈاکخانہ	٦	"
۴۲۶	۳۳۶۷	مولوی نظام الرحمٰن صاحب محلہ بامریخ پٹنہ اسلام آباد سہارنپور	للعہ	عطایا
۴۲۷	۳۳۶۸	مولوی عبدالحق صاحب زیر محلہ شاہ گنج "	ســـ ۱۴ر	چرمِ قربانی
۴۲۸	۳۱۶۶	جناب منشی محمد طاہر صاحب دفتر فنانس بھوپال	۳ر	تبلیغ
۴۲۹	۳۱۷۰	جناب عبدالرشید صاحب " "	۲ر	"
۴۳۰	۳۱۷۱	جناب محمد علیصاحب " "	۲ر	"
۴۳۱	۳۱۷۲	منشی عبدالرحمٰن صاحب " "	۲ر	"
۴۳۲	۳۱۷۳	منشی محمد اختر صاحب " "	۲ر	"
۴۳۳	۳۱۷۴	منشی نواب علیصاحب " "	ار	"
۴۳۴	۳۱۷۵	منشی عزیز الرحمٰن صاحب " "	ار	"
۴۳۵	۳۱۷۶	منشی نصیرالدین صاحب " "	ار	"
۴۳۶	۳۱۷۷	منشی عبدالمتین صاحب " "	ار	"
۴۳۷	۳۱۷۸	منشی قمرالدین صاحب " "	ار	"
۴۳۸	۳۱۷۹	منشی عبدالسلام صاحب " "	ار	"
۴۳۹	۳۱۸۰	منشی نجیب الدین صاحب " "	ار	"
۴۴۰	۳۱۸۱	اہلیہ صاحبہ منشی عبدالعزیز صاحب بیرون نواب علی خان عالم "	۳ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۴۱	۳۱۸۲	جناب مولوی شفیق احمد صاحب مہتمم مدرسہ سلیمانیہ بھوپال	۴ر	تبلیغ	۴۶۹	۳۳۱۶	جناب سعد اللہ صاحب کوٹ بھٹی پوسٹ بہرام لولہ ضلع مظفرگڑھ	مہ	تعمیر قدیم
۴۴۲	۳۱۸۳	جناب عتیق احمد سلمہٗ ″	۱ر	″	۴۷۰	۳۳۱۷	مولانا محمد داؤد صاحب کوٹ محبوب ضلع ″ ″	مہ	″
۴۴۳	۳۱۸۴	جناب محمد امتیاز علی صاحب	۴ر	″	۴۷۱	۳۳۱۸	جناب رضا محمد صاحب ″ ″ ″	مہ	″
۴۴۴	۳۱۸۵	جنابہ ہاجرہ بیگم صاحبہ نواب زادہ رفیق الرحمن خاں صاحب ″	صہ	″	۴۷۲	۳۳۱۹	جناب علی حسن صاحب ″ ″ ″	مہ	″
۴۴۵	۳۱۸۶	جناب سردار میاں سعادت محمد خاں صاحب ″	ع	″	۴۷۳	۳۳۲۰	جناب حاجی صاحب ″ ″ ″	مہ	″
۴۴۶	۳۱۸۷	پیرجی حافظ حفیظ الدین صاحب نواشہری حال ساکن	چہ	فقراء طلبہ	۴۷۴	۳۳۲۱	جناب محمد یوسف صاحب ″ ″ ″	۸ر	″
۴۴۷	۳۱۸۸	حافظ عبدالحکیم صاحب طبیب بستی نو جالندھر ضلع حصار	سہ	″	۴۷۵	۳۳۲۲	جناب واجد بخش صاحب ″ ″ ″	۸ر	″
۴۴۸	۳۱۸۹	جناب امانت علی صاحب پنشنر نمبردار موضع نیا گڑہ	بیسے	تعمیر متفرق	۴۷۶	۳۳۲۳	جناب مولانا جوش محمد صاحب قصبہ میرو خاں ″	مہ	″
		ڈاک خانہ ملانہ ضلع انبالہ			۴۷۷	۳۳۲۴	جناب حاجی شوکت صاحب ″ ″	مہ	″
۴۴۹	۳۱۹۰	جناب عبدالرشید صاحب کولی پورہ بھوپال	۱ر	تبلیغ	۴۷۸	۳۳۲۵	حاجی نبی بخش صاحب کوٹ شاہ پور ″	مہ	″
۴۵۰	۳۱۹۱	جناب محمود حسن خاں صاحب ″	۳ر پیسے	چرم قربانی	۴۷۹	۳۳۲۶	جناب علی بخش صاحب سب جسٹرار میرو خاں ″	مہ	″
۴۵۱	۳۱۹۲	حامد حسن خاں صاحب حوالدار میجر ″	۲/۱۰ پیسے	″	۴۸۰	۳۳۲۷	مولوی قادر بخش صاحب ″ ″	مہ	″
۴۵۲	۳۱۹۳	جناب ابو نعیم صاحب ″	۱۰ر پیسے	″	۴۸۱	۳۳۲۸	مولوی احمد علی صاحب ″ ″	مہ	″
۴۵۳	۳۱۹۴	مولوی عبدالعزیز صاحب ″	ع	″	۴۸۲	۳۳۲۹	مولوی رحیم داد صاحب ″ ″	مہ	″
۴۵۴	۳۱۹۵	مولوی عشرت حسین صاحب ″	۱۰ر پیسے	″	۴۸۳	۳۳۳۰	جناب غلام حیدر صاحب ″ ″	مہ	″
۴۵۵	۳۱۹۶	امین الملک سردبیر منشی علیم صاحب ″	۱۳ر پیسے	″	۴۸۴	۳۳۳۱	جناب انور شاہ صاحب ″ ″	مہ	″
۴۵۶	۳۱۹۷	جناب محمد حیات اللہ صاحب کرنالی ″	ع	″	۴۸۵	۳۳۳۲	جناب دل شاہ صاحب ″ ″	مہ	″
۴۵۷	۳۱۹۸	جناب ڈاکٹر حکیم محمد اقبال حسین صاحب ″	۴ر	″	۴۸۶	۳۳۳۳	مولوی یار محمد صاحب عرف حاظم ″ ″ ″	مہ	″
۴۵۸	۳۱۹۹	حافظ رشید احمد صاحب ہیڈ ماسٹر ″	۲ر	″	۴۸۷	۳۳۳۴	مولوی حبیب الرحمن صاحب ″ ″	مہ	″
۴۵۹	۳۲۰۰	منشی اسد علی خاں صاحب اندرون امانی دروازہ	۲ر	″	۴۸۸	۳۳۳۵	جناب ام حاتم صاحبہ ″ ″	مہ	″
۴۶۰	۳۲۰۵	جناب منشی بن یامین صاحب چکوال ضلع جہلم	ے	فقراء طلباء	۴۸۹	۳۳۳۶	جنابہ حلیمہ صاحبہ ″ ″	مہ	″
۴۶۱	۳۲۰۸	جناب محمد مصطفٰے صاحب مسلم ہائی اسکول اٹاوہ	مہ	تعمیر قدیم	۴۹۰	۳۳۳۷	جناب میر خاں صاحب ″ ″	۱۲ر	″
۴۶۲	۳۲۰۹	جناب غلام عباس صاحب قادری ″	مہ	″	۴۹۱	۳۳۳۸	جناب حسن خاں صاحب ″ ″	ع	″
۴۶۳	۳۲۱۰	حاجی شیخ خداداد صاحب سوداگر پارچہ ″	مہ	″	۴۹۲	۳۳۳۹	جناب ڈیڈل شاہ صاحب ″ ″	مہ	″
۴۶۴	۳۲۱۱	حکیم محمد عالم صاحب ″	مہ	″	۴۹۳	۳۳۴۰	جناب مولوی کریم بخش صاحب ″ ″	مہ	″
۴۶۵	۳۲۱۲	حکیم محمد علی شاہ صاحب محلہ کریم باغ ″	مہ	″	۴۹۴	۳۳۴۱	جناب محمد شفیع صاحب ″ ″	مہ	″
۴۶۶	۳۲۱۳	حاجی محمد ابراہیم صاحب خلیفہ سپروائزر ″	ع	″	۴۹۵	۳۳۴۲	جناب علی حسن صاحب ″ ″	مہ	″
۴۶۷	۳۲۱۴	جناب حسام الدین صاحب فیروز پور میرٹھ	ے	″	۴۹۶	۳۳۴۳	جناب غلام صدیق صاحب ″ ″	مہ	″
۴۶۸	۳۲۱۵	مولوی محمد ابراہیم صاحب کوٹ بھٹی پوسٹ بہرام لولہ ضلع مظفرگڑھ	مہ	″	۴۹۷	۳۳۴۴	جناب عبداللہ صاحب قمیر علیخاں ″ ″	مہ	″

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷۲۹	۳۹۶۲	جناب ابو شمہ صاحب ہوٹل والے محلہ کھکی باڑا دیولیہ	ے	تعمیر وتعلیم
۷۳۰	۳۹۶۳	جناب محمد صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۷۳۱	۳۹۶۴	جناب چمن صاحب محلہ سی چال 〃	عہ	〃
۷۳۲	۳۹۶۵	جناب حاجی عبد الحکیم صاحب 〃 〃	عہ	〃
۷۳۳	۳۹۶۶	جناب سیٹھ عبد الجبار صاحب اگل کنواں 〃	عہ	〃
۷۳۴	۳۹۶۷	جناب محمد ایوب صاحب پہلی گلی 〃	عہ	〃
۷۳۵	۳۹۶۸	جناب مولانا سیٹھ صاحب 〃	۱ٗ	〃
۷۳۶	۳۹۶۹	جناب عبد اللطیف صاحب تاسری گلی 〃	عہ	〃
۷۳۷	۳۹۷۰	جناب سید محمد صاحب بیڑی مرچنٹ 〃	عہ	〃
۷۳۸	۳۹۷۱	جناب غلام حسین صاحب تعلیشہ محلہ بابڑہ 〃	عا	〃
۷۳۹	۳۹۷۲	جناب حافظ عبد الحمید صاحب پیش امام قصائی باڑہ 〃	۸ر	〃
۷۴۰	۳۹۷۳	جناب عبد الشکور صاحب عبد اللہ صاحب ڈرائیور 〃	۱ر	〃
۷۴۱	۳۹۷۴	جناب محمد صدیق و محمد صاحب ہوٹل والے 〃	۱۲ر	〃
۷۴۲	۳۹۷۵	جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب تاجر عطر 〃	۸ر	〃
۷۴۳	۳۹۷۶	جناب اکبر سیٹھ صاحب شاہدہ 〃	عہ	〃
۷۴۴	۳۹۷۷	جناب نور محمد صاحب محلہ دتہ باڑہ 〃	۴ر	〃
۷۴۵	۳۹۷۸	جناب منیجر صاحب سردار ہوٹل 〃	عہ	〃
۷۴۶	۳۹۷۹	جناب محمد ابراہیم صاحب سوت والے 〃	عہ	〃
۷۴۷	۳۹۸۰	جناب منشی عبد الجبار صاحب 〃	۴ر	〃
۷۴۸	۳۹۸۱	جناب قاضی رجب علی صاحب قصاب باڑہ 〃	۸ر	〃
۷۴۹	۳۹۸۲	جناب سیٹھ محمد یٰسین صاحب دلی پورہ 〃	عہ	〃
۷۵۰	۳۹۸۳	جناب عباس صاحب مال مرچنٹ 〃	عہ	〃
۷۵۱	۳۹۸۴	جناب سیٹھ عبد الرحمن صاحب کلال گلی 〃	۵ ـ	〃
۷۵۲	۳۹۸۵	جناب یحییٰ صاحب محلہ قصاب پورہ 〃	۸ر	〃
۷۵۳	۳۹۸۶	جناب ایوب خدا بخش صاحب سی چال 〃	۸ر	〃
۷۵۴	۳۹۸۷	جناب محمد حنیف صاحب ڈرائیور 〃 〃	عہ	〃
۷۵۵	۳۹۸۸	جناب محمد امین محمد امیر صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۷۵۶	۳۹۸۹	جناب شعبان صاحب ڈرائیور 〃 〃	عہ	〃
۷۵۷	۳۹۹۰	جناب حاجی جمال الدین صاحب 〃	۸ر	〃
۷۵۸	۳۹۹۱	جناب حبیب میاں صاحب انصاری ٹوپی والا	۸ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷۵۹	۳۹۹۲	جناب حافظ محمد صدیق صاحب محمد مولوی گنج دیولیہ	۲ر	تعمیر
۷۶۰	۳۹۹۳	جناب محمد یٰسین صاحب محلہ کلی گلی 〃	۴ر	〃
۷۶۱	۳۹۹۴	جناب محمد رمضان صاحب کلال گلی 〃	۴ر	〃
۷۶۲	۳۹۹۵	جناب میاں جی عبد الکریم صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۷۶۳	۳۹۹۶	جناب محمد اسحاق صاحب خلیفہ 〃 〃	عہ	〃
۷۶۴	۳۹۹۷	جناب رحمت اللہ صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۷۶۵	۳۹۹۸	جناب محمد حسین صاحب حولدار 〃 〃	۴ر	〃
۷۶۶	۳۹۹۹	جناب عبد المجید صاحب موٹر ایجنٹ 〃 〃	۱ر	〃
۷۶۷	۴۰۰۰	جناب محمد امین صاحب موٹر ڈرائیور 〃 〃	۴ر	〃
۷۶۸	۴۰۰۱	جناب حافظ غفران صاحب امام مسجد قصاب باڑہ موتی تالاب مالیگاؤں	ے	〃
۷۶۹	۴۰۰۲	جناب محمد بشیر حبیب صاحب رسول پورہ 〃	عہ	عطایا
۷۷۰	۴۰۰۳	جناب حاجی ملا محمد اسحاق صاحب 〃	۸ر	〃
۷۷۱	۴۰۰۴	جناب سیٹھ محمد حنیف صاحب دادا میاں کا مکہ	عا	〃
۷۷۲	۴۰۰۵	جناب قاری فقیر محمد شاہ محمد صاحب 〃	عہ	〃
۷۷۳	۴۰۰۶	جناب محمد اکبر امیر صاحب	عہ	〃
۷۷۴	۴۰۰۷	جناب عبد المجید حافظ عبد الشکور صاحب محلہ دادا میاں کا مکہ	عا	〃
۷۷۵	۴۰۰۸	جناب محمد حسن صاحب سیٹھ محلہ نیا پورہ 〃	عہ	〃
۷۷۶	۴۰۰۹	جناب حافظ محمد یوسف صاحب 〃 〃	عہ	〃
۷۷۷	۴۰۱۰	جناب مولانا محمد یوسف صاحب مدرس 〃	عہ	〃
۷۷۸	۴۰۱۱	جناب مولانا قاری محمود حسن صاحب 〃 〃	عہ	〃
۷۷۹	۴۰۱۲	جناب سیٹھ عبد العزیز صاحب موتی تالاب 〃	ے	〃
۷۸۰	۴۰۱۳	جناب شمس الدین حافظ رمضان صاحب نیا پورہ	عہ	〃
۷۸۱	۴۰۱۴	جناب حکیم حبیب اللہ صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۷۸۲	[illegible]	جناب محمد سعید بابو سیٹھ صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۷۸۳	۴۰۱۶	جناب شیخ گلاب منیر محمد صاحب ملا باڑہ	عا	〃
۷۸۴	۴۰۱۷	جناب محمد الیاس صاحب نیا پورہ 〃	عہ	〃
۷۸۵	۴۰۱۸	جناب سیٹھ عبد العزیز وزیر سردار صاحب 〃	ے	〃
۷۸۶	۴۰۱۹	جناب میر محمد عابد صاحب رسول پورہ	عہ	〃
۷۸۷	۴۰۲۰	جناب احمد الٰہی بخش صاحب پوار گلی	عہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷۸۸	۴۰۲۱	جناب سیٹھ عبدالواحد صاحب محلہ تلی پورہ مالیگاؤں	للعہ	عطا یائے خوراک
۷۸۹	۴۰۲۲	جناب میاں جی مقصود صاحب " دادا میاں کا کھیت	عہ	"
۷۹۰	۴۰۲۳	جناب مولوی محمد اسحاق صاحب اسلامپورہ "	ے	"
۷۹۱	۴۰۲۴	جناب الیاس صاحب "	۸ر	"
۷۹۲	۴۰۲۵	منجانب قلعہ چھاپ پکارنگ کمپنی "	للعہ	"
۷۹۳	۴۰۲۶	جناب سیٹھ حاجی محمد عثمان صاحب نکار "	للعہ	"
۷۹۴	۴۰۲۷	حکیم جان محمد صاحب ہاشمی دواخانہ "	عہ	"
۷۹۵	۴۰۲۸	جناب سیٹھ رحمت اللہ حاجی عبدالرحمن صاحب "	ے	"
۷۹۶	۴۰۲۹	جناب محمد مصطفےٰ حافظ امیر علی صاحب "	عہ	"
۷۹۷	۴۰۳۰	منجانب مالیگاؤں فونڈری لمیٹڈ "	صہ	"
۷۹۸	۴۰۳۱	جناب حاجی عبدالغفور صاحب نیل باغ "	عہ	"
۷۹۹	۴۰۳۲	جناب بابو موسیٰ صاحب " "	۸ر	"
۸۰۰	۴۰۳۳	از ریاست قلات بلوچستان	سپے ۲/	وظیفہ تشرقات
۸۰۱	۴۰۳۴	جناب شکیل محمد صاحب دیندار ڈاکخانہ کلی اڈ ضلع سورت	سہ	قرض طلبہ
۸۰۲	۴۰۳۵	جناب محمد خلیل صاحب پیش امام گھاٹیا ملا اسٹیج	عہ	عطاء
۸۰۳	۴۰۳۶	جناب محمد حنیف فتح محمد صاحب نیل باغ مالیگاؤں	عہ	عطا یائے خوراک
۸۰۴	۴۰۳۸	جناب شیخ حمید شیخ چھوٹو صاحب اسلامپورہ "	ے	"
۸۰۵	۴۰۳۹	جناب صوفی رحمت اللہ صاحب رسولپورہ "	عہ	"
۸۰۶	۴۰۴۰	جناب محمد صابر عبدالستار صاحب "	عہ	"
۸۰۷	۴۰۳۶	جناب مولوی حکیم محمد حسن صاحب فاضل دیوبند قلعہ	صہ	"
۸۰۸	۴۰۴۲	جناب عبدالخالق محمد یوسف صاحب سپاری بازار	للعہ	"
۸۰۹	۴۰۴۳	جناب منجو میاں جی صاحب نیل باغ "	عہ	"
۸۱۰	۴۰۴۴	جناب محمد صابر حاجی صفدر صاحب دادا میاں کا کھیت	عہ	"
۸۱۱	۴۰۴۵	جناب حافظ محمد لطیف صاحب " "	عہ	"
۸۱۲	۴۰۴۶	جناب حکیم عبدالغفار صاحب نیاپورہ "	عہ	"
۸۱۳	۴۰۴۷	جناب محمد لطیف حاجی محمد یعقوب صاحب پوار گلی "	عہ	"
۸۱۴	۴۰۴۸	جناب مولا سیٹھ صاحب " "	عہ	"
۸۱۵	۴۰۴۹	سیٹھ محمد صدیق صاحب پہلوان محمود مرچنٹ "	عہ	"
۸۱۶	۴۰۵۰	جناب عبدالکریم صاحب "	عہ	"
۸۱۷	۴۰۵۱	جناب بابو سردار صاحب محلہ قلعہ مالیگاؤں ضلع ناسک	۸ر	عطا یائے خوراک
۸۱۸	۴۰۵۲	جناب میاں محمد سردار صاحب پوار گلی " "	۸ر	"
۸۱۹	۴۰۵۳	جناب حافظ عبدالرشید صاحب محلہ قلعہ " "	عہ	"
۸۲۰	۴۰۵۴	جناب عبدالرحیم صاحب چونہ بھٹی " "	للعہ	"
۸۲۱	۴۰۵۵	جناب محمد ظفر صاحب نیاپورہ " "	عہ	"
۸۲۲	۴۰۵۶	جناب محمد اسحاق عبدالشکور صاحب برکت پورہ "	ے	"
۸۲۳	۴۰۵۷	جناب لال محمد صاحب " "	عہ	"
۸۲۴	۴۰۵۸	جناب عبدالمجید ولد لال صاحب اسلامپورہ "	عہ	"
۸۲۵	۴۰۵۹	جناب محمد صدیق محمد اسحٰق ملا صاحب نیاپورہ "	عہ	"
۸۲۶	۴۰۶۰	جناب محمد ایوب بابو ملا صاحب اسلامپورہ "	صہ	"
۸۲۷	۴۰۶۱	جناب محمد حسن صاحب ریشم والے موتی تالاب "	۸ر	"
۸۲۸	۴۰۶۲	جناب سیٹھ محمد یٰسین صاحب سپاری بازار "	صہ	"
۸۲۹	۴۰۶۳	جناب مقبول صاحب شیخ ملا کا باڑہ "	۸ر	"
۸۳۰	۴۰۶۴	جناب عبدالعزیز صاحب اسلامپورہ "	عہ	"
۸۳۱	۴۰۶۵	جناب حافظ عیسیٰ صاحب " "	۸ر	"
۸۳۲	۴۰۶۶	جناب سیٹھ عبدالمجید صاحب محمد علی روڈ "	عہ	"
۸۳۳	۴۰۶۷	جناب مسٹر آزاد صاحب انصاری نیاپورہ "	عہ	"
۸۳۴	۴۰۶۸	جناب حافظ عزیز الرحمن صاحب نیل باغ "	۱۱ر	"
۸۳۵	۴۰۶۹	جناب منشی قدرت اللہ صاحب "	۸ر	"
۸۳۶	۴۰۷۰	سیٹھ محمد صدیق محمد یعقوب صاحب نیاپورہ "	عہ	"
۸۳۷	۴۰۷۱	جناب یوسف عبدالقدوس صاحب " "	۸ر	"
۸۳۸	۴۰۷۲	جناب لال محمد اسمٰعیل صاحب اسلامپورہ "	عہ	"
۸۳۹	۴۰۷۳	جناب حافظ عبدالکریم صاحب " "	عہ	"
۸۴۰	۴۰۷۴	جناب سیٹھ محمد عمر فتح محمد صاحب بیڑی مرچنٹ "	ے	"
۸۴۱	۴۰۷۵	جناب شیخ احمد شیخ جان محمد صاحب ملا باڑہ "	عہ	"
۸۴۲	۴۰۷۶	جناب جمیل الرحمن صاحب الفت نیاپورہ "	عہ	"
۸۴۳	۴۰۷۷	جناب عبدالقادر اسحٰق صاحب پوار گلی "	للعہ	"
۸۴۴	۴۰۷۸	جناب عبدالعزیز صاحب نیاپورہ "	للعہ	"
۸۴۵	۴۰۷۹	مولوی محمد ایوب صاحب دادا میاں کا کھیت "	للعہ	"

(بقیہ صلے) جو بصدارت حضرت مولانا عزیز گل صاحب اسیر مالٹا منعقد ہوا تھا نہایت مؤثر تقریر فرمائی۔

جوش و خروش۔ ملک کے مختلف حصوں سے پیہم جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت نے حضرت مولانا کو گرفتار کر کے ہندوستان کے طول و عرض میں بےچینی اور اضطراب کی ایک لہر دوڑا دی ہے۔ اور خوابیدہ طاقتوں کو میدان عمل میں کود پڑنے کے لئے بیدار کر دیا ہے۔

طلباء دارالعلوم کی مختلف اور کثیر التعداد انجمنوں کے جلسے بھی آئے دن حکومت کے اس اقدام کے خلاف نفرت کا اظہار کرنے کے لئے منعقد ہو رہے ہیں طلبۂ دارالعلوم نے طے کیا ہے کہ حضرت شیخ مدظلہ کے معمول کو باقی رکھنے کے لئے ہر پنجشنبہ کو متعدد وفود دیوبند سے اطراف ملک میں جا کر حضرت کے مسلک اور نصب العین کی تبلیغ کریں اور مسلمانوں کو صحیح راہ عمل پر چلنے کی دعوت دیں۔ یہ وفود پنجشنبہ کو دیوبند سے روانہ ہو کر جمعہ کی تعطیل کو اس مقصد کے لئے صرف کریں گے اور شنبہ کو واپس آکر سارے ہفتہ اپنی تعلیمی مصروفیات میں منہمک رہا کریں گے۔ چنانچہ گذشتہ پنجشنبہ ۱۰ جمادی الاخریٰ کو پنجشنبہ کو اسی ہم کے متعدد وفود مختلف مقامات پر پہنچ کر کام کر رہے ہیں۔

گرفتاری کی تفصیلات۔ ہمارے پاس حضرت شیخ کی گرفتاری کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے بکثرت خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ ان خطوط کا فرداً فرداً جواب دینا بہت دشوار ہے۔ لہٰذا گرفتاری کی جو تفصیلات معلوم ہو سکی ہیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۹ جمادی الاخریٰ چہارشنبہ کا دن گذار کر ۱ بجے شب کی ٹرین سے حضرت مولانا مدظلہ جھنگ کی ہندو مسلم اتحاد کانفرنس کی صدارت کرنے کے لئے دیوبند سے روانہ ہوئے۔ سہارنپور کے قریب ٹپری اسٹیشن پر سب انسپکٹر پولیس نے جو پولیس کی ایک جماعت کے ساتھ تھے حضرت کو بیدار کر کے وارنٹ گرفتاری پیش کیا۔ سہارنپور اسٹیشن پر حضرت کو گاڑی سے اتار کر بذریعہ موٹر جیل پہنچا دیا گیا۔ جمعہ کو صبح ۸ بجے بذریعہ ہوڈ میل مراد آباد لے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ گرفتاری اس تقریر کی بنا پر عمل میں آئی ہے جو حضرت ممدوح نے جمعیۃ علماء ضلع مراد آباد کی کانفرنس منعقدہ چھپرولی میں فرمائی تھی۔ مقدمہ کی ایک پیشی مراد آباد جیل میں ہو چکی ہے اور دوسری پیشی کے لئے ۷ جولائی مقرر کی گئی ہے۔ اطلاع ملی ہے کہ حضرت مولانا نے ضمانت دینے اور مقدمہ کی کارروائی میں حصہ لینے سے ذاتی طور پر انکار فرما دیا ہے۔ حضرت کو اے کلاس میں رکھا گیا ہے۔ اور بحمد اللہ تندرست اور خوش ہیں۔

۷ جولائی کو دوسری پیشی ہوئی جس میں پولیس پیش کردہ شاہدوں پر جرح کی گئی۔ مقدمہ کی ۱۸ جولائی مقرر ہوئی ہے۔ (مرتب)

سرخ نشان

مدت خریداری ختم ہونے کی علامت ہے

اگر آپ کے اس ماہ کے رسالہ میں سرخ نشان بنا ہوا ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپ کا چندہ اسی ماہ جمادی الثانی کے ساتھ ختم ہو گیا۔ **لہٰذا۔** آپ سے درخواست ہے کہ اپنا چندہ مبلغ (عام) **دو روپیہ** ۱۵ رجب تک بذریعہ منی آرڈر عنایت فرما کر شکر گذاری کا موقع دیں۔ اور اپنے رسالہ کی سرپرستی کا سلسلہ جاری رکھیں۔

(ناظم ماہنامہ دارالعلوم)

مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

کا

ماہوار رسالہ

دارالعلوم

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتبہ

عبدالوحید غازیپوری

ناظم شعبۂ تنظیم و ترقی دارالعلوم دیوبند

کوائف دارالعلوم

حضرت مولانا مدظلہ کے مقدمہ کا فیصلہ۔ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہ کے مقدمہ کا فیصلہ ۲ جولائی کو سنا دیا گیا۔ عدالت نے حضرت ممدوح کیلئے ۶ ماہ قید محض اور پانچسو روپیہ جرمانہ اور عدم ادائگی جرمانہ کی صورت میں مزید چھ ماہ قید کی سزا تجویز کی۔ اور اے کلاس میں رکھنے کا فیصلہ کیا۔ ۲۵ جولائی کو مقدمہ کا فیصلہ سننے کے لئے مراد آباد میں حضرت کے ارادتمندوں، معتقدوں اور پروانوں کا ہجوم سابقہ تاریخوں سے بھی کہیں زیادہ تھا۔ ہندوستان کے مختلف حصوں کے مسلمان ہزاروں کی تعداد میں مراد آباد پہنچے ہوئے تھے۔ عام طور پر لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ فیصلہ بعد دوپہر سنایا جائیگا۔ چنانچہ ۱۲ بجے سے ہی جیل کے دروازہ پر ایک عظیم الشان مجمع اکٹھا ہوگیا تھا لیکن یکایک یہ معلوم ہوا کہ مجسٹریٹ نے صبح ہی جیل میں بیٹھکر حضرت مولانا کو اپنا فیصلہ سنا دیا ہے۔ اس خبر کی تصدیق ہونے پر مجمع منتشر ہوگیا۔ وکلاء نے جج کے سامنے اپیل کی درخواست پیش کی جو منظور کرلی گئی۔ اور پھر فوراً ہی ضمانت پر رہا کرنے کی درخواست پیش ہوئی۔ جج نے اسے بھی منظور کرلیا۔ لیکن معلوم ہوا ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کے جج سے ملکر یہ بتانے پر کہ یہ مقدمہ ناقابل ضمانت ہے۔ جج نے اپنا پہلا حکم واپس لے لیا۔ اور اس معاملہ پر بحث کرنے کے لئے کہ مقدمہ قابل ضمانت ہے یا نہیں ۲۷ جولائی کی تاریخ مقرر کی اور ۲۷ جولائی کو فاضل وکلاء کی بحث سننے کے بعد درخواست ضمانت نامنظور کردی۔ اور مقدمہ پر بحث کرنے کیلئے ۳۱ جولائی مقرر کی۔ ۳۱ جولائی کو بحث کامیابی کے ساتھ ختم ہوچکی ہے۔ اور فیصلہ کے لئے ۷ اگست مقرر ہوئی ہے۔

سزایابی کی خبر کا اثر۔ حضرت مولانا مدظلہ کی سزایابی کی خبر نے حضرت ممدوح کے لاکھوں ارادتمندوں اور معتقدوں میں اضطراب اور بے چینی کی ایک لہر دوڑا دی ہے۔ اور ہر جگہ رنج و غصہ کے ساتھ اس واقعہ پر اظہار خیال کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً دارالعلوم دیوبند میں اس خبر کو بے انتہا ملال کیساتھ سنا گیا۔ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صدر مہتمم دارالعلوم نے حضرت مہتمم صاحب اکابر اساتذہ اور دیگر ذمہ دار کارکنان دارالعلوم سے مشورہ کرنے کے بعد درس فوراً بند کرادیئے اور اسی وقت دارالحدیث کے وسیع ہال میں اساتذہ، طلبہ، ملازمین اور کارکنان دارالعلوم کا ایک عظیم الشان جلسہ زیر صدارت حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی نے ایک نہایت ولولہ انگیز عالمانہ تقریر فرماتے ہوئے طلبہ اور دیگر متعلقین دارالعلوم کو صبر وضبط کیساتھ اپنے مشاغل علمی میں منہمک رہنے اور حق تعالیٰ جل مجدہٗ سے اپنے تعلق کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانے کی تلقین فرمائی۔ حضرت مہتمم صاحب اور جناب مولانا ابوالوفا صاحب ناظم تبلیغ دارالعلوم نے بھی پرجوش

تقریریں فرمائیں۔ اور حکومت کے اس فیصلہ کے متعلق ایک نہایت واضح تجویز بالاتفاق منظور کی۔

عظیم الشان جلوس ۔ حضرت صدر مہتمم صاحب اور حضرت مہتمم صاحب کی منظوری سے بعد نماز عصر طلبہ کا ایک عظیم الشان جلوس زیر قیادت جناب مولانا محمد عثمان صاحب نبیرۂ حضرت شیخ الہندؒ، جناب مولانا ابوالوفا صاحب ناظم تبلیغ، جناب مولانا سلطان الحق صاحب ناظم کتبخانہ اور جناب مفتی سید محمد شفیع صاحب ناظم دارالاقامہ برآمد ہوا۔ جلوس اتنا مرتب، مہذب اور عظیم الشان تھا کہ دیوبند کی تاریخ میں اس کی نظیر موجود نہیں ہے حکومت نے اس جلوس سے کثیر تعداد میں مسلح اور غیر مسلح پولیس اور فوج مختلف اضلاع سے بلا کر دیوبند میں متعین کی تھی، چند حکام ضلع بھی موجود تھے لیکن جلوس باوجود غیر معمولی جوش و خروش کے نہایت متانت و وقار، تہذیب و شائستگی کے ساتھ مقررہ راستوں سے گذرتا ہوا منصفی، ڈاکخانہ، تحصیل اور کوتوالی کے سامنے سے ہوتا ہوا غروب کے وقت دارالعلوم میں واپس پہنچ گیا۔ راستہ میں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔ طلبہ نے دینی سیاست کے ساتھ حالات کی نزاکت کا پوری طرح اندازہ کر کے اپنی طاقت کا کوئی غیر ضروری مظاہرہ نہیں کیا۔ جلوس کی شائستگی اور ڈسپلن کو دیکھ کر ہر اپنے اور پرائے کی زبان سے کلمات تحسین ہی نکل رہے تھے۔ جلوس کو اس طرح مرتب کیا گیا تھا کہ ہر ملک اور ہر صوبہ کے طلبہ یکے بعد دیگرے اپنے اپنے جھنڈوں اور موٹوؤں کے ساتھ صف بندی کئے ہوئے تھے۔ ہر ملک اور ہر صوبہ کی جماعتوں سے دونوں طرف انہیں میں سے چند طلباء نظم اور ڈسپلن کی نگرانی کر رہے تھے اور حضرات قائدین جلوس کی ہدایات کی پوری تعمیل کراتے تھے۔ الغرض جلوس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک زنجیر میں بندھا ہوا ہے اگر پہلے سرے سے کڑی میں حرکت دی جاتی ہے تو آن کی آن میں اخیر تک وہ حرکت یکساں طور پر پہنچ جاتی ہے۔ دراصل نظم و ڈسپلن کے اس حیرت انگیز مظاہرہ میں قائدین کی قابلیت اور منتظمین جلوس کے حسن انتظام کے علاوہ خود طلبہ دارالعلوم کی طبعی شائستگی اور داخلی جذبہ اطاعت کو بھی بہت بڑا دخل ہے۔ حضرت صدر مہتمم صاحب مدظلہ اور دوسرے اکابر اپنے طلبہ کی شائستگی اور نظم پسندی کے اس مظاہرہ کو دیکھ کر بہت زیادہ مسرور نظر آتے تھے۔

اسباق دورۂ حدیث ۔ حضرت مولانا مدظلہ کی اسارت کے بعد دارالعلوم کے داخلی نظام سے متعلق سب سے زیادہ اہم اور پیچیدہ مسئلہ بخاری شریف اور ترمذی شریف کے اسباق کے انتظام کا تھا جن کا درس حضرت مولانا مدظلہ دیتے تھے۔ الحمد للہ کہ ادارۂ اہتمام اور اکابر اساتذہ کے تدبر اور اخلاص سے یہ مسئلہ بھی حسن و خوبی کے ساتھ طے پا گیا۔ قرار پایا کہ اپنے اسباق کے علاوہ حضرت مولانا مدظلہ کے تمام اسباق بھی حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب مدظلہ پڑھائیں، چنانچہ آنممدوح نے غایۃ درجہ اخلاص

اور قلبیت کے ساتھ ذمہ داران دارالعلوم کے فیصلہ کے مطابق اس عظیم المرتبت بار کو اپنے کندھوں پر اٹھانا قبول فرمالیا اور کتب مذکورہ کا درس شروع کردیا۔ طلبۂ دورۂ حدیث ذوق وانہماک کیساتھ مصروف درس ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے۔ اور سب کو اپنے فضل و انعام سے نوازے۔

ایک غلط خبر کی تردید ۔ بعض اخبارات میں یہ اطلاع شائع ہوئی ہے کہ حضرت شیخ مدظلہٗ کی گرفتاری اور سزایابی پر احتجاج کرنے کے سلسلہ میں حکومت یو پی نے دارالعلوم کے بہت سے طلبہ کو گرفتار کرلیا ہے یہ خبر صحیح نہیں ہے۔

امتحان سالانہ ۔ حسب معمول اس سال بھی سالانہ امتحانات تقریری ۱۲ رجب سے اور امتحانات تحریری یکم شعبان سے شروع ہوجائیں گے۔ ناظم صاحب امتحانات نے امتحان کا نظم و نسق شروع فرمادیا ہے۔ طلبہ شب و روز امتحان کی تیاری میں مصروف نظر آرہے ہیں۔ اور ایک خاص قسم کی پرسکون جد و جہد ہر طرف نمایاں ہے۔ لیکن حضرت شیخ مدنی مدظلہٗ کی کمی شدت کیساتھ محسوس کیجارہی ہے

تبلیغی سرگرمیاں ۔ شعبۂ تبلیغ جناب مولانا ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری کی نگرانی میں مفید خدمات انجام دے رہا ہے دیہات کے ناواقف مسلمانوں کی اصلاح و ہدایت کا بھی خاص نظم قائم کیا گیا ہے جسپر سرگرمی کے ساتھ عمدر آمد ہو رہا ہے قصبات اور شہروں میں بھی تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ خود ناظم صاحب تبلیغ بھی ملک کے مختلف حصوں کے دورے کرکے تبلیغ دین کا ایک بلند معیار قائم کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور دین کے لئے اس شعبہ کو زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔ امید ہے کہ ارباب اخلاص و ثروت دارالعلوم کے تبلیغی نظام کو مستحکم اور وسیع بنانے میں اعانت فرماکر عنداللہ ماجور ہوں گے۔

مخلصین کا شکریہ ۔ غلہ کی کمیابی کے سابقہ تجربہ کی بنا پر اس سال فصل ربیع کے موقع پر حضرات اکابر دارالعلوم نے مخلصین دارالعلوم سے اپیل کی تھی کہ وہ دارالعلوم کے لئے ایک سال کی ضرورت کے مطابق غلہ کا انتظام کریں۔ الحمد للہ کہ مخلصین دارالعلوم نے اس اپیل کو قبولیت کے کانوں سے سنا اور قریب کے جن اضلاع میں دارالعلوم سے حضرات سفراء کو فراہمی غلہ کے لئے بھیجا گیا تھا ان کے ساتھ تعاون فرمایا۔ اکابر و خدام دارالعلوم ان تمام مخلص حضرات کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ جل مجدہٗ ان کے اخلاص میں اضافہ فرمائے اور ان کے اعمال حسنہ کو قبول فرماکر توفیق مزید سے نوازے۔ خصوصیت کے ساتھ حسب ذیل حضرات معاونین کا شکریہ ادا کرنا ہم اپنے ذمہ ہمت پر ضروری سمجھتے ہیں۔

ضلع میرٹھ ۔ (کنکھور) حکیم شفیق احمد صاحب۔ حافظ محمد عمر صاحب (رادھنہ) چودھری عباس حسین صاحب۔ چودھری توصیف حسین صاحب صوفی عبدالمجید صاحب۔ چودھری مقصود علی صاحب نمبردار (بڑاگاؤں) چودھری مظہر حسن خانصاحب (شوندت) مولوی عبداللہ صاحب۔ حافظ سرفراز علی صاحب (سراونی) منشی ماشاء اللہ خانصاحب (اجراڑہ) حکیم مشتاق احمد صاحب۔ چودھری عبدالکریم صاحب۔ مولوی محمد زکریا صاحب

ضلع سہارنپور ۔ (راجپور) حکیم افضال احمد صاحب۔ حاجی احمد علیخاں صاحب (چلاس) علیم الدین صاحب نمبردار۔ نذیر احمد صاحب

لیلۃ البرات یا شب برات

(از حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب دیوبندی ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند، گڑھ)

اوقات و ایام عبادت - تمام مذاہب نے خاص خاص عبادتوں کے لئے خاص خاص اوقات بتائے ہیں اگر یہ ذہن یا مانے کہ عبادات اور روحانیت کے سلسلہ میں بھی کوئی موسم خزاں ہے۔ تو یہ ضرور کہنا پڑیگا کہ سلسلۂ روحانیت میں موسم بہار آیا کرتی ہے - روزوں کی تعلیم کے متعلق فرمان الٰہی کے الفاظ یہ ہیں -

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم

تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے۔

گویا سال بھر میں کچھ دن ایسے ضرور آتے ہیں کہ ان میں روزے رکھنا روحانیت کے لئے مفید ہے۔ اور اس درجہ مفید کہ اگر نہ رکھے جائیں تو روحانیت تباہ ہوجائے۔ گویا فصل گل میں شجر گل کو کسی کمرہ میں بند کر دیا جائے یا اس کو تشنہ رکھا جائے۔ اسی طرح مخصوص طور پر کچھ دن کچھ راتیں تمام مذاہب میں متبرک مانی جاتی ہیں - ان ایام یا لیالی میں عبادت کو روحانیت کے لئے بہت زیادہ مقوی اور مفید تسلیم کیا جاتا ہے -

لیلۃ البرات (شب برات) جس کے متعلق یہ مقالہ سپرد قلم ہو رہا ہے ایک متبرک شب ہے جس میں عبادت کرنے کو بہت مفید بتایا گیا ہے (اس کے فوائد اور فضائل کی تفصیل آگے آئے گی)

اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص سید الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اپنی امتوں کو اور بالخصوص امت اسلامیہ کو اس لازوال عالم کے فصل گل، موسم بہار اس کی بارش اور برسات اس کے "سیزن" اور ایام ترقی وغیرہ کی خبر دی۔

عید - بقرعید - عرفہ - جمعہ - رمضان - عاشورا، محرم - دوشنبہ جمعرات کے فضائل اسی عالم قدسی کی خاص خاص فصلوں اور خاص خاص اوقات کی اطلاع ہے -

اختلاف کے وجوہات - ایک برمحل سوال ہے کہ موسم بہار ایک ہی ہوتا ہے، وہ ہندو اور مسلمان کیلئے مختلف نہیں۔ اور اگر جغرافیائی اعتبار سے وہ مختلف بھی ہوتا ہے تو سلسلۂ روحانیت جغرافیائی تقسیم سے بلند و بالا ہے پھر متبرک اوقات یا مہینوں کے متعلق مذاہب کا اختلاف کیوں ہے؟ اس کے چند وجوہات ہیں -

(۱) اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔ چنانچہ اس کی کوئی عبادت کسی موسم پر نہیں، اوقات پر نمازوں کا مدار بیشک ہے مگر طلوع و غروب کے بموجب اوقات نماز میں تبدیلی ہوتی رہتی ہے -

لیکن دنیا کا ہر ایک مذہب عالمگیر نہیں ہوا۔ بلکہ عیسیٰ علیہ السلام انسانوں کے ایک خاص طبقہ - بنی اسرائیل کے گلہ کو نجات دلانے کیلئے تشریف لائے۔ موسیٰ علیہ السلام کی پوری عمر بنو اسرائیل ہی کو فرعون کی غلامی سے نجات دلانے میں اور پھر اسی جماعت کی اصلاح و تربیت میں صرف ہوگئی۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے انبیاء علیہم السلام۔

لہذا ممکن ہے کہ اُن اقوام کے لئے اُن کے جغرافیائی حدود کا لحاظ کرتے ہوئے یا کسی اور وجہ سے کچھ اوقات مقرر کئے گئے ہوں جو ہمہ گیر نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے اس عالمگیر مذہب میں اون کو نہیں لیا گیا۔

(۲) فطرت نے جس طرح اوقات کے لئے ایک نہایت سادہ اصول صبح - شام - دوپہر - وغیرہ کا مقرر کیا ہے جو آفتاب کے طلوع و غروب کے تابع رہتا ہے۔ اسی طرح مہینوں اور برسوں کے لئے چاند کے گھٹنے اور بڑھنے کا ایک نہایت سادہ اور صاف اصول بتا دیا ہے۔ جو ہر ایک قوم - ہر ایک ملک اور ہر ایک طبقہ کے لئے یکساں حیثیت رکھتا ہے۔

لیکن فطرت کے کاموں میں دخل دینے کا انسان کو خاص شوق ہے۔ اس نے صرف موسم کی تبدیلی کے بجائے قمری حساب کے بجائے شمسی حساب ایجاد کیا۔

شمسی حساب کے ایجاد میں ہر ایک قوم اور ملک نے نیا نیا طریقہ اختیار کیا۔ مجوس - ہنود اور یورپین اقوام کے طریقے ہمارے سامنے ہیں جو ہر ایک دوسرے سے جدا ہے۔

ہمیں یہ یقین ہے کہ خداوندی مذہب - بکرماجیت - منو - یا کسی مجوسی یا یورپین تقویم ساز کا محتاج نہیں ہو سکتا۔ اگر مذہبی تعلیمات ان زائچوں - پتروں اور تقویمات پر موقوف ہوں - تو لامحالہ وہ مذہب کسی خاص ملت اور کسی خاص قوم کے لئے ہوگا - بین الاقوامی اور عالمگیر نہیں ہوگا۔ ورنہ وہ مذہب خود ساختہ ہوگا۔ الہامی نہیں ہوگا۔ غور فرمائیے یورپ کا رہنے والا - ہولی اور دیوالی کب منائیگا - اور جو انگریزی مہینوں کے حساب کو نہیں مانتا وہ کرسمس ڈے گڈ فرائی ڈے وغیرہ کی رسومات کیسے ادا کرے گا۔

تاہم انگریزی حساب میں سہولت ہے۔ مگر ہندی مہینے تو ہمیں ہر سال پنڈتوں اور جوتشیوں کا محتاج بنائے رکھتے ہیں۔ اور پھر کیا ثبوت کہ جو کچھ انھوں نے طے کیا ہے وہ درست ہی ہے۔

اور جبکہ انگریزی مہینے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بہت بعد ایجاد ہوئے تو یہ خود دلیل ہے کہ مذہبی رسومات ان تاریخوں کے بموجب ادا نہیں ہوتیں جن تاریخوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ادا کی تھیں۔

اسی تقویم شمسی کا اثر تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو یہود مدینہ ماہ ربیع الاول میں عاشوراء[1] محرم منا رہے تھے

[1] یعنی محرم کی دس تاریخ - یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اس تاریخ کو تاریخ ماتم قرار دے لیا گیا - ورنہ یہ تاریخ وہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جماعت کو فرعون سے اسی تاریخ میں نجات ملی تھی کہ فرعون ہلاک ہوا تھا۔ اور قوم موسیٰ نے آزادی حاصل کی تھی۔ یادگار فتح کے طور پر اس تاریخ پر یہودی روزے رکھا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی فتح پر مسرت کرنے اور ادائے شکریہ میں روزہ رکھنے کا ہمیں زیادہ حق ہے کیونکہ مسلک موسیٰ اور ان کے نصب العین کے سچے عامل ہم ہی ہیں۔ لہذا حضور نے بھی اس تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔

اسی قسم کی تحریفات ہیں جنکی بناپر اس کمی بیشی کو جو مصنوعی تقویمات کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ "زیادۃ فی الکفر" فرمایا گیا ہے۔ "انما النسی زیادۃ فی الکفر"

انسان کی اس دخل اندازی کے باعث مذہبی رسومات کی تاریخوں میں اختلافات کا ہو جانا انسان ہی کا قصور ہے نہ کہ مذہب کا۔

(۳) مذہبی طبقہ کی دخل اندازی دوسری طرح ہوتی ہے۔

مثلاً خیال کیا گیا کہ متبرک رات کو بیدار رہنے کا حکم مذہب نے دیا ہے۔ اب اس مذہب کا کوئی ولی۔ یا بڑا پیشوا مر گیا انھوں نے اس کی وفات کی رات کو شب وصال قرار دیکر ایصال ثواب کیلئے اور اس بزرگ کی روح سے فیض حاصل کرنیکی خاطر عبادت شروع کردی۔ رفتہ رفتہ یہ رات بھی ایک مذہبی رسم بن گئی۔ اور بسا اوقات یہ اختراعی رسم اپنی شان و شوکت اور محبوبیت و پسندیدگی عام میں مذہب کی تلقین فرمودہ رسم سے بھی بڑھ گئی ہے۔ حتیٰ کہ عوام الناس کے ذہنوں سے اصل تعلیم محو ہو گئی نقل باقی رہ گئی۔ آج ہم بزرگوں کے عرسوں کو دیکھ کر اس تحریف کا اندازہ کر سکتے ہیں جو دوسرے مذہب والوں نے کی۔

بسا اوقات شوق عبادت میں فرمان الٰہی پر کچھ اضافہ کرکے اصل کو بدل دیا گیا اور اعتدالی چیز کو جو افراط و تفریط سے پاک تھی۔ غیر معتدل اور دائمی اختراع بنا لیا گیا۔

(۴) شاہجہاں بادشاہ کا عہد حکومت ہے جنت نشان ہندوستان دولت و ثروت کے جھولوں میں جھول رہا ہے ہر جگہ عیش و نشاط کا دور دورہ ہے۔ جبکہ مردہ ہڈیوں کو دفن کرنے کے لئے تاج محل جیسا عجوبہ روزگار روضہ بنایا جاتا ہو۔ شاہانہ جلوس کے لئے تخت طاؤسی کی ساخت ہو رہی ہو۔ ایک ایک شادی کے موقعہ پر لاکھوں روپیہ لٹایا جاتا ہو۔ ہر سال دو مرتبہ بادشاہ، شاہزادے، شاہزادیاں اور بادشاہ بیگم۔ سونے۔ ریشم وغیرہ چیزوں سے بارہ بارہ مرتبہ تولے جاتے ہوں اور پھر یہ تمام قیمتی اجناس فقراء ملک کو تقسیم کردی جاتی ہوں۔ تو کیا وجہ ہے کہ شب برارت جیسی مقدس شب کا احترام شاہانہ شان کے ساتھ نہ کیا جائے

شب برات آئی۔ شاہی خدام نے چراغاں کی۔ بادشاہ دین پناہ شاد کام شدند۔ و پسند فرمودند۔

اور جبکہ ہندو اپنے جھوٹے مذہب کے جھوٹے تیوہار "دیوالی" کے موقعہ پر سیکڑوں من تیل پھونک ڈالیں۔ ہولی کے موقعہ پر جگہ جگہ آگ لگائیں تو کیا مسلمان ہندوؤں سے کم ہیں۔ یا ان کا مذہب جھوٹا ہے۔ یا ان کو اپنے مذہب سے محبت نہیں۔ یہ اس مذہبی رسم کو ہندوؤں سے زیادہ شان و شوکت منائیں گے۔

ہندو بزدل اور بخیل صرف ادپلوں کو جلا دیتا ہے۔ مسلمان بہادر اور سخی آتشیں کھیلوں سے کھیلیگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیوبند جیسے مذہبی اور "وہابی" قصبہ میں بھی شب برات کو دھوم دھوم کر خدا کی پناہ۔ دو ٹولیاں آپس میں

واقعی طور پر میدان جنگ کے حریف بنکر ایک دوسرے کے سامنے آتی ہیں۔ اور جب تک کوئی فریق پسپا نہ ہو اس پر آگ برسائی جاتی رہتی ہے۔

وہ علماء دیوبند جو ہندوستان بھر میں بدعتوں کا انسداد کرتے ہیں ان منچلے نوجوان سے عاجز ہیں۔

یہ ہے انسانی تفنن جو ہزم کی احتیاط کے باوجود اسلام کی اس مقدس شب میں داخل ہو گیا۔

مذہبی تعلیم سے علیحدہ ہو کر کوئی سنجیدہ انسان اس خرافات پر نظر ڈالے تو کیا وہ نفرت نہ کرے گا۔ اور شب برارت سے اپنی برارت کا اظہار نہ کرے گا۔ یہ ہے مذہبی رسوم اور اس کی تاریخوں میں اختلاف کا جو تھا سبب یعنی انسان اپنے دماغی اختراعات کی اتباع کرتے ہوئے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ مذہبی چیز بناتے بھیانک اور قابل نفرت بن جاتی ہے۔

سنجیدہ طبقہ اگر مذہب سے واقف نہ ہو تو اس کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔

حلوا - ممکن ہے کسی بزرگ نے شب بیداری میں عبادت کی سہولت کے لئے ہلکی غذا کے طور پر "ہریسہ"[1] تناول فرمایا ہو۔ جس کو اردو میں "حریرہ" کہتے ہیں۔ مریدوں کو حضرت شیخ کی سنت کی اتباع ضروری تھی۔ مگر یہ اس درجہ پر کہ بلا کسی چاشنی کے فقط "حریرہ" کھا لیا جائے۔ لہذا اس میں گھی ڈالکر اس کو حلوے کی شکل دیدی گئی اور یہ حدیث بھی ان کو مل گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا پسند فرماتے تھے۔ اگرچہ اس طرف توجہ نہ کی کہ حضور کے زمانہ میں عموماً جو کا آٹا بے چھنا کھایا جاتا تھا چھلنی ایجاد نہ ہوئی تھی یا ان حضرات کے ہاں چھلنیاں نہ تھیں۔ بلکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد کے مطابق جو کے آٹے کی بھوسی پھونک سے اڑ دی جاتی تھی اور پھر اس کو گوندھ کر پکا لیا جاتا تھا۔[2]

بہرحال زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں حلوا ء کی شکل کچھ بھی ہو۔ اس وقت تو لفظ حلوا نہایت مرغوب تھا۔ اسی کو اختیار کر لیا گیا۔ کسی ظریف نے اس میں ایک ظرافت کا اور اضافہ کر دیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک اس تاریخ کو شہید ہوا تھا۔ لہذا حضور نے حلوا استعمال کیا تھا۔ دندان مبارک شہید کرانے کی سنت پر اگر عمل دشوار ہے تو کیا حلوا کھانا بھی دشوار ہے۔ لہذا جس پر عمل ہو سکے آخر اس کو کیوں ترک کیا جائے۔

مگر یہ نہ خیال کیا کہ اگر واقعی حضور نے (صلی اللہ علیہ وسلم) دندان مبارک کی شہادت پر حلوا تناول فرمایا تھا

---

[1] عربی لفظ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شوق سے تناول فرمایا کرتے تھے۔ آٹے کو بھون کر اس میں پانی ڈالکر پکا لیا جائے اور اسکو اتنا رقیق رکھا جائے کہ پیا جا سکے۔ یہ ہریسہ ہے۔ اس کو غالباً شیریں کر لیا جاتا تھا۔ اردو میں اسی کو حریرہ کہتے ہیں ۱۲

[2] عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ "ما کانت لنا مناخیل" ہمارے یہاں چھلنیاں نہ تھیں ۱۲

اور بالفرض وہ حلوا اسی قسم کا مکلف حلوا تھا تو کیا اس کی تاریخ یہی تھی؟
سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معمولی واقفیت رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ دندان مبارک جنگ احد میں شہید ہوا تھا۔ جنگ احد ماہ شوال میں ہوئی تھی۔ نہ کہ شعبان میں۔ تاریخ بھی پندرہ نہیں تھی بلکہ ۷ رتھی۔

مساجد میں اجتماع ۔ فرض نمازوں کی ادائیگی فرض ہے۔ ان کی ادائیگی میں کوتاہی قانوناً جرم ہے لہذا سب کے سامنے ادا کرنا ضروری ہے۔ اور پھر اجتماع۔ اتحاد۔ وغیرہ کا جس قدر مظاہرہ ہو۔ شرعاً پسندیدہ ہے۔ چنانچہ اذان جماعت امام وغیرہ ضروری قرار دئے گئے لیکن نفل نمازیں جو انسان کے اختیار اور اس کی مرضی پر موقوف ہیں۔ وہ صرف اس کی انفرادی عبادت ہے۔ نہ اس کے ترک پر اعتراض کیا جا سکتا ہے اور نہ کرنے کے وقت مظاہرہ۔
بلکہ صرف اور صرف رب معبود کے ساتھ اپنے تعلق کو استوار اور مستحکم کرنے کے لئے جس قدر تنہائی میں ان کو ادا کرے اتنا ہی زیادہ خلوص پایا جائیگا اور اسی قدر اس میں افضلیت ہوگی۔
چنانچہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے۔ صرف تین آدمیوں کی جماعت جائز قرار دی گئی ہے مگر وہ بھی اس شرط پر کہ کسی کو دعوت نہ دی جائے بلکہ اتفاقی طور پر اجتماع ہو گیا ہو۔
علاوہ ازیں یہ ضروری نہیں کہ تمام رات جاگتے رہیں۔ بلکہ شب کے آخری حصہ میں چند رکعات پڑھ لینا بھی کافی ہو سکتا ہے لیکن ہمارے دوستوں نے شریعت کی ان تمام پابندیوں کو بالائے طاق رکھ کر رات بھر بیدار رہنے کے لئے سب سے پہلے چائے کا انتظام کیا۔ مسجد میں ایک دیگچہ پانی کا بھٹی پر رکھ دیا گیا۔ اس میں چائے پکائی گئی جس کا دور شب بھر چلتا رہا۔ گوشہ تنہائی کو چھوڑ کر مسجد کو رونق بخشی اور اس طرح اس مذہب کی اصلاح و تکمیل کی جس کی تکمیل کل کا خداوندی اعلان ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو عرفات کی مقدس پہاڑی پر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مقدس صحابہ کے ایک لاکھ نفوس کو سنایا جا چکا تھا۔

قبرستانوں میں گشت ۔ قبر پرستی۔ بت پرستی کی شاخ ہے۔ جب پرستش غیر اللہ کے مشرکانہ جذبات اور میلانات کو نو آموزان درس توحید کے سینوں سے نکالا جا رہا تھا تو رشد و ہدایت کے معلم اعظم (سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے) زیارت قبور کو قطعاً منع کر دیا تھا۔
اور جب کچھ عرصہ کے بعد قلبی کیفیات کے مبصر اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اندازہ فرما لیا کہ نخل شرک و اصنام پرستی کی تمام جڑیں اور بیلیں اس "امت خیر الامم" کے پاکیزہ قلوب سے ایک ایک کر کے کٹ گئیں اور اکھڑ گئیں تو ارشاد ہوا۔

کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تذکر الآخرۃ (حدیث)	میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کر دیا تھا۔ اب زیارت کر سکتے ہو کیونکہ زیارت قبور آخرت کو یاد دلاتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس درس مبارک نے امت کو تلقین فرمائی کہ "زیارت قبور نا جائز ہے۔ البتہ اگر اس سے آخرت کی یاد تازہ ہو تو جائز ہے"۔

پھر ایک مرتبہ ۱۵ شعبان کی شب تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا "بقیع غرقد" یعنی مدینہ طیبہ کے ایک قبرستان میں تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپس ہوئے تو ارشاد فرمایا۔

آج کس قدر برکتیں اور کس قدر بلائیں نازل ہو رہی ہیں۔ کوئی ہے جو حجروں والیوں کو (ازواج مطہرات کو) بیدار کردے۔ کس قدر عجیب ماجرا ہے۔ کہ بہت سی لباس اور پوشش والیاں آخرت کو عریاں ہوں گی (یعنی دنیا کے مصنوعی ٹیپ ٹاپ اور بود رنگ آخرت میں اصلی حقیقت کے ساتھ نظر آئیں گے)

(یہ ایک صحیح السند حدیث ہے جس کا خلاصہ پیش کیا گیا) چونکہ اس مقدس رات میں خدا کی یاد اور آخرت کا منظر پیش نظر رکھنا چاہیے۔ لہٰذا قبرستان میں جا کر عبرت حاصل کرنا بھی بہتر ہے اور جب کہ یہ مبارک شب ہے تو مسنون طور پر ایصال ثواب بھی باعث برکت ہوگا۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود تنہا تشریف لے گئے۔ واپس تشریف لا کر گھر کے آدمیوں کو اٹھانے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ مگر کسی کو نہ قبرستان میں جانے کی ہدایت کی اور نہ خود کسی کو قبرستان میں لیکر گئے۔

فی زمانہ تنہا قبرستان میں جانے کی ہمت نہیں ہوتی۔ جو دل غیر اللہ کے خوف کا نشیمن بنا ہوا ہے اس کو قبرستان میں عبرت کیوں نہ نظر آئیں۔

لہٰذا ایک جماعت تیار ہوتی ہے۔ اور جہاں قبر ملتی ہے اس کی مجاورت شروع کر دیتی ہے۔ اور اس مبارک شب کا بیشتر حصہ اسی سفینہ جلوس میں گذار دیتی ہے۔ یہ ہے ان لوگوں کا عمل جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اپنے قیاس کے زور سے مقدس بننا چاہتے ہیں۔

فضائل ۔ شب برات یا لیلۃ البراءت۔ یعنی گناہوں سے بری ہونے کی رات۔ کا نام خود اس کے فضائل کی دلیل ہے۔ ذیل میں چند حدیثوں کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے جن سے فضائل کی مزید توضیح ہوگی۔

"حضرت علی رضی اللہ عنہ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب نصف شعبان کی شب ہو تو رات کو قیام کرو۔ (نماز پڑھو) دن کو روزہ رکھو۔ کیونکہ حضرت حق جل مجدہ کی توجہات کریمانہ اس رات کو غروب آفتاب کے بعد سے عالم انسان کی طرف منعطف ہوتی ہیں۔ اور ارشاد ہوتا رہتا ہے کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے کہ میں اس کو بخش دوں۔ کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اس کو رزق دوں۔ کیا کوئی مبتلا ہے کہ میں اس کو عافیت بخشوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض شب بھر اسی قسم کے اعلانات ہوتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ صبح ہو جاتی ہے (ترغیب ترہیب ص ۷۳)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ (ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرماتی ہیں)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شب میں غفور رحیم قبیلہ کلب[1] کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ تعداد میں مغفرت فرما دیتا ہے۔ مگر ہاں مشرک اور ایسے مسلمان کی طرف نظر التفات نہیں ہوتی جو کینہ پرور ہو یا اقارب کے ساتھ برا سلوک کرتا ہو۔ ماں باپ کا نافرمان ہو۔ یا پاجامہ[2] یا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھتا ہو۔ یا شراب خور ہو۔

اسی حدیث کے ضمن میں عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نماز میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے اس قدر طویل سجدہ کیا کہ مجھے خیال ہوا کہ روح مبارک قبض کر لی گئی۔ میں نے کان لگا کر سنا تو آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے۔

اعوذ بعفوك من عقابك واعوذ برضاك من سخطك واعوذ بك منك جل وجهك لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك۔	اے اللہ میں تیرے عفو اور کرم کے ذریعہ تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ تیری رضا کے ذریعہ تیرے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ تجھ سے تیری ہی پناہ تیری ذات بہت بڑی ہے میں تیری حمد و ثنا کا حق نہیں ادا کر سکتا۔ تو ایسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی ثنا فرمائی۔

صبح ہوئی تو مجھے یہ کلمات یاد تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا دوسروں کو بھی سکھا دو۔ کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ کلمات بتائے تھے اور ہدایت کی تھی کہ میں ان کلمات کو بار بار دہراؤں (ترغیب ترہیب ۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث میں انھیں چھ آدمیوں کا ذکر ہوا ہے جو شب برات کی فضیلت سے محروم رہتے ہیں۔ مگر دوسری روایات میں مندرجہ ذیل افعال کے مرتکب کو بھی محروم رہنے والوں میں شمار کیا گیا ہے۔

ظلم سے محصول لینے والا۔ جادوگر۔ غیب کی باتیں بتانے کا دعویٰ کرنیوالا (مثلاً فال نکالنے والا یا جوتشی) ظالم سپاہی۔ کوبہ یعنی چوسر یا شطرنج والا۔ عطبہ یعنی طنبور والا۔

حضرت عطا بن یسار رحمہ اللہ

اس سال میں مرنے والوں کی فہرست اسی شب میں ملائک کے سپرد ہوتی ہے۔

حضرت عکرمہ اور دیگر ائمہ تفسیر رحمہم اللہ۔

اس سال میں جو کچھ ہوگا اس کی تفصیل و تعیین اسی شب میں کارپردازان قضا و قدر کے حوالہ کر دی جاتی ہے۔

---

[1] قبیلہ بنی کلب میں بکریاں بہت تھیں۔ اسی لئے اس قبیلہ کا خاص طور پر نام لیا گیا۔ [2] یہ خود پسندی کی علامت ہے اسلئے اس وضع کو شریعت نے مردود قرار دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہم تو خود پسندی کے طور پر استعمال نہیں کرتے۔ بلکہ بطور فیشن مگر فیشن خود اس لئے ہوتا ہے کہ آپ کو بڑا سمجھا جائے۔ یہی خود پسندی ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی پوشیدہ خرابی نہیں ہے تو پھر اونچے پائچوں کو برا کیوں سمجھا جاتا ہے۔

خلاصہ ۔ مذکورہ بالا احادیث اور اس سلسلہ میں جو دوسری احادیث وارد ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شب میں مندرجہ ذیل امور مسنون ہیں ۔

(الف) حسب توفیق وقدرت رات کو تنہا جاگ کر نماز پڑھنا ۔ تلاوت اور ذکر وتسبیح میں مشغول رہنا ۔

(ب) مغفرت ۔ عافیت ۔ فراخی رزق وغیرہ مقاصد دارین کی دعا مانگنا ۔

(ج) اگر موقعہ ہو تو تنہا قبرستان میں جاکر آخرت کی یاد تازہ کرنا اپنے مآل اور انجام پر غور کرنا اور مردوں کیلئے دعا خیر اور استغفار کرنا ۔

(د) صبح کو یعنی پندرہ شعبان کو روزہ رکھنا ۔

خداوند عالم توفیق عمل بخشے آمین

تصحیح ماہ جمادی الاولیٰ کے رسالہ شمارہ (۵) میں آمدنی کی جو تفصیلات شائع ہوئی ہیں وہ موصولہ ماہ ربیع الاول ہیں لیکن رسالہ میں غلطی سے انہیں "موصولہ ماہ ربیع الثانی" لکھا گیا ہے قارئین کرام تصحیح فرمالیں (مرتب)

صفات باری عزّ اسمہٗ

(۴)

(از حضرت مولانا مولوی محمد ادریس صاحب کاندھلوی مدرس دارالعلوم دیوبند)

خلق اور کسب کا فرق۔ اس میں شک نہیں کہ ہر عمل پر اس کی خاصیت اور تاثیر کے مطابق ثمرہ مرتب ہوتا ہے۔ مگر اس ترتب میں انسان کا کسب اور اس کی سعی ضرور شرط ہے۔ سم الفار کی خاصیت بے شک ہلاکت اور موت ہے لیکن ہلاکت کیلئے سم الفار کا اپنے اختیار سے استعمال کرنا شرط ہے۔ اسی طرح کفر کی خاصیت ابدی ہلاکت ہے مگر ابدی ہلاکت کے لئے شرط یہ ہے کہ کفر کرنے کے لئے اپنے قوائے فکریہ اور قوائے عملیہ کو استعمال کرے او رخدائے ذوالجلال نے بندہ کو عمل کرنے کی جو قوت اور قدرت عطا کی ہے اس قوت اور قدرت کے استعمال کرنیکا نام اصطلاح شریعت میں کسب ہے۔ امام ابومنصور ماتریدیؒ شرح فقہ اکبر صلا میں خلق اور کسب کا فرق بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

قال ابوحنیفۃ واصحابہ الخلق فعل اللہ وھواحداث الاستطاعۃ فی العبد۔ و استعمال الاستطاعۃ المحدثۃ فعل العبد حقیقۃ لامجازا۔ اھ	بندہ میں استطاعت اور عمل کی طاقت کا پیدا کرنا خلق ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے اور استطاعت حادثہ یعنی خدا کی دی ہوئی قدرت کا استعمال کرنا یہ بندہ کا فعل ہے۔

امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ جو فعل قدرت قدیمہ اور ازلیہ سے صادر ہو وہ خلق ہے اور جو فعل قدرت حادثہ سے صادر ہو وہ کسب ہے۔ (شفاء العلیل)

فاعل سے جو فعل صادر ہوتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں کبھی وہ فعل اپنے فاعل سے بلا واسطہ صادر ہوتا ہے اور کبھی کسی آلہ اور واسطہ کی وساطت سے ظاہر ہوتا ہے۔

ضارب اور قاتل سے بعض مرتبہ ضرب بلا واسطہ صادر ہوتی ہے اور بعض مرتبہ تیر اور تلوار کے واسطے سے اس کا ظہور ہوتا ہے۔ اسی طرح افعال الٰہیہ کا ظہور کبھی بلا واسطہ ہوتا ہے اور کبھی بندہ کے ہاتھ سے اس کا ظہور ہوتا ہے۔ لہذا جو فعل خدا تعالیٰ سے بلا واسطہ ظاہر ہو وہ خلق ہے اور جو فعل بندہ کے واسطے سے ظاہر ہو وہ کسب ہے۔ قمر سے جو نور ظاہر ہوتا ہے وہ حقیقت میں نور شمس ہی ہے مگر چونکہ اس کا ظہور قمر کے واسطے سے ہے

اس لئے نورِ قمر اور نورِ شمس کے احکام اور ثمرات مختلف ہوگئے۔ کما قال تعالیٰ

قاتلوا ھم یعذبھم اللہ بایدیکم الآیۃ	ان سے قتال کرو حق تعالیٰ تمہارے ہاتھ سے ان کو عذاب دیں گے

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ بندہ کے ہاتھ سے ظاہر ہوتا ہے وہ حقیقت میں اسی کا فعل ہوتا ہے ہمارے جوارح اس کے افعال کے لئے مظہر اور واسطہ ہوجاتے ہیں۔

حقیقت میں وہی عذاب دینے والا ہے مگر ہمارے ہاتھ سے۔ حقیقت میں وہی دیکھنے والا اور سننے والا ہے وہی حرکت کرنے والا اور چلنے والا ہے مگر ہمارے ہاتھوں سے ہماری سمع و بصر سے ہمارے قدم اور پیروں سے یعنی ہمارے ہاتھ اور پیر اور ہماری سمع و بصر اس کے افعال کے لئے مظاہر اور وسائط ہیں۔ اور اسی وجہ سے کہ یہ جوارح افعال الٰہیہ کے مظاہر ہیں۔ حدیث میں ان جوارح کو خدا کی طرف مجازاً منسوب کردیا گیا۔

کما ورد فی مسلم مرفوعا لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ الذی یمشی بھا اھ۔	جیسا کہ صحیح مسلم میں مرفوعاً روایت ہے کہ بندہ ہمیشہ نوافل سے تقرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک میں اسکو محبوب بنالیتا ہوں۔ پس وہ میرے ہی کان سے سنتا ہے اور میری ہی آنکھ سے دیکھتا ہے اور میرے ہی ہاتھ سے پکڑتا ہے۔ اور میرے ہی پیر سے چلتا ہے۔
وقال تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔	جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں درحقیقت اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔

اس آیت میں حق تعالیٰ نے نبی کریم کے دست مبارک پر بیعت کرنا اپنے ہی دست قدرت پر بیعت کرنا قرار دیا ہے کیونکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دست مبارک اسی کے دست قدرۃ کا مظہر ہے۔

وقال تعالیٰ۔ ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ	یعنی رسول اکرم کی اطاعت خداوندی اطاعت کیلئے مظہر ہے۔
وقال تعالیٰ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم۔ الآیۃ	ان کے مال سے صدقہ لیجئے تاکہ وہ صدقہ ان کو پاک کردے۔

اس آیت میں اخذ صدقات کو نبی کریم کی جانب منسوب فرمایا۔ اور دوسری آیت میں اپنی جانب منسوب فرمایا

کما قال تعالیٰ۔ الم یعلموا ان اللہ ھو یقبل التوبۃ عن عبادہ ویاخذ الصدقات الآیات	کیا انہیں علم نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان سے زکوٰۃ لیتا ہے۔

ان دونوں آیتوں میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حقیقت میں آخذ صدقات وہی ہے مگر چونکہ ظہور اس کا نبی کریم کے دست مبارک پر ہوا اس لئے ایک مرتبہ نبی کریم کی طرف منسوب کر دیا۔ وقال تعالےٰ

فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ۔ الآیۃ	اے مسلمانو تم نے انکو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے قتل کیا اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آپنے خاک کی مٹھی پھینکی وہ حقیقت میں آپنے نہیں پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

یعنی حقیقت میں قاتل اور فاعل ہم ہی ہیں اور تم محض آلہ اور واسطہ ہو جس طرح تیر اور تلوار تمھارے افعال کیلئے آلہ اور واسطہ ہے اسیطرح تم ہمارے افعال کے لئے مثل تیر کمان کے واسطہ اور مظہر ہو۔ ؎ وقال ابو الطیب

فانت حسام الملک واللہ ضارب ؛ وانت لواء الدین واللہ عاقد

آنے والے چونکہ دروازہ سے گذرتے ہیں اس لئے دروازہ ان کے لئے ایک مخرج اور مظہر ہے مگر مولد یعنی پیدا کرنیوالا نہیں ہے۔ اسیطرح سے اعضائے انسانی حرکات الٰہیہ اور افعال خداوندی کے لئے دروازے ہیں کہ جن سے افعال الٰہیہ کا خروج اور ظہور ہوتا ہے اگر کوئی شخص دروازہ ہی کو مولد سمجھ بیٹھے تو یہ اسکی نادانی ہوگی۔

معتزلہ نے جب جوارح انسانیہ پر افعال الٰہی کا ظہور دیکھا تو انسان اور اس کے اعضا ہی کو ان افعال کا خالق بتلا دیا۔ اور جبریہ نے اس مخرج اور مظہر سے قطع نظر کر کے تمام افعال کو اسی کی جانب منسوب کر دیا۔

اور اشاعرہ نے ظاہر و باطن دونوں ہی کو ملحوظ رکھا باطن پر نظر کر کے خدا کو خالق بتلایا اور ظاہر پر نظر کر کے بندہ کا کسب بتلایا۔

جبر اور اختیار کی حقیقت ۔ انسان سے افعال کا صدور دو طرح پر ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ انسان کسی شئے کا تصور کرے اگر وہ چیز اس کی طبیعت کے موافق ہوئی تو اس کے قلب میں اس کے کرنے کی خواہش اور رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر نہایت ذوق و شوق کے ساتھ اس کے حاصل کرنے کیلئے حرکت کرتا ہے۔ اور اگر وہ شئے اس کی طبیعت اور منشاء کے خلاف ہوتی ہے تو قلب میں اس کی نفرت اور کراہت پیدا ہوتی ہے اور بقصد کراہت و ناگواری اور بہزار نفرت و بیزاری اس کے دفع کرنے کیلئے حرکت کرتا ہے۔ لہٰذا انسان سے جو حرکت شوق اور رغبت یا نفرت اور کراہت کی بنا پر ظہور میں آئے اُسی کا نام فعل اختیاری ہے۔ اور جو حرکت بدون کسی شوق اور خواہش کے ظہور میں آئے۔ جیسے حرکت مرتعش[ف] تو وہ حرکت جبری اور اضطراری کہلائے گی۔ تمام عقلاء کے نزدیک پہلی حرکت اختیاری ہے اور بندہ سے اس اختیار کی نفی اور انکار ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی یہ کہے کہ انسان نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے پس جس طرح انسان سے سمع اور بصر کا انکار سراسر بداہت اور مشاہدہ کا انکار ہے اسی طرح سے بندہ سے اختیار کی نفی سراسر محسوس اور مشاہد چیز کی نفی کرتا ہے اور جس طرح دنیا میں اس اختیار پر جزا و سزا مرتب ہو رہی ہے اسی طرح آخرت میں بھی اسی اختیار پر ثواب اور عقاب مرتب ہوگا۔ الغرض انسان سے جو فعل

اور جو حرکت ظہور میں آتی ہے۔ عقل کے نزدیک اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اختیاری جو شوق اور رغبت سے ہو اور دوسری اضطراری جس میں انسان کی کسی قسم کی خواہش کو دخل نہ ہو جیسے حرکت رعشہ۔

اور ظاہر ہے کہ حق جل وعلا کے قضاء و قدر اور حیطہ علم سے کوئی حرکت بھی باہر نہیں۔ جس حرکت کے متعلق جس طرح خدا تعالیٰ نے قضاء و قدر میں لکھ دیا ہے وہ حرکت اسی طرح ظہور میں آئے گی۔ اگر اختیاری لکھ دیا ہے تو وہ حرکت بندہ کے اختیار سے ظہور میں آئے گی۔ اور اگر اضطراری لکھ دیا ہے تو بندہ سے اس فعل اور حرکت کا صدور بلا اختیار ہوگا معلوم ہوا کہ قضاء و قدر کے متعلق ہونے سے افعال عبد کی تقسیم پر (کہ بعض افعال اختیاری اور بعض اضطراری ہیں) کوئی اثر نہیں پڑتا۔

یہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے کلام کا خلاصہ اور توضیح ہے جو حضرت موصوف نے جبر و اختیار کی حقیقت کے متعلق تکمیل الایمان ص۲۷ پر تحریر فرمایا ہے۔

اس تقریر سے یہ شبہ بھی رفع ہوگیا کہ جب قضاء و قدر میں ابوجہل کا کفر مقدر ہوچکا تھا کہ ابوجہل ایمان نہ لائیگا تو پھر ابوجہل کا کفر ضروری اور ایمان لانا محال اور ممتنع ہوگا۔ اس لئے کہ علم الٰہی کا غلط ہونا ناممکن اور محال ہے اور جب کفر ضروری ہوا تو پھر بندہ کو ایمان کا کہاں اختیار باقی رہا۔ لہٰذا جبر لازم آیا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کو پہلے سے علم تھا کہ زید فلاں کام اپنے اختیار سے کرے گا۔ اور فلاں کام اس سے بلا اختیار سرزد ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے علم سے اختیار زائل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ تو اختیاری اور اضطراری سب ہی امور کو جانتا ہے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ کے افعال بالاتفاق اختیاری ہیں۔ حالانکہ وہ ازل میں اپنے افعال کو بھی جانتا تھا کہ فلاں وقت فلاں کو یہ شے عطا کروں گا۔ پس جس طرح علم ازلی کیوجہ سے اللہ تعالیٰ کا اختیار نہیں جاتا رہا۔ اسی طرح علم ازلی سے بندوں کے اختیار اور ارادہ کا زائل ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

توفیق اور استدراج ۔ انسان جب نیکی جذبات کو کسب کرتا ہے تو ویسی ہی اس کو مدد دیجاتی ہے اور جو امور اس کے مناسب ہوتے ہیں وہی اس کے لئے آسان کردیے جاتے ہیں۔ اور جب ملکی جذبات کو کسب کرنا چاہتا ہے تو پھر ویسی اس کو امداد دی جاتی ہے۔ اور اسی کے مناسب امور اسکے لئے سہل کردئے جاتے ہیں۔ قال تعالیٰ۔

کلاً نمد ھٰؤلاء وھٰؤلاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا۔ الآیۃ	ہر ایک کی امداد کرتے ہیں ان کی بھی اور اُن کی بھی۔ خدا کی عطاء کسی سے روکی نہیں گئی۔
وقال تعالیٰ ان سعیکم لشتّٰی فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنٰی فسنیسرہ	بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے۔ پس جس نے دیا اور ڈرا اور کلمۂ توحید کی تصدیق کی اسکے لئے اعمال صالحہ کو سہل کردینگے

للیسری واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہٗ للعسری	اور جس نے بخل کیا اور تکذیب کی اس کے لئے برے اعمال میں سہولت پیدا کردیں گے۔

ایک شخص اپنے کسب سے ہدایت حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو ہدایت میں مدد دیجاتی ہے اور اسباب ہدایت اس کے لئے پیدا کردیئے جاتے ہیں اور جو کفر اور ضلالت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اس میں امداد دی جاتی ہے۔ ہدایت میں امداد دینے کا نام توفیق ہے اور کفر و ضلالت میں امداد دینے کا نام استدراج اور امہال ہے۔

آفتاب بالذات روشن ہے اور نور قمر اور نور کواکب آفتاب سے مستفاد ہے۔ بہرحال نور آفتاب بھی نور آفتاب ہے اور نور قمر بھی حقیقت میں نور آفتاب ہی ہے مگر دن کو آفتاب بلا واسطہ روشنی ڈالتا ہے اور شب کو قمر اور کواکب کے واسطہ سے۔ لیکن جب آفتاب بلا واسطہ روشنی ڈالتا ہے تو اسکی تاثیر بھی اور ہوتی ہے اور احکام بھی اور جب وہی آفتاب شب کو قمر کے واسطہ سے روشنی ڈالتا ہے تو تاثیر اور احکام سب بدلجاتے ہیں۔ حتیٰ کہ نام بھی بدلجاتا ہے۔ چنانچہ دن کی روشنی کو دھوپ اور شب کی روشنی کو چاندنی کہتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ارادۂ الٰہیہ جو بمنزلہ شمس کے ہے کبھی بندہ کے ارادہ میں سے ہوکر گذرتا ہے تو اسکو کسب کہتے ہیں اور کبھی بلا واسطہ عمل پیرا ہوتا ہے تو اسکو خلق کہتے ہیں۔

اور اسی وجہ سے کہ ابوجہل اور ابولہب کو اٰمنوا کا خطاب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی وساطت سے ہوا اور امر الٰہی کا ظہور نبی کریم کی زبان پاک سے ہوا سو اس واسطہ اور حجاب کے حائل ہونیکی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب ایمان و ہدایت سے انکار کرسکے ورنہ اگر بلا واسطہ ان کو کونوا مؤمنین کا خطاب ہوجاتا تو وہ یقیناً صدیق بنجاتے۔ کما قال تعالیٰ

انما امرہٗ اذا اراد شیئا ان یقول لہٗ کن فیکون	خدا کی شان یہ ہے کہ جب کسی شئے کا ارادہ فرماتے ہیں تو کن فرما دیتے ہیں۔ وہ شئے فوراً ہو جاتی ہے۔

اور اسی وجہ سے کہ عہد الست میں خطاب بلا واسطہ تھا یکلخت سب نے بلیٰ کہدیا اور اس عالم میں خطاب حجاب اور واسطہ سے ہوا اس لئے کوئی اس عہد پر قائم رہا اور کوئی نہ رہا۔ بہرحال کفر کی ذاتی تاثیر نار جہنم ہے جیسے سانپ کی ذاتی تاثیر ہلاکت ہے۔ مگر جس طرح ہلاکت کیلئے سانپ کا کاٹنا شرط ہے اسی طرح نار جہنم کے لئے بندہ کا کفر کرنا شرط ہے۔ دیا سلائی میں مادہ آتشگیر موجود ہے مگر آگ کے لئے اس کا رگڑنا شرط ہے۔

لیکن اب ہم ترقی کرکے کہتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ بندہ کے دل میں کفر کا فقط داعیہ ہی رکھدیتے اور بندہ کے کسب اور ارادہ کو دخل نہ ہوتا بلکہ اضطراراً اس سے کفر صادر ہوتا تب بھی اسکا جہنم میں جانا کوئی ظلم نہ ہوتا۔ کیونکہ تاثیر اسباب میں ارادہ شرط نہیں۔ انسان اگر اپنے قصد اور اختیار سے سنکھیا کھائے تب بھی مرتا ہے۔ اور اگر سہواً کھائے تب بھی ہلاک ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

وعظ و نصیحت

پنجگانہ نماز کی برکات

(از مولانا عبدالحجاب صاحب مبلغ دارالعلوم دیوبند)

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الکریم۔

اتل ما اوحی الیک من الکتٰب و اقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون (پارہ ۲۱)

حق تعالیٰ جل شانہ نے اس آیت شریفہ میں انسان کی اصلاح اور شریر النفس سے کریم النفس۔ عدو اللہ سے محب اللہ اور گنہگار سے پرہیزگار بننے کا طریقہ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ سید المرسلین تاجدار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوتا ہے کہ جو لوگ طرح طرح کی سیاہ کاریوں اور بدکرداریوں میں مبتلا ہیں خدا تعالیٰ اور اس کے برگزیدہ نبی کریمؐ کے ارشادات کو پس پشت ڈال کر ہوا و ہوس کا اتباع کرتے ہوئے اپنی عمر کا معتد بہ حصہ ضائع کر چکے ہیں خواہشات نفسانی اور کارہائے شیطانی میں اپنے قیمتی وقت کو برباد کر رہے ہیں ظاہری اور باطنی جرائم میں مبتلا ہیں "تن ہمہ داغ داغ شد" کے مصداق ہیں اے نبی کریمؐ ایسے لوگوں کو ہماری کتاب میں سے وحی الٰہی پڑھ کر سنایئے اور ان کی اصلاح و درستگی کا ایک واحد طریقہ ہم بیان کرتے ہیں وہ طریقہ آپ انھیں بتا دیجئے اگر ہمارے بیان کردہ طریقہ پر عمل کرنا شروع کر دیا گیا تو قلب پر ایک گونہ نور پیدا ہونا شروع ہو جائیگا ظلمات اور تاریکی کے پردے بتدریج اٹھ جائیں گے صرف اس ایک کام کے کرنے کی وجہ سے دیگر معاصی سے قدرتی طور پر نفرت ہونے لگے گی۔ نیز جب ہمارے بیان کردہ طریقہ پر عمل کرنے کیلئے ہماری دربار پر حاضر ہوگئے تو گذشتہ گناہ ہم سب معاف کر دیں گے ؎

دگر خشم گیرد بہ کردار زشت　⁂　چو باز آمدی ماجرا در نوشت
باز آ باز آ ہر آن چہ ہستی باز آ　⁂　گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست　⁂　صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

وہ اصلاح کا طریقہ بچھڑے ہوئے غلام کا اپنے مولا و آقا سے ملنے کا ذریعہ یہ ہے کہ جسکو ہادی برحق نے اپنے پاک کلام میں ذکر فرمایا ہے واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر (ترجمہ) اور قائم کیجئے نماز کو بیشک نماز بے حیائی اور ناشائستہ حرکات سے روکتی ہے [illegible]

ہوکر ان کی خدمت میں سلام و پیام بھیجنے لگا کہ میں آپ پر یوں فدا ہوں یوں فریفتہ ہوں مجھ کو تو آپکے فراق و جدائی میں چین نہیں آتا۔ آپ مہربانی فرماکر میرے دل کی مراد پوری کیجئے۔ اس پارسا اور نیک بی بی نے اپنے خاوند سے ذکر کیا کہ فلاں شخص میری طرف اس قسم کے پیام ہمیشہ بھیجتا ہے اور حال یہ ہے کہ میں اس کی صورت سے بھی واقف نہیں ہوں۔ نیز مجھے اس قسم کی حرکات سے قدرتی طور پر نفرت بھی ہے۔ اس بی بی کے خاوند اولیاء اللہ میں سے تھے ان کی مجلس میں تھوڑی دیر بیٹھنے سے آدمی پر عشق الٰہی کا رنگ چڑھ جاتا تھا۔ واقعی اللہ والوں کی صحبت میں ایک بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔

سہ　گر تو سنگ خارہ و مرمر شوی　　چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

اس پارسا بی بی کے بزرگ خاوند نے فرمایا کہ تم ان سے یہ کہلا کر بھیج دو کہ ہمیں تمہاری فرمائش منظور ہے۔ مگر ایک شرط ہے پہلے اس شرط کو پورا کر دو وہ شرط یہ ہے کہ تم میرے خاوند کے پیچھے چالیس روز تک باجماعت نماز پنجگانہ ادا کرو چالیس یوم کے بعد ہم تم سے بات کریں گے۔ چنانچہ انھوں نے اسی طرح کہلا بھیجا۔ بس پھر کیا تھا اس رند مشرب اور سیاہ کار نے نہا دھو کر عمدہ کپڑے پہن کر اس ولی الٰہی کے پیچھے نماز باجماعت پڑھنا شروع کر دی اور یہ کہا کہ بھلا چالیس دن تک نماز پڑھنا کیا بڑی بات ہے۔ خوب فرمایا ہے۔

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا　　گو نشیند با حضور اولیا

جب پورے چالیس روز ہو چکے تو اب آزمائش کے طور پر پارسا بی بی نے پیام بھیجا کہ تشریف لائیے مگر وہاں کیا تھا اس کی جان و جسم میں تو نماز اپنا کام کر چکی تھی دل میں عشق الٰہی کا سوز و گداز پیدا ہو چکا تھا لہذا اللہ کے عشق اور محبت کے سوا دوسرے کی محبت سے شرم آنے لگی عشق مجازی کی بجائے عشق حقیقی کی آگ جسم و جان میں پیدا ہو چکی تھی اسلئے جواب دیا گیا کہ جب میں آپ کی خدمت کے قابل تھا آپنے پسند نہ کیا اور اب میں توبہ کرکے اپنے مولیٰ کی خدمت و فرمانبرداری کے قابل ہو گیا ہوں۔ اب میں آپ کو پسند نہیں کرتا یہ تو ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ کبھی کے دن بڑے کبھی کی رات۔ اس پارسا بی بی نے اپنے خاوند سے ذکر کیا تو انھوں نے بے ساختہ فرمایا کہ سچ ہے نماز ایسا ہی اپنا اثر کرتی ہے۔ رند کو عاشق مولا بنا دیتی ہے۔

نماز میں قرآن مجید پڑھنے کی برکات - کنز العمال میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک حرف قرآن پاک کا خارج نماز میں پڑھا اسے دس نیکیاں ملیں دس گناہ معاف ہوئے۔ دس درجے جنت میں ملے۔ اور جو شخص ایک حرف قرآن شریف کا نماز میں بیٹھ کر پڑھیگا اسے ہر ایک حرف کے بدلے پچاس نیکیاں ملیں گی۔ پچاس گناہ معاف ہوں گے۔ پچاس درجے جنت میں بلند ہوں گے اور جو شخص کھڑے ہو کر نماز میں قرآن پڑھیگا ایک حرف کے بدلے سو نیکیاں ملیں گی۔ سو گناہ معاف ہوں گے۔ سو درجے جنت میں بلند ہوں گے۔ نیز اسی کنز العمال میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال

اس شخص کی جو امام کے ساتھ شروع الحمد پڑھنے میں آکر نماز میں شامل ہوجائے ایسی ہے جیسے کوئی شخص دار کفر فتح کرنے میں شروع سے شامل رہا اور مثال اس شخص کی جو الحمد کے اخیر میں امام کیساتھ آکر نماز میں ملا ایسی ہے جیسے کوئی شخص بعد فتح کرنے کے غنیمت تقسیم ہونے میں شامل ہوکر مال غنیمت سے حصہ لے یعنی نماز کے شروع میں آکر شامل ہونا جہاد اکبر جیسا اجر عظیم ہے اخیر میں آکر ملنا مفت کا ثواب ہے۔

<u>نماز کے معنی</u> - نماز کو عربی میں "صلوۃ" کہتے ہیں۔ صلوۃ کے معنی لغت میں ہیں دعا کرنا، تعظیم کرنا، آگ جلانا آگ میں جلانا، ٹیڑھی لکڑی کو سیدھا کرنا، شریعت مقدسہ میں "صلوۃ" ایک خاص ترکیب اور خاص طریقہ سے عبادت کرنے کا نام ہے۔ عرب کے محاورہ میں یہ امر ضروری ہے کہ لغوی اور شرعی معنی میں کوئی مناسبت ضرور ہو۔ پس یہاں پر جسقدر صلوۃ کے معنی ہیں وہ معنی صلوۃ شرعی یعنی نماز میں موجود ہیں اپنے لئے دعا کرنا خدا کی تعظیم کرنا عشق الٰہی کی آگ بھڑکانا، نمازی کے گناہوں کا جلنا یا خود نمازی کا عشق الٰہی کی آگ میں جلنا نمازی آدمی کے ٹیڑھے اور برے اخلاق کا درست اور سیدھا ہونا۔ چنانچہ اس معنی کے ثابت کرنے کیلئے ہم عاشقوں کی نماز کا قصہ پیش کرتے ہیں۔

محمد بن ابوالفرج جوزیؒ کی لونڈی سے کسی نے پوچھا کہ کیا کام کیا کرتی ہو جواب میں کہا کہ دن بھر اپنے مجازی مولا کا کام کرتی ہوں اور شب کو اپنے حقیقی مولا کی اطاعت کرتی ہوں ایک مرتبہ رمضان المبارک میں نوافل تہجد میں نہایت سوز و گداز سے کلام مجید پڑھ رہی تھی ایک رکعت میں سورۂ بقرہ دوسری میں آل عمران تیسری میں نسا حتی کہ سورۂ ابراہیم تک پہنچی اور اس آیت شریف کو تلاوت کیا۔

یسقیٰ بماء صدید یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ ویاتیہ الموت من کل مکان وما ھو بمیت ومن ورائہ عذاب غلیظ - حاصل مطلب یہ ہے کہ دوزخیوں کو خون اور پیپ (ملاکر) گھونٹ گھونٹ پلایا جائیگا مگر وہ پی نہ سکیں گے۔ پھر ہر طرف سے گھٹائیں چھائی ہوئی ہوں گی مگر وہ مریگا بھی نہیں کہ چھٹی ہی ہوجائے۔ یوں ہی گونا گوں مصائب و آلام میں گھرا رہیگا۔ اس آیت کریمہ کو پڑھ کر غش کھاکر زمین پر گر گئی اور ایک چیخ نکلی گھر والے گھبرائے کہ یہ کیا ہوا دیکھا تو وہاں کیا رکھا تھا گرتے ہی کام تمام ہوگیا صرف مردہ بے جان پڑی ہوئی تھی حضرت شیخ نے ایسے موقع کیلئے فرمایا ہے

عاشقان کشتگان معشوقند ؛ بر نیاید ز کشتگان آواز

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز ؛ کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

این مدعیان در طلبش بے خبرانند ؛ کان راکہ خبر شد خبرش باز نیامد

روض الریاحین میں ہے کہ سیدنا امام زین العابدینؒ ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے اچانک اس مسجد کے چھپر میں آگ لگ گئی تمام مسجد میں آگ بھڑک اٹھی آپ اسوقت مسجد کے اندر نماز میں مشغول تھے اس واقع کو دیکھ کر لوگوں میں ایک گونہ شور بپا ہوگیا اور مجمع اکٹھا ہوگیا پانی سے آگ کو بجھانا شروع کیا اور آپ کو آوازیں دی گئیں کہ حضرت

نماز توڑ دیجئے ورنہ آپ آگ میں جل جائیں گے مگر آپ کو اصلا خبر نہ ہوئی اور اسی طرح برابر نماز ادا فرماتے رہے جب نماز کے فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ نے ہماری آوازیں نہیں سنیں۔ فرمایا تم کیا کہتے تھے عرض کیا کہ مسجد کے چھپر کو آگ لگ گئی تھی ہم آپ کو آگ سے بچانا چاہتے تھے ہر چند ہم نے کوشش کی مگر آپ نے کچھ نہیں سنا فرمایا کہ تم مجھے دنیا کی آگ سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے اور میں اس وقت اپنے آقا کے دربار میں کھڑا ہو کر آخرت کی آگ سے بچنے کی درخواست کر رہا تھا اس لئے مجھے دنیا کی آگ سے بچنے کی پرواہ نہ ہوئی۔ ایک روز حضرت سفیان ثوریؒ کعبہ شریف کے قریب حرم محترم میں نماز پڑھ رہے تھے کسی دشمن نے موقع پاکر آپ کے ایک پیر کی دو انگلیاں کاٹ دیں اور دوسرے پیر کی پانچوں انگلیاں کاٹ دیں مگر آپ کو اصلا خبر نہ ہوئی اور برابر نماز پڑھتے رہے۔ کسی نے ایسی ہی موقع کے لئے کہا ہے ؎

بجرم عشق توام می کشند غوغا ایست ؎ تو نیز برسر بام آکر خوش تماشا ایست

آہ ایسے عاشق آج کہاں ہیں خوب فرمایا ہے۔ ؎

بہائے خون اگر تو عاشقوں کا ؎ تو ہر قطرہ سے نکلے نام اللہ

اگر سننے کی طاقت ہو تو ہر شے ؎ سنا دے خود تجھے ہی نام اللہ

اس قصہ سے ہمارے نو تعلیم یافتہ حضرات اور خشک لوگوں کو یہ شبہ ہوگا کہ ایسا ہونا تو محال ہے کہ جیتے جاگتے آدمی کے پیر کاٹے جائیں اور اسے اصلا خبر نہ ہو۔ ایسے کم نظر دوستوں سے عرض ہے کہ اس طرح ہونا محال اور مشکل قطعاً نہیں ہے کبھی آپ نے ڈاکٹروں کو شفاخانہ میں اپریشن کرتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ کلوروفارم ایک دوا ہے جب کسی مریض کو کلوروفارم سونگھا دی جاتی ہے تو مریض بالکل بے حس ہو جاتا ہے جسم کے جس حصہ کو ڈاکٹر چاہتا ہے کاٹ دیتا ہے مریض کو بالکل خبر تک نہیں ہوتی ہاتھ پاؤں تک نہیں ہلاتا۔ حالانکہ اس کی جان و جسم صحیح و سالم موجود ہوتے ہیں اور حال ہی میں اس سے بھی ایک آسان طریقہ ایجاد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جسم کے جس حصہ کو ڈاکٹر کاٹنا چاہتا ہے اس پر ایک دوا لگا دی جاتی ہے جس سے جسم کا صرف وہ حصہ جس پر دوا لگائی گئی ہے بے حس ہو جاتا ہے ڈاکٹر اس حصہ کو بلا تکلف کاٹتا ہے مگر مریض کو کچھ بھی احساس نہیں ہوتا بس اسی طرح جس شخص کو حق تعالیٰ اپنی محبت اور عشق کا کلوروفارم سونگھا دیتے ہیں اسے اپنی جان و جسم کا کچھ پتہ نہیں رہتا ہے۔ عارف باللہ نے فرمایا ہے ؎

آنکس کہ ترا شناسد جان را چہ کند ؎ فرزند و عیال و خان و مان را چہ کند

ایک صالحہ بی بی نے کھانا پکانے اور روٹیاں تندور میں لگانے کی غرض سے تندور روشن کیا اور اس میں لکڑیاں ڈال کر خود نماز میں مشغول ہو گئیں۔ اس بی بی کا بچہ جو تندور کے قریب کھیل رہا تھا تندور میں گر گیا کسی نے کہا کہ تیرا بچہ تندور میں گر گیا ہے اور تو نماز میں مشغول ہے۔ اس شخص نے بہت کچھ شور مچایا مگر وہ بدستور نماز میں مشغول رہیں بعد از فراغت نماز تندور کے قریب نہایت اطمینان سے آکر دیکھا تو بچہ صحیح و سالم زندہ موجود ہے سچ ہے من کان للہ کان اللہ لہٗ۔ منقول از تہذیب الکمال فی اسماء الرجال۔ کسی بزرگ نے خوب فرمایا ہے۔

ولو کان النساء کما ذکرنا ؎ تفضلت النساء علی الرجال

دو عالم خریدار ہوں اسکے یارب ؎ جو ہو نقد جان سے خریدار تیرا

قدسی صفت حسین احمد

(از مولانا قاری فخر الدین صاحب گیاوی فاضل دیوبند)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی مدظلہٗ کی گرفتاری پر غم و غصہ کا اظہار کرنے کیلئے گیا کے ہیلٹ ٹاؤن ہال میں جو عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ اسمیں مولانا قاری فخر الدین صاحب نے یہ نظم پڑھی۔ ہم مولانا موصوف کے شکریہ کے ساتھ اس نظم کو قارئین "دارالعلوم" کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(مرتب)

وہ ختم الانبیاء کا لاڈلا محبوب سبحانی
وہ جس کی زندگی آئینۂ تفسیر قرآنی

وہ شیخ الہند محمود الحسن کی آنکھ کا تارا
وہ نورِ عین امداد و رشید قطب ربانی

رسول اللہ کا وارث ولی اللہ کا وارث
وہ فخر خاندان قاسمی، وہ شیخ روحانی

وہ شمس علم و حکمت جس سے عالم ہوگیا روشن
عجم میں جس کی تنویریں، عرب میں جسکی تابانی

وہ شیر بیشۂ اسلام وہ مستانۂ وحدت
وہ جس کی گونج سے دشمن کا پتہ ہوگیا پانی

حسین احمد اسی قدسی صفت کا نام نامی ہے
اسی پر آج ہے اتمام نعمتہائے ربانی

اسیرِ مالٹا، وہ یادگار احمد حنبل رح
مراد آباد کے محبس میں ہے وہ یوسف ثانی

کبھی مردانِ غازی غیرِ حق سے ڈر نہیں سکتے
یہی وہ ہیں جو کرتے ہیں فقیری میں بھی سلطانی

دبانے سے نہیں دبتے ہیں حریت کے متوالے
کہیں روکے سے رکتی ہے سمندر کی بھی طغیانی؟

"اشداءُ علی الکفار" کی تلوار ہاتھوں میں
نظر آجائے "سیماھم" کوئی دیکھے تو پیشانی

"تَرَاهُمْ رُكَّعًا اور سُجَّدًا" "فی اللیل رُهبانٌ"
شعار زندگانی "ابتغاءِ فضلِ ربانی"

صحابہ کا نمونہ اور رسول اللہ کا اسوہ
انھیں دیکھو کہ ہیں یہ مظہر آیاتِ قرآنی

وطن کے رہنماؤں پر ستم ہیں ایسی حالت میں
وطن کی گھات میں ہیں جبکہ جرمن اور جاپانی

زباں سے کچھ نہ کہئے اس تدبر اور سیاست پر
"کہ اہل مملکت دانند رموز مملکت رانی"

حسین احمد کے حصہ کا پلاؤ کھانے والوں کو
تن آسانی تو آساں ہے مگر مشکل ہو قربانی

خدا کی راہ میں مرمٹنے والوں سے کوئی پوچھے
کہ قید و بند میں ہیں کیسی لذتہائے روحانی

گرفتار بلا ہونا۔ کٹا نا گردنیں اپنی
ہمارے فخر انکا یہ حصہ ہے جنہیں فضل ربانی

سیماب صاحب کی نظم "موحد اعظم" کے متعلق

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم کی رائے

"سیماب صاحب اکبرآبادی کی نظم "موحد اعظم" نے ہندوستان کے مسلمانوں میں جو اضطراب پیدا کیا اور ان کے خلاف نفرت کی جو عام لہر دوڑادی اسکا تدارک کرنے اور سیماب صاحب کے اقوال کی تاویل کرکے ان کی پوزیشن کو صاف کرنیکے لئے انکے ایک خاص ارادتمند شاگرد نے ایک مطبوعہ گشتی مکتوب ملک کے اہل علم حضرات کی خدمت میں ارسال کرکے انکی رائے بغرض اشاعت طلب کی تھی۔ یہ مکتوب اکابر دیوبند کی خدمت میں بھی موصول ہوا تھا۔ حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم نے اسکا جو جواب ارسال فرمایا چونکہ اس کے مطالعہ سے مسلمان اس نظم اور صاحب نظم کے متعلق صحیح رائے قائم کرنے میں بہت کچھ مدد حاصل کرسکتے ہیں اس لئے ہم اسے شائع کردینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اس مکتوب کا خلاصہ الفاظ کے رد و بدل کیساتھ مرسل مکتوب گشتی کی خدمت میں بھیجا جاچکا ہے۔ اس وقت چونکہ اشاعت مقصود ہے تو اصل مکتوب بجنسہٖ شائع کیا جاتا ہے۔ ممکن ہو کہ اپنے اعلان کے مطابق صاحب مکتوب بھی اس مختصر لیکن جامع جواب کو اخبارات میں شائع کرنے کی اخلاقی جرأت فرمائیں۔" (مرتب)

از دارالعلوم دیوبند　　　　مورخہ ۸ رجمادی الثانیہ ۱۳۶۲ھ

محترم المقام زید مجدکم

بعد سلام مسنون آنکہ جنابکا مطبوعہ گرامی نامہ صادر ہوا۔ میں اس دوران میں بچہ کی علالت کی وجہ سے سخت مبتلا رہا۔ یہانتک کہ اس کا انتقال ہوگیا۔ اسی کے سلسلہ علالت و وفات کی مصروفیتوں کی وجہ سے ارسال جواب میں کچھ غیر معمولی تاخیر ہوگئی معافی کا خواستگار ہوں۔

سیماب صاحب کی نیت یا مقصد و مراد کا تعلق ان کی ذات سے ہے جسپر کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ احکام کا تعلق ظواہر اقوال و اعمال سے ہے۔ میں جہانتک غور کرسکا ہوں سیماب صاحب کی نظم "موحد اعظم" کے ظاہری دعاوی اور مقاصد اصول شرعیہ پر منطبق نہیں ہوتے۔ اور نہ نظم کے عنوانات مثلاً "شیطان کی توحید" یا "شیطان کی محبت الٰہی" وغیرہ کو مسلمانوں کی اصلاح میں کوئی دخل معلوم ہوتا ہے۔ اور یوں بھی نصوص شرعیہ کے خلاف شاعریت یا طبع آزمائی کوئی مستحسن اور معقول فعل قرار نہیں پاسکتا۔

اصلاح و ہدایت خلق اللہ کے طرق پر قرآن و حدیث نے اتنی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے کہ اس سلسلہ میں طبع آزمائی کا کوئی موقعہ ہی باقی نہیں رہا ہے۔ نیز تجربہ بھی شاہد ہے کہ ہدایت و اصلاح کے اختراعی طریقے نہ کبھی مؤثر

ثابت ہوئے ہیں نہ موجب خیر و برکت بنے ہیں۔ اور نہ نیت کی کوئی مظنونہ خوبی ان کی طبعی تاثیرات کو روک سکی ہے۔

وضاعین حدیث میں بعض سادہ لوح نیک نیت افراد بھی شامل ہیں جنھوں نے محض مسلمانوں کو عمل صالح پر آمادہ کرنے کیلئے ترغیب و ترہیب کی حدیثیں وضع کیں لیکن اس شنیع طرز عمل کی ایجاد سے باوجود ان کی نیک نیتی کے ترغیب و ترہیب تو مسلمانوں کو ہوئی یا نہ ہوئی مگر دین میں ایک فتنۂ عظیمہ کی بنیاد ضرور قائم ہوگئی جس کے اثرات آج تک کم و بیش امت میں موجود ہیں۔ بدیں منوال میں سمجھتا ہوں کہ شیطان کے بارہ میں ان خلاف نصوص تصریحات کو اگر سیماب صاحب کی نیک نیتی اور ارادۂ اصلاح پر بھی محمول کر لیا جائے تب بھی یہ نظم اور اس کے مفسدہ خیز عنوانات کسی اچھے صلہ کے مستحق قرار نہیں پا سکتے۔ کیونکہ ان سے اصلاح موہوم تو ہوئی یا نہیں ہوئی مگر ایک اضطراب انگیز فتنہ یقیناً بیٹھے بٹھائے کھڑا ہوگیا جس کا مشاہدہ آپ خود کر رہے ہیں۔ بلکہ اس سے گذر رہے ہیں۔

میرے خیال میں اس موقعہ پر آپ کو صرف اس موٹی سی بات پر غور کر لینا چاہئے تھا کہ شیطان کی نصرت و حمایت یا فضیلت و منقبت کا یہ پرواز ایک سیماب صاحب ہی کی جدۃ فکر کا نتیجہ نہیں بلکہ اس قسم کی فکر پیمائیوں سے بعض پچھلوں نے بھی شیطان کی بزرگی اور برگزیدگی کا راگ الاپا ہے پھر نہ محض بطور شاعریت بلکہ بطور اعتقاد و عقدایت نظم و نثر میں اس کا ادعا کیا ہے۔ تو کیا ان سابق منقبت نگاران شیطانی نے اپنے اس طرز عمل سے آیا واقعی امت کی کوئی خدمت کی؟ یا اصلاح کر دی؟ یا امت کے اہل عقل و علم طبقہ نے قطع نظر اہل حق و اہل باطل کی تقسیم کے آیا اس طرز عمل کی داد دی یا اُسے نفرت سے رد کیا۔؟ اگر سابقہ تجربہ یہی ہے کہ اس نفرت انگیز طرز عمل کو مردود ٹھیرایا گیا ہے۔ اور اس وجہ سے ٹھیرایا گیا کہ یہ طرز ہی بذاتہ فتنہ خیز اور مفسدہ انگیز تھا تو پھر اس تجربہ کے بعد آج سیماب صاحب نے کن وجوہ پر اس طرز عمل کو اصلاح امت کا ذریعہ سمجھ لیا اور کیسے توقع باندھ لی کہ اس قدیم کے مردود ڈھنگ سے امت کو وہ رشد و ہدایت پہونچیگی اور امت کی بگڑی بن جائیگی؟

بہرحال اگر اس سلسلہ میں ان کی نیک نیتی تسلیم بھی کر لی جائے تب بھی میں جہانتک غور کر سکا ہوں اس نظم کے عام پہلو اور عنوانات کی تائید و مدح کے مستحق ثابت نہیں ہوتے۔ فتویٰ دینا حضرات مفتی اور راسخین فی العلم کا کام ہے یہ تحریر بطور اپنی رائے اور مفہوم کے ارسال خدمت ہے۔

جناب کے مطبوعہ والا نامہ میں جس رسالہ کا ذکر کیا گیا ہے وہ میرے پاس نہیں پہنچا محض والا نامہ اور منسلکہ نظم پڑھ کر جو سانح ہوا وہ عرض کر دیا گیا۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔ والسلام

احقر

محمد طیب غفی عنہ مہتمم دارالعلوم دیوبند

۲ ۶/۹۱ ھ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷	۳۳۲۵	حافظ عبدالمجید صاحب جامع مسجد اعظم گڈھ	عہ	۱۲۰ بہی خواہ	۳۶	۳۳۴۱	محمد یعقوب صاحب متصل سانڈنی والی مسجد دہلی	۲ر	دوامی بہی خواہ
۸	۳۳۲۶	مولانا امین احسن صاحب اصلاحی مدرسۃ الاصلاح	عہ	״	۳۷	۳۳۴۲	شیخ سراج احمد و نیاز احمد صاحبان بلیماران دہلی	عہ	״
۹	۳۳۲۷	حاجی بابو انور صاحب ״ ״	ما	״	۳۸	۳۳۴۳	مولوی محمد عمر صاحب ہائی اسکول نوری دروازہ	۴ر	״
۱۰	۳۳۲۸	مولانا عبدالقیوم صاحب مدرس مدرسہ ریاض العلوم	عہ	״	۳۹	۳۳۴۴	جناب محمد اسحاق صاحب قصاب پورہ ״	۴ر	״
۱۱	۳۳۲۹	حکیم محمد ادریس صاحب ״ ״	۸ر	״	۴۰	۳۳۴۵	حکیم شریف الدین صاحب چتلی قبر ״	ما	״
۱۲	۳۳۳۰	حاجی عبدالکریم صاحب قصبہ پھولپور ״	عہ	״	۴۱	۳۳۴۶	حاجی محمد مصطفےٰ صاحب ״	۸ر	״
۱۳	۳۳۳۱	مبارک حسین موضع کوہنڈہ ״	عہ	״	۴۲	۳۳۴۷	حاجی کرم الٰہی و احسان الٰہی صاحبان بلیماران ״	عہ	״
۱۴	۳۳۳۲	مولانا حکیم عبدالحمید صاحب رئیس ״ ״	ے	״	۴۳	۳۳۴۸	عبدالعزیز و غفران الدین صاحب سبزی منڈی ״	عہ	״
۱۵	۳۳۳۳	مسماۃ نجم النساء بیگم صاحبہ ״ ״	عہ	״	۴۴	۳۳۴۹	چودھری اللہ دین ابن عبدالشکور صاحب ״	۲ر	״
۱۶	۳۳۳۴	جناب محی الدین صاحب ״ ״	ما	״	۴۵	۳۳۵۰	حافظ عبدالجلیل صاحب سبزی منڈی ״	۴ر	״
۱۷	۳۳۳۵	شیخ میر علی صاحب زمیندار ״ ״	۸ر	״	۴۶	۳۳۵۱	محمد رفیع الدین صاحب ابن عظمت اللہ صاحب نمبردار ״	۲ر	״
۱۸	۳۳۳۶	محمد اکبر صاحب ״ ״	ما	״	۴۷	۳۳۵۲	بابو حفیظ اللہ صاحب بیری والا باغ ״	عہ	״
۱۹	۳۳۳۷	حاجی محمد عمر صاحب ״ ״	۸ر	״	۴۸	۳۳۵۳	حاجی محمد بلال صاحب کپڑے والے ״	۲ر	״
۲۰	۳۳۳۸	مولانا جمیل احمد صاحب شاہ گنج ״	عہ	״	۴۹	۳۳۵۴	آغا مرزا ابن نواب مرزا صاحبان ״	۸ر	״
۲۱	۳۳۸۹	جناب عبدالغنی شاہ صاحب متعلم گورو بہارو	عہ	״	۵۰	۳۳۵۵	حاجی محمد الیاس صاحب باڑہ ہندو راؤ ״	۲ر	״
۲۲	۳۳۹۰	گمنڈل شاہ صاحب پوسٹ افغانپور نکھیر ״ ״ ״	عہ	״	۵۱	۳۳۵۶	مہتاب الدین ابن نصیر الدین صاحب نواب گنج ״	۴ر	״
۲۳	۳۳۹۱	مولانا عبدالعزیز صاحب ״ ״ ״	عہ	״	۵۲	۳۳۵۷	عزیز احمد ابن حافظ محمد ایوب صاحب ״	۴ر	״
۲۴	۳۳۹۲	ماسٹر الٰہی بخش صاحب پوسٹ و مقام سانگی ״	عہ	״	۵۳	۳۳۵۸	منشی شفیق الرحمن صاحب ״	۴ر	״
۲۵	۳۳۹۳	حاجی محمد صدیق و عبدالغنی صاحب پھاٹک حبش خاں	ے	وظیفہ زکوٰۃ	۵۴	۳۳۵۹	بشیر الدین صاحب و فیاض الدین صاحب ״	عہ	״
۲۶	۳۳۹۵	مولوی عبدالکریم صاحب سیہور بھوپال دہلی	ے	دوامی بہی خواہ	۵۵	۳۳۶۰	شیخ محمد فاروق صاحب ״	ما	״
۲۷	۳۳۹۶	ڈاکٹر محمد حامد صاحب ״ ״	للعہ	״	۵۶	۳۳۶۱	منشی فدا حسین صاحب ״	۴ر	״
۲۸	۳۳۹۷	سردار مقدس محمد صاحب ״ ״	عہ	״	۵۷	۳۳۶۲	شیخ محمد عثمان صاحب ״	۲ر	״
۲۹	۳۳۹۸	سید عبدالحی صاحب ״ ״	ما	״	۵۸	۳۳۶۳	حافظ محمد یٰسین صاحب ״	۲ر	״
۳۰	۳۳۹۹	مولوی ظفر احمد صاحب ״ ״	للعہ	״	۵۹	۳۳۶۴	حافظ محمد عثمان صاحب چاندنی چوک ״	۸ر	״
۳۱	۳۴۰۰	ماسٹر خدا بخش صاحب ״ ״	۴ر	״	۶۰	۳۳۶۵	حافظ فاضل ابن محمد واصل فاضل صاحب ״	۲ر	״
۳۲	۳۳۳۶	خانصاحب ڈاکٹر محمد خدا داد صاحب بلڈ مسلم روڈ قلعہ گوجر سنگھ لاہور	للعہ	״	۶۱	۳۳۶۶	حافظ جمیل احمد ابن حاجی محمد عمر صاحبان ״	۲ر	״
۳۳	۳۳۳۷	حاجی عبدالحمید عبدالمجید صاحب صدر بازار دہلی	۴ر	״	۶۲	۳۳۶۷	حامد حسین صاحب مالک حامد سٹور ״	۴ر	״
۳۴	۳۳۳۶	محمد صدیق محمد یٰسین صاحبان تیلی واڑہ ״	۴ر	״	۶۳	۳۳۶۸	نظام الحسن و زین العابدین صاحب ״	عہ	״
۳۵	۳۳۴۰	جناب نعیم الدین صاحب ״ ״	۴ر	״	۶۴	۳۳۶۹	جناب علیم الدین صاحب ״	۲ر	״

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۸۰	۲۴۰۳	جناب محمد ایوب صاحب کارخانہ تختی باڑہ ہندوراؤ دہلی	۸ر	دوامی بہی خواہ
۱۸۱	۲۴۰۴	حکیم محمد اسحاق صاحب پکی گلی 〃 〃	۱ر	〃
۱۸۲	۲۴۰۵	جناب محمد رفیق الرحمن صاحب بلیماران 〃	۴ر	〃
۱۸۳	۲۴۰۶	جناب محمد عثمان صاحب چاندنی چوک 〃	۸ر	〃
۱۸۴	۲۴۰۷	جناب حافظ محمد یٰسین پسر محمد بیگ صاحب 〃〃	۲ر	〃
۱۸۵	۲۴۰۸	حافظ مولوی فیض الدین صاحب 〃〃	۲ر	〃
۱۸۶	۲۴۰۹	ماسٹر اعجاز الدین صاحب اینگلو عربک ہائی اسکول 〃	۲ر	〃
۱۸۷	۲۴۱۰	ماسٹر غلام قادر صاحب 〃 〃〃	۸ر	〃
۱۸۸	۲۴۱۱	ماسٹر اظہار الحسن صاحب 〃 〃〃	۸ر	〃
۱۸۹	۲۴۱۲	ماسٹر عبداللطیف صاحب 〃 〃〃	۲ر	〃
۱۹۰	۲۴۱۳	ماسٹر نجم الدین صاحب 〃 〃〃	۲ر	〃
۱۹۱	۲۴۱۴	ماسٹر فتح الدین صاحب 〃 〃〃	۲ر	〃
۱۹۲	۲۴۱۵	ماسٹر کرم الٰہی صاحب 〃 〃〃	۲ر	〃
۱۹۳	۲۴۱۶	جناب محمد مرزا صاحب متصل لال مسجد سیٹرینٹیا کی	عہ	〃
۱۹۴	۲۴۱۷	مولانا قاضی سجاد حسین صاحب مدرس فتح پوری 〃	۸ر	〃
۱۹۵	۲۴۱۸	مولانا سلطان محمود صاحب 〃 〃〃〃	عہ	〃
۱۹۶	۲۴۱۹	مولانا محبوب الٰہی صاحب پروفیسر منشی فاضل 〃 〃〃	۸ر	〃
۱۹۷	۲۴۲۰	قاری فضل الدین صاحب مدرس مدرسہ 〃〃〃〃	۲ر	〃
۱۹۸	۲۴۲۱	حکیم ناصر خلیق صاحب 〃 〃〃〃	۲ر	〃
۱۹۹	۲۴۲۲	ماسٹر علاء الدین صاحب صدر بازار 〃	۲ر	〃
۲۰۰	۲۴۲۳	جناب نظام الدین صاحب 〃	عہ	〃
۲۰۱	۲۴۲۴	شیخ اللہ دواے پسر رسول بخش قصاب پورہ 〃	۲ر	〃
۲۰۲	۲۴۲۵	وصیت علی صاحب ملازم صدیقیہ دواخانہ 〃	۲ر	〃
۲۰۳	۲۴۲۶	حکیم عبدالعزیز صاحب عزیزی 〃 〃	۱ر	〃
۲۰۴	۲۴۲۷	جناب بہاء الدین صاحب نواب گنج پل بنگش 〃	۱ر	〃
۲۰۵	۲۴۲۸	حاجی محمد الیاس صاحب باڑہ ہندوراؤ 〃	۴ر	〃
۲۰۶	۲۴۲۹	جناب محمد اسحاق صاحب قصاب پورہ 〃	۲ر	〃
۲۰۷	۲۴۳۰	آغا مرزا ولد نواب مرزا صاحب باڑہ ہندوراؤ	۸ر	〃
۲۰۸	۲۴۳۱	حکیم عبدالحفیظ صاحب طبیہ کالج قرولباغ 〃	۴ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۱۰	۲۴۳۳	حافظ شہاب الدین صاحب نل گلی بہاری قصاب پورہ	۸ر	دوامی بہی خواہ
۲۱۱	۲۴۳۴	مستری محمد عمر صاحب روہتک روڈ قرولباغ دہلی 〃	عہ	〃
۲۱۲	۲۴۳۵	جناب محمد اسمٰعیل صاحب باڑہ ہندوراؤ 〃	عہ	〃
۲۱۳	۲۴۳۶	حاجی محمد بلال صاحب پھولی مسجد 〃	۲ر	〃
۲۱۴	۲۴۳۷	جناب عبدالحمید صاحب پل بنگش 〃	۴ر	〃
۲۱۵	۲۴۳۸	جناب شمس الحق صاحب چاوڑی بازار 〃	۳ر	〃
۲۱۶	۲۴۳۹	جناب بشیر احمد بیگم صاحبہ بھوجلہ پہاڑی 〃	۴ر	〃
۲۱۷	۲۴۴۰	جناب عبدالستار صاحب 〃 〃	۳ر	〃
۲۱۸	۲۴۴۱	جناب سلام الدین و شجاع الدین صاحب 〃	عہ	〃
۲۱۹	۲۴۴۲	جناب محمد اقبال صاحب کوچہ رحمان 〃	۴ر	〃
۲۲۰	۲۴۴۳	حافظ محمد عمر صاحب کوچہ قابل عطار 〃	۲ر	〃
۲۲۱	۲۴۴۴	شیخ ضیاء الرحمن صاحب بلیماران دہلی	عہ	ذخیرہ زکوٰۃ
۲۲۲	۲۴۴۵	حافظ محمد عثمان محمد فاروق صاحبان 〃	عہ	دوامی بہی خواہ
۲۲۳	۲۴۴۶	جناب عزیز احمد پسر حافظ محمد ایوب صاحب 〃	۸ر	〃
۲۲۴	۲۴۴۷	حاجی عبدالغفور صاحب پرانی عیدگاہ 〃	عہ	〃
۲۲۵	۲۴۴۸	جناب عبدالوحید صاحب 〃	۲ر	〃
۲۲۶	۲۴۴۹	جناب محمد سلطان صاحب 〃	۲ر	〃
۲۲۷	۲۴۵۰	جناب اہلیہ صاحبہ حافظ محمد زکریا صاحب 〃	۲ر	〃
۲۲۸	۲۴۵۱	جناب محمد صبیح صاحب کوچہ چیلان 〃	۲ر	〃
۲۲۹	۲۴۵۲	جناب محمد اشفاق صاحب بیری والا باغ 〃	۴ر	〃
۲۳۰	۲۴۵۳	جناب الطاف الرحمن صاحب نیا بانس 〃	۲ر	〃
۲۳۱	۲۴۵۴	جناب عبدالستار صاحب 〃	۲ر	〃
۲۳۲	۲۴۵۵	جناب محمد عثمان صاحب قصاب پورہ 〃	۴ر	〃
۲۳۳	۲۴۵۶	جناب عبدالمجید صاحب صدر بازار 〃	۱۳ر	〃
۲۳۴	۲۴۵۷	مستری محمد حسان صاحب بیری والا باغ 〃	۶	〃
۲۳۵	۲۴۶۰	جناب فضل حکیم ابن حاجی عبدالکریم صاحب 〃	۸ر	〃
۲۳۶	۲۴۶۱	حافظ حبیب الدین صاحب سبزی منڈی 〃	۸ر	〃
۲۳۷	۲۴۶۲	جناب محمد اسحاق صاحب متصل نئی مسجد 〃〃	۲ر	〃
۲۳۸	۲۴۶۳	جناب قاضی محمد اسحاق صاحب امام جامع 〃	۸ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۳۹	۳۶۷۴	جناب محمد عثمان صاحب سبزی منڈی دہلی	عہ	دوامی بہی خواہ
۲۴۰	۳۶۷۵	جناب احسان اللہ صاحب 〃 〃	للعہ	〃
۲۴۱	۳۶۷۶	منشی ارشاد حسین صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۲۴۲	۳۶۷۷	مستری خدا بخش صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۲۴۳	۳۶۷۸	جناب فضل حکیم پسر عبدالکریم صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۲۴۴	۳۶۷۹	جناب محمد اسحاق و محمد بخش صاحبان 〃	۲ر	〃
۲۴۵	۳۶۸۰	داروغہ عبدالغنی صاحب 〃	عا	〃
۲۴۶	۳۶۸۱	حاجی محمد شفیع پسر خلیفہ محمد عثمان صاحب 〃	۶ر	〃
۲۴۷	۳۶۸۲	حافظ عبدالجلیل صاحب پنجاب جنرل اسٹور 〃	۴ر	〃
۲۴۸	۳۶۸۳	جناب عبدالحمید صاحب باڑہ ہندو راؤ 〃	۸ر	〃
۲۴۹	۳۶۸۴	جناب حفیظ اللہ صاحب بیری والا باغ 〃	عا	〃
۲۵۰	۳۶۸۵	مستری مولا بخش صاحب باڑہ ہندو راؤ	عہ	〃
۲۵۱	۳۶۸۶	حاجی حبیب الرحمن صاحب پل بنگش 〃	۱۲ر	〃
۲۵۲	۳۶۸۷	خانہ زاد حبیب الرحمن صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۲۵۳	۳۶۸۸	شیخ محمد امین صاحب کشن گنج مکان ۱۱ 〃	عہ	〃
۲۵۴	۳۶۸۹	حکیم شریف الدین صاحب یقانی دواخانہ 〃	عا	〃
۲۵۵	۳۶۹۰	جناب عبدالحکیم صاحب کباب والے 〃	۸ر	〃
۲۵۶	۳۶۹۱	حاجی کرم الٰہی و احسان الٰہی صاحب بلیماران 〃	عہ	〃
۲۵۷	۳۶۹۲	شیخ سراج الدین صاحب سرائے حافظ بنہ 〃	عہ	〃
۲۵۸	۳۶۹۳	حاجی محمد عثمان صاحب صدر بازار 〃	۴ر	〃
۲۵۹	۳۶۹۴	شیخ عبدالسلام و عبدالغفار صاحبان 〃 〃	۸ر	〃
۲۶۰	۳۶۹۵	شیخ نور احمد پسر عبدالکریم صاحب 〃	۲ر	〃
۲۶۱	۳۶۹۶	جناب عبدالستار صاحب پل بنگش 〃	۱ر	〃
۲۶۲	۳۶۹۷	جناب عتیق الرحمن صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۲۶۳	۳۶۹۸	جناب عبدالغفار صاحب 〃 〃	۱ر	〃
۲۶۴	۳۶۹۹	منشی عبدالرحمن صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۲۶۵	۳۷۰۰	حاجی رشید احمد صاحب صدر بازار 〃	۴ر	〃
۲۶۶	۳۷۰۱	والدہ تاج محمد صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۶۷	۳۷۰۲	شیخ عبدالجبار صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۲۶۸	۳۷۰۳	حافظ عبداللطیف و حافظ محمد سلطان صاحبان پل بنگش دہلی	۱۰ر	دوامی بہی خواہ
۲۶۹	۳۷۰۴	حافظ محمد فاروق صاحب تیلی واڑہ 〃	۳ر	〃
۲۷۰	۳۷۰۵	جناب محمد ایوب صاحب کاغذ والے گلی باڑہ ہندو راؤ	۸ر	〃
۲۷۱	۳۷۰۶	منشی اشفاق احمد صاحب نقشہ نویس کی سنگانہ	عہ	〃
۲۷۲	۳۷۰۷	صوبیدار ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سعید منزل 〃	عہ	〃
۲۷۳	۳۷۰۸	جناب محمد اسحاق صاحب محلہ قانونگویان 〃	عہ	〃
۲۷۴	۳۷۰۹	مولانا شوکت علی صاحب فاضل دیوبند سول لائن 〃	عہ	〃
۲۷۵	۳۷۱۰	مولانا محمد صدیق صاحب تاجر چوب 〃	عہ	〃
۲۷۶	۳۷۱۱	حاجی عبدالرحمن صاحب 〃 〃	عہ	〃
۲۷۷	۳۷۱۲	منشی محمد حسن صاحب پوسٹ مین منگلور 〃	عہ	〃
۲۷۸	۳۷۱۳	جناب عبدالحمید صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۲۷۹	۳۷۱۴	مولوی رحم الٰہی صاحب 〃 〃	عہ	〃
۲۸۰	۳۷۱۵	شاہ عبداللطیف صاحب رامپوری 〃	عہ	〃
۲۸۱	۳۷۱۶	عظیم بخش صاحب پسر اللہ دیا محلہ قلعہ 〃	۳ر	〃
۲۸۲	۳۷۱۷	سید اسرار حسین صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۲۸۳	۳۷۱۸	چودھری رفیق احمد صاحب ضلع سہارنپور	عہ	〃
۲۸۴	۳۷۱۹	مولوی محمد نعیم صاحب گنگوہی 〃	عہ	〃
۲۸۵	۳۷۲۰	سید ابرار حسین صاحب نمبردار 〃	عہ	〃
۲۸۶	۳۷۲۳	جناب محمد اسحاق صاحب مالک فرم حافظ محمد امین صاحب رڑکی ضلع سہارنپور	عا	وظیفہ طلبہ
۲۸۷	۳۷۲۵	حافظ رمضان صاحب تاجر پارچہ 〃 〃	عہ	〃
۲۸۸	۳۷۲۴	ماسٹر منظور احمد صاحب مدرس 〃 〃	عا	〃
۲۸۹	۳۷۲۶	سید حبیب الحسن صاحب تاجر جوتا منگلور 〃	عہ	〃
۲۹۰	۳۷۲۷	سید انوار حسین صاحب تاجر پارچہ 〃 〃	عہ	دوامی بہی خواہ
۲۹۱	۳۷۳۳	جناب محمد بخش صاحب خانساماں 〃	عہ	〃
۲۹۲	۳۷۳۵	ڈاکٹر عبدالحلیم صاحب 〃	۸ر	〃
۲۹۳	۳۷۳۴	سید شرافت علی صاحب نگینوی 〃 〃	عہ	〃
۲۹۴	۳۷۳۶	جناب محمد یعقوب صاحب جفت فروش 〃	عہ	وظیفہ طلبہ
۲۹۵	۳۷۳۷	حاجی نذیر احمد صاحب دیوبند گوجر واڑہ 〃	عسہ	〃
۲۹۶	۳۷۴۲	مستری عبداللہ صاحب نجیب آباد ضلع بجنور 〃	عہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۵۵	۴۹۲۷	مولانا سید محمد علی صاحب نامی پروفیسر الہ آباد یونیورسٹی تیلی روڈ ۵ اے	صہ	دوامی یکی تنخواہ
۳۵۶	۴۹۲۸	مولانا سید محمود علی صاحب پانپت دروازہ میرٹھ	عا	〃
۳۵۷	۴۹۲۹	مستری چھوٹن خانصاحب محلہ کوٹلہ 〃	۸ر	〃
۳۵۸	۴۹۳۰	شیخ محمد عمر صاحب دہلی بازار 〃	۸ر	〃
۳۵۹	۴۹۳۱	جناب بشیر احمد خانصاحب 〃 〃	۴ر	〃
۳۶۰	۴۹۳۲	جناب عبد الرشید صاحب ٹیلر ماسٹر 〃	۴ر	〃
۳۶۱	۴۹۹۷	مولوی وسیم اللہ صاحب محکمہ تحت عالیہ بہار پٹنہ	عہ	〃
۳۶۲	۴۹۹۸	مولوی عبد الجلیل صاحب محلہ بیر پہوڑ 〃	عہ	〃
۳۶۳	۴۹۹۹	مولوی محمد حسن صاحب محلہ ٹونک پور بہنوڑہ 〃	عہ	〃
۳۶۴	۵۰۰۰	مولوی عبد المنان صاحب بیدل 〃	عا	〃
۳۶۵	۵۰۰۱	مولوی منیر الدین صاحب مداد پور 〃	عہ	〃
۳۶۶	۵۰۰۲	مولوی محمد قاسم صاحب بہاری ہیڈ ماسٹر 〃	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۳۶۷	۵۰۰۳	مولوی حاجی سید صغیر الدین صاحب 〃	۴ر	〃
۳۶۸	۵۰۶۶	منشی ضامن علی صاحب کارکن جاگیرات مالوہ	عہ	دوامی زکی خواہ
۳۶۹	۵۰۰۰	ڈاکٹر عبد القوی صاحب لقمان ۔ آسٹریلیا دوا خانہ لاہور	ے	〃
۳۷۰	۵۰۷۱	حافظ عبد الرحمن صاحب سہارنپوری فیض باغ 〃	عہ	〃
۳۷۱	۵۰۷۲	حکیم عبد القادر صاحب انصاری نیلہ گنبد 〃	عا	〃
۳۷۲	۵۰۷۳	بتوسط مولانا محی الدین صاحب شارق فاضل دیوبند امرتسر	ے	〃
۳۷۳	۵۰۷۴	بابو عبد الکریم صاحب کٹہرہ سنت سنگھ 〃	عہ	〃
۳۷۴	۵۰۷۵	استاد فیروز الدین صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۷۵	۵۰۷۶	سید مظہر حسین صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۷۶	۵۰۹۴	مولانا محمود حسین صاحب مدرس مدرسہ صدیقیہ دہلی	۸ر	وظیفہ زکوٰۃ
۳۷۷	۵۰۹۵	جناب محمد ابراہیم صاحب کلاتھ مرچنٹ چاندنی چوک 〃	صہ	〃
۳۷۸	۵۰۹۶	شیخ محمد مہتاب صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۷۹	۵۰۹۸	قاری خلیل الرحمن صاحب 〃 〃	۲ر	دوامی 〃
۳۸۰	۵۰۹۹	حکیم قاری سید قربان علی صاحب مدرسہ صدیقیہ 〃	۴ر	〃
۳۸۱	۵۱۰۰	حاجی محمد حفیظ صاحب نئی مسجد پل بنگش 〃	عا	〃
۳۸۲	۵۱۰۱	جناب حامد حسین صاحب کھاری باؤلی 〃	۴ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۸۳	۵۱۰۲	مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب قرولباغ دہلی	۳ر	دوامی یکی
۳۸۴	۵۱۰۳	جناب محمد فاروق صاحب الیاس بلڈنگ باڑہ ہندوراؤ	۸ر	〃
۳۸۵	۵۱۰۴	منشی فدا حسین صاحب تیلی واڑہ بہادر گڑھ 〃	۴ر	〃
۳۸۶	۵۱۰۵	حاجی عبد الحمید و عبد المجید صاحبان صدر بازار 〃	۴ر	〃
۳۸۷	۵۱۰۶	نظام الدین زین العابدین صاحب کھاری باؤلی	عہ	〃
۳۸۸	۵۱۰۷	ماسٹر عزیز حسین صاحب ٹیچر ہائی اسکول فتحپوری 〃	۸ر	〃
۳۸۹	۵۱۰۸	ماسٹر صوفی صغیر حسین صاحب 〃 〃 〃	۸ر	〃
۳۹۰	۵۱۰۹	شیخ قمر الدین صاحب اینڈ سنز چاندنی چوک 〃	۴ر	〃
۳۹۱	۵۱۱۰	حافظ محمد فاضل خان پسر محمد افضل محمد خانصاحب	۴ر	〃
۳۹۲	۵۱۱۱	حافظ جمیل احمد پسر حاجی محمد عمر صاحب کوچہ قابل عطار	۴ر	〃
۳۹۳	۵۱۱۲	قاری شریف احمد صاحب نئی سڑک 〃	۸ر	〃
۳۹۴	۵۱۱۳	ڈاکٹر عبد الرزاق صاحب پہاڑ گنج 〃	عہ	〃
۳۹۵	۵۱۱۴	جناب محمد سعید صاحب بیری والا باغ 〃	۴ر	وظیفہ زکوٰۃ
۳۹۶	۵۱۱۵	چودہری محمد بخش صاحب فیض روڈ قرولباغ 〃	عا	〃
۳۹۷	۵۱۱۶	جناب عبد اللہ صاحب باڑہ ہندوراؤ 〃	عہ	دوامی زکی خواہ
۳۹۸	۵۱۱۷	جناب محمد علی صاحب مسجد جنگل والی بیری والا باغ	۴ر	〃
۳۹۹	۵۱۱۸	جناب علیم الدین صاحب باڑہ ہندوراؤ 〃	۴ر	〃
۴۰۰	۵۱۱۹	حافظ محفوظ الٰہی صاحب بلیماران 〃	۴ر	〃
۴۰۱	۵۱۲۰	جناب محمد اسحاق صاحب قصاب پورہ 〃	۴ر	〃
۴۰۲	۵۱۲۱	حاجی مہر الٰہی صاحب دیرج پہاڑی عقب ازار	۲ر	〃
۴۰۳	۵۱۲۲	جناب نصیر الدین صاحب ملازم دریا گنج 〃	۲ر	〃
۴۰۴	۵۱۲۳	امان اللہ پسر عبد اللہ صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۴۰۵	۵۱۲۴	منشی عبد الکریم صاحب الیاس بلڈنگ 〃 〃	۴ر	وظیفہ زکوٰۃ
۴۰۶	۵۱۲۵	جناب شمس العارفین محمد شفیع صاحبان 〃	عہ	〃
۴۰۷	۵۱۲۶	حافظ محمد شفیق الدین صاحب قصاب پورہ 〃	۶ر	〃
۴۰۸	۵۱۲۷	حافظ محمد یونس صاحب 〃 〃	۲ر	دوامی 〃
۴۰۹	۵۱۲۸	جناب ظہیر الدین صاحب 〃 〃	۱ر	〃
۴۱۰	۵۱۲۹	حکیم محمد اسحاق صاحب نامی دواخانہ 〃 〃	۴ر	〃
۴۱۱	۵۱۳۰	حکیم علیم الدین صاحب متصل مسجد شاہ گل	۲ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۱۲	۵۱۳۱	جناب محمد اسحاق صاحب تمباکو والے متصل شفاخانہ قصاب پورہ دہلی	۱ر	دوامی بہی خواہ
۴۱۳	۵۱۳۲	شیخ سراج الدین صاحب ـ مالک کلکتہ بورڈنگ ہاؤس چھتہ مادل شیا محل ״	۴ر	״
۴۱۴	۵۱۳۳	ماسٹر اصغر علی صاحب آئل کلاتھ مرچنٹ ״	۸ر	״
۴۱۵	۵۱۳۴	مولانا سعید احمد صاحب ایم ـ اے ندوۃ المصنفین قرول باغ دہلی	۸ر	״
۴۱۶	۵۱۳۵	مولانا بدر الحسن صاحب مکتبہ جامعہ ملیہ ״ ״	عہ	״
۴۱۷	۵۱۳۶	شیخ عبد الغنی احسان الٰہی صاحبان تیماران	ـه	״
۴۱۸	۵۱۳۷	حاجی عبد المغنی و فضل حق صاحبان ״ ״	ہے	״
۴۱۹	۵۱۳۸	جناب عبد النور صاحب چاندنی چوک ״	عہ	״
۴۲۰	۵۱۳۹	ایس عبد المتین صاحب سوداگر بیل فیتہ ״	۴ر	״
۴۲۱	۵۱۴۰	منشی غفران الدین صاحب سبزی منڈی ״	۲ر	״
۴۲۲	۵۱۴۱	منشی شکور علیخاں صاحب دوکان کرتار سنگھ چاندنی چوک ״	۲ر	״
۴۲۳	۵۱۴۲	منشی عرفان الدین صاحب دوکان عبد الحکیم صاحب	۴ر	״
۴۲۴	۵۱۴۳	عبد الحکیم صاحب فروٹ کمیشن ایجنٹ سبزی منڈی	ـه	״
۴۲۵	۵۱۴۴	چودھری اللہ دین عبد الشکور صاحب ״ ״	۲ر	״
۴۲۶	۵۱۴۵	جناب غلام احمد صاحب ״ ״	۲ر	״
۴۲۷	۵۱۴۶	حمید اللہ و حبیب اللہ صاحبان فروٹ کمیشن ایجنٹ سبزی منڈی دہلی	۸ر	״
۴۲۸	۵۱۴۷	منشی مطلوب الرحمن صاحب دوکان حمید اللہ و حبیب اللہ صاحبان ״ ״	۸ر	״
۴۲۹	۵۱۴۸	جناب محبوب بخش صاحب دوکان نان بائی سڑک بہادر گڈھ	۴ر	״
۴۳۰	۵۱۴۹	جناب غیاث الدین صاحب تمباکو فروش موری گیٹ دہلی	۴ر	״
۴۳۱	۵۱۵۰	جناب حامد خانصاحب معرفت جناب ضیاء الدین صاحب پھاٹک حبش خان	۴ر	״

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۳۲	۵۱۵۲	جناب عبد الرحیم صاحب موری گیٹ دہلی	۲ر	دوامی بہی خواہ
۴۳۴	۵۱۰۴	جناب مرزا محمد شریف بیگ صاحب ـ محکمہ بجلی ڈویزن امرتسر	عہ	״
۴۳۵	۵۱۰۹	مولانا ظل الرحمن صاحب مدرس مدرسہ عبد الغفیر پھاٹک حبش خاں دہلی	۴ر	״
۴۳۶	۵۳۲۲	منشی ہدایت اللہ صاحب مدرس مقام جلال آباد محلہ حافظان ـ مظفر نگر	للعہ	״
۴۳۷	۵۳۴۰	متولیان مدرسہ مدرسہ ریاض المدارس [illegible]	۸ر	ذطیفہ ذکوٰۃ
۴۳۸	۵۳۴۱	محترمہ والدہ منشی بشیر الدین صاحب وکیل ״	ـه	دوامی بہی خواہ
۴۳۹	۵۳۴۲	مولوی مفتی نصیر الدین صاحب ״	۸ر	״
۴۴۰	۵۳۴۳	مولانا نظیر الدین صاحب ״	۸ر	״
۴۴۱	۵۵۰۱	حکیم مولوی مشتاق علی صاحب قصبہ پراڑہ میرٹھ	عہ	״
۴۴۲	۵۵۰۲	چودھری امیر حسین خانصاحب ״ ״	عہ	״
۴۴۳	۵۵۰۳	چودھری عبد الکریم صاحب ״ ״	ـه	״
۴۴۴	۵۵۰۴	مولوی محمد زکریا صاحب ״ ״	ـه	״
۴۴۵	۵۵۰۵	جناب منشی اسحاق صاحب	ـه	״
۴۴۶	۵۵۰۶	منشی سید عبد القیوم صاحب ״ ״	عہ	״
۴۴۷	۵۵۳۵	جناب عبد الغفور خانصاحب موضع ہمزہ پور نصیر کادپور ڈاکخانہ حمیر پور ضلع سلطانپور	عہ	״
۴۴۸	۵۵۳۶	حافظ لعل بہادر خانصاحب زمیندار بہادر گنج ضلع غازی پور	لا	״
۴۴۹	۵۵۳۷	جناب عبد اللطیف صاحب سوداگر ״ ״	عہ	״
۴۵۰	۵۵۳۸	شیخ محمد جلیل و میر صفدر علی و شیخ منیر صاحبان پسران عبد اللطیف صاحب مرحوم ״	ے	״
۴۵۱	۵۵۳۹	مسماۃ امین بی بی زوجہ مرتضیٰ خانصاحب ״	ـه	״
۴۵۲	۵۵۴۰	״ عالم جہاں بی بی صاحبہ زوجہ حافظ لعل بہادر خانصاحب	ـه	״
۴۵۳	۵۵۴۱	اسفندیار خانصاحب پسر مومن خانصاحب	ـه	״
		میزان صفحہ ۹۹ر۸		

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۱۹	۲۸۹۰	حافظ اللہ بخش صاحب اجونی میٹھ	عہ	تعمیر فرش تنظیم
۲۲۰	۲۸۹۱	شیخ فہیم الدین صاحب " "	۸ر	"
۲۲۱	۲۸۹۲	جناب سلیم الدین صاحب اوچگانی "	۲ر	"
۲۲۲	۲۸۹۳	شیخ حشمت علی صاحب " "	عہ	"
۲۲۳	۲۸۹۴	شیخ عبدالشکور صاحب شمس پٹی "	عہ	"
۲۲۴	۲۸۹۵	جناب برکت علی ولد خادم علی صاحب کنوانی "	۸ر	"
۲۲۵	۲۸۹۶	حافظ عبدالجلیل صاحب بڑی پٹی "	۸ر	"
۲۲۶	۲۸۹۷	حافظ قاری محمد اخلاق صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ	لعہ	"
۲۲۷	۲۸۹۸	مستری عبداللطیف صاحب آہنگر "	۸ر	"
۲۲۸	۲۸۹۹	شیخ سعید الدین صاحب "	۶ر	"
۲۲۹	۲۹۰۰	جناب محمد علی صاحب دوکاندار "	۹ر	"
۲۳۰	۲۹۰۱	جناب بدرو ولد اللہ دیا صاحب بہشتی "	۴ر	"
۲۳۱	۲۹۰۲	ملا حسین بخش صاحب نوباف اوچگانی "	سر	"
۲۳۲	۲۹۰۳	شیخ فیاض اللہ صاحب کنوانی "	عمر	"
۲۳۳	۲۹۰۴	جناب محمد سعید ولد محمد یسین صاحب "	عمر	"
۲۳۴	۲۹۰۵	جناب عبدالحکیم ولد حسین بخش صاحب "	ہمر	"
۲۳۵	۲۹۰۶	مسماۃ حبیبا بیوہ کلو صاحب "	۹ر	"
۲۳۶	۲۹۰۷	مسلمانان جامع مسجد "	عہ	چرم قربانی
۲۳۷	۲۹۰۸	مسلمانان موضع اورنگ آباد "	ے	"
۲۳۸	۲۹۱۰	جناب محمد مظہر اللہ صاحب صدیقی محلہ قاضیان قصبہ منگلور ضلع بجنور	لعہ	"
۲۳۹	۲۹۱۴	انجمن ایم نصیریہ مسلم میڈیکل ہال ڈاکخانہ برگیہ مونگیر	عہ	زکوٰۃ
۲۴۰	۲۹۱۵	جناب محمد اسحاق صاحب شہر بٹالہ ضلع گورداسپور	عہ	"
۲۴۱	۲۹۱۶	مستری محمد دین صاحب کوہ شملہ جامع مسجد	عہ	فقر طلبہ
۲۴۲	۲۹۱۷	جناب محمود علی خانصاحب فرخ آباد	عہ	کتب وقفی
۲۴۳	۲۹۲۲	حبیب الرحمن صاحب نٹ مارکیٹ ۲۳ مانڈو روڈ	لعہ	رسالہ
۲۴۴	۲۹۲۳	مولوی ناظر حسین صاحب موضع پنارہ ڈاکخانہ	عہ	"
۲۴۵	۲۹۳۳	چودھری محمود خانصاحب درویش پور ڈاکخانہ مظفر نگر	عہ	عطاء
۲۴۶	۲۹۳۴	جناب عبداللطیف صاحب خیاط دہلی بازار میرٹھ "	۴ر	"
۲۴۷	۲۹۳۵	جناب عاشق الٰہی صاحب " " "	۲ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۴۸	۲۹۳۲	جناب محمد سلیمان صاحب خیاط دہلی بازار میرٹھ	سہر	عطاء
۲۴۹	۲۹۳۶	حاجی عظیم اللہ صاحب سیٹھ " "	۴ر	"
۲۵۰	۲۹۳۸	مولانا سید محمود علی صاحب تاجر بیرون فصیل الہ آباد	لعہ	رسالہ
۲۵۱	۲۹۳۹	جناب ظفریاب خانصاحب ریش پور ڈاکخانہ	عہ	زکوٰۃ
۲۵۲	۲۹۳۰	جناب محمد یعقوب صاحب دہلی بازار میرٹھ	لعہ	کتب وقفی
۲۵۳	۲۹۲۱	مسلمانان موضع کھانو پور پرگنہ گنگوہ	اہر	فقر طلبہ غلہ
۲۵۴	۲۹۲۲	جناب سمندا صاحب " "	۲ر	"
۲۵۵	۲۹۲۳	جناب سراج الدین صاحب " "	۴ر	"
۲۵۶	۲۹۲۴	جناب شبراتی جولاہا " "	۳ر	فقر طلبہ نقد
۲۵۷	۲۹۲۵	جناب رحمت و حافظ حنیف دو دوست محمد صاحبان " "	۶ر	"
۲۵۸	۲۹۲۶	جناب جمالو نصیب الدین علاؤ الدین صاحبان "	۱۰ر	"
۲۵۹	۲۹۲۷	چودھری سبحانہ صاحب " "	ہمر	"
۲۶۰	۲۹۲۸	جناب اللہ دیا صاحب " "	۴ر	"
۲۶۱	۲۹۲۹	جناب علاؤ الدین صاحب " "	عمر	"
۲۶۲	۲۹۵۰	باشندگان " "	۹ر	"
۲۶۳	۲۹۵۱	جناب اللہ رکھا و باز خانصاحبان " "	۳ر	"
۲۶۴	۲۹۵۲	چودھری سمندا صاحب موضع غارپور "	۴ر	"
۲۶۵	۲۹۵۳	جناب سلامت اللہ صاحب موضع تی ڈولی متصل بہٹ	عہ	چرم قربانی
۲۶۶	۲۹۵۴	جناب امام بخش صاحب " شنڈولی "	ہمر	"
۲۶۷	۲۹۵۵	جناب قطب الدین صاحب " "	۲ر	"
۲۶۸	۲۹۵۶	جناب ظفر الدین صاحب " "	ار	زکوٰۃ
۲۶۹	۲۹۵۷	مولوی منظر علی صاحب ہیڈ ماسٹر گنگوہ سہارنپور	عہ	"
۲۷۰	۲۹۵۸	جناب عبدالقیوم صاحب موضع انت لتو ڈاکخانہ	عہ	فقر طلبہ
۲۷۱	۲۹۵۹	چودھری مستری جمال الدین صاحب ڈباکدولی ڈاکخانہ	عہ	کتب وقفی
۲۷۲	۲۹۶۰	عبدالرحمن و محمد یاسین و محمد اسمٰعیل صاحبان اسلام نگر " "	ہمر	رسالہ
۲۷۳	۲۹۶۱	چودھری دیمرا صاحب موضع برکت کھیڑی " "	عہ	"
۲۷۴	۲۹۶۲	جناب حفیظ علی خان و شہاب الدین و مسماۃ شہزادی و ننھے صاحبان موضع تردد کھیڑی	لعہ	عطاء "
۲۷۵	۳۰۲۳	حاجی سراج دین صاحب " "	عہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۷۶	۴۹۶۴	زوجہ تھو - بشیر - بندو - نور نعما - و میر عبدالغنی و باشندگان صاحبان موضع ڈباکر دیوی ضلع	عہ ۳ر	فرد طلبا خرید غلہ بہی خواہ
۲۷۷	۴۹۶۵	منشی ارشاد علیخاں صاحب موضع جھبوانی ڈاکخانہ نانوتہ	للعہ	〃
۲۷۸	۴۹۶۶	〃 〃 〃 〃	عا	〃
۲۷۹	۴۹۶۷	مولوی سراج اللہ صاحب پنشن ہیڈ ماسٹر ہائی سکول گنگوہ	عہ	〃
۲۸۰	۴۹۶۸	مولوی عثمان حسن صاحب دیوان تھانہ مکوڑ	عہ	〃
۲۸۱	۴۹۶۹	منشی قاضی عزیز الرحمن صاحب کانسٹبل 〃 〃	عہ	〃
۲۸۲	۴۹۷۰	منشی فیاض حسین صاحب 〃 〃 〃	عہ	〃
۲۸۳	۴۹۷۱	جناب علی شیر - عبدالکریم - میر عزیم اللہ - محمد ابراہیم محمد عمر - محمد یسین صاحبان محلہ نجاران 〃 〃	۱۲ر	〃
۲۸۴	۴۹۷۲	جناب عبداللہ صاحب پھرا یولی محلہ شیخ زادہ 〃	عہ	〃
۲۸۵	۴۹۷۳	جناب عبدالمجید صاحب گوکل پور پرگنہ 〃	۸ر	〃
۲۸۶	۴۹۷۴	اللہ رکھا صاحب مولا بخش صاحب بھٹیارہ 〃	۴ر	〃
۲۸۷	۴۹۷۵	جناب عبدالرحمن صاحب محلہ نجاران 〃	عہ	〃
۲۸۸	۴۹۷۶	جناب عبدالرحیم و محمد عمر صاحبان محلہ 〃 سہارنپور	عا	〃
۲۸۹	۴۹۷۷	جناب محمد اسمٰعیل و حبیب اللہ خانصاحب نکوڑ 〃	۸ر	〃
۲۹۰	۴۹۷۸	مولوی مقبول احمد صاحب موضع جوبارہ 〃	عہ	〃
۲۹۱	۴۹۷۹	جناب عبدالحق صاحب محلہ نجاران ضلع 〃	عہ	〃
۲۹۲	۴۹۸۰	مولوی عبدالوحید صاحب کوتوال محلہ نیم تلہ گنگوہ 〃	عا	〃
۲۹۳	۴۹۸۱	جناب الٰہی بخش صاحب 〃 〃	عہ	〃
۲۹۴	۴۹۸۲	معرفت حافظ حسام الدین صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۲۹۵	۴۹۸۳	حافظ عبدالرحمن صاحب محلہ کوٹلہ 〃 〃	؎	〃
۲۹۶	۴۹۸۴	شرفا بجو صاحبان موضع کوٹرہ ڈاکخانہ 〃	۲ر	〃
۲۹۷	۴۹۸۵	حافظ حسام الدین صاحب محلہ اشرف علی 〃 〃	عہ	〃
۲۹۸	۴۹۸۶	جناب محمد کامل صاحب قصبہ تیتروں 〃	عہ	〃
۲۹۹	۴۹۸۷	منشی نذیر محمد خاں و عبدالمجید خانصاحب 〃 〃	للعہ	〃
۳۰۰	۴۹۸۸	جناب محمد ابراہیم خانصاحب موضع آملہ ڈاکخانہ 〃 〃	عہ	زکوٰۃ خرچ طلبہ
۳۰۱	۴۹۸۹	محمد صدیق - محمد یوسف و مسماۃ ریشمن صاحبان ڈاکخانہ	۲ر	زکوٰۃ خرید غلہ بہی خواہ
۳۰۲	۴۹۹۰	مسٹر ضیاء الدین صاحب نائب تحصیلدار مکوڑ سہارنپور (حرودی)	عہ	زکوٰۃ بہی خواہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۰۳	۴۹۹۱	حافظ محمد سعید صاحب محلہ اشرف علی قصبہ گنگوہ ضلع سہارنپور	عہ	زکوٰۃ خرچ طلبہ بہی خواہ
۳۰۴	۴۹۹۲	منشی محمد عمر صاحب سکریٹری جمعیۃ القریش محلہ قصابان	عا	〃
۳۰۵	۴۹۹۳	جناب شمس الدین صاحب موضع گھانو پور پرگنہ 〃 〃	۲ر	فرد طلبہ
۳۰۶	۴۹۹۴	جناب حبیب الرحمن صاحب منن مارکیٹ بی بمبئی	۲ر	〃 خرید غلہ بہی خواہ
۳۰۷	۴۹۹۵	جناب امیر الدین صاحب کلندر آبادی معرفت 〃 〃 〃 〃	۸ر	〃
۳۰۸	۵۰۰۴	ڈاکٹر سید عظیم الدین احمد صاحب محلہ خواجہ جلال پٹنہ	عہ	صرف طلبہ
۳۰۹	۵۰۰۵	مولوی محمد نظہر حسین صاحب مدرس اول	عہ	〃
۳۱۰	۵۰۰۶	جناب محمد حنیف خانصاحب پوسٹ نانوتہ سہارنپور	عا	زکوٰۃ خرید غلہ بہی خواہ
۳۱۱	۵۰۰۷	چودہری عبدالمجید صاحب محلہ قصابان گنگوہ 〃	عہ	〃
۳۱۲	۵۰۰۸	حاجی نور بخش صاحب 〃 〃 〃	عہ	〃
۳۱۳	۵۰۰۹	شیخ عبدالوحید صاحب 〃 〃 〃 〃	عہ	〃
۳۱۴	۵۰۱۰	مولوی حکیم عبدالرشید صاحب محمود محلہ سرائے 〃 〃	ۓ	〃
۳۱۵	۵۰۱۱	جناب ابراہیم مستری - فخرالدین چودہری کندہ عبدالرشید خانصاحبان تیتروں 〃	۹ر	صرف طلبہ خرید غلہ بہی خواہ
۳۱۶	۵۰۱۲	جناب مستا صاحب محلہ سبزی فروش 〃 〃	عہ	〃
۳۱۷	۵۰۱۳	جناب اللہ بندہ صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۱۸	۵۰۱۴	جناب تجمل حسین و مسماۃ میمونہ خاتون صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۱۹	۵۰۱۵	جناب کالے خانصاحب پاپڑی متصل 〃 〃	عہ	〃
۳۲۰	۵۰۱۶	منشی کفایت اللہ صاحب آصف گڑھ 〃 〃 〃	عہ	〃
۳۲۱	۵۰۱۷	جناب بشارت علی خانصاحب پاپڑی 〃 〃 〃	عہ	〃
۳۲۲	۵۰۱۸	باشندگان دمقصود علی خانصاحب 〃 〃 〃	عا	〃
۳۲۳	۵۰۱۹	جناب بشیر خانصاحب و شیخ عزت علی خانصاحب 〃	۴ر	〃
۳۲۴	۵۰۲۰	شیخ محمد ابراہیم صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۲۵	۵۰۲۱	جناب عبدالمجید و محمد خانصاحبان 〃 〃	۱۰ر	〃
۳۲۶	۵۰۲۲	شیخ محمد فیاض و عبدالغنی صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۳۲۷	۵۰۲۳	جناب کریم الدین - محمد یوسف - کرامت علی - نسیم الدین - رشید احمد - نادر حسین صاحبان موضع تیتروں	۶ر	〃
۳۲۸	۵۰۲۴	حکیم محمد یونس و عبدالقیوم خانصاحب 〃 〃	ۓ	〃
۳۲۹	۵۰۲۵	منشی رشید احمد خانصاحب 〃 〃	۴ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۳۰	۵۰۲۴	جناب قطب محمد خاں و نیاز محمد خاں و اسمٰعیل و عبدہ السبحان و بشیر و امان محمد و شفیع محمد خاں و دوست محمد صاحبان تیرہ [illegible]	[illegible]	صرف طلبہ غریب غلہ بھی قاوہ
۳۳۱	۵۰۲۶	جناب محمد عاشق خانصاحب موضع آبہا ڈاکخانہ نانوتہ	عہ	〃
۳۳۲	۵۰۲۸	جناب محمد ابراہیم خانصاحب 〃 〃〃	عہ	〃
۳۳۳	۵۰۲۹	جناب محمد یونس خانصاحب 〃 〃〃	۸ر	〃
۳۳۴	۵۰۳۰	منشی محمد خلیق صاحب 〃 〃〃〃	۲ر	〃
۳۳۵	۵۰۳۱	منشی عبد الوحید خاں و محمد امین خاں و عبد اللہ صاحبان پٹھانپورہ 〃 〃	۱۲ر	〃
۳۳۶	۵۰۳۲	جناب محمد شفیع خاں و محب اللہ خانصاحبان چھوٹی	۸ر	〃
۳۳۷	۵۰۳۳	جناب بندو خانصاحب نمبردار 〃〃	سے	〃
۳۳۸	۵۰۳۴	جناب عبد اللہ خاں و احسان الحق صاحب آبہا 〃〃	۱۲ر	〃
۳۳۹	۵۰۳۵	منشی سعید احمد خانصاحب 〃〃〃	۵ر	〃
۳۴۰	۵۰۳۶	منشی محمد ایوب خانصاحب 〃〃〃	عہ	〃
۳۴۱	۵۰۳۷	مولوی شفیق محمد و رفیق محمد خاں صاحبان رئیس 〃〃	۵ر	〃
۳۴۲	۵۰۳۸	شیخ محمد و نیاز محمد خاں صاحبان 〃〃	۶ر	〃
۳۴۳	۵۰۳۹	حافظ محمد بشیر خانصاحب 〃〃	۵ر	〃
۳۴۴	۵۰۴۰	حافظ لئیق احمد خانصاحب 〃〃	عہ	〃
۳۴۵	۵۰۴۱	منشی داؤد خانصاحب رئیس آنریری [illegible] ڈاکخانہ رامپور 〃	۶ر	〃
۳۴۶	۵۰۴۲	جناب نصیر لطیف و بشیر و گھسیٹو صاحبان 〃〃〃	عہ	〃
۳۴۷	۵۰۴۳	جناب محب اللہ و حافظ حمید اللہ خاں صاحبان چھوٹی ڈاکخانہ نانوتہ	۸ر	〃
۳۴۸	۵۰۴۴	احسان اللہ خاں و اللہ دیدہ و حمید و صاحبان	۴ر	〃
۳۴۹	۵۰۴۵	محمد اسحاق خاں سلطان محمد صاحبان آبہا 〃 〃	۳ر	〃
۳۵۰	۵۰۴۶	منشی محفوظ الرحمٰن خانصاحب 〃〃〃	۶ر	〃
۳۵۱	۵۰۴۷	مولوی شفیق محمد خاں صاحب رئیس 〃 〃〃	۱ر	〃
۳۵۲	۵۰۴۸	عبد اللطیف خورشید عبد الحبیب شیر خاں یعقوب خاں خورشید خاں ولی محمد خاں پٹھان قوری مخدوم صاحب موضع آبہا 〃 〃	۹ر	〃
۳۵۳	۵۰۴۹	شفیق محمد و رفیق محمد خانصاحبان 〃 〃 〃	سے	〃
۳۵۴	۵۰۵۰	شفیق محمد خاں و بروز منشی عبد اللطیف صاحب 〃〃	۸ر	〃
۳۵۵	۵۰۵۱	جناب سلیمان خانصاحب موضع آبہا ضلع سہارنپور	عہ	خوراک طلبہ
۳۵۶	۵۰۵۲	منشی محمد طفیل خانصاحب 〃	عہ	〃
۳۵۷	۵۰۵۳	نمبردار موجود باشندگان موضع کھیالی ڈاکخانہ گنگوہ	عہ	〃
۳۵۸	۵۰۵۴	باشندگان پیر ماجرا معرفت امام مسجد 〃 〃	۸ر	〃
۳۵۹	۵۰۵۵	〃 تھا پیڑی 〃 〃	۲ر	〃
۳۶۰	۵۰۵۶	〃 ولا ہیڑہ 〃〃	عہ	〃
۳۶۱	۵۰۵۷	〃 بدل پور 〃〃	للعہ	〃
۳۶۲	۵۰۵۸	〃 و ناظر حسن خانپور 〃〃	۵ر	〃
۳۶۳	۵۰۵۹	ایک صاحب خیر موضع کھرسال 〃〃	عہ	〃
۳۶۴	۵۰۶۰	حاجی سلامت اللہ صاحب گنگوہ سہارنپور	عہ	〃
۳۶۵	۵۰۶۱	باشندگان موضع اشرف علی 〃 〃	للعہ	〃
۳۶۶	۵۰۶۲	〃 قصبہ گنگوہ 〃 〃	سے	〃
۳۶۷	۵۰۶۳	شیخ محمد امین صاحب سہارنپوری مقیم حال گنگوہ	عہ	〃
۳۶۸	۵۰۶۴	مولانا شفیق احمد صاحب مہتمم مدرسہ سلیمانیہ بھوپال	عہ	〃
۳۶۹	۵۰۶۵	لالہ پھول و عبد اللطیف و اشرف صاحبان گوپی [illegible]	۵ر	〃
۳۷۰	۵۰۶۶	مولانا مسعود احمد صاحب برانچ سکول [illegible]	عہ	عطا بھی خواہ
۳۷۱	۵۰۶۸	منشی عبد العزیز صاحب سعادت بانی 〃 〃〃	[illegible]	〃
۳۷۲	۵۰۶۹	مولوی فصیح احمد صاحب مدرس ریاض المدارس	عہ	زکوٰۃ
۳۷۳	۵۰۷۷	جناب ولی محمد خانصاحب فیض باغ لاہور	۴ر	عطا بھی خواہ
۳۷۴	۵۰۷۸	ایک طالب علم خیر بتوسط مولانا حبیب اللہ صاحب 〃	عہ	〃
۳۷۵	۵۰۷۹	عبد اللہ نور باب موضع پربالیان ڈاکخانہ منصور پور	ار	〃
۳۷۶	۵۰۸۰	منشی غلام ربانی صاحب پیری ڈاکخانہ [illegible] مظفر نگر	عہ	〃
۳۷۷	۵۰۸۱	جناب علی بخش صاحب پربالیان ڈاکخانہ [illegible]	ار	〃
۳۷۸	۵۰۸۲	جناب عبد الرزاق صاحب 〃 〃 〃	ار	〃
۳۷۹	۵۰۸۳	علیم الدین صاحب کھوگن ڈاکخانہ کھاتولی 〃	۲ر	〃
۳۸۰	۵۰۸۴	حافظ عبد الرحمٰن صاحب [illegible]	۶ر	رسالہ
۳۸۱	۵۰۸۵	مستری شمشیر خانصاحب 〃 〃	عہ	زکوٰۃ [illegible]
۳۸۲	۵۰۸۶	سیٹھ [illegible] محمد یوسف صاحب [illegible] کراچی	صما	تعمیر دار الطلبہ
۳۸۳	۵۰۸۷	[illegible] مسعود [illegible] صاحب [illegible] منزل آباد	۵ر	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۵۸۴	۵۰۸۸	ملک عبدالرحمن صاحب آڈیٹر ابواسحاق روڈ لاہور	عہ	وظیفہ متفرقات
۵۸۵	۵۰۸۹	محمد اکرم بیگ صاحب کینٹ 〃	ع	عطاء
۵۸۶	۵۰۹۱	مولانا شمس الدین صاحب جامع حسینیہ راندیر	ع	رسالہ
۵۸۷	۵۰۹۲	عبدالرحیم صاحب صادق بکڈپو	ع	〃
۵۸۸	۵۰۹۳	بابو بشیر حسین صاحب شفاء الہند دواخانہ پہاڑ گنج دہلی	عہ	فنڈ طلبہ
۵۸۹	۵۰۹۴	عبدالحق صاحب بانجی اچیوجی باڑہ ہندو راؤ 〃	۲ر	عطاء
۵۹۰	۵۱۵۲	حکیم محمد اقبال حسین صاحب بھوپال	۴ر	تبلیغ
۵۹۱	۵۱۵۳	حافظ محمد یوسف صاحب دفتر انجنیری 〃	۴ر	〃
۵۹۲	۵۱۵۴	سید عبدالحفیظ صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۵۹۳	۵۱۵۵	سید عبدالعظیم صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۵۹۴	۵۱۵۶	منشی سید راحت علی صاحب 〃 〃	ار	〃
۵۹۵	۵۱۵۷	سید نذیر احمد صاحب 〃 〃	۳ر	〃
۵۹۶	۵۱۵۸	بشارت بی صاحبہ مرحومہ 〃	لعہ	〃
۵۹۷	۵۱۵۹	سردار میاں سعادت محمد خانصاحب 〃	ع	〃
۵۹۸	۵۱۶۰	سردار نذیر میانصاحب 〃	۴ر	〃
۵۹۹	۵۱۶۱	حکیم سلطان محمود صاحب 〃	لعہ	〃
۶۰۰	۵۱۶۲	مولوی محمد نور صاحب 〃	۳ر	〃
۶۰۱	۵۱۶۳	مولوی علیم الدین صاحب دفتر ریاست 〃	ار	〃
۶۰۲	۵۱۶۵	اہلیہ صاحبہ 〃 〃 〃	ار	〃
۶۰۳	۵۱۶۶	حافظ رشید احمد صاحب 〃	۳ر	〃
۶۰۴	۵۱۶۸	مولوی عبدالرحمن صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۶۰۵	۵۱۶۹	مشیر الملک قاضی علی حیدر عباسی صاحب 〃	ے	〃
۶۰۶	۵۱۷۰	سعادت احمد صاحب کربلا 〃	۴ر	〃
۶۰۷	۵۱۷۱	رجب علی صاحب شاہجہاں آباد 〃	۸ر	〃
۶۰۸	۵۱۷۲	سلیمان صاحب خوشنویس 〃	۴ر	〃
۶۰۹	۵۱۷۳	حافظ عبدالوحید صاحب سبزی فروش 〃	ا	〃
۶۱۰	۵۱۷۵	نذیر احمد خانصاحب جوڈیشنل فیسر 〃	عہ	تعمیر دارالطلبہ
۶۱۱	۵۱۷۶	مرشد شاہ محمد عارف صاحب موضع علیپور ضلع اعظم گڈھ	صہ	زکوۃ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۱۲	۵۱۷۷	مولوی عبدالواحد صاحب باغ خیخان فخر سرل ہوشیارپور	ع	رسالہ
۶۱۳	۵۱۷۹	سید وسیم الحسن صاحب وکیل محلہ شیخ سرائے 〃	صہ	تبلیغ
۶۱۴	۵۱۸۰	شیخ مقصود علی صاحب محافظ دفتر کلکٹری بارہ بنکی	صہ	〃
۶۱۵	۵۱۸۱	حافظ عبدالرحمن صاحب مدرسہ رحمانیہ ہاپوڑ	للعہ	〃
۶۱۶	۵۱۸۲	امتیاز علی صاحب رجمنٹ بازار میرٹھ	وصہ	〃
۶۱۷	۵۱۸۳	مولوی سید بشیر احمد صاحب ناظم مذکر تپور	صہ	〃
۶۱۸	۵۱۸۴	بادشاہ حسین صاحب بیرسٹر ضلع بارہ بنکی	لعہ	〃
۶۱۹	۵۱۸۵	مولوی محمد شریف صاحب مدرسہ حیات العلوم صفدر گنج ضلع بارہ بنکی	صہ	〃
۶۲۰	۵۱۸۶	شیخ مقصود علی صاحب محلہ رسولپور ضلع بارہ بنکی	صہ	〃
۶۲۱	۵۱۸۷	شیخ اعجاز حسین صاحب 〃	صہ	〃
۶۲۲	۵۱۸۸	عبدالحکیم خانصاحب ریاست بھوپال	ار	〃
۶۲۳	۵۱۸۹	قاری محمد ادریس صاحب منتظم مساجد 〃	للعہ	〃
۶۲۴	۵۱۹۰	منشی محمد افضل حسین صاحب 〃	۴ر	〃
۶۲۵	۵۱۹۱	مولوی فضل حسین صاحب 〃	۴ر	〃
۶۲۶	۵۱۹۲	منشی سید وحید الرحمن صاحب 〃	۲ر	〃
۶۲۸	۵۱۹۳	حافظ کفایت اللہ صاحب 〃	۲ر	〃
۶۲۷	۵۱۹۴	منشی عبدالرحیم صاحب پینشنر 〃	ار	〃
۶۲۹	۵۱۹۵	حاجی عبداللطیف صاحب ملازم بجلی گھر 〃	۴ر	〃
۶۳۰	۵۱۹۶	منشی عبدالصمد صاحب 〃	۴ر	〃
۶۳۱	۵۱۹۷	مولوی شمس الدین صاحب بدھوارہ 〃	۴ر	〃
۶۳۲	۵۱۹۸	ماسٹر شجاعت علی صاحب 〃	ار	〃
۶۳۳	۵۱۹۹	اکبر علی صاحب دوکاندار ریت گھاٹ 〃	ار	〃
۶۳۴	۵۲۰۰	مولوی عبدالقیوم صاحب پینشنر دفتر حضور 〃	۳ر	〃
۶۳۵	۵۲۰۱	منشی محمد شفیع خانصاحب عقب بیر مسجد 〃	۲ر	〃
۶۳۶	۵۲۰۲	منشی محمد سلیمان صاحب خوشنویس 〃	۴ر	〃
۶۳۷	۵۲۰۳	مساۃ بشارت بی صاحبہ 〃	لعہ	〃
۶۳۸	۵۲۰۴	حکیم سلطان محمود صاحب 〃	لعہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۹۵	۵۲۶۵	محمد شریف صاحب ٹھیکیدار شاہجہان کوٹ منظم گڑھ بھوپال	۶	رسالہ
۶۹۶	۵۲۶۶	اے ایس الحسنہ صاحب چیف جج خانپور ریاست	۵	برائے طلبہ
۶۹۷	۵۲۶۷	سلیمان صاحب دوکاندار بھوپال	۲ر	تبلیغ
۶۹۸	۵۲۶۸	منشی مظہر حسین صاحب انسپکٹر میونسپل "	۴ر	"
۶۹۹	۵۲۶۹	حاجی اظہار حسین صاحب بیرون بدھوارہ "	۸ر	"
۷۰۰	۵۲۷۰	منشی منظور حسین صاحب " "	۲ر	"
۷۰۱	۵۲۷۱	منشی طاہر حسین صاحب " "	۲ر	"
۷۰۲	۵۲۷۲	منشی سعید اختر صاحب " "	۲ر	"
۷۰۳	۵۲۷۳	مولوی شمس الدین صاحب "	۴ر	"
۷۰۴	۵۲۷۴	بابو مجتبیٰ احمد صاحب "	عہ	"
۷۰۵	۵۲۷۵	مولوی عبدالغفور صاحب سیکرٹری قانون انصاف بھوپال	۶	"
۷۰۶	۵۲۷۶	مسٹر محمد حیات اللہ صاحب کرمانی "	۶	"
۷۰۷	۵۲۷۷	حاجی محمد عنایت علیخاں صاحب ساکن جلال آباد "	عہ	"
۷۰۸	۵۲۷۸	الحاجہ عنایت الٰہی بیگم صاحبہ شوکت محل "	عہ	"
۷۰۹	۵۲۷۹	الحاجہ انوار الٰہی بیگم صاحبہ " "	عہ	"
۷۱۰	۵۲۸۰	بیگم صاحبہ " "	۶	"
۷۱۱	۵۲۸۱	والدہ صاحبہ " "	عہ	"
۷۱۲	۵۲۸۲	قاضی عبداللطیف صاحب اکاؤنٹنٹ ماکمل گھر	۴ر	"
۷۱۳	۵۲۸۳	شمشیر خانصاحب ریاست بھوپال	۲ر	"
۷۱۴	۵۲۸۴	اہلیہ صاحبہ سید وزیر علی صاحب "	ار	"
۷۱۵	۵۲۸۵	ملا امتیاز علی صاحب "	۴ر	"
۷۱۶	۵۲۸۶	منشی ہادی حسن خانصاحب بکاری گھاٹ "	۴ر	"
۷۱۷	۵۲۸۷	مولوی شفیق احمد صاحب مہتمم مدرسہ سلیمانیہ "	۴ر	"
۷۱۸	۵۲۸۸	عتیق احمد سلمہٗ "	ار	"
۷۱۹	۵۲۸۹	اسد علی خانصاحب "	۲ر	"
۷۲۰	۵۲۹۰	منشی عنایت الرحمن صاحب عالی دروازہ "	۲ر	"
۷۲۱	۵۲۹۱	منشی اختر صاحب دفتر فنانس "	۲ر	"
۷۲۲	۵۲۹۲	منشی محمد علی صاحب " "	۲ر	"
۷۲۳	۵۲۹۳	منشی نواب علی صاحب دفتر فنانس بھوپال	ار	تبلیغ
۷۲۴	۵۲۹۴	" طاہر صاحب " "	۴ر	"
۷۲۵	۵۲۹۵	" عزیز الرحمن صاحب " "	ار	"
۷۲۶	۵۲۹۶	" نصیر الدین صاحب " "	ار	"
۷۲۷	۵۲۹۷	" عبدالمتین صاحب " "	ار	"
۷۲۸	۵۲۹۸	" عبدالرشید صاحب " "	۲ر	"
۷۲۹	۵۲۹۹	" قمر الدین صاحب " "	ار	"
۷۳۰	۵۳۰۰	" عبدالرحمن صاحب " "	۲ر	"
۷۳۱	۵۳۰۱	" عبدالسلام صاحب " "	ار	"
۷۳۲	۵۳۰۲	" نجیب الدین صاحب " "	ار	"
۷۳۳	۵۳۰۳	نجیب خادم کومالیہ کورٹ	۴ر	"
۷۳۴	۵۳۰۴	ناہید جہاں بیگم صاحبہ زوجہ رفیق اللہ صاحب عیدگاہ بھوپال	عہ	"
۷۳۵	۵۳۰۵	حافظ عبدالرشید صاحب امام "	۲ر	"
۷۳۶	۵۳۰۶	حبیب عبدالکریم صاحب "	۴ر	"
۷۳۷	۵۳۰۷	مولوی عبدالرشید صاحب کوچہ مسکین "	۳ر	"
۷۳۸	۵۳۰۸	قاری محمد صدیق صاحب "	۲ر	"
۷۳۹	۵۳۰۹	مولوی عبدالحکیم خانصاحب "	ار	"
۷۴۰	۵۳۱۰	سردار میاں عرف محمد خانصاحب "	عہ	"
۷۴۱	۵۳۱۱	اسدی بیگم صاحبہ محلہ گڈہ "	عہ	"
۷۴۲	۵۳۱۲	منشی محمد عاشق صاحب پینشنر "	۴ر	"
۷۴۳	۵۳۱۳	فاطمہ بی صاحبہ "	ار	"
۷۴۴	۵۳۱۴	قاری محمد ادریس صاحب مہتمم مساجد "	۸ر	"
۷۴۵	۵۳۱۵	منشی افضل حسین صاحب "	۴ر	"
۷۴۶	۵۳۱۶	مولوی فضل حق صاحب "	۴ر	"
۷۴۷	۵۳۱۷	منشی وحید الرحمن صاحب "	۴ر	"
۷۴۸	۵۳۱۸	حافظ کفایت اللہ صاحب "	۲ر	"
۷۴۹	۵۳۱۹	ماسٹر محمد فصیح صاحب مدرس مدرسہ سلیمانیہ "	۲ر	"
۷۵۰	۵۳۲۰	عطاء اللہ خانصاحب چوک "	ار	"

نمبر شمار	نمبر رسید بکنگ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۸۰۴	۵۳۷۹	منشی مغیث الدین صاحب وغیرہ مطبع بھوپال	۴ر	تبلیغ
۸۰۵	۵۳۸۰	عبد الحی صاحب شوز مرچنٹ ″	۳ر	″
۸۰۶	۵۳۸۱	حافظ ناصر محمد خانصاحب امام ″	۲ر	″
۸۰۷	۵۳۸۲	منشی نصیر الدین صاحب ″	۱ر	″
۸۰۸	۵۳۸۳	منشی عبد الحفیظ بیگ صاحب ″	۲ر	″
۸۰۹	۵۳۸۴	منشی محمد فاروق صاحب ہمشیرہ صاحبہ ″	۴ر	″
۸۱۰	۵۳۸۵	منشی سید سجاد علی صاحب دفتر حضور ″	۲ر	″
۸۱۱	۵۳۸۶	ماسٹر یوسف علی صاحب ″	۴ر	″
۸۱۲	۵۳۸۷	منشی عبد اللطیف صاحب ″	۱ر	″
۸۱۳	۵۳۸۸	حاجی اظہار حسین صاحب بیرون بدھواڑہ ″	۸ر	″
۸۱۴	۵۳۸۹	منشی منظور حسین صاحب ″	۲ر	″
۸۱۵	۵۳۹۰	منشی ظاہر حسین صاحب ″	۲ر	″
۸۱۶	۵۳۹۱	منشی سعید اختر صاحب ″	۲ر	″
۸۱۷	۵۳۹۲	مولوی عبد الغفور صاحب سکرٹری قانون انصاف ″	عہ	″
۸۱۸	۵۳۹۳	بابو مجتبیٰ احمد صاحب اوور سیر ″	لعہ	″
۸۱۹	۵۳۹۴	منشی سید سلطان علی صاحب دفتر حضور ″	۲ر	″
۸۲۰	۵۳۹۵	مولوی شمس الدین صاحب بدھواڑہ ″	۴ر	″
۸۲۱	۵۳۹۶	حبیب عبد الکریم صاحب جمعراتی ″	۳ر	″
۸۲۲	۵۳۹۷	محمد عنایت علیخاں صاحب وغیرہ شوکت محل ″	سے	″
۸۲۳	۵۳۹۸	بیگم صاحبہ و والدہ صاحبہ ″	سے	″
۸۲۴	۵۳۹۹	قاضی عبد اللطیف صاحب اکاؤنٹنٹ بجلی گھر	۳ر	″
۸۲۵	۵۴۰۰	منشی عتیق الرحمٰن صاحب ″	لعہ	″
۸۲۶	۵۴۰۱	مولوی شفیق احمد صاحب سلیمانیہ ″	۴ر	″
۸۲۷	۵۴۰۲	عتیق احمد صاحب سلمہ ″	۱ر	″
۸۲۸	۵۴۰۳	منشی سلیمان صاحب خوشنویس ″	۳ر	″
۸۲۹	۵۴۰۴	منشی ہادی حسن خانصاحب دواخانہ خاص ″	۴ر	″
۸۳۰	۵۴۰۵	اسدی بیگم صاحبہ محمد گڑھ ″	لعہ	″
۸۳۱	۵۴۰۶	سردار میاں عرف محمد خانصاحب جاگیردار ″	لعہ	″
۸۳۲	۵۴۰۷	سلیمان صاحب دوکاندار ″	عہ	″

نمبر شمار	نمبر رسید بکنگ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۸۳۳	۵۴۰۸	ڈاکٹر حکیم محمد اقبال حسین صاحب بھوپال	۱۰ر	تبلیغ
۸۳۴	۵۴۰۹	حافظ رشید احمد صاحب ٹیلر ماسٹر ″	۲ر	″
۸۳۵	۵۴۱۰	ماسٹر محمد حیات اللہ صاحب کرمانی ″	عہ	″
۸۳۶	۵۴۱۱	مولوی حامد حسین صاحب ختم خانہ ″	۸ر	″
۸۳۷	۵۴۱۲	مولوی حافظ رشید احمد صاحب ″	۲ر	″
۸۳۸	۵۴۱۳	مولوی عبد الرحمٰن صاحب ″	۲ر	″
۸۳۹	۵۴۱۴	مولوی علیم الدین ″	۲ر	″
۸۴۰	۵۴۱۵	مولوی رضوان الدین صاحب نائب قاضی ″	۳ر	″
۸۴۱	۵۴۱۶	مولوی محمد نور صاحب کرمانی ختم خانہ ″	۳ر	″
۸۴۲	۵۴۱۷	سخاوت اللہ صاحب کربلا ″	۴ر	″
۸۴۳	۵۴۱۸	منشی عبد العزیز صاحب ″	عہ	″
۸۴۴	۵۴۱۹	اہلیہ صاحبہ منشی عبد العزیز صاحب ″	۴ر	″
۸۴۵	۵۴۲۰	مولوی فیض الحسن صاحب ختم خانہ ″	۲ر	″
۸۴۶	۵۴۲۱	مولوی عبد الرشید صاحب مسکین ″	۲ر	″
۸۴۷	۵۴۲۲	منشی محمد طاہر صاحب ″	۴ر	″
۸۴۸	۵۴۲۳	منشی عبد الرشید صاحب دفتر فراش ″	۲ر	″
۸۴۹	۵۴۲۴	″ محمد علی صاحب ″	۲ر	″
۸۵۰	۵۴۲۵	مولوی عبد الصمد صاحب ″	۲ر	″
۸۵۱	۵۴۲۶	منشی اختر صاحب ″	۲ر	″
۸۵۲	۵۴۲۷	″ نواب علی صاحب ″	۱ر	″
۸۵۳	۵۴۲۸	″ نصیر الدین صاحب ″	۱ر	″
۸۵۴	۵۴۲۹	″ عبد اللہ صاحب ″	۱ر	″
۸۵۵	۵۴۳۰	″ عبد المتین صاحب ″	۱ر	″
۸۵۶	۵۴۳۱	″ محب الدین صاحب ″	۱ر	″
۸۵۷	۵۴۳۲	″ عزیز الرحمٰن صاحب ″	۱ر	″
۸۵۸	۵۴۳۳	″ قمر الدین صاحب ″	۱ر	″
۸۵۹	۵۴۳۴	گل محمد صاحب بی وکیل سرہند پٹیالہ	لعہ	خرچ طلبہ
۸۶۰	۵۴۳۵	حافظ ناصر الدین صاحب ضلع بلیا	للعہ	زکوۃ
۸۶۱	۵۴۳۶	بدر الدین صاحب موضع کھدا جیپور ضلع میرٹھ	عہ	″

فہرست کتب وقفی و اشیاء متفرق

موصولہ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۱ھ

نمبر شمار	نمبر رجسٹر	اسمائے گرامی عطاکنندگان	تفصیل اشیاء	مد
۱	۲۶	مولوی حبیب الرحمن صاحب صدر مدرس مدرسہ مفتاح العلوم ضلع اعظمگڈھ	ارشاد الثقلین۔ الازہار المرفوعہ۔ دفع المجادلہ۔ التنقید الحدید۔ الاعلوم المرفوعہ ۳ عدد، ۳ عدد، ۲ عدد، ۲ عدد، ۲ عدد۔ اہل دل کی دل آویز باتیں حصہ دوئم	زکوٰۃ
۲	۲۷	رشید اختر صاحب اے بریلی معرفت ابوالاعلیٰ صاحب سلکتہ	مشکوٰۃ المصابیح ۱ نسخہ ۲ عدد۔ ترمذی شریف ۱ نسخہ ۲ عدد۔ ابوداؤد شریف مجلد ۱ نسخہ	کتب وقفی
۳	۲۸	برائے ایصال ثواب والدین مرحومین مولوی عبدالمنان صاحب متعلم دارالعلوم	قرآن شریف مجلد پارچہ (یک نسخہ)	؍؍
۴	۲۹	سجادہ اختر مولوی محمد تقی خانصاحب ٹیپ موضع ہمزہ پور۔ ضلع سلطان پور	دوپٹہ پھلوسرخ۔ دوپٹہ بنارسی سرخ۔ دوپٹہ جارجٹ گلابی ہلکا۔ کرتہ پھلوسرخ یک یک یک یک۔ پائجامہ ساٹن سبز۔ پائجامہ ٹول سرخ۔ پائجامہ سنگی۔ کرتے ڈیپایس۔ کمربند پارچہ یک یک یک ۴ عدد یک۔ جراب زنانی۔ جوتہ چوڑے بچہ کا۔ بنگی پرانی۔ بالے وبٹن نقرئی۔ یک جوڑ ایک جوڑ یک ۵ تولہ	[illegible]
۵	۳۰	شیخ عبدالرحمن صاحب سوداگر کرنال	بخاری شریف کامل مجلد۔ مسلم شریف کامل مجلد۔ طحاوی شریف مجلد۔ ابن ماجہ شریف مجلد یک یک یک یک۔ شرح وقایہ جلد ثانی مجلد	کتب وقفی
۶	۳۱	عبدالحکیم حبیب الرحمن صاحب فردٹ کمیشن ایجنٹ سبزی منڈی دہلی	بخاری شریف کامل۔ ترمذی شریف۔ ابوداؤد شریف۔ نسائی شریف۔ ابن ماجہ شریف۔ موطی امام محمد۔ موطی امام مالک۔ طحاوی شریف کامل۔ مسلم شریف کامل۔ شرح وقایہ جلد ثانی (۲ نسخہ) شرح وقایہ جلد اول (یک نسخہ) یہ کل کتابیں مجلد ہیں۔	؍؍
۷	۳۲	سید نذر حسین شاہ صاحب اوبیر نہر احمد پور بھاولپور اسٹیٹ	بخاری شریف کامل مجلد۔ ترمذی شریف مجلد۔ ابوداؤد شریف مجلد۔ نسائی شریف مجلد۔ ابن ماجہ شریف مجلد۔ موطی امام محمد۔ موطی امام مالک۔ طحاوی شریف کامل۔ مسلم شریف کامل۔ شرح وقایہ جلد اول (۲ نسخہ) نخبۃ الفکر (یک نسخہ) کل کتابیں مجلد ہیں۔	؍؍
۸	۳۳	ڈاکٹر احمد حسن صاحب علیگڈھ	اسلامی حل (ایک نسخہ) تمدن اسلام (یک نسخہ)	؍؍

بہی خواہان و مخلصین دارالعلوم کیلئے لمحۂ فکریہ

دارالعلوم کے تمام بہی خواہوں اور مخلصوں کو معلوم ہے کہ عالم اسباب میں اس امانت الٰہی دارالعلوم دیوبند کے مصارف کی کفالت کا انحصار مخلصین دارالعلوم کی ان قلیل وکثیر امداد پر ہے جو وقتاً فوقتاً اکناف ملک سے موصول ہوتی رہتی ہیں۔ ان امدادوں کا بیشتر حصہ برما کے علاقہ رنگون و مانڈلے وغیرہ سے یا کلکتہ، مدراس، بمبئی اور کراچی وغیرہ کے مخلص تجارت پیشہ حضرات کی طرف سے موصول ہوتا تھا۔ جنگ کے خوفناک اثرات نے برما کے تاجروں کی نہ صرف تجارت کو تباہ وبرباد کر دیا بلکہ برما کو ہم سے اس طرح منقطع کر دیا کہ نہ ہم تک برما والوں کی کوئی خبر پہنچ سکتی ہے اور نہ ہماری کوئی صدا وہاں تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں کے مسلمانوں پر رحم فرمائے اور وہاں کے خانماں برباد انسانوں کے لئے اپنی وسیع مملکت کے دوسرے حصوں میں خیر وفلاح کے دروازے کھولدے۔ اور ان کا جو کچھ کھویا جا چکا ہے اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ سے انھیں اس سے زیادہ عنایت فرمائے۔

جنگ کے ہندوستان کی سرحدوں پر پہنچ جانے کی وجہ سے ساحلی شہروں میں جو اضطراب پیدا ہو چکا ہے اس نے دارالعلوم کی آمدنی کے دوسرے مراکز کے دروازے بھی تقریباً بند کر دیئے ہیں۔ اس لئے بظاہر یہ سال مالی اعتبار سے دارالعلوم کے لئے نہایت تشویشناک اور پریشان کن ہے۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنے فضل سے اپنی اس امانت کی حفاظت اور بقا کے ایسے سامان پیدا کر دیگا جو ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان نازک حالات اور خطرات میں اللہ کے فضل کی پناہ ڈھونڈھنے والے مسلمانوں سے ہمیں امید ہے کہ وہ اس سال ہمیشہ سے زیادہ دارالعلوم کی امداد میں حصہ لیکر دارالعلوم کو مشکلات ومصائب سے بچانے کی کوشش کرینگے۔ اور اپنے آپ کو اس کے فضل وانعام کا مستحق بنائیں گے۔

ملک کے بعض حصوں میں زکوٰۃ ادا کرنے کا سلسلہ ماہ رجب سے شروع ہو جاتا ہے اور شوال تک جاری رہتا ہے۔ اسلئے جب آپ زکوٰۃ ادا کریں تو اس دینی مرکز کے سیکڑوں نادار مہمانان رسول اللہ صلعم کی ضروریات کے تکفل کا انتظام کرنے میں حصہ لیکر اپنی زکوٰۃ کو بہترین مصرف میں قابل اعتماد طریقہ پر صرف کریں۔ اور علاوہ زکوٰۃ کے دوسری مدات خیر میں سے بھی اس زمانہ میں دارالعلوم کی زیادہ سے زیادہ امداد فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور آپکی مدد فرمائے۔

"احقر عبدالوحید"

ناظم شعبۂ تنظیم و ترقی۔ دارالعلوم دیوبند

جسٹرڈ نمبر اے ۴-۸

2(8)

مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

کا

ماہوار رسالہ

دارالعلوم

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتبہ

عبدالوحید غازیپوری
ناظم شعبۂ تنظیم و ترقی دارالعلوم دیوبند

ماہنامہ

دار العلوم دیوبند

سالانہ چندہ دو روپے (۲)

نصب العین

(۱) تعلیمات اسلام کو سہل اور دلنشین پیرایہ میں پیش کر کے مسلمانوں میں صحیح مذہبی ذہنیت پیدا کرانا۔
(۲) اسلام پر قدیم و جدید مخالفوں کے حملوں کی بطریق احسن مدافعت کرنا۔
(۳) دقیق دینی مسائل کے متعلق علمائے دیوبند کے محققانہ مقالات پیش کرنا۔
(۴) حالات دارالعلوم سے معاونین و متوسلین دارالعلوم کو باخبر رکھنا۔

فہرست مضامین

جلد ۲	بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۶۱ ہجری	شمارہ (۸)

ضروری گزارشات

(۱) خط و کتابت اور ترسیل زر کے ساتھ اپنے پتہ کی چٹ کا نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔
(۲) پرچہ ہر انگریزی ماہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہو جایا کرے گا اگر اگلے ماہ کے پہلے ہفتہ تک رسالہ آپ کے پاس نہ پہونچے تو دوبارہ طلب فرما سکتے ہیں۔
(۳) چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ وی پی طلب کرنے میں جانبین کا نقصان ہے۔
(۴) دارالعلوم کے اصلاحی و تبلیغی مضامین کو دوسروں تک پہنچانے کی سعی فرما کر دوگونہ اجر حاصل کریں۔

(ناظم و مرتب رسالہ دارالعلوم دیوبند)

(باہتمام عبدالوحید خاں میرٹھی طابع و ناشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں طبع ہو کر دارالعلوم دیوبند سے شائع ہوا)

دارالعلوم دیوبند میں تعطیل عام

(ادارہ)

موجودہ صورت حالات

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدظلہ العالی کی گرفتاری پر احاطۂ دارالعلوم میں جذبات و ہیجان کا پیدا ہو جانا ایک قدرتی امر تھا۔ جس کا ظہور مختلف صورتوں سے ہوتا رہا۔ ذمہ داران دارالعلوم نے اسی ہیجان عام میں طلبہ کو ضبط و نظم میں رکھنے اور ان کا تعلیمی سلسلہ بدستور جاری رکھنے کے لئے اپنے وسائل سے کام لیکر اس کی پوری سعی کی کہ ادارہ پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔ اور اس کی فہمائش و نصیحت مختلف اندازوں سے بصورت وعظ و پند اور دوسری صورتوں سے طلبہ کو بھی کیجاتی رہی۔ چنانچہ اس میں کامیابی ہوئی۔ اور زمانۂ امتحان سالانہ درمیان میں آجانے پر امتحان شروع ہو گیا اور باطمینان و سکون تقریری امتحان اختتام تک پہونچ گیا۔

اسی دوران میں ۹ر اگست کے بعد جبکہ ملک میں نئی تحریک شروع ہوئی اور اس کے کم و بیش اثرات ہر جگہ پہونچے طلبہ کا جوش و جذبہ ادھر منتقل ہونے لگا لیکن اس معاملہ کی صورت حال پہلے سے بالکل مختلف اور زیادہ سنگین تھی اس لئے طلبہ پر کنٹرول قائم رکھنے کی مساعی میں اور اضافہ کر دیا گیا۔ مختلف اعلانات وغیرہ کے ذریعہ طلبہ کو مشاغل تعلیم میں منہمک رہنے کی ہدایات کیجاتی رہیں یہانتک کہ تحریری امتحان کا وقت آپہونچا۔ طلبہ نے درخواست کی کہ ان کے امتحان میں تخفیف کی صورتیں پیدا کیجائیں اسے منظور کر لیا گیا اور آئین میں رہ کر جسقدر سہولتیں دیجا سکتی تھیں وہ دیدی گئیں۔ لیکن اس سے بیشتر کہ تحریری امتحان شروع ہو طلبہ کی ایک بھاری تعداد بطور نمائندہ طلبہ زیر قیادت مولوی محمود فیض آبادی متعلم دارالعلوم دائرۂ اہتمام میں یہ درخواست لیکر پہنچی کہ امسال ہمارا امتحان بالکل ساقط کر دیا جائے جس کی دو وجہ انھوں نے ظاہر کیں۔ ایک یہ کہ ملک کے موجودہ تشویشناک حالات میں اگر ہمیں امتحان کی اس دس بارہ دن کی مدت تک روکا گیا تو اندیشہ ہے کہ ہم اپنے اپنے وطنوں تک نہ پہونچ سکیں گے کیونکہ ریلوے لائنیں سخت خطرہ میں ہیں۔ دوسری یہ کہ ہمیں وقت کی پکار پر لبیک کہنا ہے۔ اور دارالعلوم میں رہ کر ہم یہ سیاسی جد و جہد جاری رکھنا نہیں چاہتے کہ اس سے خود دارالعلوم ہی خطرہ میں پڑجائیگا لہذا ہمیں امتحان سے معذور رکھکر جلد سے جلد یہاں سے چلے جانے کی اجازت دیدی جائے۔ دائرۂ اہتمام کیطرف سے ان سے یہ کہا گیا کہ ہم اس مسئلہ پر غور کر رہے ہیں اور اس کا فیصلہ تیسرے دن ہو جائیگا۔ لیکن آپ سب حضرات تا فیصلہ اس درمیانی مدت میں پورے امن و سکون سے رہیں اور کوئی غیر آئینی اقدام نہ کریں۔ لیکن طلبہ باوجود وعدہ کر لینے کے اتنی دیر کے لئے بھی اس وعدہ پر قائم نہ رہ سکے۔

بہر حال ذمہ داران دارالعلوم اس صورت حال سے خود کشمکش و پیچ میں رہ کر اس مسئلہ پر غور کرنے

سے نئے مجلس انتظامیہ کا اجلاس فوری طور پر طلب کر چکے تھے اس اجتماعی درخواست کے بعد ان کے لئے اور بھی ضروری ہوگیا کہ وہ جلد سے جلد مجلس کے ذریعہ اس صورت حال کا فیصلہ کرائیں۔ چنانچہ یکم شعبان کو مجلس کا منظور یہ اجلاس ہوا جس میں مجلس علمیہ کے اراکین بھی جو اکابر اساتذۂ دارالعلوم پر مشتمل ہیں شریک کئے گئے انتظامیہ اور علمیہ کے اس مشترک جلسہ نے طلبہ کی درخواست اور پیش نظر حالات پر غور کیا جو تفصیل سے ان کے سامنے رکھے گئے تھے اور کافی غور و فکر کے بعد ایک نتیجہ پر پہنچی جس کو فیصلہ کی صورت میں اس نے قلمبند کیا۔

نیز مجلس ہی میں یہ طے ہوا کہ اس فیصلہ کا اعلان بجائے تحریری طور پر کئے جانے کے طلبہ کے اجتماع میں تقریری طور پر کیا جائیگا اس اعلان پر طلبہ میں ایک یہ افواہ شہرت پذیر ہو گئی کہ مجلس نے تمام طلبہ کا امتحان معاف کر کے دورہ کی جماعت پر امتحان پھر بھی لازم رکھا ہے۔ اس پر طلبہ کی طرف سے دوپہر ہی کو ایک جلسہ کا اعلان کیا گیا اور گھنٹہ بجا کر طلبہ کو جمع کیا گیا جس میں یہ طے ہوا کہ اس جماعت کے دورہ کے امتحان کو بھی ہرگز قبول نہ کیا جائے اور کوئی ایک طالب علم بھی امتحان نہ دے حتیٰ کہ اس جلسہ میں سمجھایا اور نعروں نے ایک نعرہ یہ بھی زائد کیا گیا کہ "امتحان نہیں دیں گے" پھر جب فیصلہ مجلس کا اعلان کرنے کے لئے اعلان شدہ جلسہ میں دائرہ اہتمام کے ارکان و مدرسین پہونچے تو یہ نعرہ اُن کی موجودگی میں پورے زور و شور کے ساتھ لگایا گیا۔

چنانچہ مجلس انتظامیہ و علمیہ پورے غور و بحث کے بعد اس نتیجہ پر پہنچی کہ جب طلبہ کی تعلیم و امتحان جاری رکھنے کی ساری ممکنہ مساعی عمل میں لائی جاچکیں۔ ان کے مظاہروں پر ہر طرح کے اغماض و چشم پوشی سے بھی کام لیا گیا ان کی ناشنودنی کی نوع کی ناراضگی بھی امتحان میں دیدی گئیں اور امتحان تقریری شروع بھی کرادیا گیا۔ تحریری امتحان کا پروگرام اور قواعد شائع کر دئے گئے سوالات کے پرچے چھپوالئے گئے جن پر دارالعلوم کی کافی رقم بھی خرچ ہوئی اور پوری کوشش کرلی گئی کہ دارالعلوم کی سال بھر کی محنت کا ثمر تکمیل امتحان کی صورت میں ظاہر ہو لیکن پھر بھی سب طلبہ ملکر یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ وہ امتحان نہ دیں گے۔ ادھر بعجلت تمام اپنے وطنوں تک پہونچنے کی توجیہ کے سلسلہ میں وسائل نقل و حمل کی جن مشکلات کو وہ ظاہر کر رہے ہیں وہ ایک حد تک غیر واقعی بھی نہیں ہیں اس لئے اس فیصلہ کے سوا چارۂ کار نہیں رہا کہ طلبہ کی درخواست کے پیش نظر ان خصوصی حالات کے ماتحت امتحان نہ لیا جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں فیصلہ تجویز مجلس نے قلمبند کی اور اسی دن حضرت صدر مہتمم صاحب نے طلبہ کے ایک جلسۂ عام میں شرح و بسط کے ساتھ اس تجویز کا اعلان فرمادیا جس پر طلبہ نے انتہائی جوش مسرت سے پوری بلند آوازی کے ساتھ خوشی کے نعرے لگائے اور مدرسہ میں تعطیل عام ہوگئی۔ صرف جماعت حدیث کے دو چار دن کے اسباق باقی ہیں جو جاری ہیں۔ آنے والے ماہ شوال میں حسب معمول ۱۰ شوال سے دارالعلوم کھل جائیگا اور داخلہ شروع ہوجائیگا۔

گذشتہ دو ماہ کے عرصہ میں جس طرح کی غیر ذمہ دارانہ اور نارو احرکات عام طلبہ سے صادر ہوئیں انسے قطع نظر

اب حال میں جو مطالبہ اسقاط امتحان کا پیش کیا گیا اور سال بھر کی محنت اور خرچ کے ضائع ہونے کی کوئی پرواہ نہیں کی گئی اس مطالبہ کی بنا انہی دو باتوں پر تھی اول وسائل آمد و رفت کے بند ہو جانے سے قبل وطن کو روانگی دوسرے دارالعلوم سے علیحدہ رہکر موجودہ سیاسی تحریکات میں شرکت ان دونوں چیزوں کا اقتضا یہی تھا کہ جلد از جلد مطبخ بند کر دیا جائے اور جو تھوڑے سے طلبہ بیرون ہند کے رہجائیں جن کے لئے وطن جانے کا کوئی ذریعہ نہیں ان کی امداد کا انتظام کر دیا جائے۔ چنانچہ مجلس نے ٹھیک اسی کے مطابق فیصلہ کر دیا کیونکہ مطالبہ کے پیش کرنے سے لیکر آخری فیصلہ تک عامۂ طلبہ کی رائے کے خلاف دو چار طلبہ کے سوا کسی نے ہمارے سامنے اس سے اختلاف اور بیزاری کا اظہار نہیں کیا۔ دراں حالیکہ ان معدودے چند طلبہ کو اکثریت نے دھمکیاں دیں اور مار پیٹ پہ آمادہ ہو گئے جس کا کافی ثبوت موجود ہے ان حالات میں ظاہر ہے کہ بجز مذکورۂ بالا فیصلہ کے کوئی چارۂ کار نہ تھا۔ دارالعلوم کی تاریخ میں جس طرح مطبخ بند کر دیئے جانے کی یہ پہلی ہی مثال ہے ایسے ہی امتحان کے اس طرح یکلخت موقوف اور بند کر دیئے جانے کی بھی پہلی ہی مثال ہے۔ جو پہلی سے زیادہ اہم اور دارالعلوم کی تاریخ پر حرف لانے والی ہے۔ یہ دوسری چیز محض اس کا ایک قدرتی اثر ہے جو اسقاط امتحان کی وجوہ پر مرتب ہونا تھا اور ہوا۔

مجلس انتظامیہ نے یہ بھی طے کیا کہ امتحان کی موقوفی اور بند کر دیئے طلبہ کو آئندہ تعلیمی ترقی دینے اور سندیں دیئے جانے کے جو مسائل پیدا ہو گئے ان کا فیصلہ مجلس شوریٰ سے کرایا جائے۔ چنانچہ منشاء تجویز کے مطابق ان مسائل کا فیصلہ مجلس شوریٰ میں ہوگا جو اوائل شوال میں طلب کیجا رہی ہے۔

احقر محمد طیب غفرلہٗ مہتمم دارالعلوم دیوبند ۵ شعبان ۸۶ھ

حکیمانہ کلام ـــــ عقل کی ایک حد ہوتی ہے جہاں پہنچکر وہ ختم ہو جاتی ہے۔

ـــــ عقلمند وہ جسے اس کی عقل ہر مذموم چیز پر متنبہ کر دے۔

ـــــ کسی کا اکرام اسکے مرتبے سے زیادہ کرنا اپنی قدر کو اتنا ہی گھٹا لینا ہے جتنا کہ اکرام میں زیادتی کی گئی۔

ـــــ وہ شخص اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم کرتا ہے جو ایسے شخص کیلئے تواضع کرتا ہے جو اس کی عزت نہیں کرتا۔ اور اس کے ساتھ دوستی کرتا ہے جو اسے نفع نہیں پہنچاتا۔ اور اس شخص کی تعریف سے خوش ہوتا ہے جسے وہ نہیں جانتا (امام شافعیؒ)۔

ـــــ اکثریت اسی وقت شکست کھاتی ہے جب وہ اپنے ضعف کے مواقع سے غافل ہو جاتی ہے۔

ـــــ غصہ اسی پر ظاہر کرنا چاہئے جو غصہ کو جانتا ہو۔

ـــــ غلطی کا اعتراف کرلینا فضیلت ہے اور مکابرہ جہل فاضح ہے۔

ـــــ جو شخص ایسی چیز خریدتا ہے جسکی اسے حاجت نہیں وہ ایسی چیز بیچنے پر مضطر ہوتا ہے جس کی اسے ضرورت ہے۔

دارالعلوم کے لئے

ایک مبارک عطیہ

عالیجناب شیخ محمد فیروز صاحب۔ مالک فیروز کمپنی اوف کلکتہ نے اپنے پوتے کے تولد کی خوشی میں مختلف اداروں کی امداد کرتے ہوئے خصوصیت سے دارالعلوم کے لئے **ایک ہزار ایک روپیہ** کا مبارک عطیہ عنایت فرمایا ہے جناب ممدوح کی خواہش ہے کہ اس رقم سے اس مبارک فرزند کے نام کی کوئی یادگار قائم کردی جائے۔ دارالعلوم کے شعبۂ تعمیرات نے اس پر غور کرتے ہوئے بمشورہ دائرۂ اہتمام یہ طے کیا ہے کہ موجودہ زیر تعمیر دارالطلبہ کے شمال مشرقی کونہ کا بالائی کمرہ جس کا تخمینہ ایک ہزار کے اندر اندر ہی ہوگا اس یادگار میں تعمیر کرایا جائے اور اس کی پیشانی پر اس یادگار کی تاریخ کندہ کرادی جائے۔

خدام دارالعلوم شیخ صاحب ممدوح کو تولد نبیرہ کی تقریب سعید اور اس مبارک عطیہ اور دینی جذبہ پر پُر خلوص مبارکباد دیتے ہیں۔ حق تعالیٰ اس مولود کو مسعود اور اس عطیہ کو مثمر اور باخیر و برکت فرمائے۔ آمین۔

اہل خیر مسلمانوں کے لئے شیخ صاحب ممدوح کا یہ اقدام ایک قابل تقلید مثال ہے۔ ابھی دارالعلوم کے احاطہ کی تکمیل کے لئے عمارات کا بہت سا سلسلہ باقی ہے۔ اگر اہل خیر اسی طرح دنیا اور آخرت کے لئے یادگاریں قائم کرنا چاہیں تو انکے لئے اس سے بہتر مصرف اور موقع دوسرا نہیں ہوسکتا۔

(دائرۂ اہتمام)

مخلوقات کی قسمیں خالق کے کلام میں

پروفیسر حمید الدین صاحب اعظم گڈھی کی تنقیدات پر نظر و تبصرہ !

(از مولانا محمد اصغر حسین صاحب بہاری پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ)

علمائے تفسیر کے میدان بحث کا ایک اہم موضوع "اقسام القرآن" بھی رہا ہے اس لئے کہ اول تو خدائے عظیم الشان کا قسم کھانا پھر مخلوقات کی قسم۔ اس سے چند طرح کے اشکال سامنے آجاتے ہیں۔

(۱) قسم کھانا جلالت شان خداوندی کے خلاف ہے خصوصاً جن مطالب عالیہ توحید، رسالت اور قیامت کے اثبات کے مقام میں یہ قرآنی قسمیں وارد ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے بلند مقاصد کو مدعیان عقل، دہریہ وغیرہ کے مقابلہ میں قسموں سے ثابت کرنا خدائے علیم وحکیم کی شان کے لائق نہیں۔

(۲) ان قسموں کا کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ مومنین کو قسموں کی ضرورت نہیں یہ بغیر قسم بھی خدا و رسول کی باتیں ماننے کو تیار ہیں اور منکرین کے نزدیک ان قسموں کا اعتبار نہیں۔

(۳) معلم قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرمایا ہے پھر یہ کیا بات ہے کہ خود قرآن پاک میں غیر اللہ کی قسمیں بکثرت موجود ہیں۔ چنانچہ ان جیسے شبہات کی بنا پر علماء کی ایک جماعت نے ظاہر قرآن کی تاویلیں شروع کردیں کہ قرآن پاک میں جہاں جہاں مخلوقات کی قسمیں ہیں درحقیقت وہاں مخلوق کی نہیں خالق مخلوقات کی قسمیں ہیں۔ اسکی صورت یا تو یہ ہے کہ خالق، رب وغیرہ اسمائے الٰہی میں سے کوئی اسم، مضاف محذوف ہے یا ساری کائنات پروردگار عالم کی ذات وصفات پر دلائل ہونے کی حیثیت سے خالق، رب وغیرہ اسمائے الٰہی پر دال ہیں۔ اور بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ کیا ضرور ہے کہ جس بات کی انسان کے لئے ممانعت ہو وہ خالق انسان کے واسطے بھی ناجائز ہو۔ پس انسان کو غیر اللہ کی قسم کی ممانعت سے اس کا اللہ تعالیٰ کے لئے ممنوع ہونا لازم نہیں آتا۔ اب رہا قسم کا فائدہ، تو چونکہ محاورات عرب میں قسموں کے ساتھ تقریر مطالب کا دستور تھا اور تاکید وتحقیق کے مواقع میں قسموں سے کام لیا جاتا تھا۔ اسی اسلوب پر کلام الٰہی نازل کیا گیا حتیٰ کہ قرآن پاک میں عقلی دلیلوں کی تقریر وتحریر کے سلسلہ میں منطقیانہ استدلال کی موشگافیوں کی رعایت نہیں کی گئی، بلکہ عام اذہان جن مقدموں اور اسلوبوں سے بآسانی نتائج اخذ کرسکتے تھے۔ قرآن پاک نے ان پر اکتفا کرکے انھیں منطقیانہ نظر وفکر کے چکر میں ڈالنے سے احتیاط کی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علوم قرآنیہ کو پانچ قسموں میں تقسیم کرکے فرماتے ہیں۔

دبیان این علوم بروش تقریر عرب اول واقع شد	ان علوم کا بیان اگلے عربوں کی تقریر کی روش پر ہوا ہے

نہ بروش تقریر متاخران پس در آیات احکام اختصار کہ قاعدہ متن نویسان است و تنقیح قواعد از قیود غیر ضروریہ کہ صناعت اصولیان است التزام نفرمود و در آیات مخاصمہ التزام بہ مشہورات مسلمہ و خطابات نافعہ اختیار نمود نہ تنقیح بروش منطقیان و مناسبت در انتقال از مطلبے بہ مطلبے بناء بر قاعدہ ادبائے متاخرین است رعایت نکرد بلکہ ہر کلامے کہ القائے آن بر عباد خود مہم دانست آن را القا فرمود ۔ برابر است مقدم شود یا مؤخر شود (الفوز الکبیر ص ۳)

متاخرین کے طریقہ پر نہیں اس واسطے نہ تو متن نویسوں کی طرح اختصار سے کام لیا گیا ہے اور نہ اصولیوں کی طرز پر قیود غیر ضروریہ سے قواعد کی تنقیح کا التزام کیا گیا۔ اور مخاصمہ کی آیتوں میں مسلم مشہور مقدمات اور مفید دلنشین دلائل کو اختیار کیا۔ منطقیوں کی روش پر تنقیح نہیں کی۔ ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہونے میں متاخرین ادباء کے قاعدہ کے مطابق مناسبت کی رعایت نہیں کی بلکہ جو کچھ اپنے بندوں کے لئے مہم سمجھا اسکو ظاہر کرنے سے دریغ نہیں کیا ایسی جو مقدم ہو جائے ہو جائے اور جو موخر ہو جائے ہو جائے

اس مسئلہ کی تمہیدی اجمالی تقریر تھی اب ہم تھوڑی تفصیل میں جانا چاہتے ہیں ۔

علامہ ابن قیم نے اس بارے میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس مسئلہ پر اپنی شان سے روشنی ڈالی ہے جو ان کی تفسیری خصوصیت ہے اس کا اقتباس ملاحظہ ہو۔

المسئلة الثالثة للناس في هذا الموضع قولان الاول قول من يقول المقسم به هٰهنا خالق هذه الاشياء احتجوا عليه بوجوه الاول انه صلى الله عليه وسلم نهى عن الحلف بغير الله فكيف يليق بحكمة الله ان يحلف بغير الله والثاني ان الحلف بالشيء في هذا الموضع تعظيم عظيم للمحلوف به ومثل هذا التعظيم لا يليق الا بالله تعالى الثالث ان هذا الذي ذكرناه تاكيدها انه تعالى صرح به في بعض السور وهو قوله والسماء وما بناها والارض وما طحاها الخ

(تفسیر سورۃ والصافات رازی)

تیسرا مسئلہ۔ اس مقام میں لوگوں کے دو قول ہیں۔ پہلا قول یہ ہے کہ مقسم بہ یہاں خالق اشیاء ہے نہ نفس اشیاء اور اس پر انہوں نے چند دلیلیں قائم کی ہیں پہلی دلیل یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے غیر اللہ کی قسم سے منع فرمایا ہے پھر یہ کیسے مناسب ہوگا کہ خدائے حکیم خود غیر اللہ کی قسم کھائے دوسری وجہ یہ ہے کہ اس مقام میں کسی چیز کی قسم کھانے سے اسکی بڑی عظمت لازم آتی ہے حالانکہ اس قسم کی تعظیم کا مستحق خدا کے سوا کوئی نہیں۔ تیسری دلیل یہ ہے کہ خدا نے بعض سورتوں میں مقسم بہ کے ساتھ اپنے اوصاف لازمہ کی تصریح کر کے اس خیال کو پختہ کر دیا کہ نفس شے مقسم بہ نہیں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول والسماء وما بناہا الخ ہے۔

ان حضرات نے عقل و نقل اور نظائر کی روشنی میں ثابت کر کے دکھایا کہ قرآن پاک میں جہاں جہاں مخلوقات کی قسمیں وارد ہیں حقیقت میں خالق کی قسمیں ہیں اب تم کو اختیار ہے کہ اسمائے الٰہی میں سے کسی اسم کو مضاف محذوف

مان لو۔ یا ان اشیائے حادثہ کے محدث پر دلالت کرنے کی جہت سے خالق کا ذکر و مذکور سمجھ لو۔

او المراد رب ھذہ الاشیاء فحذف المضاف (تفسیر نیشاپوری سورۃ صافات)

ان اشیا کی قسم کھانے سے مراد پروردگار اشیا کی قسم کھانا ہے پس مضاف محذوف ہے۔

واقسامہ ببعض المخلوقات دلیل علی انہ من عظیم آیاتہ ای آیات اللہ المستلزمۃ لذاتہ وصفاتہ (تبیان فی اقسام القرآن لابن القیمؒ)

اللہ تعالیٰ کا بعض مخلوق کی قسم کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اس کی بڑی نشانیوں سے ہے اور اسکی ذات وصفات کے علم و ذکر کو مستلزم ہے۔

اس توجیہ سے غیر اللہ کی قسم کھانیکا شبہ ساقط ہو گیا، باقی نفس قسم کھانا ہی شان کبریائی کے خلاف ہونیکا جواب تو اس کو دوسرے قول کے ضمن میں امام نے بیان کیا ہے۔

لاسیما والقرآن انما انزل بلغۃ العرب واثبات المطالب بالحلف والیمین طریقۃ مالوفۃ عند العرب (تفسیر سورۃ صافات)

خصوصاً قرآن پاک عربی زبان میں نازل ہوا اور عربوں میں قسم کے ذریعہ سے مدعا کو ثابت کرنا پسندیدہ دستور ہے۔

پھر اسی ضمنی جواب میں اس شبہ کا جواب بھی ہے جس کی تقریر یہ ہے کہ توحید، رسالت اور قیامت جیسے امور عظام کے اثبات کے سلسلے میں قرآنی قسمیں وارد ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ مومنین کے لئے قسم کھانے کی ضرورت نہیں یہ چیزیں تو ان کے ایمان میں داخل ہیں اور منکرین کے لئے دلائل و براہین چاہئیں نہ کہ قسم۔ جواب یہ ہے کہ عربوں کے دستور کے مطابق اثبات مدعا کے لئے قسم بھی زبردست چیز ہے اس واسطے منکر غیر معاند کے لئے کافی سند ہو سکتی ہے۔

اس کے مقابل دوسرا قول ہے کہ نفس اشیا مقسم بہ ہیں۔

والقول الثانی قول من یقول ان القسم واقع باعیان ھذہ الاشیاء واحتجوا علیہ بوجوہ الاول ان القسم وقع بھذہ الاشیاء بحسب ظاھر اللفظ فالعدول عنہ خلاف الدلیل والثانی انہ تعالیٰ قال والسماء وما بناھا فعلق لفظ القسم بالسماء ثم عطف علیہ القسم بالبانی للسماء فلو کان المراد القسم بالسماء القسم بمن بنی السماء لزم التکرار فی موضع واحد وانہ لا یجوز۔ الثالث انہ لا یبعد ان تکون الحکمۃ

دوسرا قول ان لوگوں کا ہے جو قائل ہیں کہ خدا نے عین ان اشیاء کی قسم کھائی ہے جو مذکور ہیں اس کی چند دلیلیں ہیں ایک تو یہ کہ ظاہر لفظ کے لحاظ سے قسم عین ان اشیاء سے متعلق ہے پس اس سے اعراض کرنا خلاف دلیل ہے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے والسماء وما بناھا میں آسمان کے ساتھ قسم کو متعلق کر کے بذریعہ عطف بانی آسمان کی قسم کھائی ہے۔ اب اگر آسمان کی قسم سے بھی مراد بانی آسمان ہو تو ایک ہی مقام میں تکرار لازم آئیگی جو جائز نہیں۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ عین اشیاء کی قسم کھانے میں یہ حکمت ہو کہ ان

فی قسم اللہ تعالیٰ بھٰذہ الاشیاء التنبیہ علی شرف ذواتھا وکمال حقائقھا۔ (تفسیر کبیر سورۂ صافات)

یہ حکمت ہو کر ان چیزوں کے شرف و کمال پر روشنی پڑ جائے۔

اس مذہب پر امام رازی نے دو اعتراض کئے ہیں ایک تو قسم کا بے فائدہ ہونا دوسرے توحید وغیرہ مضامین عالیہ کے اثبات کے لئے دلائل لانے چاہئیں نہ کہ قسمیں کھا کر ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کی جائے۔ تیسرا اعتراض غیر اللہ کی قسم سے یہاں تعرض نہیں کیا پھر ان دونوں اعتراض کے جوابات دیئے ہیں۔ پروفیسر حمید الدین اعظم گڈھی مرحوم نے ان جوابات کو نقل کرکے رد کیا ہے۔

ہم یہاں جواب و اعتراض دونوں کو بعینہ نقل کرکے ان کی تردید کا جائزہ لیتے جاتے ہیں۔

قد ذکر الامام الرازی الشبھۃ الثانیۃ یعنی القسم عدیم الفائدۃ واجاب عنھا فی تفسیر سورۃ الصافات فقال والجواب من وجوہ الاول انہ تعالیٰ قرر التوحید وصحۃ البعث والقیامۃ فی سائر السور بالدلائل الیقینیۃ فلما تقدم ذکر تلک الدلائل لم یبعد تقریرھا فذکر القسم تاکیداً لاسیما والقرآن انزل بلغۃ العرب واثبات المطالب بالحلف والیمین طریقۃ مالوفۃ عند العرب (فیما ذکر من نزول القرآن بلغۃ العرب وکون الیمین طریقۃ مالوفۃ عندھم ایضاً جواب للشبھۃ الاولیٰ) وحاصل ھذا الوجہ ان القسم انما ھو مسبوق بالدلائل فالمعول علیھا واما ایراد القسم فھو للتاکید المحض کما ھو عادۃ العرب والظاھر ان ھذا الجواب یناقضہ القرآن فانک فی اوائل الوحی تری القسم اکثر مما تراہ بعد استیفاء الدلائل (امعان فی اقسام القرآن ملخصاً گڈھی)

امام رازی نے دوسرے شبہ یعنی قسم کا کوئی فائدہ نہیں کو بیان کرکے سورہ والصافات کی تفسیر میں جواب دیا ہے پس انھوں نے فرمایا کہ اس کے جواب کی چند شکلیں ہیں پہلی صورت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توحید، بعث، نشر اور قیامت کو دلائل یقینیہ سے دوسری سورتوں میں ثابت فرما چکا ہے اور چونکہ ان دلائل کا ذکر پہلے آگیا ہے اس لئے اسکی تاکید میں کہنا کچھ بعید نہیں پس قسم سے موکد کر دیا اور بے مثل بات یہ ہے کہ قرآن پاک عربی زبان میں نازل کیا گیا اور عربوں کے یہاں قسموں کے ذریعہ سے مطالب کو ثابت کرنا پسندیدہ طریقہ ہے۔ پروفیسر عبد الحمید فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے عربی زبان میں نازل ہونے اور قسم کے مطبوع خاطر ہونے کے تذکرہ میں پہلے شبہہ کا جواب بھی ہے یعنی قسم خدا کی شان کے لائق نہ ہونے کا جواب ہے اور اس جواب کا خلاصہ ہے کہ قسم دلیلوں کے بعد آتی ہے پس اصل اعتماد تو دلیلوں پر ہے اور قسم محض تاکید کے لئے دستور عرب کے مطابق لائی گئی ہے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ جواب قرآن پاک کے خلاف ہے اس لئے کہ اوائل وحی میں تم قسموں کو زیادہ دیکھو گے اور سارے دلائل بیان کئے جانے کے بعد ان کو کم پاؤ گے۔

پروفیسر مرحوم نے اوائل وحی سے کیا مراد لیا ہے اس پر روشنی نہیں ڈالی اگر مکی سورتیں مراد ہیں تو ظاہر ہے کہ اصول دین کا بیان مبرہن طور سے ان ہی سورتوں میں ہوا ہے مدنی سورتوں میں اسی کی تفصیلات کے ساتھ مزید احکام کا بیان ہے اور اگر اوائل وحی سے ابتدائی سورتیں مراد ہیں تو ان میں کثرت کی گنجائش کہاں اور حقیقت یہ ہے کہ امام رازی نے قسم کے غیر مفید ہونے کا اعتراض خصوصیت سے سورہ صافات اور سورہ ذاریات کی قسموں پر کیا ہے اور قرآن پاک کی ترتیب نزول پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ یہ دونوں سورتیں پچاسوں سورتوں کے نزول کے بعد نازل ہوئی ہیں جن میں کثرت سے توحید و قیامت کے اثبات میں براہین قائم کئے جا چکے ہیں۔

فان قیل ذکر الحلف فی هذا الموضع غیر لائق (تفسیر سورۂ صافات رازی)	اگر کہا جائے کہ اس مقام میں حلف کا لانا غیر مناسب ہے۔
ثم قال بعد سطرین	پھر دو سطر کے بعد فرمایا ہے۔
انہ تعالی حلف فی اول هذه السورة علی ان الاله واحد وحلف فی اول سورة والذاریات علی ان القیامة حق واثبات هذه المطالب العالیة الشریفة علی المخالفین بالحلف والیمین لا یلیق بالعقلاء۔ انتہی بحذف العبارة تفسیر سورۂ صافات رازی	اللہ تعالی نے اس سورۃ کی ابتداء میں توحید پر قسم کھائی اور سورۂ والذاریات کے شروع میں قیامت کے حق ہونے پر قسم کھائی اور ان بلند و بالا مقاصد کو قسم کھا کر مخالفین کے سامنے پیش کرنا اور حلف کے ذریعہ ثابت کرنا عقلمندوں کے شایان شان نہیں۔

دیکھو کہ امام نے صاف طور سے ان دونوں سورتوں کے متعلق کلام کیا ہے اور ان دونوں[۱] کے پہلے انعام بنی اسرائیل، طٰہٰ، فرقان، یونس، ہود، یوسف، حجر وغیرہ سورتوں میں دلائل توحید حقانیت قیامت بکثرت موجود ہیں۔ لہٰذا امام رازی کی توجیہ ہرگز قرآن پاک کے خلاف نہیں۔

امام رازی کے جواب کی دوسری تقریر اور پروفیسر حمید الدین کی تنقید۔

الوجه الثانی فی الجواب انه تعالی لما اقسم بهذه الاشیا علی صحة قوله تعالی ان الهکم لواحد ذکر عقیبه ما هو کالدلیل الیقینی فی کون الاله واحدا وهو قوله تعالی "رب السموات	جواب کی دوسری صورت یہ ہے کہ خدائے تعالی نے جب ان اشیاء کی قسم کھا کر ایک معبود ہونے کی صحت کو بیان کیا تو اس کے بعد اس دعوی کے اثبات میں ایک یقینی دلیل کا بھی ذکر فرما دیا اور وہ اللہ کا قول رب السموات والارض وما بینهما ورب المشارق ہے۔

[۱] دیکھو تفسیر اتقان بحث مکی و مدنی ۱۲

والارض وما بینهما و رب المشارق" وذلك لانه تعالی بین فی قوله" لو کان فیهما آلهة الا الله لفسدتا" ان انتظام احوال السموات والارض یدل علی ان الاله واحد فههنا لما قال" ان الٰهکم واحد" اردفه بقوله" رب السموات والارض وما بینهما و رب المشارق" کان قیل قد بینا ان النظر فی انتظام هذا العالم یدل علی کون الاله واحدا فتاملوا فی ذلك الدلیل لیحصل لکم العلم بالتوحید قال العلم الاعظم گڈھی وحاصل هذا الجواب ان القسم ههنا مردف بقول فیه الحجة فالاحتجاج بها واما القسم فلمحض التنبیه وهذا یشبه الجواب الاول وکلاهما ساکت عن بیان حکمة هذه الصور المتنوعة للقسم فای فائدة للعدول عن القسم بالله الی القسم بهذه الاشیاء (امعان فی اقسام القرآن للاعظم گڈھی)

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قول" لو کان فیهما آلهة الا الله لفسدتا" میں واضح فرما دیا کہ آسمان اور زمین کا منظم ہونا ایک معبود ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے یہاں ارشاد فرمایا کہ تمہارا معبود ایک ہے تو اس کے بعد رب السموات والارض ورب المشارق فرما کر گویا بتا دیا کہ اس عالم کے انتظام میں غور و فکر کرنے سے انسان اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ معبود ایک ہے پس تم اس دلیل میں غور کرو، توحید کا علم تم کو حاصل ہو جائیگا۔ پروفیسر اعظم گڈھی تحریر فرماتے ہیں کہ اس جواب کا ماحصل یہ ہے کہ یہاں قسم کے بعد ایک جملہ کہہ کر دلیل کی طرف اشارہ کر دیا۔ پس استدلال تو اسی دلیل سے ہے اور قسم محض تنبیہ کے واسطے ہے اور یہ جواب پہلے جواب کے مشابہ ہے اور دونوں جوابات میں مختلف چیزوں کی قسم کھانے کی حکمت کا بیان نہیں۔ پھر اللہ کی ذات کی قسم چھوڑ کر ان چیزوں کی قسم کھانے میں کیا فائدہ ہے۔

نہ معلوم مشابہ کہہ کر کیا اعتراض کرنا مقصود ہے اگر مقصد یہ ہو کہ دونوں جوابوں میں مابہ الامتیاز فرق نہیں تو غلط ہے ایک ہی چیز اپنے مختلف تعلقات کی بنا پر ایسی حیثیتیں اختیار کر لیتی ہے کہ متباین احکام کی حامل ہو کر متعدد شئے ہو جاتی ہے خصوصاً ماقبل اور مابعد کے تعلقات کا مختلف اثر تو اتنا قوی ہے کہ بیٹا باپ اور باپ بیٹا ہو کر کیا کیا تغیر پیدا کر دیتا ہے، اور اگر مشابہت سے مراد دونوں جوابوں میں من وجہ اشتراک ہے تو یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ پھر پروفیسر موصوف نے دونوں جوابوں پر ایک مشترک اعتراض یہ کیا ہے کہ امام رازی نے اشیاء کی قسم کھانے کی حکمت بیان نہیں کی حالانکہ امام نے جس شبہ کا جواب دیا ہے اگر اس شبہ پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جاتا تو اس اعتراض کی گنجائش نہ رہتی۔ شبہ یہ ہے کہ" فان قیل ذکر الحلف فی هذا الموضع غیر لائق" اس مقام میں حلف کا ذکر کرنا مناسب نہ تھا یعنی قسم کھا کر بات کہنے کا موقع ہی نہیں، خالق کی قسم ہو یا مخلوقات کی۔ اس کا جواب امام نے دیا ہے کہ یہاں قسم تاکید یا تنبیہ کے لئے ہے، باقی مخلوقات کی قسم کھانے کی حکمت کا بیان تو اس کا مقام دوسرا

ہے، چنانچہ اس کے پہلے لکھ آئے ہیں " لایبعد ان تکون الحکمۃ فی قسم اللہ تعالیٰ بھذہ الاشیاء التنبیہ علی شرف ذواتھا وکما قال حقائقھا الاسماء او احسنا الالفاظ علی للائکۃ فان تکون الحکمۃ فی القسم بھا التنبیہ علی جلالۃ درجاتھا وکمال مراتبھا"

امام رازی کے جواب کی تیسری تقریر اور پروفیسر حمید الدین کی تنقید۔

الوجہ الثالث فی الجواب ان المقصود من ھذا الکلام الرد علی عبدۃ الاصنام فی قولھم بانھا الھۃ فکانہ قیل ان ھذا المذھب قد بلغ فی السقوط والرکاکۃ الی حیث یکفی فی ابطالھا مثل ھذہ الحجۃ واللہ اعلم ورد علیہ المعلم اعظم گڑھی فی رسالۃ الامعان. یقول ھذا ھذا الجواب سخیف جدا لانہ بعد ما اعترف فی الوجھین الاولین بان القسم لا حجۃ فیہ قال ان مذھب الخصم کان جدیرا بان یجاب عنہ بما لیس من الحجۃ فی شئ۔

تیسری صورت جواب کی یہ ہے کہ اس کلام سے بت پرستوں کا بتوں کو معبود کہنے کی تردید کرنا مقصود ہے۔ پس گویا یہ کہا گیا کہ بت پرستی کا مذہب ایسا رکیک و ساقط الاعتبار ہے کہ اس کے ابطال کے واسطے اس طرح کی دلیل کافی ہے۔

پروفیسر اعظم گڑھی نے اپنے رسالہ امعان میں تردید کی کہ یہ جواب نہایت کمزور ہے۔ گویا امام نے پہلی دونوں صورتوں میں اس بات کا اقرار کرکے کہ قسم میں حجت ہونیکا کوئی شائبہ نہیں فرمایا کہ دشمن کا مذہب اس لائق ہو کہ اسکے جواب میں ایسی چیز پیش کیجائے جو کسی مرتبہ میں حجت نہو

ظاہر ہے کہ منکرین کی بڑی جماعت بلکہ انسانوں کی اکثریت باپ دادا کی اندھی تقلید اور قومی رسم و رواج کی پابندی میں عقل و دلیل سے کوئی سروکار نہیں رکھتی اور اس کی وجہ سے اوہام و خرافات اور بت پرستی و حق ناشناسی کی نجاست سے ملوث رہتی ہے، اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ ان کا سارا مدار فہم و رائے اور دلیل و برہان پر ہے حتیٰ کہ پوشیدہ رازوں اور غیبی چیزوں کے دریافت میں بھی عقل کے تیر چلانے سے نہیں چوکتے، امام نے ان عقلی لوگوں کے ذہنی رجحان کے مطابق جواب کی پہلی دونوں صورتوں میں دلیل و برہان کی طرف اشارہ کرکے قسم کو تاکید و تنبیہ قرار دیا۔ چنانچہ امام نے اعتراض کی تقریر میں اس عقلی جماعت کی طرف ایما کرنے کے بعد جواب دینا شروع کیا ہے۔

واثبات ھذہ المطالب العالیۃ الشریفۃ علی المخالفین من الدھریۃ وامثالھم بالحلف والیمین لایلیق بالعقلاء (تفسیر والصافات رازی)

اور ان بلند بالا مقاصد کو قسم کھا کر دہریہ اور ان کے جیسے مخالفین کے سامنے ثابت کرنا عقلمندوں کے شایان شان نہیں۔

باقی اکثریت جنھوں نے عقل و دلیل کے نور سے اعراض کرکے رسم و عادات کو مشعل راہ بنایا ہے امام نے ان کے مذاق کے مطابق جواب کی تیسری صورت اختیار کی جس میں پس و پیش کے دلائل سے قطع نظر

کرکے صرف قسم کو اثبات مدعا کے لئے کافی سمجھا چنانچہ امام نے اپنے جواب میں بت پرستوں کا تذکرہ کرکے بتا دیا کہ ان لوگوں کی جہالت اور پست خیالات کے ماتحت محض قسم پر اکتفا کرلینا بس ہے۔ کلموا الناس علی قدر عقولهم۔ حاصل مقام یہ کہ امام رازی نے جواب کی دو پہلی صورتوں میں دہریہ وغیرہ ہر چیز کے پیچھے عقلی ڈنڈ اٹھانے والوں کے مقابل میں دلائل پس و پیش کیطرف توجہ دلا کر قسم کو تاکید بتایا اور جواب کی تیسری صورت میں رسمی اور اندھی تقلید والوں کے لئے فقط قسم کو کافی سمجھا یہ جواب کا حکیمانہ طرز ہے جسکو پروفیسر حمیدالدین بحث کر رہے فرماتے ہیں۔

پھر امام رازی نے سورۂ ذاریات کی تفسیر میں قسم کے بارے میں دوسری توجیہیں کی ہیں جن پر پروفیسر حمیدالدین نے اپنی کتاب امعان میں تنقید یں کی ہیں ہم ان توجیہات و تردیدات دونوں کو نقل کرنیکے ساتھ ساتھ انکشاف مقام کا سعی کریں گے۔

الحکمة فی القسم وهی من المسائل الشریفة والمطالب العظیمة فی سورة والصافات ونعیدها ههنا وفیها وجوه۔ الاول ان الکفار کانوا فی بعض الاوقات یعترفون بکون النبی غالبا فی اقامة الدلیل وکانوا ینسبونه الی المجادلة والی انه عارف فی نفسه بفساد مایقوله وانه یغلبنا بقوة الجدل لا بصدق المقال کما ان بعض الناس اذا اقام علیه الخصم الدلیل ولم یبق له حجة یقول انه غلبنی لعلمه بطریق الجدل وعجزی عن ذالك وهو فی نفسه یعلمون ان الحق بیدی فلا یبقی للمتکلم المبرهن طریق غیر الیمین فیقول ان الامر کما اقول ولا اجادلك بالباطل لذالك لانه لو سلك طریقا اخر من ذکر دلیل اخر فاذا تم الدلیل الاخر یقول الخصم فیه مثل ما قال فی الاول ان ذلك تقریر بقوة الجدل فلا یبقی الا السکوت او التمسك بالایمان وترك اقامة البرهان۔

ہنے سورۂ صافات میں قسم کی حکمت کا تذکرہ کردیا ہے اور یہاں پھر دہراتے ہیں اور اس کی چند شکلیں ہیں پہلی یہ کہ بعض وقت کافروں کی جماعت اس امر کا اعتراف کرتی تھی کہ پیغمبر دلیل کے بیان کرنے میں ضرور غالب ہیں اور اس کو مجادلہ کی طرف منسوب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پیغمبر خود بھی اپنی بات کو غلط جانتے ہیں لیکن زور بیان کی وجہ سے ہم لوگوں پر غالب آجاتے ہیں نہ کہ صداقت کے باعث جس طرح کسی شخص کے سامنے جب اس کے مقابل دلیل قائم کرکے حجت کی راہ باقی نہیں چھوڑی جاتی تو وہ کہہ اٹھتا ہے کہ میرا مغلوب ہو جانا تمہارے علمی زور اور مجادلانہ بحث اور میری علمی قابلیت کی کمزوری کا نتیجہ ہے ورنہ تمکو معلوم ہے کہ حق و صداقت میرے ہاتھ ہے اسوقت مستدل کے لئے قسم کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ پس آپ کو قسم کھا کر کہنا پڑتا ہے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی حق ہے ہرگز زبان آوری کی طاقت سے جھوٹ کو سچ نہیں دکھاتا۔ اس لئے کہ اس کے بعد مستدل اگر کوئی دوسری دلیل قائم کرتا ہے تو دلیل کے ختم کرنے پر پھر وہی جملہ دہرائیگا کہ یہ تمہاری تقریر صداقت محض زور بیان کا نتیجہ ہے اب مستدل چپ ہوجائے

(تفسیر رازی سورۂ ذاریات)

قال الاعظم گڈھی فی رده

وفی هذا الجواب خلط بین الحنث والیمین ونقض لما قال فی تفسیر سورة والصافات فانہ اجاب هناك فی الوجه الثانی بان القسم اتبعه الدلیل وانما کان القسم لاجل التاکید والامر کذالك فان الله ان لا یسکت علی القسم فلو قال ان الدلیل المحقق ربما لا ینجح فی الخصم اذا کان قلیل المعرفة بالاستدلال وقلیل الاعتماد علی النظر او متهماً للمتکلم بخلابة بیان فیحسن فی هذه الحالات شوب الحجة بالیمین فلو قال هکذا الکان اقرب۔ (امعان)

یا استدلال کی راہ ترک کرکے قسم سے کام لے۔

پروفیسر عبدالحمید کی تنقید۔

اس جواب میں موٹے دُبلے کو گڈمڈ کر دیئے جانے کے ساتھ اپنے ہی قول کی تردید ہے جو سورۃ صافات کی تفسیر میں کہہ آئے ہیں۔ اس لئے کہ امام نے وہاں دوسری وجہ کی تقریر میں فرمایا تھا کہ قسم کے بعد دلیل لائی جاتی ہے اور قسم محض تاکید کی غرض سے ہوتی ہے اور واقعہ بھی ہے کہ قرآن پاک فقط قسم پر اکتفا نہیں کرتا۔ اس واسطے امام اگر یہ فرماتے کہ تحقیقی دلیل بسا اوقات مسکت خصم ہوا نہیں کرتی جو کہ وہ استدلال سے ناواقف ہوتا ہے یا نظر وفکر پر اس کا بھروسہ کم رہتا ہے یا متکلم کو چرب زبانی کی تہمت لگاتا ہے بس ان حالات میں دلیل کیساتھ قسم کھانا کی چاشنی بہتر ہے تو امام کا فرمانا بجا اور درست ہے۔

اصل یہ ہے کہ امام نے مختلف انسانی طبائع کے لحاظ سے مختلف جوابات دیئے ہیں یہاں انھوں نے نظریات سے کم مایہ انسانوں کے مقابلہ میں قسم کھانے کی توجیہہ کی ہے کہ بعض ایسے ہوتے ہیں کہ حق کو زور بیان پر محمول کرکے باطل کہتے ہیں یہاں تک کہ حق ثابت کرنے والے کے بارے میں یہ خیال جما لیتے ہیں کہ درحقیقت ہماری ہی بات مستدل کے نزدیک بھی درست ہے لیکن زور تقریر سے اپنی بات کی تائید کر رہے ہیں۔ پس ان کے لئے قسم کے سوا چارہ نہیں اس واسطے دلائل بیان کرنے کے بعد دوسری تیسری دلیل قائم کرنا مسکت نہیں ہوسکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے قسم کھا کر ان لوگوں کے اطمینان وسکون کی صورت نکال دی باقی نظروفکر رکھنے والے تو ان کے لئے صافات کی پہلی دو توجیہیں بیان کر آئے ہیں یعنی نظروفکر والوں کے لئے آگے پیچھے کے دلائل اصل اور قسم تاکید ہے۔ اور بے فکروں کے لئے فقط قسم معیار صداقت ہے اب اس کے بعد پروفیسر موصوف کی تنقید کہ ذاریات کی یہ توجیہہ صافات کے دوسری توجیہہ کے مناقض ہے کہاں تک صحیح ہے حالانکہ پروفیسر صاحب خود امام کی توجیہہ کے عنوان کو بدل کر فرماتے ہیں کہ اس عنوان سے امام بیان فرماتے تو صحیح ہوتا معلوم ہوا کہ امام کی بات تو ٹھیک ہے مگر عنوان بیان ٹھیک نہیں ہم اسکا فیصلہ کہ کونسا عنوان ٹھیک ہے ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔

الثانی هو ان العرب کانت تحترز عن الایمان الکاذبة وتعتقد انها تدع الدیار بلاقع

دوسری وجہ یہ ہے کہ عرب جھوٹی قسموں سے احتراز کرتے تھے اور یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ جھوٹی قسمیں آبادیوں کو تباہ و برباد

ثم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر من الایمان بکل شریف ولم یزدہ ذلک الا رفعۃ وثباتاً وکان یحصل لہم العلم بانہ لا یحلف بہا کاذباً والا لاصابہ شؤم الایمان ولنالہ المکروہ فی الازمان "تفسیر سورۃ ذاریات رازی" بلفظہ

انتقد علیہ العلم اعظم گڈھی فی کتاب الامعان وفی ھذا الجواب کان اشار الی سبب کون الیمین طریقۃ مالوفۃ عند العرب قد اصاب فی ذلک ولم یزد علیہ ما قال من ان النبی اکثر من الایمان بکل شریف کان بین سبب خوفہم واراد انہم اذا اقسموا بکل شریف خافوا ان یحنثوا ان کذبوا فی یمینہم بہ وضعف ھذا القول ظاہر فان اقسام القرآن:

(۱) ربما یکون بما لیس فیہ شرف (۲) والقرآن یہدی الی ان لا تخاف الا اللہ (۳) والی شیء یخاف من التین والزیتون (۴) ثم النبی صلعم کان مبلغ القرآن من اللہ فالقسم منہ تعالیٰ وھو لا یخاف احدا فلو اقتصر علی جزء الاول من جواب وقال ان العرب کانت تحترز عن الایمان الکاذبۃ وتخاف بغتہا وتعتقد ان الرجل لا یحلف کاذبا فاذا حلف احد اصغوا الیہ کان اقرب انما یجیب عن الشبہۃ الاولی والثانیۃ جوابا ضعیفاً۔

کر دیتی ہیں۔ پھر پیغمبر علیہ السلام ہر افضل چیز کی قسم کھانے کے باوجود دن بدن رفیع الشان اور ثابت قدم ہو رہے ہیں اس وجہ سے ان کو یقین حاصل ہو رہا تھا کہ وہ جھوٹی قسمیں نہیں کھاتے ہیں ورنہ ان کی نحوست پہونچکر رہتی۔ اور آفت و مصیبت سے وہ دوچار ہونا پڑتا۔

پروفیسر اعظم گڈھی نے اس جواب کی تنقید اس طرح کی ہے کہ امام نے گویا اس جواب میں اشارہ کیا ہے۔ کہ عرب کے یہاں قسم کے مالوف ہونیکی کیا وجہ ہے اور بیشک امام کا یہ بیان صحیح ہوتا اگر اتنی زائد بات نہ کہتے کہ پیغمبر نے فضیلت کی ہر چیز کی بہت زیادہ قسم کھائی ہے۔ یہ زاید بات کہہ کر ان کے خوف کے سبب کو بیان کرنا چاہا ہے کہ فضیلت والی شئے کی جب قسم کھائیں گے تو جھوٹی قسم کھانے کی صورت میں اس شریف اور فاضل کی مار اور پھٹکار پڑیگی اور اس بات کی کمزوری ظاہر ہے اس لئے کہ قرآنی قسموں میں (۱) بسا اوقات ان چیزوں کی قسم ہے جن میں کوئی شرف و فضل نہیں (۲) اور قرآن پاک کی ہدایت ہے کہ خدا کے سوا کسی سے ڈرنا نہ چاہئے (۳) اور کون سی نحوست کا خوف انگور اور زیتون سے ہو سکتا ہے (۴) نبی کریم صلعم منجانب اللہ مبلغ قرآن تھے تو قرآنی قسمیں خدائی قسمیں ہیں اور خدا کو کس کا ڈر ہے۔ پس اگر اپنے جواب کے پہلے جز پر اکتفا کرتے اور فرماتے کہ عرب جھوٹی قسموں سے احتراز کرتے تھے اور ان کے انجام سے ڈرتے تھے اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ انسان جھوٹی قسم نہیں کھاتا اس لئے حلف لینے والے کی طرف کان لگا کر سنتے تو تقریباً پہلے اور دوسرے شبہے کا ضعیف سا جواب بن سکتا تھا۔

پروفیسر صاحب نے اس مقام میں چار اعتراض کئے ہیں پہلا اعتراض مقسوم بہ کے شرف و فضل پر ہے جو تمام علماء سے اختلاف کرنیکا مرکز بحث ہے۔ فرماتے ہیں :

ولکن الغمۃ التی لم تنجل عنھم والمضیق الذی لم یخرجوا منہ ھو ظنھم بکون القسم مشتملاً علی تعظیم المقسم بہ لا محالہ وذلک ھو الظن الباطل الذی صار حجاباً علی اقسام فہم القرآن ومنشأً للشبہات (امعان)

لیکن وہ اشتباہ جو علماء سے دور نہ ہو سکا اور وہ تنگ کوچہ جس سے وہ باہر نہ نکل سکے، ان کا یہ عقیدہ ہے کہ مقسم بہ کے لئے عظمت ضروری ہے اور یہ ایسا باطل خیال ہے جو قرآنی قسموں کے سمجھنے میں حجاب بن گیا۔ اور سارے شبہوں کا منشا ہو گیا۔

پھر آپ نے قسم کی تاریخ پر روشنی ڈال کر ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ قسم کی ایجاد قول و قرار کی تاکید، استحکام اور خبر کو کذب بیانی سے پاک کرنے اور جزم و قطع پیدا کرنے کے لئے ہوئی ہے، پھر مزید تاکید و جزم کے لئے قسم کے ساتھ مقسم بہ کا اضافہ ہوا، جو شاہد ہونے کی حیثیت سے لفظ قسم کے علاوہ جزم و استحکام کا فائدہ دینے لگا۔ ورنہ اصل مقصود کے سلسلہ میں فقط قسم کا لفظ کافی ہے پھر بہت زیادہ تاکید کی حاجت پڑی تو معظم و مکرم شئی کو قسم کے ساتھ ملا کر قسمیں کھائی جانے لگیں، حتیٰ کہ معبود مقدس تک نوبت پہونچی اور بالآخر اس کی کثرت نے اشتباہ ڈالدیا اور یہ خیال پیدا کر دیا کہ مقسم بہ کے لوازم میں سے شرف اور اکرام ہے اور یہیں سے اقسام قرآنی کا صحیح مفہوم علماء کی آنکھوں سے اوجھل ہو گیا اور خواہ مخواہ کو انجیر و زیتون کی عظمت و شرافت ثابت کرنے کے پیچھے پڑ گئے، ورنہ بات صاف تھی کہ یہ مخلوقات جن کی قسمیں قرآن میں ہیں دلائل و شواہد ہیں ان کے لئے عظمت و شرافت ضروری نہیں۔ ہاں انھیں دلالت و شہادت کی کیفیت سے متکیف ہونا چاہئے اور ظاہر ہے کہ کائنات عالم کی چھوٹی بڑی ہر چیز اپنے حدوث اور اوصاف متغیرہ کے اعتبار سے خدا کی ذات و وحدت اور قدرت و اختیار پر روشن دلیل و شاہد ہے۔

اس میں شک نہیں کہ پروفیسر مرحوم نے اس مضمون کی عرب و غیر عرب کے واقعات و حکایات اور اشعار و اقوال سے ایک سچی تصویر سامنے رکھنے کی سعی کی ہے، مگر حق یہ ہے کہ علماء کو جن گتھیوں نے مقسم بہ کی عظمت و شرافت میں الجھایا ہے، ان کے سلجھانے کی طرف پوری توجہ سے کام نہیں لیا، بیشک لفظ قسم کے لغوی معنی قطع و فصل کے ہیں۔ (۱) لیکن جب محاورہ میں عہد و قرار اور اخبار کے استحکام و جزم کے معنی میں مستعمل ہو گیا تو گویا اس کا وہی سلسلہ ہے جو پروفیسر صاحب نے پیش کیا ہے یا برعکس یعنی معظمات امور کی قسم کی ایجاد ہوئی اور اس عروج سے نزول کی طرف رخ ہوتے ہوتے فقط لفظ قسم پر آکر مقصود ہو گیا۔ اور وہی ذہنیت جو معظم امور کی قسم کھانے سے پیدا ہوئی تھی فقط لفظ قسم بھی اپنا کام کرنے لگا، بلکہ یہ شکل عقلی طور سے مطبوع خاطر معلوم ہوتی ہے کیونکہ ابتداً محض "قسم ہے" کے لفظ میں کون سی سحر کاری دھری ہے کہ جس سے عہد کی استواری اور خبر کی صداقت کا اثر لوگوں کے دل و دماغ پر ہونے لگا، بلکہ جب معظم امور کی وابستگی کی وجہ سے ابتداءً قسم کی عظمت ذہنوں پر چھانے لگی ہو تو البتہ فقط قسم کا لفظ یہ اثر ڈال سکتا ہے۔

(۲) سورۂ واقعہ کے اواخر میں " وانہ لقسم لو تعلمون عظیم " مواقع نجوم کی قسم کو عظمت والی قسم بتا کر مخلوق کی عظمت کو مقسم بہ ہونے کی حیثیت سے واضح کر دیا ورنہ فقط لفظ قسم کی عظمت معلوم۔ رہا یہ فرق کہ مواقع نجوم کے معنی مغارب یا بروج تو شریف و عظیم ہیں اور زیتون جس کو قرآن مبارک و با برکت کہے وہ عظیم نہیں۔ حیرت انگیز فرق ہے۔ اور تعجب ہے کہ پروفیسر صاحب کے سامنے جب یہ آیت آتی ہے تو فرماتے ہیں کہ یہاں قسم کی عظمت کا بیان ہے مقسم بہ کی عظمت کا نہیں ؎

فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم۔ ای ان فیہا دلالۃ عظیمۃ وشہادۃ کبیرۃ فصرح بعظمۃ القسم لا بعظمۃ المقسم بہ۔ (امعان ص۲۲)

یعنی مواقع نجوم کی قسم میں عظیم دلالت اور بڑی شہادت ہے پس قسم کی عظمت کی تصریح ہے نہ کہ مقسم بہ کی عظمت کی۔

دلالت کی عظمت بغیر عظمت دلیل ایک جدید ادبی منطق ہے۔ دیکھو دنیائے ادب کی ایک بڑی ہستی علامہ زمخشری اسی آیت کو مقسم بہ کی تعظیم پر دلیل قرار دیتی ہے :

انہ لا یقسم بالشی الا اعظاما لہ یدلک علیہ قولہ تعالی فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم۔ (تفسیر سورۂ قیامہ زمخشری)

( ) سرخ نشان

مدت خریداری ختم ہونے کی علامت ہے

اگر آپ کے اس ماہ کے رسالہ میں سرخ نشان بنا ہوا ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپ کا چندہ اسی ماہ شعبان المعظم کے ساتھ ختم ہو گیا۔

لہذا۔ آپ سے درخواست ہے کہ اپنا چندہ مبلغ دو روپئے ۱۵ر رمضان المبارک تک بذریعہ منی آرڈر عنایت فرما کر شکر گذاری کا موقع دیں۔ اور اپنے رسالہ کی سرپرستی کا سلسلہ جاری رکھیں۔

(ناظم ماہنامہ دارالعلوم)

اخلاق و ملکات انسانی کا حقیقی سرچشمہ

(از حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب فاضل دیوبند ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء ہند)

انسان ہر ایک چیز کو پہچاننے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر افسوس وہ اپنے ادراک کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ "خود"... کا ادراک۔ خدا کی معرفت کا آئینہ ہے۔ بشرطیکہ وہ اس آئینہ حقیقت نما میں اپنی حقیقت کے خد و خال کا معائنہ کرنا چاہے

وفی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون	زمین میں آیات اور بیّن دلائل ہیں اہل ایمان و اہل ایقان کے لئے اور خود تمہارے نفوس میں کیا تم دیکھتے نہیں۔

اگر کوئی قانون منظم کے بغیر کوئی نظام ناظم کے بدون وجود میں آسکتا۔ تو خدا اور خدائی کے قصہ سے ہم بھی نجات پا جاتے مگر یہ کیسے ممکن ہے؟

ہماری دنیا۔ نظام شمسی کا گویا ڈومینین ہے۔ آفتاب اس کا شہنشاہ ہے۔ وہ سیکڑوں قسم کے جود و عطا سے اسکو نوازتا ہے۔ اس کا سارا عنصری نظام اس شہنشاہ کی ذات سے وابستہ ہے۔

مگر یہ شہنشاہ ایسا مجبور کہ جس منٹ میں جس خطۂ ارضی پر اس نے یکم جنوری ۹۳۲ء کو اپنی پہلی کرن ڈالی تھی۔ ایک ہزار سال بعد ۱۹۳۲ء میں بھی اس خطہ پر اسی منٹ اور اسی سکنڈ میں شعاع ڈالنے پر مجبور ہے۔

گذشتہ تیرہ سو برس میں ہندوستانی بادشاہوں میں اکبر بادشاہ سے زیادہ کوئی بادشاہ عقل پرست نہیں گذرا اس کے عقل و تدبر اور فہم و فراست میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ ناخواندہ تھا مگر ایسی حکومت قائم کر گیا جو سیکڑوں برس تک ہلائے نہ ہل سکی۔

اس کی جہانبانی کی اعلیٰ قابلیت پر آج بھی اس کا بنایا ہوا "آئین" شہادت دے رہا ہے۔

اس نے مذہبیات کو تقلیدات کہکر انکا خوب خوب مذاق اڑایا۔ لیکن تاریخ کی روشنی میں جب دنیا صبح کی وقت اسی شہنشاہ کو آفتاب کے سامنے ڈنڈوت کرتا ہوا اور اس کے ایک ہزار ناموں کی مالا جپتا ہوا دیکھتی ہے تو پندار عقل کے فریب خوردہ اکبر پر قہقہہ لگا کر ہنستی ہے۔

دنیا اکبر کے زمانہ میں بھی بہت کچھ آگے بڑھ چکی تھی۔ اس سے کئی ہزار برس پیشتر جبکہ تمدن کا سنگ بنیاد رکھا جا رہا تھا ایک برگزیدہ بندہ اسی دنیا کے ایک گوشہ میں آغاز شباب کی نشاط آفریں راتیں گذار رہا تھا۔ دفعۃً ایک سوال نے اس کو غور و خوض پر مجبور کر دیا۔ وہ اپنی معرفت کا سوال تھا۔ تفکر کے پہلے ہی لمحہ میں اس نتیجہ پر وہ بآسانی پہونچ گیا کہ میں خود "خود" نہیں لا محالہ میرا کوئی خالق ہے لیکن خالق کی تعیین و تشخیص میں اس کو بہت زیادہ سوچنا پڑا۔

اس نے نظر آ سکنے والے مادی نظام کی ہر چیز کو دیکھ کر یہ سوال سامنے رکھا کہ کیا یہ میرا رب ہے۔ ؟ اس نے تاروں کو دیکھا۔ چاند پر نظر ڈالی۔ لیکن ہر ایک کے زوال و انحطاط۔ کمی بیشی کو دیکھ کر وہ مایوس ہوتا گیا۔ آخر میں اس نے آفتاب کو نہایت امید بھری نگاہ سے دیکھا۔

کامیابی کے توہم پر اس کو وفعۃً اتنی مسرت ہوئی کہ وہ بے ساختہ پکار اٹھا۔

هذا ربی ۔ هذا اکبر	یہ ہے میرا رب۔ یہ سب سے بڑا ہے۔

لیکن چند گھنٹوں کے بعد جب اس نے اسی سب سے بڑے اور سب سے روشن جرم کو مجرموں کی طرح زرد رو ہو کر دامن مغرب میں منہ چھپاتے دیکھا تو اس نے کائنات عالم کی تمام جاذب توجہ چیزوں سے منہ موڑ کر اعلان کر دیا۔

انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفاً۔	ہر ایک سے ہٹ کر میں صرف اسی ذات کی طرف اپنا رُخ پھیرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا۔

اور پھر اس نے طے کر لیا۔

ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔	میری نماز میری قربانیاں میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لئے ہے

یہ سوچنے والا کون تھا۔ ابراہیم خلیل اللہ۔ خدا کا رسول اور بعد میں آنے والے ہزاروں نبیوں کا باپ۔ جس کے نصب کئے ہوئے سنگ بنیاد پر ملت اسلامیہ کی تعمیر ہوئی۔

ملۃ ابیکم ابراهیم هو سمّٰکم المسلمین	تمہارے باپ ابراہیم کی ملت ہے جنہے تمہارا نام مسلمان رکھا۔

ایک پیچیدہ سوال ہے۔ "ہم کیوں مسلمان ہوئے"

اگر چند مادی عناصر کے مجموعہ کا نام ہی انسان ہوتا تو جواب آسان تھا۔

ایک پودا تدریجی نشو و نما کے بعد درخت بن جاتا ہے۔ سرسبزی اور شادابی کی مدت گذار کر سوکھ جاتا ہے۔ پھر بوسیدہ ہو کر گل جاتا ہے۔ اس کے اجزاء منتشر ہو جاتے ہیں اور کسی آنے والے وجود کا جزو بن جاتے ہیں۔ یہی اس کی زندگی ہے اور یہی اس کی موت۔ ہم بھی اپنے انجام کو اسی پر قیاس کر لیتے۔ اگر ہمارے اندر کچھ ایسی چیزیں نہ پائی جاتیں جو مادی عناصر سے بالا ہیں۔

عقل، ارادہ، علم، کلام، وغیرہ اوصاف نے ہمیں دنیا کی ہر ایک چیز سے ممتاز کر دیا ہے۔

عدل۔ شجاعت، رحم، کرم، تواضع، غضب، بخل۔ جبن۔ وغیرہ وہ اخلاق ہیں جنکے وجودی پیکر کو انسان کہا جاتا ہے۔

اگر غضب کے وقت بدن میں حرارت۔ مزاج میں حدت۔ آنکھوں میں آتشیں سرخی۔ اعضاء میں سختی نہ پیدا ہو جاتی منہ سے کف نہ خارج ہوتے۔ گردن کی رگیں نہ پھول جاتیں۔

رحم کے وقت۔ طبیعت میں رقت۔ چہرے پر مخصوص آثار عطوفت۔ اعضا میں غیر معمولی کیفیت نہ پیدا ہوجاتی

اسی طرح اگر ایک شخص کے چہرے بشرے اور اس کے خد وخال سے اس کے بہادر یا بزدل غبی یا ذکی۔ رحم دل یا سنگدل۔ با اخلاق یا تند خو۔ بلند حوصلہ یا پست ہمت۔ وغیرہ وغیرہ اوصاف کا اندازہ نہ لگایا جاسکتا۔ تو ہم کہہ سکتے تھے کہ یہ تمام چیزیں۔ وہمی اور خیالی ہیں۔ حقیقت انسان یا انسانیت سے ان کا واقعی اور نفس الامری تعلق کچھ نہیں لیکن جب کہ گالی سے اشتعال اور تعریف سے لطف وکرم کے قوٰی میں انبساط پیدا ہوجاتا ہے۔

دشمن کو دیکھ کر شجاعت وبسالت یا غضب وتہور کا جو ہیجان پذیر ہوجاتا ہے۔ حتیٰ کہ تمام دنیا اور دنیا کی ہر ایک محبوب چیز انتہا یہ کہ خود اپنی جان کی محبت کو بھی نظر انداز کر دیتا ہے۔

مختصر یہ کہ جب اخلاق واوصاف کا وجود ہم خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ تو لا محالہ ہم مجبور ہیں کہ اخلاق کے لئے واقعی اور حقیقی قوٰی اور ملکات تسلیم کریں۔

مادی عناصر کی طاقت زیادہ ہے یا اخلاقی قوٰی اور باطنی ملکات کی؟

ہم نے دیکھا۔ اور بارہا دیکھا کہ مضبوط اور قوی دست و پا۔ طویل اور فربہ جسم۔ چوڑا چکلا بدن۔ کسی باطنی قوت کے پوشیدہ اشاروں پر غلاموں بلکہ مشین کے پرزوں کی طرح حرکت کرتا ہے۔ جسقدر قوی ہیکل۔ مضبوط اور تنومند ہوتا ہے۔ اتنا ہی قوت غضبیہ کے سامنے عاجز اور کمزور ہوجاتا ہے۔ پھر اسی طرح اگر کسی وقت کسی عاجز وبے کس کی بے کسی پر اس کی قوت رحم میں جوش پیدا ہوتا ہے تو پتھر کو ریزہ ریزہ کر دینے والا اور فولاد کو موم کر دینے والا جسم۔ پانی سے زیادہ رقیق بن جاتا ہے۔ بہرحال باطنی قوت اور اوصاف واخلاق کی طاقت ایسی بیّن چیز ہے کہ اس کے اثبات کے لئے دلائل کا پیش کرنا۔ آئینہ شکستہ سے رونمائی آفتاب کے مشابہ ہے۔

تلاش سرچشمہ ۔ دنیا کی کوئی چیز جو انفرادی طور سے ہمارے سامنے آتی ہے۔ اپنا سرچشمہ ضرور رکھتی ہے۔ سائنس کا تمام مدار اسی مسلمہ اصول پر ہے۔ وہ ہر ایک چیز کے اجزاء تلاش کرکے ان کا سرچشمہ تلاش کرتی ہے پھر ان کے خواص اور اثرات دریافت کرکے وہ ایجادات دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے جنکو انسانی تاریخ کی چشم امنگر نے بھی کبھی نہیں دیکھا تھا۔

یہ اوصاف واخلاق جنکے قوٰی اور ملکات کا ذکر کیا گیا۔ کیا ان کا بھی کوئی سرچشمہ ہے؟

ممکن ہے ہماری سوسائٹی اس سوال کا جواب نفی میں دے۔ مگر میں اجازت چاہتا ہوں کہ انسانی سوسائٹی کی ایک مضحکہ انگیز عادت پر مطلع کردوں۔

انسانی سوسائٹی اس اعتراف کے باوجود کہ اس کی عقل ابھی تک تمام چیزوں کی حقیقت نہیں دریافت کرسکی۔ ہمیشہ اس چیز کے وجود سے انکار کرتی رہی ہے جو اس کی عقل سے بالا ہو۔

"فضاء آسمانی میں انسان کسی صورت سے پرواز کر سکتا ہے"؟:
مسلمہ طور پر اس کو افسانہ پرور تخیل مانا جاتا تھا!
ہمارے وطن مشترک کا مشترک بادشاہ "اکبر" جس نے اپنی عقل کے زور سے مذاہب میں بھی اشتراک پیدا کر کے "دین الٰہی" کی بنیاد رکھی تھی۔
مرکز ثقل کی جانب ہر چیز کی کشش" کے فلسفی مسئلہ کی اتباع کرتے ہوئے وہ عرش مملکت پر کھڑا ہو کر ایک ٹانگ اٹھا کر کہا کرتا تھا کہ جب تک اس ٹانگ کو دوبارہ نیچے نہ رکھا جائے۔ دوسری ٹانگ کا اٹھانا ناممکن ہے تو کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی آخر الزماں۔ بامہ تن و توش براق پر سوار ہو کر فضاء آسمانی اور آسمانوں کی سیر کر آئے ہوں۔ کاش اسے معلوم ہوتا کہ صرف تین سو برس بعد برق واسٹیم کا وہ معجزہ دنیا دیکھے گی جسکو عہد اکبری میں محال بتایا جا رہا ہے۔
اس وقت اگر کوئی پیشین گوئی کرتا کہ بحری اور بری جنگ کی طرح دنیا فضائی جنگ کے عذاب میں بھی مبتلا ہو گی۔ اور ایک دو سیر نہیں بلکہ ہزاروں ٹن کے گولے اور ہزاروں فوجی دستے تیاروں میں لاد کر فضاء آسمانی میں پہونچائے جایا کریں گے تو کیا اس وقت کا کوئی روشن دماغ تمدن پسند مہذب انسان اس کی تصدیق کر سکتا تھا یا وش بخیر۔ فلسفہ یونان کا معلم اول ارسطاطالیس یہی کہتا رہا کہ الفاظ اور کلمات صرف حلق اور زبان کے چند ضغطوں (جھٹکوں) کا اثر ہے۔ خارج اور نفس الامر میں مستقل طور پر ان کا کوئی وجود نہیں۔ یہ کلمات ادائیگی کے ساتھ ساتھ فنا ہو جاتے ہیں۔
لیکن اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ انھیں فنا ہونے والے کلمات کا ریکارڈ تیار کیا جایا کریگا۔ جو غیر معین مدت کے لئے فانی کو باقی بنا دیا کرے گا۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
سبحان اللہ والحمد للہ یملآن ما بین السماء والارض | سبحان اللہ اور الحمد للہ تمام فضا کو پر کر دیتے ہیں۔
عقل پرستوں کے نزدیک یہ ایک شاعرانہ تمثیل تھی لیکن موجودہ دنیا کا ہر ایک بچہ ہر وقت دیکھتا ہے کہ جو لفظ کسی ریڈیو اسٹیشن پر زبان سے ادا ہوتا ہے تمام فضاء آسمانی میں پھیل جاتا ہے۔ جہاں چاہو اسکو سن سکتے ہو تحقیقات جدیدہ کے ماہرین کا فیصلہ ہے کہ آج تک جتنے کلمات وجود پذیر ہوئے وہ فضا میں موجود ہیں سوسائٹی ایک اور مضحکہ انگیز حرکت کی عادی ہے۔
جب کبھی الہامی زبان نے حقیقت انسان پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کو متنبہ کیا۔
وما اوتیتم من العلم الا قلیلا | تمہیں بہت تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔

پندار عقل نے اس کو بغاوت پر۔ اور قائل کی توہین و تذلیل پر آمادہ کر دیا۔ لیکن علم کامل کے دعوے کے ساتھ جب بھی اس کے سامنے کوئی عجیب چیز آئی اسی کے سامنے جبہ سائی شروع کر دی۔

تاریخ انسان پر نظر ڈالو۔ کوئی دور بھی ایسا نہیں ملے گا جس میں انسان کے اونچے طبقے نے خود کو وحشی یا غیر مہذب قرار دیا ہو۔

پھر غور کرو۔ پانی۔ ہوا۔ آگ۔ تارے۔ آفتاب۔ حتیٰ کہ اوہام و خیالات۔ غرض کونسی چیز ہے جس کی بارگاہ پر یکے بعد دیگرے یورپ اور ایشیا کی بڑی سے بڑی قوموں کی گردنیں نہیں جھکیں۔

مختصر یہ کہ جس وقت جس چیز کا تسلط دیکھا گیا۔ سوسائٹی نے اسی کے سامنے گردن خم کر دی۔ اور تمام عالم کی پوشیدہ قوتوں کو اسی میں منحصر مان لیا۔

آج برق اور اسٹیم کا تسلط ہے۔ اونچے سے اونچا ذہن اور دقیق سے دقیق فکر انہیں کا گرویدہ بنا ہوا ہے حتیٰ کہ اگر کسی وقت خدا کو بھی کسی حد تک دیکھنا چاہتا ہے تو انرجی۔ الیکٹرن۔ وغیرہ غرض اسی سلسلہ کے چیتھڑے ٹکر گیا اور راک اور تحقیق اپنی انتہا کو پہونچ چکی۔ ؟۔

کیا ہمیں حق ہے کہ الہامی الفاظ میں تنبیہ کر دیں۔

وما اوتیتم من العلم الا قلیلا	تمہیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔

بہرحال یہ اخلاق اور اوصاف اور ان کے ملکات اور قویٰ۔ اپنے لئے سرچشمہ ضرور رکھتے ہیں۔ دنیا کے ہر ایک مذہب نے مادیات اور محسوسات کے ماوراء کچھ اور حقیقتیں تسلیم کی ہیں اور انہیں کو ان اخلاق و ملکات کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ وہ چیزیں کیا ہیں۔ اُن کی حقیقت کیا ہے۔

ہمارے سامنے۔ فرشتہ۔ شیطان۔ روح۔ دوزخ۔ جنت۔ وغیرہ کے الفاظ آتے ہیں۔

اجمالی طور پر دنیا کے تمام مذہبوں نے ان حقیقتوں کو تسلیم کیا ہے۔ اگرچہ ان کی تعریف اور تفسیر میں بسا اوقات وہ اختلاف ہو گیا ہے جو گمراہی۔ کفر۔ اور شرک کا سبب بن گیا۔ ہم آج تک اپنی حقیقت۔ اپنے دماغ۔ حافظہ عقل۔ فکر وغیرہ کی حقیقت اور معرفت سے قاصر ہیں اور رات دن بلکہ ہر لحہ اور ہر ایک آن میں ان چیزوں سے کام لینے کے باوجود کسی ایک کی حقیقت پر عقلاء دنیا اتفاق نہیں کر سکے۔

روح۔ چند فریب خوردگان عقل ترجمان حقیقت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حقیقت روح کے متعلق سوال کیا۔ فاطر ہستی کا جواب نازل ہوا۔

قل الروح من امر ربی۔ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (قرآن حکیم)	کہدو۔ روح میرے پروردگار کے سلسلہ امر کی ایک چیز ہے۔ تم اس کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہو کیونکہ تمہیں نوع انسان کو تھوڑا سا علم دیا گیا

آفتاب جیسی نمایاں چیز کو ہم ٹکٹکی باندھ کر نہیں دیکھ سکتے۔ ایک خاص استعداد حاصل کئے بغیر ہم انگریزی نہیں سمجھ سکتے۔ عہد طفولیت میں دور شباب کی امنگوں سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اور انتہائی قرب کے باوجود صنف نازک کے انفعالی جذبات کی صحیح واقفیت نہیں حاصل کر سکتے۔ تو کیا تعجب ہے کہ کثافت مادہ کی دلدل میں جب تک ہم پھنسے ہوئے ہیں روح جیسی لطیف چیزوں سے کوئی خاص تعارف نہ حاصل کر سکیں اور یہ تعارف اسی وقت حاصل ہو جب کثافت کی تہ بتہ تاریکیوں سے ایک نجات دہندہ یعنی موت کے ذریعہ سے نجات پاکر اس اسٹیج پر پہونچ جائیں کہ موجود ہوتے ہوئے ماورا محسوسات ہو جائیں۔ یا ہم قفس مادہ کی ان تیلیوں میں رہتے ہوئے ہی وہ لطافت حاصل کرلیں جو ماورا محسوسات سے ہمارا قریبی تعلق قائم کردے۔

قوت ملکات ۔ تجربہ ہے کہ لطیف میں کثیف سے زیادہ طاقت ہوتی ہے۔ نیز جیسے جیسے لطافت بڑھتی رہتی ہے نظروں سے غیبوبت ہوتی رہتی ہے۔ اور قوت میں اضافہ۔ بادصبا کے ہم کس قدر دلدادہ ہیں۔ بدن کو لگتی ہے اسقدر کثافت کے باوجود آجتک نظر نہیں آئی۔ اسی طرح گل اور عطر گل کا تفاوت ظاہر ہے۔ مگر ہم غیروں کے قصہ کو چھوڑ کر خود اپنے اوپر نظر ڈالیں۔ بدن کی تمام مادی طاقتوں میں بظاہر قوت بصارت سب سے زیادہ لطیف ہے

ان دو آنکھوں کے بیچ میں کوئی فوٹو کا کیمرہ ہے جو کم سے کم وقت میں لاکھوں کا یکے بعد دیگرے فوٹو لیتا رہتا ہے اور فوراً اس کا تجربہ دماغ میں پہونچا کر پردہ بصارت سے محو کرتا رہتا ہے۔ یا کوئی نور ان آنکھوں سے نکلتا ہے جس کا دائرہ بڑھتا رہتا ہے۔ غرض جو صورت بھی ہو اس سے بحث نہیں۔

قابل التفات یہ ہے کہ اس لطیف ترین جزو بدن کی طاقت کس قدر بے پناہ ہے کہ ایک سیکنڈ کے معمولی حصہ میں اگر گردن گھما کر ایک لاکھ چیزوں کو دیکھا جائے تو ہر ایک کا نقش حاصل کر کے اس کو دماغ میں پہونچا دیگا اور ذرا سی تھکن بھی محسوس نہ کریگا۔

سائنس جدیدنے خرمن ترقی کو نذر برق اسی لئے کیا کہ اس کی زنبیل میں کوئی چیز اس کے برابر قوی نہیں کیونکہ اس کے برابر کوئی چیز لطیف نہیں۔

حضرت حق جل مجدہٗ۔ نظر کیوں نہیں آتے خود صاحب حجاب نے اس کا جواب دیدیا۔

لا تدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر (قرآن کریم)	(حواس انسانی میں سب سے زیادہ لطیف اور قوی حاسہ یعنی) بصارتیں اسکا ادراک نہیں کرسکتیں حالانکہ وہ انکا ادراک کئے ہوئے ہے (وجہ یہ ہے) کہ وہ بہت ہی لطیف ہے اور باخبر۔

آئینہ کے دوسرے حصہ نے نظر نہ آسکنے کی وجہ اور پہلے حصہ نے اسکی لاتعداد طاقت کیطرف اشارہ کردیا۔

اس مختصری تمہید کے بعد اندازہ کرو کہ روح۔ فرشتہ جن۔ وغیرہ یا انسان کے اخلاق اور اس کے باطنی ملکات جو انسان کا جزو بدن ہیں کس قدر زیادہ قوی ہوں گے۔

کرامتوں اور معجزات کا ہم انکار کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر ان باطنی قوتوں پر کنٹرول کرنے کا طریقہ ہمیں معلوم ہو جائے تو وجود کرامت - ایسا ہی بین اور نمایاں امر ہوگا جیسے برق و اسٹیم کے سیکڑوں حیرت انگیز کرشمے - ہمارے لئے بالکل بدیہی ہیں۔

ماورائے محسوسات کا نظام - یہ نظام شمسی جس کا دائرہ محسوسات تک محدود ہے۔ ایسا مستحکم۔ ایسا عجیب اور اسقدر حقائق پر حاوی ہے کہ ہزاروں برس ہو گئے مگر اب تک اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ فہم و فراست۔ عقل و دانش کے سیکڑوں آفتاب طلوع ہوئے۔ کمالات کے نصف النہار پر پہونچے اور پھر غروب ہو گئے۔ مگر اس نظام کی حقیقت کو نہ دریافت کر سکے۔ جیسے جیسے ادراک حقیقت کے لئے انھوں نے جد و جہد کی حیرت میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ پشتہا پشت کی تحقیقات کا ذخیرہ ترکہ میں ہمیں ملا ہے۔ اس پر ہم نے بھی بہت کچھ اضافہ کیا۔ مگر اس نظام کی حقیقت کا ادراک۔ اُس سے بہت زیادہ قیمت کا مطالبہ کر رہا ہے۔

کیا نسل انسانی اس قیمت کو کسی وقت ادا کر سکے گی؟

بہرحال جس فاطر ہستی نے نیست کو ہست سے بدلکر مادیات جیسی کمزور چیز کے لئے ایسا عجیب و غریب مستحکم اور مضبوط نظام قائم کر دیا۔ کیا اس نے ملکات۔ روحانیات۔ اور ماورائے محسوسات کے لئے کوئی نظام نہیں قائم کیا ہوگا۔ خالق ذوالجلال کا بیان ہے۔

انا کل شیٔ خلقناہ بقدر	بیشک ہم نے ہر چیز کو اندازے سے پیدا کیا ہے۔

اس کی ہدایت ہے۔

سبح اسم ربک الاعلی الذی خلق فسوی والذی قدر فھدی۔	اپنے اس برتر پروردگار کی پاکی اور برتری کو تسلیم و بیان کرو جس نے پیدائش عطا فرما کر اعتدال اور اجزا میں مناسبت و مساوات عطا فرمائی جس نے ہر چیز کا اندازہ و نظام قائم فرما کر خاص پروگرام و نظام پر چلنے کی ہدایت فرمائی۔

تم اگر عقلمند ہو۔ اور عقل و دانش کے تقاضے کو صحیح طور پر ادا کرنا چاہتے ہو۔ یعنی اپنی حقیقت مقصود آفرینش نصب العین حیات۔ پر غور کرتے ہوئے کسی بہتر نتیجہ کے لئے غور و فکر کو کام میں لانا چاہتے ہو تو یہی نظام جس کو تم نظام شمسی کہہ رہے ہو۔ ہر ایک بالا سے بالا حقیقت کے لئے اور ہر ایک معرفت اور ادراک کے لئے بہترین آیت بہترین رہبر اور بہترین شاہکار بن سکتا ہے۔

اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ سے فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تک (آل عمران)

(ترجمہ) بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں۔ رات اور دن کی گردش میں اہل عقل کے لئے آیتیں ہیں۔

مد	رقم	اسمائے گرامی عطا کنندگان	نمبر رجسٹر	نمبر شمار	مد	رقم	اسمائے گرامی عطا کنندگان	نمبر رجسٹر	نمبر شمار
عطاء بہی خواہ	عہ	شیخ محمد اکرم صاحب گھیانہ	۱۰۲۰۶	۹۰۶	زکوٰۃ	للعہ	شیخ چھیدا محمد بخش صاحب کرتپور بجنور	۱۰۱۶۲	۸۷۷
"	ـہ	ماسٹر پیر بخش صاحب محلہ سیوان والا "	۱۰۲۱۳	۹۰۷	عطاء	عـہ	عبدالرزاق صاحب شیخ مومن سنسارپور کہری بکھولی بکولور	۱۰۱۶۳	۸۷۸
"	ـہ	شیخ میاں امیرالدین صاحب "	۱۰۲۱۴	۹۰۸	زکوٰۃ	لعہ	حکیم حافظ حفیظ اللہ صاحب بنارس	۱۰۱۶۴	۸۷۹
"	للعہ	منظور احمد صاحب قانونگو "	۱۰۲۲۲	۹۰۹	"	عـہ	محمد اسمعیل صاحب کلاتھ مرچنٹ "	۱۰۱۶۵	۸۸۰
"	۲ر	ملک اللہ دتہ صاحب گارڈ جھنگ "	۱۰۲۲۳	۹۱۰	عطاء بہی خواہ	عا	مولانا محمد حسین صاحب ذریعہ مولوی محمد حسن صاحب جھنگ	۱۰۱۶۸	۸۸۱
"	ـہ	محمد بخش و اللہ بخش صاحبان " "	۱۰۲۳۵	۹۱۱	"	عہ	نذیر احمد خاں صاحب ڈویژنل آفیسر سیہوہ بہوپال	۱۰۱۷۰	۸۸۲
"	عہ	ماسٹر محمد حسین صاحب " "	۱۰۲۳۶	۹۱۲	فنڈ طلبہ	عـہ	حکیم مقصود علیخاں صاحب افضل گنج حیدرآباد دکن	۱۰۱۷۱	۸۸۳
"	۲ر	حاجی میاں سلطان دربام صاحب " "	۱۰۲۳۷	۹۱۳	ملفوظ حنفیہ	لعہ	ملک عبدالرحمن صاحب سینیر ادکیزر فزنگ لاہور	۱۰۱۷۲	۸۸۴
زکوٰۃ	عہ	میاں اللہ دین صاحب " "	۱۰۲۳۸	۹۱۴	رسالہ	عا ۱۳	رشید الرحمن صاحب ریونیو آفیسر بجنور	۱۰۱۷۴	۸۸۵
عطاء	عـہ	میاں اللہ بخش صاحب " "	۱۰۲۴۰	۹۱۵	فنڈ طلبہ	لعہ	سردار محمد صاحب گورنمنٹ کالج لاہور	۱۰۱۷۵	۸۸۶
"	۸ر	ماسٹر مولانا اللہ دتا صاحب " "	۱۰۲۴۱	۹۱۶	عطاء بہی خواہ	عہ	مستری امام بخش صاحب گھیانہ	۱۰۱۷۸	۸۸۷
"	عا	مولانا حافظ احمد شاہ صاحب سرگودہا	۱۰۲۴۳	۹۱۷	"	عہ	شیخ گل محمد صاحب وکیل "	۱۰۱۸۳	۸۸۸
"	۸ر	میاں محمد حسین صاحب محلہ ہنڈی گھیانہ	۱۰۲۴۴	۹۱۸	عطاء	لعہ	رویل ٹریڈنگ کمپنی نمبر ۵۰-۵۲ بمبئی نمبر ۳	۱۰۱۸۴	۸۸۹
"	ـہ	شیخ محمد حسین صاحب بڈھے والا "	۱۰۲۴۵	۹۱۹	فنڈ طلبہ	عـہ	اشتیاق علی صاحب رئیس جدید فتح گڈھ	۱۰۱۸۵	۸۹۰
"	عہ	حاجی محمد حسین صاحب کلرک "	۱۰۲۴۸	۹۲۰	زکوٰۃ	للعہ	شیخ مشتاق احمد وحبیب احمد صاحب معرفت حافظ محمد یوسف صاحب ستارپور	۱۰۱۸۶	۸۹۱
"	عا	شیخ چراغ علی صاحب منیجر "	۱۰۲۴۹	۹۲۱	فنڈ طلبہ	عہ	محمد اسحاق صاحب عمرپور تواکہاں	۱۰۱۸۸	۸۹۲
"	۲ر	شیخ اللہ دیا صاحب تاجر سوت "	۱۰۲۵۲	۹۲۲	"	۸ر	کریم الدین بدرالدین صاحبان کھاتولی مظفرنگر	۱۰۱۸۹	۸۹۳
"	ـہ	ڈاکٹر محمد حسین صاحب سکنہ لاہور مقیم "	۱۰۲۵۳	۹۲۳	"	عہ	عبدالرزاق صاحب رئیس ہزاری دہلی	۱۰۱۹۰	۸۹۴
"	عا	میاں شیخ خدا بخش صاحب سوداگر "	۱۰۲۵۵	۹۲۴	زکوٰۃ	عا	فاضل طب محمد عبداللہ صاحب امرتسر	۱۰۱۹۱	۸۹۵
زکوٰۃ	ما ر	حاجی محمد دین صاحب ذریعہ حاجی فضل دین صاحب دہلی	۱۰۲۶۱	۹۲۵	"	عہ ۸ر	مولوی محمد چراغ صاحب صدر مدرس گوجرانوالہ	۱۰۱۹۲	۸۹۶
"	لعہ	حاجی رحیم الدین محمد امان اللہ صاحبان لیماران "	۱۰۲۶۲	۹۲۶	فنڈ طلبہ	عہ	مولانا محمد جلیل صاحب " "	۱۰۱۹۳	۸۹۷
"	عـہ	حاجی نصیرالدین صاحب " "	۱۰۲۶۳	۹۲۷	زکوٰۃ	عہ	منشی محمد حنیف صاحب نیند ڈرو بجنور	۱۰۱۹۴	۸۹۸
"	عـہ	معرفت " منجانب الدعا المقتدیر "	۱۰۲۶۴	۹۲۸	"	للعہ	امام الدین صاحب کانسٹبل کراچی	۱۰۱۹۵	۸۹۹
"	عہ	شیخ محمد ابراہیم صاحب سگرٹ والے "	۱۰۲۶۵	۹۲۹	"	عا	منشی سخاوت حسین صاحب سہنپور بجنور	۱۰۱۹۶	۹۰۰
"	ـے	حاجی محمد ابراہیم صاحب نیچوری ذریعہ محمد اسمٰعیل صاحب "	۱۰۲۶۶	۹۳۰	فنڈ طلبہ	عا	شیخ شمس الدین صاحب راج شاہی بنگال	۱۰۱۹۷	۹۰۱
"	لعہ	حاجی شمس الحق صاحب تاجر " "	۱۰۲۶۷	۹۳۱	زکوٰۃ	للعہ	ظہور الحسن صاحب محکمہ بندوبست مین پوری	۱۰۱۹۸	۹۰۲
"	عا	شیخ محمد احمد صاحب ذریعہ قاری محمد عثمان صاحب "	۱۰۲۶۸	۹۳۲	"	عـہ	حکیم عبدالحی صاحب نیلا گنبد لاہور	۱۰۱۹۹	۹۰۳
"	۴ر	شیخ محمد اسحاق صاحب عطار "	۱۰۲۶۹	۹۳۳	تعمیر دارالطلبہ	ما ر	شیخ عبدالکریم صاحب شیشن جج خضر راجکوٹ	۱۰۲۰۰	۹۰۴
"	للعہ	شیخ عبدالخالق صاحب ولد شیخ محمد حفیظ صاحب "	۱۰۲۷۰	۹۳۴	عطاء بہی خواہ	عہ	میاں عنایت صاحب گھیانہ	۱۰۲۰۱	۹۰۵

دن اور رات کے کس وقت میں غذا مفید ہے. کس وقت مضر. کس موسم میں کیا غذا مفید ہے اور کس موسم میں کونسی غذا مضرت رساں ۔ وہ غذا کس طرح تیار کرنی چاہئے ۔ یہ اطباء بتلاتے ہیں. یا انسان کا وہ تجربہ جو ہزاروں سال کے عمل کے بعد پیدا ہوا اور اتنا عام ہوگیا کہ ہر شخص اس کو جانتا ہے۔

ابتدا ء عہد انسان میں کچے گیہوں ۔ درختوں کے پتے اور پھل کھائے جاتے تھے. مگر آج یہ تمام چیزیں نقصان دہ ہیں کیونکہ موجودہ معاشرت نے انسانی اعضاء کو اس ابتدائی دور سے جو حیوانات سے زیادہ مشابہ تھا. خارج کر کے مدنیت اور تہذیب کے اونچے معیار پر پہونچا دیا ہے۔ جو شخص آج کچا غلہ کھائے ۔ برہنہ رہے وہ مدنیت اور تہذیب کے حق میں بہت بڑا جرم کرتا ہے ۔ وہ نوع انسان کی ہزارہا سال کی پیدا کردہ مدنیت کو تباہ کرنا چاہتا ہے ۔

یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم السلام نے دنیا میں تشریف لا کر اس کی روحانی استعداد میں اضافہ کیا ۔ اور جیسے جیسے اس کی استعداد میں ترقی ہوتی رہی طریقہ عبادت میں ترمیم و اصلاح کی جاتی رہی ۔ بالآخر روحانی استعداد اس انتہا کو پہنچی جس سے اونچی استعداد متصور نہیں ۔ یہاں اس کی روحانی تعلیم ختم کر دی گئی. عقل انسان کی یہ کوتاہی ہے کہ محسوسات اور مادیات میں ترقی جو اس کے حوالہ تھی ۔ وہ اس کو ابتک آخری حد تک نہیں پہونچا سکی ۔

انبیاء علیہم السلام کا یہ کمال ہے کہ وہ اب سے ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر اپنا کام ختم کر چکے ۔ پوری دنیا کی تاریخ سامنے رکھو ۔ اگر انصاف کی روشنی رہنمائی کر رہی ہو تو یہی فیصلہ کرنا پڑے گا کہ عہد صحابہ روحانی ترقی کا آخری دور تھا اس کے بعد

حکماء اور فلاسفہ نے اخلاقیات کے متعلق جسقدر نظریات (تھیوریاں)[1] قائم کئے وہ سب نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر کی ہیں. حضور کے بعد آجتک کوئی جدید تھیوری نہیں قائم ہوسکی. کبھی کبھی کوئی دماغی خبط میں مبتلا ہوتا ہے تو انہیں پرانی چیزوں کو اُلٹ پھیر کر دنیا کو دھوکا دینے لگتا ہے. سلسلہ روحانیت میں کوئی نئی چیز نہیں پیدا کر سکا ۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ معاملات معاشرت اور سیاست میں ابھی کوئی نئی چیز ابتک نہیں پیدا ہوسکی اور جو جدید چیز پیدا ہوئی وہ اُسی قدر غلط ہے جسقدر قانون الٰہی سے ہٹی ہوئی ہے ۔

بہرحال یہ بحث ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ اس لئے اس کو یہیں ختم کیا جاتا ہے ۔

---

[1] یعنی وجود خالق. خالق کا علم و ارادہ ۔ اور قدرت و اختیار ۔ انسان کی پیدائش اس کی قدر و انتہا ہے ۔ اسکی مرضیات یا انسان کی روحانی ترقی کیلئے نبوت و رسالت کی ضرورت ۔ جزاء و سزاء ۔ پرستش حضرت حق کی ہو گی ۔ حسن اخلاق ۔ شرک ۔ زنا ۔ چوری ۔ جھوٹ ۔ ظلم وغیرہ کی قباحت ۔

ماہِ صیام

(از مولانا وصل بلگرامی)

ماہِ صیام یا رمضان یعنی روزے کا مہینہ ۔ وہ مہینہ ہے جس کی برکتوں کا کوئی شمار نہیں جسکے فضائل کی کوئی حد نہیں جسکے اجر و ثواب کی کوئی انتہا نہیں ۔ اس کی تعریف خدا کے کلام میں دیکھئے، صاحب قرآن کے ارشادات کا مطالعہ کیجئے صحابۂ کرام کے ذوق و شوق پر نظر ڈالئے، اُس وقت آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ مہینہ کتنا بڑا خدا کا انعام ہے، کتنی بڑی خدا کی نعمت ہے، کتنا بڑا خدا کا احسان ہے، کتنے صحابہ اور کتنے اولیا راللہ اس مہینے کی برکتوں سے مستفید و مستفیض ہوکر ہمیشہ روزہ رکھنے لگے حالانکہ بجز اس مہینے کے اور کسی دن اُنپر روزہ فرض نہ تھا ۔

اس مہینے کی فضیلت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر رمضان کی حقیقت لوگوں کو معلوم ہو جائے تو میری امت یہی آرزو کرے کہ پورے سال رمضان ہی رہے ۔

اس مہینے کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ اعزاز عطا فرمایا کہ اس کے خاص حصہ میں شب قدر کا ہونا لازم ہو گیا' کون شب قدر ؟ وہ شب قدر جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے، جو بہت صاف شفّاف اور درخشاں ہوتی ہے۔ نہ زیادہ گرم، نہ زیادہ سرد، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اس میں چاند کھلا ہوا ہے ۔ اس کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے نکلتا ہے ۔ اور ایسا برابر ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند ۔ اس برتر و مبارک رات کو جناب جبریلؑ فرشتوں کے ایک بڑے لشکر اور ایک سبز جھنڈے کو لئے ہوئے دنیا میں جلوہ افروز ہوتے ہیں ۔ سبز جھنڈے کو خانۂ کعبہ پر نصب فرماتے ہیں پھر اپنے ہمراہی فرشتوں سے ارشاد کرتے ہیں کہ ان مسلمانوں کو سلام کریں' ان سے مصافحہ کریں' اور ان کی دعاؤں پر آمین کہیں جو آج کی رات کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں' نماز پڑھتے ہوں یا ذکر کرتے ہوں صبح ہوتے ہی وہ فرشتوں کا گروہ چلا جاتا ہے ۔

اس مہینے کو یہ شرف حاصل ہے کہ کل صحفِ آسمانی اسی مبارک مہینے میں نازل ہوئے، پہلی رات میں صحفِ ابراہیم چھٹی میں توراۃ، آٹھویں میں زبور، تیرھویں میں انجیل، چوبیسویں رات یعنی شب قدر میں کل قرآن پاک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل فرمایا گیا ۔ وہاں سے تھوڑا تھوڑا تیئس سال میں دنیا میں نازل ہوکر مکمل ہوا ۔

اس مبارک مہینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے روزے فرض کئے، وہ بھی اس لئے کہ ہم لوگ متقی بن جائیں، ان بیماروں کیلئے جنکو روزے سے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے' یا ان مسافروں کے لئے جنکو روزے سے زیادہ تکلیف کا خیال ہو آسانی فرمادی کہ اس کے بدلے میں دوسرے دنوں میں روزے رکھ لیا کریں یا اگر بالکل اسکی قدرت نہ رکھتے ہوں تو ہر روزے کے عوض میں ایک غریب کو کھانا کھلادیں، لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تمہارا روزہ رکھنا اس حال میں زیادہ بہتر ہے اگر تم کچھ روزے کی فضیلت کی خبر رکھتے ہو ۔

ـــــــــــــــــ
یہ مضمون ۳۰ ستمبر ۱۹۵۲ء کو آل انڈیا ریڈیو لکھنؤ سے نشر کیا گیا ۔

اس مہینے میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب جبریل علیہ السلام اور جناب جبریل کو خود جناب رسول خدا ہر سال اس وقت تک کا نازل شدہ کلام پاک سناتے تھے۔

یہی وہ مہینہ ہے جس میں حضرت رب العلیٰ روزہ داروں کی طرف خاص توجہ فرماتے ہیں، یہی وہ مہینہ ہے جسمیں اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا ظہور ہوتا ہے، یہی وہ مہینہ ہے جسمیں گناہگاروں کے گناہ معاف ہوتے ہیں، یہی وہ مہینہ ہے جسمیں دعائیں قبول کیجاتی ہیں، یہی وہ مہینہ ہے جس میں جناب باری عبادت میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانے کی کیفیت کا ملاحظہ اور ملائکہ سے اظہار فخر فرماتے ہیں۔

اس متبرک مہینے کے لئے جنت کو خوشبوؤں سے بسایا جاتا ہے، پورے سال اسکو زینت دی جاتی ہے۔

اس مہینے کی پہلی رات کو عرش کے نیچے سے ایسی ہوا چلتی ہے جس سے جنت کے درختوں کے پتے تک بجنے لگتے ہیں اور ان سے وہ دلکش نغمے سنائی دیتے ہیں جو کبھی نہیں سنے گئے۔

اس مبارک مہینے کی پہلی رات کو جنت کے دروازے کھولدیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں سرکش شیاطین کو قید کرکے دریا میں پھینک دیا جاتا ہے۔ تاکہ امت محمدیہ کے روزوں میں خلل انداز نہ ہوسکیں۔

اس متبرک مہینے کی ہر شب میں ایک فرشتہ خدا کے حکم سے پکارتا ہے، کہ ہے کوئی مانگنے والا جس کو میں عطا کروں! ہے کوئی توبہ کرنیوالا جسکی توبہ قبول کیجائے؛ ہے کوئی مغفرت کا طلبگار جسکو مغفرت دی جائے؟ ہے کوئی ایسا غنی جو ایسے غنی کو قرض دے جس کو احتیاج نہیں اور وہ پورا پورا ادا کرنے والا ہے؟

اس مبارک مہینے میں روزانہ روزہ کھولتے وقت جو جہنم کے مستحق تھے۔ جہنم سے نکالے جاتے ہیں۔ اور جب اس مہینہ کا آخری دن ہوتا ہے تو پہلی تاریخ سے اس وقت تک جسقدر لوگ جہنم سے نکالے گئے تھے اسی قدر اس ایک دن میں آزاد کئے جاتے ہیں

یہ وہ مبارک مہینہ ہے کہ اس میں امت محمدیہ کو پانچ انعامات خصوصیت کے ساتھ عطا فرمائے گئے ہیں جو اور کسی امت کو نہیں عطا کئے گئے۔ روزہ داروں کے منھ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے، روزہ داروں کیلئے روزہ کھولنے کے وقت دریا کی مچھلیاں دعا کرتی رہتی ہیں، روزہ داروں کیلئے روزانہ جنت کو زینت دی جاتی ہے اور جنت سے خطاب ہوتا ہے کہ میرے نیک بندے دنیا کی مشقتیں اٹھا کر قریب ہے کہ تیرے پاس آئیں۔ روزہ دار اس مہینے میں ان برائیوں کی طرف نہیں پہنچ سکتے جنکی طرف اور دوسرے مہینوں میں پہونچ سکتے تھے کیونکہ سرکش شیاطین اس مہینے میں قید کر دئے جاتے ہیں اور اس مہینے کی آخری رات میں روزہ داروں کے لئے مغفرت کی جاتی ہے۔

اس مہینہ میں روزہ دار مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، روزہ داروں کے لئے عرش کے نیچے دسترخوان چنا جائیگا۔ کسی روزہ دار کو روزہ کھلوانے میں بھی بڑا ثواب ہے گا وہ افطار کرانا گناہوں کے معاف ہونے آگ سے نجات پانے کا باعث ہوگا۔ روزہ کھلوانے والیکو روزہ کھولنے والے کے مطابق اجر ملیگا۔ اور اسکے ثواب میں کوئی کمی نہ کیجائے گی۔ اگر زیادہ وسعت نہیں تو ایک

کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا دودھ کی لسی ہی کافی ہے۔ یہاں تک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو مومن کسی روزہ دار کو پانی پلائے اس کو قیامت کے دن میرے حوض سے ایسا پانی پلایا جائیگا کہ جنت میں پہنچنے تک اسکو پانی کی خواہش نہ ہوگی

روزہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے صبح صادق سے آفتاب کے غروب ہونے تک کھانے، پینے، جماع اور تمام بری باتوں سے بچنے کا نام ہے۔ روزے کی حالت میں اسکا بہت لحاظ رہے کہ کوئی گناہ نہ ہونے پائے۔ غیبت سے بچے، بری نگاہ نہ ڈالے، حرام روزی سے بچے۔

روزہ کی نیت صبح صادق سے ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کرلینا درست ہے وہ بھی اسقدر کہہ لینا کافی ہے کہ آج میرا رمضان شریف کا روزہ ہے۔

افطار میں جلدی کرنا اور سحری میں تاخیر کرنا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے سحری میں اگر کچھ کھانے پینے کی گنجائش نہ ہو تو سنت سمجھکر صرف ایک گھونٹ پانی پی لے یا کوئی مختصر سی چیز استعمال کرلے ارشاد نبوی ہے کہ سحری کھانیوالوں پر فرشتے اللہ کے حکم سے رحمت نازل فرماتے ہیں اور دعا دیتے ہیں۔

اس مبارک مہینہ میں جسقدر بھی ممکن ہو عبادت کرے تلاوت کلام مجید کے علاوہ کلمۂ طیبہ اور استغفار کی کثرت کرے، جنت کے حاصل ہونے اور دوزخ سے بچنے کی دعا کرے۔

اس مہینہ میں عشا کے ساتھ تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور اسکے پڑھنے کے لئے خود اللہ تبارک تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ تراویح کی بیس رکعتیں پڑھنا چاہئے۔

اس مہینہ میں اعتکاف بھی سنت ہے اور باعث ثواب عظیم ہے۔ اعتکاف اخیر عشرہ میں ۲۰ رمضان کو دن چھپنے سے ذرا پہلے سے عید الفطر کے چاند دیکھنے تک اس مسجد میں جہاں پانچوں وقت کی جماعت ہوتی ہو پابندی سے جمکر بیٹھنے کو کہتے ہیں

یہ مبارک مہینہ حقیقت میں بڑے صبر اور غمخواری کا مہینہ ہے، اول تو مومن کو روزے میں تکلیف کے باوجود تکلیف ہی نہیں معلوم ہوتی اگر معلوم بھی ہو تو صبر کرے اور خوشی سے صبر کرے۔ غریبوں اور مفلسوں کی غمخواری کرے۔ ان کو افطار کرائے، انکے لئے سحری بھیجے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ حلال کمائی سے افطار کرانے والے پر خدا کے حکم سے رمضان کی راتوں میں فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ شب قدر میں جبرئیل علیہ السلام اس سے مصافحہ فرماتے ہیں جس کی ظاہری علامت یہ ہے کہ اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں۔

اللہ اکبر! رمضان المبارک وہ بابرکت اور عظیم الشان مہینہ ہے کہ اسکے شروع ہوتے ہی حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ اقدس کا رنگ بدل جاتا تھا۔ نماز میں اضافہ ہوجاتا تھا۔ آپ کی دعا میں بڑی عاجزی نمایاں ہوتی تھی یہاں تک کہ رمضان شریف کے ختم تک حضور بستر پر تشریف نہیں لاتے تھے۔

اس مہینے کے فیوض و برکات سے بہرہ ور نہ ہونے والے نہایت بدبخت ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے جناب جبرئیل نے بددعا فرمائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی ہے۔

رمضان المبارک کے متعلق چند ضروری مسائل

روزے میں نیت کی ضرورت کا بیان۔ روزے میں نیت شرط ہے (نیت کے معنی دل کے ارادہ کے ہیں) اگر روزہ کا ارادہ نہیں کیا اور تمام دن کچھ کھایا پیا نہیں تو روزہ ادا نہ ہوگا۔ رمضان کے روزہ کی نیت آدھے دن شرعی تک کر سکتا ہے یعنی تقریباً ساڑھے گیارہ بجے تک۔ اسکے بعد اگر نیت کریگا تو معتبر نہ ہوگی۔ زبان سے نیت کرنی فرض نہیں لیکن بہتر اور مستحب ہے کہ سحر کا کھانا کھا کر اس طرح نیت کرلیا کرے (نَوَیْتُ بِصَوْمِ غَدٍ مِنْ شَہْرِ رَمَضَانَ) اگر افطار کے وقت ہی نیت کرے تب بھی جائز ہے۔ بعض لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ نیت کے بعد کھانا پینا جائز نہیں یہ خیال بالکل غلط ہے بلکہ صبح صادق ہونے سے پہلے کھانا پینا وغیرہ بلاشبہ درست ہے نیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

ان باتوں کا بیان جن سے روزہ نہیں جاتا۔ بھول کر کھانا پینا روزہ کو نہیں توڑتا۔ بلا اختیار حلق میں گرد و غبار یا مکھی مچھر چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ آٹا پیسنے والے اور تمباکو کوٹنے والے کے حلق میں جو آٹا وغیرہ اڑ کر جاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کان میں پانی چلا جائے یا خود بخود قے ہو جائے یا خواب میں غسل کی حاجت ہو جائے یا قے آکر خود بخود لوٹ جائے ان سب باتوں سے روزہ نہیں جاتا اور کچھ خلل نہیں آتا۔ آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں جاتا۔ خوشبو سونگھنے سے کچھ خلل نہیں آتا۔ بلغم نگلجانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر قصداً قے کی مگر تھوڑی سے (یعنی منہ بھر سے کم) تو روزہ نہیں جاتا۔ تھوڑی سی قے آئی اور قصداً لوٹا کر نگل گیا تو اس میں اختلاف ہے۔ اگر کوئی روزہ میں بھول کر کچھ کھا پی رہا ہے اور قوی و تندرست ہے تو اس کو یاد دلا دینا جائز ہے۔ اگر ضعیف و ناتوان ہے تو نہ یاد دلانا درست ہے۔ اگر خود بخود مسواک وغیرہ کرنے سے دانتوں سے خون نکلے لیکن حلق میں نہ جائے تو روزہ میں خلل نہیں آتا۔ اگر خواب میں یا صحبت کرنے سے رات کو غسل کی حاجت ہوئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا تو روزہ میں خلل نہیں آتا۔ اگر دن کو سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہو گئی تو روزہ میں ذرا بھی نقصان نہیں آتا۔

جن باتوں سے قضا واجب ہوتی ہے۔ کان میں یا ناک میں دوا ڈالنا۔ قصداً منہ بھر قے کرنا۔ منہ بھر قے آئی تھی کہ نگل جانا۔ کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا۔ یہ سب چیزیں روزہ کو توڑنے والی ہیں مگر صرف قضا آئیگی کفارہ واجب نہیں۔ کنکر یا لوہے تانبے وغیرہ کو نگل جائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھالی تو اس روزہ کی قضا واجب ہوگی۔ دن باقی تھا غلطی سے سمجھ کر آفتاب غروب ہو گیا روزہ کھول لیا تو صرف قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔ جان بوجھ کر بدون بھولنے کے صحبت کرنا۔ کھانا پینا روزہ کو توڑتا ہے جس سے قضا بھی آتی ہے اور کفارہ بھی۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے۔ اسکی طاقت نہ ہو تو متواتر ساٹھ روزے رکھنا۔ اسکی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا (مفصل حال کسی عالم سے دریافت کریں)

جن چیزوں سے روزہ مکروہ ہوتا ہے اور جنسے مکروہ نہیں ہوتا۔ بلا ضرورت کسی شئے کو چبانا یا نمک وغیرہ کا ذائقہ دیکھکر تھوک دینا مکروہ ہے۔ قصداً منہ میں تھوک اکٹھا کر کے نگل جانا مکروہ ہے۔ تمام دن ناپاک رہنا سخت گناہ ہے۔ اور روزہ مکروہ ہوجاتا ہے۔ فصد کرانا پچھنے لگوانا روزہ میں مکروہ ہے۔ غیبت، بدگوئی، لڑائی جھگڑا روزہ کو مکروہ کردیتے ہیں اور ثواب بہت کم رہجاتا ہے۔ مسواک کرنا سر پر یا مونچھوں پر تیل لگانا مکروہ نہیں۔ آنکھ میں دوا ڈالنا مکروہ نہیں۔ سرمہ لگانے سے یا سرمہ لگاکر سوجانے سے روزہ میں کچھ خلل نہیں آتا۔ ناواقف لوگ جو مکروہ سمجھتے ہیں بالکل غلط ہے۔ خوشبو سونگھنا مکروہ نہیں اگر بی بی کو اپنے خاوند نوکر کو اپنے آقا کے غصہ کا اندیشہ ہو تو کھانے کا نمک چکھ کر تھوک دینا مکروہ نہیں۔

روزہ نہ رکھنے کی اجازت کا بیان۔ اگر مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو رمضان میں روزہ نہ رکھے۔ تندرستی کے وقت قضا کرے۔ اگر روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے زیادہ ہوجانیکا خوف ہے تب بھی روزہ چھوڑ دینا جائز ہے پھر قضا رکھے۔ حاملہ کو اگر بچے یا اپنی جان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو روزہ چھوڑ دینا اور پھر قضا کرلینا جائز ہے۔ اپنے یا غیر کے بچے کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے ضرر ہو تو قضا کرلینا جائز ہے۔ ہمارے نواح کے چھتیس کوس یعنی انگریزی اڑتالیس میل کا سفر ہو یا اس سے زیادہ ہو وہ سفر شرعی کہلاتا ہے یعنی ایسے سفر میں مسافر کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے واپس آنے کے بعد قضا کرے۔ اگر کوئی مسافر دوپہر سے پہلے اپنے وطن میں پہونچ گیا اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں تو اسکو واجب ہے کہ روزہ پورا کرے کیونکہ اب سفر کا عذر باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی شخص کسی تیز سواری یا ریل میں دو تین گھنٹہ میں اڑتالیس میل پہنچ جائیگا اس کے لئے بھی سفر کی رخصت یعنی نماز کا قصر اور افطار کی اجازت حاصل ہوجائیگی بہت بوڑھا ضعیف جسکو روزہ میں نہایت شدید تکلیف ہوتی ہے روزہ نہ رکھے۔ اور ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر گندم (بوزن انگریزی) مسکین کو دے لیکن اگر پھر بھی طاقت آجائے گی تو قضا رکھنی ضروری ہوگی۔ عورت کو اپنے معمولی عذر یعنی حیض کے ایام میں روزہ رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح پیدائش کے بعد جتنے روز خون آوے۔ جب خون بند ہوجائے روزہ رکھنا چاہئے۔ جن لوگوں کو روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے ان کو بلا تکلف سب کے سامنے کھانا پینا نہیں چاہئے بلکہ تعظیم رمضان المبارک لازم ہے۔

روزہ توڑنے کا بیان اور قضا رکھنے کا ذکر۔ فرض روزے کو بلا کسی شدید تکلیف اور قوی عذر کے توڑنا جائز نہیں پس اگر ایسا سخت بیمار ہوگیا کہ روزہ نہ توڑے تو جان کا اندیشہ غالب ہے، یا بیماری بڑھ جانیکا احتمال قوی ہے یا ایسی شدت پیاس لگی ہے کہ مرجائیگا تو روزہ توڑ ڈالنا جائز بلکہ واجب ہے۔ اگر کسی عذر سے روزے قضا ہوگئے ہوں تو جب عذر جاتا رہے جلد ادا کرلینا چاہئے کیونکہ زندگی کا بھروسہ نہیں ہے کیا خبر کہ موت آجائے اور فرض ذمہ پر رہے مثلاً بیمار کو مرض سے صحت پانے کے بعد اور مسافر کو سفر سے آنے کے بعد جلد ادا کرلینا چاہئے۔ قضا رکھنے میں اختیار ہے کہ متواتر یعنی لگاتار رکھے یا جدا جدا متفرق۔ اگر قضا رکھنے کا وقت پایا لیکن بغیر ادا کئے مرگیا تو مناسب ہے کہ وارث ہر روزہ کے بدلے پونے دو سیر گندم صدقہ کریں

اور اگر مال چھوڑ گیا ہے اور روزہ کے صدقہ کی وصیت کر گیا ہے تو ادا کرنا لازم و واجب ہے۔

سحر کھانے کا بیان اور فضیلت ۔ روزہ کے لئے سحر کھانا مسنون ہے۔ اور باعث ثواب ہے۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سحر کھایا کرو کہ اس میں بڑی برکت ہوتی ہے یہ ضرور نہیں کہ خوب پیٹ بھر کر کھائے بلکہ ایک دو لقمہ یا چھوہارے کا ٹکڑا یا دو چار دانے چبالیگا تب بھی سنت کا ثواب پائیگا۔ افضل و بہتر یہ ہے کہ رات کے آخری حصہ میں صبح صادق ہونے سے ذرا پہلے کھائے اگر دیر ہوگئی اور گمان غالب یہ ہے کہ صبح صادق ہوگئی تو سحر نہ کھانا چاہئے اور اگر گمان غالب رات کا ہو تو کھائے پھر اگر کسی طرح معلوم ہوا کہ فی الحقیقت صبح ہوگئی تو شام تک رکنا اور پھر قضا رکھنا لازم ہے اور اگر کسی مرغ یا مؤذن نے صبح صادق سے پہلے اذان دیدی تو سحر کھانیکی ممانعت نہیں جب تک صبح صادق نہ ہو جائے بلا تکلف کھاؤ پیو۔

روزہ افطار کرنے کا بیان ۔ آفتاب غروب ہو جانے کے بعد افطار میں دیر نہ کرنی چاہئے البتہ جس روز ابر ہو احتیاط کیلئے دیر کرنا بہتر ہے۔ کھجور یا خرما سے افطار کرنا مسنون اور باعث ثواب ہے، اگر یہ نہ ہوں تو پانی بہتر ہے۔ آگ کی پکی ہوئی چیز مثلاً روٹی چاول شیرینی وغیرہ سے افطار کرنیسے ہرگز کراہت اور نقصان روزہ میں نہیں آتا۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ کوئی پھل وغیرہ دوسری چیز ہو اور خرما و کھجور سب سے افضل ہے۔ اگر کسی دوسرے کی دی ہوئی چیز سے روزہ افطار کروگے تو تمہارا ثواب ہرگز کم نہ ہوگا اس کو اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے ثواب عطا فرمائے گا پھر تم اس کو واپس کر کے کیوں بخیل کہلاتے ہو؟ البتہ یہ مال حرام یا مشتبہ ہو تو ہرگز قبول نہ کرو۔ حدیث و فقہ سے ثابت ہے۔ اگر روزہ افطار کرنے اور کھانے پینے کی وجہ سے مغرب کی نماز و جماعت میں دس بارہ منٹ کی تاخیر کردی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اور افطار کرنے سے پہلے یہ مختصر دعا کافی ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ اور افطار کرنے کے بعد یہ پڑھے ذَهَبَ الظَّمَاُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔

تراویح اور وتر کا بیان ۔ عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت تراویح با جماعت مسنون ہے۔ بعض لوگ جو بارہ یا آٹھ بتلاتے ہیں غلط ہے۔ اگر حافظ بلا معاوضہ پڑھنے والا مل جائے تو تمام رمضان میں ایک قرآن مجید ختم کر دینا چاہئے اسقدر زیادہ پڑھنا مکروہ ہے جس سے اکثر مقتدیوں کو تکلیف ہو اور تین دن سے کم میں ختم کرنا اچھا نہیں۔ اگر تراویح میں دو رکعت پر بیٹھنا بھول گیا اور پوری چار پڑھکر سلام پھیرا تو ان چاروں کو دو کی جگہ شمار کرنا چاہئے چار نہ سمجھے جس شخص کی دو چار رکعت تراویح کی رہ گئیں وہ امام کے ہمراہ باجماعت وتر پڑھ لے اور پھر اپنی باقی تراویح ادا کرے تو درست ہے جس شخص کو عشاء کے فرض باجماعت نہیں ملے وہ وتر کو امام کیساتھ باجماعت پڑھ سکتا ہے۔ جو حافظ روپیہ کی طمع میں قرآن مجید سناتا ہے اس سے وہ امام بہتر ہے جو اَلَمْ تَرَ کَیْفَ سے پڑھائے۔ اگر اجرت مقرر کر کے قرآن مجید سنا جائے تو نہ امام کو ثواب ہوگا نہ مقتدیوں کو۔ اسقدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں سخت گناہ ہے۔ نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔ ہدایہ وغیرہ سے ایسا ہی ثابت ہے۔

اعتکاف اور شب قدر کا بیان ۔ اخیر عشرہ میں اعتکاف سنت ہے اگر تمام بستی میں کوئی شخص بھی نہ کرے تو

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۵	۵۴۳۲	حکیم محمد اسحاق صاحب پہاڑی گلی باڑہ ہندو راؤ دہلی	۱ر	دوامی بہی خواہ
۴۶	۵۴۳۳	جناب اکرام الدین صاحب کمیشن والے 〃 〃	۸ر	〃
۴۷	۵۴۳۴	جناب رضا الٰہی صاحب کارخانہ کارڈبورڈ 〃	۱ر	〃
۴۸	۵۴۳۵	جناب محمد طلال صاحب کپڑے والے 〃	۲ر	〃
۴۹	۵۴۳۶	قاری اظہار الحق صاحب امام مسجد کوچہ پنڈت میدان 〃	۴ر	〃
۵۰	۵۴۳۷	مولانا معین الدین صاحب کوچہ قابل عطار 〃	۲ر	〃
۵۱	۵۴۳۸	محمد حسین و احمد حسین صاحبان کرانہ مرچنٹ 〃	عہ	〃
۵۲	۵۴۳۹	عبد العزیز و غفران الدین صاحبان سبزی منڈی	عہ	〃
۵۳	۵۴۴۰	جناب محمد مرزا صاحب کارخانہ ٹین 〃 〃	عہ	〃
۵۴	۵۴۴۱	جناب محمد فیع پسر عظمت اللہ صاحب عطار 〃 〃	۲ر	〃
۵۵	۵۴۴۲	جناب محمود مرزا صاحب کارخانہ دار 〃〃	عہ	〃
۵۶	۵۴۴۳	جناب رضی الدین صاحب بردوکان محمد الیاس صاحب 〃	۱ر	〃
۵۷	۵۴۴۴	جناب عبد الوحید صاحب 〃 〃 〃	۱ر	〃
۵۸	۵۴۴۵	قاری فضل الدین صاحب مدرس مدرسہ فتحپوری 〃	۲ر	〃
۵۹	۵۴۴۶	مولوی قاضی سجاد حسین صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۶۰	۵۴۴۷	حکیم ناصر خلیق صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۶۱	۵۴۴۸	مولوی سلطان محمد صاحب 〃 〃	عہ	〃
۶۲	۵۴۴۹	جناب قاری محمود صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۶۳	۵۴۵۰	حاجی نجم الدین صاحب گھڑی ساز نئی سڑک	۴ر	〃
۶۴	۵۴۵۱	جناب محمد اسحاق صاحب قصاب پورہ 〃	۲ر	〃
۶۵	۵۴۵۲	جناب مہتاب الدین صاحب نواب گنج پنجکش 〃	۱ر	〃
۶۶	۵۴۵۳	آغا مرزا پسر نواب مرزا صاحب باڑہ ہندو راؤ 〃	۸ر	〃
۶۷	۵۴۵۴	حاجی مہر الٰہی صاحب گھڑی ساز صدر بازار 〃	۲ر	〃
۶۸	[illegible]	ماسٹر علاؤ الدین صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۶۹	[illegible]	جناب محمد اسحاق صاحب گلی والے محلہ کشن گنج 〃	۲ر	〃
۷۰	[illegible]	جناب عبد الرشید صاحب شیشہ والے صدر بازار	۲ر	〃
۷۱	[illegible]	مستری محمد رمضان صاحب بیری والا باغ 〃	عا	〃
۷۲	[illegible]	جناب عزیز احمد صاحب مغل شاہ والے 〃 〃	۴ر	〃
۷۳	[illegible]	مولوی عبد الرشید صاحب امام مسجد قصاب پورہ 〃	۲ر	〃
۷۴	۵۴۹۱	جناب ظہیر الدین صاحب قصاب پورہ دہلی	۴ر	دوامی بہی خواہ
۷۵	۵۴۹۲	جناب محمد نعیم الدین صاحب چتلی قبر 〃	۴ر	〃
۷۶	۵۴۹۳	عبد الحکیم کباب والے جامع مسجد 〃	۸ر	〃
۷۷	۹۰۶۴	اسلام الدین شجاع الدین صاحبان چاندنی چوک	عہ	〃
۷۸	۵۴۹۵	حافظ محمد عمر صاحب کوچہ قابل عطار 〃	۲ر	〃
۷۹	۵۴۹۴	جناب محمد اقبال صاحب اقبال بوٹ ہاؤس 〃	۴ر	〃
۸۰	۵۴۸۷	جناب بشیر احمد صاحب تاجر چقت بلیماران 〃	۸ر	〃
۸۱	۵۴۹۸	مولوی سیف اللہ صاحب ہاشمی سفیر دار العلوم دیوبند	۸ر	وظیفہ گو
۸۲	۵۴۸۱	جناب عبد الحق صاحب محلہ شیش گران۔ کرتپور بجنور	عہ	دوامی بہی خواہ
۸۳	۵۴۸۳	جناب مرزا عبد اللطیف بیگ صاحب رئیس 〃 〃	عا	〃
۸۴	۵۴۸۴	جناب کفایت احمد صاحب محلہ شیشگران 〃 〃	عہ	〃
۸۵	۵۴۸۴	محمد یٰسین و منجانب اظہار حسین صاحب مرحوم 〃 〃	عہ	〃
۸۶	۵۴۸۵	محمد یٰسین ولد محمد اسمٰعیل صاحب 〃 〃	عہ	〃
۸۷	۵۴۸۶	مولانا حافظ کبیر احمد و حافظ عبد الغفور صاحبان کوٹ تلا	عا	〃
۸۸	[illegible]	مولانا مفتی افتخار حسین صاحب مفتی سرائے 〃 〃	عہ	〃
۸۹	۵۴۹۶	منشی محمد صدیق صاحب بردوکان حاجی محمد شفیع صاحب	۸ر	وظیفہ زکوٰۃ
۹۰	۵۴۹۷	صبغت اللہ صاحب بردوکان حافظ محمد عثمان چاندنی دہلی	عہ	دوامی بہی خواہ
۹۱	۵۴۹۸	مولوی عبد الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ فتحپوری چوک 〃	عہ	〃
۹۲	۵۴۹۹	حافظ محمد یونس صاحب 〃	۴ر	〃
۹۳	۵۸۰۰	جناب محمد اشفاق صاحب پنشن 〃	۴ر	〃
۹۴	۵۸۰۱	عبد المجید محمد سعید خان صاحبان صدر بازار 〃	۴ر	〃
۹۵	۵۸۰۲	محمد عثمان صاحب مسجد نواب والی قصاب پورہ 〃	۴ر	〃
۹۶	۵۸۰۳	جناب عبد الغفار صاحب نیا بانس 〃	۴ر	〃
۹۷	۵۸۰۴	جناب الطاف الرحمٰن صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۹۸	۵۸۰۵	جناب محمد سمیع صاحب کوچہ چیلان 〃	۲ر	〃
۹۹	۵۸۰۶	حاجی محمد صدیق عبد الغنی صاحبان مدرسہ صدیقیہ 〃	صہ	وظیفہ گو
۱۰۰	۵۸۳۳	سید عبد الکریم صاحب خشن گنج سہور بھوپال	سے	دوامی بہی خواہ
۱۰۱	۹۸۳۳	ڈاکٹر حامد خان صاحب 〃 〃	عا	〃
۱۰۲	۹۸۳۴	سید عبد الحی صاحب منصف 〃 〃	عہ	〃

بہی خواہان دار العلوم اور ماہ رمضان المبارک

دار العلوم کے تمام بہی خواہوں اور مخلصوں کو معلوم ہے کہ عالم اسباب میں اس امانت الٰہی دار العلوم دیوبند کے مصارف کی کفالت کا انحصار مخلصین دار العلوم کی ان قلیل وکثیر امدادوں پر ہے جو وقتاً فوقتاً اکناف ملک سے موصول ہوتی رہتی ہیں۔ ان امدادوں کا بیشتر حصہ برما کے علاقہ رنگون و مانڈلے وغیرہ سے یا کلکتہ، مدراس، بمبئی اور کراچی وغیرہ کے مخلص تجارت پیشہ حضرات کی طرف سے موصول ہوتا تھا جنگ کے خوفناک اثرات نے برما کے تاجروں کی نہ صرف تجارت کو تباہ وبرباد کر دیا بلکہ برما کو ہم سے اس طرح منقطع کر دیا کہ نہ ہم تک برما والوں کی کوئی خبر پہنچ سکتی ہے اور نہ ہماری کوئی صدا وہاں تک رسائی حاصل کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہاں کے مسلمانوں پر رحم فرمائے اور وہاں کے خانماں برباد انسانوں کے لئے اپنی وسیع مملکت کے دوسرے حصوں میں خیر وفلاح کے دروازے کھول دے۔ اور ان کا جو کچھ کھویا جا چکا ہے اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ سے انھیں اس سے زیادہ عنایت فرمائے۔

جنگ کے ہندوستان کی سرحدوں پر پہنچ جانے کی وجہ سے ساحلی شہروں میں جو اضطراب پیدا ہو چکا ہے اس نے دار العلوم کی آمدنی کے دوسرے مراکز کے دروازے بھی تقریباً بند کر دیئے ہیں۔ اس لئے بظاہر یہ سال مالی اعتبار سے دار العلوم کے لئے نہایت تشویشناک اور پریشان کن ہے۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ وہ اپنے فضل سے اپنی اس امانت کی حفاظت اور بقا کے ایسے سامان پیدا کر دیگا جو ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان نازک حالات اور خطرات میں اللہ کے فضل کی بنا ڈھونڈھنے والے مسلمانوں سے ہمیں امید ہے کہ وہ اس سال ہمیشہ سے زیادہ دار العلوم کی امداد میں حصہ لیکر دار العلوم کو مشکلات ومصائب سے بچانے کی کوشش کریں گے۔ اور اپنے آپ کو اس کے فضل وانعام کا مستحق بنائیں گے۔

ہندوستان کے ارباب خیر عموماً رمضان المبارک میں امور خیر میں زیادہ خرچ کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ بھی زیادہ تر اسی ماہ میں ادا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ اپنی زکوٰۃ اور دوسری مدات خیر میں سے "دار العلوم دیوبند" کے سیکڑوں نادار مہمانان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضروریات کے تکفل اور تعلیم کے انتظام کے لئے معتد بہ حصہ ادا فرما کر اپنی زکوٰۃ اور دیگر مصارف خیر کو بہترین مصرف اور قابل اعتماد طریقہ پر صرف کریں گے اور اس نازک دور میں دار العلوم کی زیادہ سے زیادہ امداد فرما کر حق تعالیٰ جل مجدہ سے بہترین اجر حاصل کرنے کے مستحق بنیں گے۔

(نوٹ) اپنی ہر امدادی رقم کیساتھ یہ ضرور تحریر فرما دیں کہ یہ رقم بسلسلۂ بہی خواہی دار العلوم ہے تاکہ آپ کی امداد بہی خواہوں کی فہرست میں مندرج ہو سکے۔

"احقر عبد الوحید"
ناظم شعبۂ تنظیم وترقی۔ دار العلوم دیوبند

چند مطبوعات کتبخانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور
تاریخ الاسلام بطرز سوال وجواب - اس کے تین حصہ ہیں
العقل والنقل
تحذیر الناس
تعبیر صادق
توثیق الکلام
تحفۃ الاطفال عربی
المہند
اغلاط العوام
زبدۃ المناسک
سوانح قاسمی - قیمت صرف
مرقات مع حاشیہ مرآت قیمت
خوبی کا اندازہ اس سے آپ کر سکتے ہیں کہ اب حال ہی میں حضرت مولانا
سید حسین احمد صاحب مدظلہ نے مرادآباد جیل میں قیدیوں کو خود
یہ کتاب پڑھانی شروع فرمائی ہوئی ہے۔
قیمت حصہ اول ۴ر حصہ دوئم ۱۲ر حصہ سوئم ۶ر
دیوان حماسہ - محشی حضرت مولانا اعزاز علی صاحب
قسم اول
الاسلام - حقانیت اسلام پر۔
حضرت مولانا شبیر احمد صاحب مدظلہ
کا روح پرور مضمون - قیمت ۲ر
الاقتصاد فی مسئلۃ الضاد قیمت
الجواب المتین - باحادیث
سید المرسلین - قیمت ۶ر
الرای النجیح فی عدد
رکعات التراویح
اصلاح الرسوم
مدلل مکمل
دعائے حزب البحر والبر
واسماء بدریئین
رحمت رضوان
امام ابوحنیفہ کی مختصر
سوانح عمری - قیمت
رفیق سفر...... قیمت
سراجی...... قیمت
شرح نقایہ - فقہ کی مشہور ومعروف کتاب ہے
جلد اول - قیمت روپے
قطوف دانیہ فی کراہت جماعت ثانیہ قیمت
رمضان المبارک کیلئے خاص رعایت
فیصلہ کیا گیا ہے
کہ کاغذ کی ہوشربا گرانی کے باوجود حتی
مذہبی کتابوں کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانے کیلئے
کتبخانہ اعزازیہ کی مطبوعات میں ۴ر فی روپیہ کی رعایت کردیجائے یعنی
ایک روپیہ کی کتابوں کی قیمت صرف بارہ آنے لیجائے اور پچیس روپے یا پچیس
روپے سے زیادہ کی فرمائش بھیجنے والوں سے صرف آدھی قیمت وصول کیجائے لہذا جو
کتابیں یہاں شائع کیجا رہی ہیں اور ان کے علاوہ دوسری مطبوعات کتبخانہ اعزازیہ جو
بڑی فہرست میں درج ہیں انمیں سے اپنی ضرورت اور پسند کی کتابوں کا جلد انتخاب کرکے
رمضان المبارک کی اس خاص رعایت سے فائدہ اٹھایئے
اس خاص رعایت کی آخری مدت ۳۰ شوال ہے
پتہ
(مولوی)
سید احمد مدیر کتب خانہ اعزازیہ دیوبند
کتب بالا اور ہر قسم کی کتب منگوانے کے لئے
حسب ذیل پتہ سے خط وکتابت فرمائی جائے
(مولوی) سید احمد مدیر کتب خانہ اعزازیہ دیوبند

جسٹرڈ نمبر اے ۱۰۰

مرکز علوم اسلامیہ دار العلوم دیوبند

کا

ماہوار رسالہ

دار العلوم

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ

مہتمم دار العلوم دیوبند

مرتبہ

عبد الوحید غازیپوری

ناظم شعبہ نظم و ترقی دار العلوم دیوبند

(۱) تعلیمات اسلام کو سہل اور دلنشین پیرایہ میں پیش کرکے مسلمانوں میں صحیح مذہبی ذہنیت پیدا کرانا۔

(۲) اسلام کے قدیم و جدید مخالفوں کے حملوں کی بطریق احسن مدافعت کرنا۔

(۳) دقیق علمی مسائل کے متعلق علمائے دیوبند کے محققانہ مقالات پیش کرنا۔

(۴) حالات دارالعلوم سے معاونین و متوسلین دارالعلوم کو باخبر رکھنا۔
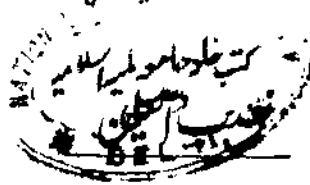
فہرست مضامین

جلد ۲ | بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ | شمارہ (۹)

ضروری معروضات

(۱) براہ کرم خط و کتابت اور ترسیل زر کے ساتھ اپنے پتہ کی چٹ کا نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔

(۲) ہر ماہ کا رسالہ اسی ماہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہوجایا کریگا اگر اگلے ماہ کے پہلے ہفتہ تک رسالہ آپ کے پاس نہ پہونچے تو دوبارہ طلب فرماسکتے ہیں۔

(۳) چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ وی۔پی طلب کرنے میں جانبین کا نقصان ہے۔

(۴) دارالعلوم کے اصلاحی و تبلیغی مضامین کو دوسروں تک پہنچانے کی سعی فرماکر دوگونہ اجر حاصل کریں۔ (ناظم و مرتب رسالہ دارالعلوم دیوبند)

ارادۂ دنیا وارادہ آخرۃ

من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء لمن نرید ثم جعلنا لہ جہنم یصلیھا مذموما مدحورا

(جو شخص دنیا (عاجلہ) چاہتا ہے ہم اسکو دنیا میں جو چاہتے ہیں جسکیلئے چاہتے ہیں جلد دیدیتے ہیں پھر کرتے ہیں ہم اسکیلئے جہنم داخل ہوگا اس میں برے حال کو راندہ ہوا)

یہ بات واضح ہے کہ ہر انسان کے لئے عمل وسعی اور ارادہ وجد وجہد ضروری ہے۔ ارادہ اور عمل کی نوعیتیں مختلف ہوتی ہیں جن کی بنا پر کوئی سفیہہ بنجاتا ہے اور کوئی رشید، کوئی شقی ثابت ہوتا ہے اور کوئی سعید۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے عمل سے اس دار عاجلہ (دنیا) ہی کو حاصل کرنیکا ارادہ کرتے ہیں۔ ان کی ہمتیں ای سے متعلق اور اسی تک محدود ہوتی ہیں۔ ان کے تصورات دنیاوی حدود میں مبتلا رہتے ہیں اور وہ اپنی جد وجہد کا منتہائے مقصود اسی دنیا کو سمجھتے ہیں۔ انہیں کسی نیکی پر نہ ثواب کی امید ہوتی ہے اور نہ عذاب کا ڈر۔ پس وہ اپنے قلب کی گہرائیوں کیساتھ اسی کو طلب کرتے رہتے ہیں اور اس کے ماسوا سے کلیتہً غافل اور محجوب رہتے ہیں انپر نہ تو ترغیب وترہیب سے اللہ کی طرف بلانے والوں کی دعوت کا کوئی اثر ہوتا ہے اور نہ ان کی راہ میں قوانین عدل واحسان کوئی بند اور قید لگا سکتے ہیں۔

پس جن لوگوں کا ارادہ یہ ہو اور جنکے اعمال ایسے ہوں اور صرف اسی کے لئے ہوں اللہ تعالیٰ انھیں اس دنیا ہی میں وہ سب کچھ دیدیتا ہے جو انہیں دینا چاہتا ہے لیکن دنیا کی یہ عطا بھی ہر ارادہ کرنے والے اور ہر چاہنے والے کے لئے ضروری نہیں ہے بلکہ جسے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے نہیں دیتا۔ عجلنا لہ…… لمن نرید کا یہی مطلب ہے۔ اس طرح شیٔ معجل کی مقدار، جنس اور مدت کا انحصار بھی اس نے اپنے ہی فیصلہ پر رکھا ہے نہ کہ طلب کرنے والے بندہ کی خواہش پر چنانچہ ایک دنیا کا طلبگار ایسا ہے جو کسی پوری چیز کو حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن اسے اس کا تھوڑا ہی حصہ ملتا ہے اور اس طرح اس کے عمل کا ایک حصہ ضائع ہوجاتا ہے اور اس ضائع شدہ عمل کا کوئی ثمرہ نہ اسے اس دنیا میں ملتا ہے اور نہ اُس دنیا میں۔ اور ایک ایسا دنیا طلب ہوتا ہے جس کی کوششیں قطعاً رائگاں جاتی ہیں اور اسے ناکامی وحرمان کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ نہ تو ثمرۂ عاجلہ ملتا ہے اور نہ ثواب آجلہ۔ اسی کو "خسران مبین" کہا گیا ہے۔ پھر جب ان دنیا طلبوں کو آخرۃ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائیگا اور حق تعالیٰ ان کے لئے عذاب جہنم تجویز فرمائیں گے۔ تو ان میں کا ہر ایک اپنے اعمال کی برائی، اپنے رب کا شکر ادا نہ کرنے، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جو اسے دی گئی تھیں اس کی طاعت میں صرف نہ کرنے اور

عاقبت پر نظر نہ رکھنے کی وجہ سے (یصلیہا مذموما) جہنم میں بُرے حال سے داخل ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکر سے دنیا میں اپنے نفس کو محروم کر لینے کی وجہ سے بتقاضائے انصاف آخرۃ میں اس کی رحمت سے محروم رہیگا اور (مدحورا) آگ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ڈالدیا جائیگا۔

مذکورہ بالا آیۃ میں جس مضمون کو بیان کیا گیا ہے اسی کی تائید سورۂ شوریٰ کی اس آیۃ سے بھی ہوتی ہے۔

ومن کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منہا وما لہ فی الآخرۃ من نصیب۔	اور جو چاہتا ہے کھیتی دنیا کی دیتے ہیں ہم اسکو کچھ اس میں سے اور اس کے لئے آخرۃ میں کچھ حصہ نہیں۔

جس نے دنیا کے لئے عمل کیا اسے اسمیں سے کچھ حصہ ملگیا۔ اور آخرۃ کے لئے کوئی عمل نہیں کیا اس لئے وہاں اس کے لئے کوئی حصہ نہ رکھا گیا حق تعالیٰ کے اس ارشاد میں "منہا" کی قید سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جتنے کا اس نے ارادہ کیا ہے وہ سب اسے ملجائے۔ بلکہ ہوسکتا ہے کہ وہ کل ملجائے یا اس کا بعض حصہ ملے اور یہ کل یا بعض دنیا کا کوئی ایک حصہ ہی ہوسکتا ہے۔ اور جبکہ دنیا پوری کی پوری نعیم آخرۃ کے مقابلہ اپنی قلت کیوجہ سے نہایت درجہ حقیر ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

وما ھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو ولعب وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان لو کانوا یعلمون۔ (العنکبوت)	اور نہیں یہ زندگانی دنیا کی مگر کھیل اور جی بہلانا اور پچھلا گھر جو ہے سو وہی ہے زندہ رہنا اگر ان کو سمجھ ہوتی۔
وللآخرۃ اکبر درجت واکبر تفضیلا۔ (بنی اسرائیل)	اور البتہ آخرۃ درجوں کے اعتبار سے بہت بڑی ہے اور بہت بڑی ہے فضیلت کے اعتبار سے (دنیا سے)

پس ایسی دنیا کا تھوڑا سا حصہ نعیم آخرۃ کے بدلے میں لینا جو نعیم آخرۃ کے مقابلہ میں نہایت قلیل، ذلیل اور کم مرتبہ ہے کیا کھلی ہوئی خسران و محرومی نہیں ہے؟ یہ اور ان کے سوا دوسری بہت سی آیات ہیں جنسے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن اسباب کونیہ کو مسببات کے لئے وسیلہ بنا یا ہے ان سے تمسک کرنے والا تقدیر الٰہی و امر الٰہی کے اقتضاء کے مطابق ان مسببات تک پہنچیگا۔ ان اسباب کے تمسک سے مسببات تک پہنچنے والے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ اللہ پر اور یوم آخرۃ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے رسولوں کی تصدیق کرتا ہو۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص ان اسباب کونیہ کو جو مقدرات الٰہی میں سے ہیں ترک کر دے گا اور ان سے تمسک نہ کریگا وہ ہرگز مسببات تک نہ پہنچیگا خواہ وہ مومن ہی کیوں نہ ہو۔ انسانی تاریخ کا ماضی اور حال بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے۔ البتہ مومن کے ایمان کا اجر ضائع نہیں جائیگا خواہ وہ اسباب کونیہ کو اختیار کرے یا نہ کرے۔ بلکہ اس کے ایمان کی جزا اسے دوسری دنیا میں ملے گی اس طرح کہ صرف اسباب دنیا سے تمسک کرنے والے کو اس کی جزاء دنیا ہی میں مل جاتی ہے اور آخرۃ میں اس کیلئے آگ کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ بندوں کی چار قسمیں ہیں۔

(۱) مومن جس نے اسباب دنیویہ کو بھی اختیار کیا یہ شخص دنیا اور آخرۃ دونوں میں کامیاب ہے۔

(۲) غیر مومن جس نے اسباب دنیا کو بھی ترک کیا۔ ایسا شخص دنیا اور آخرۃ دونوں میں محروم ہے۔

(۳) مومن جس نے اسباب دنیا کو ترک کیا۔ یہ شخص دنیا میں محروم ہے۔ لیکن آخرۃ میں اسباب دنیا کے ترک پر مواخذہ کے بعد نجات پائیگا۔

(۴) غیر مومن جس نے اسباب دنیا کو اختیار کیا۔ یہ شخص دنیا میں تو کامیاب ہوگا لیکن آخرۃ میں محروم رہیگا۔

اس تقسیم پر غور کرنے سے یہ حقیقت منکشف ہوجاتی ہے کہ دنیاوی اعتبار سے مسلمانوں کی پست حالی کا سبب یہ نہیں ہے کہ وہ مومن ہیں۔ بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ انھوں نے اپنے ضعف ایمانی کی وجہ سے ان اسباب کو ترک کر دیا ہے جو مادی اور دنیاوی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ اسی طرح یہ سمجھنا بھی غلطی ہے کہ غیر مسلم اقوام کی حیات دنیاوی کی ترقی ان کے عدم ایمان کی وجہ سے ہے بلکہ دراصل ان کی ترقی کا راز ان اسباب کو اختیار کرنے میں مضمر ہے جو اللہ تعالی نے اس کے لئے ضروری بنائے ہیں۔ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ مومنین پر ایسی کتنی ہی صدیاں گذری ہیں جن میں انھوں نے مضبوطی کیساتھ ایمان کو بھی تھامے رکھا ہے اور حیاۃ دنیا سے بھی متمتع ہوئے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے۔

ومنھم من یقول ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الاٰخرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار۔ اولٰئک لھم نصیب مما کسبوا واللہ سریع الحساب (البقرۃ)	اور ان میں سے وہ ہے جو کہتا ہے اے پروردگار ہمارے دے ہمکو دنیا میں بھلائی اور آخرۃ میں بھلائی اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے۔ یہی لوگ ہیں جنکے لئے حصہ ہے اس چیز سے جو انھوں نے کمایا ہے۔ اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب کا۔

ان اوصاف کے مسلمان ہماری تقسیم کے اعتبار سے قسم اول میں داخل تھے۔ لیکن جب ان کے ایمان کمزور ہوگئے اور اعمال میں خرابیاں پیدا ہوگئیں تو وہ تیسری قسم میں داخل ہوگئے۔ پس اب ان کے لئے شکوہ کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اللہ کا فیصلہ انصاف اور حق پر مبنی ہوتا ہے۔

ومن اراد الاٰخرۃ وسعی لھا سعیھا وھو مومن فاولٰئک کان سعیھم مشکورا

(اور جو کوئی ارادہ کرتا ہے آخرۃ کا اور سعی کرتا ہے اس کے لئے اور وہ ایمان والا ہے پس یہی لوگ ہیں جنکی سعی کی قدر کیگئی) (النحل)

یہ بندوں کی ایک دوسری قسم ہے جو اپنے عمل سے آخرۃ ہی کو طلب کرتے ہیں۔ اور ثواب آخرۃ کے منتظر رہتے ہیں وہ آخرۃ میں دوزخ سے محفوظ رہنے اور جنت کو حاصل کرنے کے امیدوار ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کی سعی اللہ تعالی کے نزدیک تین شرطوں کے ساتھ مشکور ہوتی ہے۔

پہلی شرط یہ ہے کہ کامل اخلاص کیساتھ عمل سے صرف ثواب آخرۃ کا ارادہ کیا جائے۔ اس شرط کی طرف "من

ارادالاخرۃ وسعی لہا سعیہا" سے اشارہ کیا گیا ہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ عمل قانون الٰہی کے مطابق ہو۔ یعنی اوامر و نواہی میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کیجائے۔ اور اُن کی حدود کو سمجھا جائے۔

تیسری شرط۔ عامل کے لئے اس کا مومن قانت ہونا ہے۔ جن لوگوں میں یہ تینوں شرطیں موجود ہوں گی۔ (کان سعیہم مشکورا) ان کی سعی مشکور ہوگی اور وہ جزائے جمیل کے مستحق ہوں گے۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی تو عمل مقبول نہ ہوگا۔ کیونکہ اذا فات الشرط فات المشروط" ان شرطوں سے متعلق کچھ مباحث ہیں۔ مبحث اول یہ ہے کہ ثواب حاصل کرنے کی نیت اور اعمال پر جزا کی امید اللہ تعالیٰ کیلئے اخلاص کے منافی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اخلاص یہ ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بلا شرکت غیرے کیجائے اور ثواب کی امید و طمع اور عقاب سے بھاگنا اور ڈرنا بھی عبادت کے سلسلہ کے دو بلند مقامات ہیں۔ ضرورت صرف اس کی ہے کہ بندہ ان دونوں امور میں بھی مخلص رہے۔ یعنی امید ثواب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے نہ رکھے اور ڈر اس کے عقاب کے سوا کسی دوسرے کا نہ ہو۔ جب بندہ اپنے امید اور بیم کو خالص اللہ کے لئے کرلیگا تو اس کا نفس اسپر بوجھ نہ بنے گا۔ اور وہ اللہ کی اطاعت کی راہ میں اتنی قوت سے کھڑا ہوگا کہ کوئی معارض اسکے لئے رکاوٹ نہ بن سکیگا اور اللہ کے کاموں میں اُسے لومتہ لائم کی مطلق پروا نہ رہے گی۔ تمام عالم اس کی نظروں میں چھوٹے معلوم ہونے لگیں گے پھر جب وہ کہیگا " اللہ اکبر" تو وہ محسوس کرے گا کہ اس کے ساتھ ہی تمام عالم حق تعالیٰ شانہٗ کی عظمت و کبریائی کے سامنے جھک گئے ہیں۔ پس جب ثواب کی توقع اور عقاب کا خوف دونوں کی روح اخلاص باللہ ہے تو انھیں کس طرح اخلاص کے منافی کہا جاسکتا ہے۔ ایسی حالت میں بندہ کا عمل بھی عبادت ہوگا۔ رجاء اور خوف بھی عبادت ہوگا اور اخلاص بھی عبادت۔

حق تعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تعریف میں ارشاد فرمایا ہے۔

والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین (الشعراء ۸۲)	اور وہ جس سے مجھکو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیر انصاف کے دن

اور اپنے صالح بندوں کی دعا کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

ربنا اصرف عنا عذاب جہنم ان عذابہا کان غراما (الفرقان ۶۵)	اے رب ہمارے ہٹا ہم سے دوزخ کا عذاب بیشک اس کا عذاب ہے۔

اور دعائے قنوت میں ہے کہ۔

نرجو رحمتک ونخشی عذابک	ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

یہ اور ان کے علاوہ بکثرت دلائل ایسے ہیں جنسے مذکورہ بالا خیال کی تائید ہوتی ہے۔

بحث ثانی اس بات سے متعلق ہے کہ جو شخص اپنے عمل سے ارادۂ آخرۃ کا نہ کرے تو اس کا عمل مشکور نہ ہوگا۔ یہ بحث تفصیل طلب ہے اور وہ یہ ہے کہ

عامل نے یا تو اپنے عمل سے ارادہ آخرۃ کا اصلاً نہ کیا ہوگا۔ بلکہ اس سے کسی دنیوی چیز یا دنیوی نفع کا ارادہ کیا ہوگا۔ یا آخرۃ کا ارادہ تو کیا ہوگا لیکن اس میں اغراض دنیوی کو بھی برابر کا شریک بنا دیا ہوگا۔ یا اس کا عمل ایسا ہوگا جس میں ارادہ آخرۃ کو مطلقاً دخل نہ ہو بلکہ دنیوی غرض کا ارادہ کیا ہو یا دونوں کا ارادہ کیا ہوگا امور دنیوی کے سلسلہ میں امور آخرت کی طرح کے۔ پس یہاں چند قسمیں کرنی ہوں گی۔

پہلی قسم امور تعبدیہ مثل صلوٰۃ، صدقہ، حج وغیرہ سے متعلق ہے۔ اگر ان امور میں عامل ارادۂ آخرۃ نہ کریگا تو اس کا عمل بے نتیجہ اور غیر مشکور ہوگا۔ حضرت ابی ہریرہؓ سے حدیث صحیح مروی ہے

عن ابی ہریرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان اول الناس یقضی یوم القیامۃ علیہ رجل استشہد فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال قاتلت فیک حتی استشہدت قال کذبت ولکنک قاتلت لان یقال جریٔ فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمہ وقرأ القرآن فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال تعلمت العلم وعلمتہ وقرأت فیک القرآن قال کذبت ولکنک تعلمت العلم لیقال عالم وقرأت القرآن لیقال ہو قاریٔ فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل وسع اللہ علیہ واعطاہ من اصناف المال کلہ فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال ما ترکت من سبیل تحب ان ینفق

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ سب سے پہلا شخص جس کا فیصلہ قیامت کے دن کیا جائیگا ایک ایسا شخص ہوگا جو شہید کیا گیا پس وہ لایا جائیگا اور حق تعالیٰ اسکو اپنی نعمتیں بتائیں گے جنہیں وہ تسلیم کریگا۔ حق تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا۔ وہ کہیگا کہ میں نے تیرے لئے قتال کیا یہانتک کہ شہید کیا گیا۔ ارشاد ہوگا کہ تم نے جھوٹ بولا۔ تو نے تو قتال اسلئے کیا کہ بہادر کہا جائے سو تو کہا گیا۔ پھر اسکے متعلق حکم ہوگا اور اسے منہ کے بل گھسیٹا جائیگا۔ یہانتک کہ آگ میں ڈالدیا جائیگا۔ اور ایک شخص جس نے علم سیکھا اور سکھلایا اور قرآن پڑھا پس وہ لایا جائیگا اور حق تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں بتائیں گے وہ ان نعمتوں کو جان لیگا۔ ارشاد ہوگا کہ پھر تو نے ان کے بدلے میں کیا کیا وہ کہیگا کہ میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآن پڑھا حق تعالیٰ فرمائیں گے تو نے جھوٹ بولا کیونکہ تو نے علم اسلئے سیکھا تاکہ عالم کہا جائے اور قرآن اسلئے پڑھا تاکہ قاری کہا جائے سو تو کہا گیا۔ پھر وہ حکم کیا جائیگا اور منہ کے بل گھسیٹا جائیگا یہانتک کہ آگ میں ڈالا جائیگا۔ اور ایک شخص جس کو اللہ نے وسعت دی اور ہر قسم کا مال و دولت عطا کیا پس وہ لایا جائیگا اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں بتائیں گے اور وہ ان نعمتوں کو پہچان لیگا۔ حق تعالیٰ

فیہا الا انفقت فیہا لک قال کذبت ولکنک فعلت لیقال ھو جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ ثم القی فی النار۔

فرمائیں گے کہ تو نے اس میں کیا کیا وہ کہیگا کہ میں نے کوئی راستہ ایسا نہیں چھوڑا جس میں خرچ کرنا تو پسند کرتا ہو اور میں نے اس میں خرچ نہ کیا ہو۔ ارشاد ہوگا کہ تو نے جھوٹ بولا۔ تو نے تو اسلئے خرچ کیا تا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا سخی ہے۔ سو تو کہا گیا پھر اسکا فیصلہ سنایا جائیگا اور منہ کے بل گھسیٹا جائیگا یہانتک کہ آگ میں ڈالدیا جائیگا

اس قسم کی عبادت دراصل عبادت نہیں ہے ریا ہے۔ اور ایسا کرنے والا چاہتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں اور سمجھیں کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کا بڑا فرمانبردار ہے۔ اور جس عبادت میں ریا داخل ہو جائے اس کے ضائع ہو جانے میں کوئی شبہ نہیں ہے خواہ ریا کا شمول کتنا ہی قلیل کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ ابی ہریرہؓ نے صحیح حدیث روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

قال اللہ تبارک وتعالیٰ انا اغنی الشرکاء عن شرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ وشرکہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا میں شرکاء کی شرکت سے بری ہوں۔ کسی شخص نے عمل کیا اور اس میں میرے ساتھ میرے غیر کو شریک کیا تو میں چھوڑ دیتا ہوں اس کو اور اس کی شرکت کو۔

شرکت غیر خواہ قلیل ہو یا کثیر اس سے حبط اعمال میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ایسا عامل یقیناً گھاٹے میں ہے اور اس کا عمل غیر مشکور ہے۔

قسم ثانی یہ ہے کہ عامل اپنی عبادت سے قصد آخرۃ کرے اور کسی دنیوی فائدہ کو بھی اس میں شامل کرے جیسے کہ ایک شخص جہاد میں شامل ہوا اور اس سے کسی دنیاوی مفاد کو پیش نظر رکھے ایسے شخص کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ

لا اجر لہ (رواہ ابو داؤد وابن حبان)

اس کے لئے کوئی اجر نہیں ہے

اسی قبیل سے یہ ہے کہ کوئی شخص ہجرۃ اور کسی عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ایک ساتھ کرلے۔ یا وضو اور ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت کرے۔ اگرچہ ان صورتوں میں عبادت صحیح ہو جائیگی۔ کیونکہ صحت موقوف ہوتی ہے نیت پر۔ لیکن ثواب نہیں ملیگا کیونکہ ثواب کا مدار ہے اخلاص پر اور یہاں عبادت خالص اللہ کے لئے نہیں ہوئی۔ اس لئے ثواب بھی نہیں ملیگا۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ عبادت اور دنیوی مفاد دونوں کا قصد برابر ہو۔ جیسا کہ ظاہر حدیث سے واضح ہوتا ہے۔ لیکن اگر غالب قصد عبادت کا ہو تو بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بقدر قصد غالب اجر ملیگا واللہ تعالیٰ اعلم۔

تیسری قسم یہ ہے کہ قصد عبادت تو صرف ثواب آخرۃ کے لئے ہو لیکن اسکے ماسوا منافع بھی تبعاً ملحوظ ہوں اور ان منافع کو شریعت میں بھی معتبر قرار دیا گیا ہو۔ اس قسم کے بالتبع منافع کا ذکر آیات اور احادیث میں بکثرت ہے

منجملہ ان کے حج ہے جس کے متعلق ارشاد ہے کہ ۔

لیشهدوا منافع لهم (الحج ۴۲)	تاکہ پہنچیں اپنے نفع کی جگہ پر

حج کے منافع میں سے اہل حجاز کے لئے اقتصادی بہتری اور ان کی عمرانی حالت کی ترقی بھی ہے ۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم (بقرہ)	کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا

اور موسم حج میں اللہ تعالیٰ کا فضل یہ ہے کہ تجارت کیجائے اور اس سے نفع حاصل کیا جائے ۔ پس جو منفعت حاصل کی جائیگی وہ بھی عبادت ہوگی اور جس مضرت کو دفع کیا جائیگا وہ بھی عبادت ہوگی ۔ کیونکہ عبادت میں ان امور کا لحاظ کرنا منافی اخلاص نہیں ہے ۔ اس لئے عامل کے اجر میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی ۔ بلکہ اس پر بھی مثل عمل عبادت کے ثواب مرتب ہوگا جب عبادت پر آخرت میں اور ان امور پر دنیا میں ۔ اور یہ دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہیں جنکی امید ہم اپنے عمل کے بدلے میں اللہ تعالیٰ سے رکھتے ہیں ۔ دعا قنوت کا لفظ " نرجو رحمتک " بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے ۔ اس لئے کہ حق تبارک و تعالیٰ دنیا اور آخرۃ کے رحمان و رحیم ہیں ۔

چوتھی قسم وہ عمل دنیوی ہے جنہیں عامل عادۃً کرتا ہے مثلاً کھانا ۔ پینا ۔ سونا وغیرہ وغیرہ جب ان کاموں سے عامل صرف دنیوی نفع کا ارادہ کرتا ہے اور آخرۃ کے ثواب کا قصد نہیں کرتا تو اسے ان کا کوئی اجر نہیں ملتا ۔

پانچویں قسم ۔ ان اعمال کی ہے جو اگرچہ عادۃً کئے جاتے ہیں لیکن عامل انھیں بوجہ شرعاً مباح ہونے کے کرتا ہے اور انھیں اعمال واجبہ کے لئے وسیلہ بنانے کا ارادہ کرتا ہے یا ان کے ذریعہ سے محرمات اور مکروہات سے بچنا چاہتا ہے جیسا کہ زوجہ سے خواہشات جنسی کو اس نیت سے پورا کرنا کہ اس کا واجب حق ادا ہوجائے اور خود کو اور زوجہ کو محرمات و مکروہات کی طرف مائل ہونے سے بچائے ۔ یا سونا اس نیت سے تاکہ عبادت کے لئے قوت حاصل کرے ۔ یا ورزش کرنا اس لئے کہ حق تعالیٰ کی طاعت کے لئے صحت اچھی رہے ۔ ان اعمال عادیہ کے کرنے پر اجر و ثواب ملے گا اور اعمال کی سعی مشکور ہوگی یہی وہ راستہ ہے جس پر گامزن ہوکر بندۂ مخلص اپنی جملہ حرکات و سکنات کو حق تعالیٰ کے لئے خاص کر سکتا ہے ۔ اور ہر آن اس کی طاعت و عبادت میں مصروف رہکر اس مرتبہ پر پہنچ سکتا ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے ۔ پھر اس کے لئے ممکن ہی نہ ہوگا کہ وہ کسی وقت اللہ تعالیٰ سے غافل ہوکر کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہوسکے ۔ حتیٰ کہ جب کسی کام میں مشغول ہوگا اللہ تعالیٰ کے اذن و رضا سے ہوگا اور وہ حضرت حق جل مجدہٗ کی حضوری سے کسی وقت بھی خارج نہ ہوگا ۔ حضرت ابی ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۔

فی بضع احدکم صدقۃ قالوا یا رسول اللّٰہ	تم میں سے کسی کا اپنی زوجہ کیساتھ وظیفۂ جنسی ادا کرنا صدقہ ہے ۔ صحابہ نے

ایاتی احدنا شہوتہ ویکون لہ فیہا اجر قال ارایتم لو وضعہا فی حرام اکان علیہ وزر۔ فکذلک اذا وضعہا فی الحلال کان لہ اجرٌ (مسلم)	عرض کیا کہ خواہ ہم میں سے کسی نے اپنی خواہش پوری کی ہو پھر بھی اسکو اسمیں اجر ملیگا۔ فرمایا کہ تم دیکھتے ہو کہ اگر وہ اپنی خواہش کو حرام جگہ میں پورا کرتا تو اسے گناہ نہ ہوتا؟ اسی طرح جب اس نے اسے حلال جگہ میں پورا کیا تو اس کے لئے اجر ہے۔

بحث ثالث۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے نفس سے عبادات کے طریقے وضع کرتے ہیں اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ مشرک بتوں کو پوجتے ہیں ان کے سامنے قربانیاں کرتے ہیں ان سے گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ بت ان کی حوائج پوری کر دیں گے۔ حالانکہ وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ بت خالق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے مخلوق اور مملوک ہیں لیکن بااینہمہ وہ ان کی پرستش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

لیقربونا الی اللہ زلفی (زمر-۱۶) | تاکہ وہ (بت) ہمیں اللہ سے قریب کردیں۔

یا جس طرح ہندوؤں کے ایک طائفہ نے خدا کا قرب حاصل کرنے کیلئے اپنے نفوس کو عذاب دینے۔ قتل کرنے اور جلانے کی رسم ایجاد کی ہے۔ یا مسلمانوں کی ایک جماعت نے گانا، ناچنا، باجے بجانا۔ قبروں کا طواف کرنا۔ قبروں پر چڑھاوے چڑھانا۔ قبروں کے سامنے ذبح کرنا۔ صاحب قبر کو پکارنا۔ قبر کے پتھروں کو چومنا۔ بخور جلانا عطر چھڑکنا وغیرہ وغیرہ اختیار کر لیا ہے۔ خرافات خود ان کے نفس کی ایجاد ہیں اور اس سعی آخرۃ سے انھیں دور کا بھی کوئی لگاؤ نہیں ہے جو سرور کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے بعد آپ کے اصحاب نے کی پس ان لوگوں کی یہ مساعی بلاشبہ مردود اور غیر مشکور ہے۔

مبحث رابع۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندہ کے لئے شکر ادا کرنا یہ ہے کہ بندہ کی شکرگذاری کی جزا اُسے دیجائے۔ اور بندہ اپنے رب کا شکرگذار اسیوقت ہو سکتا ہے جبکہ وہ اسپر ایمان رکھتا ہو اور اسکی طاعت کرتا ہو۔ جب ایمان نہ ہوگا تو شکر کا امکان بھی نہیں ہے (وہو مومن) کی قید سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

خاتمہ۔ مسلمان بحمد اللہ سب کے سب اہل ایمان ہیں اس لئے انھیں چاہئے کہ وہ اپنے جملہ اعمال میں خواہ انکا تعلق معاش سے ہو یا معاد سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور امتثال امر کا خیال رکھیں۔ اور اس سے اچھی جزا کے امیدوار رہیں۔ تاکہ ان کے یہ تمام اعمال داخل عبادت ہو جائیں۔ جب وہ ایسا کرنے لگیں گے تو ان میں کا ہر شخص حق تعالیٰ کی جناب میں اپنے عمل کے تفاوت کے اعتبار سے شاکر اور مشکور ہونے کا مرتبہ حاصل کریگا۔ کہ یہی در اصل انسانی زندگی کا مقصود اور حاصل ہے۔ واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل۔

"عبدالوحید مرتب دارالعلوم"

مخلوقات کی قسمیں خالق کے کلام میں

پروفیسر حمید الدین صاحب اعظم گڈھی کی تنقیدات پر نظر و تبصرہ

(۲)

(از مولانا محمد اصغر حسین صاحب بہاری پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ)

پروفیسر صاحب نے دوسرا اعتراض یہ کیا ہے کہ قرآنی ہدایات کے ماتحت اللہ ہی سے ڈرنا چاہئے اور امام کی توجیہہ کی بنا پر غیر اللہ سے خوف کھانا لازم آتا ہے۔

حضرت کلیم اللہ کا جادوگروں کے جادو کے سانپ سے ڈرنے اور حضرت خلیل اللہ کا مہمانوں کے کھانا نہ کھانے سے خوف کرنے کی توجیہہ کیا ہوگی۔ اگر خدا سے خوف کرنے کے حصر کو عام رکھا جائے جیساکہ پروفیسر صاحب کا خیال ہے حقیقت یہ ہے کہ خوف کی دو قسمیں ہیں ایک عقلی وایمانی۔ دوسرے طبعی وعادی جو آثار اسباب ومسببات کے ارتباط سے ظہور پذیر ہوا کرتے ہیں یہ طبائع انسانی پر اثر انداز ہوکر لامحالہ خوف زدہ ہونے کی طبیعت ثانیہ کے باعث ہوتے ہیں لیکن عقل کی رہنمائی میں یہ عقدہ حل ہوتا ہے کہ ان اسباب خوف میں ہرگز کوئی ذاتی تاثیر نہیں مسبب الاسباب نے ان کو اپنی قدرت کے ظہور کا فقط ذریعہ بنایا ہے اور درحقیقت مؤثر وہی خداوند قدوس ہے اس واسطے اصل میں اسی خدائے قادر سے ڈرنا چاہئے جس کی ید قدرۃ میں سب چیزوں کی تاثیر ہے اور ان ذرائع واسباب سے ڈرنے کے کوئی معنی نہیں۔ یہی عقلی خوف ہے جس کے متعلق قرآنی تعلیم ہے کہ خدا ہی سے ڈرنا چاہئے۔ باقی عادی اور طبیعت ثانوی خوف انسانی کے اختیار سے باہر ہونے کے باعث مامور بہ ہی نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جسقدر ایمان باللہ قوی ہوگا اور ہوتا جائے۔ اسی مقدار سے عادی خوف مضمحل ہوگا اور ہوتا رہے گا۔ پس جھوٹی قسموں سے خوف عادی عارض ہونیکو تسلیم کرنیکی صورت میں امام پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔

پروفیسر صاحب کا تیسرا اعتراض ہے کہ انجیر وزیتون میں کیا دھرا ہے جو اس کی جھوٹی قسم سے وبال پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ بیشک انجیر کے متعلق کوئی نص تو نہیں ہے جس سے اس کی عظمت کا ثبوت ہو لیکن زیتون کی بابت جب قرآن عظیم میں شجرہ مبارکہ کہکر عظمت کی رجسٹری کردی گئی ہے تو اللہ تعالیٰ کا زیتون کے ساتھ انجیر کی قسم کھانے کے معنی یہ ہیں کہ انجیر میں بھی کوئی خاص بات ہے ورنہ جمع کرنے کی مثل صادق آئے گی جو کلام بلیغ کی شان سے بعید ہے

چوتھا اعتراض امام پر یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبلغ کتاب اللہ تھے نہ کہ مولف ومصنف پھر امام کا قرآنی قسموں کو رسول اللہ کی قسمیں کہنا کیونکر صحیح ہوگا۔ بلکہ یہ قرآنی قسمیں اس مالک وآقا کی ہیں جسکو کسی کا ڈر نہیں

بیشک قرآن پاک خدا کا کلام ہے پس اس کلام کا جزو "اقسم" بھی خدا ہی کی قسم ہے۔ لیکن خود خداوند قدوس نے قرآن کو تبلیغ و رسالت کی حیثیت سے پیغام پہونچانے والوں کی طرف منسوب کیا ہے۔

انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین (سورۃ　　　)

یعنی بیشک قرآن معزز پیغامبر کا قول ہے جو قوت والا ہے عرش والے کے نزدیک ذی رتبہ ہے اسکا کہا مانا جاتا ہے اور وہاں امانتدار ہے

انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تومنون ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون تنزیل من رب العالمین (سورۃ الحاقہ)

بیشک قرآن بزرگ پیغمبر کا قول ہے اور کسی شاعر کا قول نہیں ہے تم بہت کم یقین کرتے ہو نہ کسی کاہن کا قول ہے تم بہت کم نصیحت لیتے ہو۔ اتارا ہوا پروردگار عالم کا ہے۔

دیکھو دونوں آیتوں میں پیغامبر کی زبان سے ادا کئے جانے کے باعث قرآن کو رسول کریم کا قول کہا گیا۔ پس اس روشنی میں اگر امام رازی نے قرآنی قسموں کو رسول کریم کی قسمیں کہنے کی جرأت کی تو انھوں نے ایسا جرم نہیں کیا جو گرفت کے لائق ہو اور نا قابل چشم پوشی ہو کر اعتراض کا نشانہ بنائے جائیں۔ اصل یہ ہے کہ مغربی کارخانوں نے مادی ترقیوں کی مشین تیار کرنے کیساتھ آسمان اسلام کو غبار آلود دکھانے کی مشینیں بھی عالم اسلام میں بھیجنا شروع کیں، جس سے دین سے نابلد حضرات تو ہر اسلامی قانون کو غیر مہذب زمانہ کی پیداوار سمجھنے لگے اور جن جدید تعلیمیافتہ کے دل و دماغ پر کچھ واقفیت کے ماتحت اسلامی عظمت پر تو نگن تھی، انھوں نے ایک طرف مولویوں کے کارناموں پر بمباری کر کے تباہ کرنا چاہا اور دوسری طرف حقیقت اسلام کو جدید عینک سے دیکھنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں نہ تو سلف کے سرمایہ سے بہرہ اندوز ہو سکے اور نہ حقیقت اسلام کو اصلی رنگ میں دیکھ سکے۔ بے شک تنقید و تحقیق حقیقت شناسی کا بہترین آلہ ہے مگر جبکہ افراط و تفریط اور عصبیت و خارجی اثر سے علیحدہ رہنے کے ساتھ علمی تحقیقات کے سرمایہ سے مالامال اور دیانت و تقویٰ کے خزانہ کا کلید بردار اور دیانت کے حریم کا راز دار ہو۔

امام رازی نے سورۂ ذاریات کی تفسیر میں مخلوقات کی قسم کی تیسری توجیہہ یہ لکھی ہے۔

الثالث ان الایمان التی حلف اللہ بہا کلہا دلائل اخرجہا فی صورۃ الایمان مثالہ قول القائل لمنعمہ وحق نعمک الکثیرۃ انی لا ازال اشکرک فیذکر النعم وھی سبب مفید لدوام الشکر ویسلک مسلک القسم کذلک ھذہ الاشیاء کلہا دلیل علی قدرۃ اللہ تعالی علی الاعادۃ فان قیل فلو اخرجہا مخرج الایمان لقول لان

تیسری وجہ یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی ساری قسمیں قسموں کی شکل میں دلیلیں ہیں، اس کی مثال اس شخص کے قول کی ہے جو اپنے ولی نعمت کو کہتا ہے۔ آپ کی بہتری نعمتوں کے حق کی قسم بے شک میں آپ کا ہمیشہ شکرگذار رہوں گا، پس یہ شخص نعمتوں کا ذکر کرتا ہے جو دوامی شکرگذاری کا باعث اور اس کو قسم کی صورت میں بیان کرتا ہے اسی طرح یہ ساری چیزیں خدا کے اعادہ پر دلیل ہیں

الانسان اذا شرع فی اول کلامہ بحلف یعلم السامع انہ یرید ان یتکلم بکلام عظیم فیصغی الیہ اکثر من ان یصغی الیہ حیث یعلم ان الکلام لیس بمعتبر فبدأ بالحلف وادرج الدلیل فی صورۃ الیمین حتی اقبل القوم علی سماعہ

(تفسیر سورۂ ذاریات)

دلیلیں ہیں پھر اگر کہا جائے کہ ان کی قسموں کی صورت میں بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی تو ہم کہیں گے کہ انسان جب اپنے کلام کو قسم سے شروع کریگا تو سننے والا سمجھ لیگا کہ متکلم کسی بڑی بات کو کہنا چاہتا ہے پس وہ اس کو زیادہ کان لگا کر سنے گا بخلاف اسکے جب کہ کلام قابل اعتناء نہ ہو اسی وجہ سے اللہ نے قسم سے کلام کی ابتدا کی اور یمین کی صورت میں دلیل بیان کر دی۔ چنانچہ اس کے سننے کے لئے آگے بڑھی۔

پروفیسر (اعظم گڈھ) کے اعتراضات۔

ھذا الجواب یکفی لدفع الشبھۃ الثانیۃ ولکن یلزم علی القائل بہ ان یبین وجہ الاستدلال بالمقسم بہ علی المقسم علیہ وھذا مع کونہ ظاھراً فی بعض المواضع کثیراً ما یحتاج الی امعان شدید ولعلہ لھذا السبب لم یعتمد علیہ الا فی سورۃ الذاریات وفی بعض آخر واما فی البواقی فذھب بقال الاول انہ ینکر وجود القسم اذا امکنہ الانکار فراراً عن شبھات واردۃ علی القسم کما قال فی تفسیر سورۃ القیامۃ فی ذکر "لا" التی بھا السورۃ الاحتمال الثانی ان "لا" ھھنا لنفی القسم کانہ قال لا اقسم بذلک الیوم وتلک النفس ولکنی اسألک غیر مقسم اتحسب انا لا نجمع عظامک اذا تفرقت بالموت فان کنت تحسب ذلک فاعلم انا قادرون علی ان نفعل ذلک وھذا القول اختیار ابی مسلم وھو الاصح ھذا القول غیر مختار عند العارف بکلام العرب فانہ لو کان المراد کما فھم لکان وجہ القول نفی مجرد القسم

یہ جواب دوسرے شبہ "قسم کا غیر مفید ہونا" کے دفع کے لئے کافی ہے لیکن اسکے قائل کے ذمہ ضروری ہے کہ مقسم علیہ کے لئے مقسم بہ کی دلیل ہونے کی حیثیت کو واضح کرے اور یہ امر بعض موقع میں ظاہر ہونے کے ساتھ اکثر مواقع میں توجیہات بعیدہ کا محتاج ہے اور غالباً اسی سبب سے امام نے سورۂ ذاریات اور بعض دوسرے مقام کے سوا اس توجیہ پر اعتماد نہیں کیا چنانچہ انھوں نے باقی مقاموں میں دو راستے اختیار کئے ہیں، پہلا تو یہ کہ قسم ہی سے انکار کر جاتے ہیں اگر انکار کی گنجائش پاتے ہیں کہ قسم پر اعتراض آنے والے سے چھٹکارا مل جائے جیسا کہ سورۃ القیامۃ کی تفسیر میں بیان کیا ہے جبکہ ابتدائے سورۃ میں "لا" کا ذکر کیا ہے۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ یہاں "لا" قسم کی نفی کیلئے آیا ہے گویا یوں کہا کہ میں اس دن کی قسم کھاتا ہوں اور نہ اس نفس کی بلکہ بغیر قسم کھائے تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہارا خیال ہے کہ ہم ان ہڈیوں کو جمع نہیں کر سکتے جو مرنے کے بعد منتشر ہو گئی ہوں اگر تمہارا یہ خیال ہے تو تم سمجھ لو کہ ہم جمع کرنے پر قادر ہیں۔ ابو مسلم نے اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی صحیح ہے" پروفیسر موصوف کہتے ہیں "کہ کلام عرب کی معرفت رکھنے والوں کے نزدیک یہ قول غیر پسندیدہ ہے کیونکہ اگر یہی مراد ہو جو امام نے سمجھا ہے تو محض قسم کی نفی ہونی چاہئے تھی

لا ذکر الاشیا الخاصۃ کالنفس اللوامۃ والخنس الجواری الکنس وغیرھا ثم ھذا مخالف لاسلوب کلامھم فانھم یستعملون کلمۃ لا " قبل القسم منقطعۃ" کما بینا فی تفسیر سورۃ القیامۃ وھذا ھو مختار الزمخشری " (امعان فی اقسام القرآن)

نہ کہ خاص خاص چیزوں " مثل نفس لوامہ اور خنس جواری کنس وغیرہ" کا ذکر۔ پھر ان کے طرز کلام کے بھی مخالف ہے کیونکہ یہ لوگ لفظ "لا" کو قسم کے پہلے قسم سے الگ استعمال کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے سورۂ قیامۃ کی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ اور اسی کو زمخشری نے بھی پسند کیا ہے۔

پروفیسر موصوف کا پہلا اعتراض کہ "قسموں کا دلیل ہونا ہر جگہ ظاہر نہیں بلکہ زیادہ تر ان کی استدلالی حیثیت کے بیان کرنے میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور غالباً اسی وجہ سے امام نے چند جگہ کے سوا اس جواب پر بھروسہ نہ کرکے دوسرے طریقے اختیار کئے ہیں، کہاں تک قابل قبول ہے اس حقیقت کا پورا انکشاف تو اس وقت ممکن ہے کہ ہر مقام کی قسم پر تفصیلی نگاہ ڈالکر دیکھا جائے کہ مقسم علیہ کا ثبوت مقسم بہ سے ہوتا ہے یا نہیں اور ہوتا ہے تو تکلفات بعیدہ کی ضرورت پڑتی ہے یا نہیں۔ لیکن اس کے لئے ایک مستقل صحبت کی حاجت ہے، پھر پروفیسر موصوف کا قیاس کہ "قسموں کی استدلالی جہت عموماً پردۂ خفا میں ہونا۔ امام کے دوسرے طریقوں کے اختیار کرنے کا باعث ہوا ہے صحیح نہیں بلکہ قرین قیاس یہ ہے کہ قسموں کا اختلاف عنوان مختلف طریقوں کے اختیار کرنے کا باعث ہے۔ ظاہر ہے کہ لاقسم میں جس طرح قسم سے الگ کسی مقدار یا متقدم کی نفی کا یا قسموں پر "لائے" نفی کے استعمال کرنے کا احتمال ہے، اسی طرح قسم جس پر صراحۃً "لا" داخل ہے، اس کی نفی کا بھی احتمال ہے بخلاف والعصر اور والتین وغیرہ کہ ان عنوانوں میں قسم ہی متعین ہے۔ باقی یہ کہنا کہ عارف کلام عربی کے نزدیک قسم کی نفی معتبر نہیں" کہاں تک صحیح ہے جبکہ علامہ زمخشری اس احتمال کی وجہ وجیہہ بیان کرنے میں رطب اللسان ہیں۔

والوجہ ان یقال ھی للنفی والمعنی فی ذلک انہ لا یقسم بالشئی الا اعظاماً لہ یدلک علیہ قولہ تعالیٰ فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم فکانہ بادخال حرف النفی یقول ان اعظامی لہ باقسامی بہ کلا اعظام یعنی انہ یستاھل فوق ذلک (تفسیر کشاف سورۂ قیامۃ)

اور بہتر صورت یہ ہے کہ "لا" کو نفی کے لئے کہا جائے اور اس کی توجیہہ یہ ہے کہ کسی چیز کی قسم کھانا اس کی عظمت بتانے کے خیال سے ہوتا ہے جس پر اللہ کا قول " فلا اقسم بمواقع النجوم وانہ لقسم لو تعلمون عظیم " دال ہے، پس حرف نفی "لا" لاکر گویا یوں فرمایا ہو کہ کسی چیز کی قسم کھا کر میری عظمت ظاہر کرنا عظمت ظاہر نہ کرنے کے ہے یعنی اس سے بالا عظمت کا وہ اہل ہے۔

حاصل یہ ہے کہ قسم کھانے سے مقسم بہ کی عظمت کا بیان ہوتا ہے مگر یہ مقسم بہ فی ذاتہ عظیم ہے کہ قسم کھائیں یا نہ کھائیں وہ عظیم ہے بلکہ زیادہ عظمت والا ہے۔ پھر مقسم بہ کے اظہار عظمت کے بعد مقسم علیہ کی عظمت کا بیان

لازمی چیز ہے کیونکہ مقسم بہ کا مبالغہ سے تعظیم کرنا مقسم علیہ کی عظمت شان اور جلالت وقدر کا ضامن ہے۔ آخر قسم مقسم بہ اور مقسم علیہ ہی کی تاکید کے لئے تو مذکور ہے۔

اس نفی کے مضمون کو امام رازی نے دوسرے مقام میں زیادہ واضح طور سے لکھا ہے۔

واما المعقول فهو ان كلمة لا هي نافية على معناها غير ان في الكلام مجازاً تركيبياً وتقديره ان نقول لا في النفي فهاهي في قول القائل لا تسئلني عما جرى على يشير الى ان ما جرى عليه اعظم من ان يشرح فلا ينبغي ان يسأل فان غرضه من السوال لا يحصل ولا يكون غرضه من ذلك النهي الا بيان عظمة الواقعة ويصير كانه قال جرى على امر عظيم ويدل عليه ان السائع يقول له ما ذا جرى عليك فيصح منه ان يقول اخطأت حيث قنعتك عن السوال ثم سألتني وكيف لا وكثيرا ما يقول ذلك القائل الذي قال لا تسئلني عند سكوت صاحبه عن السوال اولا تسئلني ولا تقول ما ذا جرى عليك ولا يكون السامع ان يقول انك منعتني عن السوال كل ذلك لما تقرر في انها معران المراد تعظيم الواقعة لا النهي اذا علم هذا فنقول في القسم مثل هذا موجود من احد وجهين اما لكون الواقعة في غاية الظهور فيقول لا اقسم بانه على هذا الامر لانه اظهر من ان يشهر واكثر من ان ينكر فيقول لا اقسم ولا يريد به القسم ونفيه وانما يريد الاعلام بان الواقعة ظاهرة واما لكون المقسم به فوق ما يقسم به ثم مقسم

بہرحال عقلی وجہ یہ ہے کہ کلمۂ لَا اپنے نفی کے معنی میں ہے لیکن اس کلام میں مجاز ترکیبی ہے اور اس کی تصویر یہ ہے کہ لا نفی کے معنی میں یہاں ایسی ہی جس طرح قائل کے اس قول میں ہے "کہ مجھ پر جو گذری اسکو نہ پوچھ کہ کیا گذری" بتاتا ہے کہ اس پر جو گذری ہے اسقدر عظیم ہے کہ بیان کرنے سے باہر ہے پس سوال کرنا مناسب نہیں کیونکہ سوال سے غرض پوری نہ ہوگی اور اس منا ہی سے محض واقعہ کی عظمت کا بیان مقصود ہے اور اس لئے گویا یہ کہا کہ مجھ پر بہت بڑا واقعہ گذرا، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سامع اس سے پوچھتا ہے کہ تجھ پر کیا گذری اور اگر اس جملہ منفی کا مطلب سوال کرنے کی ممانعت سمجھتا تو یہ نہ کہتا کہ تم پر کیا گذرا پھر متکلم کا یہ کہنا درست ہوتا کہ تو نے غلطی کی میں نے تو سوال کرنے سے منع کیا تھا پھر تو نے سوال کر دیا اور کیوں وہ مطلب نہ ہو بسا اوقات یہی قائل جس نے سوال کرنے سے منع کیا ہے۔ جب سامع پوچھتا نہیں ہے تو کہتا ہے کہ تو پوچھتا کیوں نہیں اور "تجھ پر کیا گذرا" کیوں نہیں کہتا اور سامع کو مجاز نہیں ہے کہ یہ جواب دے کہ تم نے خود سوال کرنے سے منع کر دیا ہے کیونکہ یہ سب کے ذہن نشین ہے کہ اس جملہ منفی سے مراد واقعہ کی عظمت بیان کرنا ہے، منع کرنا مقصود نہیں جب یہ بات معلوم ہوگئی تو قسم کے بارے میں ہم کہتے ہیں کہ دو وجہ سے یہی صورت حال ہے، یا تو واقعہ کی غایت ظہور پذیری کو باعث کہتا ہے کہ اس بات پر اس چیز کی میں قسم نہیں کھاتا کیونکہ بہت زیادہ ظاہر ہے اور انکار کئے جانے سے بہت دور ہے پس لا اقسم کہہ کر نہ قسم کھانے کا ارادہ ہے اور نہ قسم کی نفی کا ارادہ بلکہ مقصود صرف واقعہ کے

صار یصدق نفسہ فیقول لا اقسم یمینا بل الف یمین ولا اقسم براس الامیر بل براس السلطان فیقول لا اقسم بکذا رید الکونہ فی غایۃ الجزم۔
(تفسیر رازی سورۃ الواقعۃ)

ظاہر ہونیکو بیان کرتا ہے اور یا مقسم بہ کا اس چیز سے جسکی قسم کھائی جاتی ہے۔ فوق وبالا ہونے اور قسم کھانے والا اپنے آپکے مصدق ہو جانیکے باعث کہتا ہے کہ ہم ایک چیز کی قسم کھا نہیں سکتے بلکہ ہزار چیز کی اور امیر کے سر کی قسم نہیں کھا سکتے بلکہ سلطان کے سر کی قسم۔ پس لا اقسم بکذا کہکر اپنے غایت جزم کا ارادہ کرتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ محاورات عرب میں کسی چیز کی نہی و نفی سے کبھی واقعہ کی عظمت یا اس کے ظاہر و ظہور یا اس کے جزمی و یقینی ہونیکو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ پس جس کو امام رازی نے اگر مثال عرب سے واضح کیا ہے تو علامہ زمخشری ایسے ادیب نے موجہ بیان کیا ہے۔

کیا اس کے بعد پروفیسر صاحب کا غیر مختار کہنا بجا ہے؟ اور اسی تقریر سے آپ کے غیر مختار ہونیکی دلیل کہ قسم کی نفی کرنا مقصود ہو تو مقسم بہ کی تخصیص کے کوئی معنی نہیں" مضمحل ہوکر رہ گئی اس لئے کہ اظہار عظمت یا جزم یا ظہور واقعہ کے بیان کے لئے ضروری ہے کہ اسی شان کی مخصوص چیز مذکور ہو، مطلق قسم کی نفی میں یہ بات کہاں۔ علاوہ اسکے یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ مدعا اس قدر روشن ہے کہ بڑی چیز کی قسم کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

علامہ سید آلوسی اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

والمعنی لا اقسم اذ الامر واضح من ان یحتاج الی قسم ای لا یحتاج الی قسم ما فضلا عن ھذا القسم العظیم فقول مفتی الدیار الرومیۃ ان یاباہ تعین المقسم بہ وتفخیمہ ناشئ عن الفضلۃ علی ما یخفی علی فطن (تفسیر روح المعانی سورۃ القیامۃ)

(نفی قسم کے وقت) مطلب یہ ہے کہ میں قسم نہیں کھاتا اسلئے کہ مطلوب اتنا واضح ہے کہ قسم کھانیکی حاجت نہیں یعنی کسی قسم کی ضرورت نہیں چہ جائیکہ اتنی بڑی قسم۔ پس ملک روم کے مفتی کا فرمانا "کہ مقسم بہ کی تعین وتخصیص قسم کی نفی لینے کے منافی ہے" غفلت کا نتیجہ ہے یہ امر سمجھدار سے مخفی نہیں۔

معلوم ہوا کہ پروفیسر موصوف کی طرح روم کے مفتی صاحب کو بھی یہ شبہ پیدا ہوا تھا جس کے جواب کی سید آلوسی نے آج سے سو برس پہلے اشارہ کرکے سمجھ داروں کے واسطے واضح بتایا ہے اب دیکھنا ہے کہ اس دور کے زیرک سمجھدار کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

پروفیسر موصوف کی آخری تنقید اس توجیہ کے متعلق یہ ہے کہ لا اقسم میں لائے نافیہ مراد لینا اسلوب کلام کے خلاف ہے اس لئے کہ استعمال عرب میں "لا" کا کلمہ یہاں منقطعہ ہے جسے علامہ زمخشری نے بھی پسند کیا ہے معلوم نہیں کہ علامہ زمخشری نے اس امر کی تصریح کہاں کی ہے۔ پروفیسر موصوف نے حوالہ نہیں دیا۔

سورۂ قیامت کی تفسیر کا اقتباس ہم لکھ آئے ہیں جس میں قسم کی نفی کی صحت کا بوجہ بیان موجود ہے۔ ہاں اسکے

پہلے اسی سورۃ کی تفسیر میں علامہ زمخشری فرما گئے ہیں کہ لائے نافیہ کا قسم پر لانا عرب کے کلام اور اشعار میں شائع ہے اور اسکا فائدہ قسم کو مؤکد کرنا ہے ممکن ہے اسی ذکری تقدم سے پروفیسر موصوف نے علامہ کی پسندیدگی اخذ کیا ہو بہرحال علامہ زمخشری کا نفی قسم کے احتمال کو بلا تردید موجہ طور سے بیان کرنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ استعمال عرب کے مخالف نہیں، اور مختار و پسندیدہ نہیں تو جائز ضرور ہے، بلکہ حافظ جلال الدین سیوطی نے تفسیر اتقانی میں اسی کو زمخشری کا قول مختار لکھا ہے، حروف کے معنی بیان کرتے ہوئے لا قسم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں وقیل منفیہا اقسم علی انہ اخبار لا انشاء واختارہ الزمخشری (اتقان النوع الاربعون) "یعنی کہا گیا ہے کہ لائے نافیہ سے قسم کھانے کی نفی کی گئی ہے اور اس کی بنا اخبار ہے انشا نہیں اور اسی کو زمخشری نے پسند کیا ہے۔"

تنقید بالا کے بعد پروفیسر موصوف نے امام کے ایک دوسرے طریق جواب پر تنقید کر کے علامہ ابن قیم کے نکات پر تنقیدیں شروع کی ہیں۔ یہ آخری تنقید مقسم بہ کی شرافت پر تنقید ہے اور گویا یہ اس اجمال کی تفصیلی بحث ہے جو ہم پہلے چار اعتراضات کے ضمن میں لکھ آئے ہیں۔

قال المعلم الاعظم گڑھی۔

والطریق الثانی ھو القول بان القسم للتاکید والتنبیہ علی شرافۃ المقسم بہ قال الرازی فی تفسیر سورۃ الذاریات وقد عرفت ان المقصود من القسم التنبیہ علی جلالۃ المقسم بہ وعلی ھذا الاصل قال فی تفسیر سورۃ التین "اعلم ان الاشکال ھو ان التین والزیتون لیسا من الامور الشریفۃ، فکیف یلیق ان یقسم اللہ تعالٰی بھما فلاجل ھذا السوال حصل فیہ قولان" ثم ذکر فوائدھما ان کان المراد منھما ھذہ الاثمار وذکر شرافتھما ان کان المراد منھما مسجدین او بلدین وقد علمت ان التمسک بھذا الجواب مع کونہ بادی الخلل لا یزیل الشبھۃ الثانی فان ھذہ الاشیاء التی اقسم بھا فی القرآن

امام رازی کے جواب کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ قسم تاکید کے لئے ہے اور مقسم بہ کی شرافت پر تنبیہ کرنے کیلئے چنانچہ سورہ الذاریات کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تم کو معلوم ہے کہ قسم کا مقصود مقسم بہ کی جلالت پر متنبہ کرنا ہوتا ہے اور اسی اصل کی بنا پر سورۃ التین کی تفسیر میں فرمایا کہ تمہیں جاننا چاہئے کہ اشکال یہ ہے کہ التین والزیتون ذوات شریفہ میں سے نہیں پھر کس طرح اللہ تعالیٰ کا ان دونوں کے ساتھ قسم کھانا مناسب ہوگا پس اسی سوال کی وجہ سے اس بارے میں دو قول ہو گئے۔ پھر امام نے ان دونوں کے فوائد گنانے شروع کئے۔ اگر دونوں سے پھل مراد ہے اور دو مسجدیں اور شہر مراد ہونگے صورت میں ان کی شرافت کا بیان کیا اور تمہیں معلوم ہے کہ یہ جواب بظاہر پُرخلل ہونے کے ساتھ تیسرے شبہہ کو زائل نہیں کرتا، کیونکہ یہ اشیا جن کی قسمیں قرآن میں کھائی گئی ہیں اور جن میں سے "المعادیات" گھوڑے دوڑنے والے "الجواری"

ومنها العاديات ضبحاً" والجواري الكنس، والليل، والصبح، والتين والزيتون ليست من الجلالة بمكان يقسم بها خالقها وربها ان كان القسم لاجل شرافتها (الامعان فی اقسام القرآن)	الکنس، سیارات مختفی، اللیل، الصبح اور التین والزیتون جلالت کے ایسے مقام میں ہیں جنکی قسم ان کا خالق کھائے اور انکی شرافت کی ماتحت قسم کھائی ہو۔

پروفیسر موصوف نے سارا زور اس امر پر صرف کیا ہے کہ مقسم بہ کے لئے اشرف و اکرام ضروری نہیں اور فرمایا کہ مقسم بہ کے لئے عظمت کو لازم تسلیم کرنے ہی سے علماء پر حقیقت کا انجلاء نہ ہوا۔ مگر جبکہ ہر مخلوق میں کوئی نہ کوئی ایسی خوبی کہ جس سے اس کی جلالت شان ظاہر ہوتی ہے انکار نہ کرسکے تو آپ کو خاص اس مقام پر جلالت سے انکار کرنا پڑا جو خدائے عظیم کے قسم کھانے کے شایان شان ہو۔ پروفیسر صاحب علامہ ابن قیم کا مقسم بہ میں تعظیم ماننے پر تحریر فرماتے ہیں۔

ولكن الشبهة ليست في محض شرافة بعض الاشياء فرب صغير كبير ورب ضئيل نبيل لاختلاف الاعتبارات بل الشبهة وقعت في موضع ما يقسم به الرب تعالى شانه علواً كبيراً (امعان صلا)	لیکن شبہہ بعض اشیاء کی محض شرافت میں نہیں ہے اس لئے کہ بہتیرے چھوٹے بڑے ہیں اور بہت سے حقیر بزرگ ہیں مختلف اعتباروں کی حیثیت سے بلکہ شبہہ اس امر میں ہے کہ خدائے عالی شان وجل وعلی کی قسم کھانیکے موقع میں یہ چیز یں رکھی جاسکتی ہیں یا نہیں۔

مگر آپ نے اس مرتبہ عظمت کی تحدید نہیں فرمائی کہ مخلوق فلاں مرتبہ میں پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کا اس مخلوق کی قسم کھانا جائز ہوگا، اور اگر آپ کی مراد یہ ہو کہ کسی شئے میں اس درجہ کی شرافت ہی نہیں جو خالق کائنات کی قسم کے لئے سزاوار ہو تو پھر آپ نے پیغمبر علیہ السلام کی حیات کی قسم کو کیوں جائز رکھا ہے " القسم وجہ الاکرام" کے عنوان کے ماتحت تحریر فرماتے ہیں ۔

انه اذا اضيف المقسم به الى المخاطب دل على الاكرام كقوله تعالى لعمرك انهم لفي سكرتهم يعمهون" فاكرم الله نبيه بهذا الخطاب۔	یعنی مقسم بہ کو جب مخاطب کی طرف مضاف کیا جائے تو مقسم بہ کے اکرام و تعظیم کو بتاتا ہے جیسا اللہ کا قول قسم تمہارے جان کی کہ بیشک وہ لوگ اپنی مستیوں میں مدہوش تھے پس اللہ نے اس خطاب سے اپنے پیغمبر کی تکریم کی۔

اور اسی کے پہلے لکھتے ہیں۔

الاول ان المقسم به في هذه الاقسام	یعنی پہلا امر یہ ہے کہ ان قسموں میں مقسم بہ اگرچہ متکلم

و ان کان عند المتکلم کریما مضنونا به لکنه لایکون مما یعبد و یقدس۔	کے نزدیک کریم و عزیز ہے لیکن مقدس و معبود نہیں ہے۔

اب اس کے بعد اگر تحدید کی جائے کہ انبیاء علیہم السلام کے مرتبہ و شان کے مخلوق کی قسم تو ہو سکتی ہے مگر اس درجہ کے نیچے کی قسم جائز نہیں اور چونکہ انبیاء کے برابر کوئی مخلوق نہیں اس واسطے غیر انبیاء کی قسم جائز نہیں تو اول اس تخصیص کی دلیل چاہئے۔ دوسرے آپ کا تیسرا شبہہ کہ غیر اللہ کی قسم کی ممانعت ہے تو پھر خود اللہ تعالیٰ کا غیر اللہ کی قسم کھانے کے کیا معنی۔ باقی رہ جاتا ہے جیسا کہ آپ نے امام رازی پر قسم کو شرافت تنبیہ قرار دینے کی صورت میں اس شبہ کے علی حالہ رہ جانے کا اعتراض کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بندوں کے احکام کے دائرہ میں خدائی شان محدود نہیں۔ دیکھو بندوں کو اپنی بڑائی جتانا اپنی بڑائی کی خاطر جائز نہیں اور خدائے پاک کے لئے سزاوار۔

هو الله الذی لا اله الا هو الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار المتكبر۔ (سورۃ الحشر)

پس اسی طرح غیر خدا کی قسم کھانے کی ممانعت کے حکم میں خداوند عالم داخل نہیں وہ چاہے تو کسی مخلوق کی قسم کھا کر اس کا اکرام ظاہر فرما دے اس میں نہ کوئی شرعی قباحت لازم آتی ہے اور نہ عقلی اور جو بعض ایسی چیزوں کی قسم قرآن پاک میں وارد ہے کہ بہ ظاہر شرافت و کرامت کے لباس سے عاری ہے تو اس کی یہ شرافت کیا کم ہے کہ اس کو اللہ نے قسم کھا کر نوازا پھر اس اعزاز کے تہ میں کتنی مخفی خوبیاں ہیں جسکی طرف خود قرآن پاک کا اشارہ ہے۔

فلا اقسم بمواقع النجوم وانه لقسم لو تعلمون عظيم۔ یعنی میں قسم کھاتا ہوں ستاروں کے مقام غروب کی اور بیشک یہ بڑی قسم ہے اگر تم کو علم ہے، بروج یا مغارب و مشارق کی قسم کھانیکو قسم عظیم فرمانے میں صرف اشارہ ہی نہیں بلکہ صراحت ہے کہ مقسم بہ کی عظمت ہے۔

زمخشری لکھتے ہیں۔ "لایقسم بالشئ الا اعظاما له" اور اسی آیت صدر کو دلیل میں پیش کیا ہے۔

پروفیسر صاحب نے امام رازی کے نکات اقسام پر جرح کرنے کے بعد علامہ ابن قیم کی طرف توجہ کی ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔

لم يصنع العلامة ابن قيم كتابه على شكل المجادلة فيذكر الشبهات ويجيب عنها لكنه بحث عن حكمة القسم فی القرآن وبين فيه ما يزيل الوهم ويحسم جراثيم الاعتراض وركن الى الجواب الذی استحسنه ولكنه مثل الرازی لم يتمسك	علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب مجادلہ کے طرز پر نہیں لکھی کہ شبہوں کا ذکر کریں اور ان کے جوابات لکھیں بلکہ انھوں نے قرآنی قسموں کی حکمت بیان کی ہے اور ایسا کچھ لکھا ہے کہ وہم کو زائل کر دے اور اعتراض کی جڑوں کو منقطع کر دے اور ایسا جواب دیا ہے کہ جس کو میں مستحسن سمجھتا ہوں لیکن رازی

بہ کل القسك فذبذب بين الامرين وهو فى كتابه ربمايشرع فى تفسيرالسور التى فيها القسم ويخرج من قول الى قول (اسمان صـ)	کی طرح پوری گرفت سے کام نہیں لیا۔ پس مذبذب ہو کر رہ گئے اور اپنی کتاب میں بسا اوقات ان سورتوں کی تفسیر شروع کر دیتے ہیں جن میں قسمیں ہیں اور ایک قول کو دوسرے قول کی طرف چلے جاتے ہیں۔

مقسم بہ اور مقسم علیہ کے نکات بیان کرنے کے ساتھ قرآن کی تفسیر کرنا اور تفسیر کے سلسلے میں آیت کا دو تین محمل اور مطلب بتانا علمائے متقدمین کے باہم اختلاف آراء پر روشنی ڈالنا جو وسعت معلومات کا ذریعہ بن کر ناظرین کے سامنے آیت کا پورا نقشہ پیش کرتا ہے اور آیت کے معنی کا انکشاف تام ہو جاتا ہے۔ نہ معلوم اس میں کونسا تذبذب ہے اور اگر یہ مقصد ہے کہ کبھی جواب قسم کا مذکور ماننا اور کبھی محذوف اور پھر محذوف کی صورت میں کبھی اس کا مراد ہونا اور کبھی مقسم علیہ سے قطع نظر خود مقسم بہ کو مقصود قرار دینا یہ تذبذب کی بات ہے تو ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ مقامات کے اختلاف سے اگر یہ مختلف صورتیں پیدا ہوں تو یہ تذبذب نہیں بلکہ عین بلاغت ہے۔

علامہ ابن قیم کی کتاب سے اب یہاں چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

اس بات کے بتانے کے بعد کہ قرآن میں قسم اصول ایمان پر کھائی جاتی ہے اس سلسلے میں کبھی توحید پر اور کبھی حقیقت قرآن پر اور کبھی حقانیت رسول پر اور کبھی جزا و وعدہ و وعید پر اور کبھی انسان کے احوال پر جو جزائے اعمال کی طرف راجع ہے۔

احوال انسان پر قسم کھانے کی مثال دیتے ہوئے تفسیر فرماتے ہیں۔

واما القسم على احوال الانسان فكقوله تعالىٰ والليل اذا يغشىٰ والنهار اذا تجلىٰ وما خلق الذكر والانثىٰ ان سعيكم لشتىٰ الآية۔ و لفظ السعى هو العمل لكن يراد به العمل الذى يهتم به صاحبه ويجتهد فيه بحسب الامكان فان كان يفتقر الى عدو بدنه عدا۔ وان كان يفتقر الى تفرغ له وترك غيره فعل ذالك فلفظ السعى فى القرآن جاء بهذا الاعتبار ليس هو مرادفا للفظ العمل كما ظنه طائفة بل هو	اور بہرحال انسان کے احوال پر قسم کھانے کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے۔ واللیل اذا یغشیٰ والنہار اذا تجلیٰ وما خلق الذکر والانثیٰ ان سعیکم لشتیٰ الآیۃ۔ سعی کے معنی عمل کے ہیں لیکن عمل سے مراد ایسا عمل ہے جس میں اہتمام کیا جائے اور امکان بھر جد و جہد ہو پس اگر اس میں بدن کو تیز حرکت دینے کی ضرورت ہے تو دوڑے اور اگر اس کے لئے فراغت حاصل کرنے کی حاجت ہو تو دوسرے کاموں کو چھوڑ کر فراغت حاصل کرے پس قرآن میں سعی کا لفظ اسی معنی میں آیا ہو لفظ عمل کا مرادف و ہم معنی نہیں ہے جیسا کہ ایک جماعت کا خیال ہے بلکہ سعی مخصوص عمل کو کہتے ہیں جس کے لئے عمل کرنیوالا اہتمام کرے اور جد و جہد

عمل مخصوص يهتم به صاحبه ويجتهد فيه ولهذا قال فى الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وقد ثبت فى الصحيح عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال اذا اقيمت الصلوة فلا تاتوها تسعون واتوها تمشون وعليكم السكينة فما ادركتم فصلوا وما فاتكم فاقضوا فنهاه عن السعى الى الصلوة فان الله امر بالسعى اليها بل نهاهم ان ياتوا اليها يسعون نهاهم عن الاتيان المتصف بسعى صاحبه الاتيان فعل البدن وسعيه عدو البدن وهو منهي عنه واما السعى المامور به فى الآية فهو الذهاب اليها على وجه الاهتمام بها والتفرغ لها عن الاعمال الشاغلة من بيع وغيره والاقبال بالقلب على السعى اليها وكذلك قوله فى قصة فرعون لما قال له موسى هل لك الى ان تزكى واهديك الى ربك فتخشى فاراه الآية الكبرى فكذب وعصى ثم ادبر يسعى فحشر فنادى فهذا اهتمام واجتهاد فى حشر رعيته ومناداته فيهم وكذلك قوله تعالى واذا تولى سعى فى الارض ليفسد فيها هو عمل بهمة واجتهاد ومنه سمي الساعى على الصدقة والساعى على الارملة واليتيم ومنه قوله تعالى ان سعيكم لشتى ـ وهو العمل الذى يقصده صاحبه ويعتنى به ليترتب عليه ثواب وعقاب بخلاف المباحات المعتادة فانها لم تدخل فى هذا السعى انتهى ـ

کرے اور یہی وجہ ہے کہ سورۂ جمعہ میں خدائے تعالیٰ نے فاسعوا الیٰ ذکر اللہ فرمایا اور یہ اس قرأت سے بہتر ہے جس نے فامضوا الیٰ ذکر اللہ کی قرأت کی ہے۔ اور صحیح حدیث میں نبیؐ سے ثابت ہو کہ آپؐ نے فرمایا کہ جب نماز کی اقامت ہونے لگے تو دوڑ کر نہ آؤ بلکہ چلکر آؤ اور اطمینان کو پیش نظر رکھو پس جو کچھ تمکو امام کے ساتھ مل جائے پڑھو اور جو نہ ملے اسکو پڑھ کر پوری کرلو تو یہاں نماز کی سعی کرنے سے ممانعت نہیں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو نماز کی سعی کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ رسولؐ نے سعی کے ساتھ آنیکی ممانعت فرمائی اور آنا بدن کا کام ہے تو آنے کی سعی کے معنی ہوں گے بدن کو تیز حرکت میں لانے اور دوڑنے کے اور یہی چیز ممنوع ہے اور بہرحال سعی جس کا آیت میں ہمکو امر ہے تو اس کے معنی ہیں جمعہ کی نماز کے لئے اہتمام کے ساتھ جانا اور دوسرے اعمال خرید و فروخت وغیرہ سے دل کو فارغ کر کے نماز کی طرف قلب کو متوجہ کرنے کی سعی کرنا۔

اور اسی طرح فرعون کے قصہ میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے جبکہ حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ کیا تجھے رغبت ہے کہ پاک صاف ہو اور خدا کا راستہ دکھا دوں کہ خوف و خشیت حاصل ہو پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسکو بڑی نشانی (معجزہ) دکھائی تو اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی پھر اہتمام کے ساتھ پیٹھ پھیری اور لوگوں کو جمع کر کے آواز دی پس اس سعی کے معنی ہیں کہ رغبت کو جمع کرنے میں اور ان کو پکار کر کہنے میں اہتمام کیا اور جد و جہد کی اور اسی طرح اللہ کا قول یہ بھی ہے، اور جب وہ لوٹکر جائے تو اہتمام کے ساتھ زمین میں فساد پھیلائے اور اسی معنی کر کے تحصیلدار زکوۃ اور یتیم و بیوہ کی خدمت و مدد کرنے والے کو ساعی کہا تا ہے اور اسی معنی میں "ان سعیکم لشتّٰی" اللہ کا قول ہے۔ یعنی وہ کام جس کا کرنے والا قصد و اعتنا سے کرتا ہے کہ اس پر ثواب و عقاب مترتب ہو اور جو عمل مباح عادۃً کیا جاتا ہے وہ سعی کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔

یہاں علامہ نے انسان کے حال پر قسم کھانے کی مثال پیش کرنے کے ساتھ سعی کے لفظ کی تحقیق کرکے ایک زبردست علمی وادبی مضمون کا افادہ فرمایا کہ اس کے متعلق ہر سمجھدار فیصلہ کرسکتا ہے کہ ایسی تفسیر وتحقیق کی طرف توجہ کرنا بے موقع نہیں۔ چونکہ مثال میں ایک لفظ قابل اعتنا سامنے آگیا۔ نیز بظاہر قرآن وحدیث میں بھی تعارض تھا اس لئے اس پر روشنی ڈالنا حسب حال ضرور تھا پھر اس کو بھی دیکھو کہ بیان میں کسقدر تسلسل ہے نہ ادھر اُدھر بہکنے کا شبہ کیا جا سکتا اور نہ ایک قول سے ہٹکر دوسرے اور تیسرے قول کی طرف رجوع کرنے کا الزام دیا جا سکتا۔

دوسرا نمونہ جس میں علامہ ابن قیم نے جواب قسم کے محذوف ومذکور ہونے پر بحث کرتے ہوئے مثال میں قرآن پاک کی آیتوں کو پیش کیا ہے

والجواب يحذف تارة ولا يراد ذكره بل يراد تعظيم المقسم به وانه مما يحلف به كقول النبيؐ من كان حالفاً فليحلف بالله اوليصمت ثم قال بعد اسطر تارة يحذف الجواب وهو مراد اما لكونه قد ظهر وعرف اما بدلالة الحال كمن قيل له كل فقال لا والله الذي لا اله الا هو او بدلالة السياق واكثر ما يكون هذا اذا كان في نفس المقسم به ما يدل على المقسم عليه فيكون حذف المقسم عليه ابلغ واوجز كمن اراد ان يقسم على ان الرسول حق فقال والذي ارسل محمداً بالهدى ودين الحق وايده بالآيات البينات واظهر دعوته واعلى كلمته ونحو ذلك فلا يحتاج الى ذكر الجواب استغناءً عنه بما في القسم من الدلالة عليه ثم قال بعد ايراد الامثلة المتعددة لذلك فمن هذا قوله تعالى ص والقرآن ذي الذكر فان في المقسم به من تعظيم القرآن ووصفه بانه ذي الذكر المتضمن لتذكير العباد ما يحتاجون اليه والشرف والقدر ما يدل على المقسم عليه

اور جواب کبھی محذوف ہوتا ہے اور اس کے ذکر کرنیکا ارادہ بھی نہیں ہوتا بلکہ اس قسم سے مقصود قسم بہ کی تعظیم ہوتا ہے اور یہ بتانا ہے کہ حلف کے لائق یہی قسم بہ ہے جیسے نبی صلعم کا فرمان ہے کہ جو حلف کرنا چاہے تو اس کو اللہ کی قسم کھانی چاہئے ورنہ سکوت اختیار کرے پھر چند سطر کے بعد لکھتے ہیں اور کبھی جواب محذوف ہونے کیساتھ ارادہ میں مذکور ہوتا ہے یا تو اس وجہ سے کہ وہ ظاہر ومعروف ہے یا زبان حال گویا ہے جیسے کسی کو کہا گیا کہ کھانا کھاؤ تو اس نے جواب میں کہا کہ نہیں قسم اس خدا کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں یا طرز کلام دال ہے اور یہ زیادہ تر اس وقت ہوتا ہے جبکہ مقسم بہ مقسم علیہ پر دلالت کرنیوالا کچھ ہو اور قرآن کی یہی روش ہے کیونکہ مقسم بہ کے ذکر سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے پس مقسم علیہ کے حذف کردینے میں بلاغت بڑھ جاتی ہے اور بہت ایجاز بھی ہو جائیگا مثلاً ایک شخص چاہتا ہو کہ رسول کے حق ہونے پر قسم کھائے تو اس طرح قسم کھاتا ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلعم کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا اور کھلی نشانیوں (معجزات) سے تائید کی اور ان کی دعوت کو فروغ دیا اور ان کے کلمہ کو بلند وبالا کیا وغیرہ تو جواب قسم ذکر کرنے کی ضرورت نہیں اسلئے قسم کے الفاظ اسپر دلالت کرنیکے لئے کافی ہیں پھر اور چند مثالوں کے بعد فرماتے ہیں کہ اس نوع میں سے "ص والقرآن ذی الذکر" ہے کیونکہ مقسم بہ میں قرآن کی عظمت کا بیان ہے اور اس کی تعریف میں پند ونصیحت والا کہہ کر اس کے ضمن میں بندوں کی نصیحت کی ضرورت کو پورا اور قدر ومنزلت کی

وکونہ حقا من عند اللہ غیر مفتری کما یقول الکافرون وھذا معنیٰ قول کثیر من المفسرین متقدمیھم ومتاخریھم ان الجواب محذوف تقدیرہ ان القرآن حق وھذا مطرد فی کل ما شانہ ذالک ۔

واما قول بعضھم ان الجواب قولہ تعالیٰ کم اھلکنا من قبلھم من قرن فاعترض بین القسم والجواب بقولہ "بل الذین کفروا فی عزۃ وشقاق" فبعید لان کم لا یتلقیٰ بھا القسم فلا تقول واللہ کم انفقت مالاً، وباللہ کم اعتقت عبداً وھؤلاء لما لم یخف علیھم ذالک احتاجوا ان یقدروا ما یتلقیٰ بھا الجواب ای لکم اھلکنا ثم قال بعد تردیدہ لاقوال اخریٰ واقرب ما قیل فی الجواب لفظا وان کان بعیدا معنی عن قتادۃ وغیرہ انہ فی قولہ بل الذین کفروا۔

کما قال "ق والقرآن المجید بل عجبوا ان جاءھم منذر منھم" وشرح ھذا القول النظم فقال معنی "بل" توکید الخبر الذی بعدہ فصار کان الشدیدۃ فی تثبیت ما بعدہ وقیل ھھنا بمنزلۃ ان لانہ یوکد ما بعدہ من الخبر وان کان لہ معنی سواہ فی نفی خبر متقدم فکانہ عزوجل قال "ص والقرآن ذی الذکر ان الذین کفروا فی عزۃ وشقاق" کما تقول واللہ ان زیداً لقائم قال وحج

شان دکھانیکا بیان بھی آگیا ان سب سے مقسم علیہ کا صاف پتہ چل گیا کہ یہ کتاب حق ہے، خدا کے یہاں سے آئی ہے، بندوں کی گڑھی ہوئی نہیں ہے جیسا کہ کافروں کا خیال ہے۔ اور یہی مطلب ہے سارے متقدمین ومتاخرین مفسرین کے قول کا کہ یہاں قسم کا جواب محذوف ہے اور وہ جواب یہ ہے کہ قرآن حق ہے اور یہ ہر اس مقام میں جاری ہوگا جس کی ایسی شان ہوگی۔

اور بہرحال بعض کا یہ خیال کہ جواب قسم اللہ کا قول "کم اھلکنا من قبلھم من قرن" ہے اور قسم وجواب قسم کے درمیان "بل الذین کفروا فی عزۃ وشقاق" جملہ معترضہ آگیا ہے تو یہ خیال بعید ہے اسلئے کہ جواب قسم کم کے لفظ سے شروع نہیں کیا جاتا دیکھو تمہارا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا "واللہ کم انفقت مالا وباللہ کم اعتقت عبداً" اور یہ بعض حضرات ایسے نہ تھے جنھیں اسکی واقفیت نہ ہو اس واسطے ان کو ضرورت محسوس ہوئی کہ جواب قسم جن لفظوں سے شروع ہوتا ہے ان میں سے کسی کو مقدر مانیں تو کہا کہ اصل میں لکم اھلکنا ہے۔ پھر علامہ نے اور چند دوسرے اقوال کی تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ معنوی اعتبار سے بعید ہونے کے ساتھ لفظی حیثیت سے سب سے قریب تر قتادہ وغیرہ کا قول ہے اور وہ یہ کہ "بل الذین کفروا" یہی جواب قسم ہے۔

جیسا کہ ق والقرآن المجید میں ہے اور نظم والوں نے اس عبارت کی شرح میں بیان کیا کہ بل کا لفظ بعد والی خبر کی تاکید کے لئے آتا ہے پس یہ بل انّ مشددہ کی طرح اپنے مابعد کی تحقیق کے لئے آیا ہوا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بل کا لفظ یہاں بمنزلہ انّ کے ہے کیونکہ بل اپنے مابعد کی خبر کو موکد کرنے کیلئے آتا ہے اگرچہ اس کے سوا مزید بات اس میں یہ بھی ہے کہ اپنے ماقبل کی نفی کرتا ہے پس گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "ص والقرآن ذی الذکر ان الذین کفروا فی عزۃ وشقاق" جیسا تم کہتے ہو واللہ ان زیداً لقائم اور پھر دلیل میں بیان کیا کہ یہ عبارت گرچہ ایسی ہے کہ عربیت کے

صاحب هذا القول بان هذا النظم وان لم يكن للعربية فيه اصل ولا لها رسم فتحمل ان يكون نظماً احدثه الله عز وجل لما بينا من احتمال ان يكون بل بمعنى ان. انتهى بهذا القدر

لحاظ سے اس کے لئے کوئی اصل ونقش نہیں ہے لیکن ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اسلوب نظم کی ایجاد کی ہو جس کی وجہ وہی ہو جو میں نے بیان کیا کہ بل انّ کے معنیٰ کا محتمل ہے"۔

دیکھو کہ علامہ نے سورہ "ص" میں جواب قسم کے محذوف ہونے کو کس خوبی سے بیان کیا پھر مخالفین کے اقوال و توجیہات کی تضعیف کی طرف توجہ کی اور اسکو تفصیل سے لکھا لیکن سب تفصیل کو میں نے طوالت کے خیال سے نقل نہیں کیا جسکی خواہش ہو تبیان اٹھاکر دیکھ لے مجھ کو تو اس مختصر اقتباس سے دکھانا تھا کہ علامہ کے بیان میں نہ تذبذب ہے نہ تشتت۔

چنانچہ خود پروفیسر مرحوم بھی آگے چلکر تذبذب کی نفی فرماتے ہیں۔

ولا يخفى عليك الفرق بين طريق الرازي الذي اشاره الى اجوبة مختلفة ربما يناقض بعضها بعضا وبين طريق ابن قيم الذي عمد الى نهج واحد اجتهد ان يعول عليه في جميع الاقسام وهذا الطريق احسن۔ امعان صـ۲۳

اور تم پر مخفی نہیں ہے جو رازی اور ابن قیم کے جواب کے طریقوں میں فرق ہے۔ رازی نے مختلف جوابات دئے ہیں جو آپس میں ٹکراتے ہیں اور ابن قیم نے ایک روش اختیار کی ہے اور ساری قسموں میں اسی پر اعتماد کرنیکی جہد کی ہے۔ اور یہی طریقہ اچھا ہے۔

اس کے بعد پروفیسر صاحب مرحوم تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ کے جواب کا مدار دو اصل پر ہے۔ پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور دلائل ذات کی قسم کھاتا ہے اور مخلوقات کی قسم بھی خدا کی ذات کی قسم کی طرف راجع ہے اس لئے کہ یہ سارے مخلوقات دلائل ہیں۔ مگر علامہ نے مقسم بہ کو کبھی عین مقصود قرار دیکر جو مقسم بہ کی عظمت کا اقرار کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ خدا نے اپنی ذات خداوندی کے سوا کی قسم کھائی۔ پس جو غیر اللہ کی قسم کھانیکا شبہ زائل کرنا چاہتے تھے اپنی جگہ قائم رہا اور یہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ باری تعالیٰ نے جس مخلوق کی بھی قسم کھائی ہے اس کی شرافت کی جہت ملحوظ ہے اور ہر مخلوق میں کوئی نہ کوئی عظمت وشرافت ضرور ہے لیکن بحث اس میں ہے کہ وہ شئے خدا کی قسم کھانیکے لئے بھی سزاوار ہے یا نہیں؟

جبکہ مخلوق میں شرافت موجود ہونے کیساتھ خدا کی خالقیت، ربوبیت اور قدرت پر دلالت کی جہت بھی حاصل ہے تو بحیثیت دلالت قسم کھانے میں تو عین آیات خداوندی کی قسم ہوئی۔ جو ذات باری کی قسم کھانیکی طرف راجع ہے، اس وقت غیر اللہ کی قسم کھانیکا شبہہ کہاں۔ علاوہ اس کے علامہ ابن قیم نے تو کسی شبہہ کا ذکر ہی نہیں کیا ہے وہ اپنی کتاب کا آغاز ان لفظوں سے کرتے ہیں

"وهو سبحانه يقسم بامور على امور وانما يقسم بنفسه الموصوفة بصفاته وآياته المستلزمة لذاته وصفاته واقسامه ببعض المخلوقات دليل على انه من عظيم آياته"

اللہ سبحانہ بعض چیزوں پر بعض کی قسم کھاتا ہے اور وہ بس اپنی ذات ستودہ صفات کی قسم کھاتا ہے اور ان آیات کی جو ذات وصفات کو مستلزم ہیں اور اس کا بعض مخلوقات کی قسم کھانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ خدا کی بڑی نشانیوں میں سے

پھر جہاں جہاں مخلوقات کی قسمیں قرآن پاک میں وارد ہیں تفصیل سے ان کے دلائل ربوبیت و وحدانیت اور قدرت وغیرہ ہونے پر روشنی ڈالی ہو اب ہو سکتا ہو کہ اس سوال کی مراد وہ ہو جو پروفیسر مرحوم نے سمجھا ہے کہ مخلوقات کی قسم خدا کی ذات ہی کی ہے اس لئے کہ وہ آیات اللہ ہیں اور غرض اس توجیہ سے غیر اللہ کی قسم کے شبہ کو دفع کرنا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ مقسم بہ کی تعیین مقصود ہو کہ ان مخلوقات کی قسم کھانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات پر دلیلیں قائم کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ باقی اس صورت میں غیر اللہ کی قسم کھانیکا لزوم تو اسکا کوئی مضائقہ نہیں ممانعت انسانوں کے لئے ہے نہ کہ خدا کے لئے جیسا کہ امام رازی کے سلسلہ بحث و تنقید میں گذر چکا۔ جب تک پہلی شق متعین نہ ہو پروفیسر مرحوم کا اعتراض بجا نہیں۔

علامہ ابن قیم نے جواب کا دوسرا اصل پروفیسر مرحوم نے یہ بیان کیا ہو کہ مخلوق کی ساری قسمیں مقسم علیہ پر دلیلیں ہیں اور سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس توجیہ سے غرض دوسرے شبہ "قسم کے غیر مفید ہونے کے اعتراض" کا جواب دینا ہے اور فرماتے ہیں کہ بیشک علامہ اکثر آیتوں میں اس مقصد کے اندر کامیاب ہو گئے لیکن بعض جگہ مشکل پڑی تو مقسم علیہ کو محذوف مان کر صفات خداوندی یا اس قسم کی چیزوں پر دلیل قائم کرنا پڑا مگر اس کمزوری کے باوجود اور قسم بہ کی عظمت کے قائل ہونیکے ساتھ بھی اپنی کتاب کے اکثر مواقع میں ٹھیک نشانہ پر یا اس کے قریب قریب لگ گئے ہیں جس مشکل کی وجہ سے علامہ نے مقسم علیہ کو محذوف مانا ہے اس مباحث کی صورت پروفیسر اعظم گڈھی کے یہاں مان لیا ہے مانا کہ آپکی تحقیقات کی روشنی میں مقسم علیہ کی صراحت ضروری نہیں اور یہ بھی تسلیم کر لیا کہ قسم کے معنی محض تاکید و عزم کے ہیں اور یہ بھی مسلم کہ مخلوقات کی قرآنی قسمیں آیات و دلائل ہیں یہ خدائی صفات کی قسمیں نہیں ہیں اور یہ بھی بر سر و چشم کہ یہ قرآنی قسمیں اقسام تعظیمیہ سے الگ رہکر خاص نوع کی قسمیں ہیں جو شواہد کی حیثیت رکھتی ہیں مگر کیا ان امور کی وجہ سے کلام عرب کی خصوصیتیں بھی جاتی رہیں گی بلکہ کلام عرب کی خصوصیت نہیں خود قسم کا مقصود بھی فوت ہو جائیگا آخر قسم جب تاکید و عزم کا فائدہ دیتی ہے یا دلیل و شواہد کا تو اس کیلئے کچھ موکد و مدلول بھی ہونا ضروری ہے اور کبھی قسم کے بعد جو جملہ و قول مذکور ہوتا ہے وہ عربی قاعدہ سے یا نفس مفہوم کے لحاظ سے مدلول و موکد بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ بس ظاہر ہے کہ لامحالہ کچھ ماننا ہی پڑیگا جسکو یا قسم ہی سے اخذ کر کے مدلول و موکد کہہ لو یا جواب قسم کہکر محذوف مان لو ان دونوں میں غایت کے لحاظ سے چنداں فرق نہیں ایسی خاص قسم کی توجیہ میں علامہ اور پروفیسر دونوں کے اقتباس پیش ہیں ملاحظہ ہو۔ قولہ تعالیٰ

ص والقرآن ذی الذکر بل الذین کفروا فی عزۃ وشقاق فاکتفی بالجملۃ الانشائیۃ واجتنب الخبریۃ وقد فرغ عنها بما ذکر فی القسم من صفۃ القرآن کانہ قیل قد شہد القرآن انہ لذکر و نصح لهم تحذر کرمن خصائلهم مالا ینکروا منها۔ (امعان للاعظم گڈھی ص۴۶)

وقال العلامہ ابن القیم۔

ص والقرآن ذی الذکر الآیۃ میں اللہ تعالیٰ نے جملہ انشائیہ یعنی قسم پر اکتفا کیا اور جملہ خبریہ یعنی جواب قسم کو ذکر نہیں کیا کیونکہ قسم میں جو قرآن کی صفت بیان کی ہے اس سے جواب قسم کا پتہ چل گیا جس کے باعث اس سے فراغت ہو گئی گویا یوں کہا گیا "قرآن شاہد ہے کہ بیشک یہ لوگوں کے واسطے پند و نصیحت ہے، اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے کافروں کے وہ خصائل بیان کئے ہیں جنکا انھیں انکار نہیں۔

ومن هذا قوله تعالیٰ ص والقرآن ذی الذکر فان فی القسم به من تعظیم القرآن ووصفه بانه ذی الذکر المتضمن لتذکیر العباد وما یحتاجون الیه وللشرف والقدر ما یدل علی المقسم علیه وکونه حقا من عند الله غیر مفتری کما یقوله الکافرون وهذا معنی قول کثیر من المفسرین متقدمیهم ومتأخریهم ان الجواب محذوف ۔

اسی نوع سے یعنی جب مقسم بہ میں مقسم علیہ پر دلالت کرنے کی شان موجود ہو تو جواب قسم کی حاجت نہیں پڑتی۔ "اللہ تعالیٰ کا قول ص والقرآن ذی الذکر ہے کیونکہ مقسم بہ میں قرآن کی تعظیم ہے اور اسکی تعریف میں نصیحت والا کہکر اس کے ضمن میں بندوں کی نصیحت کی ضرورت پوری کرنے اور قدر و منزلت کی شان دکھانے کا بیان بھی آگیا جس سے مقسم علیہ کا پتہ بھی چل گیا کہ وہ حق ہے اور اللہ کے یہاں سے آیا ہے آدمیوں کی گڑھی ہوئی چیز نہیں ہے جیسا کہ کفار کہتے ہیں اور یہی مطلب ہے متقدمین و متاخرین مفسرین کا جو یہ فرماتے ہیں کہ جواب محذوف ہے۔

ان دونوں عبارتوں میں غور کرو مفہوم واحد ہے ہاں اگر فرق ہے تو صرف اتنا کہ علامہ نے قرآن کے لئے شرف و منزلت بھی ثابت کیا ہے جیسا کہ قسم کا مقتضیٰ انکے خیال میں ہے اور اعظم گڑھی صاحب نے قسم کو شہادت قرار دیکر قرآن کی عظمت کا اظہار نہیں کیا اور اتنا فرق اور بھی کیا جاسکتا ہے کہ پروفیسر صاحب نے محض ذکر و نصیحت "لفظ قرآن" ہی کو مشہود بہ یا مقسم علیہ بتایا ہے مگر دونوں فاضلوں کا اسپر اتفاق ہے کہ جواب قسم یا مشہود بہ نفس مقسم بہ کا مدلول ہے اسلئے کہ بل الذین کفروا قاعدہ عربیت کے ماتحت بظاہر جواب قسم ہونیکی صلاحیت نہیں رکھتا اور یہی وجہ ہے کہ دونوں حضرات کو استنباط کی ضرورت محسوس ہوئی اور پروفیسر صاحب نے اس مقام میں جو اپنی استنباط کو مقسم بہ تک محدود رکھا ہے اس سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ دونوں فاضلوں کی تقریر میں بہت بڑا فرق ہے۔ دیکھو ق والقرآن المجید بل عجبوا ان جاءهم منذر منهم" میں پروفیسر صاحب بھی نفس مقسم بہ کے مضمون و مفہوم کے علاوہ مدلول بتاتے ہیں "فانه الی قد شهد القرآن انه لنذیر مبین من الله بالبعث ولکنهم ینکرونه لما یعجبون ان یاتی به منذر منهم" اگر محض مقسم بہ سے مدلول اخذ کیا جاتا تو یہ کہنا چاہیے تھا "شهد القرآن انه لمجید وعظیم کما قال فی ص شهد القرآن انه لذکر ونصح لهم" مگر یہ نہ کہا آگے کی آیت کے لفظ سے نذیر مبین کو مستنبط کیا اور مجد و شرف کو جو صراحۃً موجود ہے ترک کر دیا۔ کیا اسی طرح علامہ نے ص والی آیت میں ذکر و نصح پر اکتفاء نہ کی بلکہ دوسری آیت قرآنی " ویستنبؤنك احق هو قل ای وربی انه لحق" سے حقانیت قرآن کا مفہوم بھی لے لیا لان القرآن یفسر بعضه بعضا۔ اور اس استشہاد سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ ص والقرآن ذی الذکر میں قسم ہی مراد ہے نہ کہ شہادت اس لئے کہ اسی مضمون حقیقت کتاب کو رب کی قسم کھا کر قرآن نے دوسری جگہ بیان کیا ہے اور خدا نے رسول کو رب کی قسم کھا کر اس مضمون کے بیان کی تعلیم دی ہے اور جواب یہ کہنا کہ "وربی" "میں بھی رب کی شہادت" تو یہ ظاہر کے بالکل خلاف ہے کما لا یخفیٰ اور پھر قسم کا وجود ہی دنیا سے اٹھ جائیگا وهذا کما تریٰ اب ہم پروفیسر اعظم گڑھی کے تنقیدات کو ختم کرنے کیساتھ اپنے تبصرہ کو بھی ختم کرتے ہیں۔ اور آپ نے جو قسموں کے متعلق تحقیقات کی ہیں اسپر تبصرہ کرنے کیلئے ایک دوسری صحبت کی ضرورت ہے اگر فرصت ہوئی تو انشاء اللہ اس کے لئے بھی سعی کی جائیگی گرچہ اس کے بعض اہم پہلوؤں پر اسی تبصرہ کے ضمن میں کافی روشنی پڑ چکی ہے۔ آخر میں گذارش ہے کہ قرآن پاک کے عجائب ختم ہونیوالے کبھی ختم نہ ہوں گے۔ پروفیسر صاحب نے جو محنت و کاوش سے قرآن کے بعض علمی

خزانہ کو ایک جدید طرز سے ظاہر کیا ہے اس کی ہم قدر کرتے ہیں لیکن آپ نے جس عنوان سے پچھلے بزرگوں کی جمع کو تہ و بالا کرنے کی سعی کی ہے وہ غیر امتنانہ تھا اس لئے میں نے یہ سطریں لکھنے کی جرات کی تاکہ آیندہ نسلیں غلط فہمی میں نہ مبتلا ہوں۔

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم الامین وآلہ واصحابہ المھدیین الھادین۔

دارالعلوم دیوبند میں طلبہ کا سالانہ داخلہ

منجانب دارالعلوم دیوبند اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال بھی حسب معمول قدیم انشاءاللہ تعالے دارالعلوم ۹ر شوال سے کھل جائیگا۔ اور مقررہ اوقات پر داخلہ طلبہ شروع کر دیا جائیگا۔ امسال داخلہ طلبہ کی تفصیل یہ رہے گی کہ جدید طلبہ کا داخلہ حسب سابق ۹ر شوال سے شروع ہو کر ۲۵ر شوال تک جاری رہیگا لیکن قدیم طلبہ کا چونکہ امسال سالانہ امتحان تحریری نہیں ہوسکا اور ان کی آیندہ تعلیمی ترقی وغیرہ کے مسائل کا تصفیہ مجلس شوریٰ پر معلق رکھا گیا ہے جس کے اجلاس ۱۰ر شوال سے منعقد ہو رہے ہیں اسلئے ان قدیم طلبہ کا داخلہ ۱۵ر شوال کے بعد شروع ہوگا لیکن جو طلبہ تقریری امتحان دیچکے ہیں ان کا داخلہ بھی ۹ر شوال سے جاری ہو جائیگا۔

(محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند۔ ۱۷ر رمضان سنہ ۱۳۶۱ھ)

شکریہ ۔ اس سال شملہ کے بہی خواہوں کو دارالعلوم کی امداد کی طرف متوجہ کرنیکے لئے مولانا حافظ قاری سید سیف اللہ صاحب کو مرکز سے بھیجا گیا تھا حالانکہ اس سال شملہ کی آبادی کم ہونیکی وجہ سے وہاں سے بہت کم امداد کی توقع تھی لیکن سفیر صاحب موصوف کی انتھک سعی اور میاں ظفرالدین صاحب مولانا محمد امین صاحب۔ مولانا عبیداللہ صاحب چودھری ولی محمد صاحب اور دوسرے مخلصین دارالعلوم کی رہنمائی اور کوشش کی وجہ سے امسال سنین ماضیہ کے مقابلہ میں وہاں سے دارالعلوم کی امداد بہت زیادہ ہوئی فالحمد للہ علی ذلک۔ اللہ تعالیٰ ان معاونین کو اپنے انعام خصوصی سے نوازے۔

جالندھر میں ہمارے سفیر مولانا محمود احمد صاحب کے ساتھ عالیجناب ڈاکٹر حبیب احمد صاحب منہاس برادرس اور راؤ محمد صدیق صاحب قصبہ راہوں نے جس سرگرمی کیساتھ تعاون فرمایا ہے اس کا خدام دارالعلوم کے قلوب پر خاص اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے اور ان کے طرز عمل کو دوسروں کے لئے اسوہ بنائے۔

حافظ بشیر احمد صاحب دہامیوران مخلص نوجوانوں میں سے ہیں جو دارالعلوم کی بہی خواہی سے کسی وقت غافل نہیں رہتے یہی حال مولانا فاضل حبیب اللہ صاحب جالندھری اور مولانا عزیز احمد صاحب جامعی فاضل دیوبند کا ہے۔ کارکنان دارالعلوم ان تمام حضرات کا بصمیم قلب شکریہ ادا کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ جس طرح یہ حضرات اللہ کے اس سب سے ضروری کام میں امداد فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ بھی ہر حال میں ان کی مدد فرمائے۔

(احقر عبدالوحید ناظم شعبہ تنظیم و ترقی دارالعلوم دیوبند)

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۷	۴۴۲۲	محمد شریف خانصاحب موضع سورہ غازیپور	لعہ	دوامی بہی خواہ
۱۸	۴۴۲۷	احمدی بی بی صاحبہ "	لعہ	"
۱۹	۴۴۲۸	محمد یوسف خانصاحب مدرس "	لعہ	"
۲۰	۴۴۲۹	منجانب مہدی بن بی صاحبہ "	لعہ	"
۲۱	۴۴۳۰	منظور احمد صاحب محکمہ ریلوے "	للعہ	"
۲۲	۴۴۳۲	خواجہ محمد وصی صاحب آدم "	عا	"
۲۳	۴۴۵۳	الطاف الرحمن صاحب نیا بانس دہلی	۲ر	"
۲۴	۴۴۵۴	محمد سمیع صاحب کوچہ چیلاں "	۲ر	"
۲۵	۴۴۵۵	محمد عثمان صاحب قصاب پورہ "	۴ر	"
۲۶	۴۴۵۶	محمد اشفاق صاحب پل بنگش "	۴ر	"
۲۷	۴۴۵۷	شیخ نور احمد صاحب دوکان بیل فیتہ "	۲ر	"
۲۸	۴۴۵۸	عبدالستار صاحب بیری والا باغ "	۱ر	"
۲۹	۴۴۵۹	عتیق الرحمن صاحب "	۲ر	"
۳۰	۴۴۶۰	عبدالغفار صاحب "	۱ر	"
۳۱	۴۴۶۱	منشی عبدالرحمن صاحب "	۲ر	"
۳۲	۴۴۶۲	نصیرالدین صاحب محلہ تیلی واڑہ "	۴ر	"
۳۳	۴۴۶۳	حکیم محمد اسحٰق صاحب قصاب پورہ "	۴ر	"
۳۴	۴۴۶۴	محمد اشفاق صاحب "	۸ر	"
۳۵	۴۴۶۵	عبدالرشید صاحب پرچونیہ "	۴ر	"
۳۶	۴۴۶۶	مولوی عبدالرشید صاحب امام مسجد "	۴ر	"
۳۷	۴۴۶۷	حافظ محمد یونس صاحب "	۳ر	"
۳۸	۴۴۶۸	محمد نعیم صاحب چتلی قبر "	۴ر	"
۳۹	۴۴۶۹	بشیر احمد صاحب تاجر جوت لیبانان "	۸ر	"
۴۰	۴۴۷۰	محمد ایوب صاحب کارخانہ تختی باڑہ ہندوراؤ "	۱۰ر	"
۴۱	۴۴۷۱	حاجی محمد شفیع صاحب سبزی منڈی "	۴ر	"
۴۲	۴۴۷۲	عبدالرشید صاحب "	لعہ	"
۴۳	۴۴۷۳	مستری ظہورالدین صاحب "	۲ر	"
۴۴	۴۴۷۴	حافظ عبدالجلیل صاحب پنجاب اسٹور سرکنڈی "	۸ر	"
۴۵	۴۴۷۵	عزیز احمد صاحب بیری والا باغ "	۴ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۶	۴۴۸۳	حاجی کرم الٰہی صاحب تاجر جنت دہلی	صہ	دوامی بہی خواہ
۴۷	۴۴۸۵	حاجی محمد مصطفےٰ صاحب سلہ فروش "	عہ	"
۴۸	۴۴۸۷	حاجی محمد فاروق صاحب فتحپوری "	لعہ	"
۴۹	۴۴۹۵	شیخ غلام حسن صاحب رکابگنج ضلع فیض آباد	عا	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ
۵۰	۴۵۰۲	عبدالرزاق صاحب دوکان پرچون "	لعہ	دوامی بہی خواہ
۵۱	۴۵۰۳	محمد بشیر صاحب چوک فیض آباد	لعہ	"
۵۲	۴۵۰۴	عبدالحفیظ صاحب دوکان پرچون "	عا	"
۵۳	۴۵۰۵	منشی عبدالمجید صاحب دوکان کیرانہ "	لعہ	"
۵۴	۴۵۰۶	مستری ابوالقاسم صاحب رکابگنج "	لعہ	"
۵۵	۴۵۰۷	حافظ محمد امین صاحب "	لعہ	"
۵۶	۴۵۰۸	محمد عظیم اللہ صاحب رکابگنج "	لعہ	"
۵۷	۴۵۰۹	حکیم تجمل حسین صاحب قصبہ پھلاودہ "	لعہ	"
۵۸	۴۵۱۰	حافظ عبدالصمد صاحب قصبہ ٹانڈہ "	لعہ	"
۵۹	۴۵۱۱	حاجی محمد امین الدین شاہ محمد صاحب " "	عہ	"
۶۰	۴۵۱۳	خلیفہ محمد ادریس صاحب کارخانہ سوپ میکر باڑہ ہندوراؤ دہلی	۸ر	"
۶۱	۴۵۱۴	حاجی مقبول احمد صاحب پل بنگش دہلی	۲ر	"
۶۲	۴۵۱۵	محمد اسمٰعیل صاحب دوکاندار " "	لعہ	"
۶۳	۴۵۱۶	اکرام الدین صاحب باڑہ ہندوراؤ "	۸ر	"
۶۴	۴۵۱۷	محمد فاروق صاحب " "	لعہ	"
۶۵	۴۵۱۸	آغا مرزا نواب مرزا صاحب " "	۸ر	"
۶۶	۴۵۱۹	حافظ محمد فاروق صاحب تیلی واڑہ "	۴ر	"
۶۷	۴۵۲۰	ماسٹر علاؤالدین صاحب صدر بازار "	۲ر	"
۶۸	۴۵۲۱	پروفیسر شیخ عبدالرحیم صاحب مرشد آبادی متعلم دارالعلوم دیوبند	لعہ	"
۶۹	۴۵۲۴	عبدالرحیم نورالحسن صاحب کاشی پور نینی تال	۳ر	"
۷۰	۴۵۲۵	محمد اسمٰعیل صاحب " "	لعہ	"
۷۱	۴۵۲۶	مولانا منظور علی صاحب " "	عا	وظیفہ زکوٰۃ
۷۲	۴۵۲۷	اللہ بخش صاحب " "	لعہ	دوامی بہی خواہ
۷۳	۴۵۲۹	چودھری اللہ بخش صاحب " "	عا	"

نمبر شمار	نمبر رسید بکثرت	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷۴	۶۵۴۱	پٹھان بدرالدین صاحب گنگاپور نینی تال	؎	دوامی بہی خواہ
۷۵	۶۵۴۲	سید ولایت علی صاحب موضع کوٹ قادر نگینہ	سے	〃
۷۶	۶۵۴۹	منشی ناظم حسن صاحب پنشنر	للعہ	〃
۷۷	۶۵۵۰	بابو شیخ ظفر الحسن صاحب صدیقی 〃	لعہ	〃
۷۸	۶۵۵۱	سجانب محمد ابراہیم صاحب مرحوم 〃	۸ر	〃
۷۹	۶۵۵۳	سید عبدالکریم صاحب سیشن جج بھوپال	سے	〃
۸۰	۶۵۵۵	ڈاکٹر محمد حامد خانصاحب 〃	؎	〃
۸۱	۶۵۵۷	مولوی ظفر احمد صاحب وکیل 〃	؎	〃
۸۲	۶۵۵۸	سردار مقدس محمد خانصاحب جاگیردار 〃	لعہ	〃
۸۳	۶۵۵۹	ماسٹر خدا بخش صاحب 〃	۴ر	〃
۸۴	۶۵۶۱	مولوی فضل محمد صاحب مہتمم مدرسہ فقیروالی بھاولپور	للعہ	〃
۸۵	۶۵۶۲	سعادت علی صاحب پونہ	صہ	〃
۸۶	۶۵۶۳	سید رشید احمد صاحب ہارون بلڈنگ کراچی	عا	〃
۸۷	۶۵۶۶	حکیم رمضان الحق صاحب محمدی کھیری	لـعہ	〃
۸۸	۶۵۶۷	مولوی وکیل الدین صاحب ٹانڈہ۔ فیض آباد	لعہ	〃
۸۹	۶۵۶۸	والدہ سید سلیمان اللہ صاحب 〃 〃	؎	〃
۹۰	۶۵۶۹	شاہ محمد صاحب سیٹھ 〃 〃	ـعہ	〃
۹۱	۶۵۷۰	صوفی اکبر علی صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۹۲	۶۵۷۱	مختار احمد صاحب موضع رسولپور 〃	لعہ	〃
۹۳	۶۵۷۲	محمد مسلم صاحب 〃 شیرہ پور 〃	لعہ	〃
۹۴	۶۵۷۳	سید محمد قدوس صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۹۵	۶۵۷۴	والدہ ولی اللہ صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۹۶	۶۵۷۵	〃 سید عبید اللہ صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۹۷	۶۵۷۶	حافظ عبدالعزیز صاحب قصبہ جلالپور 〃	لعہ	〃
۹۸	۶۵۷۷	مولوی محمد یوسف صاحب 〃 〃	؎	〃
۹۹	۶۵۷۸	حافظ عبدالوہاب صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۰۰	۶۵۸۰	صوفی ابوالحسن صاحب قصبہ ٹانڈہ 〃	لعہ	وظیفہ زکوٰۃ
	۶۵۸۱	سیٹھ عبدالشکور صاحب قصبہ جلالپور 〃	لعہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بکثرت	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰۲	۶۵۸۴	میاں جی عبدالمجید صاحب موضع تیبڑی مجھڑہ دہامپور، ضلع بجنور	لعہ	دوامی بہی خواہ
۱۰۳	۶۵۸۵	مولوی حکیم عبداللہ صاحب نگینہ 〃	لعہ	〃
۱۰۴	۶۵۸۶	محمد اسمٰعیل صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۰۵	۶۵۸۷	مولوی فیاض الدین صاحب مدرس 〃 〃	لعہ	〃
۱۰۶	۶۵۸۸	ڈاکٹر عبداللطیف صاحب جامع مسجد 〃 〃	لعہ	〃
۱۰۷	۶۵۸۹	نصیر الدین صاحب حسینپور 〃	لعہ	〃
۱۰۸	۶۵۹۰	حاجی عبدالرحمٰن صاحب تاجر پارچہ نگینہ 〃	۸ر	〃
۱۰۹	۶۵۹۱	حافظ عبدالواحد صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۰	۶۵۹۲	حافظ حیات اللہ صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۱	۶۵۹۳	مولوی قاضی انوار الحق صاحب 〃 〃	عا	〃
۱۱۲	۶۵۹۴	منشی فضل الرحمٰن صاحب عطار 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۳	۶۵۹۵	قاضی محمود علی صاحب رئیس 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۴	۶۵۹۶	مولوی شرافت علی صاحب مدرس 〃 〃	عا	〃
۱۱۵	۶۵۹۷	حاجی محمد اسمٰعیل صاحب 〃 〃	عا	〃
۱۱۶	۶۵۹۸	شیخ عبدالکریم صاحب دہامپور 〃 〃	لعہ	〃
۱۱۷	۶۶۰۷	حافظ عبدالرزاق صاحب تاجر نگینہ 〃	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۱۸	۶۶۰۸	شیخ محمد حیات صاحب سوت فروش 〃 〃	۸ر	〃
۱۱۹	۶۶۱۰	مولوی محمود احمد صاحب نائب ناظم تنظیم و ترقی دارالعلوم	لعہ	دوامی
۱۲۰	۶۶۱۱	منشی محمد طاہر حسن صاحب محرر دفتر رسالہ دارالعلوم	۳ر	〃
۱۲۱	۶۶۱۲	مولوی عبدالوحید صاحب ناظم تنظیم و ترقی دارالعلوم	۸ر	〃
۱۲۲	۶۶۲۰	محب اللہ خانصاحب محلہ کوٹلہ میرٹھ شہر	؎	〃
۱۲۳	۶۶۲۱	شیخ سمیع الدین صاحب دہلی بازار 〃	۴ر	〃
۱۲۴	۶۶۲۲	منشی ابرار حسین صاحب تاجر جنت 〃	لعہ	〃
۱۲۵	۶۶۲۳	حافظ نور احمد صاحب ٹیلر ماسٹر 〃	عہ	〃
۱۲۶	۶۶۲۴	محبوب بخش صاحب نان بائی سڑک بہادر گڈھ دہلی	۴ر	〃
۱۲۷	۶۶۲۵	عبدالوحید صاحب مسجد ستوچی 〃	ار	〃
۱۲۸	۶۶۲۶	محمد سلطان صاحب لال منڈی 〃	ار	〃
۱۲۹	۶۶۲۷	اہلیہ صاحبہ حافظ محمد زکریا صاحب 〃 〃	ار	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۳۰	۶۶۰۰	حافظ محمد زکریا صاحب امام مسجد لال منڈی دہلی	ار	دوامی بہی خواہ	۱۵۹	۶۷۴۰	امان اللہ صاحب دربار کمپنی دہلی	۴ر	بہی خواہ
۱۳۱	۶۶۳۹	محمد ایوب صاحب تاجر جفت بنیائن 〃	۴ر	〃	۱۶۰	۶۷۴۱	حاجی عبدالغفور صاحب پرانی عیدگاہ 〃	لعہ	〃
۱۳۲	۶۶۴۰	شیخ عبدالغنی صاحب آئل کلاتھ مرچنٹ 〃	۸ر	〃	۱۶۱	۶۷۴۲	محمد حیات خانصاحب قصاب پورہ 〃	۳ر	〃
۱۳۳	۶۶۳۱	حاجی عبدالغنی صاحب تاجر جنت 〃	ے	〃	۱۶۲	۶۷۴۳	حبیب الرحمٰن صاحب انجینئر پل بنگش 〃	۱۲ر	〃
۱۳۴	۶۶۴۴	شیخ محمد مہتاب صاحب آئل مرچنٹ 〃	عہ	〃	۱۶۳	۶۷۴۴	زوجہ حبیب الرحمٰن صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۱۳۵	۶۶۴۳	حافظ مولوی فیض الدین صاحب قوال 〃 〃	۲ر	〃	۱۶۴	۶۷۴۵	اللہ دین عبدالشکور صاحب سبزی منڈی 〃	۴ر	
۱۳۶	۶۶۳۷	شیخ محمد دین صاحب نانبائی محلہ کشن گنج	صہ	〃	۱۶۵	۶۷۴۶	منشی امام الدین صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۱۳۷	۶۶۳۵	حاجی عبدالحمید صاحب صدر بازار 〃	۴ر	〃	۱۶۶	۶۷۴۷	عبدالقیوم صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۱۳۸	۶۶۴۷	نصیر الدین صاحب دربار کمپنی 〃	۲ر	〃	۱۶۷	۶۷۴۸	عبدالعزیز صاحب 〃 〃	ار	〃
۱۳۹	۶۶۴۸	نظام الدین صاحب کیرانہ مرچنٹ 〃	ے	〃	۱۶۸	۶۷۴۹	عبدالرحیم صاحب 〃 〃	ار	〃
۱۴۰	۶۶۴۰	شیخ انوار الحسن صاحب ٹرنک والے 〃	لعہ	〃	۱۶۹	۶۷۵۰	عبدالغنی صاحب محلہ مغلپورہ 〃 〃	۴ر	〃
۱۴۱	۶۶۴۹	قمر الدین صاحب جنرل مرچنٹ چاندنی چوک 〃	۴ر	〃	۱۷۰	۶۷۵۱	علیم الدین صاحب کوئلہ والے باڑہ ہندوراؤ	۴ر	〃
۱۴۲	۶۶۵۰	عبدالغفور صاحب کیپ مرچنٹ 〃 〃	عہ	〃	۱۷۱	۶۷۵۲	محمد ایوب صاحب کارخانہ تختی 〃 〃	۸ر	〃
۱۴۳	۶۶۵۱	منشی فدا حسین صاحب نمبردار روشن تیلی واڑہ 〃	۴ر	〃	۱۷۲	۶۷۵۳	شیخ اللہ والا صاحب محلہ قصاب پورہ 〃	۴ر	〃
۱۴۴	۶۶۵۲	حافظ حفیظ النبی صاحب نہاری والے 〃	۴ر	〃	۱۷۳	۶۷۵۴	حکیم محمد ابراہیم صاحب محلہ کشن گنج 〃	۲ر	〃
۱۴۵	۶۵۱۳	محمد حنیف صاحب سوداگر دہلی بازار میرٹھ	۴ر	〃	۱۷۴	۶۷۵۵	مولوی ظفر احمد خانصاحب ندوۃ المصنفین 〃	۴ر	〃
۱۴۶	۶۷۱۷	مجنون خانصاحب محلہ کوٹلہ 〃	۸ر	〃	۱۷۵	۶۷۵۶	مولوی بدالحسن صاحب مکتبہ جامعہ ملیہ 〃	عہ	〃
۱۴۷	۶۷۱۸	علی محمد صاحب پہلوان محلہ نئی سرائے 〃	ے	〃	۱۷۶	۶۷۵۷	حافظ شہاب الدین صاحب قصاب پورہ 〃	۳ر	〃
۱۴۸	۶۷۱۹	حافظ مظہر الحق صاحب 〃 〃	عہ	〃	۱۷۷	۶۷۵۸	ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب پہاڑ گنج 〃	عہ	〃
۱۴۹	۶۷۲۲	حکیم ذاکر حسین صاحب 〃 〃	عہ	〃	۱۷۸	۶۷۵۹	چودھری نصیر الدین صاحب بازار دروازہ میرٹھ شہر	۸ر	〃
۱۵۰	۶۷۲۳	محمد اسمٰعیل صاحب عطاری محلہ گذری 〃	۴ر	〃	۱۷۹	۶۷۶۰	شیخ رفیع الدین صاحب دہلی بازار 〃	۴ر	〃
۱۵۱	۶۷۲۵	شیخ محمد عمر صاحب سوداگر ٹرنک 〃	لعہ	〃	۱۸۰	۶۷۶۱	بشیر احمد خانصاحب منیجر باٹا کمپنی 〃	لعہ	〃
۱۵۲	۶۷۲۶	حکیم عبدالرب صاحب لکھنوی 〃	عہ	〃	۱۸۱	۶۷۶۲	محمد حنیف صاحب سفیر دارالعلوم دیوبند	۴ر	وظیفہ زکوٰۃ
۱۵۳	۶۷۳۴	حافظ عبدالکریم خانصاحب مدرس 〃	عہ	〃	۱۸۲	۶۷۶۳	حاجی عبدالرحیم صاحب جراح میرٹھ شہر	عہ	دوامی بہی خواہ
۱۵۴	۶۷۳۵	قاری ریحان الحق صاحب مدرسہ صدیقیہ 〃	۸ر	〃	۱۸۳	۶۷۶۵	محمد شفیع صاحب بیوپاری 〃	عہ	〃
۱۵۵	۶۷۰۶	مولوی ظل الرحمٰن صاحب 〃 〃	۴ر	〃	۱۸۴	۶۷۶۴	شفیق الاسلام صاحب ہیڈ ماسٹر 〃	۸ر	〃
۱۵۶	۶۷۳۶	〃 سید قاری قربان علی صاحب 〃 〃	۸ر	〃	۱۸۵	۶۷۶۸	حاجی بابو صاحب بیوپاری 〃	۳ر	〃
۱۵۷	۶۷۳۸	مولوی محمد حسین صاحب 〃 〃	۸ر	وظیفہ زکوٰۃ	۱۸۶	۶۷۰۶	قاری عبدالوہاب صاحب مہتمم مدرسہ شہر گونڈہ	صہ	وظیفہ
۱۵۸	۶۷۳۹	حاجی محمد حنیف صاحب گندھک والے 〃	ے	دوامی بہی خواہ	۱۸۷	۶۷۰۷	حافظ نور محمد صاحب مطبع مسعودیہ 〃	ے	دوامی

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۸۸	۶۷۸۸	گل محمد صاحب مالک کارخانہ بہشتی اینٹ شہر گونڈہ	عا	دوامی بہی خواہ
۱۸۹	۶۷۸۹	حافظ حاجی محمد علی صاحب بڑاگاؤں ″	عا	وظیفہ تعلیم بہی خواہ
۱۹۰	۶۷۹۰	چھوٹو صاحب موضع دلھونی ″	۴ر	دوامی بہی خواہ
۱۹۱	۶۷۹۱	حاجی عبدالرحمٰن خاں صاحب چتلی قبر دہلی	للعہ	″
۱۹۲	۶۷۹۳	آفتاب احمد خاں صاحب بانی اسکول نارنول	عہ	″
۱۹۳	۶۷۹۶	منشی مطلوب احمد صاحب اسٹیشن سنبھل	عہ	″
۱۹۴	۶۷۹۷	منشی سعید الدین صاحب رئیس ″	[illegible]	″
۱۹۵	۶۷۹۸	مولوی محمد اسحٰق صاحب ″	عہ	″
۱۹۶	۶۷۹۹	مسماۃ سعیدۃ النساء صاحبہ ″	عہ	″
۱۹۷	۶۸۰۰	مولوی مشرف حسین صاحب فاضل دیوبند ″	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۹۸	۶۸۰۱	اللہ دیا صاحب متصل ہاسپٹل حسینپور	عہ	دوامی بہی خواہ
۱۹۹	۶۸۰۲	اخون جی عبدالرحیم صاحب رئیس ″	عا	″
۲۰۰	۶۸۰۳	نواب محمد یوسف علی خاں صاحب ″ ″	[illegible]	″
۲۰۱	۶۸۰۴	عبداللہ صاحب نومسلم سکنہ اجہاری تحصیل ″	عہ	″
۲۰۳	۶۸۰۵	مستری عبداللہ صاحب محلہ کالا شہید ″	عہ	″
۲۰۴	۶۸۰۶	حاجی ولی اللہ صاحب خیاط محلہ کائستان ″	عہ	″
۲۰۵	۶۸۱۱	حاجی ننھے صاحب محلہ کالا شہید ″	صہ	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ
۲۰۶	۶۸۱۲	مولانا ولی محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ ″	عا	″
۲۰۷	۶۸۱۳	چودھری اعجاز حسین صاحب بچھراؤں ″	عہ	دوامی بہی خواہ
۲۰۸	۶۸۱۴	مولوی عبدالرحمٰن صاحب ″ ″	عہ	″
۲۰۹	۶۸۱۵	مولانا ظہور علی صاحب ″ ″	عہ	″
۲۱۰	۶۸۱۶	مولوی محمد علی صاحب متعلم ″ ″	عہ	″
۲۱۱	۶۸۱۷	چودھری سعید الدین صاحب چیرمین ″ ″	عہ	″
۲۱۲	۶۸۲۲	مولانا عبدالحفیظ صاحب رئیس اعظم ″ ″	صہ	″
۲۱۳	۶۸۲۱	مولوی عبدالستار صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ بڑاگاؤں ضلع گونڈہ	عہ	″
۲۱۴	۶۸۲۳	یٰسین خاں صاحب چوک بازار ″	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۲۱۵	۶۸۲۴	محمد اقبال صاحب ″ ″	۴ر	دوامی
۲۱۶	۶۸۲۵	عبداللہ صاحب موضع گوبیا گرانٹ ″	۱۲ر	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۱۷	۶۸۲۵	اہلیہ حاجی حفیظ اللہ صاحب متصل امام باڑہ گونڈہ	عا	دوامی بہی خواہ
۲۱۸	۶۸۲۶	جگر صاحب مرادآبادی مقیم حال ″	عا	″
۲۱۹	۶۸۲۷	احمد نصیر صاحب وکیل ″	عہ	″
۲۲۰	۶۸۲۸	محمد نصیر صاحب چوک بازار ″	۴ر	″
۲۲۱	۶۸۲۹	حکیم مولوی عبداللہ صاحب ندوی ″	عا	″
۲۲۲	۶۸۳۰	روشن رمال صاحب وکیل ″	عہ	″
۲۲۳	۶۸۳۱	ماسٹر شبیر حسن صاحب ″	عہ	″
۲۲۴	۶۸۳۲	بابو عبدالمجید صاحب مقام بڑاگاؤں ″	۳ر	″
۲۲۵	۶۸۳۳	محمد ادریس صاحب ″ ″	[illegible]	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ
۲۲۶	۶۸۳۴	دوست محمد صاحب سوداگر چرم ″ ″	۲ر	دوامی بہی خواہ
۲۲۷	۶۸۳۵	محمد علی صاحب دوکاندار ″ ″	عہ	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ
۲۲۸	۶۸۳۶	حافظ عبدالرزاق صاحب ٹکینوی ″ ″	صہ	″
۲۲۹	۶۸۳۷	چودھری مقبول احمد صاحب رئیس موضع مسوریہ ضلع گونڈہ	عا	″
۲۳۰	۶۸۳۸	بابو غنی محمد صاحب اسٹیشن ماسٹر اجودھیا گھاٹ ضلع گونڈہ	للعہ	″
۲۳۱	۶۸۳۹	نثار احمد صاحب ″ ″	للعہ	دوامی بہی خواہ
۲۳۲	۶۸۴۱	محمد بخش خاں تاجر بابو گرامنڈی ″	۸ر	″
۲۳۳	۶۸۴۲	مولوی محمد حسن صاحب گورنمنٹ ہائی سکول ″	عہ	″
۲۳۴	۶۸۴۴	مرزا محمد بیگ صاحب وکیل ″	عہ	″
۲۳۵	۶۸۹۰	قاری اظہار الحق صاحب مدنی چوک بازار	۲ر	″
۲۳۶	۶۸۹۱	مولوی محمد وحید الدین صاحب دفتر جمعیۃ العلماء	۱۲ر	″
۲۳۷	۶۸۹۲	بشیر الدین صاحب تیلی واڑہ دہلی	عہ	″
۲۳۸	۶۸۹۳	محمد عثمان صاحب کوچہ قابل عطار ″	۸ر	″
۲۳۹	۶۸۹۴	شیخ بخش الٰہی صاحب فاتن وارڈ کمپنی ″	عہ	″
۲۴۰	۶۸۹۵	زین العابدین صاحب تاجر جنت ″	عا	″
۲۴۱	۶۸۹۶	ظہیر الدین صاحب قصاب پورہ ″	۱ر	″
۲۴۲	۶۸۹۷	مولوی عبدالرشید صاحب امام مسجد ″ ″	۲ر	″
۲۴۳	۶۸۹۸	منشی عبدالعزیز صاحب ″ ″	۱ر	″

نمبر شمار	نمبر رسید کتبہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۴۳	۶۹۰۰	وصیت علی صاحب باڑہ ہندو راؤ دہلی	عہ	دوامی بہی خواہ
۲۴۴	۶۹۰۲	محمد فاروق صاحب الیاس بلڈنگ 〃	مہر	〃
۲۴۵	۶۹۰۳	نظام الدین صاحب بیری والا باغ 〃	۱ر	〃
۲۴۶	۶۹۰۴	محمد علی صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۴۷	۶۹۰۵	حفیظ اللہ صاحب باڑہ ہندو راؤ 〃	عہ	〃
۲۴۸	۶۹۰۶	عبد الحمید صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۲۴۹	۶۹۰۸	مستری امام الدین صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۵۰	۶۹۰۹	بھولو صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۵۱	۶۹۱۰	مستری بشیر الدین صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۵۲	۶۹۱۱	عبد الغفور صاحب مقام اینٹا ٹھوک بازار ضلع گونڈہ	للعہ	〃
۲۵۳	۶۹۰۲	عبد الرحمن صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۲۵۴	۶۹۲۰	تراب علی صاحب 〃 〃	سے	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ
۲۵۵	۶۹۲۲	حکیم محمد عباس خلیفہ صاحب گورکھپور 〃	عہ	〃
۲۵۶	۶۹۲۹	حاجی محمد خلیفہ صاحب 〃	ص	〃
۲۵۷	۶۹۳۰	عبد الغفور خانساماں صاحب اینٹا ٹھوک بازار	عہ	〃
۲۵۸	۶۹۴۲	شیخ چاند علی صاحب ضلع بہار۔ بھاگلپور	ص	دوامی بہی خواہ
۲۵۹	۶۹۴۶	عبد السلام صاحب ممبر میونسپل بورڈ دیوبند	۱ر	〃
۲۶۰	۷۰۱۰	شاہ محمد یٰسین صاحب پہاڑی دروازہ نگینہ	ے	〃
۲۶۱	۷۰۱۱	حافظ شفیق احمد صاحب بہاری سرائے 〃	عہ	〃
۲۶۲	۷۰۱۲	مولوی حاجی ممتاز علی صاحب ولد مولوی سید احمد صاحب 〃	ص	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ
۲۶۳	۷۰۱۳	اہلیہ صاحبہ مولوی سعید احمد صاحب 〃	عہ	〃
۲۶۴	۷۰۱۶	حاجی محمد یٰسین صاحب سنہری مسجد 〃	عہ	〃
۲۶۵	۷۰۲۴	مولوی محمد ظہیر عالم صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ محلہ قاضی سرائے نگینہ	عہ	دوامی بہی خواہ
۲۶۶	۷۰۲۸	حافظ عبد الحکیم صاحب قصبہ سہنپور۔ بجنور	عہ	〃
۲۶۷	۷۰۲۹	مرزا محمد شریف بیگ صاحب محکمہ بجلی امرتسر	ص	〃
۲۶۸	۷۱۰۳	حاجی رحیم بخش صاحب باڑہ ہندو راؤ دہلی	ے	〃
۲۶۹	۷۱۰۴	غلام احمد صاحب روئی والے سبزی منڈی 〃	۲ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید کتبہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۷۰	۷۱۰۵	عبد الحکیم صاحب فروٹ ایجنٹ سبزی منڈی دہلی	عہ	دوامی بہی خواہ
۲۷۱	۷۱۰۶	منشی غفران الدین صاحب 〃 〃	۲ر	〃
۲۷۲	۷۱۰۷	منشی شکور علی خانصاحب 〃 〃	۲ر	〃
۲۷۳	۷۱۰۸	منشی عرفان الدین صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۷۴	۷۱۰۹	مستری محمد اسمٰعیل صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۷۵	۷۱۱۰	داروغہ صادق حسین صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۲۷۶	۷۱۱۱	حافظ محمد سعید صاحب بیری والا باغ 〃	۴ر	〃
۲۷۷	۷۱۱۲	حمید اللہ صاحب فروٹ کمیشن ایجنٹ سبزی منڈی 〃	عہ	〃
۲۷۸	۷۱۱۳	منشی مطلوب الرحمٰن صاحب 〃 〃	عہ	〃
۲۷۹	۷۱۱۶	محمد یعقوب صاحب باڑہ ہندو راؤ 〃	۲ر	〃
۲۸۰	۷۱۱۷	منشی بشیر الدین صاحب تیلی واڑہ 〃	۲ر	〃
۲۸۱	۷۱۱۸	حافظ عبد الغنی صاحب صدر بازار 〃	عہ	
۲۸۲	۷۱۱۹	شیخ فضل الٰہی صاحب نیشنل گلاس تیجپوری 〃	عہ	
۲۸۳	۷۱۲۰	محمد اسمٰعیل صاحب آئل کلاتھ مرچنٹ 〃	۴ر	
۲۸۴	۷۱۲۱	حافظ عبد الرحیم صاحب ٹرنک والے صدر بازار 〃	عہ	
۲۸۵	۷۱۲۶	منشی الٰہی بخش صاحب ڈاکٹر قریشی قصبہ بچھرایوں 〃	۸ر	
۲۸۶	۷۱۲۷	فیض بخش صاحب حلوائی بازار 〃	۸ر	
۲۸۷	۷۱۲۸	مولانا عبد الرحمٰن صاحب مدرس مدرسہ عبایہ 〃	عہ	
۲۸۸	۷۱۲۹	منشی رضا حسین صاحب 〃 〃	عہ	
۲۸۹	۷۱۳۰	مولوی عبید اللہ صاحب رئیس 〃	عہ	
۲۹۰	۷۱۳۱	عبد الصمد صاحب دوکاندار 〃	عہ	
۲۹۱	۷۱۳۲	حافظ رحیم بخش صاحب مدرس مدرسہ مفتاح العلوم	عہ	
۲۹۲	۷۱۳۳	خلیفہ عبد اللہ صاحب قریشی قصبہ بچھرایوں	۴ر	
۲۹۳	۷۱۳۴	عبد الغنی صاحب تاجر میدہ 〃	۴ر	
۲۹۴	۷۱۳۵	عبد المجید صاحب 〃 〃	عہ	
۲۹۵	۷۱۳۶	امام بخش صاحب نداف 〃	عہ	
۲۹۶	۷۱۷۳	مولوی سید شاہ نجم الدین صاحب مترجم ہائی کورٹ پٹنہ	ے	
۲۹۷	۷۲۱۶	حاجی حافظ ضمیر احمد صاحب موضع جھنجھانہ مظفرنگر	عہ	

نمبر شمار	نمبر رسید بحکم	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۹۸	۷۲۲۹	والدہ حافظ حبیب اللہ صاحب قصبہ جھنجھانہ	۴/	دوامی بہی خواہ
۲۹۹	۷۲۳۰	محمد عمر صاحب 〃	عہ	〃
۳۰۰	۷۲۳۱	نثار احمد صاحب 〃	عہ	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ
۳۰۱	۷۲۵۰	مشید عالم صاحب دھرمپورہ ضلع غازیپور	عہ	دوامی بہی خواہ
۳۰۲	۷۲۵۱	محمد ذکر اللہ صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۰۳	۷۲۵۳	حکیم عبدالخالق صاحب چمپا باغ 〃	عہ	〃
۳۰۴	۷۲۵۴	مولوی محمد عمر فاروق صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ رنیہ ضلع غازیپور	ے	〃
۳۰۵	۷۲۵۵	احمد اللہ خانصاحب محلہ سید واڑہ 〃	عہ	〃
۳۰۶	۷۲۵۷	محمد بخش صاحب انکم ٹیکس انسپکٹر قرول باغ دہلی	عَ	〃
۳۰۷	۷۲۵۸	عبداللہ صاحب باڑہ ہندوراؤ 〃	عا	〃
۳۰۸	۷۲۵۹	محمد سعید صاحب بیری والا باغ 〃	۴/	〃
۳۰۹	۷۲۶۰	حکیم عبدالغنی صاحب انصاری اردو بازار 〃	ے	〃
۳۱۰	۷۲۶۱	نور احمد صاحب یکھو حبلہ پہاڑی 〃	۸/	〃
۳۱۱	۷۲۶۲	قاضی نورالحسن صاحب چتلی قبر 〃	۴/	〃
۳۱۲	۷۲۶۳	شیخ صبیح الدین صاحب تاجر بندوق میرٹھ	ے	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ
۳۱۳	۷۲۶۴	محمد خانصاحب مستری صدر بازار 〃	لـ	دوامی بہی خواہ
۳۱۴	۷۲۶۵	شیخ منظور الٰہی صاحب بجلی والے 〃 〃	عہ	〃
۳۱۵	۷۲۶۶	مستری عبدالسلام خانصاحب 〃 〃	عا	〃
۳۱۶	۷۲۶۷	حاجی علاؤالدین صاحب سوداگر 〃 〃	عا	〃
۳۱۷	۷۲۶۸	مولانا ابرار رشاد صاحب مدرسہ امداد الاسلام 〃 〃	عا	وظیفہ زکوٰۃ
۳۱۸	۷۲۶۹	〃 عبدالرحمٰن صاحب ہزاروی 〃 〃	عا	〃
۳۱۹	۷۲۷۰	〃 طاہر حسین صاحب امروہی 〃 〃	عہ	〃
۳۲۰	۷۲۷۱	حافظ محمد اسحاق صاحب 〃 〃	عہ	دوامی
۳۲۱	۷۲۷۴	شیخ رفیع الدین صاحب دہلی بازار 〃	۴/	〃
۳۲۲	۷۲۷۵	بابو فقیر محمد خانصاحب نئی آبادی بلند شہر	عا	〃
۳۲۳	۷۲۷۶	حکیم سید عبدالرشید صاحب چوک بازار 〃	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۳۲۴	۷۳۳۱	انوار الحق صاحب فائن فیکٹری شیدی چتلی قبر 〃	۲/	دوامی
۳۲۵	۷۳۳۲	حاجی نجم الدین صاحب گھڑی ساز نئی سڑک	۴/	〃

نمبر شمار	نمبر رسید بحکم	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۲۶	۷۳۳۳	قاضی الطاف الرحمٰن صاحب لال کنواں دہلی	۸/	دوامی بہی خواہ
۳۲۷	۷۳۳۴	ماسٹر اصغر علی صاحب اُبل کلاتھ مرچنٹ جامع مسجد 〃	۸/	〃
۳۲۸	۷۳۳۵	محمد نعیم الدین صاحب چتلی قبر 〃	۴/	〃
۳۲۹	۷۳۳۶	محمد عثمان صاحب کلاہ فروش 〃	۸/	〃
۳۳۰	۷۳۳۷	شیخ محمد ابراہیم صاحب کلاتھ مرچنٹ 〃	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۳۳۱	۷۳۳۸	حافظ محمد فاضل صاحب چاندنی چوک 〃	۲/	دوامی
۳۳۲	۷۳۳۹	حافظ جمیل احمد صاحب 〃 〃	۲/	〃
۳۳۳	۷۳۴۰	مولوی قاری شریف صاحب نئی سڑک 〃	۴/	〃
۳۳۴	۷۳۴۱	مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی ندوۃ المصنفین 〃	۸/	〃
۳۳۵	۷۳۴۲	حکیم محمد اسحاق صاحب باڑہ ہندوراؤ 〃	۱/	〃
۳۳۶	۷۳۴۳	بابو عبدالمجید صاحب ٹیلیفون آفس 〃 〃	عہ	〃
۳۳۷	۷۳۴۴	عبدالقدوس صاحب قصاب پورہ 〃	۱۲/	〃
۳۳۸	۷۳۴۵	محمد اسمٰعیل صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۳۹	۷۳۴۸	مولوی عبدالرشید صاحب 〃 〃	۴/	〃
۳۴۰	۷۳۴۹	ظہیر الدین صاحب شیر فروش 〃 〃	۱/	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ
۳۴۱	۷۳۵۰	حکیم محمد اسحاق صاحب لائق دواخانہ 〃 〃	۴/	دوامی بہی خواہ
۳۴۲	۷۳۵۱	حکیم علیم الدین صاحب 〃 〃	۴/	〃
۳۴۳	۷۳۵۲	حاجی محمد بلال صاحب باڑہ ہندوراؤ 〃	۴/	〃
۳۴۴	۷۳۵۴	عزیز احمد صاحب خلق شاد والے بیری والا باغ 〃	۴/	〃
۳۴۵	۷۳۵۵	حبیب الرحمٰن صاحب بسکٹ والے لال کنواں 〃	۸/	وظیفہ زکوٰۃ
۳۴۶	۷۳۵۶	عابد خاں صاحب جمعدار صابن والے پھاٹک حبش خاں 〃	۲/	〃
۳۴۷	۷۳۵۷	غیاث الدین صاحب تباکو والے موری گیٹ 〃	۴/	〃
۳۴۸	۷۳۵۸	عبدالرحیم صاحب 〃 〃	۲/	دوامی
۳۴۹	۷۳۵۹	محمد ادریس صاحب محمد علی بازار 〃	۴/	〃
۳۵۰	۷۳۶۰	محمد احمد صاحب 〃 〃	۲/	〃
۳۵۱	۷۳۶۱	محمد نذر صاحب بازار گندہ نالہ 〃	۲/	وظیفہ زکوٰۃ
۳۵۲	۷۳۶۲	محمد حسین اجمل حسین صاحبان کیرانہ مرچنٹ کھاری باؤلی دہلی	عہ	دوامی

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۳	۶۴۳۴	اہلیہ مولوی عبدالعزیز صاحب مقام یوسف پور	ص	تعمیر و فرنیچر بہی خواہ
۲۴	۶۴۳۷	اہلیہ حکیم محمد محسن صاحب مرحوم 〃	ص	〃
۲۵	۶۴۳۸	شیخ رحمت اللہ صاحب 〃	عہ	〃
۲۶	۶۴۳۹	اہلیہ حاجی محمد غفران صاحب لفٹیننٹ 〃	ص	〃
۲۷	۶۴۴۰	حکیم محمد عبدالغنی صاحب انصاری 〃	ص	〃
۲۸	۶۴۴۱	والدہ عاشق حسین صاحب موضع سورہ غازیپور	۸ر	〃
۲۹	۶۴۴۲	محمد رفیق صاحب موضع یوسف پور 〃	ص	〃
۳۰	۶۴۴۳	پیر بخش صاحب 〃 〃	ص	〃
۳۱	۶۴۴۴	گھورا صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۳۲	۶۴۴۵	حاجی فضل علی صاحب 〃 〃	ص	〃
۳۳	۶۴۴۶	علی حسین صاحب بیڑی والے 〃 〃	۳ر	〃
۳۴	۶۴۴۷	خیراتی صاحب بیری مرچنٹ 〃	۳ر	〃
۳۵	۶۴۴۸	غلام محمد صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۶	۶۴۴۹	عبدالمجید صاحب 〃 〃	عہ	〃
۳۷	۶۴۵۰	کدرو صاحب کوٹیا 〃 〃	۸ر	〃
۳۸	۶۴۵۱	رحمت اللہ صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۳۹	۶۴۵۲	حاجی عبدالکریم صاحب محمد آباد 〃	لعہ	〃
۴۰	۶۴۷۵	غلام نبی صاحب اینڈ سنز بازار خواجہ گنج مقام ہوتی ضلع مردان	للعہ	زکوٰۃ
۴۱	۶۴۷۸	حاجی الٰہی بخش صاحب گڑھمولی	للعہ	عطاء
۴۲	۶۴۷۹	محمد آفاق خانصاحب پانفروش پل بہار شریف	للعہ	زکوٰۃ
۴۳	۶۴۰۰	علی محمد صاحب مدرس سکھیانوالہ۔ ڈیرہ غازیخان	للعہ	〃
۴۴	۶۴۸۰	مولانا حسن علی صاحب مہتمم مدرسہ پنڈاولی راعیان دہرم کوٹ ضلع فیروز پور	للعہ	تبلیغ
۴۵	۶۴۸۲	خانصاحب عنایت خاں سکنہ تلونڈی لا ضلع لدھیانہ	۱لعہ	〃
۴۶	۶۴۸۳	مولوی محمد شریف صاحب چک نمبر ۳ ضلع منٹگمری	للعہ	〃
۴۷	۶۴۸۴	مولانا محمد کفیل صاحب مدرس مدرسہ عربیہ بجنور	۳ر	〃
۴۸	۶۴۸۵	حاجی عبدالرحیم صاحب بیڑہ والے نیا بازار سہارنپور	سامعہ	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۹	۶۴۸۸	مختار خانصاحب دوکاندار پور قاضی ضلع مظفرنگر	۸ر	عطا بہی خواہ
۵۰	۶۴۸۹	مولوی عزیز احمد صاحب 〃 〃	۹ر	〃
۵۱	۶۴۹۰	بجانب شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب ذولیعہ منشی محمد سابق صاحب سیکری ضلع مظفرنگر	۶	صرف طلبہ خرید غلہ
۵۲	۶۴۹۱	اوصاف احمد صاحب 〃 〃	۶	〃
۵۳	۶۴۹۲	فروختگی غلہ موضع 〃 〃	للعہ	〃
۵۴	۶۴۹۳	متفرق نقد 〃 〃	للعہ	〃
۵۵	۶۴۹۴	معرفت حافظ نواب الدین صاحب دکی دروازہ لاہوری	للعہ	زکوٰۃ بہی خواہ
۵۶	۶۴۹۶	عبدالصمد صاحب بیشنر دوکان کیرانہ چوک فیض آباد	عہ	عطا 〃
۵۷	۶۴۹۷	کریم اللہ صاحب قصبہ بہدوسہ 〃	۲ر	〃
۵۸	۶۴۹۸	محمد آبادان خانصاحب 〃 〃	عہ	〃
۵۹	۶۴۹۹	حاجی بہادر صاحب 〃 〃	۶	〃
۶۰	۶۵۰۰	حاجی عبدالستار صاحب 〃 〃	۴ر	〃
۶۱	۶۵۰۱	جہانگیر صاحب سبزیفروش 〃 〃	۲ر	〃
۶۲	۶۵۱۲	قاری محمد الیاس صاحب بیری والا باغ دہلی	۲ر	〃
۶۳	۶۵۲۱	مولوی عبدالوحید صاحب ناظم تنظیم دارالعلوم دیوبند	للعہ	صرف طلبہ
۶۴	۶۵۲۲	رحیم الدین صاحب منڈاوری مقیم حال موضع سوہن پور ضلع سہارنپور	ص	زکوٰۃ
۶۵	۶۵۲۳	حاجی محمد یٰسین صاحب بازار بساطیان 〃	۱۰ر	متفرق تعمیر
۶۶	۶۵۲۴	محمد رمضان ڈاہر صاحب پنشنر گوجرانوالہ	للعہ	زکوٰۃ
۶۷	۶۵۲۵	محمد یوسف صاحب کوئٹہ	۶	رسالہ
۶۸	۶۵۲۶	ابوعبدالحق سید محمد اشرف صاحب مجاہد گیلانی چک نمبر ۲۰۹ گ ب ضلع لائلپور	۶۱/۵ر	〃
۶۹	۶۵۲۷	منشی عبداللہ صاحب پیشکار موضع سوجڑو مظفرنگر	للعہ	زکوٰۃ
۷۰	۶۵۲۸	مولوی عبدالحق درضا صاحب موضع کیرہ ڈاکخانہ کوال	عہ	〃
۷۱	۶۵۲۹	حاجی اللہ بخش صاحب قصبہ محمدی ضلع کھیری	۴ر	〃
۷۲	۶۵۳۰	مولانا سید احمد صاحب مدیر تجلی ۱۹۶۰ء از دیوبند اجرت اشتہار بابت شمارہ نمبر ۴ و ۵	للعہ	رسالہ
۷۳	۶۵۳۲	شیخ حاجی ناظر حسن صاحب سائیکل مرچنٹ جبل پور	ص	زکوٰۃ بہی خواہ
۷۴	۶۵۳۳	محمد ابراہیم صاحب کاشی پور نینی تال	۲ر	تعمیر بہی خواہ

نمبر شمار	نمبر رسید بک	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷۵	۶۵۳۸	حافظ عبد اللہ صاحب علی جان کانسی پورمینی تالہ	۴ر	تعمیر و خیراہ
۷۶	۶۵۴۰	ضمیر الدین صاحب " " "	۴ر	"
۷۷	۶۵۴۲	حافظ عبد الرحمن صاحب " " "	۸ر	زکوٰۃ
۷۸	۶۵۴۳	عبد الرشید صاحب " " "	۴ر	تعمیر "
۷۹	۶۵۴۴	منشی عبد الکریم صاحب پینشنر نہٹور	۸ر	"
۸۰	۶۵۳۵	غیاث الدین صاحب "	۸ر	"
۸۱	۶۵۳۶	شیخ منظور حسین صاحب فضلو ار موضع کوٹ تا دلہ	للعہ	"
۸۲	۶۵۰۰	حافظ اللہ دتہ صاحب خلد کتھیانوالہ جھنگ بحوہ	عـہ	زکوٰۃ
۸۳	۶۵۵۰	[illegible] ت اللہ صاحب موضع کردلی ضلع مظفرنگر	۶ر	صرف طلبہ بہی خواہ
۸۴	۶۵۵۳	باشندگان موضع تہرہ ضلع سہارنپور	۹ر	عطا "
۸۵	۶۵۵۶	والدہ حامد خاں صاحب سہور بھوپال	صہ	صرف طلبہ
۸۶	۶۵۶۰	مولوی محمد ادریس صاحب موضع دولت پور	۶ر	رسالہ
		چک ۳۷ ضلع شیخوپورہ		
۸۷	۶۵۶۴	مولوی عبد الرحمن صاحب کامری گیٹ گجرات	۶ر	"
۸۸	۶۵۶۵	مولوی حافظ فہیم الدین صاحب ریس فیروزپور جھنگ	۶ر	"
۸۹	۶۵۷۶	مولوی حبیب احمد صاحب قصبہ ٹریا مو جونپور	لـہ	عطا بہی خواہ
۹۰	۶۵۸۳	حاجی محمد دین صاحب مرغی ہٹہ کلکتہ	عـہ	صرف طلبہ
۹۱	۶۵۹۹	حافظ نظام الدین صاحب لوہاری سرائے نگینہ	لـہ	عطا بہی خواہ
۹۲	۶۶۰۰	والدہ حافظ عبد الواحد صاحب " "	لـہ	"
۹۳	۶۶۰۱	صاحبزادی صاحبہ حافظ حیات اللہ صاحب "	لـہ	"
۹۴	۶۶۰۲	حافظ عباد الرحمن تاجر پارچہ " "	ـر	"
۹۵	۶۶۰۳	حاجی محمد اسمٰعیل صاحب منہاری سرائے "	لـہ	"
۹۶	۶۶۰۴	حاجی جہید اصا دوکان بسکٹ جامع مسجد	۲ر	"
۹۷	۶۶۰۵	محمد یاسین صاحب قصبہ دھامپور ضلع بجنور	۶ر	"
۹۸	۶۶۰۶	قیمت غلہ مولوی حکیم محمد یحییٰ صاحب سہوارہ "	عـہ	صرف طلبہ
۹۹	۶۶۰۹	مسٹر فضل کریم صاحب سکنہ سہنہ گجرات	۶ر	کتب دینی
۱۰۰	۶۶۱۳	محمد اسمٰعیل صاحب رائپور ضلع لدھیانہ	لـہ	عطا "
۱۰۱	۶۶۱۴	فقیر محمد صاحب "	لـہ	"
۱۰۲	۶۶۱۵	حافظ سردار محمد صاحب منڈی وار برٹن شیخوپورہ	۶ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید بک	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰۳	۶۶۱۶	فضل الٰہی صاحب پینشنر رام بستی گوجرانوالہ	صہ	زکوٰۃ
۱۰۴	۶۶۱۸	اللہ دتہ صاحب مقام شہر ضلع ڈیرہ غازیخان	صہ	"
۱۰۵	۶۶۱۹	جان محمد صاحب سرگانہ ضلع بہاولپور	عـہ	صرف طلبہ
۱۰۶	۶۶۲۴	از وقف سید عبد الستار صاحب مرحوم موضع گنگوہ	صہ	عطا بہی خواہ
۱۰۷	۶۶۲۵	والدہ سید محمد عارف صاحب "	لـہ	"
۱۰۸	۶۶۲۶	سید محمد صغیر صاحب زمیندار "	لـہ	"
۱۰۹	۶۶۲۷	حافظ سید محمد نذیر صاحب گلاؤٹھی بلند شہر	۴ر	"
۱۱۰	۶۶۲۸	منشی فضل الرحمن صاحب پینشنر " "	۳ر	"
۱۱۱	۶۶۲۹	قاضی شکر اللہ شاہ صاحب " "	۸ر	"
۱۱۲	۶۶۳۰	عبد اللطیف صاحب خیاط " "	۸ر	"
۱۱۳	۶۶۳۱	عاشق الٰہی صاحب " دیلی بازار میرٹھ	۴ر	"
۱۱۴	۶۶۳۲	محمد سلیمان صاحب " " "	۸ر	"
۱۱۵	۶۶۳۳	مشائخ الدین صاحب بازار بزازہ "	۲ر	"
۱۱۶	۶۶۵۳	عبد الوحید صاحب چونا میل باڑہ ہندوراؤ دہلی	عـہ	"
۱۱۷	۶۶۵۴	مسلمانان موضع کھرگان ضلع مظفرنگر	۱۹ر	صرف طلبہ بہی خواہ
۱۱۸	۶۶۵۵	" " "	۱۹ر	"
۱۱۹	۶۶۵۶	" موضع محمد پور	۲۲ر	"
۱۲۰	۶۶۵۷	کریم بخش صاحب مکھیا "	صہ	تعمیر و ترمیم و تنظیم
۱۲۱	۶۶۵۸	امام الدین صاحب موضع نگلہ	ـے	"
۱۲۲	۶۶۵۹	جمیعت صاحب " "	لـہ	"
۱۲۳	۶۶۶۰	شیخ ابراہیم صاحب موضع کھرگان "	لـہ	"
۱۲۴	۶۶۶۱	رحمت صاحب " "	لـہ	"
۱۲۵	۶۶۶۲	یکے از اہل خیر " "	۵ر	"
۱۲۶	۶۶۶۳	سراج الدین صاحب داناماجرا "	لـہ	"
۱۲۷	۶۶۶۴	سراج الدین صاحب نورباف "	لـہ	"
۱۲۸	۶۶۶۵	کریم الدین صاحب موضع سنہیٹی "	لـہ	"
۱۲۹	۶۶۶۶	امام الدین صاحب " بنت "	۸ر	"
۱۳۰	۶۶۶۷	ٹھیکیدار مرزا اخلاق بیگ صاحب موضع بھواہ	للعہ	"
۱۳۱	۶۶۶۸	نصیرہ صاحب " "	لـہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید بخت	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید بخت	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۳۲	۲۷۶۹	ابراہیم صاحب موضع بہورا ضلع مظفرنگر	عہ	تعمیر و تنظیم بہی خواہ	۱۶۱	۲۷۹۸	علی حسن صاحب موضع بھورا ضلع مظفرنگر	عہ	تعمیر و تنظیم بہی خواہ
۱۳۳	۲۷۷۰	لالہ صاحب ″ ″	عہ	″	۱۶۲	۲۷۹۹	اجالا صاحب ″ ″	ع	″
۱۳۴	۲۷۷۱	امداد صاحب ″ ″	عہ	″	۱۶۳	۲۸۰۰	″ ″	عہ	″
۱۳۵	۲۷۷۲	عاشق علی صاحب ″ ″	ع	″	۱۶۴	۲۸۰۱	جمال الدین صاحب ″ ″	۸ر	″
۱۳۶	۲۷۷۳	کلیسو صاحب ″ ″	عہ	″	۱۶۵	۲۸۰۲	علاؤ الدین صاحب پسر داد ″ ″	عہ	″
۱۳۷	۲۷۷۴	نصیب الدین صاحب ″ ″	عہ	″	۱۶۶	۲۸۰۳	شمرد پسر ″ ″	عہ	″
۱۳۸	۲۷۷۵	کیمو صاحب ″ ″	عہ	″	۱۶۷	۲۸۰۴	فقیرا پسر کوڑا ″ ″	۸ر	″
۱۳۹	۲۷۷۶	ماڑھو صاحب ″ ″	۸ر	″	۱۶۸	۲۸۰۵	صدیق احمد پسر اللہ دیا صاحب ″ ″	عہ	″
۱۴۰	۲۷۷۷	کسو ″ ″	۱۲ر	″	۱۶۹	۲۸۰۶	کیمو صاحب پسر کہیری ″ ″	عہ	″
۱۴۱	۲۷۷۸	سند صاحب ″ ″	ہے	″	۱۷۰	۲۸۰۷	کیمو صاحب پسر باجا ″ ″	عہ	″
۱۴۲	۲۷۷۹	جامو صاحب ″ ″	عہ	″	۱۷۱	۲۸۰۸	سلیمو صاحب درزی ″ ″	۸ر	″
۱۴۳	۲۷۸۰	کلیسو پسر سندر صاحب ″ ″	صہ	″	۱۷۲	۲۸۰۹	کفالا صاحب پسر شہباز ″ ″	عہ	″
۱۴۴	۲۷۸۱	امرو صاحب ″ ″	عہ	″	۱۷۳	۲۸۱۰	بدلو صاحب نورباف ″ ″	عہ	″
۱۴۵	۲۷۸۲	علاؤ الدین صاحب ″ ″	عہ	″	۱۷۴	۲۸۱۱	مولوی شمس الضحیٰ مردانی فاضل دارالعلوم	۸ر	مستقل تعلیم
۱۴۶	۲۷۸۳	میاں جی بشیر احمد صاحب ″ ″	عہ	″	۱۷۵	۲۸۱۲	غلام نبی صاحب نواچوک سوچترا گجرات	عـــہ	کتب وقفی
۱۴۷	۲۷۸۴	اسمٰعیل نمبردار صاحب ″ ″	عہ	″	۱۷۶	۲۸۱۳	قاضی محمد اکبر صاحب کلرک ضلع جموں کشمیر	ع	رسالہ
۱۴۸	۲۷۸۵	بلاستہ صاحب ″ ″	۸ر	″	۱۷۷	۲۸۱۵	حفیظ الدین صاحب شیر فروش گذری بازار	۲ر	عطاء بہی خواہ
۱۴۹	۲۷۸۶	بابا دلّا صاحب ″ ″	عہ	″	۱۷۸	۲۸۱۷	چودھری نبی صاحب پہلوان۔ بنی سرائے میرٹھ	ع	″
۱۵۰	۲۷۸۷	کمالو صاحب ″ ″	عہ	″	۱۷۹	۲۸۲۰	مستری نعیم الدین صاحب نجار ″ ″	۴ر	″
۱۵۱	۲۷۸۸	کتابو صاحب ″ ″	عہ	″	۱۸۰	۲۸۲۱	عبد الحفیظ صاحب سوداگر پان ″ ″	۸ر	″
۱۵۲	۲۷۸۹	سیبو صاحب ″ ″	عہ	″	۱۸۱	۲۸۲۳	شیخ محمد یعقوب صاحب تاجر ٹرنک دہلی بازار ″	ع	کتب وقفی بہی خواہ
۱۵۳	۲۷۹۰	علاؤ الدین صاحب ″ ″	عہ	″	۱۸۲	۲۸۲۷	عبد الحکیم صاحب مقراض ساز بازار پیرٹال ″	۸ر	عطاء بہی خواہ
۱۵۴	۲۷۹۱	رحمت صاحب ″ ″	عہ	″	۱۸۳	۲۸۲۸	حاجی محمد شفیع صاحب ″ ″ ″	۴ر	″
۱۵۵	۲۷۹۲	محمد صاحب ″ ″	عہ	″	۱۸۴	۲۸۲۹	محمد اسحاق صاحب بیوپاری محلہ سوئیوالان ″	۶ر	″
۱۵۶	۲۷۹۳	محمد صاحب پسر قادر ″ ″	عہ	″	۱۸۵	۲۸۳۰	بندو صاحب ″ ″ ″	۲ر	″
۱۵۷	۲۷۹۴	محمد پسر گیندا صاحب ″ ″	عہ	″	۱۸۶	۲۸۳۱	کریم اللہ صاحب ″ ″	عہ	″
۱۵۸	۲۷۹۵	بشیر ولد پراودم صاحب ″ ″	عہ	″	۱۸۷	۲۸۳۲	حفیظ اللہ صاحب ″ ″ ″	۸ر	″
۱۵۹	۲۷۹۶	نصرو پسر محمد راما صاحب ″ ″	ع	″	۱۸۸	۲۸۳۳	رمضانی صاحب ″ ″ ″	۸ر	″
۱۶۰	۲۷۹۷	عظیم اللہ صاحب ″ ″	عہ	″	۱۸۹	۲۸۳۴	محمد صدیق صاحب ″ کمیلہ ″ ″	عہ	″

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۹۰	۹۷۷۵	محمد ابراہیم صاحب بیوپاری میرٹھ شہر	۸ر	عطاء بہی خواہ
۱۹۱	۹۷۷۶	محمد یٰسین صاحب " محلہ کمیلہ "	۸ر	"
۱۹۲	۹۷۹۸	محمد رمضانی صاحب " "	ـہ	"
۱۹۳	۹۷۷۸	محمد ابراہیم صاحب فرید نگری بیوپاری "	۱۰ر	"
۱۹۴	۹۷۷۹	شہاب الدین صاحب " "	۸ر	"
۱۹۵	۹۷۷۰	چودھری نور الدین صاحب اجراڑہ والے "	۴ر	"
۱۹۶	۹۷۷۲	سدکن صاحب بیوپاری محلہ کمیلہ "	۳ر	"
۱۹۷	۹۷۷۳	عبدالکریم صاحب " "	۲ر	"
۱۹۸	۹۷۷۵	منظور احمد صاحب خیاط بازار بزازہ "	۲ر	"
۱۹۹	۹۷۷۶	بلو صاحب بیوپاری کمیلہ "	۸ر	"
۲۰۰	۹۷۷۷	اللہ راضی صاحب " " "	لعہ	"
۲۰۱	۹۷۷۹	حاجی ننھو صاحب " " "	علہ	"
۲۰۲	۹۷۸۰	محمد عمر صاحب " سرائے زینہ "	علہ	"
۲۰۳	۹۷۸۱	عبدالحکیم صاحب " "	علہ	"
۲۰۴	۹۷۸۲	عبدالعزیز صاحب " "	۸ر	"
۲۰۵	۹۷۸۳	عبدالعزیز صاحب ولد امیر صاحب بیوپاری "	۸ر	"
۲۰۶	۹۷۸۴	عبداللطیف صاحب لال والے کمیلہ "	۲ر	"
۲۰۷	۹۷۸۵	حاجی عظیم اللہ صاحب دوکاندار سیٹھ بازار "	۴ر	"
۲۰۸	۹۷۹۲	محمد علی صاحب طارق آباد ضلع لائلپور	صہ	زکوۃ
۲۰۹	۹۷۹۴	مولوی محمد عبدالحکیم صاحب پشاور	صہ	"
۲۱۰	۹۷۹۵	سلطان احمد صاحب موضع سہارنپور	صہ	عطاء
۲۱۱	۹۸۰۷	نواب احمد سعید خانصاحب رئیس قصبہ حسنپور	صہ	کتب دینیہ بہی خواہ
۲۱۲	۹۸۰۸	دختر صاحبہ نواب احمد سعید خانصاحب رئیس "	عہ	"
۲۱۳	۹۸۰۹	دختر صاحبہ نواب عبدالعلی خانصاحب "	عہ	"
۲۱۴	۹۸۱۸	اہلیہ صاحبہ مولوی حاجی سلطان حسن صاحب رئیس بچھراؤں۔ مرادآباد	للعہ	زکوۃ بہی خواہ
۲۱۵	۹۸۱۹	میاں جی عبدالرزاق صاحب محلہ شیخزادگان " "	لعہ	عطاء
۲۱۶	۹۸۳۴	عنایت محمد صاحب موضع نگرا ضلع گونڈا	عـہ	خرچ طلبہ
۲۱۷	۹۸۴۴	محمد میاں صاحب آڑہت چرم ریلوے روڈ جالندھر	۸ر	زکوۃ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۱۸	۹۸۴۵	امام الدین صاحب پنشنر خانقاہ ڈوگران شیخوپورہ	لعسہ	؛
۲۱۹	۹۸۴۶	ڈاکٹر فیروز الدین صاحب مقام سیالکوٹ	صہ	،
۲۲۰	۹۸۴۷	سردار محمد خانصاحب سکنہ مشتاب گڑھ ملتان	لعسہ	،
۲۲۱	۹۸۴۸	نامعلوم الاسم اہل خیر ایبٹ آباد	صلہ	،
۲۲۲	۹۸۴۹	مولانا سید اصغر حسین صاحب مدرس عربی دیوبند	لعسہ	صرف
۲۲۳	۹۸۵۰	قطبو صاحب موضع بھورا۔ مظفرنگر	ـہ	تعمیر بہی
۲۲۴	۹۸۵۱	سلارو صاحب " "	ـے	،
۲۲۵	۹۸۵۲	سیلمو صاحب " "	علہ	
۲۲۶	۹۸۵۳	کالو صاحب " "	ـہ	
۲۲۷	۹۸۵۴	محمد پسر سلارو صاحب " "	صہ	،
۲۲۸	۹۸۵۵	اسمٰعیل " "	علہ	،
۲۲۹	۹۸۵۶	نصیب الدین صاحب " "	لعہ	چندہ
۲۳۰	۹۸۵۷	ظفر احمد صاحب " "	۱۴ عہ	،
۲۳۱	۹۸۵۸	کمالو صاحب " "	۲ر علہ	تعمیر بہی
۲۳۲	۹۸۵۹	قلی میاں جی صاحب " "	۸ر	،
۲۳۳	۹۸۶۰	کندا پسر باجا " "	عہ	،
۲۳۴	۹۸۶۱	محمد پسر رحمت صاحب " "	ـہ	،
۲۳۵	۹۸۶۲	شمشو صاحب تیلی " "	۴ر	،
۲۳۶	۹۸۶۳	منا پسر بندو صاحب " "	۸ر	،
۲۳۷	۹۸۶۴	ناظر پسر رحمت اللہ میاں جی " "	علہ	،
۲۳۸	۹۸۶۵	ظفر احمد صاحب " "	للعہ	،
۲۳۹	۹۸۶۶	ناظر پسر مولا بخش صاحب " "	علہ	،
۲۴۰	۹۸۶۷	حکیمو پسر علاج " "	عہ	،
۲۴۱	۹۸۶۸	رشید احمد صاحب " "	للعہ	،
۲۴۲	۹۸۶۹	ولی محمد صاحب " "	علہ	
۲۴۳	۹۸۷۰	نورا صاحب پہلوان " "	عہ	،
۲۴۴	۹۸۷۱	روڑا صاحب " "	علہ	،
۲۴۵	۹۸۷۲	کتابو صاحب " "	علہ	،
۲۴۶	۹۸۷۳	نصرو صاحب " "	علہ	،

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۰۴	۶۹۶۰	محمد اسمٰعیل صاحب نمبردار اسٹیشن جانپور مظفرنگر	۲/	تعمیر و ترمیم بہی خواہ
۳۰۵	۶۹۶۱	فہیم الدین صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۰۶	۶۹۶۲	یکے از اہل خیر قصبہ سیکری 〃	لہ	〃
۳۰۷	۶۹۶۳	نانو صاحب کیرانہ 〃	۸/	〃
۳۰۸	۶۹۶۴	مامون صاحب 〃 〃	ھ	〃
۳۰۹	۶۹۶۵	معین الدین صاحب سیکری 〃	لہ	〃
۳۱۰	۶۹۶۶	تو نگل صاحب برناوہ 〃	لہ	〃
۳۱۱	۶۹۶۷	سراج الدین صاحب موضع گوگدان 〃	۸/	〃
۳۱۲	۶۹۶۸	چولا کھیا صاحب موضع بسیڑا 〃	لہ	〃
۳۱۳	۶۹۶۹	فتح محمد صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۱۴	۶۹۷۰	علیم الدین صاحب 〃 〃	۶	〃
۳۱۵	۶۹۷۱	دلیپ صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۱۶	۶۹۷۳	حافظ نظام الدین صاحب امام مسجد 〃 〃	لہ	〃
۳۱۷	۶۹۷۴	یکے از اہل خیر 〃 〃	لہ	〃
۳۱۸	۶۹۷۵	مستری اللہ بندہ صاحب محلہ تیوڑیان کیرانہ 〃	۶	〃
۳۱۹	۶۹۷۶	رکھا صاحب نجار موضع محمد پور 〃	[illegible]	〃
۳۲۰	۶۹۷۷	عظیم اللہ صاحب 〃 〃	[illegible]	〃
۳۲۱	۶۹۷۸	شادی صاحب 〃 〃	[illegible]	〃
۳۲۲	۶۹۷۹	علی محمد صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۲۳	۶۹۸۰	کریم بخش صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۳۲۴	۶۹۸۱	حافظ سلیمان صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۲۵	۶۹۸۲	رمضان صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۲۶	۶۹۸۳	احمد حسن صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۲۷	۶۹۸۴	مولوی فتح محمد صاحب 〃 〃	۶	زکوٰۃ بہی خواہ
۳۲۸	۶۹۸۵	حافظ اللہ بخش صاحب 〃 〃	لہ	تعمیر و ترمیم بہی خواہ
۳۲۹	۶۹۸۶	لالہ پسر سوبہ صاحب موضع بھورا 〃	[illegible]	زکوٰۃ 〃
۳۳۰	۶۹۸۷	لالہ 〃 〃 〃	لہ	عطا 〃
۳۳۱	۶۹۸۸	یکے از اہل خیر 〃 〃	۱۵	تعمیر و ترمیم بہی خواہ
۳۳۲	۶۹۸۹	مردان پسر بیجا 〃 〃	لہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۳۳	۶۹۹۰	سلارو صاحب موضع بھورا مظفرنگر	عہ	تعمیر و ترمیم بہی خواہ
۳۳۴	۶۹۹۱	عبدل صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۳۵	۶۹۹۲	نور محمد صاحب 〃 〃	۶	〃
۳۳۶	۶۹۹۳	مسلمانان موضع کھیوا	[illegible]	عطا بہی خواہ
۳۳۷	۶۹۹۴	〃 موضع بھورا 〃	[illegible]	〃
۳۳۸	۶۹۹۵	〃 〃 〃	[illegible]	〃
۳۳۹	۶۹۹۶	〃 چند ہڑتی 〃	[illegible]	〃
۳۴۰	۶۹۹۷	〃 زنگلہ 〃	[illegible]	〃
۳۴۱	۶۹۹۸	〃 راناماجرا 〃	[illegible]	〃
۳۴۲	۶۹۹۹	〃 سنہٹی 〃	[illegible]	تعمیر و ترمیم بہی خواہ
۳۴۳	۷۰۰۰	〃 گڈھی بیک 〃	[illegible]	عطا 〃
۳۴۴	۷۰۰۱	〃 نوادہ 〃	[illegible]	〃
۳۴۵	۷۰۰۲	〃 پتھر گڈھ 〃	[illegible]	〃
۳۴۶	۷۰۰۳	〃 جلالپور 〃	[illegible]	〃
۳۴۷	۷۰۰۴	〃 گڈھی گندراؤن 〃	[illegible]	〃
۳۴۸	۷۰۰۵	〃 بسیڑا 〃	[illegible]	〃
۳۴۹	۷۰۰۶	〃 وخلہ کھیڑی 〃	[illegible]	〃
۳۵۰	۷۰۰۷	〃 پنچھوڑ 〃	[illegible]	〃
۳۵۱	۷۰۰۸	〃 جہانپورہ 〃	[illegible]	〃
۳۵۲	۷۰۰۹	نصیر الدین صاحب تیتروارڈ 〃	لہ	〃
۳۵۳	۷۰۱۲	بشیر احمد صاحب محلہ سہناری سرائے نگینہ بجنور	۴/	〃
۳۵۴	۷۰۱۵	مستری حافظ محمد یٰسین صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۵۵	۷۰۱۶	محمد امام الدین صاحب سوداگر 〃 〃	۸/	〃
۳۵۶	۷۰۱۸	عبد الرزاق صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۵۷	۷۰۱۹	شیخ عبد الشکور صاحب 〃 〃	لہ	〃
۳۵۸	۷۰۲۰	محمد داؤد خان صاحب ساکنہ ہمزہ پور ضلع سلطانپور	لہ	زکوٰۃ بہی خواہ
۳۵۹	۷۰۲۱	ملا ظہور الدین صاحب محمد آباد ضلع بیدر شریف دکن	۶	رسالہ
۳۶۰	۷۰۲۲	مولوی غلام ربانی صاحب مدرس پنڈداد نخان جہلم	۶	〃
۳۶۱	۷۰۲۳	شیخ ظفر صاحب ایچ گنیش پوناشہر	لہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۶۱	۷۰۲۴	مولوی قاری فخرالدین صاحب قاسمی محلہ بالم برج تھرگیا	۶؍	رسالہ
۳۶۲	۷۰۲۵	محمد عمر صاحب موضع شبنی خیرہ باڑہ پشاور	عہ	زکوٰۃ
۳۶۳	۷۰۲۶	سیٹھ حاجی یوسف صاحب کھڈہ کراچی	صہ	″
۳۶۴	۷۰۲۷	″ محمد ابراہیم صاحب شمس والا ″	[illegible]	″
۳۶۵	۷۰۲۸	نذیر احمد صاحب انصاری محلہ زرعت راولپنڈی	صر	صرف طلبہ
۳۶۶	۷۰۲۹	منشی محمد راحت اللہ صاحب مدرس نروانہ پٹیالہ	۶؍	رسالہ
۳۶۷	۷۰۳۰	محمد عبد الکریم صاحب سینئر جج کراچی راجکوٹ کاٹھیاواڑ	۱۴؍	تعمیر دارالطلبہ بہی خواہ
۳۶۸	۷۰۳۱	محمد عیسیٰ محمد یوسف صاحبان جیوڑ فروش بڑا گاؤں - ضلع گونڈہ	۱؍	عطا بہی خواہ
۳۷	۷۰۳۲	محمد اعظم خان صاحب آڑھتی چرم ملتان شہر	سہ	زکوٰۃ بہی خواہ
۳۷	۷۰۳۳	عبد الغفور صاحب قصبہ دہامپور بجنور	۱؍	عطا ″
۳۷	۷۰۳۵	محمد یوسف صاحب نگینہ ″	عہ	″
۳۷	۷۰۳۴	محمد یٰسین صاحب تیپڑی مجھیڑہ ″	۱۰؍	صرف طلبہ بہی خواہ
۳۷	۷۰۳۶	معرفت منشی مقصود علی صاحب عطار قصبہ سہنپور	۶؍	[illegible]
۳۷	۷۰۴۰	ملک عبد الرحمن صاحب ابو اسحاق روڈ لاہور	[illegible]	وظیفہ مخصوص
۳۷	۷۰۴۱	شیخ چراغ الدین صاحب گلزار اسٹور سیگواڑہ	[illegible]	زکوٰۃ
۳	۷۰۴۲	″ ″ ″	۶؍	رسالہ
۳	۷۰۴۳	میاں نور اللہ صاحب زمیندار بستی جھنگ شہر	عہ	صرف طلبہ
۳	۷۰۴۴	عبد اللطیف صاحب کیپ مرچنٹ بٹالہ	لہ	عطا
۳	۷۰۴۵	حاجی شاہ عزیز حسین صاحب مدرس دار العلوم	″	صرف طلبہ
۳	۷۰۴۶	مولوی محمد عبد الخالق صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ موضع نڈیال ضلع ملتان	للعہ	زکوٰۃ
۳	۷۰۴۷	عمر الدین صاحب چھاؤنی لاہور	[illegible]	″
۳	۷۰۴۸	عبد الکریم صاحب نیا بازار منڈی بیلہ پشاور	سہ	″
۳	۷۰۴۹	میاں محمد امین صاحب سوداگر چرم امرتسر	صہ	صرف طلبہ
۳	۷۰۵۰	منجانب سماۃ شمیم خاتون دختر منشی صغیر احمد صاحب موضع جسوئی ضلع مظفر نگر	[illegible]	کتب وقفی

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۸۶	۷۰۵۱	مرسلہ اسمٰعیل ولو ابھائی و ابراہیم دادا بھائی عطیہ ای دادابھائی ٹرانسوال	صلعہ	زکوٰۃ
۳۸۷	۷۰۵۲	مولوی عباس صاحب قاسمی شیرکوٹ بجنور	″	عطا بہی خواہ
۳۸۸	۷۰۵۳	باقی نداف موضع تیتر واڑہ ضلع مظفر نگر	″	تعمیر و تنظیم بہی خواہ
۳۸۹	۷۰۵۴	عمرا صاحب ″ ″ ″	″	″
۳۹۰	۷۰۵۵	شمسو و نتھو صاحبان ″ ″ ″	لعہ	″
۳۹۱	۷۰۵۶	نصیرو وغیرہ ″ ″	[illegible]	″
۳۹۲	۷۰۵۷	ناظر صاحب ″ ″	لعہ	″
۳۹۳	۷۰۵۸	سلیمو صاحب ″ ″	[illegible]	″
۳۹۴	۷۰۵۹	کلی صاحب ″ ″	۶؍	زکوٰۃ
۳۹۵	۷۰۶۰	بیرو صاحب ″ ″	[illegible]	تعمیر و تنظیم
۳۹۶	۷۰۶۱	برکت برناؤ والا ″ ″	[illegible]	زکوٰۃ بہی خواہ
۳۹۷	۷۰۶۲	″ ″ ″	لعہ	چرم قربانی
۳۹۸	۷۰۶۳	″ ″ ″	لعہ	عطا ″
۳۹۹	۷۰۶۴	منشی فخرالدین صاحب ″ ″	۸؍	چرم قربانی ″
۴۰۰	۷۰۶۵	″ ″ ″ ″	لعہ	عطا ″
۴۰۱	۷۰۶۶	رحمت اللہ صاحب ″ ″	للعہ	زکوٰۃ ″
۴۰۲	۷۰۶۷	″ ″ ″	[illegible]	چرم قربانی ″
۴۰۳	۷۰۶۸	مولوی محمد عمر صاحب ″ ″	لعہ	زکوٰۃ ″
۴۰۴	۷۰۶۹	چودھری امداد جنگ خاں صاحب ″ ″	لعہ	تعمیر و تنظیم ″
۴۰۵	۷۰۷۰	میاں جی صدیق صاحب امام مسجد ″ ″	[illegible]	زکوٰۃ ″
۴۰۶	۷۰۷۱	″ ″ ″ ″	۱۴؍	تعمیر و تنظیم ″
۴۰۷	۷۰۷۲	ابراہیم صاحب ″ ″	۲؍	
۴۰۸	۷۰۷۳	شہیدا صاحب جھوجھا ″ ″	۴؍	
۴۰۹	۷۰۷۴	سبحان صاحب ″ ″	[illegible]	زکوٰۃ ″
۴۱۰	۷۰۷۵	″ ″ ″	لعہ	
۴۱۱	۷۰۷۶	سلما خان ″ ″	[illegible]	عطا ″
۴۱۲	۷۰۷۷	میاں جی اللہ بندہ و اللہ رکھا صاحبان ″ ″	[illegible]	چرم قربانی
۴۱۳	۷۰۷۸	″ ″ ″ ″	۱۲؍	صرف طلبہ

نمبر شمار	نمبر رسید بحث	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۱۴	۷۰۷۹	میاں جی اللہ بندہ والد رکھا صاحبان موضع تیتروں مظفر نگر	ع	عطا بجہا
۴۱۵	۷۰۸۰	" " تیتر واڑہ	عسہ	زکوٰۃ "
۴۱۶	۷۰۸۱	رحیم الٰہی صاحب راٹھرہ "	لعہ	تعمیر تنظیم
۴۱۷	۷۰۸۲	شرفا " "	لعہ	"
۴۱۸	۷۰۸۳	رحم علی صاحب " "	لعہ	" "
۴۱۹	۷۰۸۴	نور محمد صاحب موضع نگلہ "	صہ قر	عطا
۴۲۰	۷۰۸۵	عبد الرزاق صاحب محمد پور "	صہ	تعمیر تنظیم
۴۲۱	۷۰۸۶	چھجو صاحب قصاب " "	لعہ	"
۴۲۲	۷۰۸۷	لاہو صاحب موضع کھرگان "	ع	"
۴۲۳	۷۰۸۸	محمد صاحب " "	لعہ	"
۴۲۴	۷۰۸۹	مسماۃ نہی صاحبہ موضع بھوڑا "	لعہ	"
۴۲۵	۷۰۹۰	رحم باز صاحب " "	لعہ ۲/۱	"
۴۲۶	۷۰۹۱	شاہ دین صاحب رئیس نگلہ "	عسہ	"
۴۲۷	۷۰۹۲	چودھری منصب صاحب کیرانہ "	عسہ	"
۴۲۸	۷۰۹۳	چودھری قمنیو صاحب " "	عسہ	"
۴۲۹	۷۰۹۴	بابو احسان الحق صاحب " "	ع	"
۴۳۰	۷۰۹۵	منشی محمد عقیل صاحب " "	للعہ	"
۴۳۱	۷۰۹۶	عبد المجید صاحب قصاب " "	لعہ	"
۴۳۲	۷۰۹۷	ماسٹر مقصود علی صاحب " "	لعہ	"
۴۳۳	۷۰۹۸	پیرجی سعید الدین صاحب " "	لعہ	"
۴۳۴	۷۰۹۹	حکیم کرم الٰہی صاحب " "	ع	"
۴۳۵	۷۱۰۰	مولانا احمد اللہ صاحب فاضل دیوبند " "	صہ	"
۴۳۶	۷۱۰۱	مولوی مسیح الزماں صاحب " "	صہ عہ	"
۴۳۷	۷۱۰۲	حافظ احمد اللہ صاحب " "	صہ ۴/	"
۴۳۸	۷۱۱۴	حافظ محمد سمیع صاحب مدرس تعلیم القرآن باڑہ ہندوراؤ	۱/	عطا بجہا
۴۳۹	۷۱۱۵	قاری سلیمان صاحب مدرس تجوید القرآن "	۲/	"
۴۴۰	۷۱۲۲	ناسعلوم الاسم مسماۃ دلیہ امام صاحب جامع مسجد مظفر نگر	صہ	صرف طلبہ
۴۴۱	۷۱۲۳	حکیم مقصود علی خاں صاحب حمایت نگر حیدرآباد دکن	لعسہ	عطا "
۴۴۲	۷۱۲۴	صوفی عبد الواحد صاحب ساکن نگینہ بجنور	لعسہ	صرف طلبہ

نمبر شمار	نمبر رسید بحث	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۴۳	۷۱۲۵	محمد مرزا جان صاحب وکیل منڈی بہاؤ الدین گجرات	عسہ	زکوٰۃ
۴۴۴	۷۱۳۷	کرم الٰہی صاحب محلہ کھارا کنواں کیرانہ مظفر نگر	۴/	تعمیر کرکے خواہ
۴۴۵	۷۱۳۸	عبد الحمید صاحب تحصیل کیرانہ "	لعہ	"
۴۴۶	۷۱۳۹	صدیق پیر اللہ دیا صاحب " "	ع	"
۴۴۷	۷۱۴۰	حکیم بدر الحسن صاحب " "	لعہ	عطا
۴۴۸	۷۱۴۱	منشی نیاض احمد صاحب دوکاندار " "	لعہ	"
۴۴۹	۷۱۴۲	سید ارشاد علی صاحب تاجر پارچہ " "	لعہ	"
۴۵۰	۷۱۴۳	بشیر احمد صاحب سبزی فروش " "	لعہ	"
۴۵۱	۷۱۴۴	منشی اقبال احمد صاحب کمیشن ایجنٹ " "	لعہ	"
۴۵۲	۷۱۴۵	حکیم ریاض احمد صاحب فاضل دیوبند " "	ع	"
۴۵۳	۷۱۴۶	کریم الدین صاحب " "	لعہ	تعمیر تنظیم
۴۵۴	۷۱۴۷	شیبو صاحب " "	لعہ	عطا
۴۵۵	۷۱۴۸	شرف الدین صاحب " "	لعہ	"
۴۵۶	۷۱۴۹	مراد علی صاحب " "	۴/	"
۴۵۷	۷۱۵۰	پیرجی امیر احمد صاحب آڑھتی " "	۴/	تعمیر تنظیم
۴۵۸	۷۱۵۱	اللہ بندہ صاحب دوکاندار " "	۴/	عطا
۴۵۹	۷۱۵۲	محمد شفیع صاحب جفت فروش " "	۴/	"
۴۶۰	۷۱۵۳	فضل احمد صاحب گھڑی ساز " "	۴/	"
۴۶۱	۷۱۵۴	حاجی محمد عمر صاحب " "	لعہ	"
۴۶۲	۷۱۵۵	عبد الرحیم صاحب " "	ع	"
۴۶۳	۷۱۵۶	فتح محمد صاحب " "	لعہ	"
۴۶۴	۷۱۵۷	حافظ ظہیر حسن صاحب " "	ع	"
۴۶۵	۷۱۵۸	اہلیہ صاحب " "	ع	تعمیر
۴۶۶	۷۱۵۹	اسد اللہ صاحب " "	لعہ	عطا
۴۶۷	۷۱۶۰	نور احمد صاحب " "	لعہ	تعمیر
۴۶۸	۷۱۶۱	ملا محمد اسحاق صاحب موذن " "	۸/	عطا
۴۶۹	۷۱۶۲	حکیم صدیق احمد صاحب " "	لعہ	"
۴۷۰	۷۱۶۳	حکیم نیاز احمد صاحب " "	ع	"
۴۷۱	۷۱۶۴	حافظ ہدایت اللہ صاحب " "	۸/	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۷۲	۷۱۶۵	پیرجی محمد ابراہیم صاحب پانفروش کیرانہ ضلع مظفرنگر	۴ر	عطائے خوانچہ
۴۷۳	۷۱۶۶	عبدالرحمن صاحب قصبہ کیرانہ ضلع مظفرنگر	ـہ	〃
۴۷۴	۷۱۶۷	حکیم الدین صاحب 〃 〃	ـہ	تعمیر تنظیم
۴۷۵	۷۱۶۸	شرف الدین صاحب 〃 〃 〃	ـہ	عطا 〃
۴۷۶	۷۱۶۹	نور محمد صاحب 〃 〃	۶	زکوٰۃ 〃
۴۷۷	۷۱۷۰	حاجی لئیق احمد صاحب آڑہتی 〃 〃	ـعہ	عطا 〃
۴۷۸	۷۱۷۱	حاجی حافظ محمد یوسف صاحب 〃 〃	ـعہ	〃
۴۷۹	۷۱۷۲	سلیم الدین صاحب دوکاندار 〃 〃	۴ر	تعمیر تنظیم 〃
۴۸۰	۷۱۷۴	چودھری جمال الدین صاحب موضع آدمری جھونہ	۶	فقراء طلبہ 〃
۴۸۱	۷۱۷۵	منشی کمال الدین صاحب 〃 〃	ـسے	〃
۴۸۲	۷۱۷۷	محمد اسمٰعیل صاحب موضع کھوکری ضلع مظفرنگر	ـہ	فقراء طلبہ
۴۸۳	۷۱۷۸	بابو عبداللطیف صاحب اکونٹنٹ امپریل بنک	ـعہ	زکوٰۃ
۴۸۴	۷۱۷۹	فیض محمد صاحب جمعدار دصوبی کنٹونمنٹ دہلی	۲ر	〃
۴۸۵	۷۱۸۰	محمد صادق محمد افضل صاحبان تاجران مالٹس رتن چند روڈ لاہور	۸ر	〃
۴۸۶	۷۱۸۱	شیخ محمد ظفر اللہ صاحب محلہ بہٹی مرادآباد	مار	فقراء طلبہ
۴۸۷	۷۱۸۲	محمد الدین محمد ابراہیم صاحبان آڑھتیان گڑ مارکیٹ گوجرانوالہ	ـعہ	زکوٰۃ
۴۸۸	۷۱۸۳	مقبول احمد صاحب محلہ چوبڑ دشان سہارنپور	ـعہ	〃
۴۸۹	۷۱۸۴	گگر ۱۰ محمد صاحب سوداگر چرم بستی نوجالندھر شہر	ـعہ	〃
۴۹۰	۷۱۸۵	محمد الدین صاحب محلہ جنگی جدید شہر راولپنڈی	ـعہ	〃
۴۹۱	۷۱۸۶	مولانا محمد عبدالہادی خانصاحب تاجر کتب شاہجہانپور	ـعہ	〃
۴۹۲	۷۱۸۷	مولوی عبدالسبحان صاحب منصف لہوری بنگال	ـعہ	〃
۴۹۳	۷۱۸۸	بابو فضل کریم صاحب ہیڈکلرک گوجرانوالہ	ـسے	زکوٰۃ
۴۹۴	۷۱۸۹	اللہ راضی صاحب ٹھیکیدار قصبہ کیرانہ	ـلعہ	عطائے خوانچہ
۴۹۵	۷۱۹۰	چودھری محمد اسحٰق صاحب کیرانہ ضلع مظفرنگر	ـہ	〃
۴۹۶	۷۱۹۱	خواجہ عادل حسین صاحب 〃	ـعہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۹۷	۷۱۹۲	محمد مکرم صاحب رئیس کیرانہ ضلع مظفرنگر	ـعہ	عطائے خوانچہ
۴۹۸	۷۱۹۳	حافظ رحمت اللہ صاحب مدرس 〃 〃	ـہ	〃
۴۹۹	۷۱۹۴	نور محمد صاحب محلہ بندھن 〃 〃	۶	〃
۵۰۰	۷۱۹۵	اللہ راضی صاحب 〃 〃 〃	ـہ	〃
۵۰۱	۷۱۹۶	اسمٰعیل صاحب 〃 〃 〃	۸ر	〃
۵۰۲	۷۱۹۷	مولوی محمد اکبر صاحب خطیب قصبہ پائل پٹیالہ	ـعہ	تبلیغ
۵۰۳	۷۱۹۸	حافظ نور محمد صاحب لیڈر متصل مسجد محلہ جامع اللہ	ـعہ	〃
۵۰۴	۷۱۹۹	مولوی خیر محمد صاحب مہتمم مدرسہ خیر المدارس 〃	ـعہ	〃
۵۰۵	۷۲۰۰	مستری نظام الدین صاحب ساکنہ سرسہ حصار	ـعہ	〃
۵۰۶	۷۲۰۲	غلام حسین صاحب نقشہ نویس دفتر 〃	ـہ	زکوٰۃ
۵۰۷	۷۲۰۳	بابو عبدالعزیز صاحب پوسٹ ماسٹر کمہاریاں ضلع گجرات	ـہ	〃
۵۰۸	۷۲۰۴	غلام سرور صاحب قانونگو مقام نورگڈھ ملتان	ـعہ	〃
۵۰۹	۷۲۰۵	حاجی میاں احمد شاہ صاحب زیارت کاکا صاحب پشاور	ـعہ	〃
۵۱۰	۷۲۰۶	میاں حاجی فضل الٰہی صاحب نیسپل کنسٹر چینیوٹ	مار	〃
۵۱۱	۷۲۰۷	ولی محمد صاحب بخاری چانگسخیر پورمیرس سندھ	۲ر	رسالہ
۵۱۲	۷۲۰۸	چودھری منصب صاحب مکھیا قصبہ کیرانہ مظفرنگر	ـہ	عطائے خوانچہ
۵۱۳	۷۲۰۹	مولوی اشفاق احمد صاحب 〃 〃	۶	〃
۵۱۴	۷۲۱۰	عبدالغنی صاحب 〃 〃	۱۹ر	〃
۵۱۵	۷۲۱۱	مسلمانان موضع دائرہ 〃	ـعہ ۳ر	〃
۵۱۶	۷۲۱۲	خدا بخش صاحب 〃 〃 〃	۴ر	〃
۵۱۷	۷۲۱۳	عبدالقادر صاحب 〃 〃 〃	۸ر	〃
۵۱۸	۷۲۱۴	اہلیہ حافظ حبیب احمد صاحب مقام جھنجھانہ 〃	ـلعہ	〃
۵۱۹	۷۲۱۵	حکیم اطہر حسن صاحب 〃 〃	ـلعہ	زکوٰۃ 〃
۵۲۰	۷۲۱۶	عبدالشکور صاحب 〃 〃	۸ر	عطا 〃
۵۲۱	۷۲۱۸	شریف احمد صاحب دوکاندار 〃 〃	ـہ	زکوٰۃ 〃
۵۲۲	۷۲۱۹	حافظ ایوب احمد صاحب 〃 〃	۸ر	عطا 〃
۵۲۳	۷۲۲۰	حکیم سجاد احمد صاحب 〃 〃	ـہ	〃 〃
۵۲۴	۷۲۲۱	مستری ولی محمد صاحب 〃 〃	۸ر	〃
۵۲۵	۷۲۲۲	حافظ لہو صاحب دوکاندار 〃 〃	۲ر	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۵۲۶	۶۲۲۳	حافظ اللہ دیا صاحب مقام جھنجھانہ ضلع مظفر نگر	۸ر	عطا بہی خواہ	۵۵۵	۶۲۷۸	منجانب سماۃ شکیلہ بیگم صاحبہ مرحومہ گلاؤٹھی بلند شہر	ےعہ	دار الطلبہ
۵۲۷	۶۲۲۴	متولی فخر الحسن صاحب ″ ″	عہ	″	۵۵۶	۶۲۷۹	صوفی عبد الوحید صاحب قصبہ گلاؤٹھی ″	لعہ	عطا بہی خواہ
۵۲۸	۶۲۲۵	حاجی ظہور الحسن صاحب ″ ″	لعہ	″	۵۵۷	۶۲۸۰	اہلیہ صاحبہ سید انتظام الدین صاحب ″ ″	لعہ	″
۵۲۹	۶۲۲۶	اہلیہ صاحبہ ملا سفیر احمد صاحب ″ ″	۴ر	″	۵۵۸	۶۲۸۱	منشی فضل احمد خانصاحب اکبرپور ″	لعہ	″
۵۳۰	۶۲۲۷	ملا سفیر احمد صاحب فیض منزل ″ ″	۲ر	″	۵۵۹	۶۲۸۲	محمد ایوب خانصاحب ″ ″	عہ	″
۵۳۱	۶۲۲۸	نسیم احمد صاحب سکرٹری انجمن امداد الاسلام ″ ″	۲ر	″	۵۶۰	۶۲۸۳	جمیل احمد صاحب ″ ″	عہ	″
۵۳۲	۶۲۳۲	افتخار احمد صاحب مقام جھنجھانہ ″	۲ر	″	۵۶۱	۶۲۸۴	حکیم شہاب الدین صاحب ″ ″	۴ر	زکوۃ ″
۵۳۳	۶۲۳۳	عاشق علی صاحب ″ ″	۴ر	″	۵۶۲	۶۲۸۶	مولوی عبد الکریم صاحب ترکستانی دار العلوم دیوبند	لعہ	رسالہ
۵۳۴	۶۲۳۴	رحیم بخش صاحب ″ ″	۴ر	″	۵۶۳	۶۲۸۷	مولوی محمد عارف صاحب سفیر دار العلوم ″	۴ر	عطا
۵۳۵	۶۲۳۵	اسرار احمد صاحب ″ ″	۴ر	″	۵۶۴	۶۲۸۸	نقی محمد خانصاحب موضع اکبرپور ضلع بلند شہر	عہ	عطا بہی خواہ
۵۳۶	۶۲۳۶	نظام الدین صاحب ″ ″	ار	″	۵۶۵	۶۲۸۹	بشیر احمد صاحب ″ ″	عہ	″
۵۳۷	۶۲۳۷	بھکشی جواد صاحب ″ ″	۸ر	″	۵۶۶	۶۲۹۰	سعیدہ خاتون دختر حکمت اللہ صاحب ″	عہ	″
۵۳۸	۶۲۳۸	محمد جان صاحب مقام یوسف پور ضلع غازیپور	لعہ	تعمیر تنظیم بہی خواہ	۵۶۷	۶۲۹۱	محمد اسمٰعیل خانصاحب اکبرپور ″	ے	″
۵۳۹	۶۲۳۹	شاہ محمد صاحب ″ ″	عہ	″	۵۶۸	۶۲۹۲	عبد المجید خانصاحب ″ ″	عہ	″
۵۴۰	۶۲۴۰	مجیب علی صاحب ″ ″	۸ر	″	۵۶۹	۶۲۹۳	صوفی فیضیاب خانصاحب ″ ″	عہ	″
۵۴۱	۶۲۴۱	بلو صاحب ملک پورہ ″ ″	عہ	″	۵۷۰	۶۲۹۴	بشیر احمد خانصاحب ″ ″	لعہ	″
۵۴۲	۶۲۴۲	عبد المنان صاحب ″ ″	۳ر	″	۵۷۱	۶۲۹۵	مستجاب خانصاحب ″ ″	عہ	″
۵۴۳	۶۲۴۳	حاجی دین محمد صاحب ″ ″	۳ر	″	۵۷۲	۶۲۹۶	فتحیاب خانصاحب ″ ″	عہ	″
۵۴۴	۶۲۴۴	برادر حاجی دین محمد صاحب ″ ″	عہ	″	۵۷۳	۶۲۹۷	عبد الرحمٰن صاحب ″ ″	عہ	″
۵۴۵	۶۲۴۵	عبد الرحیم صاحب ″ ″	عہ	″	۵۷۴	۶۲۹۸	زوجہ احمد سعید صاحب ″ ″	لعہ	زکوۃ بہی خواہ
۵۴۶	۶۲۴۶	امین صاحب ″ ″	۸ر	″	۵۷۵	۶۲۹۹	فیضیاب بُ فتحیاب ″ ″	عہ	عطا ″
۵۴۷	۶۲۴۷	الٰہی بخش صاحب مشین والے ″ ″	عہ	″	۵۷۶	۶۳۰۰	سیٹھ فتحیاب خانصاحب ″ ″	۸ر	″
۵۴۸	۶۲۴۸	حکیم محمد احسن صاحب رئیس ″ ″	عہ	″	۵۷۷	۶۳۰۱	محمد صدیق خانصاحب ″ ″	عہ	″
۵۴۹	۶۲۴۹	قاضی محمد قاسم صاحب آنریری مجسٹریٹ ″ ″	صہ	″	۵۷۸	۶۳۰۲	چودھری حق داد خانصاحب ″ ″	ے	″
۵۵۰	۶۲۵۲	اہلیہ مولوی محمد حسن صاحب مرحوم زیر قلعہ ″	عہ	عطا بہی خواہ	۵۷۹	۶۳۰۳	مجیب الرحمٰن صاحب لوانچی ″	۴ر	″
۵۵۱	۶۲۵۶	عبد الکریم خانصاحب موضع رکھنی ″	۴ر	″	۵۸۰	۶۳۰۴	عبد الحی صاحب ″ ″	عہ	″
۵۵۲	۶۲۷۳	محمد یعقوب خانصاحب انسپکٹر پولیس کھوڑ میرٹھ	صہ	زکوۃ بہی خواہ	۵۸۱	۶۳۰۵	مرزا اصغر بیگ صاحب ″ ″	عہ	″
۵۵۳	۶۲۷۴	محمد یعقوب خانصاحب ″ ″	لعہ	[illegible] طلبہ	۵۸۲	۶۳۰۶	کلثوم فاطمہ دختر عباد اللہ صاحب ″	۴ر	″
۵۵۴	۶۲۷۷	اہلیہ صاحبہ منشی سید نذیر الدین صاحب گلاؤٹھی بلند شہر	لعہ	عطا ″	۵۸۳	۶۳۰۷	سماۃ وحیدن صاحبہ ″ ″	۴ر	″

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۵۸۴	۴۳۰۸	بابو خورشید احمد صاحب موضع اکبرپور بلند شہر	۸ر	عطا نبی خواہ
۵۸۵	۴۳۰۹	محمد نعیم خانصاحب " دریاپور "	ے	زکوٰۃ
۵۸۶	۴۳۱۰	منشی نذیر احمد صاحب " "	عہ	عطا
۵۸۷	۴۳۱۱	محمد اسمٰعیل خانصاحب نمبردار " "	لعہ	"
۵۸۸	۴۳۱۲	عبد الرحمٰن خانصاحب " "	لعہ	تعمیر تنظیم
۵۸۹	۴۳۱۳	برکت اللہ صاحب " "	لعہ	"
۵۹۰	۴۳۱۴	محمد ایوب خانصاحب " "	۸ر	عطا
۵۹۱	۴۳۱۵	عبد الوحید خانصاحب " "	۲ر	"
۵۹۲	۴۳۱۷	منشی نفیس احمد خانصاحب " "	لعہ	تعمیر تنظیم
۵۹۳	۴۳۱۸	حکیم محمد یونس خانصاحب " "	لعہ	"
۵۹۴	۴۳۱۸	قدرت اللہ خانصاحب " "	۸ر	"
۵۹۵	۴۳۱۹	ماسٹر احمد سعید خانصاحب " "	۴ر	"
۵۹۶	۴۳۲۰	حاجی عبد العزیز صاحب " "	لعہ	"
۵۹۷	۴۳۲۱	زوجہ محمد صدیق صاحب نمبردار " "	لعہ	"
۵۹۸	۴۳۲۲	ماسٹر صداقت محمد خانصاحب اکبرپور "	۸ر	"
۵۹۹	۴۳۲۳	منشی رضا خاں صاحب " "	لعہ	"
۶۰۰	۴۳۲۴	مستری رمضانی صاحب " "	لعہ	"
۶۰۱	۴۳۲۵	پہلوان احمد سعید خانصاحب " "	لعہ	"
۶۰۲	۴۳۲۶	ننوا صاحب " "	لعہ	"
۶۰۳	۴۳۲۷	ریاض احمد صاحب " "	لعہ	"
۶۰۴	۴۳۲۸	سلیم خانصاحب " "	۸ر	"
۶۰۵	۴۳۲۹	استاد احمد سعید خانصاحب " "	۸ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۶۰۶	۴۳۳۰	فردوس بیگم صاحبہ موضع اکبرپور ضلع بلند شہر	لعہ	عطا نبی خواہ
۶۰۷	۴۳۴۴	نصیر الدین صاحب قصاب پورہ دہلی	۴ر	"
۶۰۸	۴۳۴۸	زین الدین صاحب " "	لر	"
۶۰۹	۴۳۵۳	اللہ والے صاحب باڑہ ہندو راؤ "	۴ر	"
۶۱۰	۴۳۸۲	قریشی فضل کریم صاحب فرنیچر ہاؤس گجرات پنجاب	عہ	زکوٰۃ
۶۱۱	۴۳۸۳	حاجی فضل کریم صاحب قریشی بازار چوک گجرات پنجاب	لعہ	"
۶۱۲	۴۳۸۴	میاں سلیمان صاحب ساکن حافظ آباد ضلع منٹگمری	عہ	"
۶۱۳	۴۳۸۵	مستری دین محمد صاحب بی روڈ بٹالہ گورداسپور	لعہ	"
۶۱۴	۴۳۸۶	چراغ دین صاحب پونا	عہ	"
۶۱۵	۴۳۸۸	شیخ وصی اللہ صاحب متعلم درجہ بی۔ اے علیگڑھ	۱۲ر	صرف طلبہ
۶۱۶	۴۳۹۰	محمد عبد اللہ صاحب احاطہ نند لال ریلوے مال گودام لائلپور	صہ	زکوٰۃ
۶۱۷	۴۳۹۱	حاجی ملنگ خان صاحب اندرون دروازہ پشاور	عہ	"
۶۱۸	۴۳۹۲	عبد القادر خانصاحب پاکپتن	عہ	"
۶۱۹	۴۳۹۳	بابو عبد الکریم صاحب امرتسر	عہ	"
۶۲۰	۴۳۹۴	میاں محمد شفیع صاحب مقام قصور ضلع لاہور	عہ	"
۶۲۱	۴۳۹۵	ریاست قلات ڈائرکٹر صاحب تعلیمات ریاست قلات	لعہ	الیوم تنخواہ
۶۲۲	۴۳۹۶	مولوی عبد الستار صاحب کوہ ڈلہوزی	۶ر	رسالہ

میزان آمدنی فہرست عمومی

" " دوامی بہی خواہان

" " دوامی و اوقاف

" " بلا رسیدات

میزان کل

فہرست کتب وقفی واشیاء متفرق!

موصولہ ماہ رجب سنہ ۱۳۶۱ھ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	تفصیل اشیاء	مد
۱	۶۳	خانصاحب عنایت خانصاحب ساکن کونڈی رائے۔ لدھیانہ	چوڑی نقرئی ۵ عدد وزنی ۱۳ تولہ	صرف طلبہ
۲	۶۴	برائے ایصال ثواب حافظ عبد الرحمٰن ومسماۃ عائشہ صاحبہ۔ خورجہ بلند شہر	بخاری شریف کامل یک۔ مشکوٰۃ المصابیح یک	کتب وقفی
۳	۶۵	مولوی حکیم بشیر احمد صاحب قریشی مقام اتھائیں شیخ ضلع بجنور	سراجی مستعملہ یک نسخہ	"

رجسٹرڈ نمبر ا ے

مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

(کا)

ماہوار رسالہ

دارالعلوم

زیر نگرانی

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

مرتبہ

عبدالوحید غازیپوری
ناظم شعبۂ تنظیم مرکزی دارالعلوم دیوبند

ماہنامہ

دارالعلوم دیوبند

نصب العین

(۱) تعلیمات اسلام کو سہل اور دلنشین پیرایہ میں پیش کر کے مسلمانوں میں صحیح مذہبی ذہنیت پیدا کرنا۔
(۲) اسلام کے قدیم و جدید مخالفوں کے حملوں کی بطریق احسن مدافعت کرنا۔
(۳) دقیق علمی مسائل کے متعلق علمائے دیوبند کے محققانہ مقالات پیش کرنا۔
(۴) حالات دارالعلوم سے معاونین و متوسلین دارالعلوم کو باخبر رکھنا۔

فہرست مضامین

جلد (۲) | بابت ماہ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ ہجری | شمارہ (۱۱)

ضروری معروضات

(۱) براہ کرم خط و کتابت اور ترسیل زر کے ساتھ اپنے پتہ کی چٹ کا نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔
(۲) ہر ماہ کا رسالہ اسی ماہ کے آخری ہفتہ میں شائع ہو جایا کریگا اگر اگلے ماہ کے پہلے ہفتہ تک رسالہ آپ کے پاس نہ پہونچے تو طلب فرما سکتے ہیں۔
(۳) چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ وی پی طلب کرنے میں جانبین کا نقصان ہے۔
(۴) دارالعلوم کے اصلاحی و تبلیغی مضامین کو دوسروں تک پہنچانے کی سعی فرما کر دوگونہ اجر حاصل کریں۔

(ناظم و مرتب رسالہ دارالعلوم)

باہتمام عبدالوحید غازی پوری طابع و ناشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں طبع ہو کر دارالعلوم دیوبند سے شائع ہو

کوائف دارالعلوم

دارالعلوم کی ایک اہم خدمت :- سالہا سال سے مسجد دارالعلوم سے ملحقہ مکان اور دارِ جدید سے ملحقہ اراضی کا مسئلہ اُلجھا ہوا تھا جس کی وجہ سے نہایت ضروری تعمیرات رکی ہوئی تھیں۔ باوجود ہر قسم کی ممکنہ کوششوں کے اُن کا کوئی حل نہ ہو سکا تھا۔ بالآخر مولانا محمد طاہر صاحب قاسمی کے ناخن تدبیر اور حسن سعی سے یہ دونوں مسئلے طے ہو گئے اور جو تعمیرات رکی ہوئی تھیں وہ جاری ہو گئیں۔ چونکہ مقامی اعتبار سے اس مسئلہ کو خاص اہمیت حاصل تھی اور اس کے طے نہ ہونے کی صورت میں دارالعلوم کا نقصان ہو رہا تھا۔ اس لئے مجلس عاملہ منعقدہ ماہ شوال سنہ ۔۔۔ میں مولانا محمد شریح کی اس خدمت کا نہ صرف ایک تجویز کے ذریعہ شکریہ ادا کیا گیا بلکہ اعتراف خدمت کے طور پر مبلغ چار صد روپیہ بھی دارالعلوم نے انکی خدمت میں پیش کئے۔

بہی خواہان دارالعلوم کا شکریہ! :- مولوی حافظ سید سیف اللہ ہاشمی صاحب سفیر دارالعلوم نے ماہ شوال میں اضلاع فرخ آباد مین پوری اور اٹیہ کا دورہ کیا۔ ان اضلاع کے جن مقامات پر سفیر صاحب موصوف تشریف لیگئے وہاں کے مخلصین جماعت نے انھیں خوش آمدید کہا اور دارالعلوم دیوبند سے اپنے تعلق کا پرجوش اظہار کیا۔ الحمدللہ کہ موصوف اس سفر سے کامیاب واپس آئے۔ جن حضرات نے سفیر صاحب کے ساتھ تعاون فرمایا اور دارالعلوم کی امداد میں حصہ لیا عموماً وہ سب اکابر و خدام دارالعلوم کے دلی شکر یہ کے مستحق ہیں۔ قنوج میں ماسٹر عبدالصمد صاحب اور مولانا حمایت اللہ صاحب فاضل دیوبند نے۔ فرخ آباد میں مولانا سید آل نبی صاحب نقوی نے۔ مین پوری میں شیخ عرفان الحق صاحب منیجر سنگر کمپنی نے۔ شکوہ آباد میں مولوی محمد یعقوب صاحب نے۔ ایٹہ میں مولانا حبیب اللہ صاحب فاضل دیوبند اور مولوی محمد ہاشم صاحب وکیل نے۔ کاسگنج میں مولوی محمد آفاق صاحب نے۔ جلیسر میں مولوی حکیم اللہ صاحب نے خصوصیت کے ساتھ دارالعلوم کی مالی امداد میں ہمدردانہ جدوجہد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر دے اور انھیں دارین میں فائز المرام رکھے۔

مولوی حافظ عبدالرحمٰن صاحب سفیر دارالعلوم نے ماہ شعبان تا شوال میں اضلاع سیالکوٹ، گوجرانوالہ، گجرات اور جھنگ کا دورہ کیا۔ الحمدللہ ان اضلاع کے دیندار مسلمانوں نے دارالعلوم کی امداد میں فراخدلی کے ساتھ حصہ لیا اور دارالعلوم کیلئے ایک معتد بہ رقم فراہم کر دی۔ حضرات ذیل نے خصوصیت سے اپنا وقت صرف فرما کر اور اثرات و تعلقات سے کام لیکر دارالعلوم کو تقویت پہنچانے کی امکانی سعی فرمائی۔

شیخ غلام احمد صاحب و مولانا حکیم عشرت علی صاحب (گجرات) مولانا محمد علی صاحب و مولانا محمد اسمٰعیل صاحب قاسمی و نبی بخش صاحب (سیالکوٹ) مولانا محمد حسن صاحب خطیب (جھنگ، مولانا فضل نبی صاحب، حافظ آباد، جناب مولانا عبداللہ صاحب (موضع ملک، مولانا بشیر احمد صاحب خطیب (پسرور، حافظ محمد نذیر صاحب خطیب (جلالپور جٹاں) مولانا عبید اللہ صاحب (ایمن آباد)۔ مولانا محمد نذیر صاحب فاضل دیوبند (چونڈہ)، حکیم فضل الٰہی صاحب

حاجی محمد یوسف صاحب قریشی موضع کھیالی، حافظ محمد حسین صاحب گمبھانہ بستر۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کے حسن عمل کو قبول فرمائے اور انہیں جزائے خیر کی دولت سے نواز ے:۔

حضرات سفراء کے دورے

سندھ:۔ ضلع سکھر و لاڑکانہ کے ہمدردان و بہی خواہان دارالعلوم دیوبند کو دارالعلوم کی امداد کی طرف متوجہ کرنے کے لئے مولوی احمد علی صاحب سفیر دارالعلوم تشریف لے جا رہے ہیں۔ امید ہے کہ حسب سابق تمام مخلص حضرات دارالعلوم کے لئے زیادہ سے زیادہ سرمایہ فراہم کرانے کی کوشش فرمائیں گے اور عنداللہ ماجور ہونگے۔

ملتان و بہاولپور:۔ سنین ماضیہ کی طرح اس سال بھی ہمدردان و بہی خواہان دارالعلوم کو اُن کا فرض یاد دلانے اور انہیں دارالعلوم کی امداد کی طرف متوجہ کرنیکے لئے مولوی حافظ حکیم محمد سلیمان صاحب سفیر دارالعلوم ضلع ملتان و بہاولپور کا دورہ کر رہے ہیں۔ خدام دارالعلوم کو مخلصین جماعت سے کامل توقع ہے کہ وہ اس سال سنین ماضیہ سے بھی زیادہ سفیر صاحب موصوف کے ساتھ تعاون فرمائیں گے اور دارالعلوم کو مالی مشکلات سے محفوظ رکھنے کی بیش از بیش جدوجہد کر کے ہم سب کے دلی شکریہ اور حق تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے مستحق ہونگے۔

قبول اسلام:۔ حضرات سفراء دارالعلوم ملک کے مختلف حصوں سے دارالعلوم کیلئے مالی امداد حاصل کرنیکے علاوہ وہاں تبلیغی جدوجہد کرتے ہیں۔ بحمد اللہ ان سے مسلمانوں کی اصلاح کے علاوہ اشاعت اسلام بھی ہوتی رہتی ہے چنانچہ مولوی حکیم محمد حنیف صاحب سفیر دارالعلوم نے ماہ ذیقعدہ میں ایک غیر مسلم کو حلقۂ اسلام میں داخل کیا اور انکا نام عبدالرحمن رکھا۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ اور دارالعلوم کے اس نظام کو اسلام کے لئے زیادہ کارآمد بنائے۔

اسلام کا قانون تعزیر

(از عبدالوحید مرتب ماہنامہ دارالعلوم)

اسلام ایک ایسا دین ہے جس کے محاسن اُس کے اخلاق کی وجہ سے جس کی عظمت اُس کے قوانین کے پیش نظر جس کی حکمت اُس کے پیش کردہ دستور کی بنا پر اور جس کا عادل ہونا اُس کے نظام کی استواری کی وجہ سے ناقابلِ انکار۔ اسلام نے حدود وقصاص کے ضابطوں سے امن عامہ کو محفوظ بنا دیا۔ اور ہر فرد کے لئے لازم کر دیا کہ وہ اپنی حد کے اندر رہے۔ نہ اُس سے تجاوز کرے اور نہ زیادتی۔ اللہ تعالیٰ نے حدود وقصاص کو مشروع کرکے بندوں پر واضح کر دیا کہ اوامر و نواہی سے تجاوز کرنے والا جرم کی نوعیت کے اعتبار سے حد یا قصاص کا مستحق ہوگا۔ حق تعالیٰ نے یہ حدود کچھ اس نوع کی مقرر فرمائی ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ارتکاب جرم کی جسارت بہت دشوار ہے۔ اگر حدود وقصاص کا نظم اسلام نے اس طرح قائم نہ کیا ہوتا تو زمین پر فساد پھیل جاتا اور نظام عمران میں ابتری پیدا ہو جاتی۔ قوی ضعیف کو کھا جاتا اور ظلم عام ہو جاتا۔ لیکن اللہ کے احکام اور حدود کے قیام کی صورت میں قاتل سے قصاص لیا گیا۔ ظالم کو سزا دی گئی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق مظلوم کی مدد کی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ زمین پر امن قائم ہوا اور عدل عام ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے کتاب عزیز میں ارشاد فرمایا ہے:۔

وَلکم فی القصاص حیاۃٌ یآ اولی الالباب (بقرہ ع۲۲) اے عقل والو تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں غور و تامل کرے گا اُسے مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی بے نہایت رحمت کا یقین ہو جائیگا اور اُسے یہ بھی ماننا ہوگا کہ اگر مسلمان اس فرمانِ خداوندی کے مقتضا پر عمل کرتے رہتے تو وہ ذلت، نکبت، فساد اخلاق اور انحطاط آداب کے اس درجہ کو ہرگز نہ پہنچتے جس پر کہ وہ اب پہنچ چکے ہیں۔

اور جو شخص اس آیۂ قصاص پر نظر کرے گا جو ہم سے پہلوں کے لئے قانون تھی اور پھر ہمارے لئے قانون بنی۔

وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص. (مائدہ ع۱۱)	اور لکھ دیا ہم نے ان پر اس کتاب میں کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بدلہ برابر۔

وہ اس مبنی بر انصاف قانون کی حکمت کو معلوم کرے گا اور اُسے تسلیم کرنا ہوگا کہ اسلام اپنے حکیمانہ قوانین اور تعلیمات کی بنا پر دین اجتماعی ہے۔

تعجب تو ان مغرب زدہ انسانوں پر ہوتا ہے جو ان حکیمانہ آیات کو پڑھتے اور ان عادلانہ احکام کو تلاوت کرتے

جو اس اجتماع انسانی کیلئے حیات اور اُس کے قوام اساس کے لئے غذا کا حکم رکھتے ہیں یہ کہنے کی جرأت کرتے ہیں کہ احکام اسلامی میں قساوۃ اور بربریت ہے۔ اور یورپ کے موجودہ قوانین تعزیر جو مجرموں کو قید و بند کی سزا دیتے ہیں وہ اسلامی حدود و قصاص کے مقابلہ میں افضل اور زیادہ مبنی بر رحم ہیں۔

والدعاوی مالم یقیموا علیہا ۞ بینات ابناؤھا ادعیاء

یہ لوگ کہتے ہیں کہ قید کی سزا دینا نفوس پر بڑا اثر ہے اور اس کے ذریعہ جانوں کی حفاظت ہوتی ہے۔ لیکن قیدخانوں اور قیدیوں پر ایک نظر ڈال لینے کے بعد یہ حقیقت بخوبی سمجھ میں آجاتی ہے کہ قید سے رہا ہونے کے بعد قیدخانہ کا کتنا خوف مجرم کے دل میں باقی رہ جاتا ہے آئے دن ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ جیل خانوں کی سزا ایک اتفاقی مجرم کو بھی عادی مجرم بنا دیتی ہے۔ اور وہ رہائی کے بعد ارتکاب جرم پہلے سے زیادہ جری ہوتا ہے جیل سے واپس آکر وہ پھر جرائم کا اعادہ کرتا ہے اور بے تکلف پھر جیل خانہ واپس چلا جاتا ہے۔ ہمارے آئے دن کے مشاہدات ہیں کہ قید کی سزا انسداد جرائم میں بلاشبہ ناکام رہی ہے۔ بلکہ اسکے برخلاف وہ توسیع جرائم میں حوصلہ افزا ثابت ہوئی ہے۔ ان حقائق کے پیش نظر کیا اسلامی حدود و قصاص جو مجرم کو بالیقین آئندہ ارتکاب جرم سے روک دیتے ہیں اور پبلک کو اُن کے شر و فساد سے مامون و محفوظ بنا دیتے ہیں۔ مجرم اور پبلک دونوں کیلئے رحمت نہیں ہیں

فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور (حج ع۶)	تحقیق آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں۔ پر اندھے ہوتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا رحمت اور انسانیت کے مبادی یہی ہیں کہ پُرامن اجتماع انسانی کا تو خون بہایا جائے، اس پر زیادتیاں کی جائیں اُن کی جانوں کو نقصان پہنچایا جائے اور اُن کے مالوں کو لوٹا جائے لیکن مجرموں کے خون کا ایک قطرہ بھی اگر زمین پر گرنے لگے تو اسے رحم و انسانیت کے خلاف قرار دیا جائے۔ کیا واقعی انسانیت مجرم کے خون کی حفاظت کی حامی ہے اور پُرامن انسان کے خون کو مباح قرار دیتی ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو اپنی بصیرۃ کھو نہیں چکے ہیں یہ نکتہ بہت زیادہ مستحق غور و توجہ ہے اور اسلامی حدود و قصاص پر زبان طعن دراز کرنے والوں کا جہل اور حمق قابل لحاظ ہے۔

ہم بربنائے نظر انصاف اسلامی حدود اور موجودہ نام نہاد مہذب دنیا کے تعزیری قوانین کا جسے قبول و اختیار کرنے پر ہمیں ہر طرح مجبور کیا جاتا ہے موازنہ کرتے ہیں تو ہمیں رحمۃ و عدل کے اعتبار سے ان میں بون بعید اور فرق عظیم معلوم ہوتا ہے یہاں ہم اسے چند مثالوں سے واضح کرتے ہیں۔

حدِ زنا۔ زنا اجتماع انسانی کے لئے ایک ایسا جرثومہ ہے جو اسے گھن کی طرح اندر ہی اندر کھا کر موت سے ہمکنار کر دیتا ہے وہ جسم انسانی کے لئے ایک نہایت مہلک مرض ہے۔ جس قوم میں یہ مرض پھیل جاتا ہے وہ زود یا بدیر ہلاکت اور تباہی کے منہ میں ضرور چلی جاتی ہے۔

اگر ہم انصاف کے ساتھ زنا سے پیدا ہونے والے اُن مفاسد و شرور کو دیکھیں جو اس کے نتیجہ میں انسان کی ہیئت اجتماعی

کو خراب کرنے کے لئے مہلک امراض اولادِ زنا کی کثرت جن کا نہ اس عالم میں کوئی خاندان ہوتا ہے اور نہ کوئی معین و مددگار حیاتِ زوجیت کی مسرتوں سے محرومی شادی شدہ عورتوں اور مردوں کے گھروں کی تباہی تقلیلِ نسل، منعِ تولید، بیکاری اور دوسرے جرائمِ کثیرہ وغیرہ وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ تو ہم انتہائی یقین ہوا سے جزم و یقین کے ساتھ یہ حکم لگا دیں گے کہ زنا کی متعلق اللہ تعالیٰ نے جو حد مقرر فرمائی ہے کہ :-

الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ (نور ع ۱)	بدکار عورت اور بدکار مرد، پس مارو اُن دونوں میں سے ہر ایک کو سو کوڑے۔

اور صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جو تفصیل و تشریح فرمائی ہے کہ :-

فان الرجم فی کتاب اللہ تعالیٰ حق علی من زنیٰ اذا احصن من الرجال والنساء۔ (صحاح ستہ)	بیشک کتاب الٰہی میں رجم کا حکم صحیح ہے اس شادی شدہ مرد یا عورت کے لئے جو زنا کرے۔

وہ عین حکمت ہے اور نظامِ عمران یا اجتماعِ انسانی کی حفاظت و صیانت کے لئے حقیقی اقتضاء رحمت ہے۔

فرانس کے مشہور اخبار "طان" نے ۱۹۲۹ء کی مردم شماری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "فرانس کے ۸۷ اضلاع میں سے (جن سے ملک فرانس کی تشکیل ہوتی ہے) صرف ۴ ضلعے ایسے ہیں جن کی مردم شماری میں اضافہ ہوا ہے۔ ۵ ایسے ہیں جہاں پیدائش اور موت کے اعداد برابر ہیں باقی ۳۹ ضلعے ایسے ہیں جن میں اموات کا عدد پیدائش سے بڑھا ہوا ہے۔ تناسل کی اس کمی اور امراض کی زیادتی کا سبب اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ یہاں زنا عام ہے۔ نوجوان نکاح کی قید و بند کے مقابلہ میں اپنی آزادانہ تفریحات کو ترجیح دیتے ہیں اور علانیہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور اس مہلک کی مقاومت اور مدافعت کی طرف قانونِ حکومت بالکل متوجہ نہیں ہوتا"

یورپ کے بعض دوسرے ممالک نے بھی زنا کی تباہ کاریوں اور ہلاکت آفرینیوں پر متنبہ ہو کر اس کے انسداد کی طرف صرف یہ قدم اٹھایا کہ اگر کوئی شخص کسی غیر شادی شدہ عورت کو اغوا کرے تو اسے دو سال تک کی سزائے قید دی جا سکتی ہے۔ اور اگر کوئی شادی شدہ کو اغوا کرے تو اُسے ایک سال کی سزائے قید دی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔

کیا اس کے بعد بھی ہمارے مغرب زدہ بھائی یہ تسلیم کرنے میں تامل کریں گے کہ اسلام نے اس مہلک مرض سے امت کو محفوظ رکھنے کے لئے جو مداوا کیا ہے وہ مجموعۂ عالم یا عالمِ انسانیت کے حق میں عین رحمت، عدل اور شفقت ہے۔ اور یہ کہ وہ ہر زمانہ اور ہر جگہ کامیاب علاج بننے کے لئے اصلح ہے

وقل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا (اسرائیل ع ۵)۔	اور کہہ کہ آیا حق اور نکل بھاگا باطل بیشک باطل بھاگنے ہی والا ہے

یورپ کے قوانین جن کی طرف سطورِ فوق میں اشارہ کیا گیا ہے۔ زانی کے لئے کوئی سزا تجویز نہیں کرتے بلکہ زنا کا

ہی نہیں سمجھتے البتہ اغوا کرلیں تو اُن کے یہاں جرم ہے اُس کے لئے سزا بھی ہے۔ برخلاف اس کے حد اسلامی شادی شدہ زانی کو رجم کا حکم کرتی ہے اور غیر شادی شدہ زانی کے سو کوڑے لگانے کی سزا تجویز کرتی ہے۔ ہر عقلمند خود فیصلہ کرسکتا ہے کہ ان میں سے کونسا قانون ایسا ہے جو زنا کی تباہ کاریوں کا انسداد کرکے انسانیت پر رحم کرتا ہے اور نسل کی حفاظت کا فریضہ انجام دیتا ہے۔

دنیا کے قانون ساز فحش اور بدکرداری کو مباح قرار دیکر امراض کے پھیلانے اور نسل انسانی کو ہلاک کرنے کے اسباب خود مہیا کرتے ہیں لیکن حد اسلامی نسل انسانی کی حفاظت کرتی ہے۔ فضائل بشری کی حمایت میں رذائل سے برسرِ پیکار رہتی ہے۔ متاعِ انسانی کو محفوظ رکھتی ہے اور انساب کو باقی رکھنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں حق بھی واضح ہوجاتا ہے اور باطل بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن تمام باطل قوانین اور فاسد نظاموں کی پیروی سے محفوظ رکھے جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قوانین سے مختلف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سے اپنے نازل کئے ہوئے احکام کی تعمیل کرائے اور اُن لوگوں کی جماعت میں داخل نہ کرے جن کے متعلق اس کا ارشاد ہے :۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الفاسقون۔ (المائدہ ع ۶)

اور جو حکم نہ کریں اللہ کے اتارے ہوئے پر سو وہی ہیں بے حکم۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الظالمون (المائدہ ع ۶)

اور جو حکم نہ کریں اللہ کے اتارے ہوئے پر سو وہی لوگ ہیں بے انصاف۔

ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الکافرون (المائدہ ع ۶)

اور جو حکم نہ کریں اللہ کے اتارے ہوئے پر سو وہی لوگ ہیں منکر۔

حد شرب خمر۔ شراب خباثت اور مفاسد کی اصل اور منبع ہے۔ عقلائے زمانہ نے بہت غور و فکر کے بعد اسے ام الخبائث کا لقب دیا ہے۔ شراب کے جو مہلک اور شرمناک اثرات شرابی کی زندگی پر پڑتے ہیں۔ اس کے مادی و معنوی نقصانات جو انسان کی اجتماعی زندگی میں رونما ہوتے ہیں اور اس سے جو مہلک امراض پیدا ہوتے ہیں اگر ان پر ایک سرسری نظر بھی کی جائے تو بلا تامل پورے جزم و یقین کے ساتھ اس کے حرام ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔ چنانچہ حق تعالیٰ جلت حکمتہ نے مسکرات سے اپنے فرماں بردار بندوں کو اس طرح منع فرمایا ہے :۔

یاایھا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلٰوۃ فھل

اے ایمان والو یہ شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام ہیں شیطان کے سو ان سے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو۔ شیطان یہی چاہتا ہے کہ ڈالے تمہارے درمیان دشمنی اور بغض شراب سے اور جوئے سے اور روکے تم کو اللہ کی یاد سے اور نماز سے

فھل انتم منتھون (المائدہ ع ۱۲) | پس کیا تم باز آؤ گے۔

عمل شیطان کی اس ناپاکی یعنی شراب سے اجتناب نہ کرنے والے کے لئے شریعۃ مطہرہ نے جو حد تجویز فرمائی ہے وہ کوڑے لگانا ہے:

ومن شرب الخمر فاجلدوہ (ابوداؤد) جو شخص شراب پئے اُسے کوڑے مارو۔

اس جرم عظیم کے لئے اس سے زیادہ منصفانہ کوئی دوسرا قانون ہو نہیں سکتا جو شرابی کو شراب نوشی سے روک دیتا ہے اور دوسرے انسانوں کو اُس کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اسلامی تعزیر خود شارب اور دوسرے بنی آدم کو امراض مہلکہ سے نجات دلانے کیلئے نافع ترین دوا ہے۔

بلجیم میں امتناع مسکرات کیلئے جو انیسویں کانفرنس ہوئی تھی اس میں پروفیسر ڈاکٹر ہیرن نے ایک علمی مقالہ پڑھا تھا جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ اسلام نے مسکرات کو حرام قرار دے کر اور شارب کے لئے حد تجویز کر کے مسلمانوں کو بیشمار مہلک امراض سے بچا لیا ہے چنانچہ انھوں نے بہت سے ایسے خوفناک مہلک اور متعدی امراض گنائے ہیں جو یورپ میں بکثرت پائے جاتے ہیں لیکن اسلامی ممالک میں ان امراض کا کہیں نام ونشان بھی موجود نہیں ہے۔ انھوں نے اپنی تحقیق کے ذیل میں یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ اگر ان بیان کردہ امراض میں اسلامی ممالک کے اندر کچھ لوگ مبتلا بھی ہو جاتے ہیں تو ان میں سے (۷۵) فی صدی غیر مسلم یعنی یوروپین یا مقامی عیسائی وغیرہ ہوتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جنھیں شراب نوشی کی عادت ہوتی ہے اور صرف (۲۵) فی صدی مسلمان ہوتے ہیں لیکن یہ بھی وہ مسلمان ہیں جنھوں نے یوروپین طرز معاشرت اختیار کر کے اہل یورپ کی پیروی میں شراب نوشی کی بلا اپنے اوپر مسلط کر لی ہے یا ایسے والدین کی نسل سے ہیں جو اپنی مغرب پسندی کی وجہ سے شراب نوشی میں مبتلا تھے۔ اپنے مقالہ کے اخیر میں دنیا کے ڈاکٹروں کے نظریات کا رد کرتے ہوئے انھوں نے پھر پوری قوت کے ساتھ اس حقیقت کو ظاہر کیا ہے کہ ان امراض کا سبب بجز شراب نوشی کے اور کچھ نہیں ہے اور مسلمان ان امراض سے بالیقین صرف اس وجہ سے محفوظ ہیں کہ اُن کی غالب اکثریت شراب نوشی کی لعنت میں مبتلا نہیں ہے۔

امریکہ اور یورپ کے بعض ممالک نے امتناع شراب نوشی کی مہم اپنے اپنے یہاں شروع کر کے اس خباثت کے مہلک نتائج سے بچنے کی کوشش کی لیکن انھیں اس میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔۔۔ انھیں واضح رہنا چاہئے کہ اُن کی تمام مساعی اس وقت تک ناکام ہی ہوتی رہیں گی جب تک کہ وہ اُن حدود کو قائم نہ کریں گے جو اسلام نے شارب خمر کے لئے مقرر کی ہیں کہ درحقیقت امتناع شراب نوشی کا صحیح اور مؤثر طریقہ صرف وہی ہے۔

کیا ان حقائق کے ظاہر ہو جانے کے بعد بھی اُن لوگوں کے لئے زبانِ طعن دراز کرنے کی کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے جن کی فہم اور قوت فیصلہ پر یورپ کا تسلط ہو چکا ہے۔ اور کیا وہ اب بھی یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ اسلام کے قانون تعزیرات وحشیانہ ہیں (نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات)

افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکماً | اب کیا چاہتے ہیں حکم زمانہ جاہلیت کا۔ اور اللہ سے

لقوم یوقنون۔ (المائدہ ع ۷)

حکم کرنیوالا اُن لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں۔

حقائق مافوق کے اظہار کے بعد ہم دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ قوانین جو بیع خمر کے لائسنس دیکر اُسے جائز قرار دیتے ہیں اور شارب خمر کے لئے ترجمہ نہیں پیدا کرنا چاہتے ہیں وہ انسان کے لئے رحمت ہیں اور انسانیت کی خدمات انجام دیتے ہیں یا وہ شریعت اسلامیہ جو نہ صرف شراب کو حرام قرار دیتی ہے بلکہ شارب کے لئے بھی کوڑوں کی سزا تجویز کرتی ہے، اگر اس کے بعد بھی کوئی شخص اپنی نادانی اور حماقت سے حدود اسلامیہ پر اعتراض کرتا ہے تو وہ یقیناً اس کا مستحق ہے کہ اُس کی بات کو قابل التفات نہ سمجھا جائے اور اُسے کوئی وزن نہ دیا جائے۔

کبرت کلمۃ تخرج من افواههم ان یقولون الا کذبا۔ (الکہف ع ۱)

کیا بڑی بات ہوکر نکلتی ہے ان کے منہ سے۔ سب جھوٹ ہے جو وہ کہتے ہیں

اور اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں تامل نہیں کیا جاسکتا کہ اسلام ہی دین ازلی اور ابدی ہے اور اس کے اوامر و احکام ہر زمانہ اور ہر مقام کے لئے مناسب اور موزوں ہیں۔ دنیا میں اسلام کے سوا کوئی دین نہیں ہے۔ اور قوانین اسلام کے علاوہ کوئی صحیح قانون نہیں ہے:

قل یا ایها الناس قد جاءکم الحق من ربکم فمن اهتدیٰ فانما یهتدی لنفسه ومن ضل فانما یضل علیها وما انا علیکم بوکیل۔ (یونس ع ۱۱)

کہہ دے اے لوگو حق آچکا تمہیں تمہارے رب سے۔ اب جو کوئی راہ پر آئے وہ راہ پاتا ہے اپنے بھلے کو، اور جو کوئی بھولا پھرے سو بھولا پھرے گا اپنے برے کو، اور میں تم پر مختار نہیں ہوں۔

قد جاءکم بصائر من ربکم فمن ابصر فلنفسه ومن عمی فعلیها وما انا علیکم بحفیظ (الانعام ع ۱۳)

تم کو پہنچ چکیں دلیلیں تمہارے رب سے۔ پس جس نے سوجھ بوجھ کر کام لیا تو اپنے بھلے کو لیا اور جو اندھا رہا سو اپنے برے کو اور میں تم پر نگہبان نہیں۔

حد زنا اور حد شرب خمر ہی پر موقوف نہیں دوسری تمام حدود اسلامی مثلاً حد سرقہ وغیرہ بھی بلاشبہ عالم انسانی کیلئے رحمت ہیں اور امن عامہ کے قیام و حفاظت کے لئے پوری تحدی کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اُن سے بہتر کوئی دوسرا قانون نہ ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے۔ حدود اسلامی کے عالم انسانیت پر رحمت ہونے کے متعلق قدیم تاریخی روایات کو چھوڑئیے۔ ممکن ہے ان کے تسلیم کرنے میں کسی کو تامل ہو جن ممالک اسلامیہ میں اس وقت حدود اسلامی کا نفاذ ہو رہا ہے انھیں کو دیکھ لیا کہ وہاں لوٹ مار، قتل و غارت، زنا اور مئے خواری کا کوئی وجود نہیں تلاش کرنے سے بھی ملتا ہے؟ کیا کوئی معاندسے معاند انسان بھی اس حقیقت کا انکار کرسکتا ہے کہ وہی ریگستان حجاز جہاں کل تک دن دہاڑے چار قدم بھی بغیر کامل انتظام تحفظ چلنا ناممکن تھا آج ایک ضعیفہ اُس کے اس سرے سے اُس سرے تک اگر سونا اُچھالتی چلی جائے تو اُس سے مزاحمت کرنے کوئی نظر نہ آئے گا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ کہ اگر کوئی شخص اپنا مال سامان گھر سے باہر غیر محفوظ حالت میں ڈال کر چھوڑ دے۔

اور رات بھر بےفکری کے ساتھ مکان کا دروازہ بند کرکے سوئے تو صبح کو اپنا سامان ٹھیک اسی حالت میں پائے گا جس میں کہ اس نے رکھا تھا کسی کو اتنی جرات نہیں ہو سکتی کہ وہ اسے سرقہ کی نیت سے ہاتھ بھی لگائے یہی حال دوسرے جرائم کا بھی ہے پھر کیا کوئی یہ کہنے کی جرات کر سکتا ہے کہ حدود اسلامی کی تیز تلوار نے حجاز کے تمام انسانوں کے ہاتھ قطع کر دیئے ہیں اور اب ان میں چوری کرنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہی ہے۔ تحقیق کی جائے تو معلوم ہوگا کہ سالہا سال کی مدت میں دو چار چوروں سے زیادہ پر حد جاری کرنے کی نوبت نہ آئی ہوگی۔ چند زانیوں سے زیادہ کو کوڑے نہ لگائے گئے ہوں گے یا سنگسار کیا گیا ہوگا لیکن بلاشبہ انھیں چند مثالوں سے انسانیت پر تباہی لانے والے جرائم کا قلع قمع ہوگیا اور جرائم پیشہ انسانوں نے اس سے اتنی نصیحت و عبرت حاصل کی کہ اپنے آپ کو ان رذائل سے پاک کرکے انسانیت کے لئے موجب رحمت بن گئے۔

کیا دنیا کا کوئی مہذب ملک ایسا ہے جہاں قید اور جرمانہ کی سزاؤں نے خلائق کو تباہی اور بربادی سے بچا کر انسانیت کے لئے باعث رحمت ہونے کا کوئی ثبوت پیش کیا ہو۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خوشبوؤں سے دماغ تازہ ہوگیا۔ اختر چلتے چلتے تھک گیا لوگوں کو مٹھائی خریدتے ہوئے دیکھ کر بھوکے اختر کے دل کا حال نہ پوچھئے کہ اس پر افلاس کی تنگی سے کیا کچھ گذر گئی قریب تھا آنسو نکل پڑتے کہ اچانک اس کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مٹھائی کی دوکان کے پاس کھڑا دیکھ کر لوگ کیا کہتے ہوں گے ایک دم آگے کو چل دیا ایک دوسرے کی دوکان آئی کچھ دیر اس کے پاس بیٹھا پھر ایک اور جگہ گیا۔ آخر تھک کر گھر واپس آنے کا ارادہ کیا کہ راستے میں ایک دوکان پر کیک بسکٹ وغیرہ بن رہے تھے ان کی خوشبو نے اختر کے قدم پکڑ لئے اور وہ کھڑا ہو گیا دو تین منٹ میں [illegible] جانے کیا کیا کہتے ہوں گے اور اختر چل پڑا بھوک و نقاہت چلنے نہیں دیتی [illegible] سارا دن یوں ہی گذر گیا جس طرح بھی بن پڑا گھر چلا گیا

اختر اور اس کی ماں دونوں پر آج کا دن شاق گزرا اور کل کیلئے کوئی سہارا نہیں ماں نے بیٹے سے کہا کہ بیٹا دنیا کی خاک چھان لی اپنے پرایوں کو دیکھ لیا اب خدا ہی سے لو لگاؤ میں آج ایک کتاب دیکھ رہی تھی کہیں لکھا ہے کہ مصیبت کے وقت مسلمان پچھلی رات میں تہجد کی آٹھ رکعت پڑھ کر صبح ہونے سے پہلے پہلے اکتالیس مرتبہ سورۂ مزمل پڑھ کر خدا سے دعا مانگے تو مشکل آسان ہو جاتی ہے۔ اور صبح کے فرض و سنت کے درمیان اکتالیس بار اللّٰھم یا غنی یا حمید یا مبدی یا معید یا رحیم یا ودود اغننی بحلالک عن حرامک وطاعتک عن معصیتک وبفضلک عمن سواک پڑھ کر خدا سے التجا کرے تو اس کو غیب سے روزی ملتی اختر نے کہا اماں یوں بھی کر لیں گے مگر سورۂ مزمل اکتالیس بار پڑھنا بڑا دشوار ہے ماں نے کہا بیٹا وہ کوئی بڑی سورت نہیں ہے ہمت سے ارادہ کرو گے تو پڑھ سکو گے میں بھی پڑھوں گی۔ اختر دعا یاد کرتے کرتے سو گیا۔

اختر رات کو ڈھائی بجے سے اٹھ بیٹھا ماں کو جگایا دونوں نے وضو کیا اختر قرآن کھول کر بیٹھ گیا [illegible] سورۂ مزمل کہاں ہے ماں نے قرآن لیکر سورۂ مزمل نکال دی اب اختر پڑھتا ہے تو پڑھی نہیں جاتی ماں نے پاس بیٹھ کر بیٹے کو دو دفعہ سورۂ مزمل پڑھا دی اس کے بعد دونوں نے تہجد کی نماز پڑھی اور دونوں سورۂ مزمل پڑھنے لگے کوئی پانچ

(۲) یہ تو حضرات اہل علم کو معلوم ہی ہے کہ محدث سہارنپوری نے درس حدیث کا چشمۂ فیض جاری کرنے کے علاوہ بخاری شریف کے بہترین تحشیہ و طباعت کی مہم کو سرانجام دے کر طالبان علم حدیث پر عظیم احسان فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ نے تصحیح و تکمیل کی خدمت حضرت قاسم العلوم کے بھی سپرد کی تھی آٹھ دس روپیہ تنخواہ تھی۔ ایک مرتبہ جب آپ مکان تشریف لے جانے لگے تو محدث سہارنپوری نے مشاہرہ کے علاوہ پانچ روپیہ مزید عطیہ پیش کر کے فرمایا کہ بال بچوں کے لئے یہ رقم بھی لیتے جاؤ۔ آپ نے مزید عطیہ قبول کرنے سے انکار فرما دیا۔ محدث سہارنپوری نے ارشاد فرمایا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کو بلا مانگے ملنے سے لینے میں انکار نہ تھا پھر تم کیوں انکار کرتے ہو۔ جواب میں عرض کیا کہ بہت ممکن ہے کہ دوسری مرتبہ گھر جانے لگوں تو نفس میں سوال پیدا ہو کہ اس بار بھی تنخواہ کے سوا مزید روپیہ عنایت ہو۔ پس اس وقت عطیہ کا قبول کرنا سوال نفسی میں مبتلا ہو جانے کا باعث ہوگا اور حضرات صحابہؓ کے پاس نفوس ایسے نہ تھے کہ سوال نفسی میں مبتلا ہونیکا احتمال ہو۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ حضرت قاسم العلوم کے مقام اتقا کا پایہ کس قدر بلند تھا کہ نفسی سوال پیدا ہونے کے مواقع سے بھی پرہیز فرماتے تھے حالانکہ نفس و قلب میں ناجائز امر کا جب تک عزم نہ ہو وہ گناہ نہیں لیکن اتقیا کی یہی شان ربانی ہو کہ بُرے وسوسہ پیدا ہونے کا موقع ہی کیوں دیا جائے کہ وسوسہ اور وسوسہ سے عزم اور عزم تک کی نوبت پہنچے چونکہ مولف تذکرہ صاحب تذکرہ اس مقام میں فرمایا کہ سوال نفسی کا مسئلہ حضرت قاسم العلوم کی مخصوص نظر و فکر کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے جیسا کہ آپ کی تصنیفات ایسی ہی بہت سی باتوں سے بھری ہیں کہ وہاں تک دوسروں کی رسائی نہیں۔ وذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دار العلوم دیوبند کے بانی ثانی کی کہانی یہ ہے کہ حکیم مولوی سید رشید النبی دلیسنوی بہاری مرحوم استاذ زمن مولانا احمد حسن کانپوری سے تحصیل علم کے دور میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی کی خدمت اقدس میں گاہے گاہے حاضر ہوا کرتے۔ اور آپ کی صحبت ربانی و برکات روحانی کے فیوض سے مستفیض ہوتے۔ علوم آلیہ سے فارغ ہونیکے بعد حاضری کے موقع میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم حدیث شریف کی تحصیل کیلئے گنگوہ جاؤ۔ اور محدث گنگوہی مولانا رشید احمد صاحب سے ملکر کہو کہ فضل الرحمن نے آپ سے حدیث شریف پڑھنے کیلئے بھیجا ہے اور یہ ایک شعر بھی تحفہ میں ساتھ کر دیا ہے ؎ آنکھوں سے دور رہ کا بیاں کیا نہیں ÷ دل دیوں قریب کہ پہنچا نہیں

حکیم صاحب مرحوم گنگوہ شریف پہنچکر حضرت گنگوہی کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن کا پیام پہنچا کر ہدیہ شعر پڑھکر پیش کیا حضرت گنگوہی نے مکرر پڑھنے کا ایما فرمایا۔ دہرایا پھر اشارہ ہوا حکیم صاحب فرماتے تھے کہ میں ادھر بار بار پڑھنے لگا اور ادھر حضرت پر رقت طاری تھی اور فرماتے جاتے تھے کہ یہ بزرگوں کی شفقت و محبت ہے دیر تک یہ سماں رہا۔

حضرت مولانا شاہ فضل رحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان چیدہ علمائے ربانی میں سے ہیں جن کی ولایت و بزرگی ہندوستان میں مسلم ہے آپ کا حضرت گنگوہی کو محبت و پیار اور قرب باطنی کا پیام اور حضرت گنگوہی کا اس پیام پر تاثر و سوزش درونی کا پُر درد اظہار ایسا راز ہے کہ اہل معرفت کو تو اس کے تہ میں دیوبندیت کی حقیقت کے انکشاف سے مزہ آئے گا مگر حقیقت ناشناس کا منھ بگڑ کر رہ جائے گا۔

اس واقعہ کے تذکرہ کی مجلس میں جناب مخدوم مکرم مولانا محمد یوسف صاحب عثمانی بھاگلپوری مدظلہ بھی تشریف فرما تھے۔

مسلمانوں کے اجتماعی

(اور)

انفرادی امراض کا علاج

(از جید ابو حید ۔ کاتب ماہنامہ دارالعلوم)

چشم انصاف اور بصیرت سے تاریخ اسلامی کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ ماضی میں ابتدائی مسلمانوں کی حیرت انگیز رفعت و عظمت اور عظیم الشان تمدن و ارتقا کا سبب اسکے سوا اور کچھ نہ تھا کہ انھوں نے دینی حیثیت کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ رکھا تھا ۔ اور کلمہ حق کو بلند کرنے کیلئے اپنے نفوس کو وقف کر دیا تھا ۔ اس تعلق باللہ اور تائید دین کا نتیجہ انھیں یہ ملا کہ دنیا کے عظیم المرتبت سلاطین کے تاج و تخت انکے قدموں میں پڑے ہوئے تھے یہاں تک کہ عرب کے بے آب و گیاہ ریگستان سے نکلکر ایک طرف تو ایشیا کے عظیم الشان براعظم پر چھا گئے اور چین کی دیواروں تک پہنچکر اپنی شوکت و سطوت کے جھنڈے نصب کر دیئے اور دوسری طرف براعظم افریقہ کے بیشتر حصہ کو فتح کرتے ہوئے یورپ کے قلب میں جا گھسے ۔ یہ وہ حقائق ہیں جن کی شہادت باتفاق قدیم و جدید تاریخیں دے رہی ہیں اور یورپ کے ارباب اختصاص و شہرت بھی انکا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں ۔ چنانچہ فرانس کا مشہور ترین عالم "گستاف لیبان" اپنی کتاب "تمدن عرب" میں لکھتا ہے کہ

"عربوں نے اپنی فتوحات کو صقلیہ (سسلی) ہی پر ختم نہیں کر دیا بلکہ وسطی اٹالیہ کو فتح کرتے ہوئے اور آگے بڑھ گئے یہاں تک کہ روما کے بالکل قریب جا پہنچے اور اسکی چہار دیواری سے باہر بہت سی عمارتیں بنائیں ۔ اور وہاں سے اسوقت تک واپس نہیں ہوئے جب تک کہ پاپائے اعظم (جان ہشتم) نے جزیہ ادا کرنا قبول نہ کر لیا ۔ وہ بحر ایڈریاٹک میں (برندیزی اور تارنتو) پر قابض ہو گئے اور ایالات (بونیفیو) میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ بحر متوسط میں انکا غلبہ مسلم ہو گیا ۔ کیونکہ وہ سسلی ۔ کارسیکا ۔ کنڈیا (کریٹ) مالٹا اور اٹلی کے بہت سے اہم ترین مقامات کے مالک ہو چکے تھے"

یہی "گستاف لیبان" کہتا ہے کہ "تاریخ کی نگاہ سے عربوں (مسلمانوں) سے زیادہ رحمدل فاتح نہیں دیکھا" مسلمانوں کی ہمتوں نے ان فتوحات ملکی ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ فتوحات سے فارغ ہو کر انھوں نے اپنی تمام تر توجہ علوم و فنون کے ترجمہ و تدوین اور مفید ایجادات و اختراعات کی طرف منعطف کر دی ۔ تراجم ۔ تدوین اور اختراعات کو انھوں نے جس حد تک پہنچایا اگرچہ ہم اسکے بہت تھوڑے حصہ سے واقفیت حاصل کر سکے ہیں

لیکن وہ بھی اتنا اہم ہے کہ تاریخ میں اسکی نظیر تلاش کرنی عبث ہے۔ اُنھوں نے بڑے بڑے جہاز تعمیر کئے اور سمندر کے عظیم حصہ کے سینہ پر دوڑتے پھرے۔ انھوں نے دنیا کا کھوج نکالا۔ انھوں نے حضارۃ اور مدنیۃ کی بنیادیں استوار کر کے انسانی زندگی پر احسان کیا۔ انھیں امور کی وجہ سے وہ دنیا میں ہادی اقوام، دنیا کے استاد اور افکار انسانی کے قائد تسلیم کئے گئے۔ بغداد، اندلس، مصر اور ہندوستان وغیرہ وغیرہ میں عالیشان عمارتیں اور پرعظمت آثار آج بھی زبان حالت اُن کی بزرگی اور کرامت کے ترانے گا رہی ہیں:-

تلک آثارنا تدل علینا ؛ فانظروا بعدنا الی الآثار

مسلمانوں کے یہ شہر اور یہ ملک علوم وفنون کے مرکز اور مصدر بنے ہوئے تھے یہاں علوم و معارف کے خزانے ہر خاص وعام پر نہایت فیاضی کے ساتھ لٹائے جارہے تھے۔ صانع اپنی صنعت گاہ میں مصروف عمل نظر آتا تھا عابد اپنے معبد میں سر عبودیت خم کئے ہوئے تھا، راہب اپنے صومعہ میں گوشہ نشین تھا مدرس مدرسہ میں درس دے رہا تھا۔ فلکی اپنی رصدگاہ میں بیٹھا ہوا فلکیات کے مطالعہ میں مصروف تھا غرض جسے جس عمل سے دلچسپی اور لگاؤ تھا اس میں ہمہ تن منہمک نظر آتا تھا۔ نہ یہ اسکی تنقیص وتوہین کے درپے تھا۔ اور نہ وہ اس کی رائے اور عمل سے کوئی عناد رکھتا تھا۔ بلکہ ہر شخص میں اُنس اور محبت کا جذبہ کارفرما نظر آتا تھا، نہ مذہبی اختلافات کوئی گھناؤنی شکل اختیار کرتے تھے اور نہ لامذہبی کا دور دورہ تھا۔ یہ ہے ہماری کل کی حالت کا خلاصہ۔ لیکن آج ہماری جو کیفیت ہے اس کے تصور سے بھی دل ٹکڑے ہوا جاتا ہے اور کلیجہ منہ کو آتا ہے، آج مسلمانوں میں نہ وہ عظمت وشوکت ہے اور نہ وہ علم وہنر۔ بلکہ اس کی بجائے اُن میں انتشار وافتراق۔ بغض وحسد اور جہل ونادانی نے گھر کر لیا ہے۔ ایک جماعت ہے کہ وہ کبھی تو دین کے سر میں بدعت کا ناقوس پھونکنے لگتی ہے اور کبھی [illegible]ت اور محدثات کے ڈھول پیٹتی پھرتی ہے۔ حالانکہ دین اور اس کی حرمت اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے اور ایمان لانے والے ان لغویات سے اسیطرح پاک ہیں جس طرح بھیڑیا ابن یعقوبؑ کے خون سے پاک تھا۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دین خود اُن خرافات کی تعلیم دے جنھیں منہدم کرنے کیلئے وہ خود میدان میں آیا۔ اور جس نے تمام انسانوں کی ہدایت کے لئے عقلی اور نقلی براہین ساطعہ اور دلائل قاطعہ کے ساتھ بہترین تعلیم پیش کی اور جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تنبیہ بھی فرمادی ہو کہ

ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ۔	ایسے امور سے جو دین میں نئے پیدا کئے جائیں بچتے رہو کیونکہ ہر نئی بات جو دین میں پیدا کی جائے بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔
(ابوداؤد۔ ترمذی)	
من احدث فی امرنا ھذا ما لیس	جو شخص ہمارے دین میں ایسی بات ایجاد کرے جو دین

منہ فہو ردٌ | میں داخل نہ تھی تو وہ باطل ہے۔

ایک دوسرا فریق ہے جو گمراہی اور ضلالت کو عام کر دینا چاہتا ہے، اور امت کو امور قدیمہ کی تقلید اور ان تعلیمات قویمہ کی پیروی سے منحرف ہو جانے کی دعوت دیتا ہے جو نقلاً ثابت ہیں اور جن کے مؤید عقل اور منطق بھی ہیں: یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ۔ اللہ کے رسول اور مومنین صالحین کے غضب کے مستحق ہیں:۔

اس فریق کا ایک عجیب دعویٰ یہ ہے کہ مدنیت تھوڑی بہت نہیں بلکہ تمام کی تمام یورپ سے حاصل کرنی چاہئے خواہ اس میں دین اور قومیت سے ہی کیوں نہ منہ موڑنا پڑے۔ وہ یہ نہیں پسند کرتا کہ صرف انھیں چیزوں کو قبول کرے جو اس کی طبیعت اور عادت کے مناسب ہیں یا جنکے بغیر انسانی زندگی دوبھر ہے۔ اور ان امور کو رد کردے جنکی حاجت نہیں یا جو اس کے ذوق اور طبیعت کے منافی ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ تہذیب مغربی "جوہر فرد" کے مشابہ ہے جو منقسم نہیں ہو سکتا۔ غرض یہ کہ وہ امت کو تفرنج تام کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اور اس میں کسی جدال ونزاع کی مطلق گنجائش نہیں سمجھتے۔ لیکن معلوم ہے کہ انکی یہ دلیل جسے انھوں نے اپنی موہوم اور مسموم دعوت کیلئے اساس اور بنیاد بنا رکھا ہے دھوکے کی ٹٹی سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ کیا جاپانیوں کی مادی ترقی اُن کی آنکھوں سے اوجھل ہے۔ کیا وہ اس حقیقت کا انکار کر سکتے ہیں کہ جاپانی اپنی عادات، اطوار، اوضاع پر سختی سے قائم رہنے کے باوجود جدید علوم وفنون اور وحشیانہ ترقی میں یورپ کے کسی ملک سے پیچھے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ صنعت وحرفت سائنس، تجارت، اور فنون حرب میں یورپین اقوام پر اپنی فوقیت اور برتری کا ثبوت بار بار دیتے رہتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ انکی عادات واوضاع نے انھیں ان ترقیات سے نہیں روکا؟

وجہ ظاہر ہے کہ علم کا نہ کوئی وطن ہے اور نہ قومیت۔ پوری زمین اس کا وطن ہے اور تمام قومیں اسکا نسب اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں ہو سکتا کہ فلاں علم مشرقی ہے اور فلاں مغربی۔ بلکہ علم کے متعلق علم بشری اور علم انسانی کہنا ہی درست ہے۔ وہ کبھی ایک قوم میں پہنچکر اُسے بلند کر دیتا ہے اور کبھی دوسرے سے جدا ہو کر اسے پستی میں ڈالدیتا ہے:۔ سنۃ اللّٰہ فی الذین خلوا من قبل ولن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا (الاحزاب ۶۲) | دستور پڑا ہوا اللہ کا اُن لوگوں میں جو پہلے ہو چکے اور تو نہ دیکھے گا اللہ کے دستور میں تبدیلی:۔

پس جو بھی کوشش اور جد وجہد کرتا ہے وہ علم حاصل کر لیتا ہے۔ اس میں مشرقی، مغربی اور کالے، گورے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

یہ وہ لوگ ہیں جنھیں دین اور اس کی حقیقت کا کوئی علم نہیں۔ اُن کا جہل قابل تاسف اور انکی حالت قابل رحم ہے۔ یہ جراثیم بے دلیل دعویٰ کو جسکی صدا یورپ سے آئے ہمہ وقت اپنے قلب کی گہرائیوں میں جگہ دینے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ یورپ کی اس اندھی تقلید نے انھیں بصیرۃ اور عقل سے کورا کر دیا ہے اور وہ خود

یورپ سے آئی ہوئی خرافات کے مالۂ وماعلیہ پر غور کرنے سے محروم ہوچکے ہیں اُسی کا نتیجہ ہے کہ وہ بڑی جرأت اور ڈھٹائی سے کہتے ہیں کہ اسلام محض ایک روحانی اور شخصی نظام ہے۔ اسمیں حیات اجتماعی اور سیاست انسانی کی صلاحیت موجود نہیں ہے اور وہ حکومتوں کی تاسیس اور ممالک کی تعمیر پر قادر نہیں ہے۔ لیکن جب اُن سے اس دعوی پر دلیل اور برہان قائم کرنیکے لئے کہا جاتا ہے تو انکی حالت بالکل ایسی ہوجاتی ہے کہ

لووا رؤوسہم ورایتہم یصدون و ہم مستکبرون۔ (المنافقون ع ۱)	اپنے سروں کو مٹکاتے ہیں اور آپ دیکھیں کہ وہ رکتے ہیں اور غرور کرتے ہیں:۔

ان لوگوں کے اس ناسمجھ جمود اور احکام شریعۃ سے بے خبری کی بنا پر اُن کے نفوس میں مدنیۃ اسلامیہ کو قبول کرنیکی صلاحیت ہی موجود نہیں رہی ہے کیونکہ نفوس دو قسم کے ہوتے ہیں۔ نفوس مستغنیہ اور نفوس مستفیدہ۔

(۱) نفوس مستغنیہ وہ ہیں جنکی فطرت میں جمود انکار اور انانیت داخل ہوتی ہے۔ جیسا کہ آغاز دعوت اسلام میں بعض ایسے لوگ تھے جنھیں اپنی قوم میں ریاست حاصل تھی اور جو کمزور اور مریض قلوب پر کچھ اثر و نفوذ رکھتے تھے یہ اسلام کو قبول کرنے سے ہمیشہ بھاگتے رہے یا انکے بعد بھی ہمیشہ ایسے لوگوں سے دنیا متعارف ہوتی رہی۔ ایسے لوگ مستغنیہ کے گروہ میں داخل ہیں۔

(۲) نفوس مستفیدہ وہ ہیں جنکی فطرت میں اخلاص اور حب خیر داخل ہے اور جو طبعاً انقیاد محمود اور ہر اُس امر کے اتباع کی طرف میلان رکھتے ہیں جو انھیں حیات دنیا اور حیات آخرت کی سعادت اور نجاح و فلاح کی طرف لیجانیوالا ہو

اس تقسیم کے بعد حیات انسانی کے بارہ میں نفوس مستغنیہ کی فریب خوردگی بالکل ظاہر ہوجاتی ہے کہ اس باب میں ان کے نظریات حیات انسانی کے نمو اور ارتقاء کے قطعی مخالف ہیں اور اس کی روحانیت کو باقی رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے کی یکسر صلاحیت نہیں رکھتے:۔

جس طرح درختوں کے نمو کی ایک مفید غایت ہوتی ہے جس سے زیادہ ترقی کی انھیں ضرورت نہیں ہوتی اور وہ ان پر پھلوں کا آجانا لگنا ہے اُسی طرح انسانوں کے لئے بھی ایک خاص حد تک ارتقاء کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ اُن میں اخلاق فاضلہ پیدا ہوجائیں جو اُن کے درجہ کو بلند کرنے اور انھیں ایک زندہ قوم کی حیثیت سے باقی رکھنے کا سبب بن سکیں۔ البتہ اس حقیقت سے انکار کرنے پر کوئی قادر نہیں ہے کہ قوانین الٰہی اور اسیطرح قوانین بشری ایسے ہونے چاہئیں جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی دونوں زندگیوں کی ضروریات کا تکفل کرسکیں۔ لہذا جو قوانین اقتضائے حیات بشری کے مختلف گوشوں کا تکفل نہ کرتے ہوں وہ یقیناً ناقص کہے جائیں گے:۔

شریعۃ اسلامیہ اس نقص کو دور کرکے حیات انسانی کے جملہ گوشوں کو ترقی کے درجۂ کمال تک پہنچانیکے لئے آئی ہے اور حیات بشری کے جملہ ادوار کی مقتضیات کا تکفل کرتی ہے۔ کیونکہ جہاں تقلید ضروری ہے وہاں وہ قیود لگاتی

اور جہاں آزادی دینا ضروری ہے وہاں آزادی دیتی ہے وہ نہ تو صحیح افکار انسانی سے مزاحمت کرتی ہے اور نہ انسان کو غور و فکر سے منع کرتی ہے۔ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ

ان هذا الدين يسر ومن يشاد احد الدين الا غلبه فتجره بالراء بجعله كالحجرة (بخاری)	یہ دین آسان ہے۔ جو شخص سختی کے ساتھ اس پر غالب آنا چاہیگا وہ ضرور مغلوب ہوگا اور کوئی عمل نہ کر سکیگا

یہی وجہ ہے کہ شریعۃ اسلامیہ ہر زمانہ اور ہر جگہ کے موافق ہے اور جملہ اقوام عالم کی کامیابی اور ترقی کی ضمانت کرتی ہے۔ شریعۃ اسلامیہ کا یہی وہ نمایاں پہلو ہے کہ جس کے اعتراف پر بڑے عقلائے مغرب مجبور ہوئے ہیں چنانچہ "اسحاق ٹیلر" انگریزی کلیسہ کا بیس کہتا ہے کہ

"اسلام ایسی مدنیت کی اشاعت کرتا ہے جو انسان کو اُن امور کی تعلیم دیتی ہے جن سے وہ واقف نہ تھا جو لباس میں شان و شوکت سکھاتی ہے۔ اور نظافت استقامت اور عزت نفس کا حکم دیتی ہے پس اسلام کے منافع شک و شبہ سے بالاتر ہیں اور اس کے فوائد مدنیۃ کے ارکان و مبانی میں بلند ترین درجہ رکھتے ہیں"۔

گبن کہتا ہے کہ

"قرآن کے متعلق حدود بحر اٹلانٹک سے دریائے گنگ تک مسلم ہے کہ وہ صرف اصول دین کے لئے دستور اساسی نہیں ہے بلکہ تعزیرات، مدنیۃ اور ان تمام قوانین کے لئے بھی یہی حکم رکھتا ہے۔ جن پر نوع انسانی کے نظام حیات کا مدار ہے"۔

گستاف لیبون کہتا ہے کہ

"مدنیۃ کو بلاد یورپ میں پھیلانے والے صرف اہل عرب ہیں"۔

واشنگٹن کہتا ہے کہ

"قرآن مجموعہ ہے پاک اور بلند قوانین کا"۔

یہ شہادتیں یورپ کے اُن علماء اور حکماء کی ہیں جو عصر حاضر میں تمدن مغرب کے ستون تسلیم کئے جاتے ہیں۔ یہ سب کے سب معترف ہیں کہ اسلام دین فطرۃ ہے اور وہ صرف روحانی نظام نہیں جیسا کہ ہمارے مغرب زدہ بھائی ہر ناواقف معاند کے دعوے کی اتباع میں اسکے متعلق گمان کرنے لگے ہیں۔ بلکہ اپنی سہولت اور صلاحیت کی بناء پر ہر زمان اور ہر مکان کیلئے حیات بشری کا ایک ابدی نظام بھی ہے۔ ان اعترافات کو سن لینے کے بعد جو تو دُنکے استادان مغرب کی زبان و قلم سے نکلے ہیں ہمارے یورپ زدہ بھائیوں کو چاہئیے کہ وہ چشم بصیرت کو کھولیں، اسلام کے محاسن اور اس کے نظام کی برتری کو سمجھیں اور نہ صرف خود اُسے مضبوطی کے ساتھ پکڑیں

بلاؤں سے اپنے ہم مشربوں تک بھی پہنچائیں جو ہماری صدا کو مشرق کی صدا سمجھکر گوش التفات سے سننے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ مسلمانوں کی زبوں حالی اور ابتری کا علاج صرف تعلیمات اسلام کی صحیح پیروی ہی میں مضمر ہے۔ اس کے سوا کوئی دوسرا نظام، کوئی اچھے سے اچھا فارمولا، کوئی بہتر سے بہتر تھیوری نہ انکی عظمت رفتہ کو واپس لاسکتی ہے اور نہ انھیں پستی میں گرنے سے روک سکتی ہے۔

پس خوشخبری دیجئے میرے ان بندوں کو جو میری بات سنتے ہیں پھر اسکی پیروی بہتر طریقہ پر کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالےٰ نے ہدایت کی اور یہی لوگ ہیں عقل والے۔	فبشر عبادہ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہٗ اولئک الذین ھدا ھم اللہ واولئک ھم اولوا الالباب (الزمر ع ۲)

(بقیہ صفحہ ۹) تک خدا خدا کرکے اختر نے بھی پوری کرہی لی۔ نماز اور تلاوت دونوں میں خشوع وخضوع بھی کافی رہا اختر نے مسجد میں جاکر سنتوں کے بعد وہ دعا بھی اول وآخر درود کے ساتھ پڑھکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھی قرآن کے درس میں شریک ہوا۔ آٹھ بجتے بجتے گھر آیا تو دروازے پر آجی کے سپرنٹنڈنٹ آفس کا چپراسی ملا کہ آپ کو ابھی بلایا ہے۔ اختر بھوک کی تکلیف سے نڈھال ہو رہا ہے چپراسی سے کہدیا تم چلو ہم آتے ہیں گھر میں ماں سے ذکر کیا ماں نے کہا بیٹا ضرور جاؤ۔ دیکھو پردۂ غیب سے خدا تعالیٰ کیا کچھ مدد فرماتا ہے۔

اختر نو بجے کے قریب سپرنٹنڈنٹ آفس کے مکان پر پہنچا معلوم ہوکہ وہ زنانہ میں چلے گئے اختر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ دس بجے گاڑی دروازہ پر آلگی۔ سوا دس بجے سپرنٹنڈنٹ گھر میں سے نکلے اچھا! میاں اختر آگئے؟ اختر نے ادب سے سلام کیا۔ اختر کا ہاتھ پکڑے گاڑی میں سوار ہوگئے راستہ میں کہا "میاں اختر! ہمارے آفس میں چالیس روپے کی ایک جگہ خالی ہوئی ہے ابھی تو تمھیں عیوضی دیجائیگی دو چار مہینے میں مستقل کردیا جائیگا۔"

ان ہی باتوں میں کچہری آگئی۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے اپنی ہی میز پر اختر سے درخواست لکھائی اور اس کی جگہ پر بٹھادیا۔ اختر کو بھوک نے اگرچہ ستا رکھا ہے تاہم اس نے بڑی ہمت اور چستی سے فرض منصبی ادا کیا۔

چار بجے دفتر کا کام ختم کرکے "سپرنٹنڈنٹ صاحب سلام" کرکے جب گھر کو جانے لگا تو انھوں نے اختر کی مزید تسلی کرتے ہوئے پچاس روپے کے نوٹ اسکی جیب میں ڈالتے ہوئے کہا "تمھارے باپ کے ہم پر بہت احسانات ہیں یہ تمھارے کام آئیں گے۔"

اختر لپکتا لپکتا چلتا چلاتا گھر پہنچا تو ماں بھوک کی تکلیف برداشت کئے ہوئے اپنے بچے کے انتظار میں بیچین تھی بیٹے نے سلام کرکے آمدنی کی رقم ماں کے ہاتھ پر رکھدی ماں نے بیٹے کو دعائیں دیں جلدی جلدی کچھ کھانے کا انتظام کیا۔ ایک پڑوسن کو بھیجکر اختری کو بلوایا تو اختر نے اختری سے کہا "تم کل اپنی ماما کو بلوا لو اللہ نے فضل کردیا۔" (ختم شد)

خودساختہ رسومات کا نتیجہ — مایوسی میں غیبی امداد

(از مولانا سید معظم علی صاحب مبلغ)

اختر بی اے کا امتحان دیکر گھر آیا۔ ماں، باپ اور چھوٹی بہن سے ملکر بہت خوش ہوا۔ اختر نے اگرچہ بڑی محنت سے تعلیم حاصل کی ہے اور امتحان کے پرچے بھی قابل اطمینان لکھے ہیں اور ایسے لکھے ہیں کہ ننانوے فیصدی کامیابی کی امید ہے لیکن امتحان تو پھر امتحان ہی ہے دیکھئے رزلٹ آؤٹ ہونے پر کیا کچھ سامنے آتا ہے اسلئے کچھ اداس اداس سا رہتا ہے۔ محبت کرنے والے باپ نے بیٹے کے دل بہلاؤ کیلئے اور کچھ دور اندیشی کے خیال سے ضلع کے بڑے حکام اور صوبہ کے اعلیٰ عہدہ داروں سے ملاقاتیں کرائیں اختر جس جس سے ملا سب ہی نے اختر کے اطوار، اخلاق، عادات کو بنظر پسندیدگی دیکھا۔

اختر کا باپ اگرچہ کوئی بہت بڑا عہدہ دار نہیں ہے تین ساڑھے تین سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتا ہے مگر سیر چشم اور فراخ قسم کا آدمی ہے تعلیم و تربیت میں پرانی طرز اور قدیم طریقہ کو بھی دخل رہا ہے مذہبی جذبات بھی رکھتا ہے اور اخلاق پاکیزہ پائے ہیں۔ جس سے ایک دفعہ ملاقات ہو جاتی ہے وہی اس کا گرویدہ ہو جاتا ہے ملنسار اتنا بڑا ہے کہ سرکاری اہلکاروں سے لیکر اعلیٰ عہدہ داروں تک رسائی ہے اور بے غرض مساویانہ ملتا ہے غرضیکہ ایک نیک دل اور نفع رسان غرباپرور انسان ہونے کی وجہ سے تمام ضلع میں ہر دل عزیز ہے روزانہ دسترخوان پر پانچ سات مہمان رہتے ہیں اور انکی میزبانی کافی فیاضی کیساتھ کیجاتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ایسا دریادل انسان، اتنا وسیع التعلقات، اتنا ملنسار اور ایسا مہمان نواز اتنی سی تنخواہ میں کیا کچھ پس انداز کرسکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ روزمرہ کے ایسے اچھے اخراجات کا پورا کرنا بھی اختر کے باپ کی حسن نیت اور اسکی رفیقہ حیات کی خوش انتظامی کا ہی نتیجہ ہو سکتا ہے۔ خاصی تزک و احتشام سے گذر رہی ہے:۔

دن کے آٹھ بجے ہیں اختر کا باپ کچہری جانے کی تیاری میں ہے کہ لائق بیٹے نے سامنے سے آکر سلام کیا ہاتھ میں گزٹ ہے خوشی سے چہرہ دمک رہا ہے مسرت بھرے لہجہ سے عرض کیا "آپ کا اختر فرسٹ ڈویزن میں کامیاب ہوگیا"، باپ نے جوش مسرت سے بیٹے کو گلے لگا لیا دوست احباب کا جمگھٹا ہوگیا مٹھائی کی آوازیں بلند ہونے لگیں سب کے مشورہ سے ایک قریبی تاریخ میں ایٹ ہوم دینا تجویز ہوگیا۔ باپ تو کچہری روانہ ہوگیا۔ بیٹا اور اسکے احباب ایٹ ہوم کے پروگرام پر گفتگو کرتے کرتے اسکی تیاری میں لگ گئے۔ ایک دریادل اور فیاض انسان کا بیٹا بی۔اے میں فرسٹ ڈویزن پاس ہوا ہے جو کچھ بھی ہو تھوڑا ہے:۔

اختر کی کوٹھی کے کمرے قدیم و جدید دونوں طریقوں پر آراستہ کرائے گئے ہیں کیونکہ اختر کا باپ وسیع تعلقات کا انسان ہے اسکے دوستوں میں ہیٹ پتلون والے ہیں تو جبہ و دستار والے بھی۔ اس کے ملنے والوں میں دھوتی شلوکے والے ہیں تو پاجامہ کرتے والے بھی۔ اور ابھی تو سارے ہی ہندوستان میں دونوں نمونے نئی اور پرانی تہذیب کے موجود ہیں۔ پردیسی تہذیب اور یورپ کے تمدن نے سرزمین ہند میں حکومت کے بل پر کتنی ہی قوت سے جڑیں چاہے کیوں نہ جمالیں ہوں اور اسکی شاخیں خواہ کتنی ہی بلند ہوتی نظر کیوں نہ آتی ہوں مگر ہندوستان پھر ہندوستان ہے خاندان کے خاندان بھر میں ہیٹ پتلون والا کوئی ایک ہی دو نکلے گا کثرت پھر بھی دیسی ہی تمدن کی نظر آئیگی۔ انگریز کا تمدن اپنی حکومت کے زعم میں کتنا ہی ترقی کر جائے پھر بھی سو برس تک تو اسکی اکثریت ہوتی نظر نہیں آتی اور جبکہ ہندوستانی غیرت مند نوجوانوں کی آنکھیں بھی کھلتی جارہی ہوں اور اپنی قدیم معیشت اور پرانے تمدن میں آنیکا جذبہ بھی روز افزوں ترقی پر ہو تو پھر جدید طرز معیشت کو یقیناً چند روزہ مسافر ہی سمجھنا پڑے گا، تاہم اس زمانہ میں تو دونوں ہی طرزوں کی رو رعایت کرنی پڑتی ہے چنانچہ اختر کی کوٹھی طرز جدید سے آراستہ تو طرز قدیم سے پیراستہ ہو کر دلہن بنگئی ہے۔ صوبہ کے اعلیٰ عہدہ دار ضلع کے بڑے بڑے حکام، شہر کے وکیل و بیرسٹر ایسٹ ہوم میں آئے ہیں تو عربی مدارس کے علماء و طلباء، ضلع کے رؤسا، و صوفیاء دعوت میں شریک ہونے آئے ہیں۔ ایک طرف میز سجائی گئی ہے تو دوسری طرف دسترخوان بھی چنا گیا ہے۔

اختر کی ملاقات کیلئے صوبہ کے گورنر اور وزیر اعظم سے وقت مقرر کرایا گیا ہے اس ملاقات پر اختر کی بڑی بڑی امیدیں وابستہ ہیں رات کو دس بجے تک اسی قسم کی بات چیت ہوتی رہی۔ گھر کے سب لوگ سو گئے۔ کوئی ایک بجے رات کو اختر کے باپ گھبرا کر اٹھے انھیں زور سے قے آئی سارا گھر بے چین ہو کر بیدار ہو گیا۔ اختر ابھی آنکھیں ہی مل رہا ہے کہ انھیں ایک دست بھی آیا حکیم ڈاکٹر کی پکار پڑ گئی۔ اختر تو سول سرجن کی کوٹھی پر پہنچا۔ ملازم شہر میں حکیم صاحب کو لینے گیا۔ اتنے ڈاکٹر اور حکیم پہونچیں پہونچیں کہ اختر کے باپ کو خون کی قے منہ بھر کر آئی اور جاں بحق ہو گئے۔ وہی کوٹھی جو عشرت کدہ بنی ہوئی تھی اب ماتم کدہ بنگئی۔ ڈاکٹر اور حکیم دونوں افسوس کرتے ہوئے واپس ہو گئے اختر کی عقل جاتی رہی، وہ حیرت زدہ بت بنکر رہگیا۔ اسکی ماں اگرچہ عورت ہے مگر دینی تعلیم سے بہرہ ور ہے خدا پر بھروسہ رکھتی ہے تقدیر پر ایمان ہے بڑی ہمت اور حوصلہ سے آگے بڑھی حیرت زدہ نوجوان بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھکر کہنے لگی "صبر کرو بیٹا! تم یتیم ہو گئے میں بیوہ ہو گئی مگر ہمارا خدا ہمارے ساتھ ہے"۔

صبح ہوتے ہوتے کتنے عزیز و اقارب کتنے دوست احباب جمع ہو گئے مرحوم کے اخلاق امیر غریب کیساتھ حسب مراتب تھے بڑے نیک دل اور وقت پر کام آنے والوں میں سے تھے اس لئے سارے شہر میں سنسنی پھیل گئی سیکڑوں نہیں ہزاروں امیر غریب ہندو مسلمان کوٹھی پر جمع ہو گئے۔ آپ دیکھتے ہیں! کہ دلہن جیسی کوٹھی پر کیسی اداسی چھائی ہوئی ہے۔ جہاں مسرت کے قہقہے اڑ رہے تھے وہاں رنج و غم کے بادل چھائے ہوئے ہیں جہاں خوشی و مسرت کی چہل پہل رہتی تھی وہاں غم و الم کی خاموشی طاری ہے۔

موت کے وقت ملاں ملانے جمع ہو ہی جاتے ہیں امیر کبیر جو مذہب سے دلچسپی بھی رکھتا ہو اسکی موت اشہر تو شہر دیہات تک کے ملانے آموجود ہوئے - دفن کفن کا انتظام آخر انھیں کے ہاتھوں ہونا تھا - پس پھر کیا تھا دفن کفن کے سلسلہ میں کچھ نہیں تو دو ڈھائی سو روپے خرچ ہو گئے - پوزیشن کے موافق بڑھیا سے بڑھیا کپڑے کا کفن - تین کپڑوں کے جائے سات کپڑے، ازار، قمیص، لفافہ، تو ہوتا ہی ہے، عمامہ بھی ہے تو جبہ بھی، قیمتی شال بھی ہے تو بڑھیا چادر بھی توشہ کو دیکھئے اکاسی پچاسی روپیہ کا بیش قیمت مدینہ پریس کا اعلیٰ قرآن کریم بھی ہے اور سوا من کا روغنی روٹ بھی، تین من گیہوں بھی ہیں دو ڈھائی سو روپیہ کی ریز گاری بھی اور نہ معلوم کیا کیا الم غلم کرتے کرتے اتنی رقم خرچ ہو گئی - وہ تو کہو کہ پرسوں ہی تنخواہ ملی تھی جو آج موت کا منھ اتنی فیاضی سے بھرا بھی گیا - اختر و اختری دو نوں یتیموں کو اور انکی جوان بیوہ ماں ان نیم ملاؤں نے ڈھونگ بنا بنا کر خوب لوٹا -

آج تیسرا دن ہے ختم فاتحہ کی تیاری ہے مہمانوں کی کثرت سے آمد ہے - اختر کی ماں نے بیٹے کو الگ بلا کر کہا "یہ تمام رسمیں اگرچہ غیر ضروری ہیں بلکہ علمائے حقانی انکو بدعت کہتے ہیں مگر دنیا کی شرما حضوری سے یہ سب ہی کچھ کرنا پڑے گا اور اب میرے پاس ایک پیسہ نہیں رہا تم چپ چپاتے خاموشی سے میرے گلے کا نکلس اور ہاتھوں کی طلائی چوڑیاں فروخت کرلاؤ تو یہ کام پورے ہوں" سعادت مند بیٹے نے ماں کے حکم کی تعمیل کی کوئی سات سو روپے دونوں کی قیمت کا ہاتھ میں آگیا جو تیجہ اور دسویں تک ختم ہو گیا -

مرجانے والے مرحوم کی ختم فاتحہ، تیجہ، دسواں، مہمانوں کی خاطر مدارات ہوتے ہوتے چہلم بھی بڑی شان و شوکت سے منایا گیا کھانے پینے والے عزیز و اقربا، دوست احباب کی خوب گرما گرمی اور چہل پہل رہی اس سلسلہ میں اختر کی ماں نے اپنا کل زیور اور گھر کا جو ضروری سامان وقتاً فوقتاً خاموشی سے فروخت کر کے دنیا کی شرما حضوری پوری کی، ادھر تو خود ساختہ رسومات میت سے فراغت ہوئی ادھر گھر کا کل اندوختہ جو زیور و سامان کی شکل میں تھا سب ختم ہو گیا جب گھر سے سب مہمان رخصت ہو گئے تو رات کو ماں بیٹے میں گفتگو ہوئی کہ اب روزمرہ کے اخراجات کیونکر پورے ہونگے - اللہ ہی عزت و آبرو کا حافظ ہے - بیٹے نے ماں کی تسلی کرتے ہوئے کہا کہ کل کو ابا کے دوست افسران سے ملونگا ابا میاں کی جگہ ملجائیگی تو پھر ساری مشکلات آسان ہو جائیں گی -

اختر جو ابھی تک دنیا کے نشیب و فراز سے ناواقف ہے باپ کے دوستوں پر کامل بھروسہ رکھتا ہے صبح کو آٹھ بجے کوٹ پہن اور کوٹ کی جیب میں اپنی ڈگری رکھ اس امید پر کہ باپ کی جگہ آج ہی ملجائیگی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بادشاہ مرتا ہے تو اسکا بیٹا ہی تخت نشین ہوتا ہے - عیدگاہ کے امام مرگئے تھے تو اس مرتبہ عید کی نماز ان کے بیٹے ہی نے پڑھائی تھی - تو کوئی وجہ نہیں کہ میرا باپ مرجائے اور مجھے اسکی جگہ نہ ملے - پوری امید اور کامل یقین کی ساتھ وہ ایک بڑی عالیشان کوٹھی کے گراؤنڈ میں داخل ہوا یہاں کے سنتری اور اردلی سب ہی اس کو پہچانتے ہیں کسی نے روک ٹوک

ں کی بلکہ ایک اردلی نے اس کو ملاقات کے کمرہ میں لیجاکے بٹھلادیا کوئی بیس منٹ کے بعد وزیراعظم تشریف لائے
تے کھڑے ہوکرادب عرض کیا انھوں نے بڑی محبت سے ہاتھ ملایا اسکے باپ کی موت پر اظہار افسوس کیا اور جب
ترحرف مطلب زبان پر لایا تو نہایت روکھے پن سے فرمایا "حکومت کی ملازمت ورثہ میں نہیں ملا کرتی! آپ کسی محکمہ
ں درخواست دیں وہاں کے متعلقہ افسران موقعہ آنے پر آپ کو کوئی جگہ دیں گے" وہ تو یہ کہکر روانہ باشد ۔ اختر امید کے
ات سنکر حواس باختہ کھڑے کا کھڑا رہگیا ۔ بہت دیر میں جب ایک اردلی نے شانہ ہلا کر اختر سے کہا " صاحب سے ملاقات
چکی اب آپ جایئے" تو اختر کو ہوش آیا ۔ مایوسی اور مایوسی بھی کامل امید کے بعد خدا کی پناہ پیر ڈگمگا رہے ہیں قدم نہیں اٹھتے
اختر کو چاروناچار کوٹھی سے چل ہی دینا پڑا ۔

اختر جو ایک تعلیمیافتہ گریجویٹ ہے جب اسکو اپنی جگہ اسکا یقین تھا "تو ماں جو ایک عورت ذات ہے وہ کیسی کچھ امیدوں
سے بھری ہوئی بیٹے کے انتظار میں ہوگی ۔ اختر جلدی میں ناشتہ بھی کرکے نہیں گیا تھا گیارہ بجنے کو آگئے تھے ماں نے جلدی
ری کرکے کھانا تیار کرا یا نہ جو باسی منہ گھر سے نکلا ہوا ہے سب سے بڑے افیسر سے ملاقات کرنا ہے دیکھئے کب تک ! اور کیا
خوشخبری لیکر آتا ہے ، وزیراعظم سے اور اللہ بخشے ان سے بڑی ملاقات تھی وہ آج ہی پروانہ تقرری دیدیگا ۔ خدا مسبب الاسباب
۔ ماں انھیں خیالات میں ڈوبی ہوئی بیٹے کے انتظار میں نگاہ برراہ بیٹھی دروازہ پر ٹکٹکی جمائے خوش ہورہی تھی کہ گھنٹہ
نے گیارہ بجائے اور اختر بھی اداس منہ گھر میں داخل ہوا کوٹ کھونٹی پہ رکھتے ہوئے ایک ٹھنڈی اور لمبی سانس لی
ماں نے پوچھا "بیٹا کیا خبر لائے" ؟ اختر کرسی پر بیٹھتے ہوئے " وزیراعظم نے تو بڑی رکھائی سے کورا جواب دیدیا" ۔ ماں " بیٹے
ہر اومت خدا مالک ہے وہ مدد کریگا دونوں کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے ۔ پاس کھڑی ہوئی اختری بھی رونے لگی ۔

دن تو اسی قسم کی بات چیت میں گذر گیا کہ اب اور کیا تدبیر کیجائے کس کے پاس جایا جائے سب سے بڑے عہدہ دار
س پر امیدوں کا سہارا تھا وہاں سے تو کورا جواب ہوگیا رات کو ماں بیٹے نے بیٹھکر اپنی عسرت و تنگدستی کا ماتم کرتی ہوئے
ت اخراجات کی اسکیم بنائی ۔ صبح ہوتے ہی اختر تو روزگار کی تلاش میں گھر سے نکل گیا اختر کی ماں نے اندر باہر کے تمام
ازموں کو یکقلم علیحدگی کا حکم دیدیا ۔ ملازمین بے چارے خود بھی انکی عسرت کا اندازہ کررہے تھے ۔ سب نے اپنے اپنے گھر کا
استہ لیا ۔ گھر کی ماما جب رخصت ہونے لگی تو اختری روتے ہوئے چلائی ۔ امی جان ماما جارہی ہے ہمیں روٹی کون پکا کر دیگا
اختری کی ماں تو ماں ۔ ماما کے بھی آنسو نکل پڑے کچھ دیر تک تینوں روتے رہے ماں نے اختری کو چمکار کر گود میں لیا
در کہا بیٹی میرے باپ نے غربت کی زندگی بسر کرنی بھی سکھائی ہے دیکھ ! میں تو ماما سے بھی اچھی روٹی پکا کر تجھے کھلاؤنگی
ماما تو کڑھ کڑھا چلتی ہوئی اور اختری کی ماں باورچیخانہ میں گئی ۔

ہو گیارہ بھی بجگئے اختر اب تک نہ آیا نہ معلوم کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہوگا اے بیکسوں کے حامی !
ے بے آسروں کے مددگار تو ہی ہماری مدد کر ! یہ کہتے کہتے اختر کی ماں کا دل بھر آیا آنسو جاری ہوگئے یہ ابھی اسی

موت کے وقت ملاں ملانے جمع ہو ہی جاتے ہیں امیر کبیر جو مذہب سے دلچسپی بھی رکھتا ہو اسکی موت پر شہر تو شہر دیہات تک کے ملانے آموجود ہوئے۔ دفن کفن کا انتظام آخر انہیں کے ہاتھوں ہونا تھا۔ بس پھر کیا تھا دفن کفن کے سلسلہ میں کچھ نہیں تو دو ڈھائی سو روپے خرچ ہو گئے۔ پوزیشن کے موافق بڑھیا سے بڑھیا کپڑے کا کفن۔ تین کپڑوں کے بجائے سات کپڑے، ازار قمیص لفافہ، تو ہوتا ہی ہے، عمامہ بھی ہے تو جبہ بھی، قیمتی شال بھی ہے تو بڑھیا چادر بھی۔ توشہ کو دیکھئے اکراس نمبر مدینہ پریس کا اعلیٰ قرآن کریم بھی ہے اور سوامن کا روغنی روٹ بھی تین من گیہوں بھی ہیں اور اکیس روپیہ کی ریزگاری بھی اور نہ معلوم کیا کیا الم غلم کرتے کراتے اتنی رقم خرچ ہو گئی۔ وہ تو کہو کہ پرسوں ہی تنخواہ ملی تھی جو آج موت کا منہ اتنی فیاضی سے بھرا بھی گیا۔ اختر و اختری دونوں یتیموں کو اور انکی جوان بیوہ ماں کو ان نیم ملانوں نے ڈھونگ بنا بنا کر خوب لوٹا۔

آج تیسرا دن ہے ختم فاتحہ کی تیاری ہے مہمانوں کی کثرت سے آمد ہے۔ اختر کی ماں نے بیٹے کو الگ بلا کر کہا "یہ تمام رسمیں اگرچہ غیر ضروری ہیں بلکہ علمائے حقانی انکو بدعت کہتے ہیں مگر دنیا کی شرما حضوری سے یہ سب ہی کچھ کرنا پڑے گا اور اب میرے پاس ایک پیسہ نہیں رہا تم چپ چپاتے خاموشی سے میرے گلے کا نکلس اور ہاتھوں کی طلائی چوڑیاں فروخت کر لاؤ تو یہ کام پورے ہوں" سعادت مند بیٹے نے ماں کے حکم کی تعمیل کی کوئی سات سو روپے دونوں کی قیمت کا ہاتھ میں آگیا جو تیجہ اور دسویں تک ختم ہو گیا۔

مرجانے والے مرحوم کی ختم فاتحہ، تیجہ، دسواں، مہمانوں کی خاطر مدارات ہوتے ہوتے چہلم بھی بڑی شان و شوکت سے منایا گیا کھانے پینے والے عزیز و اقربا، دوست احباب کی خوب گرما گرمی اور چہل پہل رہی اس سلسلہ میں اختر کی ماں نے اپنا کل زیور اور گھر کا جو ضروری سامان وقتاً فوقتاً خاموشی سے فروخت کرکے دنیا کی شرما حضوری پوری کی، ادھر تو خود ساختہ رسومات میت سے فرصت ہوئی ادھر گھر کا کل اندوختہ جو زیور و سامان کی شکل میں تھا سب ختم ہو گیا جب گھر کے سب مہمان رخصت ہو گئے تو رات کو ماں بیٹے میں گفتگو ہوئی کہ اب روزمرہ کے اخراجات کیونکر پورے ہونگے۔ اللہ ہی عزت و آبرو کا حافظ ہے۔ بیٹے نے ماں کی تسلی کرتے ہوئے کہا کل ابا کے دوست افسران سے ملونگا ابا میاں کی جگہ مل جائیگی تو پھر ساری مشکلات آسان ہو جائیں گی۔

اختر جو ابھی تک دنیا کے نشیب و فراز سے ناواقف ہے باپ کے دوستوں پر کامل بھروسہ رکھتا ہے صبح کو آٹھ بجے کوٹ پہن اور کوٹ کی جیب میں اپنی ڈگری رکھ اس امید پر کہ باپ کی جگہ آج ہی مل جائیگی کیونکہ وہ جانتا ہے کہ بادشاہ مرتا ہے تو اسکا بیٹا ہی تخت نشین ہوتا ہے۔ عیدگاہ کے امام مر گئے تھے تو اس مرتبہ عید کی نماز ان کے بیٹے ہی نے پڑھائی تھی۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ میرا باپ مرجائے اور مجھے اسکی جگہ نہ ملے) پوری امید اور کامل یقین کی ساتھ وہ ایک بڑی عالیشان کوٹھی کے گراؤنڈ میں داخل ہوا یہاں کے سنتری اور اردلی سب ہی اس کو پہچانتے ہیں کسی نے روک ٹوک

نہیں کی بلکہ ایک اردلی نے اس کو ملاقات کے کمرہ میں لیجاکے بٹھلادیا کوئی بیس منٹ کے بعد وزیر اعظم تشریف لائے اختر نے کھڑے ہوکر اداب عرض کیا انھوں نے بڑی محبت سے ہاتھ ملایا اسکے باپ کی موت پر اظہار افسوس کیا اور جب اختر حرف مطلب زبان پر لایا تو نہایت روکھے پن سے فرمایا "حکومت کی ملازمت ورثہ میں نہیں ملا کرتی! آپ کسی محکمہ میں درخواست دیں وہاں کے متعلقہ افسران موقعہ آنے پر آپ کو کوئی جگہ دیں گے" وہ تو یہ کہکر روانہ باشد۔ اختر امید کے خلاف سنکر حواس باختہ کھڑے کا کھڑا رہگیا۔ بہت دیر میں جب ایک اردلی نے شانہ ہلاکر اختر سے کہا "صاحب سے ملاقات ہوچکی اب آپ جائیے" تو اختر کو ہوش آیا۔ مایوسی اور مایوسی بھی کامل امید کے بعد خدا کی پناہ پیر ڈگمگا رہے ہیں قدم نہیں اٹھتے مگر اختر کو چار و ناچار کوٹھی سے چل ہی دینا پڑا۔

اختر جو ایک تعلیمیافتہ گریجویٹ ہے جب اسکو اپنی جگہ اسکا یقین تھا تو ماں جو ایک عورت ذات ہے وہ کیسی کچھ امیدوں سے بھری ہوئی بیٹے کے انتظار میں ہوگی۔ اختر جلدی میں ناشتہ بھی کر کے نہیں گیا تھا گیارہ بجنے کو آگئے تھے ماں نے جلدی جلدی کر کے کھانا تیار کرایا کہ بچہ باسی منہ گھر سے نکلا ہوا ہے سب سے بڑے افیسر سے ملاقات کرنا ہے دیکھئے کب تک! اور کیا خوشخبری لیکر آتا ہے، وزیر اعظم سے اور اللہ بخشے ان سے بڑی ملاقات تھی وہ آج ہی پروانہ تقرری دیدیگا۔ خدا مسبب الاسباب ہے۔ ماں انھیں خیالات میں ڈوبی ہوئی بیٹے کے انتظار میں نگاہ برراہ بیٹھی دروازہ پر ٹکٹکی جمائے خوش ہو رہی تھی کہ گھنٹہ نے گیارہ بجائے اور اختر بھی اداس منہ گھر میں داخل ہوا کوٹ کھونٹی پر رکھتے ہوئے ایک ٹھنڈی اور لمبی سانس لی ماں نے پوچھا "بیٹا کیا خبر لائے"؟ اختر کرسی پر بیٹھتے ہوئے "وزیر اعظم نے تو بڑی رکھائی سے کھا جواب دیدیا"۔ ماں "بیٹے گھبراؤ مت خدا مالک ہے وہ مدد کریگا دونوں کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ پاس کھڑی ہوئی اختری بھی رونے لگی۔

دن تو اسی قسم کی بات چیت میں گذر گیا کہ اب اور کیا تدبیر کیجائے کس کے پاس جایا جائے سب سے بڑے عہدہ دار جس پر امیدوں کا سہارا تھا وہاں سے تو کورا جواب ہوگیا رات کو ماں بیٹے نے بیٹھکر اپنی عسرت و تنگدستی کا ماتم کرتے ہوئے قلت اخراجات کی اسکیم بنائی۔ صبح ہوتے ہی اختر تو روزگار کی تلاش میں گھر سے نکل گیا اختر کی ماں نے اندر باہر کے تمام ملازموں کو یکقلم علیحدگی کا حکم دیدیا۔ ملازمین بے چارے خود بھی انکی عسرت کا اندازہ کر رہے تھے۔ سب نے اپنے اپنے گھر کا راستہ لیا۔ گھر کی ماما جب رخصت ہونے لگی تو اختری روتے ہوئے چلائی۔ امی جان ماما جا رہی ہے ہمیں روٹی کون پکا کر دیگا اختری کی ماں تو ماں۔ ماما کے بھی آنسو نکل پڑے کچھ دیر تک تینوں روتے رہے ماں نے اختری کو چمکار کہ گود میں لیا اور کہا بیٹی میرے باپ نے غربت کی زندگی بسر کرنی بھی سکھائی ہے دیکھ! میں تو ماما سے بھی اچھی روٹی پکاکر تجھے اپنی دکھلاؤنگی ماما تو کڑھ کڑھا چلتی ہوئی اور اختری کی ماں باورچیخانہ میں گئی۔

دوگیارہ بھی بجگئے اختر اب تک نہ آیا نہ معلوم کہاں کہاں کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہوگا اے بیکسوں کے حامی! اے بے آسروں کے مددگار تو ہی ہماری مدد کر! یہ کہتے کہتے اختر کی ماں کا دل بھر آیا آنسو جاری ہوگئے یہ ابھی اسی

خیال ہی تھی کہ گھنٹہ نے بارہ بجائے اور اختر بھی بہت اداس اور نڈھال گھر میں آیا منہ ہاتھ دھویا ماں نے دسترخوان بچھایا تینوں دسترخوان پر بیٹھے تو اختری نے بھائی سے فریاد کی "امی جان نے ماما کو نکال دیا" نہ معلوم معصوم بچی کے اس فقرے میں کیا جادو بھرا تھا کہ اختر کی نظریں جو گھر کے سناٹے کو دیکھ دیکھکر گھبرا رہی تھیں اسکی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے مگر ماں کے صبر کو دیکھو! کہ بچوں کی تسلی کر رہی ہے۔

تین بجے کے قریب ماں نے کہا "بیٹا! کہاں کہاں گئے! کس کس سے ملاقات کی! بارہ بجے لوٹے ہو کیا کہکے آئے"؟ اختر کی آنکھوں میں پھر آنسو بھر آئے امی جان آج ہائی کورٹ کے جیف جسٹس کی کوٹھی پر گیا وہ ابا جان کے بڑے ہی گہرے دوست تھے بڑی محبت سے پیش آئے دیر تک باتیں کرتے رہے مگر ملازمت کا ذکر آنے پر وہ بھی روکھے سے ہوگئے! ڈپٹی کمشنر کے یہاں گیا ان سے بھی ملاقات ہوئی مگر ملازمت کا نام آنے پر وہ تسلی آمیز بات نہ کہ سکے واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں ابا میاں کے ایک اور دوست مل گئے اپنے مکان پر لیگئے ان ملاقاتوں کو بے نتیجہ سنکر دیر تک تجارت کا شوق دلاتے رہے۔ امی جان سچ ہے تو تجارت بڑی عمدہ چیز مگر اسکے لئے سرمایہ کی ضرورت ہے ماں نے کہا اختر! تمھیں معلوم ہے کہ تمھارے باپ خدا انکی مغفرت کرے بڑے فیاض اور دریا دل تھے مرحوم نے کبھی پیسہ کو پیسہ نہ سمجھا! جانے کس کس طرح کرکے میں نے یہ دو چار عدد کرلئے تھے تو خدا بھلا کرے ان ادھورے ملانوں کا اور پابند رسومات دوستوں کا اور دنیاوی شرما حضوری کا کہ وہ بھی مرحوم ہی کے نام پر ختم ہوگئے اب تو گھر میں کل کے لئے آٹے کی بھی برکت ہی ہے:۔

آج اندر سے باہر تک سناٹا ہے سویرے سے دروازے بند کرکے اور ماں اور بیٹا بیٹی تینوں ایک ہی کمرے میں جمع ہو گئے۔ اختر دل ہی دل میں کچھ حساب لگا کر ماں سے کہنے لگا آپ کا زیور اور جو سامان فروخت کیا گیا اسکی کل قیمت تقریباً ڈھائی ہزار ہوئی تھی اتنی رقم سے تو اچھی خاصی تجارت ہوسکتی تھی؟ ماں نے بیٹے کی تسلی کرتے ہوئے کہا کہ مقدس اسلام کی مفید تعلیم سے چشم پوشی کرکے اپنی بنائی ہوئی رسموں کی پابندی کا نتیجہ ایسی پشیمانی کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟ اگر شریعت کی تعلیم کا ہم پر اثر ہوتا، اسکی کوئی قدر و منزلت ہوتی تو کفن دفن اور شرعی رسومات میں زیادہ سے زیادہ بیس پچیس نہیں تو حد کی بات ہے کہ پچاس روپے خرچ ہوتے، ورکل کا کل روپیہ تم یتیموں کے کام آتا۔ اب جیسے کہ ملازمت نہیں مل رہی ہے بلا امداد غیرے تم تجارت کا کاروبار شروع کر دیتے عزت و آبرو سے گذرتی رہتی" نقصان مایہ شماتت ہمسایہ اسی کو کہتے ہیں۔ ہم تو خیر مگر یہ معصوم بچی جب صبح کو چانہ پائیگی تو اسکا کیا حال ہوگا۔ اے خدا! ہمارے حالوں پر رحم کر یہ سب کچھ ہماری ہی شامت اعمال کا نتیجہ ہے! کہتے ہوئے رو پڑی اختر بھی رونے لگا۔

آج تو اختر بھی صبح سویرے ہی ماں کے ساتھ اٹھ بیٹھا ماں وضو کرکے جائے نماز پر گئی اور اختر مسجد میں چلا گیا صبح کی نماز کے بعد امام مسجد نے درس قرآن شروع کر دیا۔ اور نمازیوں کے ساتھ اختر بھی درس قرآن میں شریک رہا۔

اتفاق سے آج کے درس میں الذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون کا بیان تھا اس کے مضامین اور اسکے نکات سنکر اختر کا ایمان تازہ ہوگیا اور رجوع الی اللہ کا ایک جذبہ دل میں جوش مارنے لگا۔ درس ختم ہونے پر آٹھ بجگئے اب گھر کا خیال آیا ۔ اختری چا، کیلئے رو رہی ہوگی اور ماں اسکے بہلانے میں ہلکان ہوتی ہوگی۔ گھر پہونچا تو اختری کی آواز نہیں سنی ماں سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اختری کی خالہ نے ماما کو بھیجکر آج دن بھر کیلئے اختری کو بلالیا ہے۔

صوبہ کے اعلیٰ عہدہ داروں اور ضلع کے تمام حاکموں سے مایوس ہوکر آج اختر نے کچھ اور ہی ارادہ کیا ہے۔ گھر سے نکلا تو سید صابجی کے سپرنٹنڈنٹ آفس کے وہی بکا با میاں کے بڑے دوست تھے اُن کے مکان پر پہونچا۔ وہ کچہری کی تیاری میں تھے اختر کو دیکھکر بیٹھ گئے محبت سے بات چیت کی ملازمت کے ذکر پر یہ بھی خاموش ہی ہوگئے۔ دس بجے کے قریب اختر یہاں سے اُٹھا راستہ میں ایک ہم عمر ہمدرد دوست مل گئے اُن کے گھر کوئی آدھ گھنٹہ بیٹھا انھوں نے اتنی ہی دیر میں تجارتی کاروبار کا شوق اس درجہ پیدا کردیا کہ اختر چھوٹی سے چھوٹی تجارت کیلئے بھی تیار ہوگیا۔ یہاں سے اٹھتے اُٹھتے گیارہ بج گئے صبح سے کچھ نہیں کھایا تو بھوک بھی محسوس ہو رہی ہے اور دماغ میں سو دو سو روپیہ فراہم کرنیکی اسکیم بھی تیار ہو رہی ہے چلتے چلتے ایک گلی کے موڑ پر ٹھٹکا اور یہ کہتا ہوا کہ ضرور ضرور سو روپیہ میں کیا کلام ہے اتنی رقم تو خالہ جان ضرور ہی دیدیں گی؟ اسی گلی میں گھس گیا۔

اختر کو دیکھکر خالہ جان یہ کہتی ہوئی لپکیں " اختر کی تو صورت بھی نظر نہیں آتی آخر میں نے ہی صبح ماما کو بھیجا اختری تو آگئی مگر اختر گھر بھی نہیں ملے" اختر نے ادب سے سلام کیا خالہ نے سر پر ہاتھ پھیرا محبت سے پاس بٹھلایا۔ بیٹا کہاں رہتے ہو! آج بلوایا ہے تو آئے ہو؟ نہیں خالہ جان میں تو خود ہی آیا ہوں! ملازمت کی تلاش میں پھرتا ہوں کہیں نہیں ملتی اب دوستوں کے مشورہ سے تجارت کرنیکا ارادہ کیا ہے تجارت کیلئے سرمایہ کی ضرورت ہے اسی تگ و دو میں آپ کے پاس بھی آیا ہوں کہ آپ سال بھر کیلئے سو روپے قرض دیدیجئے! خالہ نے اول تو تجارت ہی سے اختلاف کیا اور بڑے شد و مد سے تجارت کی بُرائی بیان کرتے ہوئے اختر کو اس ارادہ سے باز رکھنے کوشش کی اور جب اختر نے یہ ساری تقریر سنکر بھی پھر وہی عرض کیا تو غمزدہ صورت بنا کر سو باتیں بنادیں! اختر کا دماغ چکرا گیا دم بخود رہگیا! کہ ایسی کچھ محبت جتانیوالی خالہ اور اللہ کے فضل سے آسودہ حال خالہ اتنی سی بات کا انکار کر گئی تو اور کسی سے کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ کوئی بارہ بجتے بجتے اختر اُٹھا تو خالہ نے کھانے کیلئے کافی اصرار کیا مگر اختر معمولی سا عذر کر کے چل ہی پڑا کیونکہ اس کی نظروں میں اُس کی بھوک کی ماں بھی سمائی ہوئی تھی۔

ایک بجے کے قریب گھر پہنچا تو ماں کو انتظار میں پایا کوٹ اُتار کر کھونٹی پر رکھا ماں نے کہا بیٹا کہاں کہاں پھرے ایک بجے آئے ہو! اختر کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے ماں نے اُٹھکر بچے کے سر پر ہاتھ رکھا تسلی دینے لگیں

چندہ آمدنی دوامی واوقاف

موصولہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱	۴۴۳۴	آمدنی از وقف تھانہ بھون ضلع مظفر نگر	للعہ ۱۲	اوقاف	۱۵	۸۲۹۳	منجانب اللہ دیا شیخ ظفر الحسن صاحب بجنور ضلع لکھنؤ	عہ	دوامی
۲	۸۴۴۴	مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسر	سے	دوامی	۱۶	۸۲۹۵	محمد ابراہیم صاحب مرحوم " "	"	"
۳	۸۴۴۶	آمدنی کرایہ مکان واقع حیدرآباد دکن	للعہ ۲	اوقاف	۱۷	۸۲۹۸	آمدنی وقف حاجی احسان اللہ صاحب دہولری مرحوم	عہ	اوقاف
۴	۸۵۲۱	نواب عبدالباسط خانصاحب باسط منزل "	سے	دوامی	۱۸	۸۸۱۸	" " " محمد رمضان صاحب میر پور خاص	سے	"
۵	۸۵۲۲	نیاز احمد صاحب مالک فرم نیاز ٹھیکیدار جنگلات گورکھپور	صہ	"	۱۹	۸۸۶۹	سعادت علیخان صاحب پونہ	صہ	دوامی
۶	۸۵۳۴	آمدنی وقف انبالہ چھاؤنی	لعہ ۱۲	اوقاف	۲۰	۸۸۸۰	منشی محمد ظہور الحسن صاحب بھوپال	سے	"
۷	۸۵۳۵	" "	صہ	"	۲۱	۸۸۸۲	حافظ عبد الشکور صاحب عبداللہ پور ضلع انبالہ	للعہ ۱	"
۸	۸۵۳۶	مولوی غلام محمد صاحب موضع اوجلہ راولپنڈی	سے	دوامی	۲۲	۸۸۲۵	منشی امجد علی صاحب پھلاودہ میرٹھ	عہ	"
۹	۸۵۸۵	عبدالحکیم صاحب ابچولی میرٹھ	عا	"	۲۳	۸۸۵۳	پیرجی خیر محمد صاحب گڈھی پختہ مظفرنگر	عہ	"
۱۰	۸۵۸۶	والدہ صاحبہ " " "	عہ	"	۲۴	۸۸۵۴	" عبدالرحمن صاحب " "	عہ	"
۱۱	۸۵۸۷	اہلیہ صاحبہ بابو محمد اسحاق صاحب معرفت " "	صہ	"	۲۵	۸۸۵۵	حافظ زین الدین صاحب " "	عہ	"
۱۲	۸۵۸۸	اہلیہ صاحبہ منشی ارشاد علی صاحب " " "	عہ	"	۲۶	۸۸۶۳	آمدنی کرایہ مکان رامپور منیہاران سہارنپور	للعہ	اوقاف
۱۳	۸۶۴۴	محمد عمر صاحب متولی وقف صدر بازار الہ آباد	دہ	"	۲۷	۸۹۱۹	ماسٹر ولی حسن صاحب دیوبند "	عہ	دوامی
۱۴	۸۶۹۲	منجانب مسماۃ عطیہ منشی ناظر حسن صاحب پنشنر قصبہ ذاکیخانہ بجنور ضلع لکھنؤ	للعہ	"	۲۸	۸۹۴۳	حاجی محمد قاسم صاحب " "	سے	"
							میزان	ماعہ ۱۹۷	

چندہ دوامی بہی خواہان!

بذریعہ شعبۂ تنظیم و ترقی

موصولہ ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ

یعنی اُن حضرات کے عطیات جو حلقۂ بہی خواہان دارالعلوم دیوبند کے فرائض رکنیت کی باقاعدہ خانہ پری کر کے دارالعلوم کی مستقل امداد فرماتے ہیں۔

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی	رقم	مد
۱	۸۱۸۵	ماسٹر عزیز حسین صاحب فتحپوری دہلی	۱۲	دوامی	۲	۸۱۸۶	عابد خانصاحب پھاٹک حبش خان دہلی	۲	۱۰۰

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳	۸۱۸۷	حبیب الرحمٰن صاحب لال کنواں دہلی	۸ر	دوامی	۳۲	۸۲۵۰	شیخ مرید غوث صاحب پنشنر بستی شیخ درویش جالندھر	عہ	دوامی بہی خواہ
۴	۸۱۸۸	غیاث الدین صاحب موری گیٹ "	۴ر	"	۳۳	۸۲۶۳	منشی بدار الدین صاحب تاجر پارچہ لنڈہ بازار	عا	وظیفہ زکوٰۃ
۵	۸۱۸۹	عبدالرحیم صاحب بدریہ " " "	۲ر	"	۳۴	۸۲۶۲	رفیق احمد صاحب ہیڈ ماسٹر کتاب گھر منصوری "	۸ر	دوامی
۶	۸۱۹۰	ماسٹر رحمت علی صاحب فتحپوری "	۴ر	"	۳۵	۸۲۷۳	سید عباس علی صاحب "	عہ	"
۷	۸۱۹۱	اسلام الدین شجاع الدین صاحبان موتی بازار	عہ	"	۳۶	۸۲۷۵	مولانا محمد میاں صاحب خطیب جامع مسجد	عا	"
۸	۸۱۹۲	شیخ محمد ابراہیم صاحب بلیماران "	صہ	وظیفہ زکوٰۃ	۳۷	۸۲۹۲	مولوی عتیق الرحمٰن صاحب ڈاکٹران گوردوارہ سیالکوٹ	۸ر	"
۹	۸۱۹۳	سراج احمد نیاز احمد صاحبان " "	عہ	دوامی	۳۸	۸۳۰۹	منشی حبیب اللہ صاحب منٹو گنج دہرہ دون	عہ	"
۱۰	۸۱۹۴	حاجی کرم الٰہی و احسان الٰہی صاحبان " "	صہ	"	۳۹	۸۳۱۰	شیخ عبدالصمد صاحب " "	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۱	۸۱۹۵	عبدالغنی و احسان الٰہی صاحبان " "	۸ر	"	۴۰	۸۳۱۱	حافظ محمد یامین صاحب بازار دہا نوالہ "	عا	"
۱۲	۸۱۹۶	حاجی عبدالصمد صاحب تاجر جفت "	۸ر	وظیفہ زکوٰۃ	۴۱	۸۳۱۲	بابو خانصاحب پسر فتح محمد خانصاحب کٹڑہ "	عہ	دوامی
۱۳	۸۱۹۷	نظام الدین زین العابدین صاحبان "	عہ	دوامی	۴۲	۸۳۱۳	ڈاکٹر محمد امیر صاحب منٹو گنج "	عہ	"
۱۴	۸۱۹۸	رحیم الدین صاحب تیلی واڑہ "	عا	"	۴۳	۸۳۱۴	رشید احمد پسر کریم بخش صاحب پلٹن بازار "	عہ	"
۱۵	۸۱۹۹	حاجی محمد عثمان صاحب سرائے حافظ بنہ "	۴ر	"	۴۴	۸۳۱۵	ڈاکٹر عبدالغفور صاحب محلہ کریتپور "	عہ	"
۱۶	۸۲۰۰	محمد ایوب صاحب باڑہ ہندوراؤ	۸ر	"	۴۵	۸۳۱۶	حاجی اکرام الحق صاحب "	عہ	"
۱۷	۸۲۰۱	عبدالسلام و عبدالغفار صاحبان صدر بازار	۸ر	"	۴۶	۸۳۱۷	مولوی ظہور احمد صاحب وکیل محلہ نیا نگر	عا	"
۱۸	۸۲۰۲	عبدالرشید صاحب شیشہ والے " "	۲ر	"	۴۷	۸۳۲۸	بابو محمد حسین صاحب " کریتپور "	عہ	"
۱۹	۸۲۰۳	حاجی رشید احمد صاحب گلی ٹیکوں والی "	۳ر	"	۴۸	۸۳۲۹	محمد یوسف صاحب دہا نوالہ بازار "	عا	"
۲۰	۸۲۰۴	والدہ امان اللہ خانصاحب " "	۴ر	"	۴۹	۸۳۳۰	انیس احمد صاحب قدسی دواخانہ "	عا	"
۲۱	۸۲۰۶	محمد یامین مختار علی صاحبان بوچڑ خانہ کوہ منصوری	عا	"	۵۰	۸۳۳۱	توقیر حسن صاحب پلٹن بازار "	عہ	"
۲۲	۸۲۰۸	ابو محمد ابراہیم صاحب رئیس " "	عہ	"	۵۱	۸۳۳۲	چودھری عبدالکریم صاحب سبزی منڈی "	عہ	"
۲۳	۸۲۰۹	منشی محمد صدیق صاحب لنڈھورا بازار	عا	وظیفہ زکوٰۃ	۵۲	۸۳۳۳	" کریم بخش صاحب کٹڑہ "	عہ	"
۲۴	۸۲۲۷	حاجی کریم الدین فیروز علی صاحبان " "	صہ	"	۵۳	۸۳۳۴	آغا محمد انور خانصاحب 4 کریتپور "	عہ	"
۲۵	۸۲۴۳	فضل محمد اسمٰعیل صاحبان شہر جالندھر	عہ	دوامی بہی خواہ	۵۴	۸۳۳۵	مولانا مشتاق احمد صاحب " "	عہ	"
۲۶	۸۲۴۴	مستجاب حسین صاحب "	عہ	"	۵۵	۸۳۳۶	حاجی عبدالودود خانصاحب " "	عہ	"
۲۷	۸۲۴۵	چودھری عزیز الدین صاحب ریٹائرڈ "	عہ	"	۵۶	۸۳۳۷	مولوی نور اللہ خانصاحب " "	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۲۸	۸۲۴۶	خانبہادر نور نبی صاحب " "	عا	"	۵۷	۸۳۳۸	حاجی عبدالحکیم صاحب پلٹن بازار	عہ	"
۲۹	۸۲۴۷	خان گل محمد خانصاحب " "	عہ	"	۵۸	۸۳۳۹	مستری نیک محمد صاحب دہا نوالہ "	عہ	"
۳۰	۸۲۴۸	چودھری میاں امانت خانصاحب "	عہ	"	۵۹	۸۳۴۲	منشی نصیر اللہ صاحب پلٹن بازار "	عہ	دوامی بہی خواہ
۳۱	۸۲۴۹	ہمشیرہ صاحبہ غلام محی الدین صاحب مرحوم "	عا	"	۶۰	۸۳۴۴	" مختار حسین صاحب جام فروش "	عہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطاکنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطاکنندگان	رقم	مد
۶۱	۸۳۴۳	سلطان احمد صاحب سوداگر پرچون جھنڈا بازار دہرہ دون	عہ	تعمیر جدید	۹۰	۸۴۳۳	بشیر احمد خانصاحب منیجر بامبے کمپنی دہلی بازار میرٹھ	۴ر	دوامی بہی خواہ
۶۲	۸۳۴۵	حاجی محمد ابراہیم صاحب رئیس " "	صہ	"	۹۱	۸۴۳۴	مستری چھوٹن خانصاحب محلہ کوٹلہ "	۸ر	"
۶۳	۸۳۴۶	شیخ مقصود حسن صاحب دہانوالہ بازار "	عہ	"	۹۲	۸۴۳۶	عبدالکریم صاحب مقبرہ ابو محمد "	عہ	"
۶۴	۸۳۴۷	حق داد خانصاحب نمدکھیڑہ "	عہ	"	۹۳	۸۴۳۷	شیخ محمد عمر صاحب دہلی بازار "	۸ر	"
۶۵	۸۳۴۸	چودھری عبدالرحمن صاحب دہانوالہ "	عہ	"	۹۴	۸۴۳۸	ماسٹر بشیر احمد صاحب محلہ کرم علی "	صہ	"
۶۶	۸۳۴۹	شیخ اللہ دیا صاحب سوداگر چوب للّی باغ "	صہ	وظیفہ زکوٰۃ	۹۵	۸۴۴۱	مولوی محمد خورشید علی صاحب منڈاور بجنور	عہ	"
۶۷	۸۳۵۲	حکیم ابن حسن صاحب پلٹن بازار "	عہ	دوامی "	۹۶	۸۴۴۲	شیخ اللہ دتہ صاحب چوک شاہ عباس ملتان	عما	"
۶۸	۸۳۵۳	شیخ عبداللطیف صاحب " "	عہ	"	۹۷	۸۴۵۵	طفیل محمد خانصاحب ہوشیار پور	عہ	"
۶۹	۸۳۵۴	امام الحق صاحب سیٹھ بسترا "	عہ	"	۹۸	۸۴۹۶	کے ایس ڈپٹی سید عزیز احمد صاحب رڑکی	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۷۰	۸۳۵۵	بابو بدرالدین صاحب حیدر نیا نگر "	ے	"	۹۹	۸۵۰۴	ماسٹر کرم دین و اللہ دیا صاحبان گوجرانوالہ پنجاب	صہ	"
۷۱	۸۳۵۶	ایوب احمد صاحب اوورسیر " "	للعہ	"	۱۰۰	۸۵۱۹	شیخ غلام احمد صاحب گجرات "	صہ	"
۷۲	۸۳۵۸	آغا سہراب خانصاحب کوٹھی نمبر ۹ "	عہ	"	۱۰۱	۸۵۱۸	" سلطان علی صاحب " "	صہ	"
۷۳	۸۳۵۹	بابو محمد احمد صاحب کلرک منو گنج "	عہ	"	۱۰۲	۸۵۲۰	" محمد دین صاحب موٹر ڈرائیور کابلی گیٹ	عما	دوامی "
۷۴	۸۳۶۰	حافظ عبدالمومن صاحب دہانوالہ "	عہ	"	۱۰۳	۸۵۲۲	منشی منظور احمد صاحب رڑکی ضلع سہارنپور	عما	"
۷۵	۸۳۶۲	حکیم الدین صاحب انصاری کوٹھی نمبر ۲۰ "	عہ	"	۱۰۴	۸۵۲۴	مولوی فضل محمد خانصاحب استر صادقیہ بہاولپور	ے	"
۷۶	۸۳۶۳	حاجی محمد حسن صاحب منو گنج "	عہ	"	۱۰۵	۸۵۲۱	عبدالغنی و محمد یعقوب صاحبان حیدری ڈھوک	عہ	"
۷۷	۸۳۶۹	قاری اشفاق حسین صاحب لنڈھور بازار	صہ	وظیفہ زکوٰۃ	۱۰۶	۸۵۲۲	سید عبدالکریم صاحب سیشن جج بھوپال	ے	"
۷۸	۸۳۸۹	حاجی محمد صدیق و حاجی عبدالغنی صاحبان دہلی	صہ	"	۱۰۷	۸۵۲۳	ڈاکٹر محمد حامد خانصاحب "	عما	"
۷۹	۸۴۰۱	نجم الحسن صاحب قصبہ جھنجھانہ ضلع مظفر نگر	عما	دوامی "	۱۰۸	۸۵۲۴	سردار مقدس محمد خانصاحب جاگیردار "	عہ	"
۸۰	۸۴۰۳	والدہ صاحبہ زاہد علی صاحب " "	عہ	"	۱۰۹	۸۵۲۵	بابو ظفر احمد صاحب وکیل نانوتوی "	عما	"
۸۱	۸۴۰۵	سید راحت علی صاحب " "	۴ر	"	۱۱۰	۸۵۵۳	سردار محمد صاحب ۴۹ کوارٹر "	عہ	"
۸۲	۸۴۰۹	منشی اعجاز احمد صاحب " "	۸ر	"	۱۱۱	۸۵۵۴	ڈاکٹر فضل کریم صاحب گجرات پنجاب	عہ	"
۸۳	۸۴۱۱	امیر احمد صاحب وائس چیرمین " "	عہ	"	۱۱۲	۸۵۵۵	محمد ابراہیم صاحب محلہ فتحپورہ " "	عہ	"
۸۴	۸۴۲۱	منشی چراغ علی صاحب محلہ کرم علی میرٹھ	عما	"	۱۱۳	۸۵۵۶	ماسٹر احمد دین صاحب " غریب پورہ "	عہ	"
۸۵	۸۴۲۲	چودھری نصیرالدین صاحب بازار بزازہ "	۴ر	"	۱۱۴	۸۵۶۳	مستری محمد اسمٰعیل صاحب " کانا والے "	عہ	"
۸۶	۸۴۲۳	محمد اسمٰعیل صاحب " "	۴ر	"	۱۱۵	۸۵۶۴	محمد اسلم صاحب محلہ قصیر گنج ڈائی گیران میرٹھ	عہ	"
۸۷	۸۴۲۶	منشی ابرار حسین صاحب دہلی بازار "	۸ر	"	۱۱۶	۸۵۶۹	خلیفہ علیم اللہ صاحب خیر نگر دروازہ "	۸ر	"
۸۸	۸۴۲۸	حافظ نور احمد صاحب ہیڈ ماسٹر " "	۸ر	"	۱۱۷	۸۵۷۰	بابو عبدالجبار خانصاحب پنشنر "	عہ	"
۸۹	۸۴۳۱	شیخ رفیع الدین صاحب "	۸ر	"	۱۱۸	۸۵۷۱	محمد حنیف صاحب محلہ نقارچیان "	۴ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۹	۸۵۷۲	مولوی محمد حنیف صاحب سفیر دارالعلوم دیوبند	سہر	وظیفہ زکوٰۃ بہی خواہ
۱۲۰	۸۵۷۳	علی بخش و سلطان محمد صاحبان میاں گنج علیگڈھ	عہ	//
۱۲۱	۸۵۷۵	حاجی محمد نعیم صاحب انصاری اور سیرسلم یونیورسٹی	سے	دوامی بہی خواہ
۱۲۲	۸۵۷۹	// احسان الحق صاحب بنوسرکل مدا // //	عا	//
۱۲۳	۸۵۸۱	حکیم محمد ظہیر الدین صاحب // //	صہ	//
۱۲۴	۸۵۸۲	قاضی محمد صدیق صاحب شبلی روڈ ۳/ // //	عہ	//
۱۲۵	۸۵۹۹	حکیم عبدالغفور صاحب ریاست نابھہ	عا	//
۱۲۶	۸۶۰۱	// عبداللطیف صاحب مسلم یونیورسٹی علیگڈھ	للعہ	//
۱۲۷	۸۶۰۲	کنور محمد جعفر حسین خانصاحب دانپور //	سے	//
۱۲۸	۸۶۰۳	مولانا محمد عزیز صاحب تار بنگلہ ۲ یونیورسٹی	سے	//
۱۲۹	۸۶۰۴	امداد علیخانصاحب قصبہ فیروزآباد آگرہ	لعہ	//
۱۳۰	۸۶۰۵	سید محمد عرفان علیصاحب // //	عہ	//
۱۳۱	۸۶۰۶	شیخ جمی خان مصطفیٰ خان صاحبان // //	عا	//
۱۳۲	۸۶۰۷	// ظہیر الدین و رفیع الدین صاحبان // //	عا	//
۱۳۳	۸۶۲۲	مولوی محمد حنیف صاحب سفیر دارالعلوم دیوبند	سہر	وظیفہ زکوٰۃ
۱۳۴	۸۶۲۳	چودھری امیر احمد وابراہیم صاحبان وریانہ جالندھر	عہ	دوامی //
۱۳۵	۸۶۲۴	// علی شیر صاحب // //	عہ	//
۱۳۶	۸۶۲۵	جناب فضل محمد صاحب نمبردار // //	عا	//
۱۳۷	۸۶۲۶	محمد یٰسین عبدالکریم صاحبان ٹانڈہ // //	عہ	//
۱۳۸	۸۶۲۷	ایم فتح محمد صاحب // //	عہ	//
۱۳۹	۸۶۲۸	مستری سندے خانصاحب و جوہر //	عہ	//
۱۴۰	۸۶۲۹	جناب شاہ محمد صاحب // //	عہ	//
۱۴۱	۸۶۳۰	چودھری غلام محمد صاحب نمبردار // //	عہ	//
۱۴۲	۸۶۳۱	چودھری عمر الدین صاحب // //	عہ	//
۱۴۳	۸۶۳۴	چودھری وزیر خانصاحب // //	عہ	//
۱۴۴	۸۶۳۶	ڈاکٹر حبیب احمد صاحب بازار شیخان //	للعہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۴۵	۸۶۳۸	شیخ حسن دین عبدالرحیم صاحبان بستی نو //	للعہ	//
۱۴۶	۸۶۳۹	محمد عاشق صاحب قصبہ نجیب آباد بجنور	عہ	دوامی //
۱۴۷	۸۶۵۳	مستری امام الدین صاحب ڈھوک جمعہ جہلم	عہ	//
۱۴۸	۸۶۵۴	عبدالرحمٰن صاحب معہ ایم ٹی کمپنی جہلم	عہ	دوامی بہی خواہ
۱۴۹	۸۶۵۵	مولانا محمد سعید صاحب کوہ مری راولپنڈی	صہ	//
۱۵۰	۸۶۵۶	سمندا خانصاحب موضع سید ضلع ہزارہ	عہ	//
۱۵۱	۸۶۵۷	منشی خانصاحب // بٹناڑہ // //	عہ	//
۱۵۲	۸۶۵۸	حکیم فضل داد خانصاحب کوہ مری راولپنڈی	صہ	//
۱۵۳	۸۶۵۹	جناب ولی داد خاں صاحب تحصیل و ضلع //	صہ	//
۱۵۴	۸۶۶۰	مولانا محبوب الٰہی صاحب // //	صہ	//
۱۵۵	۸۶۶۱	چودھری اسیر احمد صاحب // //	عہ	//
۱۵۶	۸۶۶۲	ملک فضل خانصاحب // //	صہ	//
۱۵۷	۸۶۶۳	مولانا سید محمود شاہ صاحب // //	للعہ	//
۱۵۸	۸۶۶۴	مولوی محمد اسمٰعیل صاحب پرانہ قلعہ //	لعہ	//
۱۵۹	۸۶۸۱	حاجی حیات محمد صاحب // //	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۶۰	۸۶۸۲	حافظ مظفر الدین صاحب // //	صہ	//
۱۶۱	۸۶۸۳	مولانا مولا بخش صاحب // //	للعہ	//
۱۶۲	۸۶۸۴	عبدالبشیر صاحب راجہ بازار // //	صہ	//
۱۶۳	۸۷۰۹	مولوی محمد شریف خانصاحب دہرہ دون	صہ	//
۱۶۴	۸۷۱۴	مولوی سلطان احمد صاحب ڈھولپورہ پشاور	عا	دوامی //
۱۶۵	۸۷۲۲	اقبال محمد صاحب بستی نو جالندھر	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۶۶	۸۷۲۳	عبدالرشید و عبدالحمید صاحبان بیج پیر //	للعہ	//
۱۶۷	۸۷۲۴	حاجی محمد حسین صاحب تاجر چرم بستی نو //	عہ	دوامی //
۱۶۸	۸۷۲۵	صادق علی و مختار احمد صاحبان // //	للعہ	//
۱۶۹	۸۷۲۶	چودھری حاجی چراغ الدین صاحب //	عہ	//
۱۷۰	۸۷۲۷	// علی اصغر صاحب //	عہ	//
۱۷۱	۸۷۲۸	// دیوان علی صاحب //	عا	//
۱۷۲	۸۷۲۹	شیخ خورشید محمد صاحب جوڑا گیٹ //	عہ	//
۱۷۳	۸۷۳۰	چودھری نبی بخش صاحب ہری پور //	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۷۴	۸۷۳۱	محترمہ رحیم بی بی صاحبہ اہلیہ عطا محمد صاحب //	صہ	//
۱۷۵	۸۷۳۲	اہلیہ چودھری عبدالعزیز صاحب آدم پور //	صہ	دوامی //
۱۷۶	۸۷۳۳	چودھری عطا محمد صاحب اے ایم - ویادہ	عہ	//

نمبر شمار	نمبر رسید بحکمت	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید بحکمت	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۷۷	۸۸۲۲	چودھری شاہ ولی صاحب بی آے ریاستہ جاتم	لعہ	دوامی بہی خواہ	۱۸۶	۸۸۶۲	اشتیاق احمد محمد اشفاق صاحبان دیوبند	۵	دوامی بہی خواہ
۱۷۸	۸۸۵۸	حاجی امجد علیخاں صاحب پنشنر بستی کوٹلہ کرتپور بجنور	ے	"	۱۸۷	۸۸۵۶	بابو محمد افضل خانصاحب سب پوسٹماسٹر فیض آباد	ے	"
۱۷۹	۸۸۱۵	محمد عمر محمد صدیق صاحب شیدی پورہ دہلی	۵	"	۱۸۸	۸۹۲۳	چودھری نور محمد صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم القرآن کوٹ بادل خاں جالندھر	عا	"
۱۸۰	۸۸۲۱	مولوی خدا بخش صاحب شہر ملتان	۵	"					
۱۸۱	۸۸۲۷	مولوی محمود احمد صاحب نائب ناظم تنظیم دار العلوم	عہ	"	۱۸۹	۸۹۲۵	مرزا محمد شریف بیگ صاحب محکمہ بجلی امرتسر	ہ	"
۱۸۲	۸۸۲۸	مولوی عبد الوحید صاحب ناظم شعبہ " "	۸ر	"	۱۹۰	۸۹۲۷	محمد عبد الغفار خانصاحب بہادر گڑھ میرٹھ	۵	"
۱۸۳	۸۸۲۹	مولوی عبد اللہ صاحب شیدی پورہ دہلی	۵	"	۱۹۱	۸۹۳۴	سید فخر الحسن صاحب امری ضلع مراد آباد	ہ	امداد زکوۃ
۱۸۴	۸۸۶۶	محمد عمر محمد حسین صاحبان ساری بمبئی	ہ	"	۱۹۲	۸۹۴۳	مولانا عبد الوحید صاحب ناظم تنظیم و ترقی دار العلوم	عا	دوامی "
۱۸۵	۸۸۶۷	عبد اللہ صاحب بھوپالیہ قصبہ چاندپور بجنور	عہ	"	۱۹۳	۸۹۸۳	حاجی عبد الکریم صاحب تازی ساکن توپخانہ سلہٹ آسام	عا	"
							میزان	صما للعہ	

عطیات عمومی

موصولہ ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۶۱ھ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱	۸۲۰۵	ملیجان محمد رفیق صاحب تمباکو فروش لنڈھور بازار منصوری	۴ر	عطاء بہی خواہ	۱۵	۸۲۲۲	بشیر احمد صاحب کتب فروش لنڈھور بازار منصوری	۴ر	عطاء بہی خواہ
۲	۸۲۰۷	بابو اظہار الحق صاحب " "	عہ	"	۱۶	۸۲۲۳	بشیر احمد صاحب رنگساز " "	۸ر	"
۳	۸۲۱۰	لالہ پرشادی لال کشن لال سوداگر " "	عا	"	۱۷	۸۲۲۴	عبد الغنی صاحب فروٹ مرچنٹ " "	عہ	"
۴	۸۲۱۱	منشی محمد اسمٰعیل صاحب جنت فروش " "	عہ	"	۱۸	۸۲۲۵	حافظ ولی محمد صاحب " "	۸ر	"
۵	۸۲۱۲	محمد اسمٰعیل صاحب فروٹ مرچنٹ " "	۴ر	"	۱۹	۸۲۲۶	حافظ جان محمد صاحب " "	عہ	زکوٰۃ "
۶	۸۲۱۳	نبی احمد صاحب ٹین والے " "	۴ر	"	۲۰	۸۲۲۸	محمد ابراہیم صاحب " "	۲ر	عطاء "
۷	۸۲۱۴	حافظ محمد ابراہیم صاحب " "	۴ر	"	۲۱	۸۲۲۵	نور محمد صاحب شال مرچنٹ " "	عہ	"
۸	۸۲۱۵	شریف احمد صاحب " "	۴ر	"	۲۲	۸۲۳۲	شیخ طفیل احمد و مختار احمد صاحبان " "	عا	"
۹	۸۲۱۶	محمود احمد وغیرہ ہوٹل والے " "	۱۳ر	"	۲۳	۸۲۳۱	عبد الرحمن صاحب " "	۴ر	"
۱۰	۸۲۱۷	کلن صاحب بٹن والے " "	عہ	"	۲۴	۸۲۳۲	منشی رفیع اللہ صاحب " "	۸ر	"
۱۱	۸۲۱۸	عبد الغفور صاحب خیاط " "	۲ر	"	۲۵	۸۲۳۳	تلی صاحب " "	۲ر	"
۱۲	۸۲۱۹	محمد علی صاحب " "	۸ر	"	۲۶	۸۲۳۴	انصار حسین صاحب " "	۴ر	"
۱۳	۸۲۲۰	خاکسار صاحب " "	۸ر	"	۲۷	۸۲۳۵	احسان حسین صاحب " "	۴ر	"
۱۴	۸۲۲۱	بشیر احمد نصیر احمد صاحبان " "	۸ر	"	۲۸	۸۲۳۶	منشی برکت اللہ صاحب " "	عہ	صرف طلبہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۹	۸۲۲۷	محمد ایوب صاحب لنڈھور بازار منصوری	عہ	قرض طلبہ
۳۰	۸۲۲۸	نثار احمد صاحب " "	۴ر	عطاء "
۳۱	۸۲۲۹	فضل محمد صاحب " "	عا	زکوٰۃ "
۳۲	۸۲۳۰	بندو حسن صاحب " "	۴ر	عطاء
۳۳	۸۲۳۱	عبدالمجید صاحب " "	۴ر	"
۳۴	۸۲۵۱	شمشاد حسین صاحب " "	۴ر	"
۳۵	۸۲۵۲	شمس الدین صاحب " "	۴ر	"
۳۶	۸۲۵۳	عبدالرزاق صاحب " "	۲ر	"
۳۷	۸۲۵۴	عزیز احمد صاحب " "	۴ر	"
۳۸	۸۲۵۵	شیخ بشیر احمد نذیر احمد صاحبان " "	۴ر	"
۳۹	۸۲۵۶	توقیر احمد صاحب سوداگر " "	عہ	"
۴۰	۸۲۵۷	منشی تنویر احمد صاحب " "	۸ر	"
۴۱	۸۲۵۸	منشی منظر علی اختر علی صاحبان " "	۴ر	"
۴۲	۸۲۵۹	حافظ بخش الٰہی صاحب " "	۹ر	"
۴۳	۸۲۶۰	شیر محمد صاحب " "	لعہ	"
۴۴	۸۲۶۱	محمد صدیق صاحب " "	۴ر	"
۴۵	۸۲۶۲	نذیر احمد صاحب " "	۸ر	"
۴۶	۸۲۶۴	وصال احمد محمد عاقل صاحبان " "	۴ر	"
۴۷	۸۲۶۵	ریاض احمد صاحب " "	۴ر	"
۴۸	۸۲۶۶	محمد حنیف صاحب " "	۴ر	"
۴۹	۸۲۶۷	عبدالمجید صاحب " "	۴ر	"
۵۰	۸۲۶۸	منشی محمد یسین صاحب " "	۴ر	"
۵۱	۸۲۶۹	ابوالحسن صاحب " "	۸ر	"
۵۲	۸۲۷۰	منشی دین محمد صاحب " "	عہ	زکوٰۃ "
۵۳	۸۲۷۱	شریف احمد صاحب ٹیلر ماسٹر " "	۱۲ر	عطاء "
۵۴	۸۲۷۳	شاہ مسعود احمد صاحب رئیس سلہٹ " "	عہ	"
۵۵	۸۲۷۴	علی حسن صاحب تاجر پارچہ " "	سے	زکوٰۃ "
۵۶	۸۲۷۷	رحیم بخش صاحب وغیرہ " "	۵ر	عطاء "
۵۷	۸۲۷۸	عبدالرزاق صاحب " "	لعہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۵۸	۸۲۷۹	ریاست علی صاحب لنڈھور بازار منصوری	۴ر	عطاء خوانچہ
۵۹	۸۲۸۰	سردار احمد محمد یسین خانصاحب ملنگا بازار "	۸ر	"
۶۰	۸۲۸۱	غلام رسول صاحب عبدہ بازار پٹھان کوٹ	لعہ	تعمیر تعلیم
۶۱	۸۲۸۳	چودھری عبدالغنی صاحب گورداسپور	۴ر	"
۶۲	۸۲۸۴	خان بہادر غلام محی الدین صاحب نیا نگر "	عا	"
۶۳	۸۲۸۵	سید لاور علی شاہ صاحب " "	لعہ	"
۶۴	۸۲۸۶	بابو عنایت اللہ صاحب " "	لعہ	"
۶۵	۸۲۸۷	حاجی محمد حسین صاحب بٹالہ ضلع "	سعہ	زکوٰۃ "
۶۶	۸۲۸۸	محمد چراغ علی صاحب " "	عا	"
۶۷	۸۲۸۹	منشی مختار احمد صاحب " "	لعہ	"
۶۸	۸۲۹۰	صوفی محمد عبداللہ صاحب " "	مار	"
۶۹	۸۲۹۱	مہر علی محمد صاحب آرائیں " "	۴ر	عطاء "
۷۰	۸۲۹۲	نظیر احمد صاحب " "	لعہ	"
۷۱	۸۲۹۳	مستری دین محمد صاحب امرتسر " "	سعہ	زکوٰۃ "
۷۲	۸۲۹۴	محمد الیاس خانصاحب نئی دہلی	سعہ	قرض طلبہ
۷۳	۸۲۹۵	سید محمد تسنیم حسین صاحب مقام علیگڈھ "	سعہ	زکوٰۃ "
۷۴	۸۲۹۶	غلام رسول صاحب حاجی اسمٰعیل صاحب سورت	عا	"
۷۵	۸۲۹۷	" " "	عا	رسالہ "
۷۶	۸۲۹۸	مولوی رکن الدین بجنوری پرشین ٹیچر المورخ	عہ	زکوٰۃ "
۷۷	۸۲۹۹	حاجی حبیب اللہ خانصاحب نجیب آباد بجنور	عہ	"
۷۸	۸۳۰۰	مستری محمد دین صاحب جامع مسجد کوٹھ	عہ	"
۷۹	۸۳۰۱	مولانا محمد بن موسیٰ میاں سلیمان اسمٰعیل میاں اینڈ کمپنی ۴۳ ...	[illegible]	"
۸۰	۸۳۰۲	مولوی صبغۃ اللہ صاحب دہلی	عہ	قرض طلبہ
۸۱	۸۳۰۳	مستری عبدالمجید صاحب لنڈھور منصوری	لعہ	عطاء
۸۲	۸۳۰۴	بابو نذیر الدین صاحب " "	۸ر	"
۸۳	۸۳۰۵	عبدالحق صاحب ٹیلر ماسٹر بازار ڈیرہ "	لعہ	"
۸۴	۸۳۰۶	بابو محمد صدیق صاحب " "	لعہ	"
۸۵	۸۳۰۷	نواب سعادت علی خان صاحب بہارستان "	عا	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۸۶	۸۲۲۸	عبدالرزاق صاحب ٹیلر ماسٹر بوچڑ خانہ منصوری	عہ	عطاء برائے طلبہ
۸۷	۸۲۲۸	حاجی اسمٰعیل ابراہیم منتی صاحب پوسٹ بکس ۲۵ و لیفا	للعہ	زکوٰۃ "
۸۸	۸۲۲۹	منشی محمد مظہر الحق صاحب قیمت چرم بکری کلکتہ والے	۲ر	چرم قربانی
۸۹	۸۲۳۰	مستری اللہ بخش صاحب مستری بجلی دارالعلوم	۸ر	چرم صدقہ
۹۰	۸۲۳۱	استاد ظہیر صاحب استاد ورزش "	۶ر	چرم قربانی
۹۱	۸۲۳۲	مولوی عزیز احمد صاحب انچولی میرٹھ	صہ	عطاء برائے خوراک
۹۲	۸۲۳۳	حاجی محمد یوسف محمد سعید صاحبان لاہور	صہ	زکوٰۃ "
۹۳	۸۲۳۴	جناب عبدالحی صاحب شاہجہانپور	۸ر	"
۹۴	۸۲۳۵	حکیم محمد اسمٰعیل صاحب بنارہ ضلع جہلم	لعہ	"
۹۵	۸۲۳۶	منجانب حاجی اللہ بخش صاحب پھوڑلین کراچی	عہ	فی طلبہ
۹۶	۸۲۳۸	مولانا آدم عیسیٰ صاحب دیوبند سہارنپور	عہ	زکوٰۃ "
۹۷	۸۲۴۰	جناب حافظ صاحب رئیس دہرہ دون	صہ	"
۹۸	۸۲۴۱	فضل الٰہی صاحب ٹیلر ماسٹر راجپور روڈ "	ما	عطاء "
۹۹	۸۲۵۰	حافظ منظور احمد صاحب دہا ماتوالہ "	عہ	"
۱۰۰	۸۲۵۱	سید مشتاق حسین صاحب عطار " "	۸ر	"
۱۰۱	۸۲۶۰	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پلٹن بازار "	۸ر	"
۱۰۲	۸۲۶۱	عبدالعزیز صاحب گھڑی ساز " "	۴ر	"
۱۰۳	۸۲۶۳	شیخ خدا بخش صاحب " "	عہ	"
۱۰۴	۸۲۶۵	حاجی غلام حسین صاحب کوٹھی "	عہ	"
۱۰۵	۸۲۶۶	مصطفیٰ حسین صاحب پنشنر کرنال روڈ "	عہ	زکوٰۃ "
۱۰۶	۸۲۶۸	گوہر احمد صاحب تاجر جفت پلٹن بازار "	۸ر	عطاء "
۱۰۷	۸۲۶۹	منشی ناظر حسین صاحب اسسٹنٹ دفتر نیگل پٹیالہ	عہ	تبلیغ
۱۰۸	۸۲۷۰	مولوی عبدالغفور صاحب "	ما	"
۱۰۹	۸۲۷۱	منشی عبدالعزیز صاحب "	ما	"
۱۱۰	۸۲۷۲	حاجی محمد عنایت علیخانصاحب شوکت محل "	عہ	"
۱۱۱	۸۲۷۳	الحاجہ عنایت الٰہی بیگم و انوار الٰہی بیگم صاحبہ " "	ما	"
۱۱۲	۸۲۷۴	بیگم صاحبہ شوکت محل و والدہ صاحبہ " "	للعہ	"
۱۱۳	۸۲۷۵	حاجی اظہار حسین و منظور حسین و طاہر حسین و اختر حسین صاحبان	۱۳ر	"
۱۱۴	۸۲۷۶	منشی افضل حسین صاحب "	۴ر	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۱۵	۸۲۷۷	مولوی فضل حق صاحب بھوپال	۳ر	تبلیغ
۱۱۶	۸۲۷۸	منشی سید وحید الرحمٰن صاحب "	۲ر	"
۱۱۷	۸۲۷۹	فخرالدین احمد خانصاحب پنشنر جیلر جمعراتی دروازہ	عہ	زکوٰۃ برائے پارچہ
۱۱۸	۸۲۸۰	" " " "	سعہ	فی طلبہ "
۱۱۹	۸۲۸۱	میاں محمد امین صاحب سوداگر چرم امرتسر	ما	"
۱۲۰	۸۲۸۲	مولوی فضل الٰہی صاحب ہائیڈ مارکیٹ "	ے	"
۱۲۱	۸۲۸۳	مفتی امتیاز الحق صاحب محلہ پیرزادگان مراد آباد	صہ	زکوٰۃ "
۱۲۲	۸۲۸۴	محمد ولی اللہ خانصاحب محکمہ آثار قدیمہ راولپنڈی	عہ	"
۱۲۳	۸۲۸۵	مرزا محمد اسحاق بیگ صاحب مغلپورہ چنیوٹ	عہ	"
۱۲۴	۸۲۸۶	نور محمد صاحب متصل سنہری مسجد ہوشیارپور پنجاب	عہ	"
۱۲۵	۸۲۸۷	مولوی عبدالہادی خانصاحب بیل درگنج شاہجہانپور	عہ	"
۱۲۶	۸۲۸۸	فرحت علیم صاحب ایف اے سہیل روڈ دہلی	صہ	کتب فقہی
۱۲۷	۸۲۹۰	مقبول احمد صاحب قریشی راولپنڈی	عہ	زکوٰۃ "
۱۲۸	۸۲۹۱	مولوی محمد عبدالعزیز صاحب ریاست جیند	عہ	رسالہ
۱۲۹	۸۲۹۲	حافظ کفایت اللہ صاحب بھوپال	۲ر	تبلیغ
۱۳۰	۸۲۹۳	منشی ہادی حسن صاحب "	۴ر	"
۱۳۱	۸۲۹۴	قاضی عبداللطیف صاحب "	۴ر	"
۱۳۲	۸۲۹۵	بابو مجتبیٰ احمد صاحب اوورسیر "	عہ	"
۱۳۳	۸۲۹۶	مسماۃ ناہید جہان بیگم نواسی و دختر قیق الرحمٰن صاحب "	صہ	"
۱۳۴	۸۲۹۷	سردار میاں سعادت محمد خاں صاحب "	ما	"
۱۳۵	۸۲۹۸	" رؤف الرحمٰن صاحب "	عہ	"
۱۳۶	۸۲۹۹	مسماۃ رسدی بیگم صاحبہ محمد گڑھ "	عہ	"
۱۳۷	۸۳۰۰	منشی محمد علی و نواب علی و طاہر و عزیز الرحمٰن و نصیرالدین و قمرالدین و عبدالمتین و عبدالسلام و عبدالرشید صاحبان دفتر فائنس بھوپال	۱۳ر	"
۱۳۸	۸۳۰۲	والدہ صاحبہ افتخار احمد صاحب معرفت محمد منظور "	۴ر	عطائے برائے خوراک
۱۳۹	۸۳۰۳	منشی شفیق احمد صاحب " "	۸ر	"
۱۴۰	۸۳۰۶	مولوی انوار احمد صاحب ملٹری رسالہ اقیہ "	۲ر	"
۱۴۱	۸۳۰۷	حافظ حبیب احمد صاحب رئیس " "	ما	چرم قربانی

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۴۲	۸۴۰۸	قاضی مسعود احمد صاحب جھنجھانہ مظفرنگر	۸ر	عطائے بیرونی	۱۷۱	۸۲۵۳	حاجی قاسم ویسانی صاحب افریقہ	۵۰ر	زکوٰۃ بیرونی
۱۴۳	۸۴۱۰	منشی جلیل احمد صاحب " "	۹ر	"	۱۷۲	۸۲۵۶	جناب طفیل احمد صاحب بلو شماشر ہوشیارپور	۶ر	فیس طلبہ
۱۴۴	۸۴۱۲	برادران عمر اصاحبان موضع تیرواڑہ "	۵ر	"	۱۷۳	۸۲۵۷	مولوی محمد شعیب صاحب رکن مجلس علما بھوپال	۲ر	تبلیغ
۱۴۵	۸۴۱۳	چودھری نتو صاحب رئیس نگلہ ڈاکخانہ کیرانہ "	۵ر	"	۱۷۴	۸۲۵۸	منشی محمد عاشق صاحب و ہمشیرہ فاطمہ بی صاحبہ "	۵ر	"
۱۴۶	۸۴۱۴	عظیم اللہ صاحب رائین " "	۱۲ر	"	۱۷۵	۸۲۵۹	مسٹر محمد حیات اللہ صاحب کرمانی "	عہ	"
۱۴۷	۸۴۱۵	چودھری امام الدین صاحب " "	عہ	"	۱۷۶	۸۲۶۰	مشیر الملک قاضی علی حیدر صاحب عباسی "	سے	"
۱۴۸	۸۴۱۶	چودھری کرم الٰہی صاحب " "	عہ	"	۱۷۷	۸۲۶۱	جناب سخاوت اللہ صاحب "	۴ر	"
۱۴۹	۸۴۱۷	ابراہیم پسر علیا رائین " "	عہ	"	۱۷۸	۸۲۶۲	ملا امتیاز علی صاحب "	۴ر	"
۱۵۰	۸۴۱۸	حافظ نذیر احمد صاحب حلوائی " "	۸ر	"	۱۷۹	۸۲۶۳	منشی عنایت الرحمٰن صاحب امامی دروازہ "	۲ر	"
۱۵۱	۸۴۱۹	چودھری اسمٰعیل صاحب گوجر " "	عہ	"	۱۸۰	۸۲۶۴	امین الملک سر دبیر منشی سید منصب علی صاحب "	عہ	"
۱۵۲	۸۴۲۰	منجانب مسلمانان موضع راناماجرا ڈاکخانہ "	لعہ	"	۱۸۱	۸۲۶۵	اہلیہ صاحبہ سید نور علی صاحب "	۲ر	"
۱۵۳	۸۴۲۳	ماسٹر منظور احمد صاحب خیاط "	۳ر	"	۱۸۲	۸۲۶۶	عبدالکریم صاحب "	۳ر	"
۱۵۴	۸۴۲۵	شیخ عبدالمجید صاحب قریشی میرٹھ	عہ	"	۱۸۳	۸۲۶۷	میر دبیر دبیر الانشان قاضی ولی محمد صاحب "	عہ	"
۱۵۵	۸۴۲۸	ماسٹر عبداللطیف صاحب خیاط "	۳ر	"	۱۸۴	۸۲۶۸	مغیث الدین صاحب [illegible]	عہ	"
۱۵۶	۸۴۲۹	عاشق الٰہی صاحب " "	۲ر	"	۱۸۵	۸۲۶۹	منشی عبدالحی صاحب چوک بازار "	۳ر	"
۱۵۷	۸۴۳۴	محمد سلیمان صاحب " "	۳ر	"	۱۸۶	۸۲۷۰	حافظ ناصر محمد خان صاحب امام "	۳ر	"
۱۵۸	۸۴۳۵	مشلح الدین صاحب بازار بزازہ "	۲ر	"	۱۸۷	۸۲۷۱	منشی عبدالحفیظ بیگ صاحب "	۳ر	"
۱۵۹	۸۴۳۷	محمد اسمٰعیل صاحب دیلی بازار "	۲ر	"	۱۸۸	۸۲۷۲	منشی نصیر الدین صاحب "	۲ر	"
۱۶۰	۸۴۳۹	حاجی عظیم اللہ صاحب تاجر لوہا پیشہ "	۳ر	"	۱۸۹	۸۲۷۳	منشی محمد فاروق صاحب و ہمشیرہ صاحبہ موصوف "	۸ر	"
۱۶۱	۸۴۴۰	محمد عبدالرشید صاحب صدر بازار "	عہ	رسالہ	۱۹۰	۸۲۷۴	ڈاکٹر حکیم محمد اقبال حسین صاحب "	۲ر	"
۱۶۲	۸۴۴۳	سید صفی الحسن صاحب زیدی بی اے آگرہ	۳ر	"	۱۹۱	۸۲۷۵	قاضی محمد اعظم علی صاحب وکیل "	عہ	"
۱۶۳	۸۴۴۵	محمد فاروق صاحب سادہ کار مکان ۵۵ گلی مسجد والی	للعہ	فیس طلبہ	۱۹۲	۸۲۷۶	ماسٹر تجمل حسین صاحب "	ار	"
۱۶۴	۸۴۴۷	رحمت اللہ صاحب کوہ منصوری	للعہ	زکوٰۃ "	۱۹۳	۸۲۷۷	مولوی سیٹھ عبداللہ بن حاجی اسمٰعیل صاحب سورت	صہ	زکوٰۃ بیرونی
۱۶۵	۸۴۴۸	حاجی محمد ظہور صاحب قصبہ آنولہ بریلی	صہ	فیس طلبہ	۱۹۴	۸۲۷۸	حاجی احمد یوسف چھانیہ صاحب راندیر "	عہ	"
۱۶۶	۸۴۴۹	ڈاکٹر برکت علی صاحب ضلع سہارنپور	صہ	زکوٰۃ "	۱۹۵	۸۲۷۹	نذیر حسین صاحب پنشنر موضع بلاڈلی ریاست کپورتھلہ	عہ	"
۱۶۷	۸۴۵۰	ممتاز النبی صاحب قصبہ شیرکوٹ " بجنور	۸ر	"	۱۹۰	۸۲۸۰	خواجہ محمد نذیر صاحب محلہ خواجگان "	عہ	"
۱۶۸	۸۴۵۱	جعفر حسین صاحب معرفت شیخ نثار احمد صاحب	صہ	فیس طلبہ	۱۹۷	۸۲۸۱	حاجی نور محمد و حاجی عیسیٰ صاحبان پوسٹ کراچی	۱۶ر	"
۱۶۹	۸۴۵۲	بابو نذیر احمد صاحب کوہ ری بحیثیت سیہور بھوپال	صہ	زکوٰۃ "	۱۹۸	۸۲۸۲	شیخ احمد حسن صاحب بگرام مرتضیٰ پور ڈاکخانہ روز [illegible] لکھنؤ	صہ	فیس طلبہ
۱۷۰	۸۴۵۳	سید محمد منظور علی صاحب آبی سرہند	صہ	"	۱۹۹	۸۲۸۳	عبدالصمد صاحب اشد سنز سید واڑہ سورت	صہ	زکوٰۃ "

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۰۰	۸۴۸۴	مرغوب احمد صاحب راجوپور مظفرنگر	عـہ	زکوٰۃ بیبی خواہ
۲۰۱	۸۴۸۵	منجانب بل خانہ مولوی میرزا الدین صاحب لکھنؤ	معہ	کتب وقفی
۲۰۲	۸۴۸۶	حکیم محمد اشفاق حسین صاحب عالمگیر گنج باشن گلی	[illegible]	زکوٰۃ بیبی خواہ
۲۰۳	۸۴۸۷	حافظ محمد اسمٰعیل صاحب دہلی	لعہ	قرض طلبہ
۲۰۴	۸۴۸۸	حافظ فضل حسین صاحب ضلع جہلم	صہ	زکوٰۃ ،،
۲۰۵	۸۴۸۹	محمد عثمان صاحب اردو بازار گورکھپور	سہ	،،
۲۰۶	۸۴۹۰	حاجی م شمشاد حسین صاحب علیگڈھ	عـہ	،،
۲۰۷	۸۴۹۱	منجانب حاجی نبی بخش صاحب کوہ شملہ	عہ	،،
۲۰۸	۸۴۹۲	محمد موسیٰ صاحب کنڈیکٹر بی ڈبلوڈی حیدرآباد دکن	۵	،،
۲۰۹	۸۴۹۳	محمد مرزا صاحب اینڈ کمپنی لمیٹڈ ۲۳۹ بمبئی ۳	سہ	،،
۲۱۰	۸۴۹۴	فدا حسین صاحب نمبردار ملیانہ ڈاکخانہ کنہو سیٹھ	عا	قرض طلبہ
۲۱۱	۸۴۹۵	ڈاکٹر عبدالحی صاحب پنشنر محلہ بیدواری اوناؤ	عـہ	زکوٰۃ ،،
۲۱۲	۸۴۹۶	مولانا برکت علی صاحب گوجرانوالہ پنجاب	للعہ	تعمیر تنظیم
۲۱۳	۸۴۹۸	بابو چراغ الدین صاحب ،، ،،	عہ	،،
۲۱۴	۸۴۹۹	شیخ سراج الدین محمد شفیع صاحبان ،، ،،	صہ	،،
۲۱۵	۸۵۰۰	محمد علی صاحب حلوائی بازار تھانہ ،، ،،	عہ	،،
۲۱۶	۸۵۰۱	حاجی غلام نبی صاحب آئیرن مرچنٹ ڈیپو ،،	عہ	،،
۲۱۷	۸۵۰۲	حافظ عبید اللہ صاحب متصل دیوبند ،، ،،	عہ	،،
۲۱۸	۸۵۰۳	شاہ سلطان احمد صاحب جالندھری ،، ،،	ے	،،
۲۱۹	۸۵۰۴	حاجی عبدالرسول و فقیر محمد صاحبان کوہاٹ	عا	،،
۲۲۰	۸۵۰۵	حاجی غلام حسین صاحب پنشنر گوجرانوالہ پنجاب	عـہ	قرض طلبہ
۲۲۱	۸۵۰۶	چودھری غلام حسین صاحب ،، ،، ،،	ـــہ	زکوٰۃ ،،
۲۲۲	۸۵۰۷	محمد اسمٰعیل صاحب تال والے ،، ،،	عا	تعمیر تنظیم
۲۲۳	۸۵۰۸	شیخ نصیر الدین صاحب گکھڑ ،، ،،	عہ	،،
۲۲۴	۸۵۰۹	حاجی فخرالدین صاحب ،، ،، ،،	عا	،،
۲۲۵	۸۵۱۱	ماسٹر خوشی محمد صاحب ،، ،، ،،	ے	زکوٰۃ بیبی خواہ
۲۲۶	۸۵۱۲	شیخ چودھری غلام محمد صاحب ،، ،، ،،	للعہ	تعمیر تنظیم
۲۲۷	۸۵۱۳	ملک محمد اقبال محمد نور صاحبان ،، ،، ،،	ے	،،
۲۲۸	۸۵۱۴	شیخ غلام ربانی صاحب شہر گجرات	صہ	عطاو بیبی خواہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۲۲۹	۸۵۱۵	منجانب مسماۃ رابعہ خاتون ذریعہ شیخ غلام احمد صاحب شہر گجرات پنجاب	ســہ	تعمیر مسجد
۲۳۰	۸۵۱۷	حافظ محمد عبداللہ صاحب ،، ،،	۸ر	عطا بیبی خواہ
۲۳۱	۸۵۱۹	بابا چراغ دین صاحب مسلم بازار ،، ،،	عہ	،،
۲۳۲	۸۵۲۱	مولوی حاجی سید احمد صاحب مدرس دارالعلوم	۷ر	،،
۲۳۳	۸۵۲۳	سراج حسین صاحب بہادر گنج شاہجہانپور	صہ	زکوٰۃ ،،
۲۳۴	۸۵۲۵	خان صاحب حاجی احمد حسن صاحب پنشنر بمبئی	عـہ	،،
۲۳۵	۸۵۲۶	بابو احمد الدین صاحب ٹیلر ماسٹر ریاست پٹیالہ	عـہ	،،
۲۳۶	۸۵۲۷	شیخ حاجی ضیاء الدین صاحب سکرام پور بدایوں	عـہ	،،
۲۳۷	۸۵۲۸	محمد رحمت اللہ صاحب تروانہ ریاست پٹیالہ	ـــہ	،،
۲۳۸	۸۵۲۹	حکیم خدا بخش صاحب میانہ پورہ شہر سیالکوٹ	صہ	،،
۲۳۹	۸۵۳۰	،، ،، ،، ،،	عـہ	کتب وقفی
۲۴۰	۸۵۳۳	نیاز احمد صاحب مالک نیاز زرم پھرندہ۔ گورکھپور	ســہ	زکوٰۃ بیبی خواہ
۲۴۱	۸۵۳۶	مسماۃ حمیدہ خاتون اہلیہ حافظ لیاقت حسین صاحب	صہ	،،
۲۴۲	۸۵۳۸	روح الدین صاحب قصبہ کوٹ گنج ضلع جالون	[illegible]	،،
۲۴۳	۸۵۳۹	سید امیر احمد صاحب محلہ کھڑک بمبئی نمبر ۹	[illegible]	،،
۲۴۴	۸۵۴۰	مبارز خان صاحب میجر رسالہ ۲۲ رنگی سرگودھا	ســہ	،،
۲۴۵	۸۵۴۱	جناب شاہ برادرس کارٹ روڈ شملہ	عہ	،،
۲۴۶	۸۵۴۷	حافظ محمد احمد صاحب ،،	عہ	تعمیر تنظیم
۲۴۷	۸۵۴۸	مولانا قاری احمد حسین صاحب و چند اہل خیر ،،	لعہ	،،
۲۴۸	۸۵۴۹	چودھری مختار احمد صاحب موٹر بازار ،،	للعہ	،،
۲۴۹	۸۵۵۰	جناب سید فلک سیر شاہ صاحب ،،	عا	عطا بیبی خواہ
۲۵۰	۸۵۵۱	،، میر محمد دین صاحب ذریعہ غلام احمد گجرات	صہ	زکوٰۃ ،،
۲۵۱	۸۵۵۲	ماسٹر ملک محمد امین صاحب ،،	عہ	عطا و ،،
۲۵۲	۸۵۵۴	حاجی محمد عبداللہ صاحب ،،	عـہ	زکوٰۃ ،،
۲۵۳	۸۵۵۸	منشی کرم دین محمد شریف صاحبان ،،	عـہ	عطا ،،
۲۵۴	۸۵۵۹	محمد اسلم صاحب ذریعہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب بنگلہ سیالکوٹ	ســہ	زکوٰۃ ،،
۲۵۵	۸۵۶۰	مولوی عبداللہ و مولوی عبیداللہ و ملک احمد علی و محمد دین و احمد دین ملک نور عالم و سلطان احمد	[illegible]	،،
۲۵۶	۸۵۶۱	محمد الٰہی صاحب محلہ کہاریاں گجرات	ســہ	،،

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۱۷	۸۶۶۳	عبدالمجید صاحب کمیٹی محلہ . راولپنڈی	عہ	عطاء بہی خواہ
۳۱۸	۸۶۶۴	عبدالحمید صاحب " "	لعہ	"
۳۱۹	۸۶۶۵	عبدالرحمٰن صاحب " "	لعہ	"
۳۲۰	۸۶۶۶	بابو سراج الدین صاحب نیا محلہ "	لعہ	"
۳۲۱	۸۶۶۷	ماسٹر فضل حسین صاحب پرانہ قلعہ "	لعہ	"
۳۲۲	۸۶۶۸	ڈاکٹر دندان ساز صاحب فیروز پورہ "	لعہ	"
۳۲۳	۸۶۶۹	بابو عبدالغنی صاحب نیا کرہ راجہ بازار "	صہ	زکوٰۃ "
۳۲۴	۸۶۸۰	بابو محمد اسمٰعیل صاحب چھاچھی محلہ "	صہ	"
۳۲۵	۸۶۸۵	مولانا مختار احمد صاحب ریاست دیوان پور	صہ	"
۳۲۶	۸۶۸۶	محمد سعید صاحب براستہ سنگوہی ضلع جہلم	پاپ ۲	"
۳۲۷	۸۶۸۷	لال مستری صاحب کوئٹہ بلوچستان محلہ اسلام آباد	سے	"
۳۲۸	۸۶۸۸	مولانا سید مہدی حسن صاحب مفتی محلہ سورت	صہ	"
۳۲۹	۸۶۸۹	محمد علی صاحب پسر فیاض علی جڑودہ ضلع میرٹھ	صہ	صرف طلبہ
۳۳۰	۸۶۹۰	محمد صاحب گدی سنگی بورڈ اکخانہ لنڈھورہ سہارنپور	صہ	"
۳۳۱	۸۶۹۱	محمد حسین صاحب ایم اے ایل بی مسلم یونیورسٹی علیگڑھ	صہ	"
۳۳۲	۸۶۹۵	محمد شفیع صاحب کھشوریہ کشن گنج دہلی	سہ	زکوٰۃ "
۳۳۳	۸۶۹۶	محمد قاسم محمد طیب صاحبان رانی کھیت ضلع الموڑہ	عسہ	"
۳۳۴	۸۶۹۷	محمد اسمٰعیل عبدالعزیز صاحب ۲۵ کلکتہ	صسہ	"
۳۳۵	۸۶۹۹	رحمت شاہ دوکاندار بوجہ خانہ خورد نینی تال	صہ	"
۳۳۶	۸۷۰۰	عبدالحمید خاں صاحب موضع دکلوئی ڈاکخانہ بالا گڑھ ملنگ	سہ	"
۳۳۷	۸۷۰۱	محمد امجد اللہ صاحب تارم کیپر گنج ضلع گورکھپور	سہ	"
۳۳۸	۸۷۰۲	میمن بی اے راندیر لیمیٹڈ ۲۰ زکریا اسٹریٹ کلکتہ	سہ	"
۳۳۹	۸۷۰۳	محمد یٰسین صاحب محلہ جمالپور ضلع مونگیر	سہ	صرف طلبہ
۳۴۰	۸۷۰۴	حضرت مولانا سید مغز حسین صاحب مدرس دارالعلوم	ما	رسالہ
۳۴۱	۸۷۰۵	عبدالرحمٰن صاحب محلہ قاضی پاڑہ بجنور	سہ	زکوٰۃ "
۳۴۲	۸۷۰۷	ایم اے جی بیولات صاحب منہوان ضلع سورت	ماصہ	"
۳۴۳	۸۷۰۸	مولوی سلطان احمد صاحب رحمانی کلاڈیو لیوز بیٹنہ بمبئی	ما	رسالہ
۳۴۴	۸۷۰۹	شیخ نیاز احمد صاحب پھر بندہ گورکھپور	ما	"
۳۴۵	۸۷۱۰	حاجی محمد سلیم صاحب شہر بستی	ما	"
۳۴۶	۸۷۱۱	مرزا ابراہیم احمد صاحب چوک بازار سورت	ما	"
۳۴۷	۸۷۱۲	منشی محمد صالح صاحب چیتکار کلکٹری سہارنپور	ما	رسالہ
۳۴۸	۸۷۱۳	مولوی عبداللطیف صاحب مہتمم مدرسہ اسلامیہ سیفیہ سورت	ما	"
۳۴۹	۸۷۱۵	جناب قاسم محمد ڈیسائی صاحب پوسٹ بکس ۵ ناٹال افریقہ	پاپ ۳	زکوٰۃ بہی خواہ
۳۵۰	۸۷۱۷	بابو کفایت اللہ صاحب ریلوے اسٹیشن دہرہ دون	صہ	"
۳۵۱	۸۷۱۹	قاضی عبدالغفار صاحب ضلع تھرپارکر سندھ	سہ	فرض طلبہ
۳۵۲	۸۷۲۰	والدہ صاحبہ وہمشیرہ صاحبہ عطیہ محمد مستقیم صاحب بلند شہر	صہ	"
۳۵۳	۸۷۲۱	ہر دو اہلیہ خود ودا الدین مرحومین خود		
		عطیہ محمد صدیق صاحب "	صہ	"
۳۵۴	۸۷۳۵	قاسم محمد صاحب ڈیسائی پوسٹ بکس ۵ ناٹال افریقہ	پاپ ۵	"
۳۵۵	۸۷۳۶	شیخ تسلیم احمد نسیم احمد صاحبان شیر کوٹ بجنور	صہ	عطاء
۳۵۶	۸۷۳۷	محمد ادریس خاں امین تقسیم محلہ کوٹھی نیلہ سہارنپور	صہ	زکوٰۃ
۳۵۷	۸۷۳۸	محمد اسمٰعیل محمد یونس صاحبان نگینہ بجنور	صہ	فرض طلبہ
۳۵۸	۸۷۳۹	حاجی علی حسین صاحب مقبرہ اسحاق بیگ مظفرنگر	صہ	زکوٰۃ
۳۵۹	۸۷۴۰	شیخ فضل محمد صاحب معرفت مولوی غلام رسول صاحب جالندھر	صہ	"
۳۶۰	۸۷۴۱	" تسلیم احمد اشرف علی صاحبان شیر کوٹ بجنور	سے	فرض طلبہ
۳۶۱	۸۷۴۲	صدیق محمد صاحب شادن لنڈ ڈیرہ غازیخاں	پاپ ۱۱	زکوٰۃ
۳۶۲	۸۷۴۳	حاجی محمد مطیع اللہ صاحب متصل جامع مسجد گورکھپور	عسہ	"
۳۶۳	۸۷۴۴	محمد علی صاحب ساکن حبیب والہ ڈاکخانہ خاص بجنور	لعہ	"
۳۶۴	۸۷۴۵	" " " " "	لعہ	عطاء
۳۶۵	۸۷۴۶	شرافت علی صاحب معرفت سید تمیز علی صاحب نگینہ "	عسہ	زکوٰۃ بہی خواہ
۳۶۶	۸۷۴۷	حاجی عبدالحق حاجی دین محمد صاحبان پلٹن بازار	عسہ	"
۳۶۷	۸۷۴۸	شیخ حسین بخش صاحب محلہ قلعہ تیور بجنور سلطانپور	پاپ ۸	"
۳۶۸	۸۷۴۹	امانت علی صاحب پنشنر بزدار ملانہ ضلع انبالہ	صہ	"
۳۶۹	۸۷۵۰	" " " " "	عسہ	عطاء
۳۷۰	۸۷۵۱	خان محمد صاحب پولیس افیسر ڈپٹی کمشنر اسٹیٹ	پاپ	زکوٰۃ
۳۷۱	۸۷۵۲	مولوی محمد مصطفیٰ خاں صاحب چھتاری کمپونڈ علیگڑھ	پاپ ۱۱	"
۳۷۲	۸۷۵۳	" " " " "	صہ	فرض طلبہ
۳۷۳	۸۷۵۴	عبدالمجید صاحب سرور یدگوار ترس آفس مائیکن شہید	سہ	زکوٰۃ
۳۷۴	۸۷۵۵	ایس رحمت اللہ عنایت اللہ صاحب شیر کوٹ بجنور	سہ	[illegible]
۳۷۵	۸۷۵۶	محمد حبیب اللہ خاں صاحب ولایت منزل علیگڑھ	صہ	بہی خواہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۷۶	۸۷۵۸	محمد بشیر خانصاحب سپروائزر پوسٹ دادری بلند شہر	صہ	زکوٰۃ بہی خواہ	۴۰۶	۸۷۹۱	بی بی قدسیہ بیگم صاحبہ تحصیل باغپت میرٹھ	للعہ	زکوٰۃ بہی خواہ
۳۷۷	۸۷۵۹	عبدالحلیم صاحب ریاست منڈی ضلع کانگڑہ	للعہ	عطاء "	۴۰۷	۸۷۹۲	ڈاکٹر سید ظہور الدین صاحب موضع سفونہ ڈاکخانہ پھلاؤدہ	صہ	"
۳۷۸	۸۷۶۰	عبدالغفار صاحب توجہک اسٹیٹ سندریلا کلات	صہ	زکوٰۃ "	۴۰۸	۸۷۹۳	خان بہادر شیخ رشید احمد صاحب سوداگر اسلحہ دہلی	عا	رسالہ
۳۷۹	۸۷۶۱	جناب نور احمد صاحب جی ٹی روڈ الہ آباد	ما	"	۴۰۹	۸۷۹۴	میاں امام الدین صاحب سرد پٹالی گوردا سپور	ے	زکوٰۃ "
۳۸۰	۸۷۶۲	محمد احمد صاحب ایس اے چاندنی چوک دہلی	عا	رسالہ	۴۱۰	۸۷۹۵	مولوی حکیم محمد علی صاحب دہان سنگر گیٹ امرتسر	عا	"
۳۸۱	۸۷۶۳	نواب مولانا حبیب الرحمن صاحب علیگڑھ	عا	"	۴۱۱	۸۷۹۶	محمد زکریا صاحب تاجران عطر چوک لکھنؤ	للعہ	"
۳۸۲	۸۷۶۴	محمد مبارک حسین صاحب اسٹیشن چیرا	عا	"	۴۱۲	۸۷۹۷	بابو نذیر احمد صاحب سرویر سروے آفس کراچی	صہ	"
۳۸۳	۸۷۶۵	فخرالدین احمد صاحب صدیقی شیرکوٹ بجنور	عا	زکوٰۃ بہی خواہ	۴۱۳	۸۷۹۸	حاجی امانت علی صاحب محلہ سوت رڑکی سہارنپور	ما	"
۳۸۴	۸۷۶۶	عبدالبشیر صاحب صدر بازار لینڈون	عا	"	۴۱۴	۸۷۹۹	محمد احمد صاحب ینڈ برادرس ۲۳ بازار بمبئی ۳	للعہ	"
۳۸۵	۸۷۶۷	مطلوب الٰہی صاحب کمبوہ دروازہ میرٹھ	للعہ	"	۴۱۵	۸۸۰۰	حاجی رحیم بخش محمد ابراہیم صاحبان خورجہ بلند شہر	صہ	"
۳۸۶	۸۷۶۸	مقبول احمد صاحب فیلڈ گنج لدھیانہ	صہ	فر طلبہ "	۴۱۶	۸۸۰۱	مولوی غلام حسین صاحب بھاگوال خورد گجرات	للعہ	"
۳۸۷	۸۷۷۱	منشی محمد ظہور الحسن صاحب بالا گنگ قلعہ بھوپال	عا	زکوٰۃ "	۴۱۷	۸۸۰۲	جناب محمود صاحب ۹۰۹ پولیس کراچی	صہ	"
۳۸۸	۸۷۷۲	عبدالرحمن صاحب محلہ سرائے پرانی عیدگاہ دہلی	عہ	"	۴۱۸	۸۸۰۳	ایک بیگم صاحبہ نئی بستی ڈاکخانہ قائم گنج فرخ آباد	للعہ	عطاء "
۳۸۹	۸۷۷۳	محمد عزیز الدین صاحب تحصیل و ضلع انبالہ	ے	"	۴۱۹	۸۸۰۴	محمد شریف صاحب دہوری پٹیالہ	صہ	زکوٰۃ
۳۹۰	۸۷۷۴	فضل محمد علی احمد صاحب فروش مرچنٹ ۱۲ بڑا بازار	صہ	فر طلبہ	۴۲۰	۸۸۰۵	شیخ محمد عبدالکریم صاحب کلکتہ والے مظفرنگر	صہ	فر طلبہ
۳۹۱	۸۷۷۵	مالکان یونائٹڈ سائیکل سٹنڈرڈ اسپورٹس کلکتہ	صہ	"	۴۲۱	۸۸۰۶	ابرار احمد صاحب معرفت عبدالرحمن صاحب بجنور	صہ	زکوٰۃ "
۳۹۲	۸۷۷۶	مولوی عظمت علی صاحب موضع و پوسٹ ڈاکخانہ پاشیا ضلع میرٹھ	صہ	زکوٰۃ "	۴۲۲	۸۸۰۷	حافظ محمد حکیم ذریعہ حاجی عبدالقیوم اینڈ کمپنی فیض آباد	صہ	"
۳۹۳	۸۷۷۷	مسٹر عبدالرحمن خانصاحب رحمن منزل ریاست نابہ	للعہ	فر طلبہ "	۴۲۳	۸۸۰۸	محمد بشیر احمد صاحب گورنمنٹ سنٹرل پریس الہ آباد	عہ	"
۳۹۴	۸۷۷۸	شیخ نعمت علی محمد صادق صاحبان لاہور	صہ	زکوٰۃ "	۴۲۴	۸۸۰۹	محمد کشف الرحمن صاحب سیوتی سی پی	عہ	"
۳۹۵	۸۷۷۹	مولانا محمد الدین صاحب چک ۱۲۸ ضلع تھرپارکر سندھ	عا	رسالہ	۴۲۵	۸۸۱۰	مستری حمید اللہ صاحب صدر بازار لینڈون گڑھی	صہ	عطاء "
۳۹۶	۸۷۸۰	سلیمان حاجی یوسف صاحب ۱۲ بنگلور سٹی	ماصہ	زکوٰۃ "	۴۲۶	۸۸۱۱	منشی عثمان صاحب دفتر محاسبی حیدرآباد دکن	عا	رسالہ
۳۹۷	۸۷۸۱	ایم حاجی عبدالرحمن صاحب پارک ٹرن مدراس	صما	"	۴۲۷	۸۸۱۲	محمد امین صاحب برادرس لمیٹڈ پرا پیرس کانپور	ما	زکوٰۃ بہی خواہ
۳۹۸	۸۷۸۳	محمد اعظم صاحب جامعی کٹرہ موتی رام امرتسر	صہ	"	۴۲۸	۸۸۱۳	نور محمد صاحب مدرس پنشنر سنہری مسجد ہوشیارپور	صہ	"
۳۹۹	۸۷۸۴	مجیب اللہ خانصاحب موضع بھضا میانی	صہ	"	۴۲۹	۸۸۱۴	سید مبارک حسین صاحب رئیس تہڑی مظفرنگر	صہ	"
۴۰۰	۸۷۸۵	یونس اسٹور محلہ تباکووالہ مراد آباد ضلع بستی	صہ	"	۴۳۰	۸۸۱۵	شیخ محمد عبداللہ صاحب ٹانڈہ عمر ضلع ہوشیارپور	صہ	"
۴۰۱	۸۷۸۶	خواجہ حمید اللہ صاحب احسن منزل ڈھاکہ	صہ	"	۴۳۱	۸۸۱۶	منشی محمد اسحاق صاحب ہیڈ ورسٹوڈ ضلع گونڈہ	عہ	"
۴۰۲	۸۷۸۷	محمد عبدالوحید صاحب " "	ے	"	۴۳۲	۸۸۱۸	حافظ نور محمد صاحب موتی گنج بازار "	ے	"
۴۰۳	۸۷۸۸	محمد یعقوب خانصاحب موضع جیٹ پورہ ضلع مظفرنگر	صہ	"	۴۳۳	۸۸۱۹	چودھری گل محمد صاحب " "	عا	عطاء "
۴۰۴	۸۷۸۹	ولی محمد صاحب متعلم ایڈمو لدھیانہ	صہ	"	۴۳۴	۸۸۲۰	شیخ محمد امین الدین صاحب پانتوہ کاٹھیاواڑ	ما	زکوٰۃ "
۴۰۵	۸۷۹۰	محمد سلطان خانصاحب میرانپور اکرہ شاہجہانپور	للعہ	"	۴۳۵	۸۸۲۲	محمد محسن صاحب رئیس ترنڈہ محمد شاہ ریاست بہاولپور	صہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۴۷۸	۸۸۹۷	بابو محمد افضل خانصاحب پوسٹ ماسٹر فیض آباد	۶	رسالہ	۵۰۹	۸۹۳۲	ملک عبدالرحمٰن صاحب ابواسحاق روڈ لاہور	عـہ	وظیفہ متفرقات
۴۷۹	۸۸۹۸	سماۃ خاتون بی بی مرحوم اللہ بخش صاحب مقام و ڈاکخانہ گرنا	عـہ	عطیہ	۵۱۰	۸۹۳۳	ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب اعظم گڑھ	عـہ	صرف طلبہ
۴۸۰	۸۸۹۹	وقار الدین احمد صاحب کلرک قصبہ دہامپور بجنور	عـہ	زکوٰۃ	۵۱۱	۸۹۳۴	سید محمد علی صاحب ریاست دتیا	عـہ	زکوٰۃ
۴۸۱	۸۹۰۰	حاجی نور الحق صاحب کچا باغ بنارس	عـہ	〃	۵۱۲	۸۹۳۵	ماسٹر عبدالغفور صاحب گورنمنٹ ہائی سکول امرتسر	عـہ	〃
۴۸۲	۸۹۰۱	چراغ الدین صاحب خلف عزیز الدین صاحب شہر جالندھر	عـہ	صرف طلبہ	۵۱۳	۸۹۳۶	چراغ الدین صاحب بھگواڑہ	عـہ	〃
۴۸۳	۸۹۰۲	نبی بخش صاحب پٹواری جام پور ضلع ڈیرہ غازیخان	عـہ	زکوٰۃ	۵۱۴	۸۹۳۷	منشی محمد صدیق صاحب محافظ دفتر گورنمنٹ تھانہ	عـہ	〃
۴۸۴	۸۹۰۳	سید ارشاد علی صاحب ہیڈ ماسٹر انجولین کراچی	عـہ	〃	۵۱۵	۸۹۳۸	حاجی محمد حمزہ صاحب کانپور	مار	〃
۴۸۵	۸۹۰۴	حکیم سید عبدالرزاق صاحب شاہ گیلانی سرگودھا	عـہ	〃	۵۱۶	۸۹۳۹	محمد شریف صاحب	للعہ	صرف طلبہ
۴۸۶	۸۹۰۵	بابو مختار احمد صاحب ڈرافسمین فیروز پور چھاؤنی	عـہ	صرف طلبہ	۵۱۷	۸۹۴۰	محمد آفاق صاحب صدر المفتی انجمن تبلیغ الاسلام ملتان	ـے	زکوٰۃ
۴۸۷	۸۹۰۶	شہزاد علی صاحب سہوارہ ضلع بجنور	عـہ	زکوٰۃ	۵۱۸	۸۹۴۱	سید مولانا اشفاق علی صاحب خطیب جامع مسجد 〃	عـہ	〃
۴۸۸	۸۹۰۷	خان محمد صاحب کوٹ کبیر خاں ضلع لائلپور	عـہ	〃	۵۱۹	۸۹۴۲	حاجی عبدالواحد خانصاحب امروہہ مراد آباد	عـہ	〃
۴۸۹	۸۹۰۸	ایس فضل حق صاحب برسرہ امراوتی برار	عـہ	〃	۵۲۰	۸۹۴۴	سید ضمیر حسین صاحب کارندہ ریاست دانپور بلند شہر	ـہ	〃
۴۹۰	۸۹۰۹	باڑی برادرز صدر بازار دہلی	عـہ	〃	۵۲۱	۸۹۴۵	محمد یوسف خانصاحب تحصیلدار لال کنواں دہلی	ـہ	〃
۴۹۱	۸۹۱۰	عبدالحمید صاحب عطیہ حافظ عبداللہ صاحب کرتپور	عـہ	〃	۵۲۲	۸۹۴۶	محمد سعید صاحب سکنڈ ماسٹر ہائی سکول چیچاوطنی	ـہ	〃
۴۹۲	۸۹۱۱	جلال الدین اینڈ کمپنی لمیٹڈ کلکتہ	للعہ	〃	۵۲۳	۸۹۴۷	احمد علی صاحب ہیڈ ماسٹر مڈل سکول کوٹ بادل خاں	ـہ	〃
۴۹۳	۸۹۱۲	خانصاحب امام الدین صاحب پنشنر اگزیکٹیو انجینیر لال بازار جہلم	عـہ	〃	۵۲۴	۸۹۴۸	مقبول احمد صاحب مدرس متصل عیدگاہ لائلپور	ـہ	〃
۴۹۴	۸۹۱۳	سید محمد اشفاق حسین صاحب مقام چیتاری بلند شہر	عـہ	صرف طلبہ	۵۲۵	۸۹۴۹	ابوالحسن صاحب موضع ڈیہہ ضلع مونگیر	ـہ	〃
۴۹۵	۸۹۱۴	کے بی ثناء اللہ صاحب قاضی پورہ جوار گورکھپور	عـہ	زکوٰۃ	۵۲۶	۸۹۵۰	سید محمد صادق صاحب مکان سید محمد طاہر صاحب	ـہ	〃
۴۹۶	۸۹۱۵	مہر محمد صاحب ضلعدار ڈاکخانہ ڈونگر سونگر بہاولپور	عـہ	〃	۵۲۷	۸۹۵۱	محمد یعقوب صاحب لوہا فروش دہامپور	ـہ	〃
۴۹۷	۸۹۱۶	وی ایم موکھاٹ لمیٹڈ لائین کلکتہ	عـہ	صرف طلبہ	۵۲۸	۸۹۵۲	آفتاب حسین صاحب عثمانی دیوبندی محلہ کسرول مراد آباد	عـہ	زکوٰۃ
۴۹۸	۸۹۱۸	عبدالکریم صاحب معرفت محمد طاہر اینڈ سنز کننگ اسٹریٹ کلکتہ	مار	زکوٰۃ	۵۲۹	۸۹۵۳	محمد شعیب صاحب کوتوال بنگلہ نمبر ۱۲ چھاؤنی کانپور	عـہ	〃
۴۹۹	۸۹۱۹	ایک صاحب خیر	۶	صرف طلبہ	۵۳۰	۸۹۵۴	نبی بخش صاحب مدرس گورنمنٹ ہائی سکول گوہانپور	عـہ	〃
۵۰۰	۸۹۲۰	حاجی عظیم الدین حبیب احمد صاحب گنڈ پورہ ڈاکخانہ فتحپور	ـہ	زکوٰۃ	۵۳۱	۸۹۵۵	مقصود علی صاحب انسپکٹر قانونگو ٹریننگ اسکول ہردوئی	عـہ	〃
۵۰۱	۸۹۲۱	عبدالعزیز خانصاحب فیض روڈ قرولباغ دہلی	عـہ	صرف طلبہ	۵۳۲	۸۹۵۶	〃 〃 〃 〃	ـے	صرف طلبہ
۵۰۲	۸۹۲۲	شیخ محمد اسلم صاحب سوداگر تمباکو سلطانپور اودھ	ـہ	〃	۵۳۳	۸۹۵۷	حکیم حافظ محمد سعید صاحب بلاک نمبر ۹ شاہپور سرگودھا	عـہ	زکوٰۃ
۵۰۳	۸۹۲۳	کنور مسعود علیخانصاحب فیاض منزل اٹاوہ	ـہ	زکوٰۃ	۵۳۴	۸۹۵۸	ڈاکٹر مقبول عالم صاحب ظفروال سیالکوٹ	عـہ	〃
۵۰۴	۸۹۲۴	فضل الٰہی صاحب سوداگر چرم ماتشہ مارکیٹ امرتسر	ـہ	صرف طلبہ	۵۳۵	۸۹۵۹	یعقوب اسمٰعیل صاحب آجنہ ڈاکخانہ وار یا ضلع سورت	عـہ	〃
۵۰۵	۸۹۲۸	محمد نذیر صاحب اینڈ سنز سبزی منڈی کلکتہ	عـہ	زکوٰۃ	۵۳۶	۸۹۶۰	آئی اے جی محمد وار یا 〃	عـہ	〃
۵۰۶	۸۹۲۹	حاجی اللہ دیا صاحب ساڈھورہ ضلع انبالہ	عـہ	〃	۵۳۷	۸۹۶۱	عبدالحق صاحب اندرون کٹھڑہ لال بریلی	عـہ	کتب وقف
۵۰۷	۸۹۳۰	شیخ ظہور الحسن صاحب مین پوری	عـہ	〃	۵۳۸	۸۹۶۲	حاجی فضل الٰہی صاحب اینڈ سنز اکبری گیٹ لاہور	مار	زکوٰۃ
۵۰۸	۸۹۳۱	ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب ہوسپٹل چترپور سی پی	عـہ	〃	۵۳۹	۸۹۶۵	حاجی محمد قاسم صاحب ناظم تعمیرات دارالعلوم دیوبند	۶	رسالہ

چرم قربانی (آدیکا) دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند میں چرم قربانی کی مد سے جو آمدنی ہوتی ہے اسکا اکثر و بیشتر حصہ دارالعلوم کے اس وسیع کتبخانہ کی کتابوں کے مصارف جلد بندی میں صرف ہوتا ہے جس میں اس وقت تقریباً ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) کتابوں کا عظیم الشان ذخیرہ موجود ہے۔ گویا آپ کی اس امداد سے قرآن و تفسیر اور فقہ و حدیث وغیرہ کی اُن کتابوں کی حفاظت کا سامان بہم پہنچایا جاتا ہے جن کے ذریعہ آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں اشاعت دین اور تبلیغ اسلام کی خدمت بہت بڑے پیمانہ پر انجام پا رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں تعلیم حاصل کرکے ہزارہا علماء دنیائے اسلام کے ہر حصہ میں دین کی خدمت انجام دینے کیلئے پہنچ رہے ہیں انھیں کتابوں کی مدد سے ہر سال ہزارہا فتاویٰ دارالعلوم سے جاری ہوکر مسلمانوں کو صحیح احکام دین سے باخبر کرتے ہیں۔ انھیں کتابوں کا مطالعہ مبلغین دین کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ تعلیمات اسلام کو مسلموں اور غیر مسلموں تک پہنچائیں اور دشمنان اسلام کے حملوں کا قوت کے ساتھ رد کریں۔

لہٰذا

علوم اسلامیہ کے اس عظیم الشان ذخیرہ کی حفاظت اور اس زبردست میگزین کی صیانت تمام مخلص مسلمانوں کیلئے کس قدر ضروری اور اہم ہے اور صدقۂ جاریہ ہونے کے اعتبار سے کتنا موجب اجر ہے۔ اس کا اندازہ معمولی سمجھ رکھنے والا مسلمان بھی باسانی کر سکتا ہے۔

ہمیں امید ہے کہ

تمام ارباب خیر جو سنت ابراہیمیؑ کو تازہ کرنیکے لئے قربانیاں کرینگے وہ چرم قربانی کی قیمت دارالعلوم کو عنایت فرماکر اجر جزیل کے مستحق بنیں گے۔

موجودہ نازک دور میں

دارالعلوم مخلص ارباب ہمت کی خصوصی توجہ اور ہمدردی کا مستحق ہے امید ہے کہ انھوں نے ہمیشہ جس طرح دارالعلوم کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا ہے اس موقع پر بھی وہ اپنا فرض انتہائی اخلاص اور ہمدردی کے ساتھ ادا فرمائینگے اور اس کی جزا کی اُمید حق تعالیٰ کی جناب سے رکھیں گے۔

(نوٹ) حضرات بہی خواہان اپنی امدادی رقوم کے ساتھ یہ ضرور تحریر فرمایا کریں کہ

"یہ رقم بسلسلۂ بہی خواہی بھیجی جا رہی ہے"

تاکہ آپ کی امداد بہی خواہوں کی باضابطہ فہرست میں درج ہو سکے۔ اور دفتری اندراجات میں سہولت ہو۔

محمد طیب غفرلہٗ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

ذی الحجہ و محرم الحرام ۱۳۸۱ھ

رجسٹرڈ نمبر اے

مرکز علوم اسلامیہ دارالعلوم دیوبند

کا

ماہوار رسالہ

دارالعلوم

زیرن

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مدظلہ
مہتمم دارالعلوم دیوبند

مُرتّبہ

عبدالوحید غازیپوری
ناظم شعبۂ تنظیم و ترقی دارالعلوم دیوبند

سالانہ چندہ دو روپے (عہ)

ممالک بیرون ہند سے باضافہ محصول ڈاک فی پرچہ (۳)

ماہنامہ

دار العلوم دیوبند

نصب العین

۱ تعلیمات اسلام کو سہل و دلنشین پیرایہ میں پیش کر کے مسلمانوں میں صحیح مذہبی ذہنیت پیدا کرنا۔

۲ اسلام کے قدیم و جدید مخالفوں کے حملوں کی بطریق احسن مدافعت کرنا۔

۳ دقیق علمی مسائل کے متعلق علمائے دیوبند کے محققانہ مقالات پیش کرنا۔

۴ حالات دار العلوم سے معاونین و متوسلین دار العلوم کو باخبر رکھنا۔

فہرست مضامین

جلد (۲) ۳۰ | بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۶۱ھ و محرم الحرام سنہ ۱۳۶۲ھ | شمارہ ۱۲ و ۱

ضروری معروضات

(۱) براہ کرم خط و کتابت اور ترسیل زر کے ساتھ اپنے پتہ کی چٹ کا نمبر ضرور تحریر فرمائیں۔

(۲) ہر ماہ کا رسالہ اسی ماہ کے آخر ہفتہ میں شائع ہو جایا کرے گا اگر اگلے ماہ کے پہلے ہفتہ تک رسالہ آپ پاس نہ پہنچے تو دوبارہ طلب فرما سکتے ہیں۔

(۳) چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ وی پی طلب کرنے میں جانبین کا نقصان ہے۔

(۴) دار العلوم کے اصلاحی و تبلیغی مضامین کو دوسروں تک پہنچانے کی سعی فرما کر دوگونہ اجر حاصل کریں۔

"ناظم و مرتب رسالہ دار العلوم دیوبند"

(باہتمام عبد الوحید غازیپوری طابع و ناشر محبوب المطابع برقی پریس دہلی میں طبع ہو کر دار العلوم دیوبند سے شائع ہوا)

سالِ نو:۔ دنیا اس وقت جن مصائب و مہالک میں مبتلا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہیں۔ زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نظر نہیں آتا جس میں انسان اطمینان کا سانس لے سکے عوام و خواص سب ہی مشکلات کے ہجوم میں گھرے ہوئے ہیں۔ ضروریات زندگی کی غلاءت درجہ گرانی اور وسائل آمدنی کے فقدان کی وجہ سے زندگی اجیرن ہوتی جا رہی ہے۔ جو افلاس اور کم مائیگی کی مصیبت میں مبتلا ہیں اُنکا تو ذکر ہی کیا، اصحاب دولت و ثروت بھی باوجود دولت کی فراوانی کے ادنیٰ ادنیٰ ضروریات زندگی کے مہیا کرنے میں مشکلات سے دوچار ہو رہے ہیں۔ ہر نیا سال گذرے ہوئے سال کے مقابلہ میں زیادہ ہولناکیوں اور مصیبتوں کو اپنے جلو میں لئے ہوئے آرہا ہے اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسانی زندگی ابھی ایک طویل مدت تک ان آلام و مصائب سے چھٹکارا نہ پا سکے گی۔ "دارالعلوم دیوبند" بھی اسی دنیا میں ہے۔ بلکہ اس کا مادی اور ظاہری تعلق صرف عام مسلمانوں سے ہے۔ اس لئے اُس کے وقتی اور ہنگامی حالات سے بے تعلق رہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ چنانچہ بھی دیکھا کہ جب دارالعلوم نے ۱۳۵۹ھ کو تمام کرکے ۱۳۶۰ھ میں قدم رکھا تھا تو تمام مخلصین، ہمدردان اور متوسلین دارالعلوم فکر مند تھے کہ دیکھئے اس نئے اور سال گذشتہ کے مقابلہ میں دشوار تر سال میں دارالعلوم کے وسیع کاروبار چلانے کی کیا صورتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور یہ امانت الٰہی کن خطرات سے دوچار ہوتی ہے لیکن جب ۱۳۶۰ھ باد مخالف کے شدید تھپیڑوں کو اپنے ساتھ لئے ہوئے آیا بھی اور اپنی بارہ منزلیں تباہ کاریوں کے ساتھ طے کرتا ہوا گذر بھی گیا اور دارالعلوم بفضلہ تعالیٰ نہ صرف اس کے تباہ کن اثرات سے محفوظ رہا۔ بلکہ اُسنے ترقی کی طرف کامیاب اور اہم اقدامات بھی کئے تو مادی اسباب کی بندگی کرنے والوں کو حیرت ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر ایمان رکھنے والوں کی پیشانیاں بلا کسی ادنیٰ حیرت و استعجاب کے شکر کے سجدے بجالائیں اور زبانوں نے قلوب کی ترجمانی میں حق تعالیٰ کی قدرت کا اعتراف کیا۔

۱۳۶۱ھ:۔ آیا تو اپنے پیشرو سے بھی زیادہ تباہ کاریوں اور ہولناکیوں کے ساتھ آیا۔ بظاہر یہ خطرہ محسوس کیا جاتا تھا کہ اس نئے سال میں دارالعلوم کی خصوصیات کا باقی رہنا اور اسکی مشین کا روایات قدیمہ کے مطابق صحیح کام کرتے رہنا دشوار ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حالات کی نزاکت ۱۳۶۰ھ میں بہت کچھ حوصلہ فرسا اور ہمت شکن رہی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے صدقہ جائیے کہ جنہوں نے اپنی اس امانت کی خدمت و حفاظت کی ذمہ داری اپنے جن بندوں کو سپرد کی تھی انکے قلوب کو حوصلہ مندی اور عزم و ثبات کی اتنی طاقت بھی عنایت فرما دی کہ وہ مشکلات و موانع سے کسی وقت ہراساں نہیں ہوئے اور توفیق الٰہی کے اعتماد پر اپنا فرض صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش میں مصروف رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکی مشکلات کو آسان بنا دیا۔

اور سال تمام پر جب اس کے نتائج کا جائزہ لیا گیا تو نہ صرف دارالعلوم کے مخلصوں اور بہی خواہوں کو بلکہ اغیار اور معاندین کو بھی اپنی اپنی زبان اور اپنے اپنے لہجہ میں اعتراف کرنا پڑا کہ بالیقین دارالعلوم اس سال کے تمام مصائب اور حوادث پر غالب رہا اور حق تعالیٰ جل مجدہ نے اُسے عظیم الشان تاریخی کامیابیوں کے ساتھ گذر سکنے کی طاقت عطا فرمائی۔

دارالعلوم سے اخلاص وللّہیت کا تعلق رکھنے والے ہر فرد اور ہر جماعت کو توفیق ایزدی حاصل ہوئی اور سب نے اپنی اپنی جگہ پر اپنے فرائض مستعدی اور انہماک کے ساتھ صحیح طریقہ پر انجام دیئے۔ اگر ایک طرف اللہ جل شانہٗ نے معاونین اور ہمدردان دارالعلوم کے دل میں کساد بازاری اور انتہائی گرانی کے باوجود ہمیشہ سے زیادہ دارالعلوم کی مالی خدمت کا جذبہ ودیعت فرمایا اور انھوں نے والہانہ جذبہ کے ساتھ دارالعلوم کے مالیات کو مستحکم تر بناکر مالی خطرات سے محفوظ رکھنے کی کامیاب جدوجہد کی۔ اور اخلاص وللّہیت کے ساتھ خدام دارالعلوم کا ہاتھ بٹایا تو دوسری طرف دارالعلوم کے خدام کو آتنی طاقت بخشی کہ وہ مشکلات اور موانع سے بے پروا ہو کر اور محض اسکے فضل پر بھروسہ کر کے اپنی مساعی جاری رکھیں۔

محترم ارکان مجلس شوریٰ اور حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم کو اتنی قوت عطا فرمائی کہ وہ اس کی اس عظیم ترین امانت کی حفاظت وصیانت کا فریضہ کامل طور پر ادا فرمائیں اور خدام وہمدردان دارالعلوم کی بروقت صحیح رہنمائی کرتے رہیں

غرض یہ کہ دارالعلوم کے ارکان شوریٰ، مہتمم، مدرسین، طلبہ، انتظامی عملہ، معاونین اور ہمدرد۔ سب ہی پر حق تعالیٰ نے اپنا انعام فرمایا۔ اور سب کو اپنا اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق ارزانی فرماکر انھیں اپنی رضامندی کی دولت سے نوازا

اگر اللہ تعالیٰ کا فضل خصوصی دارالعلوم اور اس سے تعلق رکھنے والوں پر نہ ہوتا تو کون کہہ سکتا ہے کہ زمانہ کے حالات نے اس پُرآشوب اور پُرفتن دور میں اُسے جن حوادث سے دوچار کیا ان سے وہ کامیابی کے ساتھ عہدہ برآ ہو سکتا بس اللہ تعالیٰ کے اس فضل وانعام پر اُسکا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے:۔

سنہ ۱۳۶۲ھ:۔ ایسا نظر آتا ہے کہ اپنے پیشرو سے بھی یہ سب ترا دور دشوار تر ہوگا۔ لیکن دارالعلوم کی مشین کے ہر بڑے اور چھوٹے پرزے کو یقین رکھنا چاہئے کہ جس منعم حقیقی نے گذشتہ سال ان پر انعام فرماکر ان کی خدمات کو قبول فرمایا اور اُنھیں دارالعلوم کے لئے مفید بنایا وہی اس سال کی تمام مشکلات کو بھی اُن کے لئے آسان کر دے گا۔ ضرورت صرف اسکی ہے کہ ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرتے رہیں اور اس کی تائید کے بھروسہ پر کامل اخلاص کے ساتھ اپنی جدوجہد کو جاری رکھیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلائے اور اس عظیم الشان برادری کے ہر فرد کو توفیق عطاء فرمائے کہ وہ اپنے فرض کو صحیح طور پر محسوس کر کے اُسے بروقت پورا کرنے کی کوشش کرے۔

بلاشبہ توفیق صرف حق تعالیٰ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے

شوال ۶۱ھ میں مجلس شوریٰ کا جلسہ ہو چکا تھا لیکن چونکہ دارالعلوم کی آمدنی اور مصارف بابتہ ۶۱ھ کا میزانیہ سال تمام نہ ہونے کی وجہ سے اس جلسہ میں پیش نہ ہو سکا تھا۔ اس لئے میزانیہ ۶۲ھ پر غور کرنے اور دیگر اہم امور کا فیصلہ کرنے کے لئے شوریٰ کا اجلاس ذی الحجہ ۶۱ھ میں بھی منعقد کرنا ضروری سمجھا گیا۔ چنانچہ ۲۰ ذی الحجہ ۶۱ھ سے جلسہ شروع ہوا اور ۲۳ ذی الحجہ تک جاری رہا۔ چار دن کے اس عرصہ میں متعدد نشستیں ہوئیں۔ ہر نشست میں ارکان محترم نے مسلسل کئی کئی گھنٹے انہماک اور توجہ کے ساتھ صرف فرماکر تمام امور زیر غور کے متعلق فیصلے صادر فرمائے۔

شرکائے جلسہ:- حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی۔ خان بہادر حاجی شیخ رشید احمد صاحب۔ خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب۔ نواب عبدالباسط خانصاحب (حیدرآباد) حکیم مقصود علی خانصاحب (حیدرآباد) حافظ محمد یوسف صاحب۔ مولانا حکیم محمد اسحٰق صاحب۔ مولانا مشیت اللہ صاحب۔ مولانا محمد یٰسین صاحب۔ مولانا عبدالرشید محمود صاحب۔ حضرت مولانا محمد طیب صاحب۔ ۲۰ ذی الحجہ کی پہلی نشست میں تمام حضرات مذکورین شریک جلسہ رہے۔ ۲۱ ذی الحجہ کو مولانا حکیم محمد اشفاق صاحب رائپوری بھی شریک اجلاس ہو گئے۔ تمام جلسے حضرت مولانا حکیم محمد اسحاق صاحب کی صدارت میں منعقد ہوئے۔ ضروری اور اہم تجاویز کے خلاصے درج ذیل ہیں۔

(۱):- سب سے پہلے ۶۲ھ کا میزانیہ پیش ہوا۔ جس کی جملہ مدات پر کافی غور کیا گیا اور غور و بحث کے بعد (۱۲۳۱۷۶) روپئے آمدنی اور (۱۱۹۰۱۸) روپئے خرچ کا تخمینہ منظور کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ دارالعلوم کے اس تخمینہ کو کامیاب بنائے اور اپنے نیک بندوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ مصارف خیر کے اس تخمینہ کو جلد از جلد پورا کر دینے میں فراخدلی کے ساتھ حصہ لیں۔

(۲):- تخمینہ کی منظوری کے بعد مولانا محمد طاہر صاحب کا وہ خط پڑھا گیا جس میں موصوف نے صلۂ خدمت اور عطیۂ معلومہ پر مجلس شوریٰ کا شکریہ بواسطۂ ادارۂ اہتمام ادا کیا تھا۔ مجلس نے ممدوح کا شکریہ شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا۔

(۳):- دستور اساسی دارالعلوم کی ۲۰ دفعات کی خواندگی اور منظوری مجلس شوریٰ کے سابقہ جلسوں میں ہو چکی تھی۔ بقیہ دفعات پر غور کرنے کیلئے پیش کیا گیا۔ چنانچہ مجلس نے ۲۱ اور ۲۲ ذی الحجہ دو دنوں کی مسلسل نشستوں میں دستور کی دفعہ ۲۱ سے آخر تک غور کر کے منظوری دی۔ ان دفعات میں اہم مسئلہ حضرت مہتمم صاحب کے اختیارات کا تھا جو ۵۹ھ میں حضرت مہتمم صاحب کی طرف منتقل کر دیئے گئے تھے۔ مجلس نے مہتمم صاحب کی ذمہ داریوں اور پورے ادارہ کی طرف سے ممدوح کی جواب دہی کو محسوس کرتے ہوئے دستور اساسی میں دائرۂ اہتمام کے تمام اختیارات باتفاق رائے مہتمم کی طرف منتقل کر دیئے۔ یہاں سے قدرتی طور پر صدر مہتمم کے اختیارات و فرائض کا مسئلہ سامنے

آیا جسمیں کافی اختلاف رائے نمایاں ہوا - خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب نے یہ دیکھتے ہوئے کہ ایسی اہم دفعہ کا ایسے شدید اختلاف کے ساتھ آخری طور پر طے کر دیا جانا مناسب نہیں - حسب ذیل ایک درمیانی تجویز پیش کی جسے مجلس نے باتفاق رائے منظور کر کے دستور کی بقیہ دفعات پر غور و بحث کو آئندہ کے لئے ملتوی کر دیا

"دستور اساسی کی خواندگی و منظوری تا دفعہ ۱۱۲ ہو چکی ہے فی الحال اس کے بقیہ حصہ کی بحث ملتوی کی جاتی ہے اور اختیارات و فرائض جو اس وقت صدر مہتمم صاحب کو بذریعہ تجویز مجلس شوریٰ منعقدہ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ حاصل ہیں کمیٹی مجلس انتظامیہ کو تا تصفیہ اختیارات صدر مہتمم عارضی طور پر منتقل کئے جاتے ہیں - معمولات روزمرہ حسب معمول مہتمم صاحب انجام دیتے رہیں گے - وقتی طور پر کوئی فوری ضرورت تقرر و برخاستگی وغیرہ پیش آنے پر مہتمم صاحب اور انکی عدم موجودگی میں صدر مہتمم صاحب عمل میں لا کر سب سے پہلے جلسہ انتظامیہ میں منظوری کے لئے پیش کریں - جلسہ انتظامیہ التزام کے ساتھ ماہوار ہونا ضروری ہے"

(۴) : بعد ازیں جناب خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب کی حسب ذیل تجویز بھی بتائید جناب حافظ محمد یوسف صاحب انصاری بالاتفاق منظور کی گئی -

"حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب دام ظلہ صدر مدرس دارالعلوم کی رخصت اخیر ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ پر ختم ہو جاتی ہے اور ممکن ہے کہ توسیع رخصت کی درخواست بھیجنے پر حضرت ممدوح قادر نہ ہوں - نیز یہ بھی یقینی نہیں کہ حضرت ممدوح کی صحبت سے ہم کب تک مستفید ہو سکیں گے اس لئے مناسب ہے کہ سر دست تا واپسی حضرت ممدوح حضرت مولانا اعزاز علی صاحب کو قائم مقام صدر مدرس مقرر کر دیا جائے اور باعتبار عہدہ انکو شرکت مجالس انتظامیہ و شوریٰ کا بھی حق ہو - نیز کوئی الاؤنس بھی ان کے لئے تجویز کیا جائے - مجلس نے بالاتفاق طے کیا کہ چونکہ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب کو اس سے پہلے بھی جبکہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب حج کو تشریف لے گئے تھے انکا قائم مقام تجویز کیا جا چکا ہے - اور انھیں زائد الاؤنس بھی ماہوار دیا گیا ہے اسلئے حسب تجویز خان بہادر صاحب مجلس شوریٰ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب کو تا واپسی حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب قائم مقام صدر مدرس تجویز کرتی ہے اور ان کے لئے مثل سابق مبلغ [illegible] ماہوار الاؤنس منظور کرتی ہے - نیز مجلس تجویز کرتی ہے کہ بحیثیت قائم مقام صدر مدرس حضرت مولانا موصوف مجلس انتظامیہ و شوریٰ میں شریک ہوا کریں"

ان تجاویز کے علاوہ اور بھی متعدد تجاویز منظور ہوئیں - جمعہ کو بوقت سہ پہر حضرت صدر اجلاس کے شکریہ پر جلسہ ختم ہوا -

ایک مبارک تجویز : ۱۳۶۳ھ میں وقتی اسباب کے ماتحت صدر مہتمم کے عہدہ پر حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کا تقرر کیا گیا اور دائرہ اہتمام کے تمام اختیارات ایک خصوصی تجویز کے ذریعہ انکی طرف منتقل کر دیئے گئے - لیکن عملی ذمہ داریاں اور پورے ادارہ کی طرف سے جواب دہی بدستور حضرت مہتمم صاحب سے متعلق رہی -

۱۳۶۵ھ میں دارالعلوم کے دستور اساسی کا مسودہ جو پہلے سے زیر غور تھا - مجلس شوریٰ میں غور و بحث اور منظوری کیلئے پیش ہوا اس مسودہ کی دفعہ ۶۲ میں دائرۂ اہتمام کے تمام فرائض بھی حضرت صدر مہتمم صاحب کی طرف منتقل کر دیئے گئے تھے - اور دفعہ ۶۱ میں حضرت مہتمم صاحب کے ان تمام اختیارات کو بھی جو خصوصی تجویز کے ذریعہ حضرت صدر مہتمم صاحب [باقی کوائف ملاحظہ ہوں ص ۲۵ پر]

اسلام کے دو امتیازی پہلو

جامعیت ــــــــــ اور ــــــــــ اجتماعیت

(الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا)

(از فخر الاماثل حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند)

دینِ اسلام یوں تو اَن گنت محاسن و کمالات اور خوبیوں کا مجموعہ ہے جن کا احاطہ ناممکن ہے۔ وہ ایک ایسے محبوب کی مانند ہے جس کا ہر جوڑ بند سانچے میں ڈھلا ہوا ہو تل برابر عیب نہ ہو۔ ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم ÷ کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

لیکن اس کی بے شمار خوبیوں میں سے دو اساسی خوبیاں وہ ہیں جو ہر جہت سے ممتاز اور تمام ملتوں اور مذہبوں میں اسے یکتا و بے مثل قرار دیتی ہیں اور ان دو کمالات میں دنیا کا کوئی مذہب بھی اس کا شریک و سہیم نہیں ہے۔ اسلام کے وہ دو امتیازی پہلو جامعیت اور اجتماعیت ہیں۔ جامعیت کے کئی معنی ہیں جو یہاں مراد ہیں۔

(۱) ایک جامعیت ہدایت۔ یعنی وہ بشری زندگی کے تمام لوازم، عوارض، حوائج اور علائق کیلئے ہدایت ہے اور زندگی کا کوئی شعبہ بھی ہدایت کے احاطہ سے نکلا ہوا نہیں ہے۔ برخلاف دوسرے مذاہب کے کہ ان میں انسانی زندگی کے بہت سے ایسے گوشے نکلے ہوئے ہیں جن کے متعلق اُن مذہب میں کوئی ہدایت اور نور ملتا ہی نہیں۔ مثلاً ہندو مذہب میں معاشرت کے سیکڑوں احکام کا پتہ نہیں ورنہ آج اسمبلیوں کے ذریعہ قوانین بنوا کر اس کمی کو پورا کرنے کی کوششیں نہ کیجاتیں۔

(۲) دوسرے جامعیت احکام۔ یعنی اس کے یہ تمام احکام خود اپنی ذات سے اتنے جامع ہیں کہ نہ ان میں ترمیم کی گنجائش ہے نہ تنسیخ کی جس کے معنی یہ ہیں کہ اسلام کے ہر ہر حکم میں جمیع متعلق جوانب کی رعایت کی گئی ہے اور اس حکم کے دائرہ میں جس قدر بھی پہلو فطری ہو سکتے تھے ان سب کو پیش نظر رکھ کر حکم دیا گیا ہے ایسا نہیں ہے کہ جیسے مذاہب غیر میں احکام کی یہ نوعیت ہے کہ کوئی ایک جہت یا ایک ہی جانب لئے ہوئے ہیں اور دوسری جانب سے خالی ہیں جس سے ان میں یا افراط کا غلبہ ہے یا تفریط کا۔ اور ظاہر ہے کہ افراط و تفریط ہی اور بقول شخصے انت کو زوال ہے۔ پس دوسرے لفظوں میں اسلام کے یہ احکام معتدل اور جامع جوانب ہیں اور اسی لئے وہ دائمی ہیں کہ بقا ہمیشہ اعتدال ہی کو ہوا ہے۔

(۳) تیسرے معنی جامعیت ثمرات کے ہیں۔ یعنی یہ اسلامی احکام بلحاظ نوعیت اور بلحاظ آثار و نتائج اس درجہ جامع ہیں کہ ان پر صرف اُخروی یا روحانی فوائد ہی مرتب نہیں ہوتے بلکہ دنیوی اور مادی اور تمدنی ثمرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔ وہ نفع آجل بھی رکھتے ہیں اور عاجل بھی۔ گویا اسلام ایک ایسا قانون ہے جس میں سے مادی و روحانی، تمدنی و مذہبی، دنیوی اور اُخروی اور دارین کے تمام

منافع کی طرف راستے نکلتے ہیں۔ یعنی نہ تو وہ اس رنگ کا دینی پروگرام ہے جس میں تقشف مذہبی اور خشک مزاجی سکھلا کر معاملاتِ دنیا سے بیگانہ کر دیا گیا ہو اور نہ کوئی ایسا نظام اور قانون ہے جس میں روحانیت اور خدا پرستی اخلاص و للہیت سے بے تعلقی برتی گئی بلکہ اس نے انسان کو گردِ دنیا میں رکھا ہے تو ہر ہر لمحہ دین اور آخرت کے استحضار اور خوف و خشیتِ الٰہی کے ساتھ۔ اور اگر عبادت و زہد میں لگایا ہے۔ تو ہر ہر لمحہ طبیعت کی رعایت کر کے جس سے مادی راحت اور دنیوی سہولت بھی فوت نہ ہو۔ فرق اگر ہے تو صرف یہ کہ منافع دنیویہ مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصود بالغیر ہیں یعنی لاجل الآخرۃ۔ **ربّ اعنّی علی دینی بالدنیا وعلی آخرتی بالتقویٰ**۔ اور منافع آخرت مقصود بالذات ہیں۔ گویا منافع آخرت تو ان احکام کی غایت ہیں۔ اور منافع دنیا فائدے ہیں جو بلا ارادہ مرتب ہوتی ہیں۔ اسلام کی جامعیت کے یہی تین پہلو ہیں جن پر مجھے بحث کرنی ہے۔ گو تینوں پہلو جداجدا مستقل موضوع بحث ہیں مگر میں مختصراً ان میں سے ہر ایک کی تشریح اپنی بساط کے موافق کروں گا تاکہ اہلِ اسلام اپنے اسلام کی قدر کریں اور غیر مسلموں میں اس کی طرف بڑھنے کا جذبہ پیدا ہو۔

جامعیتِ ہدایت اسلام کی پہلی جامعیت جامعیتِ ہدایت ہے اگر اس پر غور کرو تو زندگی کا کوئی گوشہ اس سے باہر نظر نہیں آتا۔ خلوۃ، جلوۃ، عادۃ، عبادت، تمدن اور معاشرت، دیانت اور سیاست، صلح اور جنگ، حب اور بغض غرض احوالِ انسانی میں عزت ہو یا ذلت، مرض ہو یا صحت، غنا ہو یا حاجت، غم ہو یا مسرت، خوف ہو یا امنیت سب کا پروگرام موجود۔ اور اس طرح سے کہ احکام بھی اور نمونۂ عمل الگ۔ یعنی نظری طور پر اصولی ہدایات بھی۔ اور عملی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بھی۔ ہر ایک بات کہی ہی نہیں گئی بلکہ کر کے بھی دکھلائی گئی ہے۔

جامعیتِ احکام انسانی زندگی کے ہر کھلے اور چھپے گوشے کے متعلق مفصل ہدایات کا ایک قانونی اور عملی پروگرام دینا دینِ اسلام ہی کی خصوصیت ہے۔ چنانچہ انسانی زندگی کے اصولی تین شعبے ہیں۔ تعلق مع اللہ۔ تعلق مع الخلق۔ تعلق مع النفس۔ ان کے سوا کوئی چوتھا شعبہ نہیں۔ اسلام نے ان تینوں شعبوں کی مکمل تعلیم دی ہے۔

تعلق مع اللہ کے سلسلے میں سب سے پہلی چیز مبدا اور معاد کا پہچاننا ہے کہ ہم کہاں سے آئے ہیں اور بالآخر کہاں چلے جائیں گے یعنی ہماری بدایت و نہایت اور ابتدا اور انتہا کا مرجع کون ہے؟ تو اسلام نے تعلیم دی کہ تمہاری ابتدا و انتہا کا مرکز ایک ہی ذات سے ایک ہی کو تمہاری یہ ساری کڑیاں نمایاں ہوتی ہیں اور اسی ایک کی طرف بالآخر سمٹ جائیں گی۔ اس تعلیم کا قدرتی نتیجہ توحید نکلتی تھی کہ انسان ہر ہر لمحہ اسی واحد و یکتا مرکز کی طرف رجوع رکھے اسی کو پکارے، اسی سے مانگے، اسی کے سامنے جھکے، اور اسی سے ہر آن لو لگائے رکھے۔ اسی تصور اور عقیدے سے عبادت کا آغاز ہوتا ہے۔ اور یہ کہ عبادت سے کوئی لمحہ خالی نہ رہنا چاہیے۔ سوتے جاگتے چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، اٹھتے بیٹھتے آدمی ہر وقت شغل مع اللہ میں منہمک رہے۔ اس نقطہ پر پہنچ کر دوسرے مذاہب نے رہبانیت اور انقطاع کی تعلیم دی کہ آدمی سارے عالم سے ہٹ کر چوبیس گھنٹے خدا کے دھیان میں رہے کیونکہ بغیر انقطاعِ تعلقات اور دنیا کے ترک کلی کے یہ تعلق استوار نہیں ہو سکتا۔ ورنہ در صورت تعلقات، ہمیشہ عبادت میں یہ آفات حائل اور مخل رہیں گے اس لئے

مذاہب غیر میں ترک تعلقات اور ترک لذات ایک اساسی چیز قرار پا گئی جس کا جامع عنوان رہبانیت ہے لیکن اسلام نے انسانی قویٰ اور مصالح کو سامنے رکھ کر پہلا اصول ترک رہبانیت قرار دیا اور تمام تعلقات اور لذات کے ہجوم میں رکھ کر انسان کو چوبیس گھنٹہ مصروف عبادت رہنے کا طریقہ سکھلایا۔ اس نے عبادت کی کمی اور مقدار تو فرائض کو دی یعنی پانچ نمازیں ہر سال میں ایک ماہ کے روزے۔ عمر میں ایک دفعہ کا حج اور سال وار زکوٰۃ بشرط غنا۔ پھر ان سب عبادتوں کی ساتھ ہر نوع میں نفلی عبادتیں بتلائیں۔ یعنی جیسے صلوٰۃ نافلہ گر موقتہ جیسے اشراق، چاشت، قبل زوال، اوابین، تہجد وغیرہ۔ یا روزوں میں صیام نافلہ موقتہ جیسے عاشورا، صوم وسط شعبان یا صیام بیض وغیرہ۔ یا صدقات کے سلسلہ میں صدقات نافلہ۔ اور ایسے ہی حج نفلی اور عمرہ وغیرہ۔ پھر جو اوقات بچے جس میں انسان طبعی اشغال میں مصروف رہتا ہے تو قطعاً ان اشغال کو روکا نہیں گیا۔ ہاں ان کا بدرقہ بتلا کر انھیں طاعت و عبادت بنا دیا گیا ہے ہر طبعی فعل کے آغاز و انجام پر ایسے اذکار و اوراد تلقین کر دیئے گئے کہ وہ طبعی فعل ایک مستقل عبادت اور حمد و شکر اور ذکر الٰہی کا ایک مستقل ذریعہ قرار پا گیا ہے۔ چنانچہ یہ اذکار متوارده جن میں حمد و شکر کی انتہا کر دی گئی ہے جو صبح کے سو کر اٹھنے سے شروع ہوتے ہیں اور شب کو چارپائی پر پڑ جانے اور درمیان شب میں آنکھ کھل جانے تک ختم ہو کر ایک مکمل پروگرام کی حیثیت میں آجاتے ہیں۔ ہر ہر موقعہ کی دعا اور تعوذ الگ الگ ہے۔ جس میں حمد و ثنا تسلیم و رضا، صبر و شکر اور تمام اخلاق حمیدہ تازہ ہوتے ہیں۔ سو کر اٹھو تو یہ پڑھو، استنجا کو جاؤ تو یہ پڑھو، پاخانہ سے باہر آؤ تو یہ پڑھو، وضو کرنے بیٹھو تو یہ پڑھو، وضو سے فارغ ہو تو یہ پڑھو، گھر سے باہر نکلو تو یہ پڑھو، مسجد کا رخ کرو تو یہ پڑھو، مسجد میں قدم رکھو تو یہ پڑھو، باہر نکلو تو یہ پڑھو، دوستوں سے مصافحہ کرو تو یہ پڑھو، سورج نکلے تو یہ پڑھو، غروب ہو تو یہ پڑھو، بستر پر قدم رکھو تو یہ پڑھو۔ غرض حیات انسانی کا کوئی زمانی اور مکانی گوشہ ایسا نہیں چھوڑا جسے اللہ کی طرف متوجہ نہ کر دیا ہو، سوتے جاگتے ایک ہی دھیان اور ایک ہی تصور قائم رکھا گیا ہے اور اسی میں سرشاری سکھلائی گئی ہے اور ہر مقام پر حمد و شکر ذکر و فکر کی تعلیم ہے۔

چونکہ حضور کی ذہنیت پاک حمد و شکر سے لبریز تھی اور اسی کے آثار طیبہ یہ حامدانہ اذکار و ادعیہ ہیں۔ اسی لئے حضور کی مخصوص شان حمد قرار پائی کہ نام پاک محمد و احمد ہوا۔ مقام محمود ہوا۔ لواء حمد عطا ہوا۔ شعار آخرۃ محامد حق ہوئے۔ امت حمادون قرار پائی۔ آغاز کتاب الحمد سے ہوا آپ پر پہلی وحی الحمد ہوئی جو فترۃ کے بعد کی ہے۔ اس سے اسلام کی عملی توحید واضح ہوتی ہے کہ جس طرح اعتقادی توحید مکمل تھی کہ کسی ایک کو بھی نافع و ضار کسی کو مت کہو ویسے ہی عملاً بھی ہر لحظہ زبان و قلب اور جوارح سے اسی ایک کی طرف جھکایا کہ ہر موقع پر ایک ہی کو پکارو اور اسی ایک کو یاد کرو۔ غرض اسلامی عبادات یہ نہیں ہیں کہ وقت آیا تو کچھ گنگنا لئے۔ گا لئے۔ کوئی بھجن یا ٹھمری پڑھ لی، دو شعر پڑھ لئے۔ یا گھنٹیاں بجا لیں۔ یا پیپیاں اور سنکھ نوازی کر لی یا کچھ عود وغیرہ سلگا لیا یا گھی اور لوبان جلا لیا نہیں بلکہ قلباً و قالباً اور ذوقاً و وجداناً ایک ایک لمحہ انسان کو رجوع الی اللہ میں لگایا گیا ہے جو اصل عبادت ہے۔ بہرحال اس سے تعلق مع اللہ کی تفصیل کھلتی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے ساتھ انسان کے دو واسطے ہیں۔ ایک اعتقاد اور ایک عمل۔ اور دونوں کی بنیاد توحید ہے۔ اعتقاد میں ہر کمال کا مالک اور ہر خوبی صفت کا منبع صرف ایک ذات کو سمجھو اور جہاں بھی کوئی ذرہ کمال کا

نظر آسکتے ہیں۔ پر تو ذاتِ حق سمجھو اور یقین سے باور کرو کہ کسی میں بھی کوئی کمال نہیں بجز اس کی ذات کے۔ جب وہ ذات وجود کی مالک ہے تو ہر وجودی کمال کی بھی مالک ہے اور جبکہ وہ عدم سے پاک ہے تو ہر عدمی نقص و عیب سے بری ہے الخیر کلہ منک والیک والشر لیس الیک۔ اعتقاد کی اس توحید خالص سے عمل کی توحید پیدا ہوتی ہے کہ زبان و قلب اور جوارح سے پھر اُسی ایک کی طرف جھکو اسی کی لَو لگاؤ، اُسی کی ثنا و صفت کرو، اُسی کی حمد و ثنا میں مصروف رہو۔ خیال و فکر قول و عمل اور حرکت و سکون صرف اُسی کے لئے وقف ہو تو اس سے عبادۃ خالصہ کی بنیاد پڑی جس کے لئے فرائض و نوافل رکھے گئے اور پھر زندگی کی ہر نقل و حرکت کو واسطہ یا بلا واسطہ عبادت بنا کر انسان کی پوری زندگی کو تعلق مع اللہ سے مربوط کر دیا گیا۔

تعلق مع الخلق کے سلسلہ میں حقوق العباد آتے ہیں اور ان کی ادائیگی کے سلسلہ میں تمام معاملات آتے ہیں۔ اُن معاملات کو مستقلاً اسلام نے ایک مکمل پروگرام کی صورت میں پیش کیا ہے جس میں خانگی، قبائلی، شہری اور قومی ہر قسم معاملات کی مستقل اور مکمل ہدایتیں ملتی ہیں۔ خانگی سلسلہ میں ماں باپ کے حقوق ان کی اطاعت اور اطاعت کے حدود و شروط ازدواجی حقوق شوہر کا مرتبہ اور بیوی کا منصب ازدواجی تعلقات کی خوشگواری کے وسائل و ذرائع۔ اسباب نا اتفاقی کا سدباب اور اس کے طریق۔ ناچاقی پیدا ہو جانے پر خلع و طلاق وغیرہ کے معاملات اور پھر ان کی حدود۔ اولاد کی تربیت اور اس کے حقوق۔ اولاد کے واجبات۔ گھر کی بود و باش گھر کی صفائی ستھرائی کپڑوں کی صفائی اور تجمل عطریات اور خوشبو کا استعمال وغیرہ وغیرہ آگے قبائلی اور خاندانی زندگی میں صلہ رحم۔ عزیز و اقارب کی ہمدردی شادی اور غمی کے طریقے، زیارت اخوان، ہدایا و تحف، باہمی بے تکلفی اور ایک دوسرے کے گھر آمد و رفت، کن گھروں میں بے تکلف بلا دعوت خود جا کر کھا پی سکتے ہیں۔ کن میں دعوت کے بعد کھا سکتے ہیں۔ باہمی حیا و عفت، حجاب و ستر، عورتوں اور مردوں کو میل جول کی حدود۔ مصافحہ، معانقہ اور اس پر وعدۂ مغفرت، ہدایا دینا، اجابت داعی۔ ضیافت مہمان اور اس کے آداب و ثمرات کہ مہمان گھر سے باہر جائے تو میزبان کو اطلاع دے۔ تاکہ اُسے الجھن نہ ہو۔ انتظار نہ رہے۔ زیادہ آگے شفقۃ علی الخلق۔ اس سے آگے بڑھ کر شہری معاملات دوستوں کے ساتھ معاملات۔ دشمنوں کے ساتھ معاملات اور ان کے حدود، حب اور بغض کے مواقع اور حدود اور ان کا اعتدال۔ مجالس مذاکرہ۔ مجالس تفریحات۔ اس سے آگے گذر کر قومی اور سیاسی معاملات۔ سیاسیات کی بنا جہاد، اعلاء کلمۃ اللہ، رحمۃ باہمی اور شدت بر دشمنان حق، خلافت و سلطنت، منصب خلافت، راعی و رعایا کے حقوق، آزادیٔ رائے اور تنقید بالحق۔ غرض قانون معاشرت ایک ایسے نظری اور مکمل طریق پر اسلام نے مرتب کر کے پیش کیا ہے کہ دوسرے مذاہب میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ یا مذاہب قانون معاشرت سے خالی ہیں یا کچھ رکھتے ہیں تو نا تمام اس لئے معاملات کے سلسلہ میں اپنے قانون کو اسمبلی کے بلوں اور مسودوں کے ذریعہ سے مکمل کر رہے ہیں اور مواد تکمیل بجز اسلام کے اور کہیں سے انہیں ہاتھ نہیں لگ رہا ہے۔

تعلق مع النفس اس سلسلہ میں تہذیب نفس و اخلاق اور ریاضت و مجاہدات کا باب آتا ہے لیکن رہبانیت کو قطع کر کے اور نشاط نفس باقی رکھ کر۔ جسد کا حق۔ عین کا حق۔ اہل کا حق قائم رکھ کر مجاہدہ کرایا ہے اس نے مجاہدہ کی بنیاد قرار دی لا یکلف اللہ نفساً

الا وسعہا کو حضرت ام سلمہ نے ہاتھ کے سہارے کیلئے مسجد میں رسی باندھی کہ جب عبادت کرتے کرتے تھک جائیں تو اس سے سہارا لیں آپ نے پسند نہ فرمایا۔ تین صحابیوں نے ترک انتفاعات و لذات کا عہد کیا ایک نے ترک نوم کا۔ ایک نے ترک شہوات کا ایک نے ترک افطار کا تو آپ نے پسند نہ فرمایا۔ آپ نے فرمایا لا تشددوا فیشدد اللہ علیکم۔

تفریحات و مزاح کی اجازت دی۔ آپ نے خود مزاح فرمایا مگر من غیر جبل و لا فحش۔ جیسے فرمایا لا تدخل الجنة عجوز۔ حضرت زاہرؓ کو فرما دیا کہ غلام بکتا ہے کوئی خریدار ہے؟ اور یہ اس لئے تھا کہ آپ کی ہیبت حقہ کے سبب سے کوئی آپ سے کلام نہ کر سکتا اگر آپ اس قسم کی بے تکلفی نہ فرماتے۔ سکوت اور کلام کے آداب بتلائے کہ کب بولو کب چپ رہو، کتنا بولو کتنا چپ رہو۔ نعمتوں سے متمتع ہونے کی اجازت دی "ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ" لباس کھانے پینے کے ضابطے بتائے اور حدود قائم کیں جن میں حقوق کی رعایت رکھی گئی اور مبالغوں سے روکا گیا لا تغلوا فی دینکم اور وما انا من المتکلفین کا اعلان ہو کر [illegible]

سفر سے طبائع میں تجدد نشاط اور تجربہ پیدا ہوتا ہے تو امر کیا سیروا فی الارض۔ دوست احباب جمع ہو کر کبھی کھانا پینا کرتے ہیں جس سے طبائع کو سرور و فرح حاصل ہوتا ہے تو آپ کھانے پینے کی چیز آنے پر احباب کو جمع فرما لیتے۔ تمام حلال چیزوں سے انتفاعات اور حرام سے اندفاعات کے راستے کھول دیئے۔ معمولی معمولی جزئیات میں شفقت آمیز تعلیم دی گئی۔ مکھی کھانے میں گر جائے تو فامقلوہ ثم انقلوہ فرمایا تا کہ مکھی کے دوسرے پر کا مداوا ہو جائے۔ سوراخ میں پیشاب کرنے کی ممانعت کی کہ کوئی جانور نہ ستائے۔ کھانے پینے میں اسراف کی ممانعت فرمائی کہ بدہضمی نہ ہو۔ مرض اور مصیبت کی دعا مانگنے کی ممانعت فرمائی کہ یہ جسمانی ضرر اور روحانی طور پر بے ادعا و تحمل ہے۔

اس جامعیت کو دیکھ کر آج کے دور کے منصف غیر مسلم بھی آخر کار اسکی جامعیت کے اقرار سے گریز نہیں کر سکے۔ ڈاکٹر گستاولی بان ایک فرانسیسی مورخ جس نے اسلامی تمدن پر ایک محققانہ کتاب تمدن عرب لکھی ہے۔ وہ اسمیں اقرار کرتا ہے کہ "اسلام نے کسی حالت میں بھی اپنے پیرؤں کو مایوسی اور تشنگی میں نہیں چھوڑا۔ کیسی ہی گری سے گری حالت ہو مگر وہ اسی حالت میں اپنے ماننے والوں کو آکر تسلی دیتا ہے اور بے کس نہیں چھوڑتا۔ اسلام اسکو تسلی کا ڈھب بتلاتا ہے کہ وہ نہ صرف سنبھل ہی جاتا ہے بلکہ اپنی اسی حالت پر قانع اور راضی اور مطمئن ہو جاتا ہے گویا مومن کی ہر حالت کو خوشگوار اور ذریعہ قرب الٰہی بنا دیا ہے۔ مثلاً امراء کو انفاق مال کے فضائل بتائے فرمایا۔ من انفق زوجین من شیء من الاشیاء فی سبیل اللہ دعی من ابواب الجنة. وللجنة ابواب فمن کان من اهل الصلوٰة دعی من باب الصلوٰة الی آخر الحدیث (مشکوٰۃ ص ۱۶۵)

تو غرباء کے دل شکستہ ہوئے کہ یہی خیال رہا کہ وہ بغیر انفاق مال کیسے یہ فضائل حاصل کریں۔ اسلام نے انکو تسلی دی۔ اور فرمایا گیا۔ اللہم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرة المساکین۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ انصار کو جب کچھ مال تقسیم کیا گیا اور انصار کے دل میں خیال گذرا تو آپ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال و دولت لیکر گھروں میں گھسیں اور تم اللہ و رسول کو لیکر گھروں میں داخل ہو تو سب نے کہا رضینا۔ اور غرباء پانچ سو سال پہلے امراء سے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ غرباء کی تسبیح و تہلیل امراء کے انفاق کی برابر فرما دی۔

تندرستوں کو فرمایا کہ تندرستی کے ذریعہ اعمال کرو فضائل ملیں گے تندرستی خود ایک نعمت ہے اس سے مریض دل شکستہ ہوتا۔ تو فرمایا مرض فی الحقیقت مریض کے گناہوں کا کفارہ ہے جس سے اس کا تزکیہ ہوتا ہے۔ فرمایا عن جابر مرفوعاً علی کل مسلم صدقة قالوا فان لم یجد قال فلیعمل بیدیہ فینفع نفسہ ویتصدق قالوا فان لم یستطع او لم یفعل قال فیعین ذا الحاجة الملهوف (ای المظلوم والمتحیر فی امرہ) قالوا فان لم یفعل قال فیامر بالخیر قالوا فان لم یفعلہ قال فیمسک عن الشر فانہ لہ صدقة۔ فرمایا علی کل سلامی من الانسان صدقة کل یوم تطلع فیہ الشمس یعدل بین اثنین صدقة ویعین الرجل علی دابتہ فیحمل علیہا او یرفع علیہا متاعہ صدقة والکلمة الطیبة صدقة وکل خطوة یخطوہا الی الصلوٰة صدقة واماطة الاذی عن الطریق صدقة ویجزی من ذالک رکعتان ......

بادشاہ کو عدل میں ظل عرش کا وعدہ دیا اور دل شکستہ مسکین او بے مایہ کو کہا کہ انا عند المنکسرة قلوبهم یعنی تو بادشاہ پر رشک کرتا ہے تیرے گھر تو بادشاہوں کا بادشاہ قیام پذیر ہے پھر تجھ سے زیادہ کون بادشاہ ہے؟ پھر فرمایا کہ اے بنی آدم میں مریض ہوا اور تو نے میری عیادت نہ کی۔ اس سے قرب وتوجہ تام ظاہر فرمائی گئی مریض کے ساتھ اور نزول رحمت جس میں سے عیادت کنندہ کو بھی حصہ ملتا ہے۔ ماں باپ والوں سے کہا کہ جنت ماں باپ کے قدموں کے نیچے ہے کہا تو یتیم دلگیر ہوا کہ میرے ماں باپ کہاں جو میں یہ فضیلت کماؤں۔ تو یتیم سے کہا کہ تیرا سہارا اور والی میں ہوں اور فرمایا کہ یتیم کے سر پر ہاتھ رکھنے والا اتنی ہی نیکیوں کا مستحق ہے جس قدر کہ بال ہاتھ کے نیچے آجائیں۔ غرض ہر ایک کو اس کے حال میں وہ راہ دکھائی کہ وہ دوسرے سے مستغنی ہو کر اپنے ہی حال میں مست اور خوش ہے اور اپنے مقصد خلقت کو ادا کرتا ہے جس کے نیک وارث ہوں اُسے بشارت دی کہ وہ اسکے لئے صدقۂ جاریہ ہو دنیا میں اس کا قرضہ ادا کریگا ایصال ثواب کریگا۔ لاوارث کو دلگیری ہوئی تو فرمایا انا وارث من لا وارث لہ۔ ان کان تسیا دین فعلی۔ مرنا بھی نعمت۔ فرمایا تحفة المومن الموت اور الموت جسر یصل الحبیب الی الحبیب پھر اُس کے نعمت ہونے میں پڑ کر زندگی کو بھی بیزار نہ کیجئے کہ زندگی بھی نعمت ہے کہ عمل صالح کا ذریعہ ہے۔ فرمایا کہ کوئی موت کی تمنا نہ کرے بلکہ سوال کرے صلاح کا اور طول عمر فی الاسلام کو غنیمت سمجھے۔ صحت بھی نعمت ہے کہ ذریعہ عمل ہے اور مرض بھی نعمت ہے کہ کفارۂ سیئات ہے۔ اطمینان وبشاشت بھی نعمت ہے کہ معین طاعت ہے اور غم وخوف بھی نعمت ہے کہ ذریعہ رجوع الی اللہ ہے۔ علم بھی نعمت ہے کہ ذریعہ انکشاف ہے اور اُمیّت بھی نعمت ہے کہ قیامت میں مسئولیت میں تدقیق نہ ہوگی بلکہ سرسری سوال ہو کر مغفرت کر دیجائیگی۔ دولت بھی نعمت ہے کہ ذریعہ تزکیۂ نفس ہے اور ناداری بھی نعمت ہے کہ آفات سے بچاؤ کا ذریعہ ہے بادشاہت بھی نعمت ہے کہ ذریعہ خدمت خلق ہے۔ اور گدائی بھی نعمت ہے کہ ذریعہ دلشکستگی ہے اور ذریعہ تخلی للعبادة ہے۔

غرض

گر بعلم آئیم ما الوان اوست ۔۔ ور بجہل آئیم ما زندان اوست ۔۔ گر بخواب آئیم مستان دئیم ۔۔ ور بہ بیداری بہ دستان دئیم

گر چنیں نماید و گہ ضد این ۔۔ جز کہ حیرانی نہ باشد کار دیں ۔۔ گوش گل چہ سخن گفتہ کہ خندان است ۔۔ بعندلیب چہ فرمودہ کہ نالاں است

عجباً لامر المؤمن ان اصابہ خیر حمد اللہ وشکر وان اصابتہ مصیبة حمد اللہ وصبر فالمومن یوجر فی کل امرہ حتی فی اللقمة یرفعہا الی فی امرأتہ حتی فی مباشرتها۔ (مشکوٰة ص۱۵۱ باب البکاء علی المیت)

غرض خلوة وجلوة، در عادة وعبادت کا کوئی گوشہ نہیں جس کے بارہ میں مکمل اصولی اور فروعی روشنی اسلام نے پیش نہ کی ہو اور یہی جامعیت

ہدایت کا ثبوت نہ دیا ہو۔ حتیٰ کہ اسلام کی یہ جامعیت ہی اسلام کے حق میں مخالفین اسلام کا طعنہ ہو گیا۔ عن سلمان قال قال بعض المشرکین وھو یستھزئ انی لاری صاحبکم یعلمکم کل شئ حتی الخراءۃ قلت اجل امرنا ان لا نستقبل القبلۃ ولا نستنجی بایماننا ولا نکتفی بثلثۃ احجار لیس فیھا رجیع ولا عظم۔ رواہ مسلم　(مشکوٰۃ ص ۴۲)

جامعیت احکام یہیں سے جامعیت نفس احکام کا پتہ بھی چلتا ہے کہ اسلام کا ہر ہر حکم اپنے موضوع کی ہر ہر جانب و پہلو پر حاوی ہے اور اپنے اندر تمام و کمال رکھتا ہے اسی جزئی کو لے لو اور اسلام کی برکات جامعیت کے ماتحت سلمان فارسیؓ کے اس اثر کی جامعیت کو دیکھ لو جو باب طہارت کے ایک چھوٹے سے جزیہ استنجاء کے متعلق ہے اور غور کرو تو خود اس ایک جزئیہ میں کس قدر جامعیت پنہاں ہے آیات و احکامات تو بجائے خود ہیں چنانچہ عدم استقبال میں عظمت بیت ہے یعنی ادائے حقوق رب ہے عدم استنجاء بالایمان میں شائستگی نفس ہے کہ عضو شریف و رذیل میں تمیز قائم رہے یعنی ادائے حقوق نفس ہے۔ عدم اکتفا میں مبالغہ فی التطہیر ہے یہ ادائے حقوق روح ہے۔ عدم استعمال رجیع و عظم میں کائنات کے ساتھ عدل ہے یعنی ادائے حقوق خلق ہے کہ یہ کھانا ہے جنات کا اسکی تلویث سے بچنا ہے۔ پس ایک ذرا سے جزیہ میں حقوق رب، حقوق نفس، حقوق خلق، اور حقوق روح چاروں سکھلائے گئے جو حاصل ہے تمام شرائع کا۔ پس جس اسلام کے ایک ایک جزیہ میں شریعت کے سارے مقاصد پورے کر دیئے گئے ہوں اُس کی مجموعی شریعت کا خود اندازہ کر لو۔ پس ایک چھوٹی سی جزئی کس قدر عظیم حقوق کی حامل ہے اور ایک معمولی سی خصلت نبوی کس قدر نور ظاہر و باطن کی جامع ہے۔ یہ باب طہارت کی ایک ہلکی سی جزئی ہے۔ احکام طہارت کو اٹھا کر دیکھئے تو حضرت خاتم الانبیاء کے علوم و کمالات ظاہر ہوتے ہیں کہ وہ کہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وضو کی حقیقت پر غور کیا جائے تو فی الحقیقت تمام بدن اور روح کا غسل ہے کیونکہ اس سے ظاہراً تو منشاء ادراک اور مظاہر اعمال اعضاء کی تطہیر ہے اور فی الحقیقت قوۃ علمیہ و عملیہ کی تطہیر ہے جو خلاصہ ہے روحانیت کا۔ یہ ایک حال ہے انسان کا۔ تمام احوال کو اسی طرح سمجھ لیجئے۔ گویا حضرت سلمانؓ نے اسی ایک جواب میں اسلام کی جامعیت پر روشنی ڈالدی اور ایک مشرک نے جو جزیہ بطور استہزاء کے اٹھایا تھا انھوں نے جواب میں صرف اُسی ایک جزیہ کا جواب نہیں دیا بلکہ پورے دین کی نوعیت ظاہر کر کے اُس کے عام شبہات کا سد باب کر دیا۔ بہرحال جامعیت دشمنوں کو بھی مسلم تھی، چنانچہ اسلام جامع عبادات، عادات معاشرت، اخلاق پر حاوی ہے۔ عموماً مذاہب میں تعلق بین الخلق و الخالق کا دائرہ مذہب کا دائرہ تھا۔ لیکن اسلام کی جامعیت نے اُسے تعلق مع الخلق اور تعلق مع النفس تک وسیع کر دیا۔ عادات طبیعی کو دیکھ لیجئے مثلاً سونے کے بارہ میں جو محض ایک طبعی فعل ہے ایسی ہدایات دیں کہ وہ شرعی بن گیا۔ سونے میں چار ہی صورتیں ہیں۔ چت لینا۔ اوندھا لیٹنا۔ ایک پہلو پر لیٹنا دایاں یا بایاں۔ داہنے پہلو کو اختیار کیا کہ وہ نافع تھا بلحاظ آخرت بھی اور دنیا بھی، آخرت کے لئے تو بحیثیت اتباع سنت نبوی۔ نیز اللہ کے ذکر کے ساتھ نیند آنے تاکہ اُٹھنے میں کسل راہ نہ پائے کیونکہ داہنی کروٹ پر قلب معلق رہتا ہے جس سے جو کچھ نیند آتی ہے یہ تو سونے کے بارہ میں حسی طور پر نفس کے مکائد و مضار کا علاج تھا اس کے بعد سونے کے بارہ میں شیطانی مکائد اور ان کے علاج کے پہلو الگ سے واشگاف فرمائے کہ جب تم پڑ کر سوتے ہو تو تمہارا ابدی دشمن شیطان بھی اس حالت میں تمہارے لئے تدبیر کرتا ہے کہ طاعت حق

غافل ہو جاؤ جیسا کہ قصداً نفس کرتا تھا اور وہ یہ کہ سونے والا اطاعت اور عبادت کیلئے جب ہی اُٹھ سکتا ہو جب دماغ میں فکر لیکر سوئے کہ آتے اُٹھنا ہے ورنہ بے فکری سے سوئے گا تو خدا چاہے گیارہ بجے تک بھی آنکھ نہیں کھل سکتی ہاں فکر لیکر سوئے گا تو خواہ تین بجے رات کو ہی سوئے جب بھی معمول کے وقت آنکھ کھلے گی۔ شیطان چاہتا ہے کہ اس فکر کو زائل کر دے اور ایسے اثرات پہنچائے کہ فکر دماغ سے نکل جائے اس کے لئے وہ تدبیریں کرتا ہے۔ ایک رات گذارتا ہے خیشوم میں کہ یہ ایصال اثرات کا راستہ ہے حسّا بھی چنانچہ مکھی اور دوا اسی راستہ سے چڑھاتے ہیں۔ ادھر گُدی پر تین گرہیں لگاتا ہے جو قوت حافظہ کی جگہ ہے تاکہ انسان سب بھول بھال جائے اور بے فکری سے پڑ کر سوئے اور ادھر مستقل پہلو ئیسار قلب میں ڈال ہی رکھا ہے۔ شریعت نے دعا اور عمل سے اس کا معالجہ کیا سوتے وقت کی دعائیں بتائیں تاکہ خاتمہ اچھا ہو۔ اور شیطان کا ارادہ مضمحل ہو اور پھر اٹھتے وقت کی دعا اور استغفار بتایا کہ یہ اثر بالکل جاتا رہے۔ پھر سوتے وقت شیطان کے بردتی مکائد پر اطلاع دی کہ برتن کھلے مت چھوڑو کہ اسمیں آثار فتن و امراض گھس جاتے ہیں جو صحت پر اثر ڈالتے ہیں۔ آج حفظان صحت کے ہزاروں محکمے اور علاج ہیں لیکن صحتیں بگڑتی چلی جاتی ہیں کسی نوجوان کے چہرہ پر آج شگفتگی و تازگی نظر نہیں آتی۔ مرض آجاتا ہے تو جانیکا نام نہیں لیتا گویا طبائع اتنی کمزور ہو گئی ہیں کہ مدافعت پوری نہیں کر سکتیں۔ آخر کیا سبب ہے جبکہ تمام مدافعت کے اسباب حسّی جمع شدہ ہیں۔ غور کرو کہیں باطنی اسباب مرض نہ امراض پیدا کر رہے ہوں۔ جب ظاہری سبب نہیں تو باطنی ہی ہوگا اور انہی پر شریعت نے اطلاع دی ہے مگر شریعت کے علم کی کسی کو خبر ہی نہیں شریعت سے جہلا تو یوں غافل کہ علم نہیں جنہیں چار حرف آتے ہیں وہ شریعت میں گھستے بھی ہیں تو جویائے عمل کی حیثیت سے نہیں بلکہ متجسسانہ اور معترضانہ۔ شریعت کا امتحان لینے کے لئے کہ فلاں مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا فلاں نہیں آتا، تو وہ جاہلوں سے بدتر جاہل کہ جہل مرکب میں مبتلا ہیں پس ان اسباب باطنہ کا علم ہو تو کیونکر ہو۔ ۹ دنیوی حیثیت سے چونکہ سونا اور کم سونا یعنی نوم میں افراط نہ کرنا صحت کیلئے بھی مفید ہے۔ جیسا کہ زیادہ سونا مضر صحت ہے۔ کھانے کے بارہ میں کھانیکی ہیئت۔ ابتداء و انتہا نعمتوں کی مقدار، کھانیکی مقدار، کھانیکی انواع پھر حلال و حرام کے تمام پہلوؤں پر تفصیلی بحث ہے۔ کھانے میں شیطان داخل ہوتا ہے۔ بائیں ہاتھ سے کھانے میں، بیچ میں سے کھانے میں۔ جیسے بعضوں کو عادت ہے کہ بائیں ہاتھ سے پانی پیتے ہیں محض شیطانی فعل ہے۔ لباس کے بارہ میں انواع پارچہ ہیئت لباس، جیسے لباس سر، لباس بدن۔ ٹوپی جوتہ وغیرہ سب پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی ہے اور کوئی شق نہیں چھوڑی گئی۔ زیادہ موٹا زیادہ باریک۔ لباس شہرت۔ پھر شیطانی روح کو اس میں سے نکال پھینکنے کی صورت بتائی کہ اطوو ثیابکم تردالیھا ارواحھا

باب طہارت میں عورت بحالت حیض نہ اچھوت ہوتی ہے کہ مواکلت و مشاربت بھی ناجائز ہو نہ ایسی مقبول ہوتی ہے کہ مجامعت بھی جائز۔ بلکہ دونوں پہلوؤں کی رعایت ہے۔ اصنعوا کل شئ الا النکاح باب الانجاس میں نجاست آلود انسان نہ ایسا نجس مانا گیا کہ اب پاکی کی کوئی صورت ہی نہ رہے اور وہ اپنا بدن کاٹے اور نہ ایسا تساہل کیا گیا کہ وہ پاکی کی پروا کئے بغیر عبادت کرنے لگے۔ بلکہ تطہیر کی صورت رکھی کہ پانی سے صاف کرے اور پاک ہو کر عبادت کرے۔ اگر کپڑے پر نجاست چوتھائی سے کم رہ بھی جائے تو نماز جائز ہے۔ وغیرہ وغیرہ

جامعیت منافع احکام احکام کی جامعیت کا یہ عالم ہے کہ دین و دنیا۔ آجل و عاجل مادی و روحانی دونوں منافع پر حاوی ہیں پس جو امور دیانات سے متعلق ہیں جیسے عبادات خمسہ ان میں تو بطور خاصیت منافع دنیا شامل ہیں اور جو امور معاشرت سے متعلق ہیں ان میں فوائد آخرت بھی مستور ہیں نماز کے بارہ میں ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر نمازی آدمی اور بھی کچھ نہیں تو مخلوق ہی کے عارے کھیل تماشوں سے بچیگا۔ پھر جماعت میں استقامت صفوف سے اتحاد پیدا ہوتا ہے استووا ولا تختلفوا قلوبکم اور اتحاد حسن معاشرت دنیوی کی روح ہے اور اختلاف ایک عذاب ہے۔ زکوٰۃ سے توازن طبقات ہے کیونکہ تؤخذ من اغنیاءھم وترد الیٰ فقراءھم ورنہ تنافر بلکہ تعاند قائم ہو جانے جیسا کہ اب قائم ہے اور ہے قید سرمایہ داری کی وجہ سے دنیا جہنم زار بھی ہو جاتی ہے۔ حج میں تعارف باہمی مشرق و مغرب کا میل جول، قومی وحدت، جو تمدن و معاشرت کی بہترین اساس ہے اور جس پر تجارتی، سیاسی، اقتصادی تعلقات ہمہ گیر ہو سکتے ہیں۔ روزہ صحت کیلئے ضروری ہے صوموا تصحوا فاقہ اور بھوک چھوڑ کر کھانے سے بہتر طبًّا کوئی علاج نہیں جیسا کہ چار طبیبوں میں سے۔ ہندی نے ہلیلہ۔ رومی نے مصطگی۔ عراقی نے گرم پانی جس سے معدہ دھل جائے اور عربی نے بھوک چھوڑ کر کھانا بتلایا۔ شریعت نے بھی بارہ مہینہ بھوک چھوڑ کر کھانے اور ایک مہینہ بھوکے رہنے کا امر کیا۔ صدقات سے تزکیہ کے ساتھ ربط باہمی اور حسن تعلقات حسن معاشرت اور محبوبیت کی تعلیم دی۔ ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم۔ جہاد پر جو سلسلہ مندی صحت قوت بدنی غنائم سے رزق کا اضافہ یعنی مال غنیمت۔ جس میں اقسام اقسام کے اموال آتے تھے جعل رزقی تحت ظل رمحی۔ بر الوالدین یزید فی العمر یعنی فقط روزہ اور زکوٰۃ ہی کی تعلیم نہیں دیگئی جسمیں مال و لذات کو اپنے سے دور کیا جاتا ہے بلکہ جہاد کی تعلیم بھی دیگئی جسمیں مال حاصل ہوتا ہے مگر عزت و شوکت اور خودداری کے ساتھ گویا مداخل و مخارج دونوں بتلائے نہ رہبانیت سکھلائی نہ استمتاع فلاق سکھلایا۔ پھر جو امور خالص طبعیاتی اور معاشرتی تھے جیسے کھانا پینا سونا جاگنا۔ اُن میں مفاد اُخروی کی صورتیں پیدا کر دیں کہ محض نیت اور ذرا سے دھیان سے حاصل ہو جاتی ہیں اور کھانا پینا سونا جاگنا۔ چلنا پھرنا، جماع زوجہ سب عبادات ہو جاتا بشرطیکہ نیت صحیح رکھی جائے۔ مثلاً زکوٰۃ سے نفس کا نفع اُخروی تو یہ ہے کہ رذیلہ بخل زائل ہوا۔ جو مانع تھا قبول عند اللہ میں کیونکہ اسکا منشا، تھا حُب دنیا اور حُب غیر اللہ۔ اور حب غیر کے ساتھ حُب حق جمع نہیں ہوتی اس لئے وہاں غیر محب کو مقبول ہی نہیں کرتے کہ غیرت حق مانع ہے۔ پس زکوٰۃ سے یہ نفع تو اُخروی ہوا۔ اور دنیوی یہ کہ غربا کو جب امرا کیطرف سے ملا تو قوم کے دو طبقے امیر و غریب باہم مربوط ہوئے جس سے قوم باہم مربوط ہو کر قوی ہو گئی یہ شخص خود محبوب القلوب بنا جس سے دنیا میں اسکی عزت و شوکت قائم ہوئی۔ تیسرے دنیا میں محفوظ ہو گیا۔ کیونکہ وہ غربا ہی تو اس کے مال کی چوری کرتے جب انھیں خود مفاد ہو رہا ہے تو وہ قانع ہو گئے اور ان کی قناعت انکی اخلاقی اصلاح ہے۔

نماز سے تعلق مع النفس کے سلسلہ میں تمردگی تو اضع آئی۔ مع اللہ کے سلسلہ میں قربت قرۃ عین۔ زکوٰۃ میں رذیلہ بخل گیا تعلق مع اللہ بڑھا خلق سے رابطہ ہوا۔ اسی طرح تمام احکام میں نفس خلق خالق تینوں کے حقوق کی ادائیگی رکھی گئی ہے۔ پھر منافع

میں دنیا و آخرت سب جمع ہیں۔

اسی طرح جہاد کو لیلو کہ اخروی نفع تو یہ ہے کہ لوجہ اللہ آدمی اپنے نفس کو بھی دے ڈالے جو سب سے زیادہ محبوب شئے تھی کہ جذبہ حب حق حب نفس کو بھی تج دے تو قرب حق کیسا نصیب ہوگا جو اعلیٰ مرتبہ قبول کی علامت ہے۔ اور دنیوی یہ کہ مال غنیمت اور دنیوی شوکت و اقتدار ہاتھ آیا۔ غلبہ جیسی نعمت مل گئی جس کے لئے دنیا اپنا عیش و آرام تک کھو دیتی ہے۔ پس جہاد سے دنیا و عقبیٰ دونوں ملیں۔ جیسے کسی بنیے نے کہا تھا کہ ان مسلمانوں کا کیا کہنا "دنیا میں رہے تو فقیر۔ مرگئے تو پیر" ورنہ دوسرے مذاہب کی رہبانیت آمیزی کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے صرف ایک چیز ہاتھ لگتی ہے۔ اگر عمل کرو تو آخرت ملتی ہے اور دنیا جاتی ہے اور اگر نہ کرو تو محض دنیا ہی ہے آخرت جاتی ہے کیونکہ ان احکام میں تہذیب روحانی کی صورت تہذیب جسمانی کے ساتھ تجویز کی گئی ہے۔ جوگیوں کا سنیاس دیکھو کہ گرمیوں میں آگ کے بیچ میں تپنا اور مالا جپنا۔ سردی میں برف پر بیٹھنا اور مالا جپنا۔ کیلی کیلوں پر بیٹھ کر ریاضت کرنا۔ تبت کے پہاڑوں پر گھٹنوں کے بل چل کر منزل طے کرنا اعضاء کو سینک سینک کر خشک کر لینا۔ ترک زینت پر آنا تو بال ناخن کو اپنے حال پر چھوڑ کر پیچھے ہٹ جانا۔ ترک لذائذ کرنا۔ ترک ملک کرنا تو بھیک کا ٹھوٹھرا لیکر نکلنا عیسائیوں کے یہاں ترک نکاح کرنا تو عورتوں کو حرام سمجھ لینا۔ بدھ مت میں ترک مساکن کرنا تو آبادی چھوڑ دینا۔ ترک لذائذ کرنا تو گوشت وغیرہ چھوڑ دینا۔ ان سب امور میں دنیا جاتی ہے زندگی تلخ ہوتی ہے بلکہ دنیا اجڑتی ہے تب جا کر کہیں آخرت بنتی ہے۔ بخلاف اسلام کے کہ اس نے بجائے ترک کرانے کے ان تمام چیزوں کا امر کیا ہے اور انہیں سنت اسلام قرار دیا ہے گھر بسانا۔ نکاح کرنا۔ نعمتوں کا استعمال۔ ہاں تعیش اور عیاشی سے بچایا ہے جس کا حاصل مبالغہ اور تکلف ہے نفس کے تحمل اور بساط کے قدر ترک بھی بتلایا ہے۔ ورنہ انتفاعات اور ارتفاقات کو اصل دین اور روح مذہب قرار دیا ہے۔ تاکہ حقوق خالق کے ساتھ حقوق مخلوق بھی ادا ہوں اور حقوق نفس بھی ادا ہوں۔

پس ہر حکم جامع دین و دنیا جامع جسم و روح ہے۔

اجتماعیت پھر اسلام صرف جامع ہی نہیں جیسا کہ ثابت کیا جا چکا ہے بلکہ مجمع بھی ہے اپنے پیروؤں کو گھیرنے اور جمع کرنے والا بھی ہے۔ اس نے اپنی برادری میں ایک ایسی اجتماعی شان پیدا کرنے کی داغ بیل ڈالی ہے جس سے اسکے پیروؤں کا کوئی ایک قبیلہ یا خاندان یا کوئی ایک وطن اور ملک یا کوئی ایک قوم و ملت ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کی بکھری ہوئی اسلامی برادری ایک ہی رشتۂ اخوت میں منسلک ہونے پر مجبور ہو جائے۔ کیونکہ اس نے پروگرام ہی وہ پیش کیا ہے جس کی رو سے انسان کی زندگی کا ہر ہر شعبہ انفرادی ہونے کے بجائے اجتماعی اور شخصی ہونے کے بجائے قومی ہو جاتا ہے اور کوئی انسان اسلامی مسلک پر جب بھی اپنے کو کوئی مادی یا روحانی نفع پہنچانا چاہیگا تو وہ خواہ مخواہ دوسرے کو بھی پہنچیگا۔ اور گویا ہر ہر شخص کیلئے اسلامی چیز پر عمل کر کے مفتاح خیر بنجاویگا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ ہر ایک فرد خود اپنے ساتھ اسقدر وابستہ نہیں رہ سکتا جس قدر کہ وہ اپنے مسلم بھائی کے ساتھ مربوط ہونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور انجام کار اسطرح ساری ہی دنیا اسلامی لائن پر چلکر صرف

مع صحابہ کرام مدینہ سے باہر احد کی پہاڑی کے دامن میں پہنچے۔ وہیں کفار مکہ بھی خیمہ زن ہو چکے تھے۔ اسی مقام میں جنگ ہوئی اور مسلمان باوجود قلت تعداد کے کامیاب ہو چکے تھے کہ ایک گھاٹی کے متعینہ دستے کے کچھ افراد دستے کے سردار اور سپہ سالار اعظم کی خلاف ورزی کر کے فتح کو شکست سے بدل دینے کے باعث ہوئے۔ اس فتح و شکست کے قصہ کو قرآن نے بھی بیان کیا ہے۔

ولقد صدقکم اللہ وعدہ اذ تحسونھم باذنہ حتی اذا فشلتم وتنازعتم فی الامر وعصیتم من بعد ما ارٰکم ما تحبون۔ (سورہ آل عمران رکوع ۱۵)	اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ تم سے سچا کر دکھایا جب کہ تم ان (مشرکوں) کو اس کی تائید سے قتل کر رہے تھے یہاں تک کہ جب تم بزدل ہو گئے اور مال غنیمت بارے میں نفسوں پر قابو نہ پا سکے اور تم نے باہم قائد (سردار) کے حکم کی بجا آوری میں اختلاف کیا اور اللہ اور اپنے رسول کی نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہارا محبوب (فتح و ظفر) دکھا چکا تھا۔

غرض مسلمانوں نے غیر محسوسات و محسوسات، منقولات و دیگر علوم و فنون میں خوب خوب جدت آرائیاں کر کے بڑے بڑے ائمہ مذاہب اور ماہرین فنون پیدا کئے۔ اور بہت سے علوم و فنون کی بنیاد ڈالکر بیشک عمارتیں کھڑی کر دیں اور قدما کے بہت سے علوم میں چار چاند لگا دیئے۔ لیکن عہد خلفاء کے بعد دنیا اور نام کے وارثان انبیاء نے اپنی اغراض فاسدہ کی خاطر حریت نظر و رائے کا جنازہ نکال دیا اگر ایک نے اپنی سطوت و جبروت سے آزادی رائے کو کچل ڈالا تو دوسرے نے مذہب کے نام پر ایک بیدار قوم کو تھپک تھپک کر سلا دیا۔ مسلمان اسی غفلت و جمود کی نیند سو رہے تھے کہ مغرب کے ہوشیار و بیدار انسانوں نے آنکھیں اور سائنس کی محیر العقول ایجادات اور سحر آفرین مصنوعات سے اب ان کے قلوب پر چھاپا مارا کہ مسلمان اندھا دھند مغرب کی تقلید کی رو میں بہے جا رہے ہیں اور یہ تقلید نہ صرف لباس و وضع میں ہے بلکہ یورپ سے جو الحاد و کفر کا طوفان اٹھتا ہے۔ دنیائے اسلام کی بربادی کا نیا سامان مہیا کرتا ہے گویا ہم مسلمان ایسے گنوار اور غیر متمدن و بے اصولے ہیں کہ نہ تو ہمارے پاس کبھی کوئی مادی اصول صنعت و ثروت کا تھا اور نہ ادبی اصول مذہب و معاشرت و لسان کا جس کی حفاظت یا واپس لانے کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہو۔ اور زیادہ مصیبت تو یہ ہے کہ ہم ان کی وضع و لباس، زبان و مذہب کی تو اندھی تقلید کرتے ہیں مگر ان کی محنت و جانفشانی، تدبیر و حکومت رانی، سائنس کی جدید ترقیات، صنعت و حرفت کے جدید آلات کے سلسلہ میں تقلید نہیں کرتے۔ اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ ایک طرف علمبرداران مذہب کے ایک گروہ نے مضحکہ خیز مراسم اور خلاف عقل اصوات و حرکات کو حقیقت و معرفت کے نام سے جاری کر حقیقت اسلام کو لہو و لعب کا تماشا گاہ بنا رکھا ہے۔ اور تنگ نظر مولویوں نے بہت سے غیر ضروری و خارج از اسلام امور کو ضروریات دین قرار دیکر اسلام کے دائرہ کو تنگ کر دیا ہے اور دوسری طرف یورپ زدہ نفس پرستوں اور حریت رائے کے مدعیوں نے اپنی حکمت و فلسفہ دانی اور وسعت علم و نکتہ فہمی کے جہل مرکب کے بوتے سے حقیقی ضروریات دین کو ٹھکرانا شروع کر دیا ہے جس کے باعث جدید و قدیم تعلیم یافتوں کے درمیان ایسی وسیع خلیج حائل ہو گئی ہے جس کا پاٹنا ناممکن نظر آتا ہے پھر اصلاح امت اسلامیہ کی کیا صورت ہو۔ بلکہ مغربی آثار کی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے مہلک اثر سے امت مسلمہ کی روز افزوں تباہی کا جو منظر سامنے ہے اس سے یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ خدانخواستہ مستقبل قریب میں مسلمانوں کی دینی و تمدنی حیات کی کشتی الحاد و کفر اور تمدن و معاشرت مغربی کے بھنور میں پڑ کر غرق نہ ہو جائے۔ ان تباہیوں سے نجات کی صورت صرف اس قرآن اسلام میں ہے جس پر پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو چلا کر روحانیت کی زندگی کو ایسے اعلیٰ تمدنی مقام پر پہنچا دیا کہ جس دور کے متمدن قوموں کا تصور بھی وہاں تک نہ پہنچا تھا اور یہ ثابت کیا کہ قرآنی تعلیم کے ماتحت جو حریت و روحانیت اور تمدن و معاشرت اور دولت و حکومت معتدلانہ حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ ہرگز محض انسانی دماغوں کے پیدا کردہ قواعد کے ماتحت نہیں ہو سکتی۔

دوسری حدیث میں باوجود صوم وصلوٰۃ کی پابندی کے اجتماعیت سے خروج کو خروج عن الاسلام سے تعبیر فرمایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے
انی امرکم بخمس اللہ امرنی بھن الجماعۃ والسمع والطاعۃ والہجرۃ والجہاد فی سبیل اللہ
انہ من خرج من الجماعۃ قید شبر فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ - الا ان
یراجع ومن دعا بدعوی جاھلیۃ فھو من جھنم قالوا یارسول اللہ وان
صام وصلی وزعم انہ مسلم قال وان صام وصلی وزعم انہ مسلم (مسند احمد)
اس حدیث میں پہلے جماعت اور شیرازہ بندی کا حکم دیا گیا ہے جس سے متحدہ نظام قائم ہوسکے اور وہ بغیر امیر کے نہیں ہوسکتا کہ وہ مرکز ہے اور مرکزیت بغیر شیرازہ بندی نہیں ہوتی۔ اس لئے نصب امام کا حکم دیا۔ پھر امامت بغیر سمع وطاعت کے چل نہیں سکتی اسلئے اتباع امام کا حکم دیا۔ اس میں مخل ہے نظام کفر اور وہ مخل اسی درجہ پر اگر ہوسکتا ہے کہ قوت پکڑ جائے جسکا دفاع قدرت سے باہر ہو جائے تو ہجرت کا حکم دیا گیا مگر نہ اس لئے کہ جائیں بچا کر بیٹھ جائیں۔ بلکہ اس لئے کہ یکسو ہو کر قوت فراہم کریں اعداد و استطاع اختیار کریں۔ اور اسباب عدد کو کام میں لائیں اور جب طاقت جمع ہو جائے تو اس مخل راہ کفر کو جہاد سے پست کریں۔ بہرحال اس حدیث میں خروج عن الجماعت کو (جس سے نہ ہجرت میں شرکت ہوسکتی ہے نہ جہاد میں نہ سمع وطاعت میسر آسکتی ہے نہ دعاوی جاہلیت سے بچاؤ) خروج عن الاسلام سے تعبیر فرمایا گیا ہے اگرچہ صوم وصلوٰۃ کی پابندی بھی کیجاری ہے۔ اس سے واضح ہوا کہ اسلام نام ہے فی الحقیقت ایک متحدہ نظام اور ایک منظم مسلک کا جسکی سطح سیاست ہے اور روح دیانت اور تعلق مع اللہ ہے اور جس کی انتہائی غرض اعلاء کلمۃ اللہ ہے نہ تعیش نسانی اور تن پروری

چنانچہ فرعون پر اس لئے لعنت بھیجی گئی کہ اس کی حکومت کی بنیاد رعیت کی تفریق پر تھی

ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا یستضعف طائفۃ منھم یذبح
ابناءھم ویستحیی نساءھم انہ کان من المفسدین۔ پارٹی سسٹم عموماً ملوکیت میں ہوتا ہے تو اس ملوکیت کو بھی منبع فساد فرمایا گیا۔ ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ
وکذلک یفعلون — غرض گروہ سازی کو اسلام نے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے اجتماعیت کلیہ پیدا کی کہ راعی ورعایا میں بھی محبت باہمی ہو اور خود رعایا میں باہم بھی یگانگت ہو۔ ان کے جتنے امور ہوں وہ اجتماعیت لئے ہوئے ہوں۔ پس پہلی اجتماعیت جو اسلام نے قائم کی وہ اجتماعیت نظری ہے جس کو اتحاد مسلکی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ پھر چونکہ اسلام جامع ادیان واقوام تھا اور اسکی اجتماعیت کبریٰ سارے عالم پر حاوی تھی۔ اس میں دنیا کے ہر کالے گورے اور سرخ و زرد رنگ کے انسانوں کے لئے پیغام عام تھا تو اس لئے ضروری تھا کہ تفریق عام کی ممانعت کے بعد ان مختلف الالوان اور مختلف الطبائع انسانوں میں باہم ایک خاص ربط دیا جائے وہ اس دین کے ذریعہ قوموں اور ذاتوں کی خصوصیتیں اور گروہ بندیوں کا نظام ختم کیا جائے نہ رنگ و بو کے لحاظ سے انسانوں کی تقسیم ہو نہ وطن اور سرزمین کے لحاظ سے ہو نہ نسب اور قبائل کے لحاظ سے ہو بلکہ ہملکہ

کو عام مساوات کا سرچشمہ قرار دیکر اسکی تصریح کردی کہ جنس انسانی سب مثل ایک کنبہ کے ہے جس کے باپ آدم اور ماں حوا ہیں اور اس کنبہ نے قوموں اور قبیلوں کی تقسیم میں اس لئے قدم نہیں رکھا ہے کہ وہ باہم ایک دوسرے پر تفوق جتائیں یا آپس میں لڑ جھگڑ کر خونریزی کرتے رہیں بلکہ انکی یہ تقسیم محض باہمی شناسائی اور مبادلۂ منافع کے لحاظ سے ہوئی۔ چنانچہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی و جعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ وطن کے لحاظ سے فرمایا، الا لا فضل لعربی علی عجمی۔ اور اسی بنا پر قرآن کریم کے خطابات اپنے احکام رسانی میں کسی مخصوص قوم یا خاص معین گروہ کیلئے نہیں ہوتے بلکہ تمام بنی نوع کی طرف ہوتے ہیں جیسا کہ چند آیات اس سلسلہ میں گذر چکی ہیں پھر اس جامعیت کو قائم کرنیکے لئے اسلام نے دو موثر صورتیں اور اختیار کیں ایک تو یہ کہا کہ وہ کوئی نیا دین نہیں ہے جو صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی آیا اور پچھلے اس سے ناآشنا ہوں۔ بلکہ یہ وہی دین ہے جو آدم سے چلا اور خاتم الرسل تک پہنچا۔ چنانچہ قرآن کریم میں جگہ جگہ پیغمبروں کی طرف اسلام ہی کو منسوب کیا گیا ہے۔ پھر صاف لفظوں میں اجمال کے ساتھ قرآن کریم نے اعلان کیا کہ یہ اسلام وہی اولین دین ہے جسے خدا وند کریم نے اگلے زمانے کے تمام رسولوں پر وحی کے ذریعہ نازل کیا تھا۔ ارشاد ربانی ہے۔ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا و الذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم و موسی و عیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔

اور فرمایا۔ قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ۔ اور جبکہ یہی دین پچھلوں کا بھی تھا تو اس اسلام پر آدم ہی کے وقت سے ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا۔ قالوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم و اسمعیل و اسحق و یعقوب والاسباط وما اوتی موسی و عیسی وما اوتی النبیون من ربھم لا نفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون۔ ارشاد نبوی ہے۔ نحن معاشر الانبیاء بنوا لعلات ابونا واحد وامھاتنا شتی۔ (ای دیننا ۱۲) (ای شرائعنا ۱۲) پس اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ وہی قدیم دین ہے جسے اللہ نے ہر ایک نبی اور رسول کی معرفت نوع انسان کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ لیکن ان رسولوں کے بعد انقلاب پسند طبیعتوں نے قلت مبالات سے اس دین میں نقص و تغیر ڈالدیا یا اقوام عالم کے احبار و رہبان نے خوض و تعمق سے وقتاً فوقتاً اسکی کتابوں میں اضافے کئے اور بدل سدل دیا جس سے دین کی اصلی صورت قائم نہ رہی۔ اس لئے آخری پیغمبر کے ذریعہ اس کی کامل و مکمل اصلاح کیگئی اور دین کو نکھار کر اس کی اصلی شکل دکھلائی گئی۔ پس اسلام درحقیقت تمام ادیان عالم کی خوبیوں کا نچوڑ ہے اور وہ کبھی یہ نہیں کہے گا کہ تم اپنے سابقہ عقائد چھوڑ دو جبکہ وہ پچھلی کتابوں کا مصدق ہے۔ ہاں وہ ان عقائد کو چھڑائیگا جو کتابوں کے خلاف لوگوں نے خود ساختگی سے پیدا کئے اور کتاب الٰہیہ کی طرف منسوب کر دیئے اسکا لازمی ثمرہ

اس جامعیت پر منتج ہوتا ہے کہ کسی ذی عقل کو اسلام میں آنے سے کوئی ادنیٰ رکاوٹ نہ ہوگی بلکہ وہ اسلام میں آنا خود اپنے دین میں آنا تصور کریگا جو اس سے اوجھل تھا اور وہ چند انسانی اختراعات کو اپنا دین سمجھے ہوئے تھا جن کو بلا سند اس نے قبول کر رکھا تھا۔ پس اسلام نے جامع اقوام اور دائمی شریعت ہو کر اس جامعیت کو واقع کرنے کی ایک تدبیر تو یہ اختیار کی کہ انسانوں میں سے گروہ بندی اور امتیازات نسل و قوم ختم کئے دوسری یہ کی کہ کسی دین کو بھی اس نے پہلو سے نکلنے نہیں دیا اور اس کی صداقت کی آدم سے تا زمانۂ ختم نبوۃ ذمہ داری لیلی رد و انکار جو کچھ کیا وہ ان رخنہ اندازیوں پر کیا جو خلاف دلیل اور بے سند اس دین کا جزو بنا دی گئی تھیں۔ اور اس لحاظ سے گویا کسی سابق دین والے کو اس نے اس کے سابق دین سے نکلنے کی دعوت نہیں دی بلکہ اسی کے اصلی دین کی طرف لوٹ جانے کا راستہ دکھلایا۔ مگر چونکہ وہ راستہ سند کے ساتھ صرف قرآن نے پیش کیا تھا اس لئے اتباع قرآن کے ذریعہ سے اُن کے سابقہ مذاہب کی تصدیق کرائی۔ پس ایک عیسائی اسلام میں داخل ہو کر ہی اصلی معنی میں عیسائی رہ سکتا ہے نہ کہ موجودہ عیسائیت کی صورت میں جس میں عیسائیت اور غیر عیسائیت کی آمیزش بلاتمیز کافی عرصے سے ہو چکی ہے یعنی متبع قرآن ہو کر ہی متبع انجیل بن سکتا ہے نہ کہ براہ راست انجیل پڑھ کر۔ کیونکہ وہ قابل اعتماد طریق پر محفوظ اور باقی ہی نہیں ہے۔ اسی کے ساتھ اسلام نے اپنی ہمہ گیری اور جامعیت کو بروئے کار لانے کیلئے اپنا تیسرا بنیادی اصول یہ قرار دیا کہ ایک مسلمان تمام انبیاء و رسل اور تمام داعیان مذاہب پر ایمان لائے اُنکی عظمت و بزرگی اپنے ایمان کا جزو اعظم سمجھے خواہ انھیں جانتا ہو یا نہ جانتا ہو قرآن نے بھی بعض کا تذکرہ نام بنام کیا ہے اور بہت سوں کا نہیں فمنهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك ادھر قرآن نے اُن پر رہنمائی کی کہ کوئی قریہ ملک وطن اور کوئی قوم رسولوں اور ہادیوں سے خالی نہیں چھوڑی گئی۔ وان من امة الا خلا فيها نذير ولكل قوم هاد وما كنا معذبين حتى نبعث رسولا۔ پس جبکہ ہر خطے میں خواہ وہ ہند ہو یا سندھ، روم ہو یا روس چین ہو یا جاپان اور اسی طرح کوئی قوم ہو ہندو ہو یا عیسائی یہودی ہو یا بدھسٹ ہر ایک کے پاس نبی آئے ہیں خواہ ہمیں معلوم ہوں یا نہ ہوں اور ان سب پر بالاجمال ایمان لانا اور انکی تصدیق کرنا ضروری ہے۔ تو اسکا لازمی نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ کسی قوم اور وطن میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نہ تعصب کی آگ بھڑک سکتی ہے نہ آتش حسد اُٹھ سکتی ہے بلکہ ہر قوم کے لوگ خواہ مخواہ بھی ادھر توجہ کریں گے کہ جب یہ ہمارے بزرگوں اور پیشواؤں کی اس حد تک تعظیم کرتے ہوئے بھی ایک دین پیش کر رہے ہیں تو اسے دیکھنا تو چاہئے کہ وہ کیا ہے؟ ضرور ہے کہ اس میں ہمارے ادیان کا خلاف تو ہو نہیں سکتا کہ اُنکی وہ تصدیق کر رہے ہیں پھر ہم سے خلاف کس چیز میں ہے؟ یہ جذبہ اُنھیں مجبور کریگا کہ وہ اپنے عقائد کا جائزہ لیں اور سمجھیں کہ آیا یہ وہی عقائد ہیں جو ہمارے مقدس بزرگوں سے ہو سکتے ہیں یا ان میں درمیان میں کوئی خلاف عقل و طبع آمیزش ہوئی ہے یہ تفتیش ہو کھوج اُنھیں کشاں کشاں اسلام کیطرف لے آئیگی۔ اور وہ سمجھ لیں گے کہ وما اختلف الذين اوتوا الكتاب الا من بعد ما جاءهم العلم بغيا بينهم کے ماتحت اصلی دین میں رد و بدل ہوا ہے اور اس نوع

حق کے بعد جبکہ وہ ان اختراعیات سے کنارہ کش ہو جائیں گے اور پھر صحیح عقیدہ اپنے دین کا اور اپنے بزرگوں کے دین کا تلاش کرینگے تو وہ سند کے ساتھ اسلام ہی میں ملے گا۔ اس لئے قدرتی طور پر انکا دین اسلام ہو جائیگا۔ بہرحال اسلام نے اپنی جامعیت اور ہمہ گیری اقوام کے برپا کرنے کے بھی تین راستے اس لئے پیدا کئے کہ ادیان سابقہ کی تصدیق کی پیشوایان سابق کی تعظیم کی۔ اور پھر اقوام میں قوموں کے معیار توڑ دئے جس سے عقلاً تمام بنی آدم کو جمع ہو کر اسلام میں چلے آنیکا راستہ کھل گیا اور اسکی جامعیت اقوام واضح ہو گئی۔ اس صورت سے اسلام کا کلمہ تمام اقوام کا کلمہ ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ انصاف اور عقل سلیم سے غور کریں اور تمام خیالات سے خالی ہو کر ایک جویائے حق کی حیثیت سے میدان تحقیق میں آئیں۔

اجتماعیت عملی ۔ مگر یہ اجتماعیت نظر و فکر یا اجتماعیت مسلک قائم نہیں رہ سکتی تھی جب تک کہ عملی پروگرام اجتماعی نہ ہو جس کے ذریعہ یہ فکر مستحضر رہے اور لوگ اس فکری نقطہ نظر سے ہٹنے نہ پائیں تو اسلام نے اجتماعی پروگرام پیش کرنے میں اعجاز سے کام لیا ہے اور محیر العقول طریقے پر عملی اجتماعیت کے نمونے پیش کئے ہیں۔ اس کی پہلی روش یہ ہے کہ مسلمان انقطاعی زندگی شخصی حیات اور انفرادیت سے بچ کر عمل کے اجتماعی میدان میں آئیں اور جماعتی زندگی اختیار کریں۔ جو کام بھی ہو ملکر ہو۔ پس اجتماعیت عملی کے معنی ہوئے اشتراک فی العمل کے یعنی وہ اشتراکیت جو دارین میں پوری جماعت مسلمین کیلئے نافع ثابت ہو۔ اس کے لئے اسلام نے اصولی تعلیم الگ دی ہے اور فروعی الگ۔ اصولی ہدایات میں دو پہلوؤں سے کام لیا ہے ایک منفی ایک مثبت یعنی کہیں اجتماعیت عمل کا صریح حکم موجود ہے جس سے انفراد کی نفی لازم آتی ہے اور کہیں انفراد کی نفی صریح ہے جس سے اجتماعیت بطور لزوم ثابت ہو رہی ہے۔ انفراد کی نفی کے بارہ میں حدیث نے فرمایا لا رھبانیۃ فی الاسلام۔ (اسلام میں انقطاع عن الدنیا نہیں ہے) یعنی دنیا سے الگ تھلگ رہنا، ترک تعلقات اور ترک لذات کر لینا، جنگل میں جا بیٹھنا، گوشہ گیری، کنج عزلت اختیار کر لینا، نہ کمانا، نہ کسب کرنا نہ ملنا، نہ جلنا، نہ بیوی نہ بچے وغیرہ۔ اس رہبانیت کو اسلام نے مٹا دیا ہے۔ حالانکہ یہ رہبانیت احبار و رہبان نے بد دین بادشاہوں سے تنگ آکر محض عبادت کیلئے نیت سے اختیار کی تھی یا یکسوئی خاطر کیلئے۔ لیکن اُسے قرآن نے قابل ملامت بتلاتے ہوئے ابتغاء رضوان اللہ کی ضد بتلایا۔ جس کے معنی وہی ہوگئے کہ اسلام میں عبادت تک بھی وہی معتبر ہے جو اجتماعیت کے ساتھ ہو اور مل جل کر جماعتی حیثیت سے ادا ہو۔ بلکہ شریعت نے اگر رہبانیت بھی بتلائی تو وہ بھی اجتماعیت کا انتہائی مظاہرہ ہے۔

عن عثمان بن مظعون قال یا رسول اللہ ائذن لنا فی الاختصاء فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیس منا من خصی ولا اختصی (خصی ہوا یا خصی کیا)، فقال ائذن لنا فی السیاحۃ (یہ تفریحی سیر و سیاحت نہیں بلکہ وہی رہبانی سفر ہے جس میں جنگلوں میں گھومنا اور خانہ بدوش رہنا ہوتا تھا جیسے آج ہندو سنیاسی کرتے ہیں) فقال ان سیاحۃ امتی الجھاد (اس میں انتہائی اجتماعیت ہے مگر اس معنی پر رہبانیت کہا گیا کہ مجاہد دنیا کے سب حظوظ و تعلقات ترک کر کے اللہ کے راستہ میں جان دینے کے لئے نکل کھڑا ہوتا ہے جس سے واضح ہوا کہ اسلام ترک دنیا بالقلب سکھلاتا ہے۔ یعنی خلوۃ در انجمن، فقال ائذن لنا فی الترھب فقال ان ترھب امتی الجلوس فی المساجد انتظار الصلوۃ۔

(مشکوٰۃ)

اور جو بزرگان دین سے چلہ کشی یا ترک لذات اور ترک یا تقلیل تعلقات کی صحیح اور سچی روایات ہیں سو وہ معالجات ہیں جو برائے چندے کرائے جاتے ہیں اور اسی لئے مبتدیوں کیلئے ہیں تاکہ یکسوئی قلب میں قائم ہو کر ذکر اللہ کا رسوخ ہو جائے۔ اور بعد رسوخ جب وہ تعلقات کے رشتوں میں منسلک ہوں تو خوف خدا رکھ کر ادا حقوق کر سکیں اور ان تعلقات میں منہمک ہو کر آخرت سے غافل نہ ہو جائیں۔ اور وہ بھی بے اصل نہیں سے بعثت سے پہلے کی زندگی بلکہ بعد بعثت ابتدائی اسلام کا دور تحنث اور تخلی کا گزرا ہے۔ سو یہ محض ابتدائی دستور ہے جو تعلقات کی استواری کے لئے مقدمہ ہے اس لئے یہ ترک تعلقات بھی تعلقات ہی کی خاطر مطلوب ہوا۔ اور اس طرح مقصود اصلی پھر وہی اجتماعیت نکل آئی۔ ہاں جب کوئی ایسا فساد عام کا وقت آجائے کہ اجتماعیت کی زندگی قابو میں نہ رہ سکے ہر شخص کا قلب خودی اور خود غرضی میں غرق ہو کر ذکر و فکر سمع و طاعت سے بے نصیب ہو جائے اور اب تعلقات مفید ہونے کے بجائے مضر ثابت ہونے لگیں۔ نہ ایثار کا پتہ ہو نہ تواضع کا نہ دیانت رہے نہ امانت تو پھر بلاشبہ تخلی اور انقطاع کی اجازت ہے

اذا رأیت شحا مطاعا وھوی متبعا واعجاب کل ذی رأی برایه فدع امر العوام وعلیك بنفسك خاصۃ چنانچہ یا ایھا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ یہ آیت اس آخری زمانہ کے لئے اتری ہے جو فساد عالم کا دور ہوگا اور جبکہ قیامت کی علامت کبری کا ظہور ہوگا۔ بہرحال اجتماعیت عمل کیلئے ایک تو یہ منفی پہلو تھا اسی کے دوش بدوش مثبت پہلو یہ ارشاد فرمایا گیا کہ تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان تعاون باہمی سے کام کرنا بھی اشتراک فی العمل ہے۔ اسی کے ساتھ ترک تعاون کا راستہ بتلایا گیا کہ وہ اثم و عدوان ہے۔ جسکا حاصل یہ نکل آیا کہ انفرادیت کی ضرورت شرور و فتن میں ہے نہ کہ خیرات و طاعات میں۔ کیونکہ اجتماعیت خود ایک خیر ہے جسمیں ایک کی برکت دوسرے کو پہنچتی ہے۔ جس سے مقبولیت و محبوبیت تو عند اللہ بڑھتی ہے۔ قوت و شوکت دنیا میں قائم ہوتی ہے اور سہولت و راحت نفس کیلئے حاصل ہوتی ہے اور یہی تین نسبتیں ایک جن کیلئے دنیا میں جد وجہد کیجاتی ہے یہ تینوں نسبتیں بیکدم اجتماعیت ہی سے حاصل ہو سکتی ہیں نہ کہ انفرادیت سے۔ انفرادیت میں زیادہ سے زیادہ قبول عند اللہ کی کچھ صورتیں پیدا ہو جائیں گی۔ لیکن اس دینی کردار کی نہ تو کوئی شوکت مخلوق میں قائم ہو سکتی ہے اور نہ ہی نفس کیلئے کوئی سہولت و داشت پیدا ہو سکتی ہے۔ اور قرآن کریم نے پر کی ۱۴۔ اصولی انواع گنائی ہیں جنہیں تعلق مع اللہ، تعلق مع الخلق اور تعلق مع النفس کے سارے ہی اصول آجاتے ہیں جیسا کہ آیت کریمہ ولکن البر من امن باللہ میں تفصیل ارشاد فرمائی گئی ہے۔ اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ اخلاق ہوں یا اعمال، احوال ہوں یا اقوال، معاشرت ہو یا معیشت، دیانت ہو یا سیاست، عبادت ہو یا ریاضت سب میں تعاون باہمی مطلوب ہے۔ گویا اجتماعیت عمل تمام انواع دین میں مامور بہ اور مطلوب ہے اور انفرادیت متروک۔ اسلام میں اجتماعیت کی یہ تو اجمالی تعلیم ہے۔ اگر اس کی تفصیل مطلوب ہو تو یوں غور کرو کہ حکمت عملیہ کی تین قسمیں ہیں۔ تہذیب نفس جس میں تمام عبادات، ریاضات مجاہدات وغیرہ آجاتے ہیں۔ تدبیر منزل جس میں تمام خانگی زندگی ازدواج، قرابتیں، تعلقات، لین دین، میل جول، شفقت و مدارات، اور معاملات باہمی وغیرہ سب آجاتے ہیں۔ سیاست مدن جس میں امامت و امارت، رفاہ ملک، تمدن، تجارت

زراعت، محصولات، دیوانی، فوجداری، ملازمتیں، فوج، جنگ، صلح، معاہدہ، ہجرت، جہاد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر۔ تبلیغ وارشاد، تعلیم وتربیت، مدارس ومکاتب کا اجراء، اور اقوام عالم سے معاملات وغیرہ سب داخل ہو جاتے ہیں۔ پس تہذیب نفس کے سلسلہ میں دو اصولی چیزیں آتی ہیں۔ "اماتت نفس اور عبادت رب" جسے تزکیہ کہتے ہیں۔ تدبیر منزل کے درجہ میں دو اصولی چیزیں آتی ہیں۔ "اعتنا بنفس اور ایثار خلق" جسے حسن معاشرت کہتے ہیں۔ اور سیاست مدن کے تحت میں دو چیزیں آتی ہیں "استیصال باطل اور اعلاء حق" جسے حسن نظام وامن کہتے ہیں۔ انسان کی ساری زندگی ان ہی تینوں انواع اور انہی شش گانہ اصول کا پھیلاؤ ہے اور ان ہی شش گانہ امور کو اسلام نے اجتماعی بنادیا ہے تو گویا انسان کی ساری زندگی اجتماعی ہو جاتی ہے جبکہ وہ اسلام کے دائرہ میں آجائے۔ پہلی ہی نوع کو لے لیجئے۔

نوع اول۔ تہذیب نفس اور تزکیہ۔ یعنی اماتۂ نفس اور عبادت رب کے سلسلہ میں حقیقتاً تمام عبادات کی اصل اصول صلوٰۃ ہے جس میں عبادۃ کی حقیقت یعنی نہایت تذلل پائی جاتی ہے کہ ناک زمین پر رگڑی جاتی ہے نوافل وسنن اس کے متممات میں سے ہیں اذکار و اشغال اس کے مبادی میں سے ہیں، طہارت ونزاہت اس کے مقدمات میں سے ہے۔ ترک ہوائے نفس یعنی اماتۂ نفس اس کے بواعث میں سے ہے پس اصل مقصود دائرۂ عبادت میں صرف نماز رہجاتی ہے جو جامع ترین عبادت ہے۔ مگر اسی میں سب سے زیادہ اجتماعیت کا اہتمام کیا گیا ہے اور جماعات وجمعات کو اہم بنا کر مشروع کیا گیا تاکہ انسانی عبادت رہبانیت اور انفرادیت سے نکل جائے۔ فریضۂ صلوٰۃ میں روزانہ پانچ اجتماعات رکھے گئے ہیں جو مسجد میں ہوں اور یہ اجتماعیت اس درجہ میں آگئی کہ نماز کی افضلیت اور اس کے اجر کی زیادتی ہی جماعت اور پھر تکثیر جماعت پر دائر کردی گئی۔ جیسا کہ اسکے بالمقابل دوسرے مذاہب میں عبادت کی افضلیت تخلی اور انفرادیت پر دائر تھی جس کے لئے ہندومت نے ترک لذت وسکونت رکھا۔ عیسائیت نے ترک نکاح ومودت رکھا۔ بدھ مت نے ترک تعلقات کلی رکھا۔ گویا اور مذاہب نے عبادت کی تکمیل اس شرط کے ساتھ کی ہے کہ نسلیں منقطع ہو جائیں۔ شہر اجڑ جائیں۔ دنیا میں الّو بولنے لگیں اور کسی کو کسی سے کچھ مطلب نہ ہو۔ انسان کی مدنی فطرت پامال ہو جائے اس کے تمام طبعی اور فطری جذبات سرد پڑ جائیں۔ لیکن اسلام نے تمام جذبات کو بیدار رکھکر۔ تمام تعلقات کو استوار رکھکر۔ شہروں کی آبادیاں قائم رکھکر تعلقات کے ہجوم میں عبادت رب کا راستہ بتلایا ہے۔ اور جس عبادت میں جس درجہ اجتماعیت اور اشتراکیت ترقی کرتی جائے اسی حد تک اسے افضل واکمل قرار دیا۔ چنانچہ نماز کی فضیلت کو دائر کر دیا گیا اجتماعیت اور اس کی تکثیر پر ارشاد نبوی ہے۔ صلوٰۃ الجماعۃ تفضل صلوٰۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ۔ یعنی قرب مع اللہ جب ہی بڑھے گا جبکہ اس میں اجتماعیت آجائیگی پھر فرمایا کہ مقام قرب اور تزکیۂ نفس کے مقامات اسی حد تک ترقی کریں گے جس حد تک ان میں اجتماعیت آتی جائیگی ارشاد نبوی ہے۔ وان الصف الاول علی مثل صفوف الملائکۃ ولو علمتم ما فضیلتہ لابتدرتموہ وان صلوٰۃ الرجل مع الرجل ازکی من صلوتہ وحدہ وصلوتہ مع الرجلین ازکی من صلوتہ مع الرجل وما کثر فھو احب الی اللہ۔ (مشکوٰۃ ص ۹۶)

اسلام اور بحث و نظر کی آزادی

(از جناب مولانا اصغر حسین صاحب پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ)

قرآن پاک نے عموماً عالم طبیعات کی طرف نظر و فکر کرنے کی توجہ دلا کر اور خصوصاً اہل فہم و تفقہ کو نظام معاملات اور فروع عبادات کے بارے میں استنباط احکام کی اجازت دیکر ادبی ترقیات کی کلید مسلمانوں کے ہاتھ میں دیدی۔

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت والی السماء کیف رفعت۔ والی الجبال کیف نصبت۔ والی الارض کیف سطحت (سورۃ الغاشیہ)

کیا وہ اونٹوں کی طرف نظر نہیں کرتے کہ کیسے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور آسمان کی طرف کہ کیسا بلند کیا گیا ہے۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ کیسے کھڑے کئے گئے ہیں اور زمین کی طرف کہ کیسے بچھائی گئی ہے۔

واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم (النساء رکوع ۱۱)

اور جب انکے پاس کوئی خبر امن کی یا ڈر کی پہنچتی ہے تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اسکو حوالہ کر دیتے رسول اور ان میں سے سمجھدار لوگوں کے تو مصلحت معلوم کر لیتے جو مصلحت کی بات نکالتے ہیں۔

یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر (النساء رکوع ۸)

اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے اہل علم ہیں انکی۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف ہو تو اسکو اللہ یعنی قرآن اور رسول یعنی حدیث کیطرف رجوع کر کے فیصلہ کر لیا کرو اگر تم اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو۔

چنانچہ نظر و فکر کے حق آزادی نے مسلمانوں کو موقع دیا کہ خود بدولت رسالت پناہ کی حیات ہی میں فروع عبادات و نظام اجتماع کے متعلق رائے زنی اور قیاس آرائی کا جوہر دکھائیں۔ اور خود صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے تصویب رائے کی سند حاصل کریں۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاحزاب لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظۃ فادرک بعضھم العصر فی الطریق فقال بعضھم لا نصلی حتی ناتیھا وقال بعضھم بل نصلی لم یرد منا ذلک فذکر ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعنف واحدا منھم۔ (رواہ البخاری فی باب غزوۃ الخندق)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احزاب کے موقع میں فرمایا کہ بنی قریظہ کے سوا کوئی عصر نہ پڑھے۔ مگر راستہ ہی میں عصر کا وقت ہو گیا تو بعضوں نے کہا کہ حکم صریح کے مطابق ہم وہیں جاکر پڑھیں گے اور بعضوں نے وقت پر نماز پڑھنے کے حکم کے ماتحت یہ خیال کیا کہ حضور کی مراد نماز سے منع کرنا نہیں بلکہ جلد پہنچنا ہے اس لئے نماز پڑھلی۔ حضورؐ سے جب اس کا تذکرہ کیا گیا تو کسے کسی کو سرزنش نہ فرمائی۔

جنگ احد کے موقع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر ضعیف العمر صحابہ کی رائے تھی کہ مدینہ ہی میں رہکر مدافعت کیجائے مگر نوجوانوں نے اپنی آزادانہ رائے پیش کر کے اسکی ناموافقت ظاہر کی چنانچہ کثرت رائے یہی ٹھہری کہ مدینہ سے باہر نکلکر مقابلہ کرنا چاہئے۔ آخر سرور عالم صلعم

اقوام کی ذہنیت ہی اجتماعیت کیطرف نہ چل سکی اور اس لئے نہ وہ اجتماعی عبادت ہی کر سکیں اور نہ اجتماعی دن پا سکیں جسکی ذات میں اجتماعیت کی شان بھی گئی تھی۔ مگر الحمدللہ کہ مسلمان اس دن کو پا گئے جو مقصود الٰہی تھا اور اجتماعی تھا یعنی جمعہ کہ وہ یوم تکمیل خلق تھا اسی دن آدمؑ پیدا کئے گئے جو مقصود خلقت تھے اور حقیقت جامعیت تھے جن میں ساری مخلوقات کے نمونہ موجود تھے اور انکی خلقت کا مقصود ہی عبادت تھی وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون تو مسلمانوں نے اس دن کو انتخاب کر کے نہ صرف عبادت ہی کی توفیق پائی بلکہ اجتماعی عبادت کی توفیق پائی کہ یہ دن بھی اجتماعی تھا اس میں واقع شدہ امور بھی اجتماعی تھے اور انسان جو محض عبادت کیلئے بنایا گیا وہ خود بھی حقیقتہً جامع تھا۔ اس لئے قدرتی طور پر مسلمانوں کی رہنمائی اجتماعی عبادت کی طرف ہوئی جسکا نام صلوٰۃ جمعہ ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی میں اس دن کے انتخاب کا واقعہ مفصل مذکور ہے پھر اس یوم جامع میں نماز جمعہ رکھی گئی تو اس حد تک اس میں اجتماعیت ملحوظ ہے کہ یہ نماز بلا جماعت ہوتی ہی نہیں۔ پھر جماعت بھی معمولی نہیں کہ اس میں دو بھی کافی ہوتے ہیں یہاں امام کے علاوہ دو شرط ہیں۔ پھر بڑی جماعت ہو تو وہ بھی عام مساجد کی سی روزانہ کی جماعت مطلوب نہیں کہ مسجد محلہ میں تو اہل محلہ کی جمعیت ہی کافی ہو جاتی ہے بلکہ یہ مطلوب ہے کہ سارے شہر کے لوگ جمع ہوں اور اسی لئے مسجد جمعہ کا نام مسجد جامع رکھا گیا ہے جس میں سارے اہل شہر سما سکیں۔ پھر اسی پر بس نہیں کہ شہر والے ہی جمع ہوں بلکہ آس پاس کے رہنے والے بھی ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔ الجمعۃ علی من آواہ اللیل۔ اے فی وطنہ بعد مراجعتہ من الجمعۃ، جمعہ اس پر ہے کہ جس کے وطن اور اس موضع میں جہاں صلوٰۃ جمعہ ادا کر رہا ہے ایسی مسافت ہو کہ بعد ادائے جمعہ رات سے پہلے پہلے اُسے وطن لوٹنا ممکن ہو اور رات اُسے ٹھکانا دے سکے یعنی مسافت عدوی پر ہو۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے مسافر پر جمعہ واجب نہیں جس کی مسافت قصری ہو بلکہ اس مسافر پر واجب ہے جس کی مسافت عدوی ہے۔ یعنی وہ بعد جمعہ گھر لوٹ سکے۔ اس سے واضح ہوا کہ محض سکان بلد ہی پر واجب نہیں بلکہ مقیمین فی البلد پر بھی ہے جو مسافر شرعی نہ ہوں۔

مقصد یہ ہے کہ محلے، شہر، قرب و جوار یعنی توابع مصر اور مقیمین مسافت عدوی پر جمعہ واجب فرمایا گیا تاکہ اس تعبدی اجتماع کی صورت زیادہ سے زیادہ پیدا ہو سکے اور بسہولت ہو سکے۔ اہل دیہات کو اگر مستثنیٰ رکھا گیا تو اس لئے کہ ان کا شہروں میں جمع ہونا تکلف سے خالی نہ تھا۔ پس اجتماعیت ہی کے معیار سے وجوب جمعہ بھی ہے اور اجتماعیت ہی کے معیار سے سقوط جمعہ بھی۔۔۔

کوائف دارالعلوم

(بقیہ صفحہ [illegible])

کو دیئے گئے تھے اصولی اور آئینی طور پر صدر مہتمم صاحب کے لئے تسلیم کیا گیا تھا۔ مجلس نے مسودہ پر غور کرنے کے وقت جب یہ دیکھا کہ اب تک عملی طور پر ادارہ کے تمام مرکزی فرائض حضرت مہتمم صاحب ہی انجام دیتے رہے ہیں تو آئین میں بھی یہ فرائض مہتمم صاحب ہی کیلئے تسلیم کرلئے اور مسودہ کی دفعہ [illegible] کے ذریعہ فرائض اہتمام کو صدر مہتمم صاحب کیطرف منتقل کرنیکی بجائے مہتمم صاحب کے لئے باقی رکھے۔ اب مسودہ کی دفعہ [illegible] زیر بحث آئی جسمیں دائرۂ اہتمام کے کل اختیارات حضرت صدر مہتمم صاحب کو سپرد کردینے کی تجویز کیگئی تھی لیکن اس دفعہ پر اراکین میں کافی اختلاف رونما ہوا گفتگو اس اصول پر تھی کہ جس کے ہاتھ میں جس قدر عمل ہو اسی قدر اُسے اختیارات کی بھی ضرورت ہے۔ ایک جماعت کی رائے تھی کہ جب دفعہ [illegible] کی کلی عملی ذمہ داریاں مہتمم صاحب کیلئے تجویز کی گئی ہیں تو دفعہ [illegible] کے یہ دفتری اختیارات بھی کلی طور پر مہتمم صاحب ہی کیلئے مخصوص ہونے چاہئیں۔ دوسری جماعت کی یہ رائے تھی کہ اختیارات نہ تو کلیتہً مہتمم کو دیئے جائیں نہ صدر مہتمم کو بلکہ ان دونوں عہدوں پر تقسیم کردیئے جائیں۔ بہرحال اس مسئلہ پر اس حد تک اختلاف رونما ہوا کہ مجلس کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکی اور دستور اساسی کی ساری بحث دفعہ [illegible] ہی پر آکر رک گئی۔ مجلس شوریٰ منعقدہ شوال [illegible] میں بعض اراکین محترم نے پھر تحریک کی کہ دستور اساسی کا باقی ماندہ مسودہ عرصہ سے رکا ہوا پڑا ہے اور تاوقتیکہ دستور کی مکمل خواندگی اور منظوری نہ ہوجائے جو حصہ منظور ہوچکا ہے وہ بھی نافذ نہیں ہوسکتا اس لئے نہایت ضروری ہے کہ آئندہ مجلس شوریٰ میں دائرۂ اہتمام کی طرف سے یہ مسودہ پیش کیا جائے اور سعی کیجائے کہ وہ آخری صورت میں منظور ہوکر ختم ہوجائے۔ چنانچہ حسب ارشاد مجلس جلسہ شوریٰ منعقدہ ذی الحجہ [illegible] میں دستور کا بقیہ حصہ پیش کردیا گیا۔ مجلس نے دفعہ [illegible] سے بحث کا آغاز کیا۔ مجلس کی نظروں سے اب بھی یہ حقیقت مخفی نہ تھی کہ اختیار بقدر عمل ہونا چاہئے۔ اور جبکہ مہتمم صاحب ہی عملاً پورے ادارہ کے ذمہ دار ہیں تو انھیں کو اختیار بھی دیئے جانے چاہئیں نیز [illegible] سے [illegible] تک کے مسلسل تجربے سے بھی ثابت ہوچکا تھا کہ ذمہ داری اور بے اختیاری اصولاً جمع نہیں ہوسکتیں اور یہ واضح ہوچکا تھا کہ مہتمم صاحب کو اس بے اختیاری کے ساتھ فرائض ذمہ داری نبھانے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ نیز اختیار و عمل کی اس تقسیم سے کہ صدر مہتمم صاحب تو اختیارات کے حامل ہیں اور مہتمم صاحب مجبوری اور بے بسی کے ساتھ جواب دہ بھی ہیں اور عمل کے ذمہ دار بھی دو نوع کی متوازی ذمہ داریاں ادارہ میں قائم ہوگئی ہیں۔ جن سے کاموں میں دو عملی نمایاں ہورہی ہے جنکی طرف مہتمم صاحب نے اپنی رپورٹ میں اشارے کئے تھے۔ بنابریں مجلس نے باتفاق آراء اختیارات اہتمام کلیتہً مہتمم صاحب کی طرف منتقل کردیئے۔ اور دفعہ [illegible] پوری کی پوری مہتمم صاحب کیلئے منظور کردی۔ اور اس بارہ میں کوئی اختلاف و نزاع باقی نہ رہا۔

یہاں سے قدرتی طور پر صدر مہتمم صاحب کے اختیارات و فرائض کا سوال پیدا ہوا ایک جماعت کی رائے تھی کہ جب صدر مہتمم کا وجود ہی دفتری سلسلہ کیلئے نہیں جیسا کہ دفعہ [illegible] و [illegible] کے اُن سے نکال لئے جانے سے ظاہر ہے تو دفتری اختیارات بھی انھیں دیئے جانے قطعاً غیر ضروری ہیں۔ اب صدر مہتمم کی حیثیت ایک عام نگراں کی سی رہ گئی جو ادارہ کے عام نظم و نسق پر ایک نظر رکھے اور کوئی بے آئینی یا بے راہ روی دیکھے تو اس پر تنبیہ کردے اور آخری صورت میں مجلس بالا کو رپورٹ کردے۔ اس کے لئے اختیارات تقرر و برخاستگی کی حاجت نہیں۔ بعض حضرات

کی رائے تھی کہ مجلس انتظامیہ کے تمام اختیارات صدر مہتمم صاحب کو تفویض کر دیئے جائیں۔ مجلس کی اکثریت اسکے خلاف تھی کہ ایک ماتحت عہدیدار کی وجہ سے مجلس بالا کو مسلوب الاختیار کیا جائے۔ بہر حال جس طرح [illegible] کی مجلس شوریٰ میں صدر مہتمم کیلئے مفوضہ اختیارات باقی رکھنے میں شدید اختلاف رونما ہوا تھا اسی طرح اب [illegible] کی مجلس میں صدر کیلئے نئے اختیارات و فرائض تجویز کرنے میں شدید اختلافات پیدا ہو گئے اور جس طرح [illegible] میں دستور اساسی مسئلۂ اختیارات صدر مہتمم پر آکر رک گیا تھا اب [illegible] میں بھی اسی مرحلہ پر آکر رک گیا۔ فرق اتنا تھا کہ [illegible] میں صدر مہتمم صاحب کیلئے ان اختیارات کو باقی رکھنے نہ رکھنے میں اختلاف تھا اور [illegible] میں یہ اختیارات بالاتفاق مہتمم صاحب کی طرف منتقل کر دیے جانے کے بعد صدر مہتمم صاحب کیلئے نئے اختیارات تجویز کرنے نہ کرنے میں نزاع ہوا۔ اس لئے خان بہادر شیخ ضیاء الحق صاحب نے بطور رفع اختلاف دستور اساسی کے اس حصہ کو سردست ملتوی کرکے تا نفاذ دستور اساسی دائرۂ اہتمام کا نظم قائم رکھنے کیلئے ایک تجویز پیش فرمائی۔ جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"دستور اساسی جس کی خواندگی پر غور، تا دفعہ [illegible] ہو چکی ہے فی الحال اس کے بقیہ حصہ کی بحث ملتوی کی جاتی ہے اور اختیارات و فرائض جو اس وقت صدر مہتمم صاحب کو بذریعہ تجویز نمبر شوریٰ منعقدہ ذیقعدہ [illegible] حاصل ہیں کلیۃً مجلس انتظامیہ کو تا تعیینِ اختیارات صدر مہتمم عارضی طور پر منتقل کئے جاتے ہیں۔ معمولات روزمرہ حسب معمول مہتمم صاحب انجام دیتے رہیں گے۔ وقتی طور پر کوئی فوری ضرورت تقرر و برخاستگی وغیرہ پیش آنے پر مہتمم صاحب اور ان کی عدم موجودگی میں صدر مہتمم صاحب عمل میں لاکر سب سے پہلے جلسہ انتظامیہ میں منظوری کیلئے پیش کریں۔ جلسہ انتظامیہ التزام کے ساتھ ماہوار ہونا ضروری ہے۔"

تجویز کے ان الفاظ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لائق مجوز نے اس ردعمل اور بے اصولی کے انسداد کی نہایت مکمل اور مبارک کوشش فرمائی ہے جس کا دستور اساسی کی عدم تکمیل کی صورت میں سامنے آنا ناگزیر تھا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ غیر دستوری دور میں دارالعلوم کے وسیع کاروبار کو خوش نظمی کے ساتھ جاری رکھنے کے لئے اس سے بہتر تجویز نہیں ہو سکتی۔ مجلس شوریٰ نے اس تجویز کو منظور کرکے احساس ذمہ داری کا بہترین مظاہرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم ارکان شوریٰ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنی تائید ان کے شامل حال رکھے کہ وہ دارالعلوم کی فلاح و خیر خواہی کو بہر حال پیش نظر رکھتے ہیں۔ چنانچہ جس دن سے یہ تجویز نافذ ہوئی ہے دارالعلوم کے ہر گوشہ میں عمل کی ایک تازہ روح کارفرما نظر آتی ہے۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اطمینان و یکسوئی کے ساتھ اپنے فرائض کے انصرام میں منہمک ہیں اور شعبہ جات کے کاموں میں سہولت اور عمدگی پیدا کرنے کی طرف توجہ فرما رہے ہیں۔ شعبہ جات کے نظماء اپنے اپنے شعبوں کی مشکلات کو حضرت مہتمم صاحب کی توجہ سے باسانی حل کر لیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ پورا عملہ خوشدلی کے ساتھ اپنے فرائض مفوضہ کی انجام دہی میں مصروف ہے اور ہر کام میں زیادہ خوشنمائی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کے اس مبارک جذبہ کو مزید اضافہ کے ساتھ قائم و برقرار رکھے اور اسے دارالعلوم کے لئے ہر حیثیت سے مفید بنائے۔

تحریر و خطابت کا بہترین نظم

:- طلبۂ دارالعلوم کے مستقبل کو زیادہ مفید اور نتیجہ خیز بنانے کے لئے حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم نے تحریر، تقریر، و مناظرہ کی عملی پیمانہ پر مشق کرنے کا انتظام فرمایا ہے اور اس کام کو مناسب نظم کے ساتھ چلانے کے لئے ایک ایسا ضابطہ مدون فرما دیا ہے جس میں طلبہ کے ذوق تحریر و تقریر کو خاطر خواہ پیمانہ تک ترقی دینے کی کافی رعایت رکھی گئی ہے۔ اس ضابطہ

کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ طلبہ میں تقریر و تحریر کا جذبہ خود بخود پیدا ہوگا۔ اور ہر طالب علم دوسرے پر گوئے سبقت لیجانے کی امکانی کوشش کرے گا۔ اُمید ہے کہ اسی ماہ (صفر) سے اس ضابطہ پر عملدرآمد شروع ہو جائیگا۔

حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے یہ اصلاحی قدم اُٹھا کر طلبہ کی ایک اہم ترین ضرورت کو پورا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ممدوح کو جزائے خیر دے اور اس جدید نظم کے نتائج طلبۂ دارالعلوم، عامۂ مسلمین اور زیادہ سے زیادہ انسانوں کے لئے موجب خیر و برکت ہوں۔

ہم کوشش کریں گے کہ "دارالعلوم" کی کسی آئندہ اشاعت میں اس ضابطہ کا پورا مسودہ شائع کر دیا جائے۔

دارالعلوم کیلئے دو کتب خانے:۔ دیندار اور مخلص حضرات جہاں دارالعلوم کی مالی امداد کر کے اپنے لئے ذخیرۂ آخرت مہیا کرتے ہیں اور علوم دین کی حفاظت و اشاعت کرنے والوں کی صف میں اپنے لئے جگہ بنا لیتے ہیں وہیں بہت سے ایسے اصحاب خیر بھی ہیں جو اس نکتہ کو سمجھتے ہیں کہ دارالعلوم ہی وہ مرکزی علمی ادارہ ہے جسکے عظیم الشان کتب خانہ کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینا ایک اہم علمی خدمت اور ایک مفید ترین صدقۂ جاریہ ہے۔ کیونکہ دارالعلوم کے کتبخانہ میں جو مفید کتاب داخل کر دیجاتی ہے وہ محض الماریوں کی زینت نہیں بنی رہتی بلکہ علماء اور طلباء کی کوئی نہ کوئی جماعت ہر زمانہ میں اُس سے بالیقین استفادہ کرتی رہتی ہے یہی وجہ ہے کہ جن اصحاب کے پاس بڑے بڑے ذاتی کتبخانے ہیں اور وہ اُس سے صحیح استفادہ نہیں کر سکتے یا اس کی حفاظت اُنکیلئے دشوار ہو جاتی ہے تو وہ اپنے ان کتبخانوں کو دارالعلوم کے کتبخانے میں شامل کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ نہ صرف اپنے عزیز کتب خانہ کو اسکی صحیح جگہ پر پہنچا دیتے ہیں بلکہ اُس کے استفادہ کی عمومیت اور اسکی حفاظت کا بہترین انتظام دیکھکر قلبی اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ ہر سال اس قسم کے متعدد کتبخانے دارالعلوم میں وقف ہوتے رہتے ہیں۔ ۱۳۷۴ھ کا ابھی آغاز ہے لیکن ابھی دو کتبخانوں کے دارالعلوم کیلئے وقف کئے جانیکی اطلاع موصول ہو چکی ہے۔

ایک للت پور سے جناب حکیم ابراہیم صاحب نے مولانا محمد اسحٰق صاحب کا کتبخانہ دارالعلوم کیلئے وقف کیا ہے یہ کتبخانہ دارالعلوم میں پہنچ چکا ہے۔ تقریباً تمام کتابیں بلند پایہ اور قابل قدر ہیں تفصیل ان شاء اللہ آئندہ ماہ میں شائع کیجائیگی۔ دوسرا کتبخانہ محترم مولوی قاضی عبدالقیوم صاحب کرنالی نے عنایت فرمایا ہے جسے وصول کر کے دارالعلوم میں داخل کرنیکے لئے ایک سفیر صاحب کو کرنال روانہ کر دیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس کتبخانہ کی کتابیں بھی مفید اور بیش قیمت ہونگی۔ اللہ تعالیٰ ان معطیان کرم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور اُن کے اس عطیہ کو طلبہ علماء اور اُن کے واسطے سے تمام مسلمانوں کے لئے مفید بنا کر بہترین صدقۂ جاریہ ثابت کرے۔

ماہنامہ کے خاص معاون

کاغذ کی گرانی اور دوسری مشکلات کے پیش نظر عالیجناب سیٹھ محمد شفیع صاحب نے بلا طلب مولانا مفتی سلطان احمد صاحب ساگر (سی پی) کی معرفت ماہنامہ دارالعلوم کا سالانہ چندہ دو روپے کے بجائے پانچ روپے عنایت فرمایا ہے۔ اسی طرح عالیجناب محمد یوسف صاحب نے کوئٹہ سے خصوصی سالانہ چندہ چار روپے ارسال فرمایا ہے۔

حق تعالیٰ جل مجدہٗ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور انھیں امور خیر میں حصہ لینے کی اس سے بھی زیادہ توفیق ارزانی فرمائیں۔ کارکنان ماہنامہ ان حضرات کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اُنھیں اپنے ماہنامہ کی مشکلات کا بطور خود احساس ہوا اور اُنھوں نے ان مشکلات کو کم کرنے میں بغیر کسی تحریک کے حصہ لیا۔

تاریخ دارالعلوم کا اہم ترین میزانیہ

سنہ ۱۳۶۲ھ میں سوا لاکھ روپیہ فراہم کرنے کی اپیل

دارالعلوم دیوبند یوم تاسیس سے اب تک اس خصوصیت کا حامل رہا ہے کہ اُسے آمدنی کا کوئی ایسا یقینی ذریعہ کبھی حاصل نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی اُس کے بنیادی اصول کے ماتحت اس کی سعی کی گئی جس پر کارکنان و ذمہ داران دارالعلوم تکیہ کر سکیں۔ اور جسے دارالعلوم کے مصارف کا کفیل قرار دے سکیں۔ خود حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ بانیٔ دارالعلوم نے بھی اس قسم کے یقینی وسائل پر اعتماد حاصل کرنے سے ذمہ داران دارالعلوم کو باز رہنے کی تاکید فرمائی۔ حضرتؒ کی باطن بین نظر اسے دیکھ رہی تھی کہ رجوع الی اللہ اور امداد غیبی کے دروازے جب ہی کھلے رہ سکتے ہیں کہ مخلوق کی لمبی چوڑی امدادوں پر تکیہ نہ ہو۔ ورنہ یہی خوش کن امدادیں غیبی اعانت سے محرومی کا سبب بن سکتی ہیں۔ الحمد للہ کہ حضرات اکابر و ذمہ داران دارالعلوم نے ہمیشہ اس الہامی نکتہ کو پیش نظر رکھا۔ اور توکل علی اللہ کے رشتہ کو مضبوطی کے ساتھ تھام کر جد و جہد اور طلب کا سلسلہ اجمال کے ساتھ جاری رکھا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اسّی سال کی طویل مدت میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی کہ دارالعلوم کی کوئی واقعی ضرورت سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے رُکی رہی ہو۔

جب آمدنی کے وسائل یقینی نہ ہوں تو ظاہر ہے کہ آمد و صرف کا میزانیہ بجٹ، کس بنیاد پر بنایا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کا یہ عجیب کرشمہ ہے کہ دارالعلوم کا میزانیہ (بجٹ) بھی ہر سال کامل غور و خوض کے بعد اللہ تعالیٰ کے توکل پر منظور کیا جاتا ہے۔ اور یہ توکلی بجٹ کبھی ناکامیاب نہیں رہتا۔ بلکہ دارالعلوم کی حقیقی آمدنی اس منظور شدہ بجٹ سے اتنا مطابق ہوتی ہے گویا آمدنی کے یقینی وسائل کا صحیح حساب دیکھ کر یہ بجٹ مرتب کیا گیا تھا۔ دارالعلوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ قدرتی طور پر ہر سال کا میزانیہ بھی رُو بہ ترقی ہے۔ چنانچہ اس سال (سنہ ۱۳۶۲ھ) کے لئے دارالعلوم کی مجلس اعلیٰ نے دارالعلوم کی ترقیات اور اشیاء کی گرانی کے پیش نظر دارالعلوم کی آمدنی کا جو میزانیہ منظور کیا ہے اس کی مقدار **ایک لاکھ تیئس ہزار ایک سو چھہتر روپے** (۱۲۳۱۷۶) دارالعلوم کی تاریخ میں یہ سب سے اہم اور سب سے بڑا میزانیہ ہے۔ خدام دارالعلوم کو یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کی طرح اس سال بھی میزانیہ کے مطابق یہ رقم بروقت فراہم ہو جائے گی اور دارالعلوم کی ضروریات سرمایہ کی کمی کی وجہ سے رُکنے نہ پائیں گی۔

ہم تمام مخلصین دارالعلوم اور بہی خواہان سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ میزانیہ کی اس رقم کو فراہم کرنے کی جد و جہد شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی امداد اور مساعی کو قبولیت سے نوازے اور اُن میں کا ہر فرد "مردے از غیب بروں آید و کارے بکند" کا مصداق بن سکے۔

محمد طیب عفرلہٗ

مہتمم دارالعلوم دیوبند

شکریہ احباب :- دارالعلوم دیوبند سے عقیدت اور محبت کا تعلق رکھنے والے احباب ملک کے ہر گوشہ میں موجود ہیں۔ اور بفضلہ تعالیٰ اُن میں دارالعلوم کی خدمت اور ہمدردی کا مخلصانہ جذبہ بھی موجود ہے۔ نیز یہ دیکھکر مسرت ہوتی ہے کہ دارالعلوم کے کارکن اور سفراء جس حصہ ملک میں بھی پہنچ جاتے ہیں وہاں حالات کی ناسازگاری کے باوجود دارالعلوم کی خدمت کیلئے اخلاص وللہیت کے ساتھ ضرور کچھ نہ کچھ حضرات کھڑے ہو جاتے ہیں اور نہ صرف اپنی ذات سے دارالعلوم کی امداد میں حصہ لیتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اس مصرف خیر میں حصہ لینے پر آمادہ کرکے "الدال علی الخیر کفاعلہ" کی مصداق بنتے ہیں۔ ان مخلصین کو حق تعالیٰ کی جناب سے تو جزاء خیر کی توقع رکھنی ہی چاہیئے۔ لیکن دارالعلوم دیوبند سے تعلق رکھنے والے تمام حضرات کا فرض ہے کہ اُن کے لئے دعائے خیر کریں اور انکا شکریہ ادا کریں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں ہم حضرات ذیل کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں جنھوں نے اپنے تعلقات واثرات کو کام میں لاکر اور دارالعلوم کے لئے اپنا وقت عزیز صرف فرماکر دارالعلوم کے سفیر مولوی حافظ زاہد حسن صاحب (فاضل دیوبند) کے ساتھ دلی تعاون فرمایا اور انھیں مقاصد دارالعلوم میں کامیاب بنانے کی ہر ممکن سعی کی۔

مولانا محمد ابراہیم صاحب (ہوشیارپوری)۔ مولانا احمد علی صاحب مہتمم مدرسہ سبیل الرحمۃ (ستھری)، مولانا محمد فاضل صاحب مولانا دولت علی صاحب۔ حافظ عبدالوحید صاحب۔ مرزا عبدالعزیز صاحب۔ حاجی محمد اکرم صاحب۔ حکیم عبداللطیف صاحب (دوسوہہ) حکیم فضل الرحیم صاحب شائق (بکسریان)۔ مولانا محمد حسین صاحب (فاضل دیوبند)، (خان سعد اللہ خانصاحب (ٹانڈہ)۔ خان محمد یعقوب علیخاں صاحب (خان محمد کرار خانصاحب (میانی)،

اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کی مساعی خیر قبول فرماکر انھیں اسکی جزاء عطا فرمائے۔

بابو عبدالغنی صاحب ٹیلیفون انسپکٹر ان مخصوص افراد میں سے ہیں جنھیں دارالعلوم دیوبند اور بزرگان دیوبند سے نہایت مخلصانہ عقیدت ہے۔ چنانچہ آپ جہاں کہیں ہوتے ہیں ہمیشہ دارالعلوم کی خدمت کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں۔ چنانچہ امسال بھی آپ نے مولانا ضیاء الدین صاحب وغیرہ ہمدردان دارالعلوم کی رفاقت میں اوکاڑہ سے عید الفطر اور عید الضحیٰ کے موقع پر دارالعلوم کے لئے امداد حاصل کرنے کی جدوجہد فرمائی اور اس میں کامیاب بھی ہوئے اللہ تعالیٰ ان حضرات کی قوت عمل میں ترقی دے اور دوسروں کیلئے انھیں نمونہ بنائے۔ آمین۔

قلعہ شیخوپورہ (پنجاب) میں جن حضرات نے علم دوستی کا ثبوت دیا اور علمی مرکز دارالعلوم دیوبند کو تقویت پہنچانے کیلئے دارالعلوم کے سفیر جناب مولانا محمد عارف صاحب کے ساتھ سرگرم مخلصانہ تعاون فرمایا۔ اُن میں چودھری محمد افضل صاحب انسپکٹر۔ چودھری نذیر احمد صاحب۔ تحصیلدار۔ مولانا محمد حسین صاحب۔ مولانا محمد غوث صاحب۔ ڈاکٹر محمد شریف صاحب اور شیخ دین محمد صاحب ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر دے اور اُنکی مساعی حسنہ کو قبولیت کا شرف بخشے۔

حضرات سفراء کے دورے :- صوبہ سندھ کے متوسلین اور ہمدردان دارالعلوم کو انکا ملی اور جماعتی فرض یاد

دلانے اور دارالعلوم کی امداد کی طرف متوجہ کرنے کیلئے مولانا حافظ تاج حسن صاحب فاضل دیوبند اور مولانا احمد علی صاحب فاضل دیوبند نے اس صوبہ میں علیحدہ علیحدہ دورہ شروع کر دیا ہے۔ اول الذکر اضلاع حیدرآباد اور تھرپارکر کا دورہ کر رہے ہیں اور ثانی الذکر اضلاع لاڑکانہ و سکھر کا۔ اگرچہ سندھ کے بعض اضلاع میں اس سال طغیانی اور دوسرے حوادث کی وجہ سے حالات اطمینان بخش نہیں ہیں۔ لیکن ہمیں مخلصین اور ہمدردان دارالعلوم سے توقع ہے کہ وہ حضرات سفراء کے ساتھ سرگرم تعاون فرما کر صاحب دارالعلوم کو زیادہ سے زیادہ کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے۔

صوبۂ سرحد کے اضلاع پشاور و ہزارہ کا دورہ کرنے کیلئے مولانا راشد حسن صاحب عثمانی دیوبندی کو روانہ کیا جارہا ہے پنجاب کے اضلاع جالندھر۔ امرتسر و لاہور کا دورہ مولانا محمود احمد صاحب فاضل دیوبند کر رہے ہیں۔ اور ضلع کرنال کا دورہ کرنے کے لئے مولانا احسن صاحب قاسمی فاضل دیوبند روانہ ہو چکے ہیں۔

مولانا حافظ حکیم محمد سلیمان صاحب اضلاع ملتان و ریاست بہاولپور کا دورہ کر رہے ہیں۔ اور مولانا محمد عارف صاحب اضلاع شیخوپورہ و لائل پور میں کام کر رہے ہیں۔

ہمیں اُمید ہے کہ ان تمام مقامات کے بہی خواہان دارالعلوم حالات اور وقت کی نزاکت کا صحیح احساس فرمائیں گے۔ اور اپنے مذہبی مرکز کو ان حالات کا کامیاب مقابلہ کرنے کے قابل بنانے میں اخلاص کے ساتھ امکانی جدوجہد فرمائیں گے۔ انسانی زندگی میں ایسی نازک گھڑیاں بہت کم آتی ہیں۔ یہ وقت دراصل امتحان و آزمائش کا وقت ہے جس میں کامیابی حاصل کرنے کی مخلصانہ کوشش کرنے والے اللہ تعالےٰ کے مقبول بندے ہی ہو سکتے ہیں۔

سالنامہ کی اشاعت

"ماہ ذی الحجہ و محرم کی یہ یکجائی اشاعت کافی تاخیر سے حاضر کی جا رہی ہے۔ اس تاخیر کا اثر آئندہ اشاعت پر بھی پڑنا ضروری ہے۔ لہٰذا اعلان کیا جاتا ہے کہ ماہ صفر و ربیع الاول کے پرچے بھی ایک ساتھ ماہ ربیع الاول میں سالنامہ کی صورت میں شائع کئے جائیں گے۔

معاونین "دارالعلوم" نوٹ فرمالیں۔"

"ناظم ماہنامہ دارالعلوم"

ایک ضروری اعلان

دار العلوم دیوبند کی سالانہ روئداد ان تمام معاونین کی خدمت میں ارسال کی جایا کرتی تھی جن کی کم از کم پانچ روپیہ کی کوئی امداد اس روئداد میں شائع ہوتی ہو۔

چونکہ ماہنامہ دار العلوم کے اجراء کے بعد آمدنی کی تفصیلات ماہ بماہ رسالہ میں شائع ہوتی رہتی ہیں اس لئے سالانہ روئداد کے نام سے تمام سال کی آمدنی کی جو تفصیلات یکجائی شائع کیجاتی تھیں۔ انکی اشاعت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ رسالہ کے سلسلہ میں بھی اب تک اس دستور کو قائم رکھنے کی ہرممکن کوشش کی گئی کہ جس ماہ کے رسالہ میں کسی ہمدرد دار العلوم کی کم از کم پانچ روپے کی امداد درج ہو وہ رسالہ مع حصۂ مضامین کے انکی خدمت میں حاضر کیا جائے لیکن اب کاغذ کی ناقابل برداشت گرانی اور نایابی نے حوصلے بالکل پست کر دیئے ہیں۔ اور ہمارے لئے یہ ناممکن ہوگیا ہے کہ ہم دار العلوم کے ان معاونین کی خدمت میں پورا رسالہ حاضر کر سکیں۔

اس لئے بادل ناخواستہ اس ماہ سے حضرات چندہ دہندگان کی خدمت میں صرف رسالہ کا وہ حصہ حاضر کیا جا رہا ہے جس کا تعلق آمدنی کی تفصیلات سے ہے۔ اُمید ہے کہ حضرات ہمدردان دار العلوم ہماری معذوری کا صحیح احساس فرماکر خوش دلی کے ساتھ اس صورت کو گوارا فرمائینگے۔

انشاء اللہ تعالیٰ جوں ہی حالات ساز گار ہونگے ہم بدستور پورا رسالہ حاضر خدمت کرنے لگیں گے سردست مکمل رسالہ مع حصۂ مضامین کے صرف اُن حضرات کی خدمت میں ارسال کیا جائیگا جو رسالہ کی قیمت ادا کرکے اُس کے باقاعدہ خریدار ہیں۔ (ناظم ماہنامہ)

دار العلوم کے معاونین خصوصی

:- وہ حضرات جو از خود اپنے داعیۂ طلب اور مخلصانہ جذبات سے بلا ترغیب غیرے دار العلوم کی مالی امداد فرماتے رہتے ہیں اور اُن کی بڑی بڑی رقمیں دار العلوم کو موصول ہوتی رہتی ہیں۔ ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔ ماہ ذی قعدہ و ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ میں اس قسم کی خصوصی اعانت کرنے والے حضرات ذیل ہمارے مخلصانہ اور صمیمانہ شکریوں کو قبول فرمائیں۔ حق تعالیٰ انکی توفیقات میں برکت اور ان کے احوال میں ترقی عطا فرمائے۔

اسمائے گرامی	مقام	اسمائے گرامی	مقام	اسمائے گرامی	مقام
عالیجناب محمد دین صاحب	کلکتہ	عالیجناب بی۔ وی عبد اللہ صاحب	مدراس	عالیجناب نیر حسن صاحب از مرحوم حاجی قادر بخش محمد ابراہیم صاحب	کلکتہ
عالیجناب خانبہادر محمد جان صاحب	"	مولانا عبد الشکور صاحب	شیر پور	عالیجناب چودھری بدر الدین صاحب	ہوشیارپور
عالیجناب شیخ فیروز صاحب	"	حافظ محمد امیر صاحب	کانپور	عالیجناب کاکا اسمٰعیل جلال صاحبان	مدراس
عالیجناب محمد رفیع صاحب	الہ آباد	عالیجناب حاجی علی محمد ہاشم صاحب	بمبئی	عالیجناب احمد سالوجی صاحب	افریقہ
عالیجناب خانبہادر شیخ فضل الٰہی صاحب	کلکتہ	مالک دی اسٹار جوزری	"	عالیجناب شیخ عبد الکریم صاحب	راجکوٹ
عالیجناب علی سیٹھ سلیمان صاحب	دریا و	عالیجناب ڈاکٹر خدا داد خاں صاحب	لاہور	محترمہ آنسبل بی صاحبہ دختر محمد اسمٰعیل صاحب عارف	رنگون
				محترمہ مریم بی بی صاحبہ	سورت

(نوٹ) جن حضرات کی رقوم [illegible]

(۲) [illegible] دارالعلوم کی کوئی امداد [illegible] فہرست میں نہیں ہیں [illegible] ملاحظہ فرمائیں۔

چندہ آمدنی دوامی و اوقاف

موصولہ ماہ شوال سنہ ۱۳۶۱ھ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید بخزانہ	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱	۹۰۴۴	منشی جمال احمد صاحب بلند شہر	ے	دوامی	۲۷	۹۲۷۰	حکیم مولوی صدیق صاحب ہاٹ ہزاری چاٹگام	۸ر	دوامی
۲	۹۰۷۵	از دولت آصفیہ حیدرآباد دکن	[illegible]	〃	۲۸	۹۲۷۱	قاری عبدالرشید صاحب مدرس 〃 〃 〃	۸ر	〃
۳	۹۱۵۸	نعیم الدین صاحب کوہاٹ چھاؤنی	للعہ	〃	۲۹	۹۲۹۲	امین اللہ میانجی صاحب 〃 〃 〃	عہ	〃
۴	۹۱۵۹	والدہ صاحبہ 〃 〃 〃	للعہ	〃	۳۰	۹۳۰۳	قاضی عبدالرحمن صاحب 〃 〃 〃	عہ	〃
۵	۹۱۶۰	منشی عبدالرزاق صاحب قصبہ دیوبند	عہ	〃	۳۱	۹۳۴۵	عبدالرحمن صاحب گمٹالہ گورداسپور	عہ	〃
۶	۹۲۸۲	از وقف مسماۃ سکینہ بیگم صاحبہ قائم گنج فرخ آباد	ے	اوقاف	۳۲	۹۳۶۶	مولوی محمد مغفور صاحب 〃 〃	عہ	〃
۷	۹۲۸۳	بجانب حاجی سائیں داد خاں صاحب مرحوم 〃 〃	[illegible]	دوامی	۳۳	۹۳۶۷	مولوی فتح علی صاحب 〃 〃	عہ	〃
۸	۹۳۵۱	مولانا حبیب اللہ صاحب ہاٹ ہزاری چاٹگام	ے	〃	۳۴	۹۳۶۸	حافظ نواب الدین صاحب 〃 〃	عہ	〃
۹	۹۳۵۲	مولانا سعید احمد صاحب 〃 〃	ے	〃	۳۵	۹۳۶۹	محمد شریف صاحب عمبردار 〃 〃	عہ	〃
۱۰	۹۳۵۳	مولانا فیض اللہ صاحب 〃 〃	ے	〃	۳۶	۹۳۷۵	مولانا محمد عبدالحق صاحب ٹونٹ روڈ مدراس	[illegible]	〃
۱۱	۹۳۵۴	مولانا عبدالوہاب صاحب 〃 〃	عار	〃	۳۷	۹۴۰۴	مولانا سید اشفاق علی صاحب صدر بازار ملتان	ے	〃
۱۲	۹۳۵۵	مولوی محمد یعقوب صاحب نبیرہ مولوی بارکیمانی ضلع کھلنا	عار	〃	۳۸	۹۴۲۳	مولانا زین العابدین صاحب دودھارا ضلع بستی	ے	〃
۱۳	۹۳۵۶	مولانا صدیق احمد صاحب مدرس ہاٹ ہزاری چاٹگام	عار	〃	۳۹	۹۵۲۱	آمدنی وقف کرایہ دوکان معروفہ اکھاڑہ دیوبند	عہ	اوقاف
۱۴	۹۳۵۷	مولانا خلیل الرحمن صاحب 〃 〃 〃	عار	〃	۴۰	۹۶۲۷	حاجی رحیم بخش صاحب کاندھلہ مظفرنگر	ے	دوامی
۱۵	۹۳۵۸	مولانا عبدالجلیل صاحب 〃 〃 〃	عہ	〃	۴۱	۹۶۳۰	محمد عمر صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۶	۹۳۵۹	مولوی عبدالقیوم صاحب 〃 〃 〃	عہ	〃	۴۲	۹۶۳۷	منجانب مالکان [illegible] منشی ناظم حسن صاحب دہلی	للعہ	〃
۱۷	۹۳۶۰	مولانا حافظ الرحمن صاحب 〃 〃	عہ	〃	۴۳	۹۶۳۸	محمد ابراہیم صاحب مرحوم 〃 〃 〃	۸ر	〃
۱۸	۹۳۶۱	مولانا عبدالجبار صاحب 〃 〃	۸ر	〃	۴۴	۹۶۳۹	والدہ صاحبہ شیخ ظفر الحسن صاحب 〃 〃	عہ	〃
۱۹	۹۳۶۲	مولوی ابراہیم صاحب 〃 〃 〃	۸ر	〃	۴۵	۹۶۴۸	مولوی محمد احمد صاحب محلہ مفتی گنج قنوج فرخ آباد	ے	〃
۲۰	۹۳۶۳	قاری مخلص الرحمن صاحب 〃 〃	۸ر	〃	۴۶	۹۶۷۵	مولوی عبدالاول صاحب نواکھالی	عہ	〃
۲۱	۹۳۶۴	مولوی عبدالغنی صاحب 〃 〃 〃	عہ	〃	۴۷	۹۹۵۳	آمدنی از وقف منشی محمد عبدالرحمن صاحب مراد آباد	[illegible]	اوقاف
۲۲	۹۳۶۵	ماسٹر مقبول احمد صاحب 〃 〃	عہ	〃	۴۸	۱۰۰۰۲	حاجی عبداللہ صاحب تاجپورہ ضلع سہارنپور	[illegible]	دوامی
۲۳	۹۳۶۶	ماسٹر عبدالغنی صاحب 〃 〃	۸ر	〃	۴۹	۱۰۰۰۳	پیرجی محمد ابراہیم صاحب سہارنپور 〃	[illegible]	〃
۲۴	۹۳۶۷	قاری احمد اللہ صاحب 〃 〃 〃	عہ	〃	۵۰	۱۰۲۴۸	شیخ رشید احمد صاحب دہلی	[illegible]	〃
۲۵	۹۳۶۸	قاری عبدالباری صاحب 〃 〃	۸ر	〃	۵۱	۱۰۲۵۰	از دولت آصفیہ حیدرآباد دکن	[illegible]	〃
۲۶	۹۳۶۹	حافظ سلیمان صاحب 〃 〃 〃	عہ	〃			میزان	[illegible]	

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطاکنندگان		رقم	مد
۱۶۵	۹۹۶۳	مولانا مظفر الدین صاحب گھڑی مرچنٹ	مرادآباد	سے	دوامی بہی خواہ
۱۶۶	۹۹۶۴	حافظ محمد یعقوب خانصاحب مدرس	〃	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۶۷	۹۹۶۵	حافظ ذوالفقار علی صاحب	〃	عہ	دوامی 〃
۱۶۸	۹۹۶۶	اہلیہ صاحبہ مرحومہ 〃 〃	〃	عہ	〃 〃
۱۶۹	۹۹۷۷	اہلیہ صاحبہ مرحومہ مولوی فصیح الدین صاحب رح	〃	عہ	〃 〃
۱۷۰	۹۹۷۸	اہلیہ صاحبہ منشی محسن علی صاحب	〃	عہ	〃 〃
۱۷۱	۹۹۷۹	دختر صاحبہ حافظ ذوالفقار علی صاحب	〃	عہ	〃 〃
۱۷۲	۹۹۸۰	محمد عمر صاحب کارخانہ دار	〃	عہ	〃 〃
۱۷۳	۹۹۸۱	دختر صاحبہ حافظ ذوالفقار علی صاحب	〃	عہ	〃 〃
۱۷۴	۹۹۸۲	مولوی حکیم محمد آفاق صاحب	〃	عہ	〃 〃
۱۷۵	۹۹۸۳	حاجی محمد اکبر و عبد الواحد صاحب سوداگران	〃	سے	وظیفہ نیویگ
۱۷۶	۹۹۸۴	حافظ قاری محمد عاقل صاحب	〃	عہ	〃 〃
۱۷۷	۹۹۸۵	مولانا شمس الدین صاحب مدرس شاہی	〃	عہ	دوامی 〃
۱۷۸	۹۹۸۶	محمد اخلاق صاحب عطار	〃	عہ	〃 〃
۱۷۹	۹۹۸۷	میر الٰہی رحیم الٰہی صاحبان شاہی بازار	〃	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۸۰	۹۹۸۸	حاجی عبد العزیز صاحب	〃	للعہ	دوامی 〃
۱۸۱	۹۹۸۹	مولانا حکیم مشتاق احمد صاحب	〃	صہ/	〃 〃
۱۸۲	۹۹۹۰	مولانا خلیل الرحمٰن صاحب	〃	سے	〃 〃
۱۸۳	۱۰۰۱۸	شیخ عبدا صاحب	محدی کھیم پور کھیری	ما	〃 〃
۱۸۴	۱۰۰۱۹	کریم داد خانصاحب	〃	ما	〃 〃
۱۸۵	۱۰۰۲۰	ظہیر الدین صاحب	〃	عہ	〃 〃
۱۸۶	۱۰۰۵۰	حاجی طہو صاحب	ہنسور فیض آباد	سے	وظیفہ زکوٰۃ
۱۸۷	۱۰۰۶۰	سیٹھ لال محمد صاحب	〃	عہ	دوامی 〃
۱۸۸	۱۰۰۶۲	〃 عبد الصمد صاحب	〃	عہ	〃 〃
۱۸۹	۱۰۰۶۳	حاجی ولی محمد صاحب عرف ببگل	〃	عہ	〃 〃
۱۹۰	۱۰۰۶۴	شمس الدین صاحب	〃	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۹۱	۱۰۰۶۵	مولانا سید حمید الدین صاحب	〃	عہ	دوامی 〃
۱۹۲	۱۰۰۶۶	مولوی عبد العزیز صاحب	〃	عہ	〃 〃
۱۹۳	۱۰۰۶۹	نور الہدیٰ صاحب	〃	ما	〃 〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطاکنندگان		رقم	مد
۱۹۴	۱۰۰۷۰	حاجی محمد ابراہیم صاحب	ہنسور فیض آباد	عہ	دوامی بہی خواہ
۱۹۵	۱۰۰۷۱	محمد ایوب صاحب	〃	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۹۶	۱۰۰۷۲	حاجی دین محمد صاحب	〃	عہ	دوامی 〃
۱۹۷	۱۰۰۷۳	والدہ صاحبہ مولانا حمید الدین صاحب	〃 〃	عہ	〃 〃
۱۹۸	۱۰۰۷۴	مولوی محمد اسحاق صاحب	〃 〃	عہ	〃 〃
۱۹۹	۱۰۰۷۵	حافظ محمد حسن صاحب	〃	عار	وظیفہ زکوٰۃ
۲۰۰	۱۰۰۷۷	دفعدار فضل کریم صاحب چک ۲۸۳	لائلپور	سے	دوامی 〃
۲۰۱	۱۰۰۷۸	کہوے خانصاحب مرسلہ 〃	〃	عہ	〃 〃
۲۰۲	۱۰۰۷۹	مسماۃ القو صاحبہ 〃 〃	〃	عہ	〃 〃
۲۰۳	۱۰۰۸۰	والدہ صاحبہ محمد نذیر صاحب 〃	〃	عہ	〃 〃
۲۰۴	۱۰۰۸۱	محمد اکبر صاحب	〃 〃	۲/	〃 〃
۲۰۵	۱۰۰۸۸	مولانا محمد عزیر صاحب ایم اے	علیگڑھ	سے	〃 〃
۲۰۶	۱۰۱۲۵	ملک محمد صادق صاحب	شہر جھنگ	عہ	〃 〃
۲۰۷	۱۰۱۲۶	شرف الدین صاحب	〃	عہ	〃 〃
۲۰۸	۱۰۱۲۷	میاں نذر محمد صاحب	〃	عہ	〃 〃
۲۰۹	۱۰۱۲۸	مولانا اکرم الٰہی صاحب	〃	عہ	〃 〃
۲۱۰	۱۰۱۲۹	صوفی غلام حسین صاحب	〃	عہ	〃 〃
۲۱۱	۱۰۱۵۰	مولانا محمد حسن صاحب	〃	عہ	〃 〃
۲۱۲	۱۰۱۵۲	والدہ صاحبہ حافظ صدر الحسن صاحب	پانی پت کرنال	ما	وظیفہ زکوٰۃ
۲۱۳	۱۰۱۵۳	مولانا عبد الوحید صاحب ناظم تنظیم و ترقی		۸/	دوامی 〃
۲۱۴	۱۰۱۵۵	مولانا حکیم حافظ عبد الحلیم صاحب خانپور	انبالہ	سے	〃 〃
۲۱۵	۱۰۱۵۹	شیخ عمر الدین صاحب	لدھیانہ	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۲۱۶	۱۰۱۶۲	غلام احمد برادر	جھنگ	عہ	دوامی 〃
۲۱۷	۱۰۱۶۷	اہلیہ صاحبہ مولانا محمد حسین صاحب مرحوم	〃	عہ	〃 〃
۲۱۸	۱۰۱۶۹	شیخ الٰہی بخش صاحب	〃	عہ	〃 〃
۲۱۹	۱۰۱۷۳	سعادت علی صاحب	[illegible]	صہ	〃 〃
۲۲۰	۱۰۱۷۶	اہلیہ صاحبہ شیخ امیر بخش صاحب	جھنگ	عہ	〃 〃
۲۲۱	۱۰۱۷۷	محمد بخش صاحب	گھیانہ جھنگ	عہ	〃 〃
۲۲۲	۱۰۱۷۹	مولانا غلام یٰسین صاحب وکیل	〃	صہ	〃 〃

نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۰۱۸۰	شیخ عبد المجید صاحب ایڈووکیٹ شہر جھنگ	عہ	دوائی یہی خواہ	۲۵۲	۱۰۲۳۳	مرزا احمد سدیق صاحب پکی مسجد جھنگ	عا	دوائی [illegible]
۱۰۱۸۱	میاں محمد حسین صاحب قصاب 〃	عہ	〃	۲۵۳	۱۰۲۳۴	حافظ محمد بخش صاحب مٹھے والا 〃	عہ	〃
۱۰۱۸۲	شیخ محمد سعید صاحب وکیل 〃	عہ	〃	۲۵۴	۱۰۲۳۹	حافظ مولا بخش صاحب تاجر 〃	عہ	〃
۱۰۲۰۲	میاں خدا بخش صاحب ایل بازا 〃	عہ	〃	۲۵۵	۱۰۲۴۲	مہر قنبر محمد صاحب گھیانہ	عا	〃
۱۰۲۰۳	حکیم نظیر محمد صاحب انصاری 〃	عہ	〃	۲۵۶	۱۰۲۴۴	شیخ حاجی محمد اشرف صاحب 〃	عہ	〃
۱۰۲۰۴	مستری غلام حسین صاحب سائیکل ورکس 〃	عا	〃	۲۵۷	۱۰۲۴۷	شیخ محمد حسین صاحب 〃	عہ	〃
۱۰۲۰۵	مستری محمد حسین صاحب 〃	عا	〃	۲۵۸	۱۰۲۵۰	مستری اللہ دتا صاحب 〃	عہ	〃
۱۰۲۰۷	شیخ عبد الرحمن صاحب تاجر 〃	عہ	〃	۲۵۹	۱۰۲۵۳	حاجی نور حسین صاحب دوکاندار 〃	عہ	〃
۱۰۲۰۸	شیخ محمد اشرف صاحب 〃	عہ	〃	۲۶۰	۱۰۲۵۴	چودھری شمس الدین صاحب رئیس 〃	عہ	〃
۱۰۲۰۹	احمد بخش صاحب زین ساز 〃	عا	〃	۲۶۱	۱۰۲۵۵	شیخ محمد حسین غلام سرور صاحبان 〃	عہ	〃
۱۰۲۱۰	مستری اللہ بخش صاحب 〃	عہ	〃	۲۶۲	۱۰۲۵۶	میاں اللہ بخش محمد حیات صاحب 〃	عہ	〃
۱۰۲۱۱	ماسٹر محمد بخش صاحب اسلامیہ ہائی سکول گیلانہ	عہ	〃	۲۶۳	۱۰۲۵۸	مستری اللہ بخش صاحب جھنگ	عہ	〃
۱۰۲۱۲	میاں خدا بخش صاحب مستری 〃	عہ	〃	۲۶۴	۱۰۲۵۹	مولانا عبد الکریم صاحب 〃	عہ	〃
۱۰۲۱۴	حافظ محمد حسن صاحب جا دید 〃	صہ	وظیفہ زکوٰۃ	۲۶۵	۱۰۲۶۰	میاں علی محمد صاحب سہیل 〃	عہ	〃
۱۰۲۱۵	ماسٹر اللہ بخش صاحب 〃	۸ ر	دوائی 〃	۲۶۶	۱۰۲۸۹	محمد عمر صاحب کلاتھ مرچنٹ اردو بازار شریف	عا	〃
۱۰۲۱۶	میاں محمد گلزار خان صاحب ہیڈ کلرک 〃	عہ	〃	۲۶۷	۱۰۲۹۰	حکیم مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل دیوبند [illegible]	عہ	〃
۱۰۲۱۷	شیخ وزیر احمد خان صاحب سکریٹری 〃	عہ	〃	۲۶۸	۱۰۲۹۱	چودھری معین الدین صاحب 〃	عہ	〃
۱۰۲۱۹	شیخ اللہ دتا صاحب محمد یار صاحب 〃	عا	〃	۲۶۹	۱۰۲۹۲	ملک علی افضل صاحب وکیل 〃	عہ	〃
۱۰۲۲۰	چودھری غلام محمد صاحب 〃	صہ	وظیفہ زکوٰۃ	۲۷۰	۱۰۲۹۳	عبد الرحمن صاحب 〃	عہ	〃
۱۰۲۲۱	چودھری غلام سرور صاحب 〃	عا	دوائی 〃	۲۷۱	۱۰۲۹۴	عبد الکریم و عبد الرحیم صاحبان زیدپور 〃	عہ	〃
۱۰۲۲۲	حاجی خدا بخش صاحب 〃	عہ	〃	۲۷۲	۱۰۲۹۵	ہدایت رسول صاحب 〃 〃	صہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۰۲۲۵	حافظ فتح محمد صاحب 〃	عہ	〃	۲۷۳	۱۰۲۹۷	محمد علی صاحب سکنہ بڑیل 〃	عہ	دوائی 〃
۱۰۲۲۶	صوفی رحیم بخش صاحب امام مسجد جھنگ	عہ	〃	۲۷۴	۱۰۲۹۸	محمد ایوب صاحب تاجر غلہ موضع ہولی 〃	ما	وظیفہ زکوٰۃ
۱۰۲۲۸	میاں غلام حیدر صاحب مدن شاہ 〃	عہ	〃	۲۷۵	۱۰۲۹۹	مولوی محمد ناصر صاحب 〃	عہ	دوائی 〃
۱۰۲۲۰	میاں نور محمد صاحب 〃 〃	عہ	〃	۲۷۶	۱۰۳۰۰	حاجی بادشاہ حسین صاحب 〃	عا	〃
۱۰۲۲۹	فتح محمد صاحب راجپوت 〃	عہ	〃	۲۷۷	۱۰۳۰۲	حاجی محمد علی صاحب دوکاندار بیڑاکوٹ	عہ	وظیفہ زکوٰۃ
۱۰۲۳۰	میاں اللہ بخش صاحب 〃	عہ	〃	۲۷۸	۱۰۳۰۳	بابو جمیل احمد صاحب گارڈ 〃 〃	عہ	دوائی یہی خواہ
۱۰۲۳۰	محمد اسمٰعیل صاحب 〃	عہ	〃	۲۷۹	۱۰۳۰۴	عبد الحق صاحب تاجر غلہ بارہ بھی	[illegible]	〃
۱۰۲۳۳	بابو حاجی احمد صاحب پنشنر 〃	عہ	〃	۲۸۰	۱۰۳۰۶	میاں ظہور احمد صاحب جھنگ	عہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۲۳	۹۱۴۶	حکیم عبدالقادر صاحب انصاری نیلا گنبد لاہور	ے	زکوٰۃ
۱۲۴	۹۱۴۷	حافظ میاں احمد صاحب مرسلہ غلام محمد صاحب لکھنؤ	مہ	فرخ طلبہ
۱۲۵	۹۱۴۸	حاجی عبدالرؤف صاحب کٹرہ بازار "	ـعـہ	"
۱۲۶	۹۱۴۹	از وقف سید محمد حفیظ الدین صاحب مرسلہ عبداللطیف صاحب محمد صابن	مہ	"
۱۲۷	۹۱۵۰	حاجی علی مرتضیٰ صاحب کرنال	مہ	زکوٰۃ
۱۲۸	۹۱۵۱	خدا بخش صاحب امام مسجد صدر بازار لینسڈاؤن	للعہ	فرخ طلبہ
۱۲۹	۹۱۵۲	شیخ نیاز احمد صاحب کانی شاپ چھاؤنی پشاور	عہ	"
۱۳۰	۹۱۵۳	دولت خانصاحب پور قاضی مظفرنگر	عہ	"
۱۳۱	۹۱۵۴	رحمت اللہ صاحب تیتر واڑہ "	عہ	فرخ طلبہ
۱۳۲	۹۱۵۵	محمد صدیق صاحب " "	۱۲	"
۱۳۳	۹۱۵۶	حاجی قطب الدین صاحب ریوڑی گوڑگانوہ	لـہ	زکوٰۃ
۱۳۴	۹۱۵۷	بابو شمس الحسن صاحب ایڈیٹر مرسلہ محمد اقبال صاحب دہلی	عہ	رسالہ
۱۳۵	۹۱۶۱	منشی عبدالرزاق صاحب دیوبند	عا	زکوٰۃ
۱۳۶	۹۱۶۲	اللہ بندہ صاحب تیرواڑہ کیرانہ مظفرنگر	۸ر	فرخ طلبہ
۱۳۷	۹۱۶۳	امتیاز احمد صاحب پسر اعجاز احمد دیوبند	۲ر	عطاء
۱۳۸	۹۱۶۴	حافظ حنیف الدین صاحب دہلی	عہ	زکوٰۃ
۱۳۹	۹۱۶۶	محمد رمضان صاحب پوسٹ ماسٹر گوجرانوالہ	عـہ	متفرق تعمیر
۱۴۰	۹۱۶۷	رحیم بخش صاحب کارخانہ دار دہلی	للعہ	زکوٰۃ
۱۴۱	۹۱۶۸	اہلیہ صاحبہ عبدالصمد خانصاحب احمد منزل شیرکوٹ	ـعـہ	فرخ طلبہ
۱۴۲	۹۱۶۹	" " " "	ـعـہ	زکوٰۃ
۱۴۳	۹۱۷۱	محمد حبیب اللہ خانصاحب جیلر بدایوں	للعہ	"
۱۴۴	۹۱۷۲	نور احمد خانصاحب اورسیر لائلپور	ـعـہ	"
۱۴۵	۹۱۷۳	مرزا امام الدین صاحب نذیر احمد صاحب چونگی گر لاہور	ـعـہ	"
۱۴۶	۹۱۷۴	محمد عبدالرحمٰن خانصاحب بہادر خورجہ	ـعـہ	"
۱۴۷	۹۱۷۷	قاضی ایقان حسین صاحب مرادآباد	ـعـہ	"
۱۴۸	۹۱۷۸	محمد تحلیل صاحب معروف مئو شاہجہانپور	ـعـہ	"
۱۴۹	۹۱۷۹	غلام نبی صاحب مہردہموی انبالہ شہر	ـعـہ	"
۱۵۰	۹۱۸۰	حافظ اللہ دیا صاحب پیش امام " "	عہ	"
۱۵۱	۹۱۸۱	حاجی فتح محمد خاں صاحب ڈیرہ غازیخاں	عـعـہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۱۵۲	۹۱۸۲	عنایت خانصاحب ٹھیکیدار لدھیانہ	مہ	زکوٰۃ
۱۵۳	۹۱۸۳	منشی عبدالکریم صاحب نارنول ریاست پٹیالہ	۶	رسالہ
۱۵۴	۹۱۸۵	محمد اسحاق صاحب کرتپور بجنور	ـعـہ	زکوٰۃ
۱۵۵	۹۱۸۶	کے ایم عبدالجبار صاحب پرمنٹ مدراس	ـہ	وظیفہ متفرقات
۱۵۶	۹۱۸۷	ایچ ایم ایس عبدالرحمٰن صاحب " "	ـعـہ	"
۱۵۷	۹۱۸۸	ایم او پی ایم بادشاہ کمپنی " "	ـعـہ	"
۱۵۸	۹۱۸۹	حاجی عبدالرحیم محمد ابراہیم صاحبان " "	ـہ	"
۱۵۹	۹۱۹۰	عبداللہ عبدالرحیم صاحبان " "	ـعـہ	"
۱۶۰	۹۱۹۱	ملک ابراہیم صاحب " "	ـعـہ	"
۱۶۱	۹۱۹۲	ایم حاجی عبدالرحمٰن صاحب " "	ـعـہ	"
۱۶۲	۹۱۹۳	ایم عبدالعلی صاحب " "	ـعـہ	"
۱۶۳	۹۲۰۲	محمد انوار الحق صاحب امام مسجد تلی تال نینی تال	۸ر	فرخ طلبہ
۱۶۴	۹۲۰۳	محمد عالم صاحب آئس دالم گنج امرتسر	ـعـہ	زکوٰۃ
۱۶۵	۹۲۰۴	مولوی عطا محمد صاحب امام مسجد وزیرستان	للعہ	فرخ طلبہ
۱۶۶	۹۲۰۵	حاجی اللہ دیا صاحب انبالہ	عہ	زکوٰۃ بیچ خوان
۱۶۷	۹۲۰۶	عزیز الرحمٰن صاحب خطیب انجینئر سکول گجرات	للعہ	فرخ طلبہ
۱۶۸	۹۲۰۷	حکیم رمضان الحق صاحب محمدی کیمسٹری یکیم پور	۱۴ ر	زکوٰۃ
۱۶۹	۹۲۰۸	حافظ عبدالواحد صاحب رسلہ " "	۱۴ ر	"
۱۷۰	۹۲۰۹	انصار احمد خانصاحب " " " "	۵ ر	فرخ طلبہ
۱۷۱	۹۲۱۰	ملا حاجی اللہ بخش صاحب " " " "	۳ر	"
۱۷۲	۹۲۱۱	" " " " "	۱۵ر	"
۱۷۳	۹۲۱۲	مولوی فتح اللہ صاحب عباسی مہروندہ الہ آباد	۱۲ ر	"
۱۷۴	۹۲۱۳	حافظ عبدالرحمٰن صاحب جائس رائے بریلی	۱۳ ر	زکوٰۃ
۱۷۵	۹۲۱۴	بجانب جمعیۃ العلماء ہند مرسلہ مشرف اخلاق حسین صاحب نینی تال	للعہ	
۱۷۶	۹۲۱۵	صوفی بشیر احمد صاحب سرہند " " "	عہ	"
۱۷۷	۹۲۱۶	حاجی محمد احمد صاحب بخشی کمپنی دہلی	ـعـہ	"
۱۷۸	۹۲۱۷	عبدالحکیم خانصاحب بریسال	عہ	فرخ طلبہ
۱۷۹	۹۲۱۸	محمد زبیر صاحب سی سیکشن جی پی ذریعہ اے بی فورٹ روڈ	للعہ	"
۱۸۰	۹۲۱۹	عبدالرحمٰن صاحب امام مسجد سکنہ سائیپور بجنور	ـعـعـہ	"

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۵۴	۹۴۵۵	محمد صادق علی صاحب متولی مسجد الہ آباد	۸ر	فقر طلبہ
۳۵۵	۹۴۵۶	محمد اسد اللہ بیگ صاحب سررشتہ دار بسمت نگر دکن	عہ	زکوٰۃ
۳۵۶	۹۴۵۷	محمد نصیر الدین صاحب صدر مدرس ناندیڑ دکن	عــہ	״
۳۵۷	۹۴۵۸	جمعدار نصیر خاں صاحب ۲۲ بمبئی	۱۱ر	فقر طلبہ
۳۵۸	۹۴۵۹	״ رحمت علی صاحب ۲ سے بکری تو تھنگلائی	۱۲ر	״
۳۵۹	۹۴۶۰	سلطان میاں صاحب معرفت آل شو بارک ٹوپی گنج	صہ	״
۳۶۰	۹۴۶۱	محمد یعقوب صاحب معرفت حکیم محمد اسمٰعیل صاحب مالیر کوٹلہ	صہ	زکوٰۃ
۳۶۱	۹۴۶۲	بندہ صاحب رونق نگر معرفت قاری محمد اسمٰعیل صاحب دیوبند	صہ	فقر طلبہ
۳۶۲	۹۴۶۳	مولانا انور علی صاحب معرفت زین العابدین صاحب ودود	؏	عطاء
۳۶۳	۹۴۶۴	جناب شفیق الرحمن صاحب ״ ״	۲ر	״
۳۶۴	۹۴۶۵	سید عبد السمیع صاحب سید واڑہ جمیر پور	عــہ	״
۳۶۵	۹۴۶۶	مولانا حشمت علی صاحب قاسمی عربی بلند شہر	ے	زکوٰۃ
۳۶۶	۹۴۶۷	مستری محمد دین صاحب معرفت خیر الدین صاحب کوہ شملہ	صہ	فقر طلبہ
۳۶۷	۹۴۶۸	شاہ زین العابدین صاحب بلیماران دہلی	صہ	عطاء
۳۶۸	۹۴۶۹	محمد عبد الجلیل صاحب انسپکٹر آفیسر پورنیا	مہ	فقر طلبہ
۳۶۹	۹۴۷۰	قاری محمد صدیق صاحب بھوپال	۲ر	تبلیغ
۳۷۰	۹۴۷۱	عبد الحکیم خاں صاحب ״	ار	״
۳۷۱	۹۴۷۲	اکبر علی صاحب ریت گھاٹ ״	ار	״
۳۷۲	۹۴۷۳	محمد یوسف علی عبد الحفیظ سید راحت علی صاحبان ״	۷ر	״
۳۷۳	۹۴۷۴	ماسٹر یوسف علی صاحب دفتر حضور ״	۲ر	״
۳۷۴	۹۴۷۵	منشی کبیر الدین صاحب ״ ״	ار	״
۳۷۵	۹۴۷۶	منشی محمد اشرف خاں صاحب ״ ״	۲ر	״
۳۷۶	۹۴۷۷	منشی معین الدین صاحب ״ ״	ار	״
۳۷۷	۹۴۷۸	منشی سید سجاد علی صاحب ״ ״	ار	״
۳۷۸	۹۴۷۹	منشی عبد اللطیف خاں صاحب ״ ״	ار	״
۳۷۹	۹۴۸۰	حافظ عبد الرشید صاحب امام ״ ״	۲ر	״
۳۸۰	۹۴۸۱	مولوی عبد الغفور صاحب ״	عا	״
۳۸۱	۹۴۸۲	بابو مجتبیٰ احمد صاحب اڈیٹر ״	عہ	״
۳۸۲	۹۴۸۳	مولوی شمس الدین صاحب بھواڑہ ״	۲ر	״

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۳۸۴	۹۴۸۵	منشی محمد علی و نواب طاہر علی و عزیز الرحمن صاحبان بھوپال	۱۲ر	تبلیغ
۳۸۵	۹۴۸۶	منشی نذیر حسن صاحب ״	ار	״
۳۸۶	۹۴۸۷	طیب فارم کوہ مایہ کوٹ ״	۲ر	״
۳۸۷	۹۴۸۸	منشی عبد العزیز صاحب گلشن عالم ״	عــہ	״
۳۸۸	۹۴۸۹	اہلیہ صاحبہ منشی ״ ״ ״ ״	؏	״
۳۸۹	۹۴۹۰	منشی ہادی حسن صاحب ״	۲ر	״
۳۹۰	۹۴۹۱	قاضی عبد اللطیف صاحب ״	۴ر	״
۳۹۱	۹۴۹۲	حاجی محمد رضا علی خاں صاحب و اہلیہ حسن اکبری و انوار کی بیگم صاحبہ ״	ے	״
۳۹۲	۹۴۹۳	بیگم صاحبہ شوکت محل والدہ صاحبہ ״	ے	״
۳۹۳	۹۴۹۴	ملا امتیاز علی صاحب ״	۲ر	״
۳۹۴	۹۴۹۵	امید جہاں بیگم صاحبہ نواب زادہ رفیق اللہ خاں صاحب ״	۵ر	״
۳۹۵	۹۴۹۶	سردار میاں رؤف محمد خاں صاحب جاگیردار ״	؏	״
۳۹۶	۹۴۹۷	اہلیہ صاحبہ نور علی صاحب ״	ار	״
۳۹۷	۹۴۹۸	عبد الرشید صاحب ״	ار	״
۳۹۸	۹۴۹۹	محمد سلیمان صاحب ״	۲ر	״
۳۹۹	۹۵۰۰	منشی عبد الصمد صاحب سپرنٹ ״	۲ر	״
۴۰۰	۹۵۰۱	حاجی اظہار حسن و منشی منظور حسن و طاہر حسن و سید افتخار علی صاحبان ״	۱۴ر	״
۴۰۱	۹۵۰۲	حافظ محمد احمد و محمد ایوب صاحبان ״	۱۴ر	״
۴۰۲	۹۵۰۳	مولوی حامد حسین و محمد نور و فیض الحسن و عبد الرحمن صاحبان ״	عــہ ر	״
۴۰۳	۹۵۰۴	نذیر میاں صاحب ״	۲ر	״
۴۰۴	۹۵۰۵	مولوی رضو الدین صاحب ״	۴ر	״
۴۰۵	۹۵۰۶	جناب رجب علی صاحب ״	۸ر	״
۴۰۶	۹۵۰۷	مسٹر محمد حیات اللہ صاحب ״	عام	״
۴۰۷	۹۵۰۸	حافظ رشید احمد صاحب ״	۲ر	״
۴۰۸	۹۵۰۹	ڈاکٹر حکیم محمد اقبال حسین صاحب ״	۴ر	״
۴۰۹	۹۵۱۰	منشی عتیق الرحمن صاحب ״	للعہ	״
۴۱۰	۹۵۱۱	میر دبیر و میر الانشاء قاضی ماشر ولی محمد صاحب ״	؏	״
۴۱۱	۹۵۱۲	ہز ہائینس جنابہ بیگم صاحبہ ״	۵ـعہ	״
۴۱۲	۹۵۱۳	سردار میاں رشید محمد خاں صاحب ״	عہ	״

نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۹۹۱۵	کرامت حسین صاحب کہوٹہ راولپنڈی	عہ	عطا بہی خواہ
۹۹۱۶	شیخ محمد شریف صاحب 〃 〃	عہ	〃
۹۹۱۷	شیخ غلام رسول صاحب 〃 〃	عہ	〃
۹۹۱۸	عبد العزیز صاحب 〃 〃	عہ	〃
۹۹۱۹	محمد حنیف صاحب 〃 〃	عہ	〃
۹۹۲۰	تھو خانصاحب نان بائی 〃 〃	عہ	〃
۹۹۲۱	سرور صاحب بوٹ میکر 〃 〃	عہ	〃
۹۹۲۲	حاجی مولا بخش صاحب 〃 〃	[illegible]	〃
۹۹۲۳	اللہ دتہ کبابر 〃 〃	عہ	〃
۹۹۲۴	مستری فضل الٰہی صاحب 〃 〃	عا	〃
۹۹۲۵	راجہ محمد اکبر خانصاحب 〃 〃	عہ	〃
۹۹۲۶	مستری فضل دین صاحب 〃 〃	۸	〃
۹۹۲۷	مہرداد صاحب سیوک گارڈ 〃 〃	عہ	〃
۹۹۲۸	بشیر احمد خاں صاحب 〃 〃	عہ	〃
۹۹۲۹	شیخ محمد یٰسین صاحب 〃 〃	عہ	〃
۹۹۳۰	شیخ عبد الرحمٰن صاحب 〃 〃	عہ	〃
۹۹۳۱	راجہ خاں زمان خانصاحب دلال 〃	عہ	〃
۹۹۳۲	راجہ مکرم داد خانصاحب 〃 〃	عا	〃
۹۹۳۳	محمد زمان صاحب ایبٹ آباد ہزارہ	عہ	زکوٰۃ
۹۹۳۴	ڈاکٹر محمد رمضان خانصاحب 〃 〃	عہ	〃
۹۹۳۵	مولانا عبد الستار صاحب 〃 〃	عہ	〃
۹۹۳۶	ماسٹر رحمت اللہ خانصاحب 〃 〃	عہ	عطا
۹۹۳۷	ملک عبد الرحمٰن صاحب اینڈ سنز 〃 〃	[illegible]	زکوٰۃ
۹۹۳۸	مستری جمال الدین صاحب ہیڈ پائین 〃 〃	۵ عہ	عطا
۹۹۳۹	سلطان حسن علی صاحب جاگیردار 〃 〃	۵ عہ	〃
۹۹۴۰	حکیم بشیر حسین صاحب پنشنر 〃 〃	عہ	〃
۹۹۴۱	حاجی کریم بخش صاحب جنرل مرچنٹ 〃 〃	۵ عہ	زکوٰۃ
۹۹۴۲	حکیم حاجی عبد الہدی صاحب 〃 〃	عہ	عطا
۹۹۴۳	ماسٹر میر عبد اللہ صاحب 〃 〃	عہ	زکوٰۃ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۷۳۲	۹۹۴۴	قیمت گھڑی ایک صاحب خیر ایبٹ آباد ہزارہ	۵ عہ	عطا بہی خواہ
۷۳۳	۹۹۴۵	سید میر احمد شاہ صاحب بی اے ایل ایل بی وکیل کیمبل پور	ے	〃
۷۳۴	۹۹۴۶	عبد الخالق صاحب 〃	عہ	〃
۷۳۵	۹۹۴۷	قاضی محمد اسلم صاحب پنشنر 〃	ے	〃
۷۳۶	۹۹۴۸	بیون معرفت مولانا علیم الدین صاحب 〃	عہ	〃
۷۳۷	۹۹۴۹	محمد مشتاق حسین میر صاحب وکیل لائن 〃	عا	〃
۷۳۸	۹۹۵۰	شیخ نور محمد صاحب 〃	عہ	زکوٰۃ
۷۳۹	۹۹۵۵	شیخ محمد فاضل صاحب سوداگر مراد آباد	۵ عہ	〃
۷۴۰	۹۹۶۰	فضل حسین ابن کلن صاحب 〃	۵ عہ	〃
۷۴۱	۹۹۹۱	شیخ رفیع الدین صاحب اینڈ سنز بازار شاہی 〃	عہ	〃
۷۴۲	۹۹۹۲	منشی حامد حسن صاحب دیوبندی 〃	۵ عہ	〃
۷۴۳	۹۹۹۳	عزیز الرحمٰن صاحب اسوف صاحب حق ڈکی پشاور	عا	رسالہ
۷۴۴	۹۹۹۴	مصطفیٰ خانصاحب رامپور بجھگوان برانچ مئو الٰہ آباد	۵ عہ	قرض طلبہ
۷۴۵	۹۹۹۵	ماسٹر کمال الدین صاحب سکنڈ ماسٹر بہروال تحصیل لاہور	۱۰ ے	زکوٰۃ
۷۴۶	۹۹۹۶	غلام نبی صاحب کلرک ڈویژن ڈویزن گوجرانوالہ	عہ	〃
۷۴۷	۹۹۹۷	منیجر صاحب سفی یونانی دوا خانہ جودھپور	۵ عہ	〃
۷۴۸	۹۹۹۸	حافظ عبد الرزاق صاحب نمبردار ۔ لوادہ ۔ بجنور	۵ عہ	〃
۷۴۹	۹۹۹۹	سید عبد الرحیم صاحب زمیندار سجاول کراچی	۵ عہ	〃
۷۵۰	۱۰۰۰۰	سید محمد فرید صاحب میڈیکل آفیسر شہرت گڑھ	۵ عہ	〃
۷۵۱	۱۰۰۰۱	قاضی یار محمد محمد روشن صاحب زمیندار بالاستہ حیدرآباد سندھ	۵ عہ	〃
۷۵۲	۱۰۰۰۳	حاجی نظام الدین صاحب تاجر [illegible]	عہ	〃
۷۵۳	۱۰۰۰۵	والدہ صاحبہ ضیاء الحق صاحب [illegible]	عہ	[illegible]
۷۵۴	۱۰۰۰۶	شیخ شریف اللہ صاحب موضع کہارہ 〃 〃	عہ	عطا
۷۵۵	۱۰۰۰۷	امام بخش صاحب 〃 〃	عہ	〃
۷۵۶	۱۰۰۰۸	محمد حسن صاحب 〃 〃	عا	〃
۷۵۷	۱۰۰۰۹	عبد العزیز صاحب علوی 〃 〃	عا	〃
۷۵۸	۱۰۰۱۰	احمد خانصاحب ۔ داروغہ 〃 〃	عہ	〃
۷۵۹	۱۰۰۱۱	اہلیہ صاحبہ ملا اللہ بخش صاحب 〃 〃	عا	کتب قیمتی
۷۶۰	۱۰۰۱۲	ملا اللہ بخش صاحب 〃 〃	عہ	عطا بہی خواہ

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۸۱۹	۱۰۹۴	ڈاکٹر حبیب احمد صاحب بازار شیخان جالندھر	[illegible]	زکوٰۃ
۸۲۰	۱۰۹۵	ہاشم بھائی اسمٰعیل گورا صاحب ڈابھیل سورت	عہ	زکوٰۃ بہی خواہ
۸۲۱	۱۰۹۶	محمد سلیمان صاحب ڈابھیلیہ 〃 〃	۴/	〃
۸۲۲	۱۰۹۷	حسن یوسف صاحب دابچیا 〃 〃	عا	〃
۸۲۳	۱۰۹۸	حاجی حسین سلیمان پٹیل صاحب 〃 〃	۸/	〃
۸۲۴	۱۰۹۹	سلیمان ابراہیم نانا صاحب 〃 〃	عہ	〃
۸۲۵	۱۱۰۰	ابراہیم احمد اسحاق صاحب 〃 〃	۴/	〃
۸۲۶	۱۱۰۱	یوسف حاجی ابراہیم صاحب 〃 〃	۸/	〃
۸۲۷	۱۱۰۲	ایک اہل خیر صاحب 〃 〃	عا	〃
۸۲۸	۱۱۰۳	محمود ابراہیم صاحب گارڈی 〃 〃	۸/	〃
۸۲۹	۱۱۰۴	محمد یوسف وانچھ صاحب 〃 〃	عمر	〃
۸۳۰	۱۱۰۵	محمود محمد بسم اللہ صاحب 〃 〃	۳/	〃
۸۳۱	۱۱۰۶	مولوی حسن بسم اللہ صاحب 〃 〃	۸/	〃
۸۳۲	۱۱۰۷	مولوی محمد بسم اللہ صاحب 〃 〃	۴/	〃
۸۳۳	۱۱۰۸	محمد ابراہیم بسم اللہ صاحب 〃 〃	عمر	〃
۸۳۴	۱۱۰۹	احمد اینڈ سلیمان کوشہر یوالا 〃 〃	صہ	〃
۸۳۵	۱۱۱۰	احمد موسیٰ پانچ یہ صاحب 〃 〃	۳/	〃
۸۳۶	۱۱۱۱	یوسف احمد سفو صاحب 〃 〃	۴/	〃
۸۳۷	۱۱۱۲	یوسف ابراہیم گارڈی صاحب 〃 〃	لعہ	〃
۸۳۸	۱۱۱۳	احمد ابراہیم نانا صاحب 〃 〃	ے	〃
۸۳۹	۱۱۱۴	مولانا احمد بزرگ صاحب 〃 〃	صہ	〃
۸۴۰	۱۱۱۵	محمد اسمٰعیل صاحب 〃 〃	عہ	〃
۸۴۱	۱۱۱۶	مولوی عبدالشافی صاحب بہام 〃 〃	عہ	〃
۸۴۲	۱۱۱۷	حکیم سلیمان صاحب 〃 〃	عہ	〃
۸۴۳	۱۱۱۸	از ایک مسلم فنڈ راجپور 〃	[illegible]	〃
۸۴۴	۱۱۱۹	اسمٰعیل یوسف بام تی صاحب 〃 〃	۵/	〃
۸۴۵	۱۱۲۰	حافظ احمد ڈیڈ صاحب 〃 〃	ے	〃
۸۴۶	۱۱۲۱	یوسف جی احمد بامرجی صاحب 〃 〃	عہ	〃
۸۴۷	۱۱۲۲	محمد موسیٰ بلبلیہ صاحب 〃 〃	عہ	〃
۸۴۸	۱۱۲۳	عائشہ عبلای بلبند صاحبہ راجپور ۔ سورت	عا	زکوٰۃ بہی خواہ
۸۴۹	۱۱۲۴	سلیمان احمد 〃 صاحب 〃 〃	۸/	〃
۸۵۰	۱۱۲۵	احمد محمد بڑے گھر والے 〃 〃	۸/	〃
۸۵۱	۱۱۲۶	موسیٰ یوسف جی صاحب 〃 〃	صہ	〃
۸۵۲	۱۱۲۷	محمد اسمٰعیل نالہ 〃 صاحب 〃 〃	عہ	〃
۸۵۳	۱۱۲۸	حسن داؤد دستی صاحب 〃 〃	عا	〃
۸۵۴	۱۱۲۹	یوسف احمد صاحب چاندداد 〃 〃	عمر	〃
۸۵۵	۱۱۳۰	احمد ابراہیم قاضی صاحب 〃 〃	عمر	〃
۸۵۶	۱۱۳۱	مولوی احمد علی صاحب 〃 〃	عہ	〃
۸۵۷	۱۱۳۲	محمد ابراہیم صاحب 〃 〃	ے	〃
۸۵۸	۱۱۳۳	سلیمان صاحب 〃 〃	عا	〃
۸۵۹	۱۱۳۴	حافظ احمد یوسف کالوجی نیتین 〃	للعہ	〃
۸۶۰	۱۱۳۵	اسمٰعیل یوسف صاحب کفلیتہ 〃	صہ	〃
۸۶۱	۱۱۳۶	حاجی اسمٰعیل سلیمان 〃 〃	عا	〃
۸۶۲	۱۱۳۷	حافظ سلیمان محمود کالوجی موضع 〃 〃	ے	〃
۸۶۳	۱۱۳۸	حافظ احمد میاں بن مولوی اسمٰعیل صادق 〃	عمر	〃
۸۶۴	۱۱۳۹	حمدان پٹریہ صاحب 〃 〃	عہ	〃
۸۶۵	۱۱۴۰	مولانا محمد عالم صاحب ہیڈ ماسٹر گجرات	لعہ	〃
۸۶۶	۱۱۴۱	شیخ عبدالرحمٰن صاحب آنریری جنرل سکرٹری 〃	صہ	عطاء
۸۶۷	۱۱۴۲	میاں غلام احمد صاحب زین ساز کھیانہ	عا	〃
۸۶۸	۱۱۴۳	منشی دوست محمد صاحب محرر حاجی محمد اشرف صاحب 〃	عہ	〃
۸۶۹	۱۱۴۴	شیخ عبدالقیوم صاحب محلہ سید نیتیہ جھنگ	عہ	〃
۸۷۰	۱۱۵۱	منشی عبدالقیوم صاحب دوکاندار سہسپور بجنور	۲/	خرچ طلبہ
۸۷۱	۱۱۵۳	والدہ صاحبہ مولوی عطاء الرحمٰن صاحب عثمانی پانی پت کرنال	ے	زکوٰۃ 〃
۸۷۲	۱۱۵۴	سلطان رحمت اللہ خاں صاحب کنبھوری مظفرآباد	عا	رسالہ
۸۷۳	۱۱۵۷	حاجی سادات علی صاحب منجانب بلیخود انبالہ	عـہ	زکوٰۃ
۸۷۴	۱۱۵۸	عبدالرحمٰن صاحب موضع کلچن میرٹھ	عـہ	〃
۸۷۵	۱۰۶۰	حکیم حبیب الرحمٰن صاحب مکان ۱۳۱۳ دہلی	۸/	〃
۸۷۶	۱۰۶۱	مولانا عبدالغنی خاں صاحب اکبر پور بلند شہر	عہ	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۹۳۵	۱۰۲۶۱	مرزا فیاض بیگ صاحب دہلی	۱۴	زکوٰۃ	۹۶۴	۱۰۳۱۲	ایم آر الیس کلراہ قطب الدین صاحب دہلی	[illegible]	زکوٰۃ
۹۳۶	۱۰۲۶۲	کے بی رشید احمد صاحب 〃	عـہ	〃	۹۶۵	۱۰۳۱۳	محمد رفیع صاحب گھڑی والے 〃	ـہ	〃
۹۳۷	۱۰۲۶۳	حاجی فضل الٰہی و عبد السلام صاحبان 〃	عـہ	〃	۹۶۶	۱۰۳۱۴	شیخ محمد یوسف صاحب خضاب والے 〃	ـہ	〃
۹۳۸	۱۰۲۶۴	ایم فضل کریم و عبد الوحید صاحبان 〃	ے	〃	۹۶۷	۱۰۳۱۵	شیخ محمد امین صاحب صابن والے 〃	[illegible]	〃
۹۳۹	۱۰۲۶۵	حاجی محمد یحییٰ صاحب تاجر بٹن 〃	ـہ	تعمیر مرمت	۹۶۸	۱۰۳۱۶	حافظ محمد رفیع صاحب پٹنہ والے 〃	[illegible]	〃
۹۴۰	۱۰۲۶۶	شیخ محمد یوسف صاحب ذریعہ حاجی فضل دین صاحب	عـہ	زکوٰۃ	۹۶۹	۱۰۳۱۷	حافظ مولوی عبد الجلیل صاحب 〃	[illegible]	〃
۹۴۱	۱۰۲۷۷	شیخ عبد الحق صاحب باڑہ ہندو راؤ 〃	ـہ	〃	۹۷۰	۱۰۳۱۸	حاجی شمس الحق و ممتاز الدین صاحب چشمے والے 〃	[illegible]	〃
۹۴۲	۱۰۲۷۸	آغا مرزا صاحب حاطہ کرارا 〃	[illegible]	〃	۹۷۱	۱۰۳۱۹	شیخ احمد اللہ صاحب 〃 〃	[illegible]	〃
۹۴۳	۱۰۲۷۹	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب بزاز 〃	عـہ	〃	۹۷۲	۱۰۳۲۰	حافظ رحمت الٰہی صاحب 〃	ـہ	〃
۹۴۴	۱۰۲۸۰	شیخ محمد یٰسین و محمد یونس صاحبان 〃	ـہ	〃	۹۷۳	۱۰۳۲۱	حاجی محمد یوسف صاحب گھڑی والے 〃	[illegible]	〃
۹۴۵	۱۰۲۸۱	نواب علی صاحب دوکاندار رودلی بارہ بنکی	عا	عطاء، اہی خواہ	۹۷۴	۱۰۳۲۲	حاجی محمد صدیق صاحب 〃	عا	〃
۹۴۶	۱۰۲۸۲	خدا بخش و بندو میاں صاحبان 〃 〃	عا	〃 〃	۹۷۵	۱۰۳۲۳	شیخ احمد صاحب ٹیلہ سوت والے 〃	ما ر	〃
۹۴۷	۱۰۲۸۳	محمد سعید صاحب تاجر چرم 〃 〃	[illegible]	〃 〃	۹۷۶	۱۰۳۲۴	شیخ غیاث الدین صاحب 〃	[illegible]	〃
۹۴۸	۱۰۲۸۴	چھدامی و خدا بخش صاحبان 〃 〃	[illegible]	〃 〃	۹۷۷	۱۰۳۲۵	〃 محمد الدین صاحب 〃	ـہ	〃
۹۴۹	۱۰۲۸۵	الٰہی صاحب موضع بکرایا 〃 〃	[illegible]	〃 〃	۹۷۸	۱۰۳۲۶	〃 محمد تقی صاحب اینڈ سنس 〃	عا	〃
۹۵۰	۱۰۲۸۶	صابر علی صاحب 〃 کرما 〃 〃	[illegible]	〃 〃	۹۷۹	۱۰۳۲۷	شیخ رحمت الٰہی محمد بلال صاحب 〃	عا	〃
۹۵۱	۱۰۲۸۷	حامد حسین صاحب کلکٹری 〃	[illegible]	〃 〃	۹۸۰	۱۰۳۲۸	حافظ عبد المتین صاحب کٹہرہ قطب الدین 〃	ـہ	〃
۹۵۲	۱۰۲۸۸	احمد علی صاحب دوکان دار رودلی شریف 〃	عا	〃 〃	۹۸۱	۱۰۳۲۹	حاجی محمد ہارون صاحب کپڑے والے 〃	عا	〃
۹۵۳	۱۰۲۹۷	محمد ایوب صاحب تاجر غلہ 〃 〃	عا	رسالہ	۹۸۲	۱۰۳۳۰	جمیل الرحمٰن صاحب معرفت 〃 〃	[illegible]	〃
۹۵۴	۱۰۲۹۱	بابو حبیب اللہ صاحب اینڈ سنس [illegible]	ے	زکوٰۃ	۹۸۳	۱۰۳۳۱	شیخ محمد تقی صاحب کپڑے والے 〃	ـہ	〃
۹۵۵	۱۰۳۰۲	مولوی محمد الیاس صاحب تاجر کلاہ 〃	[illegible]	〃	۹۸۴	۱۰۳۳۴	حاجی عبد الرزاق صاحب کوٹھی علیخاں 〃	[illegible]	〃
۹۵۶	۱۰۳۰۳	حاجی عبد السلام صاحب مونگہ والے 〃	[illegible]	〃	۹۸۵	۱۰۳۲۳	استاد ادبی خاں بلیماران 〃	[illegible]	〃
۹۵۷	۱۰۳۰۳	شیخ محمد حسن محمد صدیق صاحبان 〃	[illegible]	〃	۹۸۶	۱۰۳۲۴	حاجی حنیف الدین صاحب پیرکھ والے 〃	[illegible]	〃
۹۵۸	۱۰۲۹۵	شیخ مولا بخش صاحب 〃	ے	〃	۹۸۷	۱۰۳۲۵	قاری محمد عثمان صاحب 〃	[illegible]	〃
۹۵۹	۱۰۳۰۹	حاجی عبد الستار صاحب معرفت خان بہادر ستار ساکن میرٹھ 〃	ـہ	فی طلبہ	۹۸۸	۱۰۳۳۲	شیخ رکن الدین صاحب نواڑ والے 〃	[illegible]	〃
۹۶۰	۱۰۳۰۸	شیخ رشید احمد صاحب 〃	ـہ	زکوٰۃ	۹۸۹	۱۰۳۲۷	شیخ مشتاق احمد صاحب قمر الدین صاحب 〃	ما ر	〃
۹۶۱	۱۰۳۰۹	حاجی میاں جان و احمد جان صاحبان 〃	[illegible]	〃	۹۹۰	۱۰۳۲۸	شیخ محمد سعید صاحب 〃	[illegible]	〃
۹۶۲	۱۰۳۱۰	حاجی عبد العزیز و محمد اسحاق صاحبان 〃	[illegible]	〃	۹۹۱	۱۰۳۲۹	حاجی محمد یحییٰ صاحب 〃	ما ر	〃
۹۶۳	۱۰۳۱۱	شیخ محمود و محمد خلیل صاحبان سوت والے 〃	[illegible]	〃	۹۹۲	۱۰۳۴۰	حافظ محمد عثمان صاحب جیلانی برخاں 〃	[illegible]	〃

نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد	نمبر شمار	نمبر رسید	اسمائے گرامی عطا کنندگان	رقم	مد
۹۹۳	۱۰۳۴۱	محمد ابراہیم محمد امین صاحبان صدر بازار دہلی	عـہ	زکوٰۃ	۱۰۲۲	۱۰۳۷۳	شیخ محمد ادریس صاحب باڑی دہلی	صر	زکوٰۃ
۹۹۴	۱۰۳۴۲	شیخ محمد ابراہیم ولد شیخ بخش الٰہی صاحب "	صر	"	۱۰۲۳	۱۰۳۷۴	شیخ محمد دین محمد احمد صاحب "	صر	"
۹۹۵	۱۰۳۴۳	حافظ محمد رفیع صاحب کلکتہ والے "	مصـ	"	۱۰۲۴	۱۰۳۷۵	شیخ کرم الٰہی صاحب "	عا	"
۹۹۶	۱۰۳۴۴	منشی عبدالغنی صاحب از دوکان حاجی فضل الٰہی صاحب "	مـہ	"	۱۰۲۵	۱۰۳۷۶	" محمد صدیق عبدالمجید صاحب "	عـہ	"
۹۹۷	۱۰۳۴۵	شاہجہاں پوری ہوٹل "	۸ر	"	۱۰۲۶	۱۰۳۷۷	مسماۃ غلام فاطمہ ذریعہ چودہری محمد بخش صاحب "	ماصہ	"
۹۹۸	۱۰۳۴۶	شیخ محمد عارف صاحب اینڈ کو "	عـہ	"	۱۰۲۷	۱۰۳۷۸	ایس بی ہدایت اللہ خاں صاحب "	عا	قرض طلبہ
۹۹۹	۱۰۳۴۷	حافظ عبدالسلام صاحب اینڈ سنس "	عـہ	"	۱۰۲۸	۱۰۳۷۹	عبدالسلام و عبداللہ صاحبان "	سلے	زکوٰۃ
۱۰۰۰	۱۰۳۴۸	" محمد یوسف محمد ایوب صاحبان "	عـہ	"	۱۰۲۹	۱۰۳۸۰	احمد نواب صاحب "	عـہ	"
۱۰۰۱	۱۰۳۴۹	حاجی محمد اشفاق محمد رفیع صاحبان "	مر	"	۱۰۳۰	۱۰۳۸۱	محمد عابدین صاحب تانے والے "	صہ	"
۱۰۰۲	۱۰۳۵۰	" عبدالرحیم محمد عثمان صاحبان "	مـہ	"	۱۰۳۱	۱۰۳۸۲	حاجی محمد اسمٰعیل صاحب "	ماصہ	"
۱۰۰۳	۱۰۳۵۱	منجانب مسلمانان بڑگاؤں بڑگاؤں	عہ	خویہ عطایی	۱۰۳۲	۱۰۳۸۳	حاجی فضل دین صاحب "	مالر	"
۱۰۰۴	۱۰۳۵۵	محمد علی و رونق علی صاحبان رودلی بارہ بنکی	صہ	"	۱۰۳۳	۱۰۳۸۴	محمد احمد صاحب سادہ کار "	سہ	"
۱۰۰۵	۱۰۳۵۶	عبدالرحمن محمد نوح صاحبان " "	کہ	"	۱۰۳۴	۱۰۳۸۵	حافظ نور احمد صاحب محمد شفیع صاحب "	صر	"
۱۰۰۶	۱۰۳۵۷	ایم جمیل صاحب اینڈ سنز دہلی	صہ	زکوٰۃ	۱۰۳۵	۱۰۳۸۶	حاجی رفیع الدین و نواب الدین صاحبان "	صہ	زکوٰۃ
۱۰۰۷	۱۰۳۵۸	حافظ احسان اللہ محمد امین صاحبان "	عا	"	۱۰۳۶	۱۰۳۸۷	حافظ عبداللطیف صاحب "	عا	"
۱۰۰۸	۱۰۳۵۹	عزیز صاحب اینڈ سنز "	صر	"	۱۰۳۷	۱۰۳۸۸	محمد سعید صاحب ذریعہ حاجی فضل دین و رفیع الدین صاحبان "	سـہ	"
۱۰۰۹	۱۰۳۶۰	محمد صالحین ولد حاجی عبدالکریم صاحب "	ـر	"	۱۰۳۸	۱۰۳۸۹	محمد اسمٰعیل صاحب "	عـہ	"
۱۰۱۰	۱۰۳۶۱	مسعود برادر "	عا	"	۱۰۳۹	۱۰۳۹۰	مستری اللہ دتا صاحب آہنگر جھنگ	عـہ	خویہ عطایی
۱۰۱۱	۱۰۳۶۲	بابو زکا اللہ صاحب لیس والے "	ـــ	"	۱۰۴۰	۱۰۳۹۲	اللہ بخش صاحب ولد محمد بخش صاحب "	ـر	"
۱۰۱۲	۱۰۳۶۳	جمال الدین صاحب کمپنی "	مر	"	۱۰۴۱	۱۰۳۹۳	کرم الٰہی صاحب محمد عنایت صاحب "	مـر	"
۱۰۱۳	۱۰۳۶۴	شرایف کمپنی سوت والے "	ـر	"	۱۰۴۲	۱۰۳۹۴	محمد بخش محمد مراد صاحب "	لـہ	"
۱۰۱۴	۱۰۳۶۵	بابو محمد عمران صاحب "	ـر	"	۱۰۴۳	۱۰۳۹۵	میاں خدا بخش صاحب آہیر "	۸	"
۱۰۱۵	۱۰۳۶۶	محمد زکی صاحب "	ـ	"	۱۰۴۴	۱۰۳۹۶	حاجی علی محمد محمد غوث صاحبان چنیوٹ	سے	"
۱۰۱۶	۱۰۳۶۷	مولانا حاجی احمد حسن صاحب "	مر	"	۱۰۴۵	۱۰۳۹۷	شیخ محمد وارث صاحب "	عـہ	زکوٰۃ
۱۰۱۷	۱۰۳۶۸	محمد یعقوب صاحب "	ـر	"	۱۰۴۶	۱۰۳۹۸	میاں محمد شفیق ولد حاجی مولا بخش صاحب "	صر	"
۱۰۱۸	۱۰۳۶۹	حکیم کمپنی سوت والے "	عا	"	۱۰۴۷	۱۰۳۹۹	حاجی محمد حیات الٰہی بخش صاحبان "	ـا	"
۱۰۱۹	۱۰۳۷۰	ایس ایم احمد بمبئی والے "	۱۲	"	۱۰۴۸	۱۰۴۰۰	شیخ عبدالمجید صاحب "	سے	"
۱۰۲۰	۱۰۳۷۱	شیخ محمد شفیع صاحب گنڈک والے "	لـہ	"	۱۰۴۹	۱۰۴۰۱	محمد صدیق حاجی امیر الدین صاحبان کراچی	ـہ	زکوٰۃ
۱۰۲۱	۱۰۳۷۲	حافظ مشتاق احمد صاحب گوجرانوالے "	ـ	"	۱۰۵۰	۱۰۴۰۲	عبدالصمد حاجی لعل محمد صاحب بھرانہ - تھانہ	صر	عطاء

چنانچہ اسی تکثیر جماعت کے معیار پر امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صلوٰۃ فجر میں اسفار افضل قرار پایا ہے تغلیس سے بلکہ ہر نماز میں تاخیر مستحب ہے بجز مغرب کے کہ اسمیں تحفظ حدود ہے بوجہ تنگی وقت۔ پھر اسی لئے تارک جماعت کو گمراہ اور منافق کہا گیا اگرچہ وہ نماز گھر میں پڑھے گویا اجتماعیت ہی معیار اخلاص ٹھہر گیا۔ ولو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ھذا المختلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم۔ (مشکوٰۃ ص۹۵)

پھر جماعت کے اخروی منافع فرمائے گئے کہ ہر خطوہ پر حط سیئہ و رفع درجہ ہو اسی لئے صحابہ فرماتے ہیں وما یتخلف عنہا الا منافق معلوم النفاق ولقد کان الرجل یؤتی بہ یھادی بین الرجلین حتی یقام فی الصف (مشکوٰۃ ص۹۵)

اور اسی لئے تارک جماعت کو احراق کی خواہش ظاہر فرمائی کہ ان کے گھروں کو آگ لگادوں۔ مگر بچوں کا خیال ہے اور جبکہ احراق عذاب جہنم ہے تو گویا انھیں دنیا ہی میں جہنم میں ڈھکیل دینے کا منشا ظاہر فرمایا مگر وہ معصوم بچوں کے طفیل میں چھوڑ دیئے گئے۔

اجتماعات۔ پھر اسی اجتماعیت کے معیار سے یوم جمعہ افضل الایام قرار پایا کہ اسمیں تمام امور عظام ایسے ہی پائے گئے جو اجتماعیت اور جمعیت کی شان لئے ہوئے تھے جمعہ کی روح جمعیت و اجتماعیت تھی اس لئے وہ تمام ایام سے افضل ہو گیا کہ ان میں یہ شان نہ تھی۔ چنانچہ اول تو اس نام ہی سے اجتماعیت کی طرف اشارہ ہے۔ جمعہ کے معنی لغت میں المجموع فیہ کے ہیں اس کا موضوع جمع و اجتماع کا وقوع ہے۔ چنانچہ اس میں جتنے اہم امور پیش آئے ان سب میں یہ جمع و اجتماع کی شان موجود ہے۔ فیہ جمع خلقۃ آدم یعنی مٹی جمع کرائی گئی، یا خلقۃ جمع کی گئی اور پتلا تیار کیا گیا۔ پھر آدم علیہ السلام جمعہ ہی کو پیدا کئے گئے۔ یعنی زندہ ہوئے۔ اسی یوم میں انکا دخول جنت ہوا۔ یہاں بھی جمعیت ہے۔ ملائکہ مقربین کے ساتھ، نعم کے ساتھ اور درجات عالیہ کے ساتھ اقتران۔ وفیہ اھبط۔ کہ اسمیں جمعیت اولاد سامنے آئی و فیہ تیب علیہ کہ یہ اقتران بالرحمۃ ہے اور اقتران بالملأ الاعلیٰ ہے اور ساتھ ہی معیۃ الٰہی ہے جو تمام جمعیتوں اور اجتماعیتوں کی اصل اصول ہے اور اسی لئے اس وصول الی اللہ کو صوفیا جمع کہتے ہیں۔ وفیہ جمع مع حواء۔ وفیہ مات و ھو الاجتماع مع المقربین۔ والجمع التام مع اللہ الکریم۔ وفیہ تقوم الساعۃ کہ وہ اجتماع خلائق کا سب سے بڑا اور سب سے آخری مظاہرہ ہوگا یوم یجمع اللہ الرسل اور رسل ائمہ خلائق ہونگے تو فرمایا یوم ندعو کل اناس بامامھم پس یہ یوم۔ یوم مجمع الخلائق اور مجمع الامم کا مصداق بھی ہے جسے اجتماعیت کلیہ کہنا چاہیئے کہ کوئی فرد بھی اس اجتماعیت سے الگ نہ رہ سکیگا۔ پھر چونکہ حق تعالیٰ نے اس یوم میں جمعیت و اجتماعیت کی شان رکھی تھی اس لئے اسکا منشا تھا کہ بنی آدم اس دن کو میری اجتماعی عبادت کے لئے خاص کردیں اور ہفتہ بھر میں سب ملکر یہ دن مجھے دیدیں۔ چنانچہ اس نے اپنے اس منشا کو مخفی رکھکر اقوام کا امتحان لیا کہ آیا کوئی اس دن پر پہنچتا ہے یا نہیں اور اس کی فضیلت کو پاتا ہے یا نہیں؟ تو یہود سے خطاب کیا کہ انتخاب کرو انھوں نے یوم السبت کا انتخاب کیا کہ یہ یوم فراغ ہے جمعہ کے دن تخلیق تمام ہو چکی تھی۔ نصاریٰ نے یوم الاحد اختیار کیا کہ اس میں تخلیق کی ابتدا ہوئی ہے۔ لیکن جن وجوہ کی بنا پر انھوں نے انتخاب ایام کیا ان میں سے ایک میں بھی اجتماعیت کی شان نہ تھی۔ کیونکہ فراغت تو یکسوئی ہے نہ کہ اجتماع اور ابتدا کسی چیز کی جامع نہیں ہوتی کیونکہ جامعیت تو انتہا پر ہوتی ہے جبکہ تکمیل کا درجہ آجائے۔ اس ...

فروعی ہوتا ہے اور فروعی اختلاف باعث تیسیر ہے۔ بہرحال یہ اصولی اختلاف جس کا نتیجہ عداوت و تفریق باہمی ہے ایک ایسا خطرناک مہلکہ ہے جس سے حضرات انبیاء علیہم السلام تک نے سخت خوف کھایا ہے۔ حضرت ہارونؑ اس سے دوسرے خود ہی معترف ہیں۔ یا ابن ام لا تأخذ بلحیتی ولا برأسی انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشرکین کا وجود بحالت شرک گوارا کیا جا سکتا ہے لیکن فتنۂ باہمی اور اختلاف و شقاق قابل برداشت نہیں۔ یعنی مسلم و کافر بھی رہیں تو صلح باہمی سے رہیں آپس کی خانہ جنگی سے نہ رہیں تو پھر مسلم مسلم کی باہمی جنگ تو انبیاء کو کیسے گوارہ ہو سکتی ہے۔ گویا سلسلہ معاشرت باہمی کا کفر نزاع و خلاف ہے کیونکہ معاشرۂ اسلامی کی روح ہے اجتماعیت اور تحزب و شقاق کی زد براہ راست اسی روح پڑتی ہے اس لئے اس روح کو فنا کرنے والے کافر پکارے گئے گویا آپس میں لڑنے والے کافر معاشرت ہیں۔ اسی لئے حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔

لا ترجعوا من بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض۔ اور ہارون علیہ السلام کی طرح آپ نے بھی اس اختلاف سے خوف کھایا ہے۔ واللہ ما اخشی علیکم الفقر ولکن اخشی علیکم من بعدی زھرۃ الدنیا تفتح علیکم فتھلککم کما اھلکتھم تحاسدون ثم تباغضون ثم تدابرون۔

اس حدیث میں خلاف و نزاع سے خوف کھاتے ہوئے منشاء نزاع و جدال پر بھی مطلع فرما دیا ہے کہ وہ زینت دنیا اور اس میں انہماک ہے جس میں گھر جانے کا طبعی نتیجہ جدال و قتال ہے جیسا کہ آج یورپ میں یہ نقشہ آنکھوں سے نظر آ رہا ہے اور آج سے چند صدی پیشتر مسلم اقوام میں بھی اسی وجہ سے دکھائی دے چکا ہے۔ دوسری حدیث میں اسی جدال و نزاع باہمی پر خوف کھاتے ہوئے اس کے ایک دوسرے منشاء پر مطلع فرمایا ہے ارشاد ہے۔ و انما اخاف علی امتی الائمۃ المضلین واذا وضع السیف فی امتی لم یرفع عنھا الی یوم القیامۃ۔

اس میں فتنۂ اختلاف کا منشاء گمراہ کن بادیوں کی خود غرضیاں ہیں جو اپنے جاہ اور بقاء امامت و ریاست کیلئے عوام کو ایک دوسرے سے لڑاتے رہتے ہیں جس کا نقشہ امت مسلمہ میں موجود رہا ہے اور اب بھی ہے اس سے واضح ہوا کہ امت کا یہ جدال و قتال خواص سے چلیگا اور خواص کا باہمی تحاسد حب ریاست ہوگا اور اسی سے امت کے عوام کا سمع و طاعت بھی واضح ہوا۔ کیونکہ اگر وہ خواص کی ساتھ حسن ظن و عقیدت رکھکر ان کی پیروی نہ کریں تو یہ پارٹی بندی نمایاں کیسے ہو۔ پس مضلین کا حب جاہ اور عوام کا اتباع اسکا سبب ہوگا۔ غرض جدال و قتال کے دو منشاء بتلائے گئے۔ حب مال اور حب جاہ جس کا حاصل اقتیاح الی الدنیا ہے تاکہ ان سے بچکر اختلاف باہمی سے بچ سکیں اور اس کی ضد غناعن الناس و غنا عما فی ایدی الناس کو اختیار کر کے توافق باہمی کی سبیل کر سکیں۔ بہرحال اس اجتماعیت کو جو در حقیقت اجتماعیت مسلکی ہے اور جسے اجتماعیت نظری کہہ سکتے ہیں اسلام نے اصل واساس اسلام قرار دیا ہے اور اس سلسلۂ اجتماع سے نکل جانے کو خروج عن الاسلام سے تعبیر کیا ہے ارشاد نبوی ہے۔

من فارق الجماعۃ شبراً فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ۔ (مشکوٰۃ ۳۱م)

ایک اصولی لائن اور ایک مرکزی نقطہ پر جمع ہو جاتی ہے ۔

اجتماعیت نظری پس اسلام نے پہلے تو اجتماعیت نظری پیدا کی کہ سب انسان نظر و فکر اور اعتقاد و خیال کے تشتت سے بچیں اور ان کا قبلۂ نظر و فکر ایک ہو تاکہ وہ تفرق و تحزب پارٹی سسٹم اور گروہ بندیوں کے عذاب سے نجات پائیں ۔ جس کو ہم اتحاد ملی سے تعبیر کر سکتے ہیں اور جس کی ضد احزاب و اختلاف اور جدال و شقاق ہے ۔ چنانچہ اس اتحاد فکری اور اس کی ضد تفرق کو جسکا ثمرہ عداوت باہمی ہے قرآن کریم نے کھولتے ہوئے تمام دنیا کی اقوام کو خطاب کیا ہے کسی ایک ملک یا فرقہ یا قوم کو نہیں بخلاف دوسرے مذاہب کے کہ انکی تبلیغ اور پیغام رسانی وطنوں اور قوموں کے ساتھ محدود ہے کیونکہ اُن مذاہب کی کتب اس قسم کی جامعیت کی کوئی تصریح نہیں کرتیں ۔ مثلاً گوتم بدھ کی کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صرف برہمو سماج کی اصلاح کے لئے آئے تھے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (توراۃ) انکا بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہونا بتلاتی ہے ۔ اسی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی کتاب ۔ اُن کے بنی اسرائیل کی بھیڑوں کی رہنمائی کیلئے تشریف لانے کو ظاہر کرتی ہے[1] لیکن حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ پر نازل شدہ کتاب آپ کا سارے عالم اور تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث ہونا بتاتی ہے اور ایسا دعویٰ ہے جو کسی دوسری آسمانی کتاب نے نہیں کیا ۔ چنانچہ قرآن کریم کے خطابات تمام انسانوں کو ہیں ۔

یا ایہا الناس قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ۔ یا ایہا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم ۔ یا ایہا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شیٔ عظیم ۔ یا ایہا الناس ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الحیٰوۃ الدنیا ۔ یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وغیرہ قرآن کریم نے رسول کو خطاب کر کے اس جامعیت افراد عالم کی تصریح کی ہے فرمایا وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا ۔ تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیرا ۔ قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ۔ پھر اسی تفریق سارے ہی انسانوں کو کہ فرمایا ۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ۔ کہیں فرمایا ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیٔ کہیں اختلاف کو خلاف رحمت فرمایا ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ۔ اختلاف کو خسف وغیرہ کی طرح عذاب بتلایا ۔ وھو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض ۔ دوسری جگہ اس تفرق سے بچنے کے لئے طومتی حکم دیا ۔ ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءھم البینات واولٰئک لھم عذاب عظیم ۔

اس سے وہ اختلاف خود بخود خارج ہو گیا جو وضوح بینات سے قبل کا ہے جسکو اجتہادی اختلاف کہتے ہیں کہ یہ اختلاف

---

[1] کمانی کتاب سفر اسلام بجانب اقوام مصنفہ زید و جدی ترجمہ حلیم انصاری مطبوعہ حمیدیہ سٹیم پریس لاہور صفحہ ۱۹ ۔

( ) سرخ نشان

مدت خریداری ختم ہونیکی علامت ہے

اگر آپ کے اس ماہ کے رسالہ میں سرخ نشان بنا ہوا ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپکا چندہ اسی ماہ جمادی الاولیٰ کے ساتھ ختم ہوگیا۔

لہٰذا۔ آپ سے درخواست ہے کہ اپنا چندہ مبلغ دو روپیے ۱۰ جمادی الثانی تک بذریعہ منی آرڈر عنایت فرماکر شکرگذاری کا موقع دیں۔ اور اپنے رسالہ کی سرپرستی کا سلسلہ جاری رکھیں۔

اس نازک دور میں جبکہ کاغذ کی گرانی اور نایابی کیوجہ سے بہت سے ماہنامے بند ہوچکے ہیں اور بہت سے خطرے میں گھرے ہوئے ہیں آپ کے رسالہ کے معیار میں ادنیٰ فرق بھی پیدا نہیں ہونے دیا گیا ہے اور بفضلہ تعالیٰ انتہائی زیرباری کے باوجود تمام مشکلات کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کیا جارہا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی اسکی حیثیت میں کوئی کمی نہ پیدا ہونے دی جائیگی۔ لیکن یہ یاد رکھئے کہ اس وقت دارالعلوم کو زیرباری سے بچانا اور اس کی زیادہ سے زیادہ امداد کرنا ہر مسلمان کے ذمہ ہمت پر فرض ہے۔

ماہنامہ "دارالعلوم" کی امداد کرنا در اصل "دارالعلوم" کی امداد کرنا ہے اور اس کی امداد کا طریقہ یہ ہے کہ آپ خود بھی بدستور اس کے معاون رہیں اور اپنے حلقۂ اثر سے چند جدید خریداروں کا چندہ بھی بھجوائیں تاکہ اس ہوشربا گرانی کا مقابلہ کیا جاسکے۔

(نوٹ) اگر جمادی الثانی کے رسالہ کی اشاعت سے قبل آپکا چندہ بذریعہ منی آرڈر وصول نہ ہوا یا کوئی گرامی نامہ نہ آیا تو ہم سمجھیں گے کہ آپ چندہ بذریعہ دی۔ پی ادا کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا جمادی الثانی کا رسالہ بذریعہ دی پی حاضر ہوگا۔ امید ہے کہ دی۔ پی وصول فرماکر اپنی اس ملی امانت کو زیرباری سے بچائیں گے۔ کیونکہ ہر دی۔ پی کی واپسی پر دارالعلوم کو ۳۰ آنے کا نقصان برداشت کرنا ہوگا۔

(ناظم ماہنامہ دارالعلوم)

خیر القرون کے بعد جہاں علماء حق تھے علماء سو بھی ان کے دوش بدوش پیدا ہو گئے اور وحی الٰہی کی تاویل اور اس کے اصل منشا میں تحریف و تغییر کا بازار گرم ہو گیا۔ محدثین کے مقابلہ میں معتزلی آئے۔ ان کے جواب میں اشاعرہ محدثین پیدا ہو گئے۔ اشاعرہ کی بعض جزئیات سے ماتریدیوں نے اختلاف کیا۔ دولت عباسیہ کے دور میں چونکہ یونان و فارس کے تراجم سامنے آئے۔ پارسی عیسائی یہودی ہر سمت سے اٹھے اور عقائد و مسائل اسلامی پر بیباکی سے نکتہ چینی شروع کی جس نے بڑھ کر فتنۂ اعتزال کی صورت اختیار کر لی۔ اس سیلاب میں عوام سے لیکر حکومت تک بہ گئی۔ خود خلیفۂ مامون عباسی اس میں مبتلا ہوا۔ علماء حق امام احمد ابن حنبلؒ جیسے حضرات ائمۂ حق حبس و اسارت میں کئی سال پریشان رہے۔ بالآخر حضرت عبد العزیزؒ کے دست مبارک پر حق تعالیٰ نے ایک عظیم الشان مناظرہ میں جو باب خلافت میں واقع ہوا حق کو باطل سے ممتاز فرمایا اور فتنۂ اعتزال فرو ہوا

دوسرا ایک ہنگامہ خیز دور یوسف ابن تاشفین کے زمانہ میں جو صحرائے اعظم افریقہ کے خاندان مرابطین کا ایک اولو العزم فرمانروا ہے پیدا ہوا جس میں امام غزالیؒ کی احیاء العلوم کو جلایا گیا اور مقابلہ میں موحدین کا گروہ سامنے آیا۔ نصف صدی تقریباً اس ہنگامہ میں گذری۔

ہندوستان کا دور اکبری بھی اسی کی مثال ہے جس میں ہندو مت نے تمام شعائر اسلامی کے خلاف قدم اٹھایا۔ اسم اسلامی کے ساتھ رسم ہنودی کی اشاعت کی۔ ایک صدی تقریباً اسی حالت پر گذر گئی۔ غالباً جہانگیر کے عہد میں پھر ایک جماعت حقہ مقابلہ میں صف آرا ہوئی۔ حضرت باقی باللہ کے فیض یافتہ متوسلین جن میں حضرت مجدد سرہندی رح کی ذات ممتاز ہے سامنے آئی اور اس قدر سخت مجاہدوں سے احیاء علوم کے لئے دوچار ہوئے کہ نتیجہ میں اکبر جیسے ہادم دین بادشاہ کا پوتا عالمگیر جیسا حامی دین پیدا ہوا۔

دولت مغلیہ کے آخری دور میں پھر خاندان ولی اللّٰہی کے خوشہ چین علما سامنے آئے۔ حضرت سید احمدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ جیسے حضرات مجاہدین حق نے اپنی علمی و عرفانی ضیا پاشیاں کیں اور الحمد للہ کہ یہ سلسلہ آج تک موجود ہے۔ حضرت قاسم العلوم مولانا محمد قاسم نانوتوی رح اور حضرت اقدس مولانا رشید احمد محدث گنگوہیؒ جیسے اکابر نے علماء سوء کے مقابلہ میں اپنی مجاہدانہ اور حق کوش مساعی سے ایسی حقانیت پاش مثالیں پیش کیں کہ امت اسلامیہ اس امتنان سے بلا واسطہ یا بالواسطہ عہدہ برا نہیں ہو سکتی۔ علوم مشرقیہ دینیہ کا یہ اسلامی مرکز دارالعلوم جس کے صفحات جریدہ کے لئے یہ پارینہ داستان پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں خود میرے بیان کی محکم شہادت ہے کہ آج امت اسلامیہ کا کوئی گوشہ دارالعلوم اور اس کے اکابر حقہ کے احسان سے سر برا نہیں۔ اور اس حقیقت کا اعتراف بھی ناگزیر ہے کہ اس مرکز دینی کے خوشہ چین تلامذہ بھی الحمد للہ کہ اپنی اکثریت میں علماء حق ہی ہیں حضرت اقدس شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ حضرت مولانا احمد حسن امروہیؒ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی

وہ ارباب عقل جو کھڑے ہوکر بیٹھکر اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے خدا کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں (پکار اٹھتے ہیں) خداوندا تونے یہ سارا نظام بیکار نہیں پیدا کیا۔ بلاشبہ تیری ذات ہر ایک عیب سے پاک ہر ایک کمی سے بلند و بالا ہے۔ لہذا ہمیں عذاب نار سے محفوظ رکھ۔"

<u>ضرورت جستجو</u>۔ ہم اخلاق و ملکات کے باطنی نظام کی تلاش میں نہ پڑتے اگر یہ اخلاق انسانیت کا جزو اعظم نہ ہوتے مگر جبکہ انسانیت کا مدار انہیں اخلاق پر ہے تو آنکھ۔ ناک۔ کان وغیرہ مادی اعضاء سے زیادہ ان اخلاق کی اصلاح، درستی، اور ترقی کی فکر کرنا لازم ہے۔ اور ان سے غفلت بلاشبہ ایسی مضر ہے جیسے اپنے اعضاء ظاہری سے غفلت بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ اگر آنکھ پھوٹ جائے۔ ناک کٹ جائے۔ ہاتھ ٹوٹ جائے۔ کان بہرے ہو جائیں تو ہماری انسانیت میں فرق نہیں آتا لیکن اگر عقل۔ ارادہ۔ عدل۔ شجاعت وغیرہ اوصاف و اخلاق میں سے کوئی نہ رہے تو لامحالہ ہماری انسانیت ختم ہو جاتی ہے۔ ہم صرف ایک قالب رہجاتے ہیں جو انسانیت سے عاری ہو۔

کیا ہم اس نظام مقدس کو عقل و تجربہ سے معلوم کر سکتے ہیں؟

عقل و تجربہ کے متعلق جو کچھ عرض کیا گیا۔ وہ اس سوال کا جواب نفی میں دیتا ہے۔ ایک بڑی دشواری یہ ہے کہ عقل و تجربہ سے کسی چیز کو معلوم کرنے کے لئے مدت درکار ہے۔ اور پھر بھی یقین نہیں ہوتا کہ ہم حقیقت کی تہ تک پہونچ گئے اور اخلاق و ملکات کے نظام معلوم کرنے کے لئے اگر ہم کسی تجربہ کا انتظار کریں تو گویا اس وقت تک کے لئے ہم اپنی انسانیت کو معطل کرکے ان بدترین نتائج کے لئے خود کو پیش کر رہے ہیں جو جہالت اور انسانیت کے ان عظیم الشان اجزاء سے غفلت کی بنا پر مرتب ہونے چاہئیں۔ لہذا خالق ذوالجلال اور فاطر حق نے نوع انسان پر ایک دوسرا احسان فرمایا۔

منتخب بندوں کو فوق العادت۔ روحانی قوت عطا فرما کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔

ان حضرات نے اس نظام مقدس کی وہ تمام چیزیں (دیکھ کر یا اپنے بھیجنے والے سے اطلاع پاکر) نوع انسان کو بتا دیں جن کی نوع انسان کو اخلاقی اور روحانی زندگی کے لئے ضرورت تھی۔

یہ انبیاء علیہم السلام عقل و تجربہ سے نہیں۔ بلکہ اطلاع اور مشاہدہ سے اس نظام مقدس کی تصویر ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔

اطباء۔ غذاؤں اور دواؤں کے سائنس دان۔ عناصر اور مادیات کے اثر اور تاثیر کو عقل یا تجربہ سے بتلاتے ہیں۔ یہ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں اور تجربہ کرتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام ہمارے افعال۔ اعمال۔ ہمارے اقوال اور معاملات وغیرہ کے اثر کی اطلاع دیتے ہیں کونسا فعل کس طرح کرنا چاہئے۔ کونسی بات ہمارے اخلاق پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ کونسا کلمہ روح کے لئے مفید یا مضر ہے۔ کس چیز کا کھانا اخلاق پر اچھا یا برا اثر ڈالتا ہے۔ ان چیزوں کا بتانا۔ انبیاء علیہم السلام کا کام ہے۔